ہر بدھ کو روزنامہ اسلام کے ساتھ شائع ہوتا ہے

روزنامہ اسلام

خواتین کا اسلام

72
بدھ 3 ربیع الثانی 1425ھ مطابق 21 جولائی 2004ء

ہمارے درمیان کبھی ناراضگی کی نوبت نہیں آئی

حضرت مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ کی اہلیہ محترمہ اُمّ عمران صاحبہ کی خواتین کا اسلام سے خصوصی گفتگو

بروقت فیصلہ

یہی لہو ابتداء ہے میری

DIL BOLA... Pakola

Rs.20

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

درسِ قرآن و حدیث

خباثت

مولانا محمد اسلم شیخوپوری

آج کے درس کے آغاز سے قبل دو باتوں کا جان لینا اس پورے سلسلۂ درس کی اہمیت اور افادیت سمجھنے کے لیے مناسب ہوگا، پہلی بات یہ کہ تمام مذاہب میں عموماً اور اسلام میں خصوصاً اخلاق کو بہت زیادہ اہمیت دی گئی ہے، یہاں تک کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اخلاق حسنہ کی تعلیم کو اپنی بعثت کا مقصد بتایا ہے، اچھے اخلاق سے اللہ کی رضا حاصل ہوتی ہے، دشمن کو دوست، اجنبی کو اپنا اور کفار کو ایمان کے قریب لانے میں بھی اچھے اخلاق کلیدی کردار ادا کرتے ہیں جبکہ آج مسلمانوں کی عملی زندگی کا جائزہ لیا جائے تو یوں محسوس ہوتا ہے کہ ان کی اکثریت کی عملی زندگی سے اخلاقِ حسنہ خارج ہو کر رہ گئے ہیں اور ان کی جگہ برے اخلاق نے لے لی ہے، جھوٹ، وعدہ خلافی، خیانت، بغض وعداوت، غیبت اور بدگوئی عام ہوگئی ہے۔ اس اخلاقی تنزل اور ابتری کی وجہ سے ''درسِ قرآن وحدیث'' میں زیادہ تر اخلاق ہی کو زیرِ بحث لایا جاتا ہے، آج کل اخلاقِ قبیحہ کے بارے میں سلسلہ وار درس جاری ہے، جس کے لیے یہ طریقہ اختیار کیا گیا ہے کہ کسی ایک خلق کو بطورِ عنوان مقرر کیا جاتا ہے اور پھر اس کے بارے میں قرآن کریم کی وہ آیات اور احادیث جن میں اس کا ذکر آیا ہوتا ہے وہ بیان کی جاتی ہیں، اگر صحابہ کرام یا مشہور علماء اور صلحاء نے اس خلق کے بارے میں کچھ فرمایا ہو تو ان کے آثار واقوال لکھے جاتے ہیں اور ممکن ہو تو آخر میں اس کے نقصانات بھی بتائے جاتے ہیں۔

دوسری بات یہ جان لیں کہ ان دروس کی ترتیب اور تحریر میں سعودیہ سے شائع شدہ اور وہاں کے معتبر علماء کی ایک کمیٹی کی مرتب کتاب سے استفادہ کیا جاتا ہے، بارہ جلدوں میں شائع ہونے والی اس کتاب کا نام ''نضرة النعیم فی اخلاق الرسول الکریم'' ہے۔ کسی دوسری کتاب میں بھی اگر موضوع کی مناسبت سے کوئی مفید بات یا پُر اثر واقعہ نظر آجائے تو اسے بھی لے لیا جاتا ہے۔

ان دو تمہیدی باتوں کے بعد اب آیئے ہم آج کے عنوان کے بارے میں کچھ گفتگو کر لیں، خبث اور خباثت ہر قسم کی ردی اور ناپسندیدہ چیز کو کہا جاتا ہے، خبیث کا لفظ طیّب کی ضد کے طور پر استعمال ہوتا ہے، کفر اور حرام پر بھی خبیث کا اطلاق ہوتا ہے، وہ دعا تو آپ سب کو یاد ہوگی جو بیت الخلاء میں داخل ہونے سے پہلے پڑھی جاتی ہے ''اللھم انی اعوذبک من الخبث والخبائث'' اس دعا میں ''خبث'' سے مراد کفر اور ''خبائث'' سے مراد شیاطین ہیں۔

ایک حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر ''خبث'' دوا کے استعمال سے منع فرمادیا ہے، دوا میں خباثت دو وجہ سے ہوسکتی ہے، ایک نجاست کی وجہ سے جو کہ حرام ہے جیسے شراب، بول و براز اور ہر قسم کی نجاستیں۔

دوسری وجہ کسی دوا کو خبیث کہنے کی اس کا بدمزہ اور بدذائقہ ہونا ہے، اس معنی کے اعتبار سے ''خبیث دوا'' کے استعمال سے منع کرنے کی وجہ یہ ہوگی کہ کڑوی کسیلی اور بدمزہ دوا کا استعمال کرنا بعض طبیعتوں پر بڑا شاق گزرتا ہے، اسی لئے لہسن اور پیاز کھا کر مسجد میں آنے سے منع فرمایا گیا ہے اور انہیں خبیث قرار دیا گیا ہے، ظاہر ہے کہ یہ دونوں پاک اور حلال ہیں، لیکن ان کی بدبو اور ذائقے کی وجہ سے انہیں خبیث کہا گیا ہے۔

قرآن کریم میں خبیث کا لفظ متعدد معانی میں استعمال ہوا ہے۔

۱۔ ردی اور برے کے معنی میں...... سورۂ نساء/۲ میں یتیموں کے ورثا سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا گیا ہے کہ ''یتیموں کے عمدہ اور پاک مال کو اپنے ردی اور برے مال سے نہ بدلو۔''

۲۔ حرام کے معنی میں...... سورۂ مائدہ/۱۰۰ میں ہے ''حرام اور حلال برابر نہیں ہوسکتے، اگرچہ تمہیں حرام کی کثرت اچھی لگے۔''

۳۔ کافر کے معنی میں...... سورۂ آل عمران/۱۷۹ میں ہے ''لوگو! جب تک اللہ ناپاک (کافر) کو پاک (مومن) سے الگ نہ کردے گا مومنوں کو اس حال میں جس میں تم ہو ہرگز نہیں رہنے دے گا۔''

۴۔ کلمہ کفر کے معنی میں...... سورۂ ابراہیم/۲۶ میں ہے ''ناپاک بات (کلمہ کفر) کی مثال ناپاک درخت کی سی ہے۔'' (کہ اس کی نہ جڑ مضبوط ہے نہ شاخیں بلند ہیں)

۵۔ بداصل کے معنی میں...... سورۂ اعراف/۵۸ میں ہے ''جو زمین پاکیزہ ہے اس میں سے سبزہ بھی پروردگار کے حکم سے نفیس ہی نکلتا ہے اور جو خراب (بداصل) ہے اس میں سے جو کچھ نکلتا ہے ناقص ہوتا ہے۔''

۶۔ نقصان دہ کے معنی میں...... سورۂ اعراف/۱۵۷ میں ہے ''اللہ تعالیٰ کے نبی ان کے لیے پاک چیزوں کو حلال کرتے ہیں اور ناپاک ''نقصان دہ'' چیزوں کو ان پر حرام کرتے ہیں۔''

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اپنے ارشادات میں خبیث کے لفظ کو مختلف معانی میں استعمال فرمایا ہے، لیکن زیادہ تر یہ لفظ گندگی، گناہ، حرام، فساد، خرابی اور میل کچیل کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔ مثال کے طور پر صحیح بخاری کی ایک حدیث میں ہے کہ آپ سے سوال کیا گیا کہ ''کیا صلحاء کی موجودگی کے باوجود ہم اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ہلاک ہوجائیں گے؟ تو آپ نے فرمایا ''ہاں جب خبائث عام ہوجائے گی'' اس حدیث میں خباثت کا لفظ حرام، گندگی اور گناہ کے معنی میں آیا ہے۔

صحیح مسلم میں ہے کہ آپ نے فرمایا ''بخار کو گالی نہ دو کیونکہ یہ انسانوں کے گناہوں کا ازالہ کردیتا ہے جیسے کہ بھٹی لوہے کی خباثت (میل کچیل) کو دور کردیتی ہے۔''

اردو زبان میں ''خبیث'' گندے، بدباطن اور شریر انسان کو کہا جاتا ہے اور ظاہر ہے کہ اسلامی تعلیمات کے اعتبار سے پلید اور بدباطن ہونا جہنمیوں کی صفت ہے، جنت میں ایسے لوگوں کے لیے کوئی جگہ نہیں، امام ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ''اللہ تعالیٰ نے اس شخص پر جنت کو حرام کردیا ہے جس کے دل میں نجاست اور خباثت پائی جاتی ہے، کوئی خبیث شخص جنت میں داخل نہیں ہوسکتا، جس شخص کی فطرت میں خباثت پائی جاتی ہو جیسے کہ کافر ہے وہ تو کبھی بھی جنت میں داخل نہیں ہوسکتا، لیکن جس کے اندر عارضی طور پر خباثت ہو جیسے کہ گناہ گار مسلمان تو وہ اس خباثت سے پاک ہونے کے بعد دخولِ جنت کا حقدار ٹھہرے گا، پاک ہونے کی دو صورتیں ہیں ایک تو یہ کہ وہ دنیا میں توبہ کرلے، دوسری یہ کہ اسے پاک کرنے کے لیے کچھ عرصہ جہنم میں رکھا جائے پھر بہشت میں داخل کردیا جائے۔''

آخر میں ایک اہم امر کی طرف متوجہ کرنا چاہتا ہوں وہ یہ کہ بعض حضرات خصوصاً والدین اور اساتذہ چھوٹی چھوٹی باتوں پر بچوں کو خبیث کہہ دیتے ہیں، یہ عادت بہت بری ہے اور اسے جلد از جلد چھوڑ دینا چاہئے۔

میرے اللہ! پراگندہ حالی سے محفوظ فرما

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَوَسْوَسَۃِ الصَّدْرِ وَ شَتَاتِ الْاَمْرِ، اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنْ شَرِّ مَا تَجِیْئُ بِہِ الرِّیْحُ. (ترمذی)

ترجمہ: اے میرے اللہ! میں تیری پناہ چاہتی ہوں، عذاب قبر سے اور دل کے وسوسوں سے اور پراگندہ حالی سے اور پناہ چاہتی ہوں ہواؤں کے شر اور ان کے برے اثرات وعواقب سے۔

اِسلامی طرزِ معاشرت

دینِ اسلام ہمیں جامع نظامِ حیات عطا کرتا ہے۔ اس دین نے اپنے ماننے والوں کو زندگی کے ہر مرحلے کے لئے طور طریقے، رنگ ڈھنگ، اسلوب اور اعمال بتائے ہیں، زندگی کا کوئی گوشہ ایسا نہیں جسے تشنہ چھوڑا گیا ہو۔ بعینہٖ یہی کیفیت گھریلو طرز معاشرت کی ہے۔ کوئی بھی مسلمان جو صدق دل سے اللہ تعالیٰ کو اپنا سچا معبود اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی و رسول مانتا ہے تو وہ جب بھی اپنے لئے دینی یا دنیوی معاملات میں رہنمائی چاہے تو اس کے ایمان کا تقاضا ہے کہ وہ قرآن و حدیث، سیرت رسول اور اسوۂ صحابہ کی طرف رجوع کرے۔ یہ حقیقت ہے کہ جب ہم اپنی گھریلو معاشرت کو جانچنے اور پرکھنے کے لئے اسلام کے دورِ اول کی طرف رجوع کرتے ہیں، سیرت رسول اور سیرت، صحابہ و صحابیات کا مطالعہ کرتے ہیں تو اسلام کا طرز معاشرت ایک متوازن خاندانی نظام کے طور پر سامنے آتا ہے۔ کوئی بھی معاشرہ اگر انہی اصولوں کو اپنے مدنظر رکھے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بتائے اور سکھائے تو ناممکن ہے کہ وہ معاشرہ انسانیت کا پیکر، اوروں کے لئے نمونہ اور مثال نہ ہو۔...... آیئے دیکھتے ہیں کہ وہ خاص طرز معاشرت کیا ہے جو اس دنیا میں ہمیں سکون و راحت عطا کرتا ہے...... حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''کامل ایمان والا وہ شخص ہے جس کے اخلاق سب سے اچھے ہوں اور تم میں سے بہتر وہ ہیں جو اپنی عورتوں کے لئے سب سے بہتر ہوں۔'' ایک دوسری حدیث میں ہے کہ ''میں تم سب سے زیادہ اپنے گھر والوں کے لئے بہتر ہوں۔'' حضرت معاویہ بن حیرہ قشیری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ یارسول اللہ! ہم میں سے کسی کی بیوی کا اس کے شوہر پر کیا حق ہے؟ آپ نے فرمایا جب تو کھائے تو اس کو بھی کھلائے اور جب تو پہنے تو اس کو بھی پہنائے اور چہرے پر مارنے سے اجتناب کر اور اس کی برائی نہ کر اور گھر کے علاوہ (غصہ ناراضگی کی وجہ سے) کہیں اور مت چھوڑ'' خود آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پوری زندگی اپنی ازواج کے ساتھ حسنِ معاشرت، عمدہ اخلاق اور محبت و ایثار سے بسر ہوئی، اپنے اہل خانہ کے ساتھ انتہائی درجہ کے لطف و اخلاق سے پیش آتے۔ باہمی الفت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا چوں کہ کم عمر تھیں اس لئے انصار کی بچیوں کو ان کے پاس بھیج دیتے تاکہ حضرت عائشہ ان کے ساتھ کھیل کود لیں، کبھی یوں ہوتا کہ حضرت عائشہ تکیہ لگا کر بیٹھ جاتیں اور آپ کی باندی آپ کو کھیل دکھلاتی اور ان کے بارے میں بتلاتی۔ یہ واقعہ تو بہت معروف ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دو مرتبہ مدینہ کے ویرانے میں حضرت عائشہ سے دوڑ کا مقابلہ فرمایا پہلی مرتبہ حضرت عائشہ بازی لے گئیں اور دوسری مرتبہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم۔ ایک مرتبہ امہات المؤمنین میں سے ایک اماں جان چولہے کی آگ جلانا چاہ رہی تھیں مگر آگ نہیں جل رہی تھی۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اماں جان کو ایک طرف کر کے خود آگ جلا کر دی، اس حالت میں کہ گیلی لکڑیوں کا دھواں آپ کے چہرہ انور پر پھیل رہا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آدمی کو اپنے گھر والوں میں بچے کی طرح ہونا چاہئے، لیکن جب اس سے مطالبات کئے جائیں تو مرد کامل ثابت ہو۔

تعمیر فکر

ایک مرتبہ ایک شخص خلافت فاروقی کے دور میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا تاکہ اپنی زبان دراز بیوی کے خلاف شکایت کرے، جب وہ حضرت عمر کے دروازے پر آیا تو سنا کہ حضرت عمر کی اہلیہ نامناسب انداز میں باتیں کر رہی ہیں، لیکن عمر خاموش ہیں تو اس نے دل میں کہا کہ یہاں تو خلیفۃ المسلمین بھی اس مسئلے سے دوچار ہیں، وہ واپس جانے لگا تو حضرت عمر نے اسے بلا بھیجا اور پوچھا کہ کیا بات ہے؟ تو آنے والے نے کہا میں تو اپنی بیوی کی شکایت لے کر آیا تھا جب میں نے آپ کی بیوی کو بھی ایسا ہی پایا تو واپس پلٹ گیا تو حضرت عمر نے فرمایا کہ میری بیوی کے جو مجھ پر حقوق ہیں ان کی وجہ سے میں اس کی باتوں کو درگزر کر دیتا ہوں پہلا تو یہ کہ وہ میرے اور جہنم کے درمیان آڑ ہے، اس سے میرا دل پرسکون ہو جاتا ہے...... دوسرا یہ کہ جب گھر سے باہر جاتا ہوں تو وہ میری آبرو کا خیال کرتی اور میرے مال کی حفاظت کرتی ہے...... تیسرا یہ کہ وہ میری کپڑے دھوتی ہے...... چوتھا یہ کہ وہ میرے بچوں کی نگہبان ہے...... پانچواں یہ کہ وہ میرے لئے روٹی پکاتی ہے۔ یہ باتیں سن کر اس آدمی نے کہا کہ یہ معاملہ تو میرے ساتھ بھی ہے، جب آپ درگزر سے کام لیتے ہیں تو میں کیوں نہ درگزر سے کام لوں۔ امیر المؤمنین سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ فرمایا عورتوں پر ایسے کاموں کا بوجھ نہ ڈالو جو ان کی طاقت سے زیادہ ہو، اس لئے کہ عورت ایک مہکتا ہوا پھول ہے، ایک مرتبہ حضرت صعصعہ نے خلیفۂ راشد و مہدی سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ سے بطور مزاح کہا ہم آپ کو عقل مند کیسے سمجھیں کہ جب آدھا انسان آپ پر غالب ہے (حضرت معاویہ کی اہلیت فاختہ بنت قرضہ گھریلو معاملات میں حضرت معاویہ پر غالب تھیں) تو خلیفۃ المسلمین نے فرمایا ''عورتیں شریف و کریم لوگوں پر غالب آجاتی ہیں اور کمینہ صفت لوگ عورتوں پر غالب آجاتے ہیں۔'' حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ جلیل القدر صحابی رسول ہیں۔ ایک مرتبہ اپنی اہلیہ کو مخاطب کر کے کہنے لگے جب تو مجھے غصہ میں دیکھے تو تُو مجھے اپنی نرمی و محبت سے ٹھنڈا کر دے اور جب میں تجھے غصہ میں دیکھوں تو میں بھی تجھے ٹھنڈا اور خوش کر دوں (اس طرح ہماری زندگی ہنسی خوشی گزرے گی) ورنہ ہم اکٹھے زندگی بسر نہیں کر سکیں گے۔

یہ چند ایک جھلکیاں ہیں، ان سے اندازہ کیجئے کہ قرونِ اولیٰ میں مرد حضرات اپنی تمام تر علمی جلالت، سیادت اور رعب و دبدبے کے باوجود اپنے گھروں میں نہایت نرم خو، خوش فہم اور معاملے کو صحیح نہج پر استوار کرنے والے تھے۔ بے شک بہت سے لوگ بڑے عالم ہوتے تھے، لیکن ان پر یبوست نہیں چھائی ہوتی تھی، وہ لوگ رعب و دبدبے کے مالک ہوتے تھے، لیکن گھر کے افراد ان سے بے تکلف گفتگو کر سکتے تھے، اس کی سب بڑی وجہ یہ تھی کہ ان حضرات کا ظاہر و باطن ایک ہوتا تھا...... اوپر جو باتیں عرض کی گئی ہیں، اس کا یہ مطلب بھی نہیں کہ خواتین کا شوہروں کے حقوق پامال کرنے کا لائسنس مل گیا ہے بلکہ وہ بھی اپنے معاملے میں اللہ کے ہاں اسی طرح جواب دہ ہیں جس طرح کہ مرد......
اللہ ہمیں دین متین کا صحیح فہم عطا فرما دیں۔

والسلام
محمد احمد حافظ

خط و کتابت کا پتہ ''خواتین کا اسلام'' دفتر روزنامہ اسلام ناظم آباد 4 کراچی
ای میل: islamforwomen@hotmail.com فیکس: 021-6622240 فون: 021-6683301

خواتین کا اسلام اب انٹر نیٹ پر بھی
www.dailyislam.net.pk

دورانِ وضو اگر مسوڑھوں سے خون آجائے:

سوال: بعض دفعہ دوران وضو کلی کرتے ہوئے مسوڑھوں سے خون آنا شروع ہوتا ہے جو کبھی جلدی رک جاتا ہے اور کبھی پاؤں دھونے تک جاری رہتا ہے۔ میں اس کے بند ہونے کا انتظار کروں یا وضو مکمل کرلوں؟ (ایضا)

جواب: اگر یہ خون معمولی سا ہے تو صحتِ وضو میں مانع نہیں اور اگر تھوک پر غالب یا تھوک کے برابر ہے تو وضو میں مانع ہوگا۔ لہٰذا وضو روک کر اس کے بند ہونے کا انتظار کیجئے۔

نمازی کے سامنے اگر آئینہ آویزاں ہو:

سوال: کمرے کی دیوار میں اگر آئینہ لگا ہوا ہو تو اس کمرے میں نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ (ایضا)

جواب: اگر آئینہ سامنے قبلہ رخ آویزاں ہو اور اس کی طرف توجہ جاتی ہو جس سے نماز میں خلل ہوتا ہو تو اس کے سامنے نماز پڑھنا مکروہ ہے اور اگر دائیں بائیں یا پیچھے کی طرف ہے تو کوئی کراہت نہیں۔

چھ تولہ سونا اور نقدی میں زکوٰۃ کا حکم:

سوال: ایک عورت کے پاس چھ تولہ سونا ہے، چاندی کچھ نہیں، دو تین ہزار روپے کی رقم تھی جو کسی کو قرض دے دی اب صرف سونا ہے یا سو پچاس روپے، جیب خرچ، کیا اس پر زکوٰۃ ہے؟ (ایضا)

جواب: اس پر زکوٰۃ فرض ہے سونے کی قیمت لگوا کر نقد رقم اس میں جمع کرے اور مجموعہ کی زکوٰۃ ادا کرے، جو رقم قرض دے رکھی ہے اس پر بھی زکوٰۃ ہے، چاہیں حاضر مال کے ساتھ ساتھ نقد ادا کرتے رہیں اور چاہیں تو وصول ہونے کے بعد گزشتہ تمام سالوں کی اکٹھی ادا کردیں۔

زکوٰۃ کن اموال میں ہے؟

سوال: سونے کے ساتھ ساتھ درج ذیل سامان بھی موجود ہے: جہیز میں دیئے گئے کپڑے، برتن، فرنیچر، بستر، ان میں فرنیچر زیر استعمال ہے، کپڑوں میں چودہ پندرہ سوٹ سلے ہوئے ہیں، چھ ان سلے، ان کی زکوٰۃ کا کیا مسئلہ ہے؟ (ایضا)

جواب: اموال زکوٰۃ صرف چار ہیں، سونا، چاندی، مال تجارت، نقدی، لہٰذا سونے کے سوا سوال میں مذکور اشیاء میں سے کسی پر زکوٰۃ فرض نہیں۔ اگر سونے کے ساتھ کچھ نقدی بھی ہو، خواہ تھوڑی سی مقدار میں ہو تو سونے کی قیمت لگا کر اس میں نقدی جمع کریں، اگر مجموعہ ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت کے برابر یا اس سے زائد ہو تو مجموعہ پر زکوٰۃ فرض ہے۔

جو سونا سسرال والوں نے پہنایا اس کی زکوٰۃ کس پر ہے؟

سوال: جو سونا سسرال والوں نے لڑکی کو پہنایا، اس کی زکوٰۃ کس کے ذمہ ہے؟ واضح رہے کہ یہ سونا حق المہر میں شامل نہیں، نہ ہی نکاح نامہ میں درج ہے۔

جواب: سسرال والے شادی کے موقع پر جو سونا لڑکی کو پہناتے ہیں اور بوقت ضرورت اس سے اتار لیتے ہیں یہ لڑکی کی ملک نہیں۔ اس کی زکوٰۃ سسرال والے خود ادا کریں گے۔ ہاں اگر واقعۃً سونا لڑکی کی ملک کردیں تو زکوٰۃ بھی لڑکی پر عائد ہوگی۔

مخصوص ایام کے بعد رسنے والی رطوبت کا حکم:

سوال: مخصوص ایام ختم ہوتے ہی عورت کو سفید سی رطوبت خارج ہونا شروع ہوجاتی ہے، اس کے متعلق شرعی حکم کیا ہے؟ کیا اس سے وضو ٹوٹ جاتا ہے؟ اور کپڑے پر لگ جائے تو دھونا ضروری ہے؟ جبکہ ڈاکٹری نقطہ نگاہ سے یہ ایک فطری چیز ہے۔ ہر جوان عورت سے اس کا اخراج ضروری ہے، اور یہ تولیدی صحت کی علامت ہے..... فرمایئے ایک ایسی چیز جو فطری ہے، پاک ہونے کی علامت ہے، جسے کنٹرول کرنا بھی ممکن نہیں ناپاک اور ناقضِ وضو کیونکر ہوسکتی ہے؟ حج و عمرہ پر جانے والی عورت کو بحالت احرام یہ عارضہ پیش آجائے تو وہ کیا کرے؟

مولانا مفتی محمد ابراہیم صادق آبادی

جواب: سبیلین (آگے یا پیچھے کی راہ) سے جو چیز بھی خارج ہو وہ ناقض وضو ہے۔ لما قال صلی اللہ علیہ وسلم الوضوء مما خرج و لیس مما دخل (بیہقی ص: ۱۱۶، ج: ۱) لہٰذا ماہواری بند ہونے پر جو سفیدی رستی ہے اس سے وضو ٹوٹ جائے گا اور کپڑا بھی ناپاک ہوجائے گا۔ یہ دلیل کوئی وزن نہیں رکھتی کہ یہ چیز فطری ہے جسے کنٹرول کرنا ممکن نہیں اور یہ کہ پاک ہونے کی علامت ہے۔ پیشاب پاخانہ بھی فطری چیزیں ہیں، ان کے ناقض وضو ہونے سے کس کو اختلاف ہے؟ اگر یہ چیزیں قابو سے باہر ہوجائیں یعنی بے اختیار کسی کا پیشاب نکل جائے تو کیا اس سے وضو نہیں ٹوٹے گا؟ پاکی کی علامت انقطاعِ حیض ہے نہ کہ یہ رطوبت۔ حج و عمرہ میں بحالت احرام کسی عورت کو یہ عارضہ پیش آجائے تو بھی وہی حکم ہے جو عام حالات میں ہے کہ کپڑا دھو کر پاک کرے اور استنجا وضو کرکے نماز ادا کرے۔ اس سے احرام میں کوئی فرق نہیں آئے گا، بار بار کپڑا دھونے اور وضو کرنے میں گو مشقت زیادہ ہے مگر اجر و ثواب بھی تو زیادہ ہے اور اگر یہ رطوبت کسی وقت اس کثرت سے رسنا شروع ہوجائے کہ اس کے بغیر اختصار کے ساتھ فرض نماز پڑھنا بھی ممکن نہ ہو تو مریضہ معذور قرار پائے گی جس کا حکم یہ ہے کہ نماز کا وقت داخل ہونے پر ایک بار وضو کرلے اور پورے وقت میں اس وضو سے جتنی نمازیں چاہے پڑھتی رہے اس عذر کے سبب یہ وضو نہ ٹوٹے گا، معذور کے احکام کی تفصیل بہشتی زیور میں ملاحظہ کیجئے۔

دیور سے پردہ:

سوال: شرعی پردہ کرنا کوئی مشکل کام تو نہیں لیکن بعض اوقات ہماری اپنی بے اعتدالیوں کے سبب کچھ مشکلات پیش آجاتی ہیں مثلاً ایک ہی گھر میں غیر شادی شدہ دیور موجود ہے۔ اس کے سامنے کھانا پکانا گھریلو کام کاج یا سردی ہو تو آگ سینکنا جائز ہے؟ جبکہ وہاں دیور کی والدہ اور بہنیں بھی موجود ہوں؟ (ہمشیرہ محمد ابراہیم)

جواب: دیور کی موجودگی میں یہ سب کام جائز ہیں لیکن پردہ کے ساتھ، کام کاج کے دوران گھونگٹ نکال کر رکھیں، بولنے میں بھی احتیاط کریں، ہنسی مزاح دیور کی طرف سے بھی احتیاط ضروری ہے۔

الماری میں کپڑے لٹکانا:

سوال: کمرے میں الماریاں ہیں، ان کی شیلفوں میں کپڑے لٹکانا جائز ہے یا نہیں؟ (ایضا)

جواب: جائز ہے۔

عورت کا مرد ڈاکٹر سے علاج کروانا:

سوال: تین برس پہلے کا واقعہ ہے کہ میرا چند ماہ کا حمل ضائع ہوگیا، کسی معالج نے مشورہ دیا کہ ایسے موقع پر رحم کی صفائی ضروری ہے۔ میرے خاوند چونکہ فوج میں ہیں اس لئے وہ مجھے فوجی ہسپتال لے گئے۔ لیکن وہاں ایک عورت کی زبانی معلوم ہوا کہ یہاں صفائی آپریشن وغیرہ مرد ڈاکٹر کرتے ہیں۔ میں نے خاوند کی منت کی کہ کسی دوسرے ہسپتال میں لے جاکر لیڈی ڈاکٹر سے میرا علاج کرائیں، مگر یہ کہہ کر انہوں نے ٹال دیا کہ وہاں اخراجات زیادہ ہوں گے۔ وہ چھوڑ کر چلے گئے، میں روتی رہی، اللہ تعالیٰ سے معافی مانگتی رہی۔ انہوں نے مجھے بیہوش کردیا پھر صفائی کی، اب تک اس گناہ کو یاد کرکے روتی ہوں، کچھ عرصہ بعد بیٹے کی پیدائش ہوئی، اس موقع پر بھی میں نے خاوند کو سمجھایا کہ گھر دایہ کا انتظام کردیں مگر وہ نہ مانے اور ایک ہسپتال لے گئے، وہاں کئی لیڈی ڈاکٹرز اور نرسیں تھیں انہوں نے مجھے بالکل برہنہ لٹا دیا اور لاپرواہی سے ادھر ادھر گھومتی رہیں۔ بچے کی پیدائش کے بعد گھر آگئی، اس پر بھی میں روتی ہوں، بتایئے ان گناہوں کا کفارہ کیا ہے؟ (ام نمیر۔ شورکوٹ)

جواب: آپ کے خاوند نے دونوں موقعوں پر سخت غلطی کی، مرد ڈاکٹر سے علاج صرف اس صورت میں جائز ہے جب لیڈی ڈاکٹر سے علاج کرانا ممکن نہ ہو۔ پہلی صورت میں یہ کام ممکن تھا۔ صرف پیسہ بچانے کے لئے مرد ڈاکٹر کی طرف رجوع کیا گیا جو قطعی ناجائز تھا۔ دوسری صورت میں بھی جب گھر پر دایہ سے علاج ممکن تھا تو ہسپتال لے جاکر یوں بے دین اور بے درد نرسوں کے حوالہ کرنا جائز نہ تھا (بلا اضطرار و مجبوری عورت کا عورت کے سامنے بھی ستر کھولنا حرام ہے) خاوند کو چاہئے کہ اپنی ان کوتاہیوں پر صدق دل سے توبہ کرے اور آئندہ کے لئے احتیاط کرے، آپ ایک تو خاوند کے ہاتھوں مجبور تھیں، دوسرے اس قدر گریہ وزاری کرکے اللہ تعالیٰ سے معافی مانگ چکی ہیں تو امید رکھیں کہ اللہ تعالیٰ نے معاف کردیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت پر نظر رکھیں، مایوس نہ ہوں۔

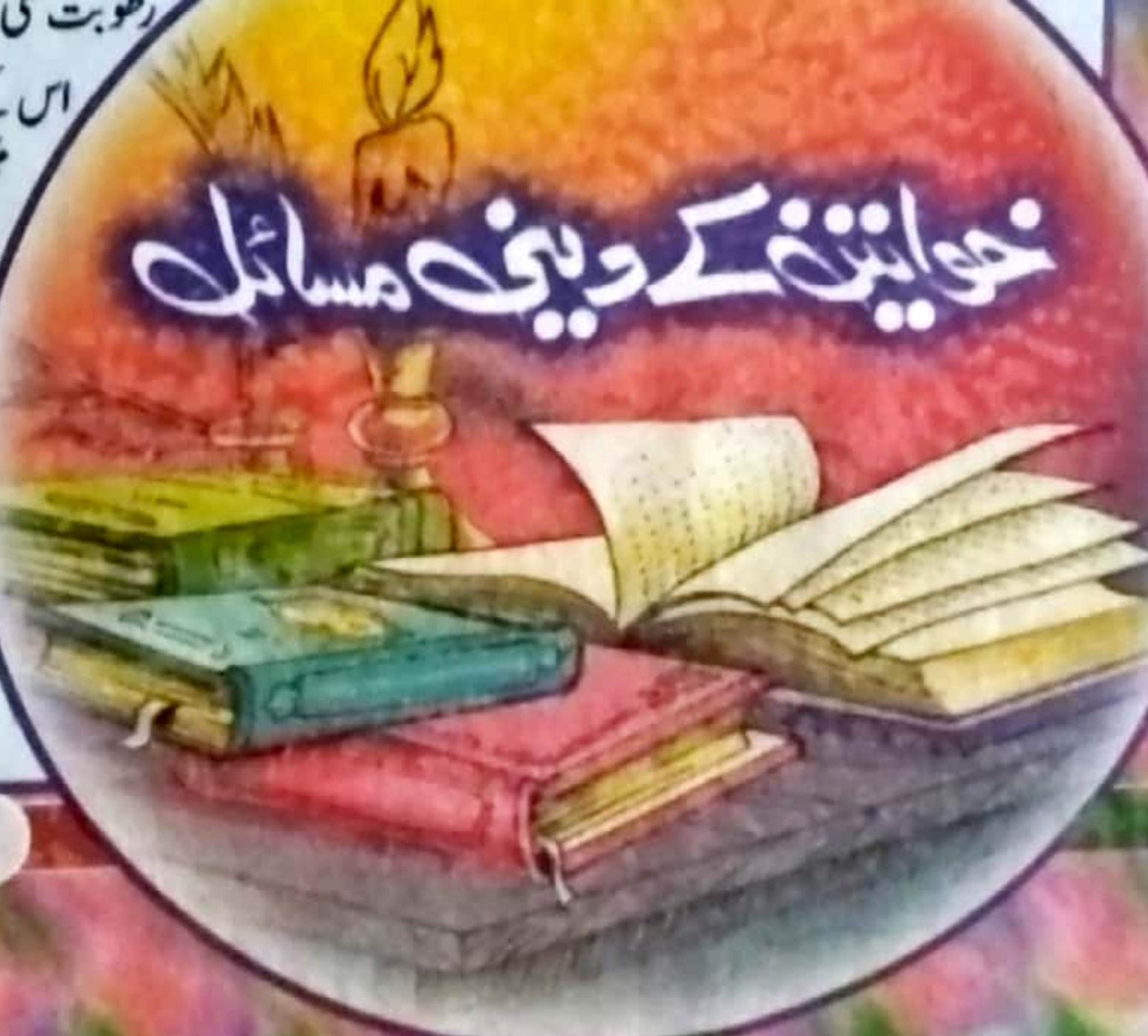

تعلیم کا مفہوم اور نصاب تعلیم میں تبدیلی

کبریٰ غلام رسول

نصاب تعلیم میں تبدیلی دنیائے اسلام کو درپیش مسائل میں اک نیا اضافہ ہے اور یہ تبدیلی عقیدہ و منہج کو متزلزل کرنے، اسلامی نظام حیات کو فرسودہ قرار دینے اور تاریخ مسخ کرنے کی مغربی کاوش ہے کیونکہ عقیدہ مذہب کی روح، نظام حیات کسی بھی قوم و معاشرے کا بنیادی ڈھانچہ اور تاریخ مستقبل کے لائحہ عمل کا مرکز ہوتی ہے ان عوامل پر پڑنے والی ضربیں قوموں کے اخلاق و کردار کو زوال پذیر، ملی تشخص کو ختم اور تہذیب و ثقافت کو مٹا دیتی ہیں اس طرح مذہب و ملت کی اکائی میں بندھا تانا بانا بکھر جاتا ہے اور یہی کفریہ سازش و خواہش تبدیلی نصاب کی صورت میں ہمارے سامنے ہے۔

اس بات سے ہر ذی شعور اور صاحب فکر اچھی طرح آگاہ ہے کہ قوموں کی بقا اور سلامتی عقائد و نظریات کی رہین منت ہے کیونکہ یہی عناصر حیات انسانی کی اصل ہیں اور یہ قانون قدرت ہے کہ کوئی بھی چیز اپنی اصل سے جدا ہو کر زندہ نہیں رہ سکتی زندگی کو رواں رکھنے کے لئے اپنی اصلیت سے جڑے رہنا از حد ضروری ہے۔ ہماری اصل اسلام ہے اور اسلام سے مکمل وابستگی میں ہی ہماری بقا اور اسلامی طرزِ زندگی ہی ہماری سلامتی کی ضامن ہے۔

خود شناسی سے خدا شناسی اور انسان سے انسانیت تک کا سفر، وسعت نظر، بلند مقاصد روحانی بالیدگی اور ہر گوشہ حیات کی فطری تکمیل اسلامی افکار و تعلیمات میں مضمر ہے۔ امام غزالی رحمہ اللہ کی رائے میں تعلیم انسان کے عمل کو اس قابل کر دیتی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل کر سکے، اپنے نفس لمّارہ پر قابو پا کر نفس لوّامہ سے گزر کر نفس مطمئنہ تک پہنچ جائے۔ امام العصر شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک تعلیم وہ معاشرتی عمل ہے جس کے ذریعے فرد اور معاشرے کی اصلاح ہوتی ہے۔

بانی پاکستان نے آئندہ نسلوں کے کردار کو پختہ کرنے اور ان میں قومی جذبہ بیدار کرنے کو تعلیم کہا ہے۔ مصور پاکستان علامہ محمد اقبال کے الفاظ میں تعلیم دین کے تابع رہتے ہوئے فرد کی صلاحیتوں کی نشو و نما، تکمیل خودی اور عرفان خودی کا نام ہے اس کا اظہار ان کی اس نظم میں بے ساختہ ملتا ہے۔

خودی کا سرِ نہاں لا الٰہ الا اللہ
خودی ہے تیغ فساں لا الٰہ الا اللہ

اسلامی تعلیمات کے برعکس انگریزی نظام تعلیم اور اس کا مفہوم صرف اور صرف مادی ترقی، جسمانی و ذہنی نشو و نما، خواہشات نفس، افراد و معاشرے کی ظاہری خوشحالی اور بہتر معیار زندگی تک محدود ہے۔

بی بی سی انگلش ڈکشنری میں تعلیم کی تعریف یہ ہے:

Education is the Process through which a person is thought better ways of doing something or abbeter way of living.

یعنی: ”تعلیم ایک ایسا عمل ہے جس کے ذریعے کسی شخص کو کوئی کام کرنے کے بہتر طریقے یا زندگی گزارنے کا بہتر طریقہ سکھایا جاتا ہے۔“

ایچ بی جے اسکول ڈکشنری (HBJ School Dictionary) میں لکھا ہے

The development of a persones mind, body or natural talents through study and training.

”مطالعہ اور تربیت کے ذریعے کسی شخص کے ذہن، جسم یا قدرتی استعداد کی نشو و نما“۔ برٹرینڈ رسل کے نزدیک تعلیم زندگی کے مسائل حل کرنے کا ذریعہ ہے۔ راس (Ross) کے الفاظ میں تعلیم ایک خاص عقیدہ رکھنے والے فرد کا وہ اثر ہے جس سے وہ دوسرے افراد کو متاثر کرتا ہے تاکہ وہ اس کا ہم خیال اور ہم عقیدہ ہو جائے۔ تھامسن (Thomson) نے کہا ہے تعلیم سے مراد فرد پر ماحول کا وہ اثر ہے جس کا مقصد اس کے عادات و اطوار اور خیالات و رجحانات میں مستقل تبدیلی پیدا کرنا ہے۔

تعلیمی عمل کے ذریعے ہونے والی یہی مستقل تبدیلی امریکی تھنک ٹینک کی دور رس نگاہوں کا وہ منصوبہ ہے جس کا بنیادی مقصد پاکستان کی اسلامی نظریاتی اساس کو کمزور کر کے اسے سیکولر اسٹیٹ بنانا اور اسلام کی روایات کو جدیدیت اور تہذیب و ثقافت کو روشن خیالی سے بدل دینا ہے۔

دراصل دشمن ایمان کی طاقت اور حرارت سے خائف ہے وہ جانتا ہے کہ ایمان ایک مسلمان کو مشکل ترین وقت میں صحیح فیصلہ کرنے پر ابھارتا اور ثابت قدمی کا درس دیتا ہے۔ ایمان و عقیدہ کی پختگی ناکامیوں کو کامرانیوں میں بدلنے اور گھٹا ٹوپ اندھیروں میں روشنی کی کرن ڈھونڈ لینے کی صلاحیت رکھتی ہے۔ ایمان و اسلام کو نئی شکل میں ڈھال کر نصاب تعلیم میں تبدیلی اسی صلاحیت کو ختم کرنے کی سعی ہے جسے حالات حاضرہ کی ضرورت اور وقت کا تقاضا سمجھ لیا گیا ہے۔

عوامی سطح پر نصاب تعلیم کی اس تبدیلی کو مقبولیت نہیں مل سکی بلکہ سخت تنقیدی نگاہ سے دیکھا گیا ہے۔ ہر طبقہ فکر کے افراد نے احتجاج کا فریضہ مقدور بھر انجام دیا ہے مگر حکومتی بالا دستی میں ان کی آوازیں بے سود ہی ثابت ہوئی ہیں اور کسی بھی ردعمل سے بے نیاز یہی نصاب تعلیمی اداروں میں رائج ہے۔

ان کا مطمح نظر یہ ہے کہ ان اداروں سے طلبہ جب فارغ التحصیل ہو کر نکلیں تو اسلام ان کے لئے بڑی حد تک اجنبی ہو چکا ہو، اعتدال پسندی اور روشن خیالی کی رعنائیوں نے انہیں مقصدیت اور لادینیت کی روش نے منزل سے دور کر دیا ہو، وہ مذہبی اقدار کو قدیم کہہ کر ان سے نفرت کرنے پر آمادہ ہوں، ان کے ذہن میں پرورش پانے والے خیالات جدت پسندی کے عکاس ہوں یوں اسلام ان کے لئے محض ایک ثانوی چیز بن کر رہ جائے۔

ذہن و فکر کی یہ تبدیلیاں اسلامی تعلیم کے مقاصد و مطالب بدل دینے سے ہی ہو سکتی ہیں کیونکہ تعلیمی عمل وہ بیج ہے جو زرخیز و نم مٹی اور مناسب آب و ہوا کی موجودگی میں آسانی سے جڑ پکڑ لیتا ہے پھر جب سالہا سال کی محنت و ریاضت سے ننھا پودا برگ و بار لانے کی عمر تک پہنچتا ہے تو اس کے پھولوں سے اٹھنے والی مہک اور شاخوں پہ جھولتا پھل اس بیج کی اگلی نسل کا مکمل سامان حیات ہوتا ہے جو درخت کی جڑوں میں موجود ہے۔

نصاب تعلیم میں تبدیلی ایک اجتماعی معاملہ ہے اور ہر وہ معاملہ یا مسئلہ جس کا تعلق اجتماعیت سے ہو اس میں سب سے زیادہ ضرورت و اہمیت اس امر کی ہوا کرتی ہے کہ افراد کے اندر مقصد کا شعور، جذبہ و لگن اور بیداری کا عمل پیدا کیا جائے۔ عمل کے بغیر لفظوں کی کچھ وقعت نہیں اور زندگی میں ناممکنات کی ذرہ بھر گنجائش نہیں۔ ہر چیز کو نیک جذبوں، مثبت رویوں اور جہدِ مسلسل سے بدلا جا سکتا ہے تاریک پہلو میں روشنیوں اور مایوسی میں امیدوں کا رنگ بھرا جا سکتا ہے۔

دشمن تخریب سے کام لے کر ہمیں ہر میدان میں بے دست و پا کرنے کی کوشش میں ہے۔ ہمیں تنظیم و تفہیم سے اس کا قلع قمع کرنا اور اس طوفان بلا خیز کو روکنا ہے، اگر ہم اس کے مقابلے میں اپنی حفاظتی تدابیر کا عمل اور خود کو مضبوط و محکم بنانے کی جدوجہد تیز کر لیں تو یقیناً اسے شکست دے سکتے ہیں۔ لیکن یہاں قابل غور بات یہ ہے کہ آغاز کہاں سے اور کیسے ہو؟ تو اس کا جواب ایک صاحب فکر نے یہ تحریر کیا ہے ”قدرت کو ایک درخت اگانا ہوتا ہے تو وہ بیج سے اپنا عمل شروع کرتی ہے یہ قدرت کی طرف سے انسان کے لئے ایک خاموش سبق ہے۔ بیج سے چل کر کوئی بھی شخص درخت تک پہنچ سکتا ہے مگر درخت سے چل کر درخت تک پہنچنا چاہیں تو ایسا کبھی نہ ہوگا۔“

معزز خواتین و حضرات! آیئے بیج سے اپنا عمل شروع کریں اسے خون جگر سے سینچیں اور ایسا تناور درخت بن جائیں جسے تند و تیز طوفان بھی ہلا نہ سکے اور آنے والی نسلیں اس کے ثمرات و فوائد سے مستفید ہوتے اور اسے توانا رکھنے کی تگ و دو کرتے ہوئے اپنا سفر ایمان کی ٹھنڈی چھاؤں میں جاری رکھ سکیں۔

کشکول

پیارا بھائی

ایک مرتبہ ام المومنین ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے ان کے بھائی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ملنے کے لئے آئے دونوں بہن بھائیوں میں بہت زیادہ محبت تھی اور وہ آپس میں بیٹھے باتیں کر رہے تھے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زوجہ (ام حبیبہ رضی اللہ عنہا) سے مخاطب ہو کر فرمایا ''ام حبیبہ (رضی اللہ عنہا)! کیا معاویہ (رضی اللہ عنہ) تمہیں بہت پیارا ہے؟'' ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا ''ہاں حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) مجھے اپنے بھائی سے بہت پیار ہے'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''اگر یہ تمہیں بہت پیارا ہے تو مجھے بھی بہت پیارا ہے۔''

(رہبر کامل ص:۴۵۱) (ب عثمانی۔ فیصل آباد)

اپنی معاشرت کو ہمراہ لے کر جائیں

جو لوگ یورپ اور دیگر ممالک میں آباد ہونے کی غرض سے جائیں ان کے لئے ضروری ہے کہ وہ اسلام اور اسلامی روایات واخلاق کو اور اپنی معاشرت کو عملاً ہمراہ لے کر جائیں اور اس احساس کے ساتھ جائیں کہ وہ اسلام کی صداقت اور ان روایات کے امین ہیں جن کی ہر تہذیب اور ہر زمانہ کے لوگوں کو ضرورت ہے۔ (سامیہ بنت عمران)

سچ کو سچ کہنا ہے

ہمیں معلوم ہے خود کو کہاں پتھر بنانا ہے
کہاں پھر آنسوؤں کا آنکھ سے بہنا ضروری ہے
پیالہ زہر کا سو بار بھی پینا پڑے روحی
تو پھر بھی سچ کو سچ ہر حال میں کہنا ضروری ہے

(ریحانہ روحی کے کلام سے۔ بنت سلمان، کراچی کا انتخاب)

چارپائی

اردو میں چارپائی کی جتنی قسمیں ہیں اس کی مثال اور کسی ترقی یافتہ زبان میں شاید ہی مل سکے...... کھاٹ، کھٹا، کھٹولہ، کھٹولی، کھٹ، چھپر کھٹ، کھپرا، کھری، جھلگا، پلنگ، پلنگڑی، ماچ، ماچی، ماچا، چارپائی، نواڑی، مسہری، منجی...... یہ نامکمل فہرست صرف اردو کی وسعت ہی نہیں بلکہ چارپائی کی ہمہ گیری پر بھی دال ہے اور ہمارے تمدن میں اس کا مقام و مرتبہ متعین کرتی ہے۔ لیکن چارپائی کی سب سے خطرناک قسم وہ ہے جس کے بچے کھچے اور ٹوٹے ادھڑے بانوں میں اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ بندے محض اپنی قوت ایمان کے زور پر اٹکے رہتے ہیں۔ خود مجھے مرزا عبدالودود بیگ کے ہاں ایک رات ایسی ہی چارپائی پر گزارنے کا اتفاق ہوا جس پر لیٹتے ہی اچھا بھلا آدمی نون غنہ (ں) بن جاتا ہے۔ (مشتاق احمد یوسفی کے مجموعے سے حمیرا عابد کا انتخاب)

فلوجہ

یہ عراق کا تاریخی شہر ہے جو عراقی علاقے ال انبار کا ایک اہم شہر ہے، اس وقت فلوجہ میں پونے تین لاکھ افراد بستے ہیں۔ یہ مسجدوں کا دیس کہلاتا ہے اس لئے کہ اس علاقے میں تقریباً دو سو سے زائد بستیاں ہیں جو یہاں کے مسلمانوں کی دینی حمیت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ فلوجہ بغداد سے تقریباً 69 کلومیٹر دور مغرب کی سمت میں دریائے فرات کے پہلو میں آباد ہے۔ اس شہر کی آب و ہوا گرم خشک ہے مگر آب پاشی کے جدید ترین طریقے استعمال کر کے اسے سرسبز بنایا جا چکا ہے۔ شہر کی گلیاں سڑکیں چوڑی ہیں جس کے باعث یہ علاقہ کھلا کھلا لگتا ہے۔ مکانات اکثر ایک منزلہ اور خوب صورت بنے ہوئے ہیں۔ عراق پر امریکی تسلط کے بعد فلوجہ کے باسیوں نے بے مثال مزاحمت کی اور ایک مرتبہ تو امریکیوں کے ایسے دانت کھٹے کئے کہ انہیں فلوجہ شہر سے بھاگتے ہی بنی۔ (مرسلہ بنت عبدالمعز خان)

خیالوں کی مہک

* شرک کے بعد سب سے بڑا گناہ والدین کی نافرمانی ہے۔
* جو کام اللہ تعالیٰ کی خاطر کیا جائے اس میں بندوں کا خوف نہ کرو۔
* تمہاری عقل ہی تمہاری استاد ہے۔
* گھڑیوں کی ہڑتال وقت کو نہیں روک سکتی۔
* سادہ زندگی گزارنا ایمان کا حصہ ہے۔
* جو اللہ تعالیٰ کا وفادار نہیں وہ کسی سے وفا نہیں کر سکتا۔
* جو تجھے تیرے عیب سے آگاہ کرے وہ تیرا مخلص دوست ہے۔
* آنکھ دل کا دروازہ ہے۔ تمام آفتیں اسی دروازے سے اندر داخل ہوتی ہیں۔
* بوڑھے کا مشورہ جوان کی طاقتِ بازو سے زیادہ مضبوط ہوتا ہے۔
* چھوٹے ذہن میں ہمیشہ خواہش اور بڑے ذہن میں ہمیشہ مقصد ہوتا ہے۔
* ماں کی بددعا سے بچو کیونکہ ماں اور اللہ تعالیٰ کے درمیان کوئی پردہ نہیں۔ سب سے خوبصورت اور میٹھا پیار ماں کا ہوتا ہے۔
* جتنی دیر میں بری بات کہی جا سکتی ہے اتنی دیر میں اچھی بات بھی کہی جا سکتی ہے۔
* انسان کا سب سے بڑا دشمن اس کا غصہ ہے۔
* پاؤں پھسل جائیں تو پھسلنے دو مگر زبان نہ پھسلنے دو۔ (بنت الطاف زکریا۔ طارق روڈ کراچی)

یورپ کی اندھی تقلید

سرِ تسلیم خم ہے ہر نئے فیشن پہ کیوں تیرا
کہاں جاتی رہی مسلم وہ تیری وضع خود داری
زمانہ نقل کرتا تھا تیری صورت و ہیئت کی
مسلّم تھی جہاں میں تیری دانائی و ہشیاری
تیرے قانونِ فطرت میں گدا و شاہ یکساں تھے
نرالا تھا جہاں سے تیرا آئین جہانداری
تیری ہمت کے آگے کوہ و دریا سب برابر تھے
ترا عزم اور استقلال کل عالم پہ تھا بھاری
ستم ہے نام لیتے ہیں نصاریٰ کی عداوت کا
مگر نصرانیت اور مغربیتِ دل سے ہے پیاری

بنت مولانا محمد سلیمان جٹ ملتان

زیورات یا سانپ اور بچھو

اے میری بہن! یہ تیرے زیورات کل تیرے لئے سانپ اور بچھو بن جائیں گے۔ اگر زکوٰۃ ادا نہ کی تو یہ ہار تیرے گلے کا سانپ بن جائے گا۔ یہ انگوٹھی تیرے لئے بچھو بن جائے گی، یہ سارے کے سارے زیورات سانپ اور بچھو ہیں۔ اگر تو زکوٰۃ ادا نہیں کرتی تو پھر سوچ لے کہ یہ سانپ اور بچھو تجھ سے قیامت کے دن لپٹ جائیں گے پھر کیا معاملہ ہوگا۔ (موت کی تیاری)۔ (حافظ وقار عاصم حیدری۔ جھنگ)

یہی لہو ابتداء ہے میری

بنت عباس احمد شورکوٹ

یہ یقین محکم کی تجلیات ہی کی تاثیر تھی کہ افغان قوم کے ان غیور سپوتوں کو حالات کی ستم ظریفی، زمانے کے نشیب و فراز، منفی پروپیگنڈوں کا بے لگام طوفان بھی آگے بڑھنے سے نہیں روک سکا دن کا اجالا، رات کی ظلمتیں، جان لیوا ہواؤں کے یخ بستہ جھکڑ، بادصباء کے خوشگوار جھونکے سب کچھ مل کر بھی انہیں اپنی منزل سے بے نیاز نہیں کر سکے۔

ارادے جن کے پختہ ہوں نظر جن کی خدا پر ہو
طلاطم خیز موجوں سے وہ گھبرایا نہیں کرتے

زمین کا وہ خطہ جہاں ظلم و جبر، وحشت و بربریت، کفر و الحاد کی تانیں، عیاشی و معاصی کے بھوت ہر طرف رقصاں تھے جس کے چپے چپے پر خود ساختہ حکمرانوں نے غیرت وحمیت کا جنازہ نکال دیا تھا اللہ تعالیٰ کے ان شیروں نے راحت و آرام کو ٹھکرا کر مصائب و آلام کو قبول کر لیا، ہزاروں شدائد کے باوجود اپنے موقف سے ایک انچ بھی پیچھے نہیں ہٹے۔ چٹائی پر بیٹھنے والے ان محسنوں نے اپنے کردار کی ضیاء پاشیوں سے ایسی ٹھوس اور خالص اسلامی نظریات کی حامل مملکت تشکیل دے کر یہ ثابت کر دیا کہ زندہ قومیں اپنے مقصد کے حصول کے لئے خون کا آخری قطرہ تک بہا دیتی ہیں۔ بلاشبہ امارت اسلامیہ ایک ایسی مملکت تھی جہاں انصاف گھر کی دہلیز پر ملتا تھا، جہاں چوروں، ڈاکوؤں، قاتلوں کا محاسبہ سر عام ہوتا تھا جہاں شاعر مشرق کے اس شعر کا عکس بخوبی جھلکتا تھا۔

ایک ہی صف میں کھڑے ہو گئے محمود و ایاز
نہ کوئی بندہ رہا نہ کوئی بندہ نواز

بے دینی کی خزاں کے منڈلاتے مہیب سائے میں نصرت خداوندی سے ان طالبان حق نے ہی تو فصل بہار کی نوید سنائی اور گناہوں میں جھلسنے والی امت محمدیہ کو بہت طویل عرصے کے بعد شریعت مطہرہ کی ٹھنڈی چھاؤں دیکھنا نصیب ہوئی، ان صبر و رضا کے پیکروں نے فکر و عمل کے دھارے بن کرامت کی ڈوبتی ناؤ کو سنبھالا دیا، ساری دنیا کا کفران سے نالاں تھا، اعداء ان سے برہم تھے، وہ تو صبح نو کی ایسی کرنیں تھیں جن سے ظلمات کی تباہی ممکن ہو جاتی ہے۔

شیطان کے پجاری یہ سب کچھ کیسے برداشت کر سکتے تھے، طاغوتی قوتوں نے ان مجاہدین کو اپنی تباہی و بربادی کا ذریعہ جان کر انہیں بنیاد پرست، دہشت گرد جیسے القابات دے کر بدنام کرنے کی سازش شروع کر دی مگر اس کے باوجود تمام عالم کفر کا الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا ان سرفروشوں کا کچھ نہ بگاڑ سکا۔ نائن الیون کے واقعے کی آڑ میں امریکا کا اصل بھیانک اور مکروہ چہرہ کھل کر سامنے آ گیا وہ تو جیسے موقع کی تلاش میں تھا، خونی بش نے صلیبی جنگ کا طبل بجا کر امت مسلمہ کے غیور مسلمانوں پر چڑھائی کر دی۔ ابلیس کے پجاری یہود و نصاریٰ اکھٹے ہو کر امارت اسلامیہ پر ٹوٹ پڑے چند غیرت مند اور بہادر مسلمانوں کو پکڑنے کے بہانے کفر نے ملت واحدہ بن کر اس سرزمین شہداء کو جارحیت کا نشانہ بنایا۔

آہ! افسوس تو اس بات کا ہے کہ ہمارا وہ ملک جو اسلام کے نام پر بنا جس ملک کی فوج کا ماٹو کلمہ طیبہ اور جہاد فی سبیل اللہ تھا اس ملک کے حکمرانوں نے ایک فون کال پر اس جنگ میں نصاریٰ کا آلہ کار بن کر مجاہدین کی کردار کشی شروع کر دی صرف اسی پر بس نہیں بلکہ ہمارے ان ناعاقبت اندیش حکمرانوں نے ان جانبازوں کے پاکیزہ خون سے ہاتھ رنگنے سے بھی دریغ نہیں کیا۔ کیا یہ ایمان کی جانکنی کا وقت نہیں تھا کہ گیسوئے باطل کے اسیر ہمارے حکمران یہ نہ سمجھ پائے کہ سپر پاور کا یہ قرب ہمیں اپنے نظریئے اور مرکز سے کس قدر دور کر دے گا اور ہمارے دامن میں ذلتوں کے کانٹوں کے سوا کچھ نہیں بچے گا۔ آج ہمارے حکمرانوں کو کچھ بجھائی نہیں دے رہا، ڈالروں کی چمک نے ان کی آنکھوں کو خیرہ کر دیا ہے، امریکا کی جانب سے فرنٹ مین کا لقب پا کر خود کو شہرت کی بلندیوں پر تصور کرنے والو! روز محشر اگر طالبان حق اور عرب شہزادوں نے شافع محشر کے سامنے تمہیں اپنا مجرم بنا دیا تو اس ذلت و رسوائی کا سامنا کیسے کرو گے، غیروں کی چاپلوسی اور تقلید میں اپنی بقا سمجھنے والو! فانی دنیا میں اگر ابدیت کا راز کہیں پوشیدہ ہے تو وہ شہادت کے سفر میں ہے، موت کا فلسفہ شہید کے سامنے چکنا چور ہو جاتا ہے، قرون اولیٰ کے نقوش نئی جرأت کے ساتھ منظر عام پر آ جاتے ہیں، خون شہیداں ہی تو وہ ایٹمی پاور ہے جو قوموں کی فکر، علاقوں کی دوری اور ذہنی حد بندیوں کے وجود کو پارہ پارہ کر دیتی ہے۔

اے امت مسلمہ کا درد رکھنے والی اسلامی ماؤ بہنو! اپنی دعائے سحر گاہی میں ان شاہین صفت مجاہدین اور محمد ابن قاسم کے روحانی فرزندوں کو ضرور یاد رکھنا جنہوں نے مخملی بستروں اور عیش و عشرت کو چھوڑ کر اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان مبارک پر عمل کرتے ہوئے راہ جہاد کو اپنایا، ماں باپ بہن بھائی بیوی بچے عزیز و اقارب سب کو چھوڑ کر یہاں دیار غیر میں آ کر سر بفلک پہاڑوں، تپتے ریگزاروں میں اپنا آشیاں بنایا۔ جن کی جنگ ذاتی منفعت، شہرت پرستی، حب جاہ کے لئے نہیں بلکہ اعلاء کلمۃ اللہ کے لئے تھی جو اپنی تمام تر رعنائیوں کو خیر باد کہہ کر آتش نمرود میں کود پڑے۔ افغانستان کی دھرتی پر طالبان حق کا یا پاکستان کے علاقے وانا میں عرب شہزادوں کا بہنے والا خون اور دنیا کے ہر کونے پر ہر مجاہد کا بہنے والا خون برملا یہ اعلان کر رہا ہے۔

میرا لہو کل بھی بہ رہا تھا میرا لہو اب بھی بہ رہا ہے
یہی لہو ابتداء ہے میری، یہی لہو میری انتہا ہے
بہت سی شکلوں میں نمایاں میرے لہو کا یہ معجزہ ہے
کہیں ہے شعلہ، کہیں ہے شبنم، کہیں ہے خوشبو، کہیں حنا ہے
یہ لالہ و گل سے کہکشاں تک میرے لہو کا ہی سلسلہ ہے
میرا لہو داستان ماضی، میرا لہو حال کا فسانہ
ہر اک زمانہ میرے لہو کی عبارتوں سے بھرا ہوا ہے
میرے لہو کے حصار میں ہے ہر ایک رستہ ہر ایک منزل
میرا لہو بدر ہے احد ہے، میرا لہو دشت کربلا ہے
میرے لہو نے ہی جذب ہو کر زمین اندلس کو رنگ بخشا
ابھی فلسطین کی زمین پر میرا لہو مہک رہا ہے

واضح فرق
صرف چند یوم میں
Slimming Ice Tea
گرما گرم موسم میں ٹھنڈی ٹھنڈی چائے
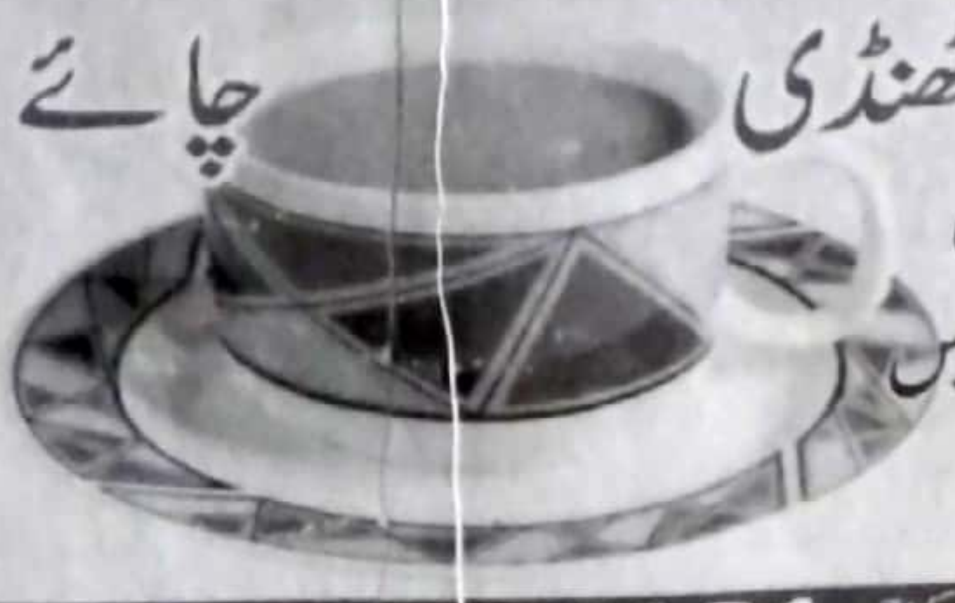
2 کپ روزانہ استعمال سے بڑھا ہوا پیٹ اور وزن کم کریں
• بغیر ڈائٹنگ • بغیر ورزش • بغیر سائیڈ ایفیکٹس
فری ہوم ڈیلیوری سروس
فیئر فٹنس
کراچی 0300-2184131
لاہور 0300-4577957
ملتان 061-518811
0300-9638338
رحیم یار خان 0731-78812
0641-468866

ہمارے درمیان کبھی ناراضگی کی نوبت نہیں آئی

حضرت مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہٗ کی اہلیہ محترمہ اُمِّ عمران صاحبہ کی خواتین کا اسلام سے خصوصی گفتگو

انٹرویو: ڈاکٹر اُمِّ محمد

خواتین کا اسلام: کوئی خلافِ طبع بات پیش آئے تو آپ کا ردعمل کیا ہوتا ہے؟

ام عمران: اگر کبھی کوئی خلاف طبع بات پیش آئے تو میں سوچتی ہوں کہ اگر یہی معاملہ میری ذات کے ساتھ پیش آئے تو مجھے کیا کرنا ہوگا؟ دوسری بات یہ کہ ایسی صورت میں ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا فرمان ہے فوراً اس بات کو سوچ لیا جائے تو پھر کبھی ساس بہو کے جھگڑے پیدا نہ ہوں۔

خواتین کا اسلام: آپ میں اور حضرت مفتی صاحب میں کبھی ناراضگی کی نوبت تو نہیں آئی؟

ام عمران: (مسکراتے ہوئے)......الحمدللہ، اللہ کا بہت شکر ہے، ایسا کبھی نہیں ہوا۔

خواتین کا اسلام: آپ کی زندگی کا بہترین موقع کون سا تھا؟

ام عمران: میری شادی ہوئی تو اور جب بچے پیدا ہوئے الحمدللہ، یہ میرے یادگار مواقع تھے۔

خواتین کا اسلام: آپ جب بیاہ کر اس گھرانے میں آئیں تو کون سی بات بہت پسند آئی؟

ام عمران: میں جب شادی ہو کر یہاں آئی تو...... ویسے تو الحمدللہ ماں باپ کے گھر میں بھی اللہ کا شکر ہے بہت خوش رہی اور بہت عیش کی لیکن یہاں سسرال میں آنے کے بعد جو چیز پسند آئی وہ یہ کہ الحمدللہ یہاں ٹائم کی پابندی بہت ہے۔ صبح سے لے کر رات تک ہر کام وقت اور ترتیب سے ہوتا ہے۔ کھانا، پینا، اٹھنا، سونا ہر چیز وقت پر ہوتی ہے۔ دوسرا یہ کہ کوشش ہوتی ہے ہر کسی کا حساب صاف ستھرا رہے چاہے بیٹے کا ہو بہو کا ہو یا ساس کا۔

خواتین کا اسلام: آپ مطالعے کے لئے کتنا وقت نکالتی ہیں؟

ام عمران: مطالعے کے لئے اللہ کا شکر ہے کہ بہت وقت مل جاتا ہے۔ دوپہر کو کھانے کے بعد جب تک نیند نہ آئے مطالعہ کرتی ہوں، اسی طرح عشا کے بعد، پھر یہ ہوتا ہے کہ صبح ہی سے میرے معمولات ہوتے ہیں، قرآن مجید کی تلاوت، مناجات مقبول، درود شریف، میں ڈاکٹر عبدالحئی صاحب رحمہ اللہ سے بیعت ہوں تو انہوں نے جو معمولات بتائے ہوئے ہیں وہ پورے کرتی ہوں، مثلاً اللہ، اللہ کی تسبیح، لا الٰہ الا اللہ کی تسبیح، منزل وغیرہ۔

خواتین کا اسلام: آپ کو کھانے میں کون سی ڈش پسند ہے؟

ام عمران: بس الحمدللہ جو بھی مل جائے، سبزیاں زیادہ کھاتی ہوں سبھی چیزیں الحمدللہ پسند ہیں۔

خواتین کا اسلام: آپ کا حرمین شریفین کئی مرتبہ جانا ہوا ہوگا، وہاں جا کر آپ کے احساسات کیا ہوتے ہیں؟

ام عمران: الحمدللہ ہر رمضان میں جانا ہوتا ہے، میں نے اپنے میاں سے کہہ رکھا ہے کہ میری بس ایک خواہش ہے اور وہ پوری کریں، ان کی رمضان میں اور ربیع الاول میں وہاں میٹنگ ہوتی ہے تو دونوں مرتبہ مجھے ضرور ساتھ لے کر جاتے ہیں۔ بس یہ ہوتا ہے کہ ربیع الاول میں رش نہیں ہوتا، بہت سکون ہوتا ہے اس لئے سارے اعمال آسانی سے پورے ہو جاتے ہیں۔ وہاں جا کر مجھے کعبۃ اللہ کا طواف کرنا بہت پسند ہے جن اوقات میں دیکھتی ہوں کہ رش کم ہے ان اوقات میں زیادہ سے زیادہ طواف کرنے کی کوشش کرتی ہوں، ہوں تو کسی قابل نہیں بس اللہ پاک قبول فرمالیں دل چاہتا ہے کہ سارا دن طواف کرتی رہوں اور دعائیں کرتی ہوں کہ یا اللہ! آپ کے گھر آئی ہوں بس اپنا بنا لیجئے اور میری تمام دعائیں قبول کر لیجئے۔ اپنے خاندان اور جاننے والوں کے لئے بھی دعائیں کرتی ہوں ان کے لئے بھی جن کو پتہ بھی نہیں ہوتا کہ ان کے لئے دعا کروں گی، ان کے لئے دعائیں کرتی ہوں۔

> **حرمین میں جاکر دعائیں کرتی ہوں کہ یا اللہ! آپ کے گھر آئی ہوں بس اپنا بنا لیجئے اور میری تمام دُعائیں قبول کر لیجئے**

خواتین کا اسلام: آپ نے کئی ممالک کا سفر کیا ہوگا، کون سا ملک اچھا لگا؟

ام عمران: مجھے تو ناروے بہت پسند آیا، وہاں یہ بات ہے کہ رش نہیں، سناٹا اور سکون ہے، سبزہ بھی بہت ہے، اور جگہ جیسے امریکا یا کینیڈا ہے، ان میں رش بہت ہے، ناروے میں ایسا نہیں وہاں آبادی کم ہے اور سکون ہے۔ ویسے تو سوئٹزرلینڈ بھی پسند آیا۔ ویسے ایک بات بتاؤں کہ جب میری شادی ہوئی تو والدہ پریشان ہوتی تھیں کہ مولوی سے بیاہ دیا ہے پتہ نہیں کیسے گزارہ کرے گی، لیکن الحمدللہ میں اپنے گھر میں باقی تمام بہنوں سے زیادہ سکون میں ہوں اور اب تک تقریباً ساری دنیا گھوم چکی ہوں۔ باہر جہاں بھی گئی میں نے ایک بات دیکھی کہ وہاں کے مسلمانوں میں جذبہ بہت ہے دین پر عمل کرنے کا۔ وہاں کی لڑکیاں، عورتیں ایک ایک بات پوچھتی ہیں اور ایک منٹ بھی ضائع نہیں کرتی ہیں۔ ہمارے یہاں ایسا نہیں ہے۔ کینیڈا لندن وغیرہ میں بچیوں کے مدرسے بھی ہیں تو وہاں میں نے دیکھا کہ ان کے دوپٹے، برقعے اس طریقے کے بنے ہوئے ہیں کہ مکمل پردے کا اہتمام ہوتا ہے۔

خواتین کا اسلام: گھر میں باغبانی میں بھی دلچسپی رکھتی ہیں؟

ام عمران: ہاں! باغبانی سے مجھے دلچسپی ہے۔ مالی جو آتا ہے پردے میں جا کر اسے سمجھاتی ہوں کہ یوں کرو، اس پودے کو اُدھر لگاؤ۔ دیکھیں میرے جاننے والے کہتے ہیں کہ آپ ابھی بھی اتنا کام کرتی ہیں حالانکہ آپ کی بہو بھی ہے۔ میں کہتی ہوں دیکھو جب تک انسان زندہ رہے چلتا پھرتا رہے اور اپنا کام خود کرتا ہے اور کسی کا محتاج نہ رہے ویسے بھی اپنا کام خود کرنا سنت بھی ہے، بہو پر ذمہ

گھر کیسے برباد ہوتے ہیں؟

گھریلو مسائل کے حوالے سے ایک سوال کے جواب میں کہا کہ:
ہمارے جاننے والوں میں ایک عورت ہے، انہیں میں نے ابتداء ہی میں کہہ دیا کہ تمہارے شوہر دوسری شادی کرلیں گے، ان کے شوہر لاہور میں کاروبار کرتے ہیں اور وہ خود یہاں رہتی ہیں۔ میں جب انہیں کہتی کہ اپنے شوہر کے پاس رہو تو وہ کہنے لگتیں کہ میں اپنی امی کو نہیں چھوڑ سکتی حالانکہ ان کے شوہر مسلسل ان سے کہتے رہے کہ یہاں لاہور آجاؤ، ان کا کاروبار سیٹ ہوگیا، اپنا گھر لے لیا، لیکن وہ یہی کہتی تھی نہیں میں تو یہاں رہوں گی۔ آپ وہاں رہیں، میں ماں باپ کو نہیں چھوڑ سکتی، میرا وہاں دل نہیں لگتا، میں نے ان سے کہا آپ بہت سخت غلطی کررہی ہیں، شوہر نے کہا کہ میں دوسری شادی کرلوں گا، تو جواب میں کہا ہاں کرلیں! دراصل انہیں بہت اعتماد تھا کہ میرے شوہر دوسری شادی نہیں کریں گے۔ اب انہوں نے دوسری شادی کرلی، جب پتہ چلا تو بہت روئی پیٹیں، بری حالت ہے اب کیا کریں اب تو ہوگئی شادی...... گھر تو خود برباد کیانا، بھئی چلی جاتیں، وہیں رہتیں جہاں شوہر ہے وہیں رہو عورت کو قربانی دینی پڑتی ہے، بعض مرد چاہتے ہیں کہ میری بیوی سمارٹ ہو، بعض عورتیں شادی کے بعد موٹی ہوجاتی ہیں اور ان کی بیوٹی خراب ہوجاتی ہے جبکہ بعض مرد شوقین مزاج ہوتے ہیں، پیسہ ہو تو اور زیادہ...... تو ایسے موقع پر عورتوں کو اپنے آپ کا بہت خیال رکھنا چاہئے۔ اس بات کا ہمیشہ خیال رکھنا کہ شوہر کی جو مرضی ہو اس کے مطابق چلے، دیکھئے اگر شوہر کے ساتھ زندگی گزارنی ہے تو ایسا کرنے میں کیا حرج ہے؟ اللہ تعالیٰ بھی خوش ہوں گے، وہ عورت جنت میں جائے گی جس کا شوہر اس سے راضی ہو تو پھر ہم کیوں نہ جنت کمائیں۔ اللہ تعالیٰ کو بھی راضی رکھیں، شوہر کو بھی اور جنت بھی حاصل کریں۔

داری پڑے گی تو وہ بھی کرے گی لیکن جب تک اللہ تعالیٰ نے مجھے ہمت دی ہے کرتی رہوں گی، جتنا انسان چلے پھرے صحت اچھی رہتی ہے۔

خواتین کا اسلام: حضرت مفتی صاحب گھر کے کاموں میں کتنی دل چسپی لیتے ہیں؟

ام عمران: ماشاءاللہ شوخ مزاج تو بہت ہیں البتہ ان کے پاس اتنا ٹائم نہیں ہوتا کہ وہ باقاعدہ کاموں میں حصہ لیں لیکن گھر میں کوئی نئی چیز لائی جائے، کوئی نیا پردہ گھر میں لگایا جائے، یا سجاوٹ کی کوئی چیز ہو تو دیکھ کر بہت خوش ہوتے ہیں اور فوراً بہت تعریف کرتے ہیں۔

خواتین کا اسلام: آپ کو موسم کون سا اچھا لگتا ہے؟

ام عمران: موسم کوئی سا بھی ہو ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا اچھی لگتی ہے، ویسے مجھے کھلا کھلا موسم اچھا لگتا ہے۔

خواتین کا اسلام: تہجد کا تو معمول ہوگا؟

ام عمران: ہاں! لیکن پابندی کے ساتھ نہیں۔ ہمارے حضرت ڈاکٹر عبدالحئی صاحب فرماتے تھے کہ دیکھو اخیر رات تمہاری آنکھ نہ کھلے تو تم اس بات کی تو پابندی کرلو کہ عشاء کی سنتیں پڑھ کے چار رکعت نفل قیام اللیل کے ضرور پڑھ لو۔ پھر اگر آنکھ کھل گئی تو صبح پڑھ لو اگر نہیں کھلی تو پہلے سے پڑھی تو ہے۔

خواتین کا اسلام: مفتی صاحب بیعت تو کرتے ہیں آپ نے ان سے بیعت نہیں کی؟

ام عمران: ہنستے ہوئے...... بیوی کو تو نہیں بلکہ رشتہ داروں کو بھی نہیں کرتے، میں تو بہت کہتی ہوں کہ آپ مجھے نہیں بتاتے باقی ساری دنیا کو دین کی باتیں بتاتے ہیں، وہ کہتے ہیں تم خود ہی سن لیا کرو۔ ویسے میں ان کی باتیں غور سے سنتی ہوں اور یاد رکھتی ہوں کہ یہ چیز اس لئے پڑھنے کو بتائی اور وہ چیز فلاں وقت پڑھنے کو بتائی ہے ہمارے ہاں دارالعلوم میں تین دن بیان ہوتے ہیں پیر، بدھ اور اتوار کو، اتوار کو مفتی صاحب کا بیان ہوتا ہے، میں نے گھر میں مائیک کا کنکشن لگوایا ہوا ہے، بٹن آن کر کے سنتی ہوں۔ ہماری جاننے والی عورتیں کہتی ہیں کہ ہم نے کسی عورت کو اپنے شوہر کی باتیں اتنے غور سے سنتے ہوئے نہیں دیکھا جیسے آپ اپنے شوہر کا بیان دل چسپی سے سنتی اور یاد رکھتی ہیں، اللہ کا شکر ہے۔ میرا بڑا بیٹا اپنی بیوی سے کہتا ہے کہ میں نے کبھی امی کو نہیں دیکھا کہ انہوں نے ابو

ٹھنڈی ہوا اور کھلا کھلا موسم اچھا لگتا ہے

کے خلاف مزاج کوئی کام کیا ہو، بس ہاں میں ہاں ملاتی ہیں۔

خواتین کا اسلام: یہ بات بھی ہے کہ عالم باعمل ہو تو اس کی بات میں اثر ہوتا ہے۔

ام عمران: ہاں! میں نے دیکھا ہے کہ وہ اپنا ایک لمحہ بھی ضائع نہیں کرتے۔ صبح سے ماشاءاللہ کاموں میں لگتے ہیں تو رات تک کام کرتے ہیں۔ صبح فجر کے بعد واک کی، اس کے بعد نہائے، پھر ناشتہ کیا، اس کے بعد بخاری شریف کا سبق پڑھانے چلے گئے دو گھنٹے، پھر ساڑھے دس بجے پڑھا کے آئے تو تھوڑی دیر کے لئے پان وان کھایا اور دفتر چلے گئے، پھر دفتر سے ظہر کی نماز پڑھ کے واپس آئے۔ پھر کھانا کھایا، کھانا کھانے کے بعد کچھ دیر مطالعہ کرتے رہے پھر سوگئے۔ آدھا پون گھنٹہ بمشکل سوتے ہوں گے۔ پھر دفتر چلے گئے اور عصر کے بعد آئے۔ مغرب تک گھر میں رہتے ہیں۔ مغرب کے بعد سے جو مطالعہ کرنے بیٹھتے ہیں تو رات کا ایک بج جاتا ہے، پھر لیٹتے ہیں۔ تو میں نے دیکھا کہ ایک لمحہ بھی ضائع نہیں کرتے اسی چیز نے مجھے بہت متاثر کیا، کپڑوں کی انہیں فکر نہیں ہوتی کہ کیسے ہیں۔ میں ان کے کپڑے وغیرہ ہینگ کر کے رکھتی ہوں استری کر کے، مجھے کہنا پڑتا ہے کہ آپ کے کپڑے میلے ہوگئے ہیں آپ کپڑے بدل لیں۔ یہی میرے سسر کے معمولات تھے، اتنی ضعیفی میں بھی وہ دن رات کاموں میں لگے رہتے تھے۔ جب میری شادی ہوئی تو میری ساس اور سسر دونوں بیمار تھے لیکن پھر بھی دن رات کاموں میں لگے رہتے تھے۔

خواتین کا اسلام: اب آخری سوال کہ خواتین کا اسلام کی قاریات کے نام کیا پیغام دیں گی۔

ام عمران: دین پر عمل کرنے کی ہمہ وقت فکر کریں، علماء اور بزرگان دین سے تعلق قائم کریں ایسے لوگوں سے محبت اور صحبت رکھیں جو دین پر عمل کریں۔ جن لوگوں کے اندر دین کی محبت عظمت اور جذبہ ہو ایسے لوگوں سے تعلقات بڑھائیں۔ سنت پر عمل کرنے اور حقوق العباد پورے کرنے کی کوشش کریں، حقوق العباد بہت بڑی چیز ہے۔ اگر انسان حقوق العباد پورے کرتا رہے تو خاندان میں کبھی لڑائی جھگڑے پیدا نہ ہوں یہی میرا پیغام ہے۔

ہماری جاننے والی عورتیں
کہتی ہیں کہ ہم نے
کسی عورت کو اپنے شوہر
کی باتیں اتنی توجہ سے
سنتے ہوئے نہیں دیکھا جتنا
آپ اپنے شوہر کا بیان توجہ سے سنتی ہیں

اس کے لئے زندگی کا تصور ایک ڈراؤنے خواب کی طرح ہوگیا تھا...... ماں باپ کی وفات بڑے بھائیوں کی چشم پوشی...... رشتہ داروں کا طوطے کی طرح آنکھیں پھیر لینا...... معاشی بوجھ...... خود کفالتی کی ذمہ داری، یہ سارے عوامل کسی آکٹوپس کی مہیب ٹانگوں کی طرح اس کے وجود کو اپنی گرفت میں لے چکے تھے...... جن سے اپنے آپ کو چھڑانا اس کے بس کی بات نہ رہی تھی...... جب سے اس نے ٹاول فیکٹری میں ملازمت کی تھی اس کی زندگی ایک نئی چکی میں پسنے لگی تھی...... کہاں وہ نازوں میں پلی ماں باپ کی آنکھوں کا واحد تارا، خوبصورت براؤن آنکھوں اور گھنے براؤن بالوں والی شوخ سی سمیرا...... اور کہاں اب سنجیدگی کی گہری چھاپ لئے 30 کے پیٹے میں قدم رکھنے والی عمر رسیدہ سمیرا، جس کے براؤن ہونٹ کھلکھلاتی ہنسی کو بھول چکے تھے۔ جس کے خوبصورت چہرے کے مٹتے ہوئے خدوخال پر جھریوں کی آڑی ترچھی لکیریں بکھری پڑی تھیں...... خوبصورت غزالی آنکھیں بجھے ہوئے دیئے جیسی مٹیالی ہوچکی تھیں...... وقت کی بے رحم گردش نے شکل وصورت کی وہ دلفریبی اور دل نشینی چھین لی تھی جو کبھی اس کے وجود کا خاصہ تھی...... اب نہ چہرے پر چاند جھلملا رہا تھا اور نہ زلفوں پر گھٹاؤں کا شبہ ہو رہا تھا...... اب اس کی ذات ایسی تھی جیسے کسی پارینہ رباب کی جھنکار...... جیسے کسی چمکتے شفاف آئینے پر داغ پڑ جائیں یا جیسے کسی گلاب کی ٹہنی پر خزاں چھا جائے۔

اس کا خزاں رسیدہ وجود آہستہ آہستہ ہڈیوں کے ڈھانچے میں بدل رہا تھا...... مخروطی انگلیاں اپنا حسن کھو چکی تھیں...... آج موسم بے حد زرد سا تھا، کبھی کبھار ہوا کا کوئی جھونکا درختوں کے پتوں سے ٹکرا کر فضا میں سرسراہٹ سی پیدا کردیتا...... ہر طرف سناٹا تھا...... اور اس سناٹے میں تحلیل ہوتا ہوا اس کا وجود...... کاش میں اتنی خودسر نہ ہوتی...... کاش آئے ہوئے رشتوں کو نہ ٹھکراتی...... رب کی اور ماں باپ کی نافرمانی نہ کرتی تو آج یہ سزا میرا مقدر نہ ہوتی...... اس نے دکھے دل سے سوچتے ہوئے اپنے بے رونق بالوں کو انگلیوں کی گرفت میں لے لیا...... آج کا دن کس قدر بھاری ہے مجھ پر...... اگر آج امی ابو زندہ ہوتے تو بھائی بھابھی کی یہ مجال نہ ہوتی کہ اس ''قصۂ پارینہ'' بڈھے سے میری شادی کرتے...... میں تو ان کے لئے بظاہر بوجھ ہی ہوں جس کو آج یا کل بہر حال ان کو اپنے سر سے اتارنا ہی ہے۔ اب خواہ اس بوجھ کی گٹھڑی کو کسی کے سر بھی لادیں ان کو اس سے غرض نہیں۔ انہیں اپنے بچوں کا اور اپنا مستقبل عزیز ہے جو بہر حال ایک کنواری بڑھیا کے گھر میں ہوتے ہوئے روشن نہیں ہوسکتا۔

بروقت فیصلہ

بنت مفتی عبدالروف سکھروی

سمیرا! پریشان ہونے کی ضرورت نہیں، وہ میرے دوست کے سگے چچا ہیں اور اچھے خاصے کھاتے پیتے ہیں تم خوش رہو گی...... ''ہوں جبھی تو دو بیویاں بھگتا کر اب 60 کی دہائی میں فخریہ داخل ہوئے ہیں'' ...... سمیرا نے بھائی کے ان ریمارکس پر کڑھتے ہوئے دل میں سوچا...... کیا بھائی کو کوئی ڈھنگ کا جوڑ نظر نہیں آیا کیا وہ نہیں جانتے کہ نبی کریم جناب رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اپنی چہیتی بیٹی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے لئے دو عظیم تر خلفاء کے رشتوں کو انکار کیا تھا پھر جب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے رشتہ دیا تو آپ نے قبول فرمالیا اور حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما چونکہ عمر میں زیادہ تھے، اس لئے ان کو منع فرمادیا...... پھر اس کو یاد آیا کہ اس نے بھی کتنے رشتوں کے دل توڑے ہیں کتنوں کو ٹھکرایا ہے جب عمر تھی تو رشتے آرہے تھے اور ایک سے بڑھ کر ایک...... وہ جو پائلٹ تھا اس کو صرف اس لئے ٹھکرایا کہ اس کے سر پر بال کم تھے...... ایک انجینئر کا قد چھوٹا تھا جبکہ ایک ڈاکٹر بے چارا سنجیدہ اور متین زیادہ تھا...... اور وہ جو تبلیغی لڑکا تھا اونچا لمبا قد خوبصورت سی سیاہ ڈاڑھی والا...... اس کے گھر والوں کو تو امی ابو نے آنے سے پہلے ہی مجبور ہوکر جواب دے دیا تھا کہ سمیرا نے ان کے سامنے ہی اُن کی اوقات یاد دلانے کا منصوبہ بنالیا تھا...... امی سے ابو نے کہہ دیا تھا کہ اس سے بہتر ہے کہ کسی کو گھر بلا کر بے عزت کیا جائے فون پر ہی معذرت کرلیں۔ یوں یہ سارے رشتے ٹھکراتے......

اچانک وقت کا پہیہ ایسا الٹا چلا کہ پھر اس نے سمیرا کو اپنی ٹھوکروں پر رکھ لیا اور قدرت کا قانون یہی ہے...... کل بھی اور آج بھی......۔

جیسے جیسے 20 جولائی کی تاریخ قریب آتی جارہی تھی اس کا دل ہول رہا تھا...... وہ ایک بڈھے سے جس کے منہ میں دانت ہیں نہ سر پر بال کیسے نباہ کرسکے گی...... یہ ٹھیک ہے کہ وہ خود بھی تیس پینتیس کی ہوچکی ہے مگر وہ تو پھر بھی اس سے پندرہ بیس سال بڑا ہی ہوا...... جو بہر حال عقلوں میں تضاد کا سب سے بڑا سبب ہے۔

آج معاشرے میں ایک سمیرا نہیں بہت سی سمیرائیں ہیں جو اٹھتی جوانی میں پڑھ لکھ کر کچھ بن جانے کے جنون میں مبتلا ہوکر یہ بھول جاتی ہیں کہ وہ خود اسی معاشرے کا حصہ ہیں اور اسی زمین کی پیداوار ہیں۔ اگر زمین سے قدم اکھڑ جائیں تو انسان خلا میں ٹامک ٹوئیاں مارنے پر مجبور ہوجاتا ہے۔ جس کی وقت پر شادی نہ ہو تو پھر کبھی اگر ہو بھی جاتی ہے تو اسی طرح بے جوڑ...... اور بے ڈھب ہوتی ہے۔ ماں باپ کے فیصلے ان کے زندگی بھر کے تجربے کا نچوڑ ہوتے ہیں...... وہ جانتے ہیں کہ کیا چیز سیاہ ہے کیا سفید...... اولاد کے حق میں وہ بہتر جانتے ہیں کہ اس کے مناسب جوڑا کون سا ہوگا...... کیوں کہ آپ ان سے پیدا ہوئے ہیں وہ آپ سے نہیں۔ وہ اسی وقت سے آپ کی رگ رگ کو پہچانتے ہیں جس وقت آپ کو اپنا بھی ہوش نہ تھا......

اور جان لیجئے کہ حالات بدلتے اور انسان کی تقدیر بدلتے لمحے کی بھی دیر نہیں لگتی...... سیکنڈوں میں آدمی آسمان سے زمین پر آگرتا ہے۔ اگر سمیرا صحیح وقت پر...... صحیح عمر میں شرافت سے ماں باپ کے فیصلوں کو مان لیتی تو آج ساٹھ سال کے بڈھے سے واسطہ نہ پڑتا۔ اب کوہ قاف سے کوئی شہزادہ تو اس سے شادی کرنے کے لئے آنے سے رہا۔ لڑکیوں کو ادراک ہونا چاہئے کہ وہ خود بھی اس معاشرے کا حصہ ہیں اور ان کو یہیں رہنا ہے۔ یہیں رہ کر ایسے فیصلے کریں کہ اپنے مستقبل کو تباہی سے بچا سکیں...... ورنہ جان لیں کہ بروقت صحیح فیصلہ نہ کرکے اور زندگی کے بڑے معاملات کو ہنسی میں اڑانے والوں کے ہاتھ سوائے تباہی کے اور کچھ نہیں آتا...... یا تو وہ عمر بھر قید تنہائی کاٹیں گی یا پھر کسی عمر رسیدہ شخص کی دوسری تیسری بیوی بننا پڑے گا۔

M.I.S ریکارڈنگ سینٹر

کی نئی سنسنی خیز پیشکش

ٹاور کی تباہی

بچوں کیلئے سبق آموز کہانیاں

ڈسٹری بیوٹر اپنے آرڈر بک کرائیں

برائے رابطہ: 523 سی بلاک آدم جی نگر نزد مدینہ مسجد کراچی
فون: 4944448 / 4931044
موبائل: 0300 2183922

یہاں دستیاب ہے

ڈی ایچ اے: عوامی ایجنسی، موتی والا اسٹور سوٹ #4، C/27-C خیابان سحر فیز 7

حسین آباد: بیت الحمد اپا، بالمقابل اوکھائی میمن مسجد 879/3

شاہ فیصل کالونی: الفاروق اسلامک ریکارڈنگ سینٹر بالمقابل جامعہ فاروقیہ شاہ فیصل کالونی نمبر 4

اردو بازار: مکتبہ ... دکان نمبر 17 شاہ زیب ... کتاب مارکیٹ رتن تلاؤ گلی نمبر 3

گلشن اقبال: اشرف المدارس کے بالمقابل اشرفی ریکارڈنگ سینٹر

صدر: پاک ریکارڈنگ سینٹر A-84 پہلی منزل کریم سینٹر

فیڈرل بی ایریا: مدنی ریکارڈنگ سینٹر فاطمہ پلازہ، دکان نمبر 3 بلاک 7 نزد مدنی مسجد

بنوری ٹاؤن: بنوری اسلامک ریکارڈنگ سینٹر اسلام کتب مارکیٹ نزد جامعۃ العلوم الاسلامیہ عقب جامعہ مسجد بنوری ٹاؤن

نقالوں سے ہوشیار، صرف M.I.S لیبل والی سفید کیسٹس اور کہانی کے رنگین کور والی CDs طلب کریں

ضرب مومن کے دفاتر میں بھی

صدر: کمرہ نمبر A منزل نمبر 2 الہارون چیمبر الیکٹرونکس مارکیٹ صدر

طارق روڈ: F-41 پہلی منزل عظمیٰ سینٹر بالمقابل مدینہ مسجد

چندریگر روڈ: 605 لینڈ مارک پلازہ آئی آئی چندریگر روڈ بالمقابل جنگ بلڈنگ

کلفٹن: 617 کلفٹن سینٹر بلاک 5 چھٹی منزل کلفٹن کراچی

جوڑیا بازار: کیمیکل چیمبرز پہلی منزل کمرہ نمبر 6 ... بالمقابل میٹروپولیٹن بینک

گلشن اقبال: 302 پی 40 گذارش کورٹ بالمقابل پی آئی اے پلانیٹیریم بلاک نمبر 13-A یونیورسٹی روڈ

ہم نے ڈائٹنگ کی

بنت حوّا

ڈائٹنگ! ڈائٹنگ! ڈائٹنگ! ہم سب اس لفظ سے بہت متاثر تھے کہ آخر اس لفظ کا مطلب اور مقصد کیا ہے؟ ہم نے لوگوں اور خاص طور پر عورتوں اور لڑکیوں کے منہ سے یہ لفظ بہت سنا کہ ''میں ڈائٹنگ پر ہوں۔ میں ڈائٹنگ پر ہوں'' لہٰذا ہم نے بھی فیصلہ کیا کہ ہم بھی آج سے ڈائٹنگ شروع کرتے ہیں باوجود اس کے کہ ہماری صحت اس بات کی اجازت نہیں دے رہی تھی۔ ہم نے اپنے اس پروگرام کی تکمیل کا آغاز اگلے روز کی صبح سے ہی شروع کر دیا۔ سب سے پہلے ہم نے مکھن، انڈے، پراٹھے، بریڈ، دودھ، اورنج جوس سے ناشتہ کیا۔ ہم نے یہ ناشتہ اپنے گھر کے بڑوں سے چھپ کر کیا کیونکہ ہم نے انہیں اس بات سے آگاہ کر دیا تھا کہ ہم ''ڈائٹنگ'' پر ہیں۔ چنانچہ یہ ہلکا پھلکا ناشتہ کرنے کے بعد ہم نے ایک شاندار سا کیک بنایا۔ جسے ہم نے بڑی مشکلوں سے توڑ توڑ کر کھایا اور وہ بھی اللہ کا شکر ہے کہ ہم نے صبح ہلکا پھلکا ناشتہ کر لیا ورنہ تو وہ کیک کبھی بھی نہ ٹوٹتا، اللہ اللہ کر کے لسی نوش فرمائی۔ یہ تو تھی ہماری صبح کی ''ڈائٹنگ'' اب دوپہر کی ''ڈائٹنگ'' شروع ہوگئی۔ سب سے پہلے ہم نے بینگن کے قتلے بنائے۔ ساتھ میں رائتہ بنایا۔ بیس 20 عدد نان سے دسترخوان کو سجایا۔ چکن روسٹ کیا، ایک کلو آلوؤں کی چپس بنائی اور کول ڈرنکس کے ساتھ ان تمام چیزوں کو ''ڈائٹنگ ٹیبل'' پر سجایا اور پھر کھایا۔ اس کے بعد ہم پانچوں اپنے اصطبل کے تمام گھوڑے بیچ کر سو گئے کیونکہ ہم ڈائٹنگ پر تھے، اس لئے ہم دوپہر کو صرف چار گھنٹے سوئے۔ سو کر اٹھنے کے بعد ہم نے مینگو ملک شیک بنایا، لیکن اس سے گزارا نہ ہوا تو پھر ہم نے آئس کریم منگوائی، اس کو بھی ہڑپ کرنے کے بعد پھر بھی جب ہماری دوزخ کی آگ نہ بجھی تو ہم نے برگر اور کول ڈرنکس سے پیٹ نامراد کے چوہوں کو بھگایا، تھوڑی دیر کے لئے تو سکون ہوا پھر دوبارہ ''ڈائٹنگ'' کا خیال آ گیا کہ ہم تو ڈائٹنگ پر ہیں تو ہم نے پھر ڈائٹنگ شروع کر دی اور ہم نے کچے آموں کی چٹنی بنائی پھر بریانی بنائی ساتھ دہی بھلے بنائے، قورمہ بنایا، سلاد بنایا، چپاتیاں بنائیں اور پھر ڈائٹنگ سمجھ کر کھا لیں۔ سب کچھ بہت جلدی جلدی کھایا، چونکہ آج ہماری ڈائٹنگ کا پہلا دن تھا۔ اس لئے ہم بہت تھک گئے اور پھر دوبارہ نیند نے آگھیرا لیکن اچانک 12 بجے ہماری آنکھ کھلی تو ڈائٹنگ کا خیال آتے ہی ہماری نیندیں اڑ گئیں لہٰذا ''چھپکے'' سے جا کر کچن کی راہ لی، کچن میں پہنچ کر ہمیں تازہ اور ٹھنڈے آموں کی خوشبو نے ستایا تو ہم انہیں کھانے بیٹھ گئے۔ ہم نے خوب سیر ہو کر آم کھائے پھر دودھ پیا اور اس کے بعد ہم نے سوچا کہ آج کی ڈائٹنگ کے لیے اتنا ہی کافی ہے۔ اب ہماری ڈائٹنگ کا اختتام ہو چکا تھا، اس لئے اب ہم دوبارہ خوابِ خرگوش کی نیند لینے چلے گئے۔

قارئین سے گزارش ہے کہ!

اگر آپ کو ہماری ڈائٹنگ پسند آئی تو ہمیں اپنی رائے سے ضرور آگاہ کریں، ہمیں انتظار رہے گا۔

زیرِ لب

غبارے

ڈاکٹر نے مریض کو عینک کے شیشوں کی بجائے دوربین کے شیشے لگا دیے۔ کلینک کے باہر ایک شخص انگور بیچ رہا تھا۔ وہ مریض اس سے کہتا ہے بھائی یہ غبارے کتنے کے ہیں؟

قمیص

مرزا غالب دوسری منزل والے کمرے میں سو رہے تھے، نیچے ان کی بیوی نے کچھ گرنے کی آواز سنی تو گھبرا کر ان کے کمرے میں گئی پوچھا کہ کیا گرا تھا؟

مرزا: میری قمیض گری تھی۔

بیوی: قمیض کے گرنے کی اتنی آواز ہوتی ہے؟

مرزا: دراصل قمیض کے اندر میں بھی تھا۔

بغیر گھی کے ہانڈی

شیخ چلی بہت کنجوس شخص تھا سالن بناتے وقت اپنی بیوی کو کہتا گھی کے ڈبے کو اوپر سے گھما کر بگھار لیا کرو اور گھی کا ڈبہ الماری میں رکھ کر تالا لگا کر چابی اپنے پاس رکھتا۔ ایک دن شیخ چلی کی بیوی نے دال پکائی اور شیخ چلی گھر پر نہیں تھا اس کی بیوی نے سوچا چلو ہانڈی الماری کے نیچے سے گزار لیتی ہوں کچھ تو گھی کا ذائقہ آ جائے گا، شیخ چلی نے دیکھ کر کہا: کبھی گھی کے بغیر بھی ہانڈی پکا لیا کرو۔ (بنت تقی اول وطالبات جامعہ عائشہ الصدیقہ، فیصل آباد)

دو بیوقوف

ایک بے وقوف (دوسرے بے وقوف سے): ''یار اگر چائے میں مرچیں ڈال دیں تو؟''

دوسرا بے وقوف ہنس کر بولا ''یار! چائے ہے، حلوہ نہیں۔'' (عروہ شفیق۔ آزاد کشمیر)

میرٹ

ایک دفعہ ایک وزیر صاحب عوام کی شکایات سن رہے تھے، مجمع میں سے ایک لڑکا آگے بڑھا اور ایک درخواست وزیر صاحب کو دیتے ہوئے بولا ''سر میں ایم اے پاس ہوں مجھے نوکری چاہئے۔ وزیر صاحب لڑکے سے درخواست و اسناد وغیرہ لینے کے بعد بولے میں وزیر اعلیٰ صاحب سے گزارش کروں گا۔ جب وزیر اعلیٰ سے نوکری کی بات کی گئی اور ساتھ درخواست بھی دی تو وزیر اعلیٰ صاحب بولے ''نوکریاں صرف میرٹ کی بنیاد پر ہی دی جائیں گی۔'' وزیر صاحب غصے میں بولے میرٹ...... کیسا میرٹ میں ان پڑھ ہوں اور وزیر ہوں آپ مڈل پاس ہیں اور وزیر اعلیٰ ہیں جو بی اے ہے وہ وزیر اعظم ہے مگر جو ایم اے ہے وہ کچھ بھی نہیں...... پھر میرٹ کیسا؟ (مسز قاری مسعود احمد۔ چنیوٹ)

بڑھاپے کا سہارا

ڈاکو: ''رقم دو گے یا جان''؟

مسافر: ''جان لے لو رقم میرے بڑھاپے کا سہارا ہے۔''

تلاش

مالک: آج کا اخبار کہاں ہے۔

ملازم: جناب میں تو خود کل سے تلاش کر رہا ہوں۔ (بنت علی احمد چوہان۔ سرگودھا)

ماڈرن بھابھی سے خطاب

میک اپ اتنا کیوں کر آئی
تجھ سے ڈر کر بھاگی ''مائی''
ایسی پڑی مار کیا تجھ پر
''اُسکی'' لٹائی ساری کمائی
زیور، میک اپ، مہنگے کپڑے
دینے لگا ہے بھائی دہائی!
ہر شادی سے پہلے فیشل
اتنے سے منہ پر اتنی گھسائی
سوچا تھا تُو گھر پہ رہے گی
تجھ کو تو باہر کی سیر ہی بھائی
سب بھیا اب رہیں کنوارے
ایک ہی بھابھی بھر پائی

بنت ش۔ احمد کراچی

آپ کی صحت

جسمانی کمزوری:

بھ ڈاکٹر صاحبہ! میری کلائیاں بہت کمزور ہیں، میری کزنز میرے ہاتھوں کا مذاق اڑاتی ہیں، جسمانی طور پر بھی کمزور ہوں، میری دو تین ماہ بعد شادی ہے۔ مہربانی فرما کر کوئی اچھا سا حل بتائیں۔ (س۔ ع، مظفر گڑھ پنجاب) ڈاکٹر صاحبہ! میری عمر پندرہ سال ہے جوڑوں کا درد رہتا ہے، تھکاوٹ رہتی ہے اور سر چکراتا ہے، بھوک بالکل نہیں لگتی ہے۔ پلیز اس کا کوئی حل بتائیے۔ (نازیہ شفاعت، ڈھوک امب)

☆ آپ دونوں کمزوری کا شکار ہیں، آپ دوا کے طور پر SABAL SERR. 30 کو دن میں 4 مرتبہ 4-4 قطرے ایک چمچ پانی میں ملا کر پئیں Ferrum Phos 6× کی چار چار گولیاں دن میں 4 مرتبہ استعمال کریں۔ محترمہ س۔ ع صاحبہ! آپ اپنی کلائیوں پر موسم کے حساب سے زیتون کا تیل اگر موافق آتا ہے تو اس کی مالش کریں، مگر اس بات کو ذہن نشین رکھیں کہ اگر اللہ تعالیٰ نے اس کی قدرتی شکل ہی اس طرح بنائی ہے تو اس کو تبدیل ہونا مشکل ہوگا یوں بھی اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کریں کہ اللہ نے آپ کو صحیح سالم ہاتھ عطا کر رکھے ہیں، پریشانی کیوں؟

جلدی خارش

بھ ڈاکٹر صاحبہ! میرا مسئلہ یہ ہے کہ مجھے کافی عرصہ سے خارش کی بیماری لگی ہوئی ہے، بہت علاج کرایا مگر وقتی طور پر فائدہ ہوتا ہے اور بعد میں وہی خارش ہوجاتی ہے۔ بہن اس بیماری کی دوا ضرور بتادیں میں آپ کو زندگی بھر نہ بھول سکوں گی۔ اللہ آپ کو اپنی پسندیدہ بندی بنالے۔ آمین۔ (نازیہ بنت فقیر محمد، میاں چنوں۔ خانیوال)

☆ نازیہ صاحبہ! آپ کے مرض میں سب سے زیادہ صفائی کی اہمیت ہوتی ہے، مکمل جسمانی صفائی کا خیال رکھیں، روزانہ کپڑے تبدیل کریں اور سوتی لباس پہنیں۔ دوا Sulphur 30 روزانہ 4 مرتبہ 4-4 قطرے ایک چمچ پانی میں ملا کر پئیں۔ ساتھ ہی Sulphur IM ہفتے میں ایک خوراک رات میں سوتے وقت لے لیا کریں، پرہیز کے لئے چکنائی اور تیز مرچ مصالحے سے اجتناب کریں، لہسن کی دو تین گولیاں کھانے کے دوران کھانا بھی اچھے نتائج مہیا کرتا ہے، اس کے علاوہ ایک کپ کریلے کا تازہ جوس لیں، اس میں 1 چائے کا چمچ لیموں کا عرق ملا کر صبح نہار منہ پئیں، تھوڑا مشکل تو ہوگا، مگر ان شاء اللہ آپ کی خارش کا خاتمہ کردے گا۔

فالج ہے

میری والدہ کو 3،2 سال پہلے فالج ہوا تھا، جس کی وجہ سے وہ بول نہیں سکتی ہیں۔ ہم نے بہت علاج کرایا، لیکن کوئی فرق نہیں پڑا۔ میری چھوٹی بہن جس کی عمر تیرہ سال ہے، ہم نے اس کی ٹانگ کا آپریشن کروایا تھا، اس آپریشن میں اس کی ناڑ کٹ گئی ہے، برائے مہربانی دوائی بتادیجئے۔ (حافظ محمد احمد۔ پکا کھوہ۔ ضلع پاکپتن)

☆ آپ نے اپنی والدہ کے فالج کے بارے میں پوری تفصیل نہیں لکھی کہ آیا وہ مکمل طور پر متاثر ہیں یا کوئی ایک حصہ مفلوج ہے تفصیل سے لکھیں۔ آپ کی بہن کے لئے دوا VISCUM ALB 30 دن میں 4 مرتبہ ایک چمچ پانی میں تقریباً 4-5 قطرے ملا کر استعمال کروائیں۔ اگر آپ کے لئے ممکن ہو تو بہن کو فزیوتھراپی کروالیں۔ اس کے ساتھ ہی ایک کپ دودھ میں چار پانچ نرم کھجوریں جوش دے کر اس میں ایک چمچ شہد ملا کر استعمال کروائیں، ان شاء اللہ افاقہ ہوگا۔ اس کے علاوہ آپ نے جو خط کے ساتھ پیسے بھیجے ہیں، وہ آپ کی امانت رکھے ہیں، بتادیجئے کیا کروں؟

ستر سے زیادہ بیماریاں

بھ بی بی سلمہ منگورہ سوات! بی بی آپ نے ستر سے زیادہ بیماریاں لکھ کر بھیجی ہیں، میں سمجھتی ہوں کہ آپ کو صرف ایک ہی بیماری ہے اور اس کو "وہم" کہتے ہیں۔ آپ اپنے ارد گرد اگر دیکھیں تو اندازہ ہوگا کہ لوگ کیسی کیسی پریشانیوں میں مبتلا ہیں، شاید آپ کافی فارغ بھی رہتی ہیں، فراغت بھی بیماریوں کی جڑ ہوتی ہے، اپنے آپ کو مصروف رکھیں اور تھکا دینے والی مصروفیت اپنائیں۔ نماز روزے کی پابندی کریں۔ نفل روزے رکھیں۔ جو کچھ کھائیں

ڈاکٹر ام محمد

صبر شکر سے کھائیں۔ دوا کے لئے Belladona IM روزانہ ایک خوراک یعنی 4-5 قطرے ایک چمچے پانی میں ملا کر پئیں۔ سوات کی پرفضا ہوا میں صبح کے وقت چہل قدمی کریں۔ ہم یہاں کراچی میں بیٹھ کر اس فضا کو ترستے ہیں آپ کو یہاں بیٹھے بٹھائے نعمت حاصل ہے اللہ کا بہت شکر ادا کیا کریں۔

دانتوں میں کیڑا

بھ ڈاکٹر ام محمد صاحبہ! میرا مسئلہ یہ ہے کہ میرے دانتوں میں کیڑا لگ چکا ہے۔ سامنے والا دانت آدھے سے زیادہ کیڑے کی نذر ہو چکا ہے۔ اس کے جو دائیں بائیں دانت ہیں، انہیں بھی کچھ کیڑا لگ چکا ہے۔ ایک ماہ قبل میں نے جو سامنے والا دانت ہے اس پر مصنوعی دانت کا خول چڑھوالیا تھا اور باقی جو دانت ہیں ان کی بھرائی کروالی ہے۔ اب مسئلہ یہ ہے کہ جس دانت پر میں نے خول چڑھوایا اس کے دائیں جانب کے دانتوں میں بہت درد ہوتا ہے اور بائیں جانب کے بھی جس کی وجہ سے سر کے آدھے حصے میں درد ہوتا ہے۔ برائے مہربانی علاج بتادیں۔ (ہمشیرہ خادم حسین، کوٹ ادو)

☆ ہمشیرہ خادم حسین صاحبہ! آپ نے جہاں سے دانتوں پر خول چڑھوایا تھا اس ڈاکٹر سے دوبارہ چیک کروالیں، ہوسکتا ہے کہ بہت ٹائیٹ ہو، جس کے باعث آپ کو درد محسوس ہو رہا ہو۔ دانتوں میں کیڑے کے لئے دوا Kerosote 200 صبح و شام 4-4 قطرے ایک چمچ پانی میں ملا کر پئیں، مگر جن دانتوں میں سوراخ ہو چکا ہو ان کی فلنگ کروالیں اور کوئی اچھا فلورائیڈ پر مشتمل ٹوتھ پیسٹ استعمال کیا کریں۔ دانتوں سے متعلق مسائل کے لئے پچھلے شماروں سے استفادہ کریں۔

ٹیڑھی ناک اور زکام

بھ میں FA کی طالبہ ہوں، میری عمر اٹھارہ سال ہے۔ میرا مسئلہ یہ ہے کہ جب میں آٹھ نو ماہ کی بچی تھی، گرنے کی وجہ سے ناک کی ہڈی ٹیڑھی ہوگئی ہے۔ میں نے اپنا چیک اپ کروایا تھا، اس کے مطابق علاج جاری ہے، لیکن کوئی فرق محسوس نہیں ہوا، زکام کی تکلیف سردیوں گرمیوں میں رہتی ہے۔ سانس لینا دشوار ہے اور میرے گلے میں بلغم گرتا ہے، سر بوجھ رہتا ہے، سینے کے بائیں طرف ہلکا درد رہتا ہے۔ مجھے کوئی اچھی دوا اس کے متعلق بتائیں، میں آپ کی بہت مشکور ہوں گی۔ (بنت خالد جاوید۔ واں بھچراں ضلع میانوالی)

☆ آپ دوا KALI BI 200 صبح و شام 4-4 قطرے ایک چمچ پانی میں ملا کر پئیں، اس کے ساتھ اگر چاہیں تو نیم گرم پانی کے ایک گلاس میں ایک بڑا چمچ شہد اور ایک چمچ ادرک کا رس ملا کر پینے سے عموماً نزلہ کی تکلیف دور ہوجاتی ہے۔ تھوڑے عرصے کے لئے چاول اور دہی سے مکمل پرہیز کریں۔

بچہ مٹی کھاتا ہے

بھ میرا بیٹا جس کی عمر 2 سال ہے، مٹی بہت کھاتا ہے، کیلشیم بی کی دو سیرپ پلائی ہیں، پہلے مٹی کھانا کچھ کم کردی تھی پھر کھانی شروع کردی ہے اور بہت کھاتا ہے۔ دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ میرے دو بیٹے جن کی عمریں 8 سال اور 6 سال ہیں، یہ سوتے وقت پیشاب کردیتے ہیں، جس کی وجہ سے بڑی پریشانی ہوتی ہے۔ کبھی کبھی دوپہر کے وقت بھی سوتے میں پیشاب کردیتے ہیں۔ مہربانی فرما کر کوئی اچھا سا نسخہ تجویز کردیں۔ (ام طلحہ، حذیفہ، صہیب)

☆ بی بی آپ کا جو بچہ مٹی کھاتا ہے اس کو دوا Causticum دیں، روزانہ ایک خوراک ایک چمچ پانی میں 4-5 قطرے اور اس کے ساتھ جو بچے بستر پر پیشاب کردیتے ہیں، ان کو Benzonic Acid 200 دیں، صبح و شام 4-4 قطرے ایک چمچ پانی میں۔ تینوں بچوں کو Cecon-Tab روزانہ ایک ایک گولی کھلائیں۔

نوٹ:

آپ تمام بہنوں سے التماس ہے کہ وہ کیل مہاسوں، جسمانی کمزوری، بالوں سے متعلق، نسوانی حسن، لیکوریا اور ایام کے مسائل کے حل کے لئے پچھلے شائع شدہ حل سے استفادہ کریں۔ جو دوائیں سب بہنیں استعمال کرسکتی ہیں ان کی میں نشاندہی کردیتی ہوں۔ یہ تاکید اس لئے کی ہے تاکہ دوسری بہنوں کے بھی مختلف نوعیت کے مسائل کا حل پیش کیا جاسکے۔

نبی پیارا ادائیں پیاری

اُم ہبیرہ

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بڑے خوش اخلاق تھے۔ ایک روز مجھے کسی ضرورت کے لئے بھیجا، میں نے کہا اللہ کی قسم! میں نہ جاؤں گا اور میرے دل میں تھا کہ میں ضرور جاؤں گا۔ پھر میں نکلا اور میرا گزر بچوں پر ہوا جو بازار میں کھیل رہے تھے، اتنے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اچانک میرے سر کے بال پیچھے سے پکڑے جب میں نے آپ کی طرف دیکھا تو آپ کو مسکراتا ہوا پایا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم وہاں گئے تھے جہاں میں نے تم کو بھیجا تھا؟ میں نے کہا ہاں! یارسول اللہ میں جاؤں گا۔ (یاد رہے کہ اس وقت حضرت انس چھوٹے تھے) (مشکوٰۃ) حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کسی چیز کے ٹوٹ جانے یا بگڑ جانے مثلاً کوئی چیز کسی نے توڑ دی یا کام بگاڑ دیا تو بھی غصہ نہ کرتے البتہ اگر کوئی بات دین کے خلاف ہوتی تو آپ کو سخت غصہ آتا تھا۔ (نشر الطیب)

اللہ تیرا نام

گناہوں کی ظلمت میں
جب خود کو پشیماں پایا
بے بسی نے مجھے بہت ستایا
محسنِ انسانیت کی یاد نے رلایا
تباہیوں کی تنی چادر میں
تنہا و ہراساں ڈگمگاتا پایا
بڑھتے ہوئے احساسِ جرم میں
شب دیجور نے بہت تڑپایا
گھر کے آئیں گھٹائیں تو بارش نے
سنا کے تیرا گیت بہت رلایا
گھٹا ٹوپ اندھیروں سے ظلمت کے
جی جب بھی اکتایا، بہت گھبرایا
جھلتی پگھلتی رتوں میں سسکیوں نے پکارا
کوئی راہنما، کوئی سہارا، عظیم سایا
تب اندھیر وادی میں تیرا نام
اے "اللہ" بن کے روشنی جگمگایا

بنت عبدالسبحان

بہاروں کا پیامبر

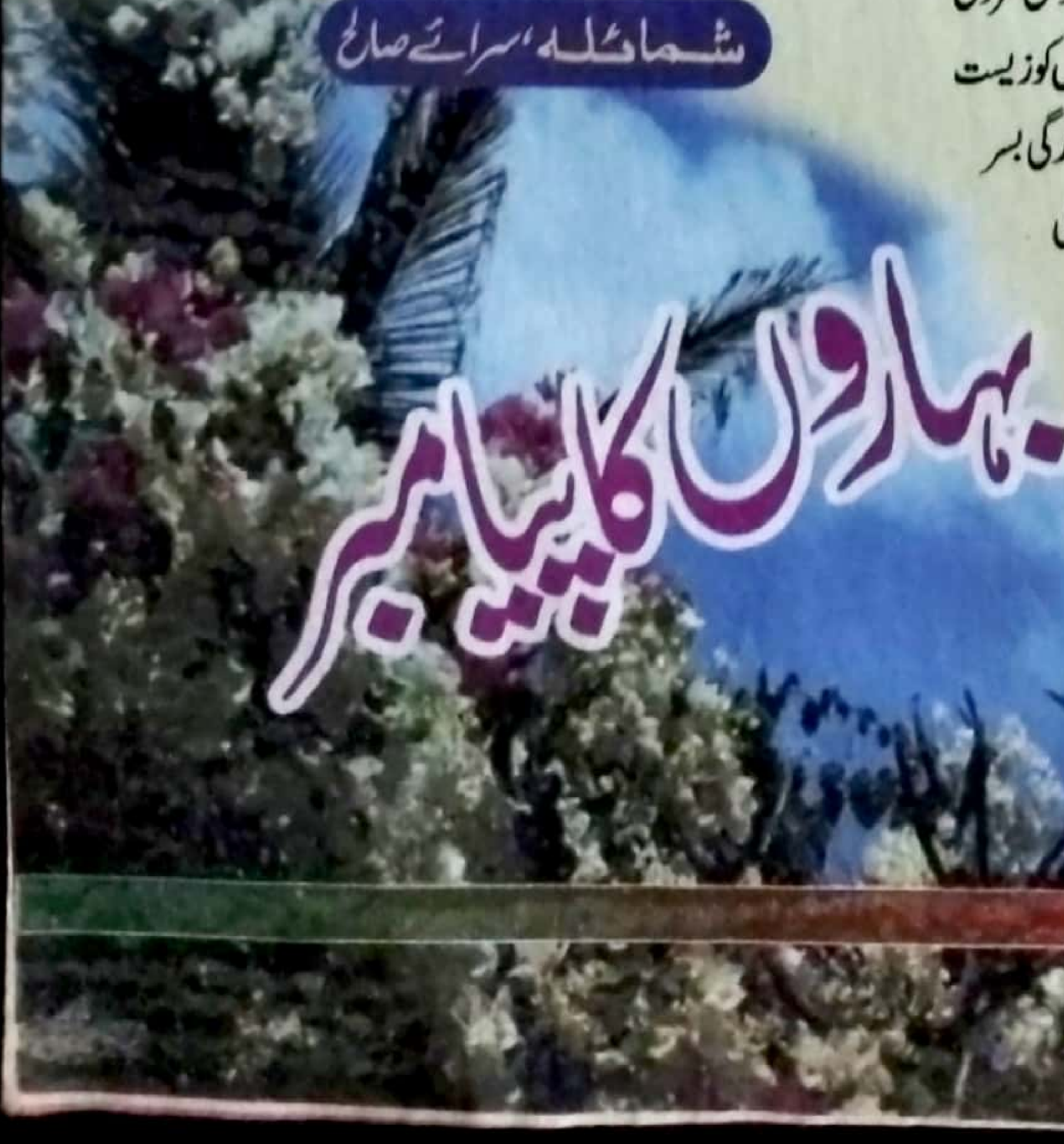

شمائلہ، سرائے صالح

صانع ازل نے خشک وچٹیل، بنجر و بیابان جہان کو دیدہ زیب ودلفریب بنانے کے لئے مختلف دلکش ودلربا، خوش نظر وخوش نما اور پر فضا مناظر پیدا فرمائے تاکہ جنت کے خوگر کو یہ دنیا کاٹنے کو نہ دوڑے اور وہ ہولناک نظاروں، سر بفلک پہاڑوں، عمیق وغریق سنجد ھاروں، لق ودق صحراؤں، روح فرسا مشقتوں، اذیت ناک لمحوں اور ابتلا وآزمائشوں سے گھبرا کر دل برداشتہ نہ ہوجائے۔ یہی رنگینیاں اس جہان کو مالوف ومحبوب بناتی ہیں مگر اس کا مقصد ان میں کھو کر حسن المآب و مرجع کو فراموش کردینا ہرگز نہیں بلکہ اس دارالابتلاء میں امتحان کی تیاری کر کے حصول سرخروئی کے لئے کوشاں رہنا ہے کیونکہ یہ جہان فانی ہے۔ رہی بات دلکشی کی تو بات بالکل عیاں ہے کہ اگر یہ رنگینیاں نہ ہوتیں تو کرہ ارض فرشتوں کا مسکن ہوتی اور جب حوائج نہ ہوتے تو پھر امتحان کس بات کا لیا جاتا ہے۔ جو چیز موجود ہی نہ ہو اس سے روکنے کی ضرورت ہی پیش نہیں آتی۔ روزی کی کشائش کے باوجود اس کا عدم استعمال روزہ کہلاتا ہے۔ بساط نہ ہونے پر معاف کردینا کوئی معنی نہیں رکھتا بلکہ عفو تو یہ ہے کہ برائی کا بدلہ لے سکے اور نہ لے۔ خلیفہ ارضی کو اہبطوا (زمین پر اترنے) کا حکم ملنے سے پہلے یہ دنیا بے کیف و بے سرور، پھیکی اور اجاڑ اور سونی پڑی تھی۔

کیونکہ باسی کے بغیر بستی اور مکین کے بغیر مکان کھنڈر بن جایا کرتے ہیں۔ مکان کی ضروریات ولوازمات کی تدوین و ترتیب مکین کی مرہون منت ہوتی ہے۔ مکین کی آمد پر اس میں رنگ بھرے گئے۔ انہار جاری ہوئیں، اشجار آشکارا ہوئے، آثار وجود میں آئے اور یہ بیابان خیابان میں بدل گیا۔ احساس تنہائی کو دور کرنے، ذہن کو معطر کرنے، آنکھوں کو ٹھنڈک پہنچانے، قوت شامہ بڑھانے، سامان دل لگی پہنچانے، سکوتِ وجود کو توڑنے، قلبِ مضطرب کے اضطراب کو کم کرنے اور حدت وبرودت کو گھٹانے بڑھانے کے لئے گونا گوں اشیاء عالم وجود میں آئیں جن میں پھول انتہائی اہمیت کا حامل ہے۔ جی ہاں! پھول...... وہ پھول جو نزاکتوں، لطافتوں، نکہتوں، نزہتوں کا امین، خوشبو کا منبع، رنگوں کا سمندر، حسن کا سرچشمہ، چاہتوں کا محور، نگاہوں کا مرکز، بہار کا پیامبر، پیکر شان استغناء اور باعث تسکین قلب ہے۔ وہی جو بے رونقی کا دشمن، خزاں کی تلخ یادیں بھلانے والا، نقوش محرومی مٹانے والا، دکھیاروں کو جینے کا یارا بخشنے والا، غمزدوں کو زیست کا یارا دینے والا، ایثار کا پیکر اور کانٹوں میں رہ کر زندگی بسر کرنے والا اور کیچڑ میں رہتے ہوئے اپنی پاکیزگی برقرار رکھنے والا پھول شامل ہے۔ لال، سفید، گلابی، قرمزی، پیازی، عنابی، شہابی، آفتابی سب اسی کے رنگ ہیں۔ ہر رنگ بے مثال ہے، آپ اپنی مثال ہے، ہر ایک کی اپنی اپنی خوشبو اور ہر ایک کی اپنی اپنی خو ہے مگر سب کے سب گلستان دہر کی تزئین وتدوین میں برابر کے لطیف ہیں اور اپنی اپنی شاخ پر متمکن ہیں، ان کی شگفتگی وتروتازگی کا راز اسی میں ہے۔ قدرت کی صناعی کے یہ شاہکار کثیف وآلودہ ہاتھوں کو پسند نہیں کرتے بلکہ مساس کے احساس ہی سے مرجھا جاتے ہیں۔ ان کی پنکھڑیوں پر پژمردگی کے آثار ہویدا ہوجاتے ہیں اور اپنا چہرہ چھپا لیتے ہیں۔ یہی وہ جوہر ہے جو ہیرے کا جگر کاٹنے کا یارا رکھتے ہیں۔ گل آفتاب، گل بیگانہ، گل پاپوش، گل لحد (گوبھی)، گل انار، گل دھتورہ، گل صد برگ اور گل وگلدستۂ گل ضرور ہیں لیکن لاجونتی سے انہیں دور کا واسطہ بھی نہیں۔ تفصیل کی گنجائش نہیں۔ فاعتبرو یا اولی الابصار.

آپ کا دسترخوان

بنت محمد عابد خان، اہلیہ خرم شہزاد، بنت محمد نواز وریا

چائنیز پلاؤ:

اشیاء: چاول ایک کلو۔ گھی ایک پاؤ۔ ابلی ہوئی مرغی چند ٹکڑے۔ انڈے چار عدد۔ گاجر ابلی ہوئی چار عدد۔ پیاز ہری ڈنڈی سمیت چار عدد۔ گوبھی کے پھول کے نچلے حصے کے چند ٹکڑے نمک ڈال کر ابال لیجئے۔

ترکیب: چاول نمک ڈال کر دو کنی ابال لیجئے اور باریک کپڑے سے چھان لیجئے۔ سب سبزیاں اور مرغی کے ٹکڑے علیحدہ علیحدہ ابال کر تیار کر لیجئے۔ اب دیگچی میں صرف گھی ڈال کر گرم کریں اور اس میں کٹی ہوئی سبزیاں، پیاز ڈنڈی سمیت اور مرغی کے ٹکڑے، اور چار ہری مرچیں کاٹ کر ڈال دیجئے۔ اب اس میں ایک یا دو بار چمچہ چلانے کے بعد انڈے گھول کر ڈال دیجئے اور جلدی جلدی چمچہ چلائیں۔ زیادہ نہ بھونیں اور نہ سرخ کریں، ہلکا سا پکانے کے بعد اوپر چاول ڈال کر دم پر لگا دیجئے، پندرہ منٹ کے بعد جب چاول ٹھیک ہو جائیں تو اتار لیجئے چائنیز پلاؤ کی عمدہ ڈش تیار ہے۔

چکن ہرا مصالحہ:

اشیاء: چکن ½ کلو (چھوٹی چھوٹی بوٹیوں کی شکل میں)۔ دہی ایک کپ۔ نمک حسب ضرورت۔ دھنیا ایک گٹھی، پودینہ ایک گٹھی۔ ہری مرچ حسب ضرورت۔ (ان سب کا پیسٹ بنالیں)۔ زیرہ حسب ضرورت۔ تیل حسب ضرورت۔ ادرک لہسن حسب ضرورت (پیسٹ)

ترکیب: ایک بڑے سے ڈونگے میں دہی ڈال دیجئے۔ اب اس میں ادرک، لہسن کا پیسٹ ڈالیں۔ ہرے مصالحے کا پیسٹ اور نمک ڈال کر اچھی طرح سے مکس کر لیں۔ پھر مرغی کے پیس اس میں ڈال کر ملالیں۔ اب اس تمام آمیزے کو ایک گھنٹے کے لئے رہنے دیں۔ کڑاہی میں تیل ڈال کر گرم کریں، اس میں زیرہ ڈال دیں جب کڑکڑانے لگے اور اس میں سے خوشبو آنے لگے تو اب اس میں تمام آمیزے کو ڈال دیں (جو پہلے تیار کر کے رکھا تھا) اور اس میں چمچہ چلاتی رہیں اور پھر گلنے کے لئے چھوڑ دیں۔ جب گل جائے تو اسے گرم گرم سرو کریں۔

قیمے کے چٹ پٹے مزے دار لمبے کباب:

اجزاء: قیمہ ایک کلو۔ انڈے 2 عدد۔ ڈبل روٹی کے پیسز 4 عدد۔

ترکیب: قیمے کو 2 مرتبہ مشین سے نکلوالیں۔ ساتھ ہی 4 عدد سبز مرچیں ایک عدد درمیانے سائز کی پیاز۔ تھوڑا سا ادرک بھی قیمے کے ساتھ باریک مشین سے نکلوالیں۔ گرم مصالحہ، کالی مرچ، نمک اور انڈے اور ڈبل روٹی کے پیسز گرینڈر میں باریک کر کے ڈال لیں۔ نمک اور کالی مرچ حسب پسند ڈالیں۔ پھر ان سب اشیاء کو اچھی طرح مکس کر کے اس کے لمبے کباب پورے ہاتھ جتنے کر لیں اور گھی میں تل لیں۔ یہ ویسے بن جائیں گے جیسے سیخ کباب ہوتے ہیں۔ چاہیں تو چاولوں کے ساتھ نوش کریں ورنہ پھر 6 عدد پیاز براؤن کر کے اچھی طرح اس میں 3 عدد ٹماٹر، سبز مرچ 3 عدد پسی ہوئی اور نمک، مرچ حسب پسند ڈال کر بعد میں دم پر احتیاط سے رکھ دیں اور اس سالن کو کھلے منہ والے برتن میں بنائیں تاکہ کباب نہ ٹوٹیں اور اوپر تھوڑی فنگر چپس تل کر ڈالیں۔ دم کھولنے کے بعد چپس اور دھنیا ڈال کر گرم گرم پیش کریں۔

املی کی چٹنی:

اشیاء: املی ایک چھٹانک۔ نمک آدھا چمچ۔ لال مرچ ایک چمچ۔ چینی آدھا کپ۔ سفید زیرہ ایک چمچ۔ پانی ڈیڑھ پیالی۔ چاٹ مصالحہ ایک پیکٹ چھوٹا سا۔

ترکیب: املی کو پانی میں بھگو دیں اور اس کے بیج نکال دیں پھر املی میں لال مرچ، نمک اور سفید زیرہ ڈال کر پکائیں جب چٹنی گاڑھی ہو جائے تو اس کو اتار لیں اور بلینڈر میں ڈال کر پیس لیں اور پھر دوبارہ چولہے پر چڑھا دیں اور اس میں چینی ڈال دیں اور گاڑھا ہونے پر اتار لیں املی کی چٹنی تیار ہے۔

آم کا مربہ:

اشیاء: کچے آم (عمدہ) دو کلو۔ چینی ڈیڑھ کلو۔ ثابت سرخ مرچ بارہ عدد۔ کلونجی آدھا چائے کا چمچہ۔ نمک حسب ذائقہ۔ الائچی سبز چھ عدد۔

ترکیب: آم باریک کاٹ لیں۔ ایک برتن میں آم، چینی، نمک، کلونجی ڈال کر چولہے پر چڑھا دیں۔ جب آم گل جائیں اور چینی کا شیرا گاڑھا ہو جائے تو مرچیں اور الائچی شامل کر کے کچھ دیر پکائیں، سب چیزیں یکجان ہو جائیں تو اتار کر ٹھنڈا کر کے بوتلوں میں بھر لیں۔

ناریل کی مٹھائی:

اشیاء: تازہ ناریل ایک عدد۔ چینی ڈیڑھ پیالی۔ سبز الائچی پانچ عدد۔ دودھ دو پیالی، پستہ بادام، مونگ پھلی حسب ضرورت۔

ترکیب: ناریل کو کدوکش کر لیں اب اس میں چینی اور دودھ ملا کر ہلکی آنچ پر چڑھا دیں حتیٰ کہ آمیزہ گاڑھا سا ہو جائے، پھر سبز الائچی پیس کر اس میں شامل کر دیں۔ اسٹیل یا سلور کی نالی کو اندر سے ہلکا سا چکنا کریں اور پھر اس میں آمیزے کو الٹ دیں بادام، پستہ، مونگ پھلی باریک کتر کر ان کے آمیزے کو اوپر سجا دیں۔ ٹھنڈی ہونے کے لئے فریزر میں رکھ دیں۔ ٹھنڈی ہو جانے پر مٹھائی کے چوکور، تکون یا آپ کو جس طرح سے پسند ہو اسی شکل میں کاٹ لیجئے۔ ناریل کی عمدہ اور مزیدار مٹھائی تیار ہے۔

تلسی کے فائدے

تلسی کے پتوں سے خاص خوشبو آتی ہے، جس سے مچھر بھاگ جاتے ہیں۔ ہاتھ سے مسل کر سونگھیں تو ناک کھل جائے اور تازگی محسوس کریں۔ جن گھروں میں اس کے پودے ہوتے ہیں وہاں مچھر نہیں نکلتے، ملیریا سے بچنے کے لئے روزانہ اس کے دو چار پتے دو تین کالی مرچوں کے ساتھ چبا کر کھائیں۔ کھانسی کے لئے ان پتوں کی چائے پینے سے یا انہیں چبانے سے فائدہ ہوتا ہے اور سردی کا بخار بھی اس کی چائے سے دور ہو جاتا ہے۔ اگر روزانہ ایک تازہ پتا ایک کالی مرچ کے ساتھ چبا لیا جائے تو گلا ٹھیک ہو جائے گا۔ اس کے پھول گہرے عنابی رنگ کے لگتے ہیں۔ سوکھنے پر ان سے سیاہ رنگ کے بیج نکلتے ہیں انہیں بالنگا کہتے ہیں، بھیگ کر لعاب دار ہو جاتے ہیں، ان کے پینے سے پیٹ میں گرمی مروڑ وغیرہ دور اور اس کے بھگوئے ہوئے بیجوں کو دودھ چینی شربت میں ڈال کر استعمال کریں، سکون ملے گا۔

بنت قاری محمد رفیق۔ اسلام آباد

بے پردگی سے پردے کی طرف

پستی سے بلندی کی طرف

پروین اختر فرحت

میرا تعلق ایک مڈل کلاس فیملی سے ہے۔ بہن بھائیوں میں میرا پانچواں نمبر ہے۔ بچپن میں مجھے دوسرے بہن بھائیوں کی نسبت بہت زیادہ لاڈ پیار ملا خاص طور پر ابو جان کا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ جب میں چھ ماہ کی تھی تو امی جان بہت زیادہ بیمار ہوگئیں تھیں تو ابو جان ہر وقت مجھے اپنے ساتھ رکھتے وہ جہاں کہیں بھی جاتے مجھے اپنے ساتھ لے جاتے۔ صبح سے شام تک میں ابو جان کے ساتھ قریہ قریہ کی سیر کرتی۔ وقت پر لگا کر اڑتا رہا۔ بچپن سے لڑکپن کا دور آیا۔ اب میں نے اپنے گھر میں بہت بڑی تبدیلی دیکھی کہ اب ابو جان مجھے بہانے بہانے سے گھر چھوڑ جاتے تھے۔ میں اس تبدیلی پر بڑی حیران ہوئی، سراپا احتجاج بنی کہ میں نے تو ابو جان کے ساتھ ہی جانا ہے۔ لیکن کچھ عرصے کے بعد یہ حقیقت منکشف ہوئی کہ لڑکیاں بڑے ہو کر باہر نہیں نکلتیں بلکہ ان کی دنیا گھر کی چار دیواری تک ہی محدود ہوتی ہے۔ بادل نخواستہ اس حقیقت کو قبول کیا۔ اس وقت تک میں آٹھویں جماعت میں پہنچ چکی تھی۔ ایک دن امی جان نے مجھے برقعہ اوڑھنے کو کہا میں نے صاف انکار کر دیا کہ میں نے کوئی پردہ وغیرہ نہیں کرنا۔ بچپن سے مزاج ہی ایسا تھا کہ اپنی من مانی ہی کی تھی۔ طبیعت میں اکھڑ پن اور ضدی پن تھا اسی وجہ سے میں نے امی جان کی بات نہیں مانی اور اپنا فیصلہ سنا دیا۔ اب میری امی جان اتنی پڑھی لکھی خاتون نہ تھیں جو مجھے دین کے بارے میں دلائل سے سمجھاتیں۔ ہماری فیملی کا دین کی طرف رجحان نماز، روزے کی حد تک مخصوص تھا۔ امی جان جو مجھے پردے کے بارے میں کہتی تھیں وہ رواجی پردہ تھا نہ کہ شرعی اور میرے ذہن میں دین کو سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کے بارے میں کبھی خیال ہی پیدا نہیں ہوا تھا۔

مارچ 1992ء میں، میں نے میٹرک کا امتحان دیا۔ جون 1992ء میں میری شادی 16 برس کی عمر میں ایک عالم دین سے ہوئی۔ جو کہ انتہائی شریف النفس، دیندار اور صحیح معنوں میں ایک مسلمان مرد تھے۔ شادی انتہائی سادگی سے ہوئی تھی، بینڈ باجے، موویز اور تصویریں، اس طرح کی کوئی خرافات شادی میں شامل نہیں تھیں۔ شامل تھی تو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا مندی اور خوشنودی تھی۔ شادی کے موقع پر میری پھوپھیوں اور دوسری رشتہ دار عورتوں نے خوب باتیں بنائیں کہ یہ کیسی شادی ہے جس میں شادیوں والا غل غپاڑہ ہے نہ کوئی شور ہنگامہ، ایسا لگتا ہے کہ کسی کنواری لڑکی کی شادی نہیں ہو رہی ہے بلکہ کسی مطلقہ کا نکاح کر رہے ہیں۔ (وہی ہندوؤں والی جاہلانہ سوچیں) خیر شادی ہوگئی۔ شادی کے کچھ عرصہ بعد میرے شوہر نے مجھ سے کہا کہ تم اپنے تمام غیر محارم سے پردہ کیا کرو کیونکہ اسلام نے ہمیں اس بات کا حکم دیا ہے اور ہم مسلمان ہیں کسی مسلمان مرد اور عورت کو یہ زیب نہیں دیتا کہ اپنے رب اور اپنے نبی کی بات کو نہ مانے۔ میرے لئے یہ بالکل نئی چیز تھی۔ کہاں میں جو رواجی پردہ کرنے کے حق میں بھی نہ تھی اب رشتہ داروں سے بھی پردہ کرنا ہوگا یہ تو بہت مشکل کام ہے، میں نے تو بڑی آزاد زندگی گزاری ہے یہ میں کیسے کر پاؤں گی۔ میں نے اپنے شوہر سے خوب بحث ومباحثے کئے، وہ میرے سامنے قرآن پاک کھول کر آیتیں دکھلاتے کہ یہ دیکھو یہ تو اللہ تعالیٰ کا حکم ہے یہ میری اور تمہاری مرضی کی بات نہیں ہے۔ اس بات پر تو مجھے یقین تھا کہ یہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے مگر میں اپنی بزدلی کی وجہ سے اپنے اندر ہمت نہیں کر پا رہی تھی۔ آخر کار ایک دن میں نے اللہ تعالیٰ کے حضور رو رو کر دعا کی کہ مجھ ناتواں کو شرعی پردہ کرنے کی توفیق دے دیجئے۔ میں شرعی پردہ کروں اور مجھے دنیا کا کوئی خوف اور ڈر نہ ہو اور اس معاملے میں اللہ تعالیٰ مجھے استقامت بھی عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ تو ہماری شہہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہے۔ **اجیب دعوۃ الداع اذا دعان** "میں جواب دیتا ہوں پکارنے والے کی پکار کا جب وہ مجھے پکارتا ہے۔"

اللہ تعالیٰ نے میری دعا قبول کرلی اور مجھے شرعی پردہ کرنے کی سعادت بخشی۔ دسمبر 1994ء میں جب میری چھوٹی بہن کی شادی ہوئی تو میں نے شرعی پردے کا اہتمام کرلیا۔ سب سے پہلا دھماکہ "اے لو! اس لڑکی کو کیا ہوا اپنوں سے بھی پردہ" لیکن برداشت کیا کیونکہ مجھے اب دنیا والوں کا خوف نہ رہا تھا۔ خوف تھا تو صرف ایک رب کا، اپنے بہنوئی سے پردہ کیا تو انہوں نے ہمارے گھر آنا چھوڑ دیا۔ میرے چچا جان کو میرے شرعی پردے کے بارے میں علم ہوا تو انہوں نے کہا کہ میں اسی وجہ سے ان کے گھر نہیں گیا کہ میرے بیٹوں سے پردہ کیا جائے گا۔ میرے ابو جان کو اس بات کا علم ہوا تو انہوں نے مجھ سے کہا کہ میں آپ کے شوہر سے بات کروں گا کہ زندگی ایسے تنہا نہیں گزرتی۔ اپنوں سے ملنا جلنا تو ہم نہیں چھوڑ سکتے۔ وہی امی جان جو مجھے پردے کا کہتی تھیں آج وہ خاموش تھیں۔ بہنیں اپنی جگہ ناراض کہ تم ہمارے شوہروں سے پردہ کروگی تو ہم کیسے تمہارے گھر آئیں گے۔ لیکن یہ سب اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ میں نے کسی تعلق کی کوئی پرواہ نہ کی۔ رشتہ داروں نے باتیں بنائیں کہ وہ تو ایک قید خانے میں ہے جہاں اُسے نہ کسی سے ملنے کی اجازت ہے نہ وہ کہیں جا سکتی ہے حالانکہ ایسی کوئی بات نہیں تھی۔ میں نے شادی کے بعد اپنی تعلیم مکمل کی۔ ایم اے ایجوکیشن کیا اس کے علاوہ ایم اے انگلش بھی کر رہی ہوں، اور یہ سب کچھ میرے شوہر کے تعاون سے ہی ممکن ہوا اور میرا پردہ کہیں بھی اور کسی جگہ بھی رکاوٹ نہیں بنا اور آج کل میں ایک گورنمنٹ اسکول میں ٹیچر بھی ہوں۔ ہماری دو بیٹیاں ہیں، بڑی بیٹی جو کہ اس وقت 9 سال کی ہے قرآن پاک کی حافظہ ہے اور چھوٹی ابھی حفظ کر رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں صراط مستقیم پر چلائے۔ میری یہی کوشش ہوتی ہے کہ ان کا ہر عمل دین محمدی کے تابع ہو اور وہ صحیح اسلامک سوسائٹی کی ترویج میں معاون ثابت ہوسکیں۔ اللہ تعالیٰ سب کی نیک خواہشات پوری کرے آمین۔

النثار جیولرز

AL-NISAR JEWELLERS

SHOP # A-19 BAZAR-E-FAISAL KARIMABAD
FEDERAL 'B' AREA, KARACHI.
PHONE NO: 6322614 - 6328750

SHOP # 1 MOTIWALA ARCADE, TARIQ ROAD
KARACHI. OPP. MADINA MASJID.
PHONE NO. 4535860

ہر بدھ کو روزنامہ اسلام کے ساتھ شائع ہوتا ہے

خواتین کا اسلام

روزنامہ اسلام

73

بدھ 10 جمادی الثانی 1425ھ مطابق 25 جولائی 2004ء

خوبصورت بیوی کون سی ہوتی ہے؟

معاشرے میں میڈیا کا کردار

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

درسِ قرآن و حدیث

ذلت

مولانا محمد اسلم شیخوپوری

سورۂ آلِ عمران/۲۳ میں ہے ''فرما دیجئے اے اللہ! بادشاہی کے مالک! تو جسے چاہے بادشاہی بخشے اور جس سے چاہے بادشاہی چھین لے، اور جسے چاہے عزت دے اور جسے چاہے ذلیل کردے، ہر طرح کی بھلائی تیرے ہی ہاتھ میں ہے، یقیناً تو ہر چیز پر قادر ہے۔''

ایک مسلمان ہونے کی حیثیت سے ہمارا ایمان ہے کہ اس کارخانۂ عالم کو چلانے والا اللہ تعالیٰ ہے، اس کے ذرے ذرے میں صرف اسی کا کلمہ چلتا ہے، سب فقیر اور عاجز ہیں، غنی اور قدرت واختیار والا صرف اللہ تعالیٰ ہے، سب کے اقتدار عارضی ہیں، صرف اسی کے اقتدار کو دوام حاصل ہے، ہم ایسے نظارے اکثر دیکھتے ہیں کہ آج کے امیر کل کے فقیر اور کل کے فقیر آج کے امیر ثابت ہوتے ہیں، تخت والے تختہ کے حقدار بن جاتے ہیں اور عزت والے ذلیل وخوار ہونے پر مجبور ہو جاتے ہیں، یہ سب کچھ خود بخود نہیں ہو رہا بلکہ کائنات کا ایک مالک اور بادشاہ ہے جس کے حکم پر یہ ساری اکھاڑ پچھاڑ ہو رہی ہے مگر نہ تو وہ ظالم ہے نہ ہی بے خبر ہے، اس کا ہر فیصلہ عدل اور حکمت پر مبنی ہوتا ہے، ایسا نہیں ہو سکتا کہ کوئی شخص عزت کا مستحق ہو اور وہ اسے ذلیل کردے، یا کوئی ذلت کے سارے اسباب فراہم کرلے مگر رب تعالیٰ اسے عزت کی مسند پر بٹھادے، وہ جسے عزت دیتا ہے وہ واقعی عزت کا مستحق ہوتا ہے اور جسے ذلیل کرتا ہے وہ واقعی ذلت کا سزاوار ہوتا ہے۔ یہود ایک ایسی ہی قوم تھی جس نے ذلت کے سارے اسباب اپنے اندر جمع کرلئے تھے، حبِ مال، حُبِ جاہ، ایمان فروشی، حرص وہوس، بخل اور کمینگی، بغض وحسد، دنیا کی زندگی سے شدید محبت، فرقہ واریت اور اختلافات غرضیکہ ذلت کا وہ کونسا سبب تھا جو ان کے اندر موجود نہیں تھا، انہی اسباب کی بناء پر دائمی ذلت ان کا مقدر ٹھہر گئی، سورۂ بقرہ/ ۶۱ میں اللہ تعالیٰ نے یہود پر ذلت مسلط کئے جانے کے ساتھ بعض اسبابِ ذلت بھی بیان فرمائے ہیں ارشاد ہوتا ہے ''اور بالآخر ذلت اور محتاجی ان پر مسلط کردی گئی، وہ اللہ کے غضب میں گرفتار ہوگئے یہ اس لئے کہ وہ اللہ کی آیتوں کا انکار کرتے تھے اور اس کے نبیوں کو ناحق قتل کردیتے تھے اور یہ اس لئے (بھی) کہ وہ نافرمانی کئے جاتے اور حد سے بڑھ جاتے تھے''۔

سورۂ اعراف/۱۵۲ میں بچھڑے کو معبود بنانے والوں پر اللہ تعالیٰ کا غضب نازل ہونے اور دنیا میں ذلیل وخوار ہونے کا ذکر کرنے کے ساتھ یہ بھی بتادیا گیا ہے کہ جو کوئی بھی ان جیسی حرکت کرے گا اسے یہی سزا دی جائے گی، فرمایا گیا کہ ''بے شک وہ لوگ جنہوں نے بچھڑے کو معبود بنالیا انہیں ان کے رب کی طرف سے غضب اور دنیا کی زندگی میں ذلت حاصل ہو کر رہے گی اور ہم افتراء کرنے والوں کو اسی طرح سزا دیا کرتے ہیں''۔

یہود ابتداء ہی سے ذلیل نہ تھے وہ تو اپنے حقیقی عروج کے زمانے میں دنیا کی سب سے معزز اور افضل قوم تھے، اقوامِ عالم میں سے کوئی قوم بھی ان کی ہمسری کا دعویٰ نہیں کرسکتی تھی، سورۂ بقرہ/ ۴۷ میں اللہ تعالیٰ نے ان پر اپنے اس احسان کا خاص طور پر ذکر فرمایا ہے ارشادِ باری تعالیٰ ہے ''اے بنی اسرائیل! میرے وہ احسانات یاد کرو جو میں نے تم پر کئے تھے اور یہ کہ میں نے تمہیں جہان کے لوگوں پر فضیلت بخشی تھی۔'' جب تک عزت وفضیلت کے اسباب ان کے اندر موجود رہے وہ مکرم ومشرف بن کر زندگی گزارتے رہے لیکن جب انہوں نے ذلت کے اسباب اختیار کرلئے تو پھر انبیاء کی اولاد ہونا اور بڑے بڑے دعوے ان کے کام نہ آسکے، مسلمانوں کا بھی یہی حال ہے ایک وقت تھا کہ یہ دنیا کی سب سے معزز اور محترم قوم تھے، بڑی بڑی سپر طاقتوں کو انہوں نے اپنے قدموں تلے روند ڈالا تھا، اقوامِ عالم تہذیب وثقافت اور علوم واخلاق سیکھنے کے لئے ان کی طرف رجوع کرتی تھیں، صنعت وحرفت میں بھی ان کا کوئی ثانی نہ تھا، ان کے حسنِ کردار کی مثالیں دی جاتی تھیں، ان کے اندازِ جہاں بانی اور طرزِ حکمرانی کو غیر مسلم اپنانے کی کوشش کرتے تھے، ان کے معاملات اور ان کی تجارت جھوٹ اور دھوکہ فریب سے پاک ہوتی تھی لیکن رفتہ رفتہ ان کی مذہبی، سیاسی، معاشرتی اور تجارتی زندگی میں بھی یہود جیسی کمزوریوں نے راہ پالی اور ان کے ذہنوں میں بھی یہ بات بیٹھ گئی کہ کردار وعمل کے بغیر محض کھوکھلے نعروں اور دعوؤں سے ہم اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کے مستحق رہیں گے، وہ ذلت کے سارے اسباب اختیار کرلینے کے باوجود عزت کو اپنے گھر کی لونڈی اور جاہ واقتدار کو زرخرید غلام سمجھنے لگے، ان کی تاریخ میں چونکہ نامور فاتح، مایۂ ناز حکمران اور سرمایۂ انسانیت علماء اور حکماء گزرے تھے اس لئے عرصۂ دراز تک وہ اپنے آباء کے سہارے زندگی گزارتے رہے اور ان کے نام لے لے کر اپنے مخالفین کو ڈراتے رہے لیکن ظاہر ہے یہ کھوکھلے نعرے ہمیشہ تو کام نہیں آسکتے تھے، بتدریج دشمنوں کے قلوب سے ان کی ہیبت اٹھ گئی اور وہ ان کی نظر میں سیلابی خس وخاشاک کی مانند ہوگئے اور آج کی حالت دیکھ کر تو یوں محسوس ہوتا ہے کہ انہوں نے کبھی عزت کے دن دیکھے ہی نہیں، اقوامِ عالم پر غلبہ واقتدار انہیں کبھی حاصل ہی نہیں رہا، سرورِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی حیاتِ طیبہ ہی میں اس کی پیشنگوئی فرمادی تھی، ابوداؤد کی روایت ہے آپ نے فرمایا ''جب تم ناجائز خرید وفروخت کرنے لگو گے، بیل کی دم پکڑ لو گے، کھیتی باڑی پر قناعت کرلو گے، جہاد چھوڑ دو گے تو اللہ تم پر ایسی ذلت مسلط کردے گا جس سے تم دین کی طرف رجوع کئے بغیر نجات نہیں پاسکو گے۔'' اس مبارک فرمان کا حاصل یہی ہے کہ جب مسلمان دنیا کو اپنا مقصدِ زندگی بنالیں گے، حلال اور حرام کا امتیاز مٹادیں گے، اور اللہ تعالیٰ کے دین کے لئے قربانی کا جذبہ ان کے اندر باقی نہیں رہے گا تو ان پر ذلت اور خواری مسلط کردی جائے گی

آیئے ہم سب مل کر ذلت سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگیں۔ کیونکہ ہمارے آقا بھی ذلت سے پناہ مانگا کرتے تھے، ابوداؤد میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا مانگا کرتے تھے ''اے اللہ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں، فقر سے، قلت اور ذلت سے، اور میں تیری پناہ مانگتا ہوں اس سے کہ میں کسی پر ظلم کروں یا مجھ پر کوئی ظلم کرے۔''

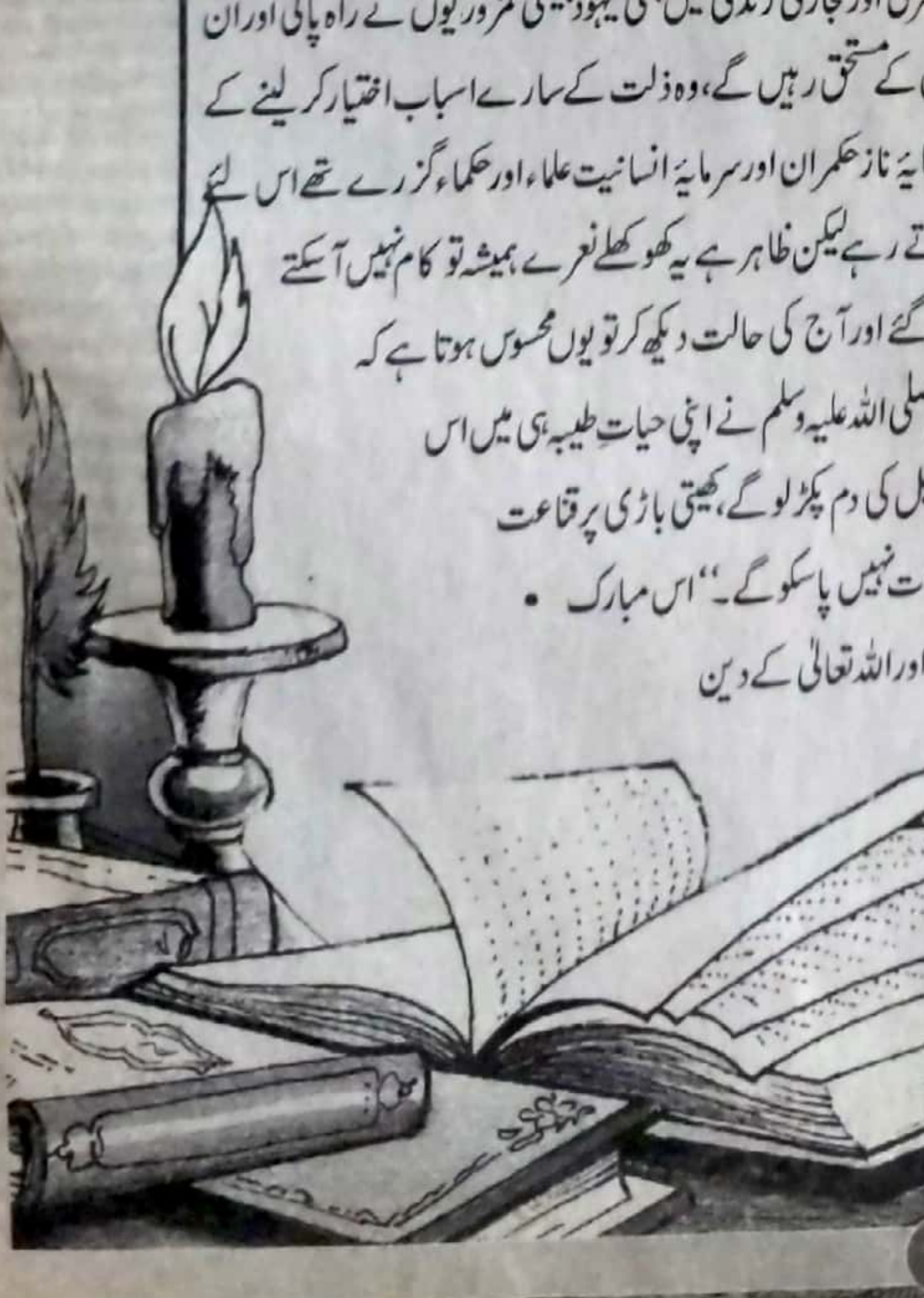

اَللّٰهُمَّ طَهِّرْ قَلْبِیْ مِنَ النِّفَاقِ وَ عَمَلِیْ مِنَ الرِّیَاءِ وَ لِسَانِیْ مِنَ الْكَذِبِ وَ عَیْنِیْ مِنَ الْخِیَانَةِ فَاِنَّكَ تَعْلَمُ خَائِنَةَ الْاَعْیُنِ وَ مَا تُخْفِی الصُّدُوْرِ. (الترمذی)

ترجمہ: اے میرے اللہ! میرے دل کو نفاق سے، میرے اعمال کو ریاء کی آمیزش سے، میری زبان کو جھوٹ سے اور میری آنکھوں کو نظر کی خیانت سے بالکل پاک وصاف فرمادے، کہ تو آنکھوں کی خیانت اور دلوں کے رازوں کو بھی جانتا ہے (تجھ سے میری کوئی چیز مخفی نہیں)

میرے دل کو نفاق سے پاک کردے

اللہ کی دی ہوئی نعمتوں پر اتراؤ نہیں

تعمیرِ فکر

خود بینی، خودنمائی، خودرائی، خودستائی اپنے آپ سے غیر معمولی محبت کو کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کے اندر ہزار قسم کی خوبیاں رکھی ہیں، مثلاً عقل وفراست، ذہانت و فطانت، طلاقتِ لسانی، حسن وجمال، جسمانی اعضاء کا متوازن ہونا یا کسی انسان میں حسنِ کلام کا کمال ہونا...... وغیرہ، تو ان خوبیوں کی بنا پر انسان بسا اوقات اپنے آپ پر اس قدر فریفتہ ہوتا ہے کہ اپنی ذات کے علاوہ باقی سب انسان اور ان کی خوبیاں ہیچ معلوم ہوتی ہیں اور معاملہ ''وہ اپنی ہر ادا کی آپ ہی تعریف کرتے ہیں'' والا ہو کر رہ جاتا ہے۔ یہ خودستائی اور خودنمائی دنیوی اعتبار سے بھی ہوسکتی ہے اور دینی اعتبار سے بھی۔ دینی اعتبار سے تو اس طرح کہ انسان اپنے آپ سے ہم کلام ہونے لگے کہ واہ! میں کتنا بڑا نمازی، متقی اور متبع سنت ہوں اور ان خوبیوں کی بناء پر خود کو اللہ تعالیٰ کا مقرب سمجھنے لگے۔ کچھ یہی کیفیت اسلام کے دور اول میں یہود ونصاریٰ کی تھی اس کیفیت کی ترجمانی کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ''اور یہود ونصاریٰ دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم اللہ کے بیٹے اور اس کے چہیتے ہیں۔'' (المائدہ) چوں کہ ظہور اسلام سے قبل دینی اعتبار سے یہودیوں اور عیسائیوں کو برتری حاصل تھی اور وہ اہل کتاب سمجھے جاتے تھے اس لئے ان کا دعویٰ تھا کہ ہم ہی محبوبِ الٰہی ہیں...... دنیوی اعتبار سے خودنمائی یہ ہوتی ہے کہ انسان اپنے حسن وجمال، مال ودولت، معاشرتی وجاہت، اپنی رائے اور اپنے علم پر فخر وناز کرنے لگے تو طرح طرح کی روحانی بیماریاں پیدا ہونے لگتی ہیں۔ ایسا انسان اپنی ذات کے خول میں بند ہوجاتا ہے اور ذہنی کیفیت ہمچو ما دیگرے نیست والی ہوجاتی ہے، اس مرحلے پر انسان حقوق اللہ اور حقوق العباد سے یکسر غافل ہو کر بقول کسے اپنی ہی پوجا میں منہمک ہوجاتا ہے۔ اسے اپنے گردوپیش کی کوئی خبر نہیں رہتی، اس کے پڑوس میں ہنگامۂ شادی ہو یا نوحہ غم برپا ہو، اس کے ماتحتوں میں کوئی لاچار و بے کس انسان ہو یا ثروت مند، اس کے ماحول میں حدود اللہ پامال ہو رہی ہوں یا شریعت پر عمل کیا جارہا ہو...... ان سب سے بے نیاز وہ انسان اپنے حال میں مست اور اپنی دنیا میں مگن رہتا ہے...... یہ کیفیات فرد میں ہوں یا افراد میں، خاندان میں ہوں یا قوم اور قبیلے میں، ہلاکت کا سبب بنتی ہیں۔ یہ فعل اللہ تعالیٰ کو اس قدر ناپسندیدہ ہے کہ معرکۂ حنین میں جب چند مسلمانوں کے دلوں میں آیا کہ آج تو ہم کافروں سے زیادہ تعداد میں ہیں، اس لئے فتح ہمارا ہی مقدر ہے، باوجود کہ اس دنیا کے سب سے برگزیدہ انسان، معلم انسانیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لشکر اسلام کی خود قیادت فرمارہے تھے، اس طرح کے خیالات آتے ہی مسلمانوں پر شکست کے آثار نظر آنے لگے، اسی کو اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ''اور یاد کرو حنین کے دن کو جب تمہاری کثرت تعداد نے تم میں خود بینی پیدا کردی تو تعداد کی اس کثرت نے کچھ کام نہ دیا۔'' (التوبہ) خود بینی کو اصطلاح میں عُجب بھی کہتے ہیں اور یہ روحانی بیماری غرور وتکبر سے ذرا کم درجے کی ہے، اس لئے کہ اس بیماری میں انسان نہ صرف اپنی ذات کی پرستش کرتا ہے، بلکہ دوسروں کو بھی حقیر سمجھتا ہے جبکہ عُجب کرنے والا انسان دوسرے کو حقیر سمجھے بغیر اپنی ہی ذات میں گم رہتا ہے۔ خواتین میں خصوصیت کے ساتھ یہ بیماری ہوتی ہے اور اس کا اظہار مختلف طریقوں سے ہوتا ہے مثلاً مہنگی سے مہنگی جیولری کا انتخاب، اعلیٰ سے اعلیٰ لباس، بہترین سے بہترین رہائش، ہر وقت اپنی ذات کو بنانے سنوارنے کی لگن۔ دین اس بات کی تعلیم دیتا ہے کہ ہر مسلم ومؤمن عاجزی وانکساری، تواضع، فروتنی اور للّٰہیت کا پیکر ہو۔ وہ تمدن کی وسعت، دولت کی بہتات اور خوش حالی کی کثرت میں اپنی مومنانہ خصوصیات کو نہ بھلادے۔ یہ بات نہیں کہ شریعت اچھی رہائش اختیار کرنے، زیب وزینت کرنے سے منع کرتی ہے بلکہ ضرورت کے دائرے میں رہتے ہوئے ان آسائشات کی اجازت ہے ہاں! جب یہ آسائشات ضرورت کی حدود سے نکل کر نمائش میں داخل ہوجائیں تو پھر انسان کے دین ودنیا کے لئے وبال بن جاتی ہیں۔ ہمارے معاشرے میں خودنمائی کے بے شمار طریقے رائج ہیں جن کا زیادہ تر اظہار شادی بیاہ کے موقع پر ہوتا ہے۔ ایسے مواقع پر دولت مند لوگ اپنی بڑائی دکھانے کے لئے جہیز، مایوں، مہندی، چراغاں، مہمانوں کی کثرت، مختلف انواع کے کھانوں اور زرق برق لباس کو ذریعہ بناتے ہیں، معاشرے کے وہ طبقات جو ان چیزوں تک رسائی نہیں رکھتے ان کے دلوں میں بھی ان چیزوں کو انجام دینے کی خواہش پیدا ہوتی ہے۔ نتیجۃً وہ جائز وناجائز ذرائع استعمال کرتے ہیں۔ اسی لئے دینی اخلاقیات میں عُجب، خود پسندی اور خودنمائی کو رذائل میں شمار کیا گیا۔ قرآن مجید میں متعدد جگہ اس کی مذمت کی گئی ہے۔

''اور کتنی بستیاں ہم نے برباد کردیں جب وہ اپنے مال واسباب میں اترا کر چلے۔'' (قصص)

دینی اعتبار سے دوسروں کی بہ نسبت بہتر ہونا بھی انسان کو عُجب میں مبتلا کردیتا ہے، اس پر تنبیہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا ہے۔

''تم اپنی پاکیزگی نہ جتایا کرو وہی خوب جانتا ہے۔'' (النجم)

ایک اور جگہ ارشاد فرمایا ''اور خدا نے جو تم کو دیا اس پر اتراؤ نہیں۔ (الحدید)

ایک حدیث شریف میں ہے کہ کوئی شخص کسی دوسرے کی بہت تعریف کررہا تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سنا تو فرمایا کہ ''تم نے اس کو ہلاک کردیا'' ایک بار آپ کے سامنے کسی کا ذکر آیا تو کسی نے مبالغہ آمیز تعریف کردی، آپ نے فرمایا ''تم نے اس کی گردن کاٹ لی'' اور فرمایا ''اگر تعریف کرنا ہی ہے تو یوں کہو کہ میں اس کو ایسا سمجھتا ہوں۔'' مدح کا یہ انداز اس لئے منع کیا گیا کہ اس سے ممدوح میں عُجب وخود بینی کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔ اس بیماری کا بہترین علاج یہ ہے کہ اپنی کسی بھی خوبی کو ذاتی کوشش کا نتیجہ قرار نہ دے بلکہ اللہ تعالیٰ کا محض فضل وکرم اور عطیہ خیال کرے اور اس خوبی اور نعمت کے زوال سے ڈرتا رہے کہ مبادا کہیں یہ نعمت چھن نہ جائے۔ اس کے علاوہ ان خوبیوں اور نعمتوں کے دوام کی دعائیں بھی کرتا رہے۔

والسلام

محمد احمد حافظ

خط وکتابت کا پتہ ''خواتین کا اسلام'' دفتر روزنامہ اسلام ناظم آباد 4 کراچی

ای میل islamforwomen@hotmail.com فون 021-6622240 فیکس: 021-6683301

خواتین کا اسلام اب انٹرنیٹ پر بھی

www.dailyislam.net.pk

اسقاط حمل کے بعد جو خون آئے وہ نفاس ہے یا استحاضہ؟

میرے حمل کو چوتھا مہینہ تھا کہ خون آنا شروع ہوا۔ الٹرا ساؤنڈ کرایا تو لیڈی ڈاکٹر نے کہا بچہ اڑھائی ماہ کے بعد سوکھ گیا اب یہ بڑھے گا نہیں لہٰذا صفائی کروالیں۔ خون بھی زیادہ آنا شروع ہوگیا۔ صفائی کروادی گئی، اس کے بعد کئی دن خون چلتا رہا۔ یہ خون نفاس تھا یا بیماری کا خون؟ اس میں اگر نمازیں چھوڑ دی ہیں تو ان کا کیا حکم ہے؟ یہ مسئلہ بھی بتادیجئے کہ کبھی حمل پورے مہینوں کا ہوتا ہے مگر بچے کی ولادت سے دس بارہ دن پہلے خون آنا شروع ہوجاتا ہے۔ اس کا حکم کیا ہے؟ (ایک بہن)

جواب: جب چار ماہ پورے ہونے سے پہلے صفائی کروالی گئی تو یہ خون نفاس نہیں، جتنے دن حیض کی عادت ہے اتنے دن حیض شمار کئے جائیں اور بقیہ تمام دن استحاضہ (بیماری) شمار کئے جائیں، اگر لاعلمی کے سبب ایام استحاضہ میں نمازیں ترک کیں تو ان کی قضاء پڑھیں اور اس پر استغفار بھی کریں۔ حالت حمل میں جتنے دن بھی خون چلتا رہے (خواہ حمل کی ابتداء ہو یا انتہاء) استحاضہ کا خون ہے، اس خون سے احکام میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔ مستحاضہ کا حکم وہی ہے جو عام صحت مند عورتوں کا الا یہ کہ معذور ہو تو اس کے لئے بعض احکام طہارت میں تخفیف ورعایت ہے۔

تیجہ وغیرہ رسوم کا کھانا:

سوال: ہمارے یہاں تیجہ چوتھا ساتواں چالیسواں وغیرہ رسوم کا عام رواج ہے۔ ہمیں بھی شرکت کی دعوت دی جاتی ہے، ہم شرکت نہیں کرتیں، لیکن کھانا ہمارے گھر بھیج دیا جاتا ہے اس کھانے کا کیا حکم ہے؟ (بنت بشیر احمد فتح جھنگ)

جواب: جیسے ان بدعات کی مجلسوں میں شرکت جائز نہیں ایسے ہی ان میں تیار کیا گیا کھانا قبول کرنا بھی جائز نہیں، اگر قبول نہ کرنے کی صورت میں کسی مضرت یا فتنہ کا اندیشہ ہو تو لے کر کسی مستحق کو دے دیا جائے۔

کیا ساس سسر کی خدمت بہو کے فرائض میں ہے؟

سوال: کیا ساس اور سسر کی خدمت واطاعت بہو کے ذمہ واجب ہے؟ اگر نہ کرے تو آخرت میں اس پر مؤاخذہ ہوگا یا نہیں؟ (بنت حنیف)

گو یہ بہو کے فرائض میں شامل نہیں۔ نہ ہی خاوند کے لئے جائز ہے کہ بیوی کو ان کی خدمت پر مجبور کرے، مگر ان کی خدمت باعث اجر وثواب اور بڑی سعادت کی بات ہے، بہو کو خوشدلی سے ان کی خدمت کرنی اہئے، اس سے دین ودنیا کے کاموں میں برکت ہوگی۔

کیا بیوی الگ مکان کا مطالبہ کر سکتی ہے؟

سوال: جس گھر میں عورت کی رہائش ہے اسی میں اگر اس کا جیٹھ اور اس کے جوان بیٹے بھی رہتے ہوں، پردے میں مشکل پیش آتی ہو تو وہ خاوند سے علیحدہ مکان کا مطالبہ کرے تو یہ بدخلقی میں تو داخل نہیں؟ (ایضاً)

جواب: ان حالات میں بیوی کی طرف سے علیحدہ مکان کا مطالبہ اس کا شرعی حق ہے۔ اپنا حق مانگنا بدخلقی نہیں۔ بلکہ وسعت کے باوجود اگر خاوند اپنی بیوی کا مطالبہ تسلیم نہ کرے تو یہ بدخلقی ہوگی البتہ اگر خاوند کو علیحدہ مکان کا انتظام کرنے کی استطاعت نہ ہو یا والدین کی خدمت کرنے والا اور کوئی نہ ہو، نیز فتنہ کا اندیشہ نہ ہو تو علیحدہ گھر کا مطالبہ درست نہیں، ایسی صورت میں اسی گھر میں ایک کمرہ دینا ضروری ہے جس میں دوسروں کا عمل دخل نہ ہو۔ وفی البحر عن الخانیة یشترط ان لایکون فی الدار احد من احماء الزوج یؤذیها ...... فلکل من زوجیه مطالبة بیت من دار علیٰ حدة. (رد المحتار ص: ۲۰۰، ج: ۳)

ایک مخصوص وظیفہ:

سوال: ہمارے ہاں رواج ہے کہ کوئی بیمار پڑتا ہے تو محلے بھر سے خواتین اور جوان لڑکیاں ایک مکان میں جمع ہوتی ہیں اور ایک مخصوص وظیفہ پڑھتی ہیں، ان کے قریب ایک بڑے برتن میں کھیر بھر کر ڈھانپ دی جاتی ہے اور دوسرے برتن میں چینی رکھی جاتی ہے۔ وظیفہ میں خواتین درود شریف کی تسبیح، پھر دو نفل حاجت، پھر درود شریف کی تسبیح، پھر ۲۷ بار سورۂ یٰس شریف، پھر دو رکعت نفل حاجت، پھر درود شریف کی تسبیح، پھر بسم اللہ کی تسبیح، پھر "اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ" کی تسبیح پڑھتی ہیں پھر نعتیں پڑھتی ہیں، پھر شعروں میں دعاء مانگتی ہیں۔ ایک ایک خاتون ایک ایک شعر پڑھتی ہے باقی خواتین جواب میں امین امین پکارتی ہیں۔ پھر دونوں برتنوں میں پھونک مارتی ہیں، ان کا دعویٰ ہے کہ کھیر اور چینی پر لفظ اللہ یا لفظ محمد ضرور ظاہر ہوگا۔ پہلی صورت میں یہ وظیفہ ایک بار مزید پڑھنا ہوتا ہے اور مریض جلد صحت یاب ہوتا ہے۔ اور دوسری صورت میں وظیفہ تین بار مزید پڑھنا ہوتا ہے، اس صورت میں (ان کا عقیدہ ہے کہ) مریض دیر سے صحت یاب ہوگا۔ مزید اس کا بھی التزام ہوتا ہے کہ یہ وظیفہ جمعرات کو ہی پڑھا جائے۔ اس کے متعلق شرعی حکم کیا ہے؟ (بنت محمد جاوید۔ رونق پورہ خوشاب)

جواب: یہ عمل کئی پہلوؤں سے ناجائز ہے مثلاً ایک غیر ضروری کام کے لئے عورتوں کا گھروں سے نکلنا اور اجتماع کرنا، اس عمل کے لئے کھیر اور چینی رکھنے کا التزام ۔ پھر عورتوں کی اجتماعی نعت خوانی، وہ بھی بلند آواز سے، یہ عقیدۂ باطلہ کہ کھیر پر لفظ اللہ یا لفظ محمد ضرور نمودار ہوگا۔ پہلی صورت میں مرض جلد زائل ہوگا، دوسری صورت میں بدیر، وظیفہ کے لئے جمعرات کی ہی تعیین وتخصیص۔ ان وجوہ کے سبب اس مجلس میں شرکت ناجائز اور گناہ ہے۔ حصول صحت بلکہ دین ودنیا کی تمام حاجات کیلئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تجویز فرمودہ نسخۂ اکسیر تقویٰ ودینداری ہے کہ مسلمان اللہ تعالیٰ کی نافرمانی چھوڑ کر اور اس کے احکام کی مکمل پابندی شروع کرکے صحیح معنوں میں مسلمان بن جائے: قال صلی اللہ علیہ وسلم انی لا علم اٰیة لو اخذ الناس بها لکفتهم و من یتق الله یجعل له مخرجا و یرزقه من حیث لا یحتسب. (احمد، ابن ماجة)

چند گزارشات

۱۔ ''خواتین کے دینی مسائل'' کے کالم میں فقط دینی مسائل سے متعلق آمدہ سوالات کے جوابات دیے جاتے ہیں۔ بعض خواتین اپنے خواب، ذاتی احوال وغیرہ لکھ بھیجتی ہیں ان کا جواب دینا اس کالم میں ممکن نہیں۔ اسی طرح بعض خواتین عملیات وتعویذات کے متعلق لکھتی ہیں ان سے بھی معذرت ہے۔

۲۔ ایک خط میں ۳ سے زائد سوال نہ پوچھے جائیں بعض خواتین ایک ہی خط میں بہت سے سوال لکھ دیتی ہیں۔ اس میں دوسروں کی حق تلفی ہے۔

۳۔ بعض خواتین کی طرف سے معروف اختلافی مسائل پر طویل تحریریں موصول ہوئیں۔ ان کا جواب بھی اس مختصر سے کالم میں ممکن نہیں۔ ایک مفصل تحریر ''مرد وعورت کی نماز کا فرق'' کے عنوان سے کالم میں شائع ہوچکی ہے جو ضرورت کی حد تک ان شاء اللہ تعالیٰ کافی ہے۔ اگر تشفی نہ ہو تو کتاب ''حدیث اور اہلحدیث'' یا مجموعہ رسائل مولانا امین اوکاڑوی مرحوم کا مطالعہ کریں یا کسی مقامی عالم سے رجوع کریں۔

۴۔ استفتاء کے ساتھ اگر جوابی لفافہ بھیجیں تو ضروری ہے کہ جو نام وپتہ استفتاء کے نیچے لکھیں وہی نام وپتہ لفافہ پر لکھیں۔

۵۔ ڈاک لفافے پر ''خواتین کے دینی مسائل'' ضرور لکھیں۔

حقوقِ نسواں کی بات

حافظ زاہد محمود

آج دنیائے کفر کے علمبردار اقوام متحدہ سے لے کر اس کی چھچ بردار این جی اوز تک سب نے متحد ہو کر یہ ڈھنڈورا پیٹ رکھا ہے کہ ''اسلام حقوق نسواں کا غاصب ہے اور تمام خواتین اسلام اس کے پنجۂ استبداد میں جکڑی ہوئی ہیں۔'' محسوس ہوتا ہے کہ ان سرداران کفر نے خواتین اسلام کو ''ظلم'' سے نجات دلانے کے لئے ایکا کر رکھا ہے۔ عالمی سطح پر ''یوم مادر'' اور ''یوم خواتین'' منا کر مغرب پوری دنیا میں یہ باور کرانا چاہتا ہے کہ خواتین کو ان کے بنیادی حقوق صرف مغرب میں حاصل ہیں ورنہ تو پوری دنیا میں وہ ظلم کی چکی میں بری طرح پس رہی ہیں اور ان مظلوم خواتین کا اصل نجات دہندہ وہی مغرب ہے۔ آیئے! ذرا گزشتہ اور موجودہ حالات پر ایک اچٹتی ہوئی نظر ڈالیں کہ کیا واقعی مغرب اپنے دعوے میں سچا اور کھرا ہے......؟ پہلے ہم اس بات کا جائزہ لیتے ہیں کہ قبل از اسلام کرۂ ارض پر بسنے والے تمام ممالک و اقوام، مذاہب ومسالک اور تہذیب وتمدن میں عورت ذات کس مقام ومرتبہ کی حامل تھی۔ اس کے بعد ہم عصر حاضر کے حالات خواتین پر اجمالی سیر حاصل بحث کریں گے۔

ادوار گزشتہ میں اقوام عالم نے عورت کو جس مقام کا مستحق ٹھہرا رکھا تھا، قرآن مجید اس بارے میں ہمیں بتلاتا ہے کہ ''جب ان میں سے کسی کو لڑکی کی پیدائش کی خبر دی جاتی تو اس کے چہرے کا رنگ سیاہ پڑ جاتا ہے اور وہ اسے بہت بری خبر خیال کرتا ہے، اس کی وجہ سے دوسروں کے سامنے آنے سے شرم محسوس کرتا ہے اور سوچتا ہے کہ میں اسے ذلت کے لئے زندہ رہنے دوں یا زمین میں گاڑ دوں......؟ یاد رکھو! وہ جو بھی فیصلہ کرتے ہیں، وہ بہت ہی برا ہے۔'' (نحل ۵۸،۵۹) اب ذرا تاریخ کے جھروکوں سے مختلف قدیم تہذیبوں میں عورت کی خاندانی ومعاشرتی حیثیت جاننے کے لئے چند جھلکیاں ملاحظہ فرمائیں۔

(۱) یونانی تہذیب جسے تاریخ عالم میں گہوارۂ تمدن کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ اس تہذیب میں عورت قانونی، اخلاقی، معاشی اور معاشرتی حقوق سے ہی نہیں بلکہ آزادی سے بھی محروم تھی۔ یونانی تہذیب میں عورت کی حیثیت گھریلو اثاثہ کی سی تھی، جس کی خرید وفروخت قانوناً جائز تھی۔ یونانی تہذیب کا امام ارسطو کہتا ہے کہ ''اہل سپارٹا کا زوال اس وجہ سے ہوا کہ انہوں نے عورتوں کے ساتھ نرمی کا معاملہ کیا اور انہیں وراثت، طلاق اور آزادی کے حقوق دے رکھے تھے۔'' سقراط کہتا ہے کہ ''عورت سے زیادہ فتنہ وفساد کی چیز دنیا بھر میں اور کوئی نہیں، میں نے جس مسئلہ پر غور کیا اس کی گہرائیوں کو بہ آسانی سمجھ لیا، لیکن آج تک عورت کی فطرت کو کما حقہ نہیں سمجھ سکا۔ اگر دنیا میں عورت کا وجود نہ ہوتا تو دنیا امن وسکون کا گہوارہ ہوتی، لیکن آہ! بدنصیب عورت نے ساری دنیا کے امن کو تباہ کر دیا۔'' یونانی شاعر ہیزیڈ عورت کو مجسمۂ شر قرار دیتے ہوئے کہتا ہے کہ ''زوس (خدا) نے عورت ایک برائی کی صورت میں انسان کو دی تھی۔''

(۲) بابلی تہذیب میں عورت کی حیثیت پالتو جانور کی سی تھی اور اس کی خرید وفروخت نہ صرف جائز بلکہ والد کا معاشی حق تھا۔ باپ اپنی جوان بیٹیوں کو سر بازار بولی لگا کر بیچا کرتے تھے۔

(۳) قدیم رومن تہذیب میں بھی عورت ہر قسم کے مذہبی، قانونی، معاشرتی اور اخلاقی حقوق سے محروم تھی۔ بعض رومی فلاسفر عورت کو زمرۂ انسانیت ہی سے خارج سمجھتے تھے۔ رومی عورت کی عملاً زبان بندی کے لئے ان کے منہ پر تالا ڈالا کرتے تھے، جسے وہ ''موزلیبر'' کہتے تھے۔

(۴) انگلستان جو آج تہذیب وتمدن کا علمبردار بنا بیٹھا ہے۔ 1571ء تک ظلم وجہالت کا مرکز تھا۔ ایک مؤرخ کے نزدیک عورت سوسائٹی کے لئے بدنما داغ تھی۔ اکثر عیسائی پیشواؤں کا خیال تھا کہ ''حضرت مسیح جو صلیب پر چڑھے تھے تو محض حضرت حوا کے گندم کھانے کی وجہ سے۔'' مشہور فلاسفر طامس ہارڈنگ کے بقول ''عورت ایک خوفناک اژدھے کی مانند ہے۔'' ڈاکٹر اسپرنگر رقم طراز ہیں کہ ''الگزینڈر جیسے سنگدل نے جس بے دردی کے ساتھ عورتوں کو ہولناک سزائیں دیں، اس سے تاریخ یورپ کے صفحات سیاہ ہیں۔ ملکہ الزبتھ اور جیمس اول کے دور میں ہزاروں عورتوں کو جلایا جانا اور پُر اسرار طریقے سے ہلاک کرنا تاریخ انگلستان کی پیشانی کا بدنما داغ ہے۔''

(۵) روسی تہذیب میں عورت کی کیا حیثیت تھی؟ اس بارے میں موسیو بی ایس کیش اپنی کتاب ''بک آن میرج'' میں مشہور مفکر انٹونی کا قول نقل کرتا ہے کہ ''عورت سے زیادہ کوئی چیز باعث فساد نہیں، وہ امن وسلامتی کی دشمن اور مکر وفریب کا مجسمہ ہے، وہ سانپ اور بچھو سے زیادہ خطرناک ہے، اس کی سرشت میں ننانوے فیصد بدی ہے، وہ ایک آگ کی مانند ہے جس کے شراروں سے بچنا محال ہے۔'' کرسوس ٹوم لکھتا ہے کہ ''عورت ایک قابل نفرت ہستی ہے، وہ خود غرضی کا ایک ناپاک مجسمہ ہے، اس پر اعتبار کرنا اپنے ضمیر کو دھوکا دینا ہے، اس سے ہم بھلائی کی امید نہیں کر سکتے، اس لئے کہ وہ شر کی بیٹی ہے۔''

(۶) میسوپوٹیمی تہذیب کئی ہزار سال پر محیط ہے اور اس میں سمیری، عکاوی، بابلی اور آشوری تہذیبوں کے ایک پورے سلسلے کا عروج وزوال شامل ہے۔ آشوری قانون کے مطابق عورت کو سزا دینے کے متعلق مرد کو مکمل اختیار حاصل تھا۔ ضابطہ ''2-کے'' حمورابی کے تحت عورت کسی قسم کی غلطی کرے تو اسے پانی میں پھینک دینے کا حکم تھا۔ اگر وہ اپنے شوہر سے کسی بات میں اختلاف کرتی تو شوہر پختہ اینٹ سے اس کے دانت توڑ سکتا تھا۔

(۷) مصر کے معروف محقق استاذ عقاد اپنی معرکۃ الآراء تصنیف ''المرأۃ فی القرآن'' میں رقم طراز ہیں کہ ''مصر میں عورت کو تمام گناہوں کا ذمہ دار ٹھہرایا جاتا تھا اور بلا ضرورت اس سے دوری بہتر سمجھی جاتی تھی۔ مصریوں کی اکثریت کا خیال تھا کہ عورت نجات پانے والی روح سے خالی ہے۔ پست اخلاقی کا یہ عالم تھا کہ فراعنہ مصر اور رؤساء عام طور سے اپنی بہنوں سے شادی رچا لیتے تھے۔ بعض فراعنہ تو اپنی بیٹیوں سے بھی نکاح کر لیتے تھے۔ ''رع سیس دوم'' نے یکے بعد دیگرے اپنی کئی بیٹیوں سے شادی کی تھی۔ اہل مصر ہر سال طغیانی کے موقع پر ایک دوشیزہ کو دلہن بنا کر دریائے نیل میں غرق کرتے تھے۔

(۸) ایرانی تہذیب کی حیثیت جاننے کے لئے اتنا جان لینا کافی ہے کہ پانچویں صدی عیسوی میں ''ایرانی بادشاہ ''یزدگرد دوم'' نے پہلے اپنی بیٹی کو زوجیت میں رکھا، پھر قتل کر ڈالا۔ پروفیسر ارتھر کرسٹن کے بقول ''اس قسم کا رشتہ کوئی ناجائز تصور نہیں کیا جاتا تھا، بلکہ ان کے ہاں عبادت اور ثواب کا درجہ تھا۔'' مشہور چینی سیاح ہوئین سیانگ کا بیان ہے کہ ''ایرانی قانون ومعاشرہ میں ازدواجی تعلقات کے لئے کسی رشتہ کا بھی استثناء نہ تھا۔'' پانچویں صدی کے اوائل میں ''مزدک'' نے عورتوں کو بلا امتیاز تمام مردوں کے لئے حلال قرار دے دیا تھا، اسے آگ، پانی اور چارہ کی طرح مشترک اور عام کر دیا۔ بعض نالائق ایرانیوں کا تو یہ بھی خیال تھا کہ خدا نے عورت کو پیدا کر کے مخلوق پر ظلم کیا ہے۔ چنانچہ ایک شاعر کہتا ہے کہ ''میں خدا سے اس لئے ناراض ہوں کہ اس نے عورت کو پیدا کیا جو امن وسلامتی کی دشمن ہے اور ہماری روح کو غم میں ڈالتی ہے۔''

(۹) ہندوستانی تہذیب کا نام جب لیا جاتا ہے تو عورت کا مقام خود بخود متعین ہو جاتا ہے، اس لئے کہ عورت کے حقوق جتنے ''ہندو دھرم'' نے پامال کئے ہیں، شاید ہی کسی اور تہذیب نے کئے ہوں۔ ہندو مذہب میں ''ستی'' (یعنی شوہر کی وفات کے بعد اس کی چتا کے ساتھ جل مرنا) کی حیثیت سے عورت کی حیثیت کا بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

(باقی صفحہ ۱۴ پر)

کشکول

فضیلتوں کے انبار

قرآن مجید اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے...... اس میں احکام ہیں، معارف وحقائق ہیں۔ اخلاق و آداب ہیں...... اس نے دنیا و آخرت کی کامیابی کے اعمال بتائے ہیں...... یہ انقلاب عالم کے اسباب اور اقوام کے زیروزبر کے رموز بتاتا ہے...... اس کی برکتیں بے انتہا ہیں۔ خدائے تعالیٰ کی رحمتوں کا سرچشمہ ہے۔ نعمت و دولت کا خزانہ ہے۔ اس کی تعلیمات پر عمل کرنا دنیا و آخرت کی سربلندی اور سرفرازی کا ذریعہ ہے...... یہ سب سے بڑے بادشاہ کا کلام ہے...... خالق و مالک کا پیام ہے...... جو اپنے بندوں کے لئے بھیجا ہے۔ اس کے الفاظ بہت بابرکت ہیں...... اس کی تلاوت کرنے والا آخرت کے بے انتہا اجر وثمرات کا مستحق تو ہوتا ہی ہے...... دنیاوی زندگی میں بھی رحمت و برکت اور عزت ونصرت اس سے ہمکنار ہوتی ہے اور یہ شخص سکونِ قلب اور خوشحالی کی زندگی گزارتا ہے۔

کلام اللہ کی عجیب شان ہے، اس کے پڑھنے سے کبھی سیری نہیں ہوتی...... ہزاروں سال پڑھتے رہو کبھی پرانا معلوم نہیں ہوتا یعنی تلاوت کرنے والے کی طبیعت کا لگاؤ اس بنیاد پر ختم نہیں ہوتا کہ بار بار ایک ہی چیز کو کہاں تک پڑھوں بلکہ جتنی بار پڑھتے ہیں نئی چیز معلوم ہوتی ہے۔ (انـه مـا اعظم كلامه)

فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ: ''اللہ تعالیٰ کی کتاب کا ایک حرف پڑھنے پر ایک نیکی ملتی ہے اور ہر نیکی دس گنا کر دی جاتی ہے۔'' (ترمذی) لہٰذا اگر کوئی شخص تلاوت کی نیت سے الحمدللہ منہ سے نکالے تو اس کو پچاس نیکیاں مل جائیں گی کیونکہ اس کلمہ میں پانچ حروف ہیں۔ ایک مرتبہ سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کو چند وصیتیں فرمائیں جن میں سے ایک یہ بھی تھی کہ ''تم تلاوت قرآن اور ذکر اللہ کو لازم کرلو کیونکہ اس سے آسمان میں تمہارا تذکرہ ہوگا اور زمین میں تمہارے لئے نور ہوگا۔'' (مشکوٰۃ المصابیح ص: ۴۱۵ ج: ۲) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''جس شخص کے دل میں قرآن مجید کا کچھ (بھی) حصہ نہیں وہ ویران گھر کی طرح سے ہے (ترمذی) معلوم ہوا کہ دل ایک عمارت کی طرح ہے جس کی آبادی قرآن شریف سے ہے۔ (بنت مولانا مفتی عبدالرؤف سکھروی)

لباس کا انتخاب

لباس شخصیت کا آئینہ دار ہوتا ہے اس لئے لباس موقع محل کی مناسبت سے اور ایسا پہننا چاہئے کہ انسان کی شخصیت اور وقار مجروح نہ ہو، لباس شخصیت سے میل کھاتا ہوا پہننا چاہئے خصوصاً خواتین کو اپنی عمر، موسم، شخصیت، جسامت اور رنگت کے مطابق لباس کا انتخاب کرنا چاہئے۔ موسم سرما اور بہار میں گہرا پیلا، اورنج، سرخ، کالا، آتشی رنگ بے حد اچھے لگتے ہیں۔ گرمی کے موسم میں گلابی، سفید، آسمانی، فیروزی رنگ بہت خوبصورت نظر آتے ہیں۔ اگر آپ کی جسامت موٹی ہے زیادہ گھیر والے اور فٹنگ لباس نہ پہنیں۔ لمبے قد والی خواتین چوڑی لائنوں والا کپڑا منتخب کریں اس کے علاوہ لباس پہننے کا اصل مقصد ستر چھپانا ہے بعض لڑکیاں کھلے بازو والے لباس پہنتی ہیں جو کہ سراسر اسلامی روایات کے برخلاف ہے لباس وہی پہنیں جو آپ کے وقار میں اضافہ کرے۔ (صائمہ، عائشہ۔ سرگودھا)

باتوں سے خوشبو آئے

★ عمدہ مکان کے شیدائی کو قبر کا گڑھا یاد رکھنا چاہئے۔
★ زبان کی ہڈی نہیں ہوتی مگر یہ آپ کی کھوپڑی تڑوا سکتی ہے۔
★ اگر کسی کے دل میں جگہ پیدا کرنی ہو تو اسے اُس کے پورے نام سے پکارو۔
★ کانٹوں سے بھری ہوئی ٹہنی کو ایک پھول پرکشش بنا سکتا ہے۔
★ مصائب سے مت گھبراؤ کیونکہ ستارے اندھیرے میں ہی چمکتے ہیں۔
★ خاموشی گفتگو کا حسن ہوتی ہے اور انسان کے وقار کو بڑھاتی ہے۔
★ زبان کی حفاظت دولت سے زیادہ مشکل ہے۔
★ بحث کرنے کی بجائے بحث سے دور بھاگنا ہی سب سے بڑی جیت ہے۔
★ غصہ ایسی چیز ہے جو آنکھیں بند کر دیتا ہے اور منہ کھول دیتا ہے۔ (اخت ماسٹر غلام عباس۔ چنیوٹ)

اچھے اخلاق کیا ہیں

اخلاق کا مطلب آج کل عرف عام میں کچھ اور سمجھا جاتا ہے اور جس اخلاق کی میں بات کر رہی ہوں وہ کچھ اور ہے۔ عرف عام میں اخلاق اس کو کہتے ہیں کہ ذرا مسکرا کر کسی آدمی سے مل لئے، اس کے ساتھ خندہ پیشانی سے، نرمی سے بات کر لی، اس کو کہتے ہیں کہ یہ بہت خوش اخلاق آدمی ہے۔ اس کے اخلاق بہت اچھے ہیں۔ لیکن جس اخلاق کی میں بات کر رہی ہوں اور جس اخلاق کا مطالبہ دین اسلام نے ہم سے کیا ہے اس کا مفہوم اس سے کہیں زیادہ وسیع ہے۔ صرف اتنی بات نہیں ہے کہ لوگوں سے خندہ پیشانی سے مل لئے، لوگوں سے خندہ پیشانی سے ملنے کا بھی ایک اچھا اثر ہوتا ہے۔ لیکن اصل اخلاق یہ نہیں ہے بلکہ اصل اخلاق انسان کے باطن کی ایک صفت ہے۔ انسان کے باطن میں مختلف قسم کے جذبات، خیالات، خواہشات پروان چڑھتی ہیں، ان کو درست کرنے کو اخلاق کہتے ہیں۔ (صائمہ سندس۔ جامعۃ البنات فاطمۃ الزہرا)

صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی محبت

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ ''میرے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی مثال کھانے میں نمک کی سی ہے کہ کھانا بغیر نمک کے اچھا نہیں ہوسکتا۔'' مزید ارشاد ہے کہ ''اللہ تعالیٰ سے میرے صحابہؓ کے بارے میں ڈرو، ان کو ملامت کا نشانہ نہ بناؤ۔ جو شخص اُن سے محبت رکھتا ہے میری محبت کی وجہ سے اس سے اللہ تعالیٰ بھی محبت رکھتا ہے۔ اور جو ان سے بغض رکھتا ہے تو وہ (اللہ تعالیٰ) بھی میرے بغض کی وجہ سے بغض رکھتا ہے۔ جو شخص اُن (صحابہ کرامؓ) کو اذیت دے اس نے مجھ کو اذیت دی اور جس نے مجھ کو اذیت دی اس نے اللہ کو اذیت دی اور جو شخص اللہ کو اذیت دیتا ہے قریب ہے کہ پکڑ میں آجائے۔'' مزید حدیث مبارکہ ہے۔ ''جو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی تعریف کرتا ہے وہ نفاق سے بری ہے اور جو صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی بے ادبی کرتا ہے وہ بدعتی، منافق سنت کا مخالف ہے۔ مجھے اندیشہ ہے کہ اس کا کوئی عمل قبول نہ ہو یہاں تک کہ اُن سب کو محبوب رکھے اور اُن کی طرف سے دل صاف ہو۔'' (ثمینہ سلیمان)

استخارہ

جو استخارہ کرتا ہے وہ ناکام نہیں ہوتا، جو مشورہ کرتا ہے وہ نادم نہیں ہوتا، اور جو مصارف (خرچہ) میں متوسط (درمیانہ) چال چلتا ہے وہ فقیر ومحتاج نہیں ہوتا۔ (طبرانی)

ظلم

جس شخص نے کسی کی بالشت بھر زمین ظلماً لی ہوگی، قیامت کے روز اتنی زمین کے ساتوں طبق اس کے گلے میں ڈالے جائیں گے۔ (بخاری ومسلم شریف)

دھوکہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص دھوکہ دے وہ مجھ سے تعلق رکھنے والا نہیں، نیز فرمایا دھوکہ باز، بخیل اور احسان جتلانے والا جنت میں داخل نہ ہوگا۔ (ترمذی شریف) (حمیرہ بنت حافظ محمد صادق مہر۔ جیکب آباد)

مظلوم بہنوں کی فریاد

اے امت مسلمہ کے جوانو!
روز ہم یہ آس لئے
تمہاری راہ تکتی ہیں
دعاؤں میں یاد کرتی ہیں
یہاں روز جنازے اٹھتے ہیں
ہم تمہیں بلاتی ہیں
پر تم پکار نہیں سنتے
یہاں روز لہو بہتا ہے
ہم ہر زخم سہتی ہیں
لیکن تمہاری یہ بے حسی
ہمیں خون کے آنسو رلاتی ہے
کیا ہماری پکار تمہیں
نہیں تڑپاتی؟
نہیں رلاتی؟
نہیں ستاتی؟ (بنت شاہد)

نبی پیارا ادائیں پیاری

حضرت حسن ابن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ''آپ صلی اللہ علیہ وسلم چلنے کے لئے قدم اٹھاتے تو قوت سے پاؤں اٹھتا اور قدم اس طرح رکھتے کہ آگے جھک پڑتا اور تواضع کے ساتھ قدم بڑھا کر چلتے، چلنے میں ایسا معلوم ہوتا گویا کسی بلندی سے پستی میں اتر رہے ہیں۔ جب کسی کروٹ کی چیز کو دیکھنا چاہتے تو پوری طرح پھر کر دیکھتے (یعنی کن انکھیوں سے دیکھنے کی عادت نہ تھی) نگاہ نیچی رکھتے۔ آسمان کی طرف نگاہ کرنے کی بہ نسبت زمین کی طرف آپ کی نگاہ زیادہ رہتی۔ عموماً عادت آپ کی گوشہ چشم سے دیکھنے کی تھی (مطلب یہ کہ غایت حیا سے پورا سر اٹھا کر نگاہ بھر کر نہ دیکھتے) اپنے اصحاب کو چلنے میں آگے کر دیتے، جس سے ملتے تو پہلے سلام فرماتے۔'' (نشر الطیب)

ام بریرہ

خوبصورت بیوی کون سی ہوتی ہے؟

زوجہ محمد عمران پاشا

عرب کہتے ہیں کہ خوبصورت بیوی وہ نہیں ہوتی جس کو آدمی ایک مرتبہ دیکھ کر اس کا گرویدہ و فریفتہ ہو جائے لیکن جب اُس سے واسطہ پڑے تو وہ اپنے برے اخلاق کے اعتبار سے خوبصورت نہ ہو۔ بلکہ خوب صورت بیوی وہ ہوتی ہے جس کو جتنی مرتبہ دیکھو اور جس حالت میں دیکھو اور جس زاویہ سے دیکھ لو تمہاری نظروں میں اس کا حسن بڑھتا ہی جائے۔

حقیقت میں خوبصورت بیوی وہی ہوتی ہے جس کو جتنی بار بھی دیکھیں اس کے حسن کا نور بڑھتا ہی جائے۔ یعنی اس کو فقر کے حال میں دیکھیں یا امیری میں دیکھیں دونوں حالتوں میں اس کے ہونٹوں پر تبسم کے موتی بکھرے ہوئے ہوتے ہیں۔ جو پریشانی اور خوشی دونوں حالتوں میں اپنے شوہر کو تسلی اور تشفی دیتی رہتی ہو۔ بچوں کا رونا، اور ان کا تنگ کرنا، شوہر کا سفر پر جانا اور خود اپنے بیمار ہو جانے یا کسی مصیبت کے آجانے پر ان سب حالات میں اس کو دیکھیں لیکن اس کے چہرہ کے رنگ میں کوئی فرق نہیں آتا۔ وہ ہر حال میں اللہ رب العزت کے فیصلہ پر راضی رہ کر شکر ہی کرتی رہتی ہے خوب صورت ہونے کا سب سے بڑا سبب ''اطاعت'' ہے۔ شوہر کی فرماں برداری اور اطاعت تو بیوی کی فطرت میں شامل ہونی چاہئے۔ کیونکہ شوہر ہی ہے جو اس کے لئے دن رات ایک کرتا ہے، لگاتار محنت کرتا ہے، مسلسل اپنے آپ کو تھکاتا ہے۔ اس کا حق تو اس سے کہیں بڑھا ہوا ہے۔ لہٰذا خیر اور بھلائی کے کاموں میں اس کی اطاعت اور تابع داری فرض ہے۔ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا عورتوں کو اپنے شوہروں کے بارے میں سخت لہجہ میں نصیحت فرماتی تھیں ''اے عورتوں کی جماعت! اگر تم جان لیتیں کہ تم پر تمہارے شوہروں کے کیا حقوق ہیں تو تم ان کے قدموں کے غبار کو اپنے چہرہ کے رخساروں سے صاف کرتیں۔'' (رواہ ابن حبان)

اطاعت اور فرمان برداری عورت کی خوبصورتی کو بڑھا دیتی ہے۔ اطاعت محبت کو کھینچتی ہے، عورت محبت کا سرچشمہ ہے۔ اور جب گھر پیار و محبت میں ڈوبا ہوا ہوتا ہے تو عورت کا دامن بھی خوشیوں سے بھر جاتا ہے اور دونوں کو اطاعت سے فائدہ ہوتا ہے۔ اس لئے کہ یہ کس طرح ممکن نہیں ہے کہ جو عورت ڈھیروں پیار دے اپنے شوہر کو اور بچوں پر رافت و رحمت اور محبت کے آنسو نچھاور کر دے پھر اس کو اس سے فائدہ نہ ہو۔ اس لئے کہ عورت ذات ہی ایسی پاکیزہ ذات ہے جو خاندان کو نور و برکت اور سعادت سے ہمکنار کرتی ہے۔ عورت کی خوبصورتی اس کی اطاعت، فرمانِ برداری، نرمی اور شائستگی سے ہی بڑھتی ہے۔ کیونکہ عورت اپنی تمام تر فتنہ سامانی اور عشق و ناز کے تیروں سے لیس ہونے کے بعد بھی مرد کی قد آور شخصیت کے آگے بے بس ہے۔ اس کا ضعف اور کمزوری ظاہر ہے۔ بالآخر جلد ہی مجبور ہو کر اسے مرد کی تابعداری اور اطاعت کے لئے سرِ تسلیم خم کرنا پڑتا ہے۔ آداب و اخلاق سے مزین ہو کر اور ہر قسم کی نافرمانی سے گریز کر کے ہی عورت اپنا مقام بناتی ہے جب تک بیوی مرد کی ہاں میں ہاں ملانے والی نہ ہوگی مرد اس کے حسن کے جلوؤں سے متاثر اور ناز و انداز کے تیروں سے گھائل نہیں ہو سکتا ایک حدیث پاک میں ''نافرمان بیوی'' کے لئے بہت ہی شدید وعید آئی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر مسلمان بہو، بیٹی کی حفاظت فرمائے آمین۔ حدیثِ پاک کا مفہوم یہ ہے کہ دو طرح کے آدمیوں کی نمازیں ان کے سر سے اوپر تجاوز نہیں کرتیں ایک وہ غلام جو اپنے آقا سے بھاگ گیا ہو، یہاں تک کہ وہ واپس لوٹ آئے اور ایک وہ بیوی جو اپنے شوہر کی نافرمانی کرتی ہو یہاں تک کہ وہ فرماں برداری کی طرف دوبارہ لوٹ آئے۔ (طبرانی وحاکم ص: ۳۷)

لہٰذا مسلمان بیوی کو چاہئے کہ اس بات کو اچھی طرح سمجھ لے کہ شوہر کی نگاہ میں حقیقی خوبصورتی صرف اور صرف ''اطاعت'' ہے۔ اس لئے شوہر کی خوب ''اطاعت'' کی جائے۔ جس کام کو کرنے کے لئے کہے تو کبھی بھی اس کے کام کے خلاف نہ کرے اور جس کام پر ''نہ'' کہہ دے تو پھر ہمیشہ اس نہ والے کام سے بچتی رہے۔ اگر نیک بیوی نے اپنے اندر صرف ایک صفت ''اطاعت'' والی پیدا کر لی تو وہ پاؤڈر لگائے بغیر، کسی ''بیوٹی پارلر'' میں جائے بغیر اور کسی میک اپ کئے بغیر سب سے زیادہ حسین و جمیل اور خوب صورت بیوی بن سکتی ہے۔ اللہ جل شانہ سے میری یہ دعا ہے کہ اللہ پاک میری تمام مسلمان بہنوں کو اس پر عمل کرنے کی توفیق، ہمت اور استقامت نصیب فرمائے۔ امین

صدائے نفسِ پاسباں

ثناطاہر

دولتِ دنیا کو چھوڑ کر دولت ایماں حاصل کر
کرتی رہے جو ذکر الٰہی ایسی زباں حاصل کر
اعمال کو پرکھنے کا شعور نہیں ہے تجھ کو
کرے جو فرق حق و باطل میں وہ میزان حاصل کر
کررہی ہے تیرے دل پر اثر ثقافتِ دشمناں
نہ کرے جو حق میں باطل کی آمیزش وہ نفس پاسباں حاصل کر
ان عارضی مسرتوں میں آخر رکھا کیا ہے؟
پڑھتی رہ نماز اور دائمی فیضاں حاصل کر
لے جائے جو تجھے نکال کر گمراہی کے اندھیروں سے دور
منزل کی طرف رواں دواں وہ کارواں حاصل کر
دولتِ دنیا کو چھوڑ کر دولتِ ایماں حاصل کر
کرتی رہے جو ذکر الٰہی ایسی زبان حاصل کر

معاشرے میں میڈیا کا کردار

اُمّ سلمان

کسی بھی معاشرے کی ترقی کیلئے ذرائع ابلاغ یعنی الیکٹرانک میڈیا اور پرنٹ میڈیا (اخبارات، رسائل وجرائد) بہت اہمیت کے حامل ہوتے ہیں، کیونکہ کوئی بات کسی کے سمجھانے سے اتنا اثر نہیں کرتی جتنی پڑھنے اور دیکھنے سے اثر کرتی ہے لیکن بدقسمتی سے پوری دنیا پر اس کے مثبت اثرات سے زیادہ منفی اثرات مرتب ہوئے۔ میڈیا کے ذریعے عریانی، فحاشی بدتمیزی اور بے جا رسم ورواج کو فروغ مل رہا ہے۔ جس میں ٹی وی، ڈش انٹینا اور وی سی آر کے علاوہ مختلف اخبارات اور رسائل بھی برابر کے شریک ہیں، جس کے منفی اثرات براہ راست بچوں خصوصاً لڑکیوں اور عورتوں پر زیادہ ہورہے ہیں کیونکہ ان ہی ذرائع سے مختلف عریاں لباس اور بے جا بنے سنورنے کے طریقوں کو فیشن کا نام دے کر عام کیا جارہا ہے، مسلمان خواتین جو کبھی حیا کا پیکر ہوا کرتیں تھی، اب مغربی فیشن کو اپنانے کے شوق میں بے حیائی اور بے پردگی کی حد کو چھونے لگی ہیں۔ صرف لباس اور میک اپ تک ہی نہیں بلکہ ثقافت کے نام پر (فیشن شوز، میوزک کنسرٹ وغیرہ) مذہبی، اخلاقی اور معاشرتی بگاڑ کا باعث بن رہے ہیں۔ رہی سہی کسر کیبل نیٹ ورک نے پوری کردی ہے۔

ہمارے دین اسلام نے تصویر رکھنے اور دیکھنے تک کو حرام قرار دیا ہے، لیکن افسوس کے ساتھ کہنا پڑ رہا ہے کہ ہماری قوم کی 95% آبادی (تقریباً) ٹی وی جیسی لعنت کے ان پروگراموں سے "فیضیاب" ہورہی ہے جن میں اخلاق نام کی کوئی چیز ہی نہیں۔ صبح سے رات گئے تک ہماری قوم کے بچے، نوجوان اور خواتین یہودیوں، عیسائیوں اور ہندوؤں کے طور طریقے، رسم ورواج، پوجا پاٹ اور عشقیہ کہانیاں دیکھتے ہیں نتیجتاً ہماری نوجوان نسل گمراہی کی طرف جارہی ہے، جس کا ثبوت اخبارات میں چھپنے والی وہ خبریں ہیں، جن میں ناکام عاشقوں کی خودکشیوں کا تذکرہ ہوتا ہے۔ ہمیں بحیثیت مسلمان تمام اسلامی برادری کو ایک قوم ماننا چاہئے۔ یہی ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے اور اسی میں ہماری دنیاوی اور اخروی نجات ہے۔

اس وقت پوری دنیا خصوصاً مسلم معاشرے میں جس قدر انتشار پھیلا ہوا ہے، ہر طرف اللہ تعالیٰ کے نام لیواؤں پر ظلم و زیادتی کا بازار گرم ہے۔ ان حالات میں قوم کو کسی مجنوں، فرہاد یا ہیر رانجھے کی ضرورت نہیں بلکہ صلاح الدین ایوبی، محمد بن قاسم اور طارق بن زیاد جیسے جیالوں اور نڈر سپہ سالاروں کی ضرورت ہے تاکہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کے مطابق عمل کرتے ہوئے ہمارے نوجوان مسلمانوں میں پھیلا انتشار، مایوسی، نااتفاقی اور مظلومیت کا خاتمہ کرسکیں، لیکن یہ کیسے ممکن ہوسکتا ہے؟ حکومتِ وقت کو اس بارے میں سوچنے کیلئے فرصت ہی نہیں۔ آج کے بچے مستقبل کے معمار ہوتے ہیں، اگر ان بچوں کی تربیت صحیح خطوط پر نہ ہو تو نتیجہ اس کے برعکس ہوتا ہے۔ ذرا سوچئے! ہم اپنے بچوں کی تربیت کس طرح کررہے ہیں؟ کیبل کے ذریعے ہم کونسا اخلاق بچوں کو سکھانا چاہتے ہیں؟ فیشن زدہ اور عریانی سے بھرپور لباس، بے جا میک اپ، اخلاق سے گری ہوئی حرکتوں اور ڈائیلاگ کو روزانہ دیکھ کر بچے اور نوجوان وہی چیز اپنائیں گے اور اس طرح ہم عاشقوں کی ایک کھیپ تو تیار کرلیں گے، لیکن مستقبل کے معمار نہیں۔ کیونکہ میرے خیال سے بچے اور لڑکیاں میڈیا کا اثر زیادہ لیتی ہیں اور یہی لڑکیاں آگے جاکر مائیں بنتی ہیں جن کی تربیت اگر غلط ماحول میں دینی روایات سے ہٹ کر، بے حیائی اور بے پردگی میں ہوئی ہو تو وہ کیسے پاکیزہ پرورش کرکے اپنے بچوں کو اعلیٰ اخلاق کا حامل بناسکتی ہیں۔ بلاشبہ باکردار اور اعلیٰ اخلاق کی حامل مائیں ہی ایک اچھی قوم تیار کرسکتی ہیں، لیکن ہمارے موجودہ حالات کے پیش نظر ایسا ناممکن نظر آتا ہے۔ ارباب اختیار حضرات اگر دین اسلام سے محبت رکھتے ہیں اور اپنے وطن کو بے حیائی، بے پردگی اور بداخلاقی سے پاک کرنا چاہتے ہیں تو سب سے پہلے اس کیبل نیٹ ورک کے زہر کو ہمارے معاشرے سے ختم کرنا ہوگا۔ ذرائع ابلاغ کا قوموں کے عروج و زوال، مذہبی، معاشرتی اور اخلاقی بناؤ یا بگاڑ میں بڑا حصہ ہوتا ہے۔

ہمارے ملک وقوم کو آج جن مشکلات کا سامنا ہے ان سے ہم آنکھیں بند نہیں رکھ سکتے۔ اسلام دشمن عناصر ہمارے حکمرانوں سے اپنے ملک کے اہم فیصلے کرنے کے اختیارات تک سلب کرچکے ہیں۔ اس کے علاوہ یہودیوں کا سازشی ذہن میڈیا کے ذریعے ہماری قوم کی اخلاقی بربادی کا سامان فراہم کررہا ہے۔ ہمیں تاریخ پر نظر رکھنی چاہئے۔ زندہ قومیں اپنی تاریخ سے سبق حاصل کرتی ہیں، جنوبی ایشیا میں مغلیہ دور حکومت کو پیش نظر رکھئے جب تک مسلمان حکمران خدا ترس، بااخلاق اور باکردار رہے کامیابی ان کا مقدر رہی اور جب عیش وعشرت اور ناچ گانے میں دلچسپی بڑھ گئی تو اپنے ایک ہزار سالہ دور اقتدار سے ہاتھ دھو بیٹھے۔ ذرا سوچئے! ہم ان ہی حالات کی طرف تیزی سے بڑھ رہے ہیں۔ آج ہمارے معاشرے میں کیبل نیٹ ورک کے ذریعے اغیار کے رسم و رواج کو فروغ مل رہا ہے اسی طرح فحش رسائل، بیہودگی اور بے حیائی سے بھرپور ڈائجسٹوں اور اخبارات کی بھی کمی نہیں۔

ارباب اختیارات سے درمندانہ گزارش ہے کہ خدارا! مسلم امہ کو مزید پستی سے بچانے کے لئے فضول ناول، گندے لٹریچر، بے حیائی سے بھرپور اخبارات اور کیبل نیٹ ورک پر پابندی لگا کر برائی کے خلاف پہلا قدم اٹھائیے ورنہ روز جزا اللہ رب العزت کی پکڑ سے آپ لوگ بچ نہیں سکیں گے۔ اور تاریخ بھی آپ لوگوں کو کبھی معاف نہیں کرے گی۔ اپنی قوم کو لمحوں کی خطا سے صدیوں کی سزا سے بچائیے۔ بہتر یہی ہے کہ اس سلسلے میں ٹھوس اور جامع اقدامات کرتے ہوئے اچھے اور معیاری ادب میں زیادہ سے زیادہ اضافہ کیجئے تاکہ عوام الناس کی بہتر کردار سازی ہوسکے۔

جب تک مسلمان خدا ترس، بااخلاق اور باکردار رہے کامیابی ان کا مقدر رہی، جب ناچ گانے سے دلچسپی بڑھی تو اپنا اقتدار کھو بیٹھے

مسلمان لڑکیوں کی دنیاوی تعلیم

شمارہ نمبر 55 میں ''مسلم طالبات، اسکول، کالج، یونیورسٹیاں'' پڑھا۔ بہت سوچ بچار کے بعد اس موضوع پر قلم اٹھانے کی جسارت کی ہے۔ سب سے پہلے تو میں یہ بتانا چاہتی ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے علم جیسی نعمت کا حصول ہر مرد و عورت پر فرض کیا ہے۔ دینی علوم کے ساتھ ساتھ ایک مخصوص حدود کار میں رہتے ہوئے دنیاوی علوم وفنون کے سیکھنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ دینی علم کے بغیر دنیاوی علوم کی بڑی سے بڑی ڈگری بے کار ہے اگر دینی اور دنیاوی علوم دونوں ہوں تو سونے پر سہاگہ ہے۔ ہمارے معاشرے میں عام طور سے مردوں کے لئے دینی و دنیاوی علوم سیکھنا بنسبت عورتوں کے آسان ہے۔ لیکن یہ کہنا بھی بے جا ہوگا کہ عورتوں کے لئے حصولِ علم ناممکن ہے۔ دینی علوم کی جہاں تک بات ہے تو واقعی اس کی بے حد اہمیت ہے مگر جب دنیاوی علوم کی بات آتی ہے تو......

جیسا کہ مذکورہ مضمون میں بنتِ عبداللہ صاحبہ نے دنیاوی علوم پر کڑی تنقید کی ہے۔ ساتھ ہی اسکول، کالج، یونیورسٹیوں کو فحاشی کا اڈہ بتایا ہے۔ میں ان کو بات کو جھٹلا نہیں رہی ہوں بلکہ اس بات کی تصحیح کرنا اپنا فرض سمجھتی ہوں کہ ہمارے ملک میں صرف عورتوں کے لئے بھی اسکول، کالج ہیں، جہاں پر اساتذہ و شاگرد دونوں خواتین ہوتی ہیں۔ ایسے اسکول و کالج میں لڑکیاں ماشاء اللہ باپردہ ہو کر آتی ہیں۔ اسکول، کالج میں بھی کسی قسم کی غیر اخلاقی حرکت سامنے نہیں آتی ہے۔

ہوسکتا ہے کہ کچھ خواتین کے ذہن میں یہ اشکال پیدا ہو کہ میں ان کو دنیاوی تعلیم کی طرف راغب کر رہی ہوں، وہ مجھے فرنگی یا مشنری سمجھ رہی ہوں۔ لیکن معاذ اللہ ایسا ہرگز نہیں ہے، میں آپ کو صرف اور صرف یہ باور کرانا چاہ رہی ہوں کہ آج کا زمانہ بہت ترقی کر چکا ہے۔ میں آپ کو مغربی روشن خیالی کی دعوت نہیں دے رہی ہوں بلکہ میں آپ کو ''اسلامی روشن خیالی'' کی دعوت دے رہی ہوں۔ جی ہاں اسلامی روشن خیالی جو ہمارے دین، روایات، رسم و رواج، تہذیب و تمدن پر مبنی ہو جو مغرب اور اس کی جھوٹی تہذیب کے منہ پر طمانچہ نہیں بلکہ مُکّہ ہو۔ سوال یہ ہے کہ اسلامی روشن خیالی کیسے لائی جائے؟ اس ضمن میں مسلم عورتوں کا کیا کردار ہو؟ کیا دنیاوی تعلیم ان کے لئے فائدہ مند ہوگی؟ ہمارے معاشرے میں دینی و دنیاوی تعلیم کو الگ الگ کر کے بڑی شد و مد کے ساتھ ایک دوسرے پر تنقید کی جارہی ہے حالانکہ دونوں قسم کے علوم کا حاصل کرنا ضروری ہے۔

حمنیٰ فرح

میں آج آپ کو درمیانی راہ دکھاؤں گی جو نہ تو دنیا میں آپ کے لئے نقصان دہ ہوگی بلکہ ان شاءاللہ آپ کی آخرت بھی خسارے سے پاک رہے گی۔ میں آپ کو بتانا چاہتی ہوں کہ ایسی لڑکیوں کی تعداد 20 فیصد بھی نہیں ہے جو دین سے بھی واقف ہوں، شرعی پردہ بھی کریں، سنت پر بھی عمل پیرا ہوں اور پھر دنیاوی علوم میں بھی ماہر ہوں، میں آپ کو اپنی مثال دیتی ہوں میں نہ صرف اپنی جماعت دہم میں بلکہ پورے اسکول میں واحد لڑکی تھی جو شرعی پردہ کرتی تھی۔ (الحمدللہ) میں کوئی فخر یا غرور نہیں کر رہی ہوں بلکہ مسلم معاشرے کا اصل چہرہ دکھا رہی ہوں۔ اس ضمن میں میں صرف اتنا کہنا چاہوں گی کہ مسلمان لڑکیاں شرعی پردہ کریں، اسلام کو اپنی رگ رگ میں بسالیں اور ان لوگوں کے سامنے سیسہ پلائی دیوار بن جائیں جو کہتے ہیں ''پردہ عورتوں کی تعلیم میں رکاوٹ ہے''۔ جی ہاں اس جھوٹے الزام سے بری ہونے کا واحد حل یہ ہے کہ باپردہ لڑکیاں اسکولوں، کالجوں میں پڑھیں۔ ایسے اسکول، کالج موجود ہوتے ہیں جو صرف لڑکیوں کے لئے ہوتے ہیں۔ سوال یہ ہے کہ جب تک لڑکیاں ڈاکٹر نہیں بنیں گی، مسلمان باپردہ خواتین کو مجبوراً مردوں سے علاج کروانا پڑے گا۔ ہمارے ملک میں عورتوں کے لئے کراچی جیسے بڑے شہر میں بھی میڈیکل کالج موجود نہیں۔ صرف لاہور میں فاطمہ جناح میڈیکل کالج برائے خواتین ہے، اس وجہ سے مجبوراً لڑکیوں کو مخلوط نظام تعلیم میں پڑھنا پڑتا ہے۔ اسی طرح اکثر بڑے عہدوں پر مرد ہوتے ہیں (چاہے تعلیمی ادارہ ہو یا سماجی) عورتوں کا بالواسطہ رابطہ عموماً مردوں سے پڑتا ہے۔ میں یہ نہیں کہہ رہی کہ لڑکیاں مادر پدر آزاد ہوجائیں، گھر داری چھوڑ کر باہر کے عہدوں پر فائز ہوجائیں بلکہ میرا کہنا یہ ہے کہ پڑھی لکھی مسلمان عورتیں کہاں سے آئیں گی؟ مجبوراً عورتوں کو خصوصاً دیندار عورتوں کو دنیاوی تعلیم حاصل کرنی پڑے گی۔ یہ بھی وقت کی اہم ضرورت ہے۔ جب اسکول، کالج کی سطح پر لڑکیاں ہوں تو وہ ساتھ والیوں کو بھی پردے اور دینی احکامات کی ترغیب دے سکتی ہیں لوگ اپنے جیسوں کا اثر جلد قبول کرلیتے ہیں۔ اسی طرح جب عورت تعلیم یافتہ ہوگی تو وہ دوسری مسلم لڑکیوں کو بھی دنیاوی علوم سے بہرہ مند کرسکے گی۔ پھر پڑھی لکھی مسلمان عورتوں سے جو معاشرہ تشکیل پائے گا وہ زیادہ کارآمد ہوگا۔ ایسے اداروں کا قیام ضروری ہے جو عورتوں کو دینی اور دنیاوی علوم کی یکساں تعلیم دے سکیں۔

یاد رکھئے! کوئی بھی چیز بذاتِ خود بُری نہیں ہوتی بلکہ ہمارا طریقۂ استعمال اسے برا بنا دیتا ہے۔ اسی طرح دنیاوی تعلیم نہ تو عورتوں کے لئے بری ہے، نہ نقصان دہ۔ نہ اس سے جدید روشن خیالی پیدا ہوتی ہے اور نہ فحاشی، ہاں اگر یہ شرعی حدود کے اندر رہتے ہوئے حاصل کی جائے۔ شریعت پر عمل کرتے ہوئے ایک پڑھی لکھی دیندار عورت نہ صرف گھر داری بہتر طریقے سے کرسکتی ہے بلکہ وہ یہود و نصاریٰ کی عورتوں کو بھی اسلام کی طرف راغب کرسکتی ہے۔ صرف یہی نہیں بلکہ اپنی مسلمان بہنوں کے لئے بھی نمونہ بن سکتی ہے جو یہ سمجھتی ہیں کہ ''دین رکاوٹ دنیا کے لئے ہے۔'' غرض یہ کہ ہم دین و دنیا کو ساتھ لے کر چل سکتے ہیں اور ان شاءاللہ چلیں گے، آیئے ہم مل کر پہلا قدم اٹھاتے ہیں ان شاءاللہ ہمیں ہم خیال لوگ ملتے رہیں گے۔

میں اکیلا ہی چلا تھا جانب منزل مگر
ہمسفر ملتے گئے کارواں بنتا گیا

آج کے مسلمان کے لئے

بے عمل دل ہو تو جذبات سے کیا ہوتا ہے
دھرتی بنجر ہو تو برسات سے کیا ہوتا ہے
ہے عمل لازم تکمیلِ تمنا کے لئے......
ورنہ رنگین خیالات سے کیا ہوتا ہے

اسماء، اسلام آباد

نام نہیں لکھا

اپنے ہاتھوں کا بویا ہوا

جونہی صبا کورٹ سے باہر نکلی تو ہیومن رائٹس کمیشن، این جی اوز، پریس رپورٹروں اور حقوق نسواں کے علمبرداروں نے اسے گھیر لیا۔ دھڑا دھڑ اس کی تصویریں بن رہی تھیں۔ کئی مہینوں کے بعد بالآخر اس نے مقدمہ جیت لیا تھا، اس کے چہرے پر فاتحانہ مسکراہٹ تھی۔

آج بیٹی کو فتح ملی تھی اور باپ کو شکست اور ذلت ورسوائی سے دوچار ہونا پڑا تھا۔ وہ شاداں وفرحاں جاوید کے ساتھ کھڑی صحافیوں سے بات چیت کر رہی تھی۔ ڈاکٹر ناصر الدین اپنے شکستہ وجود، پریشان حال دل اور نم ناک آنکھوں سے ایک حسرت ویاس بھری نظر اپنی لخت جگر پر ڈالتے ہوئے وہاں سے چل دیئے۔ صحافیوں نے ان کے تاثرات ریکارڈ کرنے کی کوشش کی، مگر انہوں نے یہ کہتے ہوئے انکار کر دیا کہ ''والدین بھی کتنے مجبور اور بے بس ہوتے ہیں کہ اپنی نافرمان اولاد کو بددعا بھی نہیں دے سکتے۔''

ان کے ذہن میں آندھیوں کے جھکڑ چل رہے تھے، وہ سوچ رہے تھے کہ کب اور کہاں مجھ سے غلطی ہوئی۔ اپنی اولاد کو کتنا پیار دیا، ان کی ہر خواہش پوری کی مگر آج یہ صلہ دیا ہماری محبت وشفقت کا۔ صبا ان کی پہلی بیٹی تھی اس کے بعد جواد پھر ثناء تھی۔ ڈاکٹر صاحب نے شروع ہی سے اپنی اولاد کو بہت پیار ومحبت دی، ان کی ہر خواہش کو آنا فانا پورا کرتے، ان کی بیوی سعدیہ ایک دیندار خاتون تھیں۔ وہ اکثر ڈاکٹر صاحب سے کہتیں ''ڈاکٹر صاحب! بچے تو ہمارے پاس اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی امانت ہوتے ہیں انہیں دینی تعلیم وتربیت دے کر جنت میں جانے والے بنانا ہماری ذمہ داری ہے۔'' لیکن ڈاکٹر صاحب چونکہ امریکا میں پانچ سال گزار کر آئے تھے وہ مذہبی باتوں کو فرسودہ اور قدیم خیال کرتے تھے، اس لئے ہمیشہ سعدیہ بیگم کو یہ کہہ کر چپ کروا دیتے کہ ''بیگم تم تو مجھے کوئی چودہ سو سال پرانی روح لگتی ہو، یہ وعظ وتبلیغ اپنے تک رکھو، بچوں کے ہنسنے کھیلنے کے دن ہیں، ان سے ان کی آزادی مت چھینو۔''

سعدیہ بیگم بچوں کو اسلامی لباس پہناتیں تو ڈاکٹر صاحب چڑ جاتے کہ تم ابھی سے ان کو دادی اماں بنا رہی ہو، اسکارف پہننے کے لئے بڑی عمر پڑی ہے، بیٹے کو ٹوپی کرتا شلوار میں دیکھتے تو کہتے تمہیں بچوں کو سجانے سنوارنے کا ڈھنگ نہیں آتا، ابھی سے ملا بنا کر ان کی ساری اسمارٹنس ختم کر رہی ہو۔ اسی طرح ٹی وی گھر میں لانے اور کیبل لگوانے پر گھر میں فساد کھڑا ہو گیا تھا، سعدیہ بیگم نے دوٹوک الفاظ میں ٹی وی کی مخالفت کر دی تھی، مگر ڈاکٹر صاحب نے بھی صاف کہہ دیا کہ ''بیوی گھر میں رہے نہ رہے ٹی وی ضرور رہے گا، میرے بچے بور ہوتے ہیں، کوئی تو تفریح ہو۔'' جب بچوں کو اسکول داخل کروانے کا وقت آیا تو سعدیہ بیگم نے اصرار کیا کہ اسلامک اسکول یا مدرسہ میں داخل کروائیں مگر ڈاکٹر صاحب نے کہا ''تم کیوں اپنے بچوں کی ترقی میں روڑے اٹکاتی ہو، میں ان کو اچھے اسٹینڈرڈ کے انگلش میڈیم اسکول میں داخل کرواؤں گا۔'' غرض ڈاکٹر صاحب ہر معاملے میں اپنے بچوں اور گھر والوں کو مغربی طور طریقوں کے مطابق چلانا چاہتے تھے، وہ بھول گئے کہ وہ مسلمان ہیں۔

پہلی اولاد ہونے کی وجہ سے ڈاکٹر صاحب صبا کا خیال کچھ زیادہ ہی کرتے تھے۔ سعدیہ بیگم اکثر کہتیں ''آپ اسے اتنا سر پر نہ چڑھائیں کہیں یہ لاڈ پیار اسے بگاڑ ہی نہ دے۔'' وہ کہتے ''بیگم بیٹیاں تو رحمت ہوتی ہیں، انہوں نے اگلے گھر جانا ہے وہاں نہ جانے کیا ہو۔ ہم تو ان کو ہر طرح کی خوشی دیں۔''

میٹرک کے بعد سعدیہ بیگم نے صبا اور جواد کو مدرسے داخل کروانے کی کوشش کی، مگر ڈاکٹر صاحب نے ان کو کالج میں داخل کروا دیا۔ البتہ ثناء اپنی ماں کی بات مانتی تھی۔ اس نے مدرسے میں داخلہ باپ سے ضد کر کے لے لیا۔ جب سعدیہ بیگم نے بالغ ہونے پر دونوں بیٹیوں کو شرعی پردہ کرنے کو کہا تو صبا نے تو صاف کہہ دیا کہ ''مجھے یہ دقیانوسی چیزیں پسند نہیں ہیں، میری کلاس کی لڑکیاں، لڑکے میرا مذاق اڑائیں گے۔''

ڈاکٹر صاحب نے بھی سعدیہ بیگم کو کہہ دیا ''تم بچوں کو آزادی سے اپنی زندگی گزارنے دو۔ ابھی تو ان کے ہنسنے کھیلنے کے دن ہیں۔'' ''لیکن اسلام نے بالغ ہونے پر ہر لڑکی کو پردہ کرنے کا حکم دیا ہے کہ وہ نامحرموں سے اپنی زینت چھپائیں۔'' سعدیہ بیگم بولیں۔

بس، بس تم تو ہر بات میں اسلام کو لے آتی ہو۔ مجھے زیادہ سبق پڑھانے کی کوشش نہ کیا کرو، اسلام میں اتنی سختیاں بھی نہیں ہیں۔'' ڈاکٹر صاحب غصے سے بولے۔ ''کیسی باتیں کرتے ہیں، مسلمان ہو کر ہم کیسے اسلام کی بات نہ کریں، اسلام نے تو ہمیں پیدائش سے لے کر موت تک کے تمام احکامات واضح طور پر بتا دیئے ہیں۔'' سعدیہ بیگم بولیں۔

''اپنا فلسفہ اپنے پاس رکھو، مجھے بھی اسلام کا پتہ ہے۔'' وہ بولے۔ لیکن آج سعدیہ بیگم کچھ زیادہ ہی سنجیدہ اور رنجیدہ تھیں، وہ بولتی چلی گئیں، ''بس اب میری برداشت کی حد ختم ہو گئی، یہ کہاں کی محبت وشفقت ہے کہ اپنے ہاتھوں سے اپنی اولاد کو جہنم میں دھکیلنے کی تیاری کی جائے۔

شروع سے آپ اپنی من مانی کرتے جا رہے ہیں، ہمیشہ بچوں کو مغربی تراش خراش کا جدید لباس پہنا پہنا کر آپ نے ان کی شرم وحیا کا جنازہ نکال دیا، اب بھلا پردہ انہیں کیسے گوارہ ہو۔ مخلوط نظام تعلیم میں داخل کروا کر مغربی تعلیم کی بھینٹ چڑھا دیا، ہر وقت گھر میں میوزک، ٹی وی چلتا ہے۔ میری حیثیت تو صرف ایک بے زبان پنچھی کی سی ہے۔ میں حدود اللہ کو دیکھ کر صرف کڑھ ہی سکتی ہوں۔''

''بند کرو یہ بکواس! دفع ہو جاؤ یہاں سے..... خبردار جو میری اولاد کے معاملات میں دخل دیا، تم ماں نہیں ان کی دشمن ہو..... ان کی ہنسی خوشی تم سے برداشت نہیں ہوتی۔'' ڈاکٹر صاحب غصے سے دھاڑے۔ میں ان کو مخلوط نظام تعلیم میں داخل نہ کرواتا تو ان میں اعتماد کہاں سے آتا، وہ معاشرے میں سر اٹھا کر جینے کے قابل نہ رہتے۔ آئندہ اس گھر میں رہنا ہے، تو اپنی زبان بند رکھنا۔''

''ٹھیک ہے آئندہ میں بالکل دخل اندازی نہیں کروں گی ہاں ثناء بیٹی کو آپ میرے طریقے پر چلنے سے نہیں روکیں گے، لیکن یاد رکھئے گا یہ بے جا لاڈ پیار اور مخلوط مغربی نظام تعلیم کی عطا کردہ خود اعتمادی کسی نہ کسی دن ضرور کوئی گل کھلائے گی۔'' سعدیہ بیگم کہتی ہوئیں اپنے کمرے میں چلی گئیں۔

مخلوط نظام تعلیم کی بجائے عشق ومحبت کو پروان چڑھانے میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔ شاید اسی کا نام جدید زبان میں خود اعتمادی ہے کہ ایک دوسرے کو بے وقوف بنانے کا فن خوب آ جاتا ہے۔

اور یہی صبا اور جواد کے ساتھ ہوا کہ وہ بی اے کی بجائے بیاہ کرنے کے چکر میں پڑ گئے۔ دونوں بہن بھائی نے والدین کی مرضی کے خلاف کورٹ میرج کر کے پڑھائی کو خیرباد کہہ دیا۔ پہلے جواد شادی کر کے امریکا چلا گیا اور اب صبا نے بدنامی کا ایسا داغ لگایا کہ جس کا خمیازہ نسلوں تک کو بھگتنا پڑے گا۔

انہی سوچوں میں گم ڈاکٹر ناصر گرتے پڑتے گھر پہنچے تو ان کی حالت دیکھ کر سعدیہ بیگم سب سمجھ گئیں۔

''اللہ ہدایت دے ایسی نافرماں اولاد کو.....'' وہ تڑپ کر بولیں۔

سعدیہ! وہ بہک گئی ہے اپنے والدین کی محبت کو جھٹلا کر اس آوارہ اور بدقماش شخص پر بھروسہ کرنے لگی ہے۔ خدا گواہ ہے میں نے تو کبھی حرام کا ایک لقمہ بھی انہیں نہیں کھلایا۔ ہر خواہش پوری کی پھر بھی وہ ہم سے اتنی متنفر کیوں ہو گئی ہے؟ کیا اولاد ماں باپ کی محبت کو یوں یکسر فراموش بھی کر سکتی ہے، وہ دن بھی یاد نہیں کرتی جب والدین اپنی نیند، آرام، سکون اور ضروریات بھلا کر اولاد کو پالتے پوستے ہیں، صبا نے کیسے ہمیں کورٹ میں رسوا کیا ہے۔'' وہ بالکل ٹوٹ گئے تھے۔

''آپ ہمت کریں..... دیکھیں جب ہم اولاد کی تربیت میں اللہ تعالیٰ کے احکام کو توڑ کر اپنی من مانی کرتے ہیں تو پھر اس کا نقصان بھی تو ہمیں ہی بھگتنا پڑے گا۔ آپ خود دیکھ لیں صبا اور ثناء دونوں بہنیں ہیں، مگر دونوں میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ آج کل کے کالجوں اور یونیورسٹیوں کا ماحول اسی طرح بچوں کو بگاڑتا ہے۔ میں اسی لئے تو آپ کو منع کرتی تھی۔'' سعدیہ بیگم روتے ہوئے بولیں۔

''تم درست کہتی تھیں میں ہی غلط تھا، مگر اب تو وقت ہاتھ سے نکل چکا ہے۔'' اللہ تعالیٰ بھی مجھ سے ناراض ہوں گے۔ میں کس طرح اس کے احکام کا تمسخر اڑاتا تھا۔'' ڈاکٹر صاحب رنجیدہ لہجے میں بولے۔

''اللہ تعالیٰ تو غفور الرحیم ہے وہ غلطی معاف کر دیتا ہے اگر سچے دل سے توبہ کی جائے، مگر اولاد کی تربیت میں غفلت کا گناہ ایسا ہے کہ جس کا مداوا ممکن نہیں اور اللہ پاک معاف کر بھی دیں تو بگڑی ہوئی اولاد اور دنیا والے والدین کو کبھی معاف نہیں کرتے۔ جو بدنامی کا دھبہ ایک مرتبہ ماتھے پر لگ جائے لوگ اس کو بار بار دہراتے ہیں۔ پھر یہی بگڑی اولاد قیامت کے دن بھی اللہ تعالیٰ کے حضور اپنے گناہوں کا قصوروار والدین کو ہی ٹھہرائے گی کہ انہوں نے ہماری تربیت ہی ایسی کی ہمیں بچپن سے ہی شرعی لباس اور سنتوں سے دور رکھا، پھر بھلا ہم کیسے سدھرتے.....'' سعدیہ بیگم جذبات کی رو میں بولتی چلی گئیں۔

''پھر اب ہم کیا کر سکتے ہیں؟'' ڈاکٹر صاحب نے متفکر لہجے میں پوچھا۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی ذات عالی سے مایوس نہیں ہونا چاہیے، مگر اپنی کوتاہیوں پر اب تو ہم استغفار اور دعائیں ہی کر سکتے ہیں کیونکہ اولاد تو ہاتھوں سے نکل چکی ہے، نہ جانے ولی کی اجازت کے بغیر اللہ تعالیٰ کے احکام کو توڑ کر کورٹ میرج کرنے پر صبا کا دنیا و آخرت میں کیا انجام ہوگا؟''

دیئے بھر سو روشن کر چلے ہم

وہ جانے کیا کیا سوچتی تھی۔ میں جب اس کی باتوں کو سنتی پرکھتی تو حیرت کے عمیق سمندر میں ڈوب جاتی۔ وہ ہنسنے ہنسانے پر آتی تو سارے غم بھلا دیتی، اور جب کبھی اپنے دل کا بوجھ ہلکا کرنا چاہتی تو اپنے ساتھ سامنے والے کے سیل اشک بھی رواں کروا دیتی۔ میں سوچتی کہ کاش یہ سوچ اس امت کے اک اک فرد کی سوچ بن جائے تو انسانیت کا بیڑا پار ہو جائے۔

میں آج پھر اس کے روبرو تھی۔ وہ کہہ رہی تھی۔ ''تم ہی بتاؤ! اس دل بے چین کو کیسے قرار آئے کہ اس کے آگے ایسی افکار ہیں کہ اسے لرزا دیتی ہیں۔'' وہ یہ کہہ رہی تھی اور میں اس کی نم ہوتی آنکھیں دیکھ چکی تھی۔ اس نے اپنے کلام میں حائل گولے حلق سے نیچے اتارے پھر بات جاری کرتی ہوئی گویا ہوئی۔

میری پیاری دوست! تم بھی کیا سوچتی ہوگی کہ میں بھی کتنی بد ذوق ہوں، زندگی کو کھلتے پھول کی مانند گزارنے کا طریقہ شاید مجھے معلوم ہی نہیں، اگر تم یہ سوچتی ہو تو ایسا ہرگز نہیں ہر انسان فانی کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ اس کی زندگی خوش باش گزرتی رہے، مجھے میرے اللہ تعالی نے ہر مانگی چیز عطا کی ہے، یہ گناہ گار و خطا کار بندی اپنے اللہ کی عطا کردہ نعمتوں کی سیج میں جی رہی ہے۔ وہ خاموش ہوئی تو میں اس کا چہرہ دیکھنے لگی۔ میری حالت بھی ایسے ہی ہو جاتی کہاں میں اس کے سامنے خوب بولتی پر جب وہ تڑپتا دل لیکر بیٹھتی تو میرے لبوں میں گویا قفل لگ جاتے، جب وہ کافی دیر زمین کو گھورتی رہی تو میں نے ہمت جمع کر کے خاموشی کے خوفناک سایہ کو اپنے بے ربط کلام سے ہٹانا چاہا۔

بریرہ! میں تمہارے جذبے کی کتنی قدر کرتی ہوں؟ یہ شاید میرے اللہ کے سوا اور کوئی نہیں جانتا، تم ہی نے تو مجھے غفلتوں سے جگایا ہے، پھر تم ہی میرے سامنے مجھ کمزور دیوار کو اپنے اشکوں سے کیوں ڈھانا چاہتی ہو؟ میں نے سوال کچھ اس طرح کیا تھا کہ مجھے خود بھی اس کے معنی سمجھ نہیں آئے۔ اس نے جھٹ سے سر اٹھایا اور جب کہنے پر آئی تو کہتی ہی چلی گئی۔

میری پیاری بہن! میں نہیں جان سکی تھی کہ تمہاری بنیادیں ابھی تک ڈھیلی ہیں، مجھے اس بات کی بھی قطعی خبر نہیں تھی کہ تم اپنے لیئے عزت و شرف حاصل کرنے کے بعد بھی مضبوط نہ ہو سکی، یہ میرے علم میں نہیں تھا کہ تم ایک شہید کی ماں کہلانے کے بعد بھی کمزور دل رکھتی ہو، اگر مجھے یہ سب معلوم ہوتا تو شاید میں تمہارے ساتھ رفاقت کو جرم سمجھتے ہوئے بیٹھنا بھی گوارہ نہ کرتی، جہاں تک رہی میرے آنسوؤں کی بات ..تو بہتر ہے کہ تم یہ جان لو کہ میں نے خود اپنے رفیق حیات کو اپنے جگر کے ٹکڑوں کے ساتھ اپنے اللہ کے راستے میں بھیجا ہے، صرف اور صرف اس لئے کہ یہ میرے رب کے ہاں بے انتہا پسندیدہ ہے اور یہی مومن کامل کی منزل ہے۔ میرا یہ کرنا عزیزم! اپنے سلف صلحاء کی سنت کو ادا کرنے کیلئے ہے۔ اگر تم یہ سمجھتی ہو کہ میں ان کی جدائی پر روتی ہوں تو تم میرے ساتھ وفا نہ کر سکی، میرا رونا میری دوست صرف اور صرف اس لئے ہے کہ امت محمدیہ (علی صاحبہا صلی اللہ علیہ وسلم) ظلم کے پہاڑ جھیل رہی ہے، وہ کٹ رہی ہے، مر رہی ہے اور ہماری روز مرہ کی زندگی کے ایف سی ..پیزا ہٹ کے چکروں میں رُل رہی ہے۔ مجھے ایسا لگتا ہے کہ افغانستان ..شیشان ..کشمیر...... فلسطین ..عراق ..کا ہر مظلوم مجھے پکارتا ہے۔ مجھے یوں محسوس ہوتا ہے کہ ہر معصوم نونہال ملعون صلیب کے پجاریوں کی گولیوں کی زد میں آنے سے پہلے مجھ سے سوال کرتا ہے کہ

اخت شہداء

..مجھے بچانے کے لئے کیا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک بھی عاشق نہیں ہے؟ کیا ایسی مائیں ختم ہوگئیں جنکی کوکھ سے ایسی اولاد جنم لیتی جو ہمارا خون کفار ملعون کے ناپاک وجود کی وجہ سے گرنے پر ہمیں بچانے کیلئے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے دفاع کیلئے تلوار سونتی چلی آتی؟ کیا ایسی مائیں ختم ہوگئیں جو اپنی اولاد کو اللہ کے دین کی سرخروئی کیلئے جان کی بازی لگانے پر اکسایا کرتیں؟ کیا ایسے لوگ ختم ہو گئے جو ہمارے لیے بقدر استطاعت امداد فراہم کرتے؟ کیا ایسی بہنیں ختم ہوگئیں جو اپنے بھائیوں کی حفاظت اور دشمن مردود و لعین کی تباہ و بربادی کی دعائیں کر کے فرض عین کی ادائیگی میں شامل ہو جاتیں؟ عزیزم! میں روتی ہوں تو اسلئے کہ ہم رب تعالی کو کیا جواب دینگے جب روز محشر ہم سے ان مظلوموں نے سوال کر ڈالا کہ ہم نے ان کے لیئے کیا کیا.. کتنے لوگوں کو ہماری مدد کیلئے بھیجا؟ اس وقت جب ہماری کھالیں ہمارے جسم سے نوچی جا رہی تھیں، جب ہمارے والدین، ہماری اولادوں کے چیتھڑے ہماری نظروں کے سامنے آسمانوں کو بھی رلا دیتے تھے۔ تم ہی بتاؤ! کیا ہوگا اگر انہوں نے کہہ ڈالا کہ یارب انہوں نے تو کچھ نہ کیا لیکن تیرے اور ہمارے دین کے دشمنوں کی کھلم کھلا امداد میں وقف رہیں۔ اے ہمارے رب، ان سے پوچھئے کہ انہوں نے یہ سب کیوں کیا؟ کیوں انکی آنکھیں نم نہ ہوئیں ہمیں لٹتا کٹتا دیکھ کر؟... میں تڑپ جاتی ہوں جب میں اپنے آپ کو ام حرام، ام عمارہ، حضرت صفیہ حضرت خولہ رضی اللہ تعالی عنھن کے سامنے تصور کرتی ہوں، میں سوچتی ہوں کہ میں کس طرح ان سے ملاقات کرونگی؟ جب کہ میں نے انکی ایک بھی اقتداء نہ کی۔

وہ یہیں تک کہہ پائی تھی کہ مزید کچھ کہنے سے اسے اس کی سسکیوں نے روک دیا۔ مجھ سے رہا نہ گیا میں اپنے من بھر وزنی قدموں کے ساتھ اس کے قریب جا بیٹھی، میں اس سے بہت کچھ کہنا بھی چاہتی تھی پر میرے اعصاب سن ہو چکے تھے، میں بتانا چاہتی تھی کہ ایک وجود گر غفلت سے بیدار ہو جائے تو دوبارہ اس کی اتھاہ گہرائیوں میں غرق نہیں ہو سکتا۔ ہاں یادوں کے سمندر میں البتہ ضرور غرق ہو جاتا ہے۔ میں بتانا چاہتی تھی کہ اک شہید کی ماں اپنے لخت جگر کو یاد ضرور کرتی ہے پر وہ اس کی جدائی پر غم نہیں کرتی کمزور ہو جاتی ہے پر ارادوں کی پختگی میں کمی نہیں لاتی ظاہری بات ہے وہ اپنے اس شرف عظیم کو کیونکر گنوانا پسند کرے گی۔ ہاں...رب کے حضور سرخروئی کی امید لیکر اس پاک ذات کے دیدار کیلئے مضطرب ضرور رہتی ہے۔

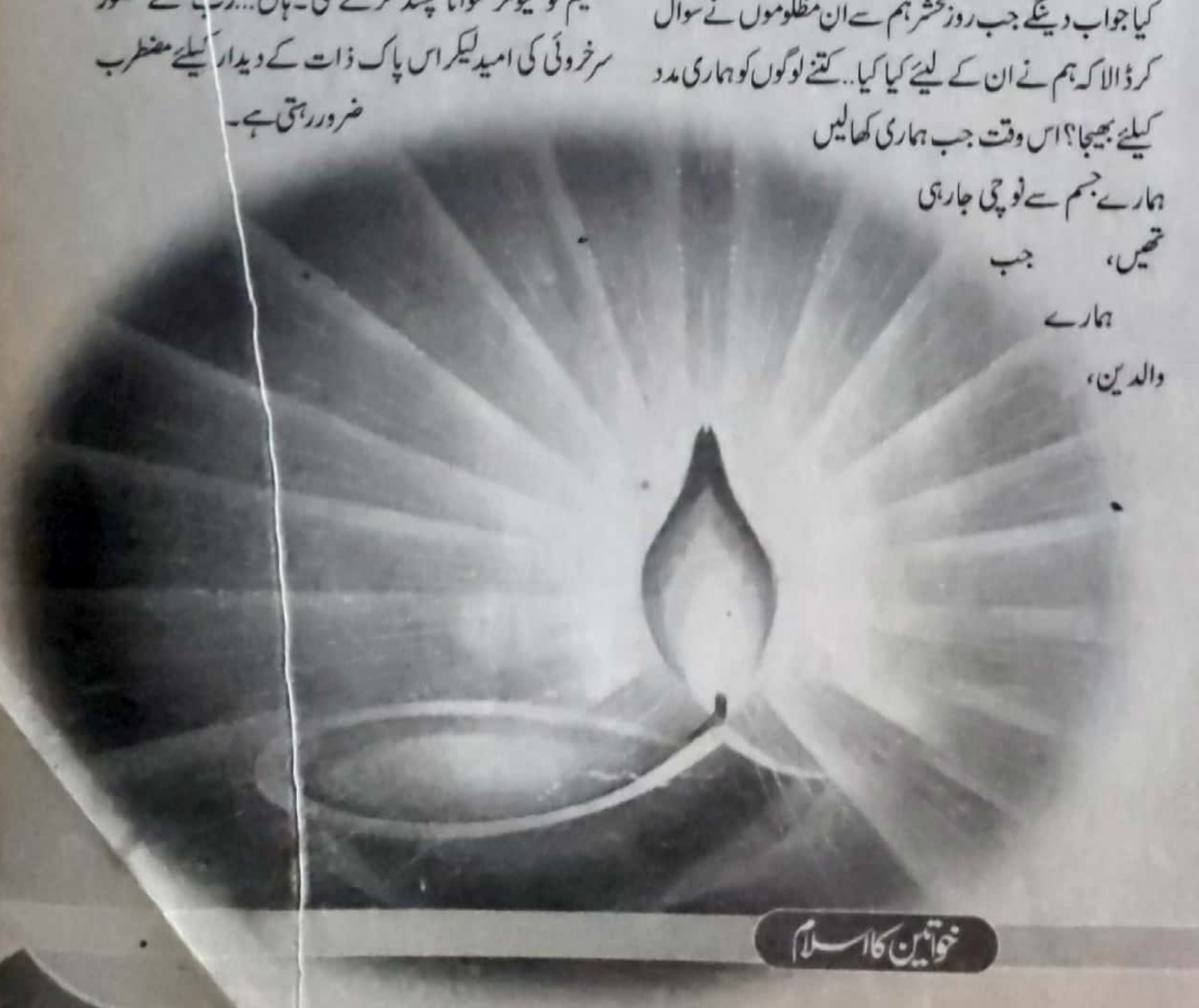

قدرت کا بیوٹی بکس

کھیرا:

کھیرے میں محض پانی نہیں ہوتا، اس میں اکثر حیاتین اور معدنی نمک بھی ہوتے ہیں۔ اس میں موجود حیاتین ج کی وجہ سے اسے لگانے سے جلد کے بیکٹیریا ہلاک ہو جاتے ہیں اور کیلیں نہیں ہوتیں۔ اس میں پوٹاشیم، سیلی کون اور گندک بھی ہوتی ہے۔ ان سے جلد کے خلیات صحت مند اور لچک دار رہتے ہیں۔

تھکی ہوئی آنکھوں کے لیے:

کھیرے کی پتلی چکتیاں کاٹ لیں اور آرام سے لیٹنے کے بعد انہیں پلکوں پر رکھ لیں۔ ۱۵ منٹ بعد ٹھنڈے پانی سے دھولیں۔ اس سے پھولی ہوئی آنکھیں ٹھیک ہو جائیں گی۔

کھلے مساموں کے لئے:

کھلے اور بڑے مساموں کے لئے پاؤ بھر (۲۵۰ گرام) کھیرا بلینڈر میں پیس کر اس میں ایک چائے کا چمچہ عرق گلاب اور رتی بھر پھٹکری ملا کر چھان کر اسے چہرے پر ۵ منٹ لگا کر گرم پانی سے دھو کر موئسچرائزر لگالیں۔ آپ ریفریجریٹر میں دو تین دن رکھ کر بھی استعمال کر سکتی ہیں۔

کیلوں کے لئے:

پاؤ بھر کھیرے کو پیس کر اس میں ایک چائے کا چمچہ لیموں کا رس ملالیں اور چہرے پر لگا کر ۵ منٹ بعد منہ دھولیں۔ اس سے پھیلی ہوئی ڈھیلی جلد بھی سکڑ جائے گی۔

آلو:

قدرت کا سنگھار دان، بے شمار حسن افزا اشیاء سے بھرا پڑا ہے۔ رات کے سناٹے میں دھیرے دھیرے گرنے والی شبنم کے قطرے ہوں کہ پھل، پھول، بوٹیاں انہیں توجہ اور باقاعدگی سے استعمال کر کے صحت وحسن کا سامان کیا جا سکتا ہے۔ کیلے، پپیتے، اناس، سیب اور ککڑی کی طرح آلو میں بھی ورم دور کرنے، جلد کو نرم اور ہموار کرنے کی صلاحیت ہوتی ہے۔

کیلوں کے لئے:

کیلوں بھری سوجی ہوئی جلد کے لئے چار چھوٹے تازہ آلوؤں کو اچھی طرح دھو کر ان کا رس نکالیے اور بلینڈر یا ڈنڈا کونڈی (مرچ مصالحے سے صاف) میں اچھی طرح پیس لیجیے۔ اس میں دو چمچے جئی (اوٹس) باریک پیس کر گاڑھا لیپ بنالیجیے۔ اسے چند منٹ تک دھیرے دھیرے جلد پر ملتے رہیے اور پھر ۱۵ منٹ کے لئے چھوڑ دیجیے اور گرم پانی سے دھو ڈالیے۔

سوجی آنکھیں:

سوجی اور پھولی ہوئی آنکھوں کے لیے آلو کی نہایت پتلی کٹی ہوئی چکتیاں لیجیے۔ بستر میں آرام سے لیٹ کر آنکھیں بند کر کے انہیں آنکھوں کے اوپر رکھ کر ۱۵ منٹ لیٹے رہیے اور پھر ٹھنڈے پانی سے چہرہ دھو لیجیے۔

جھلسی جلد کے لیے:

آلوؤں کا لچھا کاٹ کر چہرے پر لگائیے۔ اس سے دھوپ سے جھلسی ہوئی جلد کو بڑا آرام ملے گا۔ سوزش اور جلن دور ہو جائے گی، ورم دور ہو جائے گا۔

گاجر:

ٹماٹر اور چقندر کی طرح گاجر کی رنگت خود یہ کہتی محسوس ہوتی ہے کہ اس کا استعمال حسن افزا بھی ہے اور صحت افزا بھی۔ تازہ لال لال رسیلی گاجریں جسم اور جلد کو بڑھاپے کی یلغار سے روکتی ہیں۔ جلد کو صاف اور نرم رکھتی ہیں۔ ان میں جلد کے لیے غذائیت بھی ہوتی ہے۔ سب جانتے ہیں کہ گاجروں میں حیاتین الف (اے)، ب (بی)، (سی) اور بڑھاپے کا عمل سست کرنے والا جز، بیٹا کیروٹین بھی ہوتا ہے۔ ان اجزاء سے جلد، بال اور آنکھیں صحت مند رہتے ہیں۔ گاجریں خاص طور پر کیلوں بھری چکنی جلد کے لئے بہت مفید ہوتی ہیں۔ ان کی خوبی یہ بھی ہے کہ یہ خشک جلد کی بھی دوست ہوتی ہیں۔ یورپ وامریکا میں ان کا تیل بھی ملتا ہے، جس کے لگانے سے جلد کے داغ دور ہو جاتے ہیں۔

کیلوں پھنسیوں کے لئے:

اگر آپ کیلوں، پھنسیوں سے تنگ ہوں، دھوپ نے جلد کو جھلس دیا ہو تو ایک تازہ درمیانی سائز کی گاجر کدوکش کر لیجیے۔ کیلوں، پھنسیوں کے لئے اس میں ایک چائے کا چمچہ لیموں کا رس اچھی طرح ملا کر اسے چہرے پر اچھی طرح لگا کر ۵ منٹ انتظار کیجیے اور پھر گرم پانی سے دھو ڈالیے۔ یہ لیپ ۵ منٹ سے زیادہ لگا نہ رہنے دیجیے، کیوں کہ بہت گوری جلد پر اس کا رنگ چڑھ سکتا ہے۔

سوجی جلد کے لئے:

ایک درمیانی گاجر کدوکش کر کے اس میں ۲ کھانے کے چمچے دہی پھینٹ کر اچھی طرح ملائیں۔ اسے ریفریجریٹر میں کئی گھنٹے ٹھنڈا کرنے کے بعد جلد پر اچھی طرح لگا کر ۱۰ منٹ بعد سادہ پانی سے دھو کر خشک کر لیں۔

تازگی کے لئے:

گاجر کے لچھے میں ایک چائے کا چمچہ شہد، روغن بادام کی چند بوندیں اور تھوڑا سا گندم کا آٹا ملا کر مالش کریں اور ۱۰ منٹ سے ۱۵ منٹ بعد نیم گرم پانی سے دھولیں۔

خوبانی:

جی ہاں جس سے ہمدرد "خوباں" ٹانک تیار کرتا ہے۔ یہ جلد کے لئے بھی بہت مفید ہوتی ہے۔ خوبانی جلد کو نرم رکھتی ہے اور اسے غذائیت بخش کر حسن کو نکھارتی ہے۔ اسے مختلف پھلوں کے گودے وغیرہ شامل کر کے لگانے سے جلد میں نئی جان پڑ جاتی ہے۔ اس کی گری یعنی مغز کا تیل بھی بہت مفید ہوتا ہے۔ اس میں حیاتین اور نمکیات ہوتے ہیں۔ یہ تیل خشک جلد کے لئے بہت مفید ثابت ہوتا ہے۔

نرم جلد کے لئے:

جلد خشک اور کھردری ہوگئی ہو تو ۲-۳ تازہ خوبانیوں کو اچھی طرح پیس کر اس میں اسی کی گری (۱۰-۱۵) باریک پیس کر ملالیں یا بادام کا تیل (ایک چائے کا چمچہ) شامل کر لیں۔ ایک چائے کا چمچہ پپیتے یا پکے آم کا گودا بھی ملا کر جلد پر لیپ کریں اور ۱۵ منٹ بعد تازہ پانی سے دھولیں۔

جھریوں کے لئے:

خوبانی کا گودا ۲ چائے کے چمچے میں خوبانی کی گری پسی ہوئی ایک چائے کا چمچہ اور پسے ہوئے بادام ایک چائے کا چمچہ ملا کر آنکھوں کے اطراف ہلکے ہلکے لگائیں۔ اس کے لگانے کا بہترین موقع سوتے وقت ہے۔ لگانے سے پہلے جلد پر روغن بادام ہلکا لگا کر اوپر سے لیپ لگائیں اور صبح پانی سے دھوئیں۔ تازہ خوبانی کی جگہ خشک خوبانی بھی استعمال کی جا سکتی ہے، لیکن اسے پانی میں خوب بھگو کر استعمال کرنا چاہیے۔

لطافت حماد

مشروبات بنائیں

شربت اور گرمیاں لازم وملزوم ہیں گرمیوں میں شام کی چائے کے بدلے شربت ہو تو مزہ دوبالا ہو جاتا ہے اور مہمانوں کی آمد پر بھی ان کے اکرام کے لئے اور چیزوں کے ساتھ شربت لازما رکھا جاتا ہے۔ آج کل مہنگائی کے دور میں قسم قسم کے شربت خریدنا بھی ایک مسئلہ ہے لہٰذا گھر پر شربت تیار کر کے یہ مسئلہ دور ہو سکتا ہے۔

شربت بنانے کا طریقہ

عموماً پھلوں کا شربت بنانے کے لئے یہ طریقہ ہوتا ہے کہ پھلوں کا رس نکال کر چینی کا قوام بنا کر شربت اس میں ڈال دیتے ہیں لیکن قوام کو اگر ٹھنڈا کر کے پھر رس ڈالا جائے تو خوشبو زیادہ رہتی ہے اور اس میں ایسنس بھی ڈال دیں اسی پھل کا تو اور خوشبو ہو جاتی ہے۔

شربت کو محفوظ رکھنا

شربت کو محفوظ رکھنے کے لئے پوٹاشیم میٹا بائی سلفیٹ اور سائٹرک ایسڈ ایک ایک چٹکی شامل کر لیں تو شربت عرصہ دراز تک ٹھیک رہتے ہیں اور پھپھوندیا کائی نہیں لگتی۔

بوتلوں میں بھرنا اور پیک کرنا

بوتلوں کو پہلے سوڈے کے پانی سے صاف کر لیں پھر پانچ لیٹر پانی میں تھوڑی سی مقدار پوٹاشیم میٹا بائی سلفیٹ حل کر کے اس محلول میں بوتلوں کو تھوڑی دیر پڑا رہنے دیں بعد میں نکال کر خشک کر کے شربت بھر کر اور کارک لگا کر یا تو سلوشن ٹیپ سے اچھی طرح پیک کر دیں یا موم پگھلا کر لگا دیں تاکہ ہوا اندر نہ جائے۔ یا اگر پوٹاشیم سلفیٹ کے پانی میں نہ ڈالیں تو بڑی دیگچی میں پانی کو اچھی طرح ابال کر اس ابلتے پانی میں بوتلیں ڈال دیں پھر نکال کر کپڑے سے خشک کر کے گرم گرم بوتلوں میں شربت ڈالیں۔ اس طرح بھی شربت محفوظ رہ سکتا ہے۔

فالسے کا شربت

اجزاء: فالسے ایک سیر۔ چینی ڈیڑھ سیر۔ عرق گلاب آدھ سیر (عرق گلاب کی جگہ پانی بھی لے سکتے ہیں)۔ جامنی رنگ ایک چٹکی۔

ترکیب: فالسوں کو پیس لیں پھر کسی باریک کپڑے میں ڈال کر چھان لیں اور عرق نکال لیں۔ اب چینی کو عرق گلاب میں ڈال کر پکائیں ایک دو جوش آنے کے بعد فالسے کا رس ڈال کر پکائیں۔ جیسے جیسے اس پر میل آتا جائے اتارتے جائیں جب میل آنا ختم ہو جائے تو رنگ کو تھوڑے سے پانی میں گھولیں اور اس میں ڈال دیں۔ ایک دو جوش اور آنے دیں۔ ٹھنڈا ہونے کے بعد بوتلوں کو اچھی طرح خشک اور صاف کر کے اس میں بھر لیں۔ اگر اس میں تھوڑا سا کیوڑہ بھی رس ڈالنے سے پہلے قوام میں ڈال دیں تو خوشبو مستقل رہے گی۔

لیموں کا شربت

اجزاء: لیموں کا رس ساڑھے سات سو گرام۔ پیلا کھانے کا رنگ ایک گرام۔ چینی ڈیڑھ کلو گرام۔ کیوڑہ چند قطرے۔

ترکیب: لیموں کو دھو کر اس کے ٹکڑے کر لیں پھر کسی برتن میں ان کا رس نکال لیں جب تمام لیموؤں کا رس نکل جائے تو کسی برتن میں ململ کے سوتی کپڑے سے چھان لیں۔ اب چینی اور پانی کو ایک دیگچی میں ڈال کر چولہے پر چڑھا دیں اور پکنے دیں۔ دو تین جوش کے بعد چمچ سے چیک کریں جب قوام ایک تار کا ہو جائے تو کھانے کا پیلا رنگ تھوڑے سے کیوڑے میں ملا کر اس میں ڈال دیں۔ تھوڑا سا اور پکنے دیں۔ آنچ ہلکی کر دیں پھر لیموں کا رس بھی ملا دیں جب شربت ایک تار کا ہو جائے تو چولہے سے اتار کر ٹھنڈا کر کے بوتلوں میں بھر کر موم یا سلوشن ٹیپ سے پیک کر دیں۔

آلو بخارے کا شربت

اجزاء: آلو بخارے 1 کلو گرام۔ آلو بخارے کا ایسنس آدھا چائے کا چمچ۔ چینی ڈیڑھ کلو گرام۔ پانی 1 لیٹر۔ زردے کا رنگ تھوڑا سا۔

ترکیب: سب سے پہلے آلو بخاروں کو دھو لیں پھر پانی ڈال کر ایک دیگچی میں چولہے پر چڑھا دیں درمیانی آنچ پر پکنے دیں دو تین جوش آنے کے بعد دیگچی اتاریں اور ٹھنڈے ہونے پر چھلکا اور گٹھلیاں پھینک دیں۔ اب اسی دیگچی کو دوبارہ چولہے پر چڑھا کر ساتھ میں چینی بھی شامل کر دیں اور پکنے دیں جب ایک تار کا شربت بن جائے تو اب ایسنس ملا دیں اور رنگ پانی میں گھول کر ڈال دیں تیار ہونے پر چولہے سے اتار کر ٹھنڈا کر کے بوتلوں میں بھر لیں۔

بادام کا شربت

اجزاء: بادام کی گری آدھا کلو۔ سبز الائچی پندرہ عدد۔ چینی ڈیڑھ کلو۔ گلاب کے پھول کی پتیاں تھوڑی سی۔ پانی ایک لیٹر۔

ترکیب: شربت بنانے سے ایک دن پہلے بادام کی گری کو بھگو دیں، پھر دوسرے دن چھلکے اتار کر سل پر باریک پیس لیں۔ پانی ڈال کر پیسیں تاکہ باریک پسے اب باریک کپڑے میں چھان لیں۔ جو آمیزہ بچے اسے دوبارہ پیسیں۔ اب ایک دیگچی میں پسے ہوئے بادام ڈال کر اس میں پانی اور چینی ڈال کر چولہے پر چڑھا دیں جب قوام گاڑھا ہونے لگے تو سبز الائچی بہت باریک پیس کر ڈال دیں اور گاڑھا ہونے پر چولہے سے اتار کر ٹھنڈا کر کے بوتلوں میں بھر لیں اور ضرورت کے وقت ایک گلاس میں دو چمچ شربت ڈال کر دودھ ملا دیں اور نوش فرمائیں۔

آڑو کا شربت

اجزاء: آڑو تازہ اور عمدہ دو کلو۔ چینی تین کلو۔ عرق گلاب آدھی بوتل۔ پانی دو لیٹر۔

ترکیب: آڑوؤں کو پہلے دھو لیں پھر خشک کر کے چھیل کر چھوٹے چھوٹے ٹکڑے کر لیں اور گٹھلیاں نکال کر پھینک دیں۔ اب دیگچی میں پانی اور چینی ڈال کر چولہے پر قوام بنا لیں۔ جب چینی مکس ہو جائے تو آڑو کے ٹکڑے ڈال کر پکائیں آڑو گل جائیں اور قوام ایک تار کا ہو جائے تو اتار کر چھان لیں اور ٹھنڈا کر کے بوتلوں میں بھر لیں۔

بالوں کی خُشکی

زوجہ عارف

☆ رات کو دو چمچے (کھانے کے) سرسوں کی کھلی تھوڑے سے پانی میں بھگو دیں رات بھر یہ نرم ہو کر پھول جائے گی۔ صبح بالوں کی جڑوں میں ناریل کا تیل یا سرسوں کا تیل اچھی طرح لگائیں اور سرسوں کی کھلی سے دھولیں۔

☆ ناریل کا تیل ایک ٹیبل اسپون۔ (2) لیموں ایک عدد۔ (3) دہی ایک ٹیبل اسپون۔ (4) ایلوویرا کا جیل تھوڑا سا۔ یہ اصل میں ''گھی کوار'' کے پودے کو کہتے ہیں اس کے پتے کو چھیلتے ہیں تو اندر سے لعاب نکلتا ہے اس سے وہ مراد ہے ان تمام چیزوں کو مکس کر کے نہانے سے دو گھنٹے قبل بالوں میں لگا کر تولیے کو گرم پانی میں بھگو کر اور نچوڑ کر پورے بالوں کو اچھی طرح ڈھانپ لیں اور ایک یا دو گھنٹے بعد شیمپو سے دھولیں۔

☆ خشکی دور کرنے کے لئے سرسوں کے تیل میں کافور کی دو عدد ٹکیاں پیس کر ملا لیں۔

☆ گنج پن سے نجات کے لئے ثابت خشک دھنیا کو باریک پیس کر پیسٹ بنالیں اور اس جگہ پر لگائیں جہاں بال نہیں ہیں یہ عمل روزانہ ایک ہفتے تک کریں ان شاء اللہ آہستہ آہستہ گنجا پن دور ہو جائے گا۔

☆ ریٹھے سیکا کائی اور میتھی دانے ہم وزن لے کر بالوں میں لگائیں کنڈیشنر کے لئے دہی میں پانی استعمال کریں۔

☆ بالوں کی خشکی دور کرنے کے لئے میتھی دانے ایک چمچ پیس لیں، اور لیموں کا عرق ملا کر پیسٹ بنالیں، پھر بالوں کی جڑوں میں انگلیوں کی مدد سے لگائیں اور سر میں کپڑا باندھ کر رات بھر کے لئے چھوڑ دیں صبح کسی بھی کنڈیشنر سے دھونے کے بعد چوتھائی چمچ زیتون کا تیل اور چند قطرے لیموں کا رس ملا کر بالوں کی جڑوں میں اچھی طرح لگائیں پھر بالوں میں الٹی کنگھی کریں یعنی بال آگے منہ پر لا کر کنگھی پیچھے سے آگے لے آئیں۔

☆ بالوں کی خشکی دور کرنے کے لئے ایک انڈے میں دو چمچ دہی اور تھوڑا سا ناریل کا تیل شامل کر کے بالوں میں لگائیں اور ایک گھنٹے کے بعد کسی شیمپو سے دھولیں۔

☆ بالوں میں مہندی لگاتے وقت اس میں چوتھائی چمچ نمک، ایک عدد لیموں، ایک انڈا اور ایک کپ پانی ملا کر لگائیں اور تین یا چار گھنٹے لگی رہنے دیں۔

☆ خشک بالوں کے لئے کسٹر آئل اور زیتون کا تیل ملا کر رات کو سوتے وقت ہفتے میں دو دن مساج کریں اور صبح شیمپو کے ساتھ دہی میں ایک انڈے کی سفیدی اور لیموں کا رس شامل کر کے لگائیں۔

بقیہ: جب میری دعا قبول ہوئی

میں نے فوراً فون اٹھایا اور اپنی والدہ صاحبہ اور خالہ جان کو فون کیا کہ میں پردہ کرنا چاہتی ہوں تو دونوں نے مثبت جواب دیا اور کہا ہاں بالکل کرلو۔ یہ تو بہت اچھی بات ہے۔ مثبت جواب پا کر میں بہت خوش ہوئی لیکن کوئی نیک کام ہو جائے اور شیطان نہ آئے یہ کیسے ممکن ہے فوراً شیطان نے چھلانگ لگائی اور لگا بھڑکانے۔ کہ تم کیسے اپنے رشتہ داروں سے ملوگی؟ ...... باہر کے ملکوں میں سیر کرنے کیسے جاؤ گی؟ ...... لوگ تم پر ہنسیں گے...... لوگ باتیں بنائیں گے...... شیطان کے حیلے بہانوں سے کون واقف نہیں اگر ابلیس اپنی تلبیس چھوڑ دے تو اس کو شیطان کون کہے گا۔ مگر اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم اور رحمت یکجا ہو جائیں تو ابلیس کہاں اور اس کی تلبیسیاں کہاں؟ شیطان کے جواب میں میں نے کہا کہ میں پوری دنیا کو خوش نہیں کرسکتی۔ مجھے تو صرف اپنے اللہ تعالیٰ کو خوش اور راضی رکھنا ہے اور جو اس کا حکم ہے اُسی کی اطاعت کرنی ہے۔ میں نے اپنے شوہر صاحب سے کہا کہ میں شرعی پردہ کرنا چاہتی ہوں تو وہ کہنے لگے بالکل ضرور نیک کام میں دیر کیسی؟ یہ کام تو تم کو بہت پہلے کر لینا چاہئے تھا، میں چاہتا تھا کہ تم خود اس کو سمجھ کر کرو، زبردستی اور وقتی پردہ زیادہ دیر پا نہیں ہوتا۔ ماشاء اللہ میرے شوہر شرعی اقدار کے حامل ہیں، شرعی داڑھی، پروقار لباس، شرعی احکام کے پابند ہیں۔ اس کے بعد میں نے فوراً برقعے کا انتظام کیا۔ اسی ہفتے عمرے کا پروگرام بنایا اللہ سبحانہ تعالیٰ نے اپنے گھر حاضری کا موقع دیا گویا کہ مجھے بلایا۔ میرے شوہر کے دوست ہمیں ائیر پورٹ چھوڑنے کے لئے آئے تھے میں اپنے کمرے سے تیار ہو کر برقع پہن کر باہر آئی تو وہ صاحب فرمانے گے بھابھی آپ تو ابھی سے سعودی بن گئیں میں نے ان کی بات کا کوئی جواب نہیں دیا۔ جلدی سے میرے شوہر ان کو لے کر باہر نکل گئے۔ پھر ہم لوگ عمرہ کی سعادت سے فیض یاب ہوئے اور اللہ تعالیٰ کا کرم ہے کہ ۱۹۹۵ء سے لے کر آج اور مرتے دم تک شرعی پردہ اور شریعت کے احکام کی پابندی کرتی رہوں گی ان شاء اللہ اور اب ہر وقت یہ دعا بھی کرتی ہوں ''ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ ھدیتنا و ھب لنا من الدنک رحمة انک انت الوھاب''۔ دعا اور لگن اگر سچی اور خالص ہو تو منزل اور مقصود ضرور ملتا ہے۔

بقیہ: حقوق نسواں کی بات

ہندومت کا مذہبی پیشوا سوامی دیانند اپنی کتاب ''ستیارتھ پرکاش'' میں لکھتا ہے کہ ''تقدیر، موت، طوفان، جہنم، زہر اور زہریلے سانپ اس قدر خطرناک نہیں جتنی کہ عورت۔'' ہندوؤں کا معروف قانون دان منوجی اپنی کتاب ''منوسمرتی'' میں لکھتا ہے کہ ''عورت بالغ ہو یا نابالغ، جوان ہو یا بوڑھی اپنی مرضی سے کوئی کام کرنے کی اہل نہیں۔'' برہمنوں کا تو یہ مقولہ بھی عام تھا کہ ''لڑکی اپنے ساتھ مصیبتیں لاتی ہے جبکہ لڑکا ساتویں آسمان کا نور ہے۔'' جنوبی ہند کے گونڈ اور ماریا قبائل فصلیں بوتے وقت جوان لڑکی کو قربان کیا کرتے تھے۔ اس لڑکی کو کھمبے سے باندھ دیتے اور قبیلے کے سردار باری باری اس پر خنجر کے وار کر کے اس کا بہتا خون کھیتوں میں چھڑکتے تھے۔

(۱۰) چینیوں کا خیال تھا کہ عورت کی تعظیم کرنا عزتِ نفس کے خلاف ہے۔ اس کا دل مکر و فریب، عیاری و چالاکی، شقاوت و عداوت اور خود غرضی و خود ستائی سے معمور ہے۔ چینی تہذیب میں بادشاہ کی موت پر اس کی کنیزیں بھی اس کے ساتھ مقبرے میں دفن کردی جاتی تھیں۔ چینی مرد کو یہاں تک عورت پر حق تھا کہ وہ اپنی بیوی کو زندہ دفن کردے۔ (باقی آئندہ)

واضح فرق
صرف چند یوم میں
Slimming Ice Tea
گرما گرم موسم میں ٹھنڈی ٹھنڈی چائے

2 کپ روزانہ استعمال سے بڑھا ہوا پیٹ اور وزن کم کریں
• بغیر ڈائٹنگ • بغیر ورزش • بغیر سائیڈ ایفیکٹس
فری ہوم ڈیلیوری سروس
فیئر فٹنس
کراچی 0300-2184131
لاہور 0300-4577957
ملتان 0300-9638338-061-518811
رحیم یار خان 0731-78812 ڈی جی خان: 0641-468866

نامناسب بات:

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، خواتین کا اسلام ہر لحاظ سے ایک اچھا رسالہ ہے اور آج کے پرفتن دور میں یقیناً ایک اچھا اقدام ہے جس میں تقریباً ہر موضوع پر لکھا جاتا ہے۔ میں جس وجہ سے آپ کو خط لکھ رہی ہوں وہ جمادی الاولیٰ کے شمارے میں شائع ہونے والی گ ف مدھ رانجھا کی کہانی ''گلشن کی بہاریں'' ہے۔ یہ یقیناً بہت ہی اچھے موضوع پر لکھی گئی ہے لیکن اس میں مجھے ایک بات نامناسب محسوس ہوئی وہ یہ کہ اس میں شہوت انگیز الفاظ (اس نے شہلا کو آغوش میں لیتے ہوئے کہا کہ پیاری شیلی) شامل ہیں۔ اگر اس طرح کی باتیں خواتین کے اسلام میں بھی آنے لگیں تو پھر عام ڈائجسٹ میں اور اس میں کیا فرق رہ جاتا ہے۔ ویسے بھی جہاں تک میرے ناقص علم میں ہے کہ ایک دفعہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے لوگوں نے پوچھا کہ آپ نے اپنی بیوی کو کیسا پایا؟ تو انہوں نے جواب میں کہا جس کا مفہوم یہ ہے کہ یہ دروازے اس لئے لگائے جاتے ہیں کہ اندر کی بات اندر رہے۔ اگر یہ باتیں بتانی ہی ہوں تو پھر دروازوں کا کیا فائدہ۔'' اگر میں غلطی پر ہوں تو میری اصلاح فرمادیں آپ کی بہت مہربانی ہوگی۔ (بنت حسین احمد۔ ساہیوال)

☆ آپ نے درست کہا۔ ہم اس فروگزاشت پر تمام خواتین سے معذرت خواہ ہیں اور اللہ تعالیٰ سے بھی معافی کے خواستگار ہیں۔

خواتین کا اسلام بہت پسند ہے:

مجھے خواتین کا اسلام بے حد پسند ہے میں نے اپنے بچوں کے اسکول جاکر بہت سارے شمارے تقسیم کئے ہیں اور یہ ٹیچرز کو بے حد پسند آیا ہے۔ کبریٰ غلام رسول زبردست لکھتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین۔ (عافیہ رضا۔ کراچی)

ترقی کرتا رہے:

خواتین کا اسلام کو پڑھ کر مجھے بہت خوشی ہوتی ہے کہ خواتین اس رسالے کے ذریعے سے اپنے اندر شریعت کے مطابق تبدیلیاں پیدا کررہی ہیں اور ان خواتین کے لئے یہ رسالہ ایک مشعل راہ ہے۔ میری دعا ہے کہ اللہ رب العزت اس رسالے کو ہمیشہ عروج پذیر رکھے۔ (بنت محمد عابد خان۔ خواجہ اجمیر نگری)

نفسیات سے متعلق مضامین:

میں نفسیات کی طالبہ ہوں اگر میں نفسیات سے متعلق کوئی مضمون، کسی نفسیاتی بیماری کے بارے میں یا کچھ اور معلومات بھیجوں تو کیا آپ شائع کرلیں گے۔ آخر میں میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ہدایت والا راستہ دکھائے، آمین۔ (ثوبیہ چغتائی۔ بہاولپور)

☆ آپ مضمون بھیج دیجئے پڑھنے کے بعد ہی فیصلہ کیا جاسکتا ہے۔

جذبہ پیدا ہوا:

میں نے ''خواتین کا اسلام'' پڑھا اور میرے تمام گھر والوں کو ''خواتین کا اسلام'' بے حد پسند آیا۔ اللہ تعالیٰ ''خواتین کا اسلام'' کو دن دگنی رات چوگنی ترقی عطا فرمائے۔ (صفیہ حسن ٹانٹے پور)

ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے حالات زندگی:

آپ کے سارے سلسلے بہت اچھے ہیں خواتین کا اسلام پڑھ کر بہت ساری معلومات حاصل ہوتی ہیں میں آپ سے درخواست کرتی ہوں کہ اس عظیم رسالے میں ازواج مطہرات اور صحابیات رضی اللہ تعالیٰ عنہن کے کارنامے اور ان کی زندگی کے احوال بھی شائع کیا کریں تاکہ خواتین اسلام ان عظیم ماؤں کی زندگیوں کو پڑھ کر اس کے مطابق زندگی گزار سکیں۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ آپ کی کوشش کو شرف قبولیت سے نوازے، امین۔ (حاجرہ پروینؔ۔ مری)

☆ ازواج مطہرات اور صحابیات رضی اللہ تعالیٰ عنہن کے حالات زندگی سے متعلق خواتین کا اسلام میں اکثر مضامین شائع ہوتے رہتے ہیں۔

مواعظ اور ذکر اللہ:

خواتین کا اسلام میں حضرت مولانا مفتی رشید احمد صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے مواعظ جیسے ''بچوں کی تربیت'' دینداری کے تقاضے، شرعی پردہ'' وغیرہ قسط وار شائع کریں اس سے ان شاء اللہ بے حد نفع ہوگا۔ اسی طرح حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ کے مواعظ بھی شائع ہونے چاہئیں۔ ذکر اللہ اور سنتوں کی اہمیت و افادیت بھی شائع کیا کریں۔ (بنات عبدالستار اور بنات رشید الدین۔ نوابشاہ)

عجیب سی خوشی:

شمارہ 64 پڑھ کر دل کو عجیب سی خوشی ہوئی۔ قطرے سے گہر تک بہت اچھی تحریر تھی۔ کہانی کا پلاٹ بھی اچھی رہی، اچھا پوچھنا یہ ہے کہ ڈاکٹر صاحبہ کس شہر میں رہتی ہیں۔ ان کا ذاتی پتہ یا اُن کا کوئی کلینک وغیرہ، میں ان سے خود ملنا چاہتی ہوں، رہنمائی کریں۔ (اخت عبداللہ۔ لاہور)

☆ ڈاکٹر صاحبہ کراچی میں رہتی ہیں، اُن سے فون پر بات ہوسکتی ہے مغرب تا عشاء۔ فون نمبر مرکزی آفس سے مل جائے گا۔

ہم آپ کے لئے دعا کرتی ہیں:

آپ لوگ خواتین کا اسلام اتنی محنت اور لگن سے تیار کرکے ہم لوگوں تک پہنچاتے ہیں اللہ تعالیٰ آپ کو اس کا اجر ضرور دیں گے۔ آپ نے کہا ہے کہ ہم آپ کے لئے دعا کریں، تو جناب ہم آپ کے لئے دعا کرتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ آپ کا سایہ ہمارے سروں پر سلامت رکھے اور آپ پر اپنی رحمتیں اور برکتیں نازل فرمائے آمین۔ (ن بنت محمد امین۔ سیالکوٹ)

☆ جزاک اللہ۔

اوون کا طریقہ استعمال:

خواتین کا اسلام کے لئے چھ دن بے چین رہتی ہوں اور شکر کرتی ہوں کہ بدھ کا دن آتا ہے، گھر کے تمام افراد اس رسالے کو بہت شوق سے پڑھتے ہیں۔ خاص کر اس رسالے میں آپ کی صحت اور آپ کا دسترخوان کافی اچھے سلسلے ہیں، دسترخوان کی ترکیبیں بہت پسند ہیں اس کی وجہ سے کھانا پکانے میں ہمیں کافی سہولت میسر ہوتی ہے، آپ برائے مہربانی اوون کے استعمال کا طریقہ ضرور شائع کریں تاکہ گھر میں پڑا ہوا اوون بھی استعمال میں لایا جاسکے۔ (انعم حدیقہ۔ ضلع بٹگرام)

☆ اس پر ایک ان شاء اللہ مستقل مضمون دیا جائے گا۔

طبی مسائل:

میں نے کچھ طبی مسائل ڈاکٹر ام محمد صاحبہ سے پوچھنے ہیں کیا کوئی ایسا طریقہ ہے کہ اگر میں خط کے ساتھ جوابی لفافہ ارسال کروں تو مجھے ان کا جواب مل سکتا ہے یا نہیں۔ اس کے علاوہ رسالہ بہت اچھا جارہا ہے۔ (عرشیہ خان)

☆ ڈاکٹر صاحبہ صرف خواتین کا اسلام میں جوابات دیتی ہیں، جوابی لفافہ نہ بھیجیں تو بہتر ہے۔

دعا اور دوا:

صحت کے لئے دعا اور دوا دونوں ضروری ہیں اس لئے دوا تو ہوگئی اب دعا کی ضرورت ہے لہٰذا روحانی علاج کے نام سے ایک سلسلہ شروع کریں واقعی آپ کے رسالے کو چار چاند لگ جائیں گے اور صحت بھی اچھی ہوجائے گی۔ (اہلیہ اقبال۔ حیدرآباد)

☆ شریعت پر عمل کرنا ہی روحانی علاج ہے۔

دلوں کو نور ایمان اور دماغوں کو سکون بخشنے والا یہ لٹریچر
خود پڑھیئے
دوسروں کو پڑھائیے
حضرت مولانا محمد اعظم طارق رحؒ
وکیل صحابہؓ شہید ناموس صحابہؓ
کی یادگار تقاریر کتابی شکل میں دستیاب ہیں

عنوان	بمقام	قیمت
قرآن اور صحابہ	اسلام آباد	20 روپے
خیبر انقلاب	فیصل آباد	20 روپے
صحابہؓ کون؟	حاصل پور	20 روپے
سیرت النبی ﷺ اور علمائے دیوبند	بہاولپور	18 روپے
مقصد ملت اسلامیہ اور شریعت بل	جھنگ	20 روپے

خصوصی پیشکش
صرف 90 روپے منی آرڈر کیجئے اور گھر بیٹھے تمام کتابچے بذریعہ رجسٹرڈ پارسل حاصل کیجئے اور دعوتی وتبلیغی سرگرمیوں کے فروغ کیلئے استعمال میں لایئے۔
ملنے کا پتہ مسلم نیوز ایجنسی
بہاولپور چوک حاصل پور ضلع بہاولپور
فون 0696-49215

بے پردگی سے پردے کی طرف

ظلمت کی دلدل سے روشنی کی طرف

اخت کلیم اللہ

میں امریکی معاشرے میں پلی بڑھی ایک نام کی مسلمان لڑکی تھی۔ میں اب بھی سوچتی ہوں کہ کاش میں جس دن پیدا ہوئی اس دن مری کیوں نہیں۔ میری بہنو! جس معاشرے میں میں نے آنکھ کھولی، بظاہر پرکشش نظر آتا ہے لیکن اندر سے بالکل کھوکھلا ہے۔ میں اپنے بہن بھائیوں میں سب سے چھوٹی تھی اس لئے ناز و نعم میں پرورش پائی۔ ہم گھر والے صرف نام کے مسلمان تھے۔ گھر میں کسی کو نماز پڑھنا نہیں آتا تھا۔ روزوں کا تو تصور ہی نہیں تھا، قرآن مجید کو جانتے تک نہیں تھے۔ بس ماں باپ نے سکھایا تھا کہ ہم مسلمان ہے۔ والدین صبح نکلتے تو 12 سے 1 بجے رات کو لوٹتے۔ اسی طرح ہم بہن بھائی بھی ایک دوسرے سے بے خبر رہتے۔ ہفتوں بلکہ مہینوں تک ایک دوسرے سے ملاقات نہیں ہوتی، بہن بھائی ایک دوسرے کے لئے بیگانے بن گئے تھے۔ اسی طرح وقت گزرتا گیا۔ میری بہنوں کی شادی ہوگئی اور میں یونیورسٹی تک پہنچ گئی۔ میں صبح یونیورسٹی کے لئے نکلتی تو رات کو لوٹتی۔ اسی طرح بھائی بھی ہفتوں، ہفتوں تک گھر سے غائب رہتے۔ ماں باپ جو بچوں کے سر کا سایہ ہوتے ہیں۔ وہ بھی اس معاشرے میں اتنے کھو گئے تھے کہ ان کو بچوں کا خیال ہی نہیں تھا۔

اس دوران پاکستان سے ہماری نانی آگئیں۔ نانی بہت پرہیزگار اور پیاری خاتون تھیں۔ ہم سے بہت پیار کرتی تھیں، انہیں جب ہمارے گھر کے ماحول کا پتہ چلا تو بہت روئیں اور ہمیں سمجھانے لگیں۔ لیکن ہمیں تو ہوش ہی نہیں تھا۔ ان کی باتوں کو اہمیت ہی نہیں دیتے تھے۔ وہ ہمیشہ میرے گھر سے باہر جانے اور میرے کپڑوں پر اعتراض کرتی تھیں۔ لیکن میں توجہ ہی نہیں دیتی، ایک دن نانی نے مجھے ڈانٹا اور دوسرے کپڑے پہننے کے لئے کہا۔ مجھے غصہ آگیا اور میں نے نانی کو ایک زوردار تھپڑ مارا۔ نانی بے چاری گر گئیں اور میں گھر سے نکل گئی۔ اس دن میں بہت زیادہ پریشان رہی۔ شام کو جلدی گھر آگئی اور سو گئی۔ ایک انجانے سے درد نے سونے نہیں دیا اور پوری رات روتی رہی۔ آدھی رات کے قریب نانی کے کمرے میں آگئی۔ نانی اس وقت تہجد کی نماز سے فارغ ہوگئی تھیں۔ مجھے دیکھتے ہی وہ رو پڑیں اور مجھے اپنے سینے سے لگا لیا۔ پہلی بار مجھے سکون سا مل گیا ہم دونوں خوف روئیں نانی اماں نے مجھے نماز سکھائی اور پھر میں رفتہ رفتہ نماز پڑھنے لگی۔ اب میں یونیورسٹی بھی کم جانے لگی۔ سارا سارا دن قرآن پاک اور نماز سیکھتی، قرآن پاک سے زیادہ کشش میں نے کسی اور کتاب میں نہیں دیکھی۔ چند دن تو یونیورسٹی بغیر پردے کے گئی پھر نانی اماں کی محنت رنگ لائی اور میں نے شرعی پردہ شروع کر دیا، پہلے دن جب میں یونیورسٹی پردے میں گئی تو تمام دوستوں نے طرح طرح کی باتیں کیں، مجھے دہشت گرد کے نام سے پکارنے لگیں۔ جہاں بھی جاتی میرا مذاق اڑایا جاتا، اساتذہ جب کلاس میں آتے تو کہتے کہ اس کی تلاشی لو ایسا نہ ہو کہ ہمیں بم سے اڑا دے۔ لیکن میں سب کچھ برداشت کرنے لگی۔ لیکن جب میرے ماں باپ کو پتہ چلا تو وہ مجھ پر خوب برسے نانی کو بھی برا بھلا کہا۔ اسی اثناء میں ہمارے گھر ایک پارٹی کا اہتمام ہوا، اس میں میرے باپ کے سب دوستوں نے شرکت کرنی تھی۔ مجھے پہلے سے خبردار کیا گیا کہ پارٹی والے دن بغیر پردے کے پارٹی میں شریک ہونا ہے ورنہ پھر ہمارے دوست ہم پر ہنسیں گے۔ جب پارٹی والے دن میں پردے میں آئی تو باپ نے بہت مارا، مجھے اور میری نانی کو اسی وقت گھر سے نکال دیا۔ اپنی ایک سہیلی سے کچھ رقم لے کر میں اور نانی پاکستان آگئیں اس واقعے کو 3 سال ہوگئے ہیں لیکن میرے ماں باپ نے ابھی تک میرے متعلق پوچھا تک نہیں۔

میری بہنو! میں اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ادا کرتی ہوں نے مجھے اس غلیظ معاشرے سے نجات دلائی یہاں آکر مجھے لگا کہ میں بالکل ایک محفوظ پیار بھری دنیا میں آگئی ہوں۔ مجھے امریکا کی کسی چیز کا بھی غم نہیں سوائے اس کے کہ اللہ تعالیٰ میرے ماں، باپ، بہن بھائیوں کو دین کی سمجھ عطا فرمائیں اور انہیں صحیح راستہ دکھلائیں۔

جب میری دُعا قبول ہوئی

زوجہ ارشد

میں نے اپنی زندگی میں اپنے والدین اور بڑی بہنوں کو فرائض و واجبات پورے کرتے دیکھا اس کے ساتھ ساتھ دو بدعتیں بھی میں نے اپنے گھر میں ہوتی ہوئی دیکھیں۔ (۱) شب براہ کا حلوہ۔ (۲) محفل میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم اس کے علاوہ کسی قسم کا شرک اور فضول قسم کی بدعات مثلاً گیارہویں، مزاروں پر جانا، نذر و نیاز، فاتحہ، درود، تیجہ، چالیسواں اور دوسری قسم کی خرافات ہمارے گھر میں موجود نہیں تھیں۔ ایک سب سے بڑی خرابی ٹیلی ویژن کی ہمارے گھر میں موجودگی تھی۔ اس کے علاوہ شادیوں میں ہندوانہ رسوم، مایوں، مہندی، مووی، تصویریں وغیرہ کی بھی ممانعت نہ تھی۔ تمام رشتہ داروں اور نامحرموں کا آنا جانا منع نہیں تھا ہاں یہ بات ضرور تھی کہ ہم لوگ بے تکلف نہیں ملا کرتے تھے۔ میری شادی ایک ایسے گھرانے میں ہوئی جو کہ حسب و نسب اور دینی اعتبار سے ہمارا ہم پلہ تھا۔

میرے سسر صاحب پروفیسر تھے اور دنیاوی طور پر بہت قابل شخصیت تھے کاش کے وہ عالم دین ہوتے اور یہی قابلیت اُن کی دین کے فہم میں صرف ہوتی۔ وہ مجھ سے بہت شفقت کرتے تھے اور میں بھی اُن کی بہت عزت کرتی تھی۔ میں میرے سسر اور شوہر ہم لوگ پہلی دفعہ عمرہ ادا کرنے کے لئے گئے وہاں میں نے دعا دنیا کے اعتبار ہی سے مانگی۔ لیکن عمرے سے واپس آنے کے بعد میں نے ایک کیسٹ سنی جس میں یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ”میرے بندے میرے گھر آکر بھی مجھ سے دنیا ہی مانگ کر چلے جاتے ہیں۔“ میں دل ہی میں بڑی شرمندہ ہوئی اور جب دوسری دفعہ اللہ تعالیٰ نے اپنے گھر بلایا تو میں نے سب سے پہلے خانہ کعبہ کو دیکھ کر یہ دعا مانگی کہ ”اللہ تعالیٰ مجھے اپنی بندی بنا لے اور میرے گناہ معاف فرما دے۔“

خانہ کعبہ پر جب پہلی نظر پڑے اور دعا مانگی جائے تو وہ قبول ہوتی ہے یہ قبولیت کا وقت ہوتا ہے میں نے دیکھا کہ لوگ رو رہے ہیں اور اُن کے سینے دہک رہے ہیں اس وقت مجھ کو اپنا آپ بہت چھوٹا محسوس ہوا اور دنیاوی بھاری ڈگریاں بہت حقیر نظر آئیں اور بہت افسوس ہوا کہ اتنا کچھ پڑھنے کے بعد بھی جاہل کے جاہل۔ اپنی کوتاہی اور کم مائیگی کا دل سے اعتراف کیا اور اللہ تعالیٰ کے حضور گڑگڑا کر یہ دعا مانگی کہ یارب! مجھے قرآن بالکل اس طرح سمجھا دے کہ مجھے ترجمہ وغیرہ کی ضرورت نہ پڑے اور بآسانی سمجھ میں آجائے، اس دعا کو شرف قبولیت نصیب ہوا اور آج میں ایک دینی مدرسے کی طالبہ ہوں اور اپنی اصل اور حقیقی ابدی منزل کی طرف گامزن ہوں۔

عمرے سے واپسی کے کچھ عرصہ بعد میرے سسر صاحب کا انتقال ہوگیا، ابھی میرے سسر صاحب کا غم تازہ تھا کہ اچانک میری ساس صاحبہ بھی انتقال فرما گئیں (اناللہ وانا الیہ راجعون) یکے بعد دیگرے صدموں نے مجھے بہت کچھ سوچنے پر مجبور کر دیا۔ پھر اچانک اللہ تعالیٰ کی طرف سے میری رہنمائی ہوئی، اس کی رحمت میرے اوپر برسنے لگی اور جیسا کہ حدیث مبارکہ میں ہے کہ ”اللہ تعالیٰ جس کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتے ہیں اسے دین کی سمجھ عطا فرماتے ہیں۔“ مجھے ایک دن خیال آیا کہ جس طرح ابا، امی (سسر و ساس) اس دنیا سے چلے گئے تم بھی چلی جاؤ گی اور اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرو گی۔ تو ذرا سوچ لو کہ کچھ کمی تو نہیں؟ نہیں میں ایسا کچھ غلط تو نہیں کرتی بس تھوڑی بہت کمزوریاں اور کوتاہیاں ہیں جن کو میں ان شاء اللہ دور کرلوں گی۔ اس خیال کے ساتھ ہی یہ خیال بھی آیا کہ جس طرح نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج فرض ہے، اللہ تعالیٰ نے تم پر پردہ بھی فرض قرار دیا ہے تم وہ فرائض پورے تو کرتی ہو لیکن پردہ تو کرتی نہیں؟ ہاں واقعی شرعی پردہ تو میں نہیں کرتی! پھر کرلو!۔ ہاں کرلیتی ہوں!۔ (باقی صفحہ ۱۵ پر)

ہر بدھ کو روزنامہ اسلام کے ساتھ شائع ہوتا ہے

خواتین کا اسلام

روزنامہ اسلام

74

بدھ 17 جمادی الثانی 1425ھ مطابق 4 اگست 2004ء

سلگتے لمحے

جگمگاتی منزلوں کا راہی

ایک ایسے نوجوان کا ذکر جو
طاؤس و رباب نہیں شمشیر و سناں کا عاشق تھا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سُودخوری کے نقصانات

مولانا محمد اسلم شیخوپوری

۱۔ جو لوگ مال کی محبت میں اس قدر اندھے ہو چکے ہیں کہ حلال حرام کی بھی پرواہ نہیں کرتے اور حرمت کا اعلان سن لینے کے باوجود سودخوری سے باز نہیں آتے وہ قیامت کے دن جب اپنی قبروں سے نکل کر کھڑے ہوں گے تو اپنی ہیئت کذائی سے دور ہی سے پہچانے جائیں گے، ان سے مجنونانہ حرکتیں سرزد ہوں گی جیسے اس شخص سے سرزد ہوتی ہیں جسے شیطان نے اپنی چھوت چھات سے پاگل بنا دیا ہو۔ سورہ بقرہ/ ۲۷۵ میں ہے: ”جو لوگ سود کھاتے ہیں وہ قیامت کے دن قبروں سے اس شخص کی طرح کھڑے ہوں گے جسے شیطان نے چھو کر خبطی بنا دیا ہو، انہیں یہ سزا اس لیے دی جائے گی کیونکہ وہ کہتے ہیں کہ تجارت بھی تو سود ہی کی طرح ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ نے تجارت کو حلال اور سود کو حرام فرمایا ہے۔“

سودخور کے ساتھ آخرت میں تو یہ معاملہ جب ہوگا سو ہوگا، دنیا میں بھی اس کا حال خبطیوں جیسا ہوتا ہے، ذہنی بے چینی، قلبی اضطراب اور کاروباری پریشانیاں اس پر رات کی نیند اور دن کا سکون حرام کر دیتی ہیں، نہ حقوق اللہ کی ادائیگی کی فکر نہ حقوق العباد کا خیال، بسا اوقات وہ خود اپنی ذات کو بھی بھول جاتا ہے۔ دیوانگی اور خبطیت کا یہ منظر ہمیں ہر اس معاشرے میں دکھائی دیتا ہے جس معاشرے میں سود کی لعنت رچ بس جاتی ہے، ایسے معاشرہ میں رہنے والے انسانوں کے اخلاق بگڑ جاتے ہیں۔ ایمان تباہ ہو جاتا ہے اور سکون غارت ہو کر رہ جاتا ہے، ایسے لوگ مالی خوشحالی کے باوجود بے چین رہتے ہیں، وہ اپنی بے چینی کو جنسی آوارگی، لہو و لعب اور گانے بجانے میں چھپانے کی کوشش کرتے ہیں، لیکن ان کی یہ کوشش کامیاب نہیں ہوتی۔

قرآن کریم کے علاوہ احادیث مبارکہ میں بھی سودخور کی دیوانگی اور جنون کا ذکر ملتا ہے، حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”تم ان گناہوں سے بچو جن کی قیامت کے دن مغفرت نہیں ہوگی، ان میں سے ایک تو خیانت ہے، جس نے خیانت کی ہوگی وہ اسے قیامت کے دن لے کر آئے گا، دوسرا گناہ سودخوری ہے، جو سود کھائے گا اسے قیامت کے دن دیوانہ اٹھایا جائے گا وہ خبطیوں جیسی حرکتیں کر رہا ہوگا۔“

۲۔ سود کی وجہ سے بظاہر پیسہ بڑھتا ہے، لیکن حقیقت میں گھٹتا ہے، یہ گھٹنا کئی اعتبار سے ہوتا ہے۔

● سودخور کی تجوری اور اکاؤنٹ میں بے شمار سرمایہ جمع ہوگا، لیکن ظاہری آنکھیں بند ہوتے ہی وہ دیکھ لے گا کہ اس کا آخرت کا اکاؤنٹ بالکل خالی ہے وہاں نیکی تو کوئی نہیں البتہ گناہوں کا انبار لگا ہوا ہے، نفع بالکل نہیں نقصان ہی نقصان ہے۔

● سودخور کے پاس پیسہ تو بہت ہوتا ہے، لیکن اس میں برکت نہیں ہوتی، نہ حقیقی خوشی نہ سکون، نہ راحت نہ سکھ کی نیند، گھر میں فساد، بیوی نافرمان، اولاد سرکش، وہ خود بہت ساری اخلاقی، نفسیاتی اور اعصابی بیماریوں میں گرفتار ہو جاتا ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کا بھی مبغوض ہوتا ہے اور انسان بھی اس سے نفرت کرتے ہیں۔

● سود کا مال بظاہر بڑھتا ضرور ہے، لیکن اس کی بڑھوتری پائیدار نہیں ہوتی۔ کبھی نہ کبھی اس پر آفت آ کر رہتی ہے، حضرت معمر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ہم نے بزرگوں سے سنا ہے کہ سودخور پر چالیس سال گزرنے نہیں پاتے کہ اس کے مال پر گھاٹا اور وبال آ جاتا ہے۔

۳۔ کسی دوسرے کبیرہ گناہ کے ارتکاب پر اللہ تعالیٰ نے ویسی وعید نہیں سنائی جیسی وعید سودخور کو سنائی گئی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے ”اگر تم سود سے باز نہ آئے تو پھر تمہارے لئے اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے اعلان جنگ ہے۔“

یہ جنگ تیر و تفنگ اور گولہ بارود کی جنگ نہیں ہے، بلکہ اس جنگ کا دائرہ اعصاب سے دلوں تک اور اخلاق سے نسلوں تک وسیع ہے، آج جبکہ سودی نظام نے پوری دنیا کو اپنے خونخوار شکنجوں میں جکڑ لیا ہے، اس جنگ کے شعلے دن بدن بلند ہوتے جا رہے ہیں۔ اب سود کسی ایک قبیلے اور شہر کا مسئلہ نہیں رہا بلکہ ایک بین الاقوامی مسئلہ بن چکا ہے۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول سے جنگ کے اثرات معیشت، اخلاق، اعصاب، دلوں، گھروں، بازاروں، شہروں اور ملکوں...... ہر جگہ محسوس ہو رہے ہیں۔ اب بھی اس جنگ کی آگ کو بجھایا جا سکتا ہے، لیکن اس کے لئے ضروری ہے کہ سودی نظام کو چھوڑ کر اسلام کے باہمی تعاون، تکافل اور رحم دلی کے نظام کو اپنایا جائے۔

۴۔ سود ایک اجتماعی جرم ہے، جب وہ کسی سوسائٹی میں عام ہو جاتا ہے تو اس کی بنیادوں کو ہلا دیتا ہے اور اسے تباہی کے کنارے تک پہنچا دیتا ہے۔

۵۔ سود کی ترویج میں جو لوگ بھی حصہ دار بنتے ہیں خواہ وہ دینے والا ہو یا لینے والا، کاتب ہو یا کہ گواہ یہ سب اللہ تعالیٰ کے نزدیک گناہ گار شمار ہوتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی رحمت سے محروم رہتے ہیں جیسا کہ الترغیب والترہیب میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے۔

۶۔ متعدد احادیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سود اور زنا کو اکٹھے ذکر فرمایا ہے کیونکہ یہ دونوں اجتماعی گناہ ہیں اور معاشرے پر منفی اثرات مرتب ہونے میں ان دونوں میں بہت زیادہ مشابہت پائی جاتی ہے۔ حضرت عبداللہ بن حنظلہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”جو شخص سود کا ایک درہم جان بوجھ کر کھاتا ہے اسے چھتیس بار زنا سے زیادہ گناہ ہوتا ہے۔“

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”سود کے ستر ابواب ہیں جن میں سب سے ہلکا ایسے ہے جیسے کوئی اپنی والدہ سے زنا کرے۔“

۷۔ سود، دلوں میں بغض و کینہ کی کاشت کرتا ہے اور ان سے محبت اور رحمت سلب کر لیتا ہے، اخوتِ اسلامیہ ختم ہو جاتی ہے، یوں اجتماعیت کی بنیاد ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو جاتی ہے۔

۸۔ سود کا لین دین سودخور کی خباثت، کمینگی، شدید قسم کی حرص و طمع اور مادیت پرستی کی دلیل ہے۔ یہی وجہ ہے کہ عام طور پر اس کا خاتمہ، خیر پر نہیں ہوتا۔

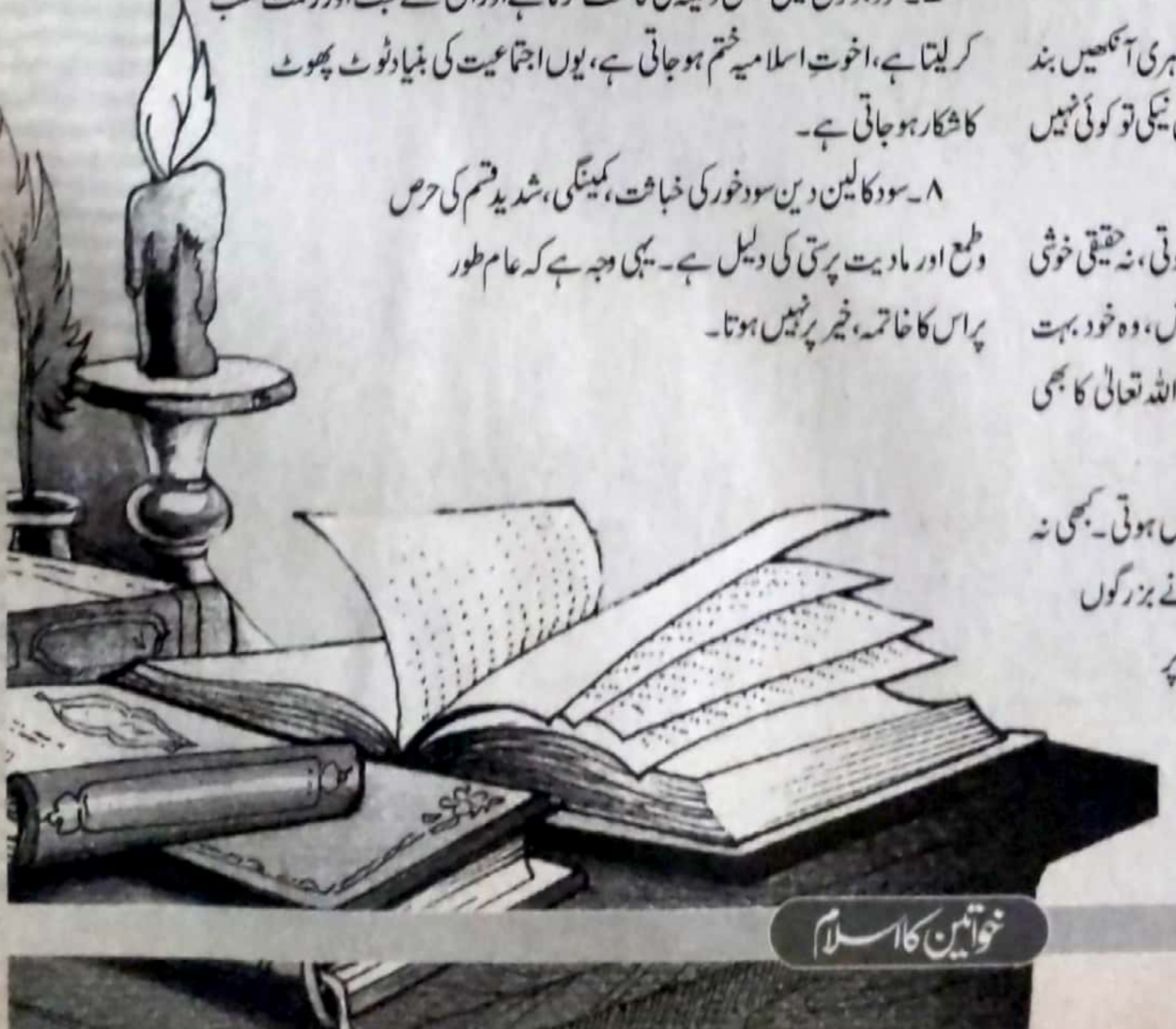

بخشش کی سوالی ہوں

دعا

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْتَغْفِرُکَ لِمَا تُبْتُ اِلَیْکَ مِنْہُ ثُمَّ عُدْتُّ فِیْہِ وَ اَسْتَغْفِرُکَ لِمَا اَعْطَیْتُکَ مِنْ نَفْسِیْ ثُمَّ لَمْ اُوْفِ لَکَ بِہٖ وَ اَسْتَغْفِرُکَ لِلنِّعَمِ الَّتِیْ اَنْعَمْتَ بِھَا عَلَیَّ فَتَقَوَّیْتُ بِھَا عَلٰی مَعَاصِیْکَ وَاَسْتَغْفِرُکَ لِکُلِّ خَیْرٍ اَرَدْتُّ بِہٖ وَجْھَکَ فَخَالَطَنِیْ فِیْہِ مَا لَیْسَ لَکَ، اَللّٰھُمَّ لَاتُخْزِنِیْ فَاِنَّکَ بِیْ عَالِمٌ وَلَا تُعَذِّبْنِیْ فَاِنَّکَ عَلَیَّ قَادِرٌ. (دیلمی)

ترجمہ: اے میرے اللہ! میں تجھ سے معافی اور بخشش طلب کرتی ہوں ان گناہوں کی جن سے میں نے تیرے حضور توبہ کی (اور شامت نفس سے) پھر پلٹ کر وہی گناہ دوبارہ کیے ہوں۔ اور میں تجھ سے بخشش و معافی چاہتی ہوں اس عہد کے بارے میں جو میں نے اپنی ذات کی طرف سے تجھ سے کیا ہو اور پھر میں نے اس کو وفا نہ کیا ہو، اور میں تجھ سے معافی چاہتی ہوں ان نعمتوں کے بارے میں جن سے طاقت وقوت حاصل کر کے میں نے تیری نافرمانیاں کی ہوں، اور میں تجھ سے بخشش کی سوالی ہوں ہر اس نیکی کے بارے میں جو میں نے تیری رضا جوئی کی نیت سے کرنی چاہی ہو پھر اس میں تیرے ماسوا دوسرے اغراض کی آمیزش ہوگئی ہو۔ اے میرے اللہ! مجھے (دوسروں کے سامنے) رُسوا نہ کرنا، بے شک تو مجھے خوب جانتا ہے، تجھ سے میرا کوئی راز ڈھکا چھپا نہیں ہے اور (میرے گناہوں پر) مجھے عذاب نہ دینا، تجھے مجھ پر ہر طرح قدرت حاصل ہے (اور میں بالکل عاجز اور تیرے قبضہ واختیار میں ہوں)۔

تعمیرِ فکر

اپنی بیویوں کے مہر خوشدلی سے ادا کرو

جب مردوعورت رشتہ ازدواج سے منسلک ہوتے ہیں تو شریعت اس رشتے کی پختگی کے لئے چند باتوں کو لازم قرار دیتی ہے مثلاً نکاح کے وقت گواہوں کا موجود ہونا، ایجاب وقبول ہونا، مہر مقرر کیا جانا وغیرہ...... دیکھنے میں یہ آیا ہے کہ جن چیزوں کو شریعت نے لازم قرار دیا ہے انہیں ہمارا معاشرہ پس پشت ڈال دیتا ہے اور جن باتوں کا کہیں بھی ذکر نہیں انہیں فرض وواجب سے بڑھ کر پورا کیا جاتا ہے۔ مثال کے طور پر شادی کے دنوں میں مہندی اور مایوں کا اہتمام، بھاری بھرکم جہیز کی تیاری، انواع واقسام کے پکوان، مہمانوں کی کثرت وغیرہ۔ پھر ان کے ذیل میں جو تباہ کن رسوم پوری کی جاتی ہیں ان کا تو شمار ہی نہیں...... شریعت کی لازم کردہ باتوں میں سے ایک ''مہر'' بھی ہے۔ قرآن مجید اور احادیث مبارکہ کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ مہر کی ادائیگی واجب شرعی ہے، یہ محض زبانی جمع خرچ کی چیز نہیں بلکہ شوہر اس کی ادائیگی کا پابند ہے۔ قرآن مجید میں صراحتاً ذکر ہے کہ: ''اپنی بیویوں کے مہر خوش دلی سے ادا کرو۔'' (النساء)
قرآن مجید میں اسی سورت میں دوسری جگہ ارشاد ہے ''اور ان عورتوں کو ان کا مقرر شدہ مہر دو۔''

طبرانی میں روایت ہے کہ ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس شخص نے کسی عورت سے کم یا زیادہ مہر پر نکاح کیا اور اس کے دل میں اس حق مہر کی ادائیگی کا ارادہ ہی نہیں ہے تو قیامت میں اللہ تعالیٰ کے حضور زنا کار کی حیثیت سے اٹھایا جائے گا۔''

ان نصوص سے ''مہر'' کی اہمیت واضح ہوجاتی ہے کہ اس کی ادائیگی کتنی لازم ہے۔ مہر کم یا زیادہ مقرر کرنے میں کوئی پابندی شریعت کی طرف سے نہیں لگائی گئی بلکہ فقہاء نے اسے خاندانی ماحول اور مالی استطاعت پر چھوڑ دیا ہے۔ کوئی شخص اگر لاکھوں روپے مہر دینے پر قادر ہے تو کسی کو بھلا کیا اعتراض ہوسکتا ہے، اس کی اجازت بھی قرآن مجید سے ہی ملتی ہے مثلاً: ''اگر تم ایک بیوی کی جگہ دوسری لانا چاہو اور اگر تم نے اُسے سونے کے ڈھیر بھی دئے ہوں تو اس میں سے کچھ بھی واپس نہ لو، بھلا تم ناجائز طور پر اور صریح ظلم سے اپنا مال اس سے واپس لوگے؟'' (النساء)

تفسیر ابن کثیر میں ہے کہ امیر المؤمنین سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ جب زیادہ مہر مقرر کرنے سے منع فرمایا تو ایک خاتون کے اعتراض پر اسی آیت کے تحت اپنا حکم واپس لے لیا۔

ہمارے ہاں مہر کے متعلق عجیب وغریب ذہنیت پائی جاتی ہے۔ بعض لوگ مالی استطاعت رکھتے ہوئے بھی ''سوابتیس روپے'' (جو کم از کم مقدار بھی نہیں) مہر مقرر کرانے پر اصرار کرتے ہیں اور بعض نادار قسم کے لوگ اپنی حیثیت سے بڑھ کر ہزاروں لاکھوں روپے کا مہر مقرر کرتے ہیں۔ دونوں صورتوں میں ظلم اس خاتون پر ہوتا ہے جو ماں باپ کی دہلیز چھوڑ کر پرائے گھر جارہی ہو۔ پہلی صورت میں ''سوابتیس روپے'' دے بھی دئے جائیں تو اس خاتون کو کون سی آسودگی حاصل ہوگی دوسری صورت میں تو ایک دھیلا بھی ملنا ممکن نہیں ہوتا اس لئے کہ لاکھوں روپے کا مہر محض خوش کن اعلان ہوتا ہے اس سے زیادہ کی حیثیت نہیں ہوتی۔ پھر ذرا سوچئے وہ عورت جب ہزاروں لاکھوں روپے خرچ کر کے جہیز بھی ساتھ لے کر آئی تو بتایئے کہ گھاٹے میں کون رہا اور نفع میں کون؟

سیرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور سیرت صحابہ کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ زیادہ مہر مقرر کرنا جائز ہے لیکن اوسط مقدار پسندیدہ ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ازواج کو جو مہر ادا کئے یا بنات طیبات کے مقرر فرمائے وہ اکثر 126 یا 131 تولے چاندی بنتی ہے۔ روپوں میں اس کی مقدار تقریباً سات ہزار کے قریب ہے (چاندی کے بھاؤ میں کمی بیشی ہوسکتی ہے) ازواج مطہرات میں سب سے زیادہ مہر کی مقدار ام المؤمنین ام حبیبہ رملہ رضی اللہ عنہا کی تھی ان کا مہر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے شاہ حبشہ نے محض حصول سعادت کے لئے اپنی طرف سے چار سو دینار مقرر کیا جس کا مجموعہ تقریباً ایک سو چار تولے سونا سے کچھ زائد بنتا ہے۔ ایک تولے میں گیارہ گرام سے زائد مقدار ہوتی ہے۔ موجودہ دور میں اگر حساب کیا جائے تو ایک سو چار تولے سونے کی قیمت (9115008.14 روپے) نو لاکھ پندرہ ہزار آٹھ روپے تقریباً بنتی ہے۔ اگر کسی کروڑ پتی آدمی میں اتنی ہمت ہے تو وہ مہر کی اتنی بڑی رقم بھی مقرر کراسکتا ہے لیکن پھر وہی شرط آجاتی ہے کہ ادائیگی لازم ہے۔ اب ہمارے ہاں جو کوتاہیاں پائی جاتی ہیں وہ درج ذیل ہیں:

۱: لڑکی کے والدین اور اس کے عزیز واقارب کی جانب سے ایک کوتاہی یہ ہوتی ہے کہ مہر مقرر کرتے وقت لڑکے کی حیثیت کا لحاظ نہیں رکھا جاتا مہر کی مقدار زیادہ سے زیادہ مقرر کی جاتی ہے بعد میں جب لڑکا ادائیگی نہیں کر پاتا تو مناقشے اور جھگڑے کی صورت پیدا ہوتی ہے۔ ۲: دوسری کوتاہی یہ ہے کہ مہر کم ہو یا زیادہ ادائیگی کی ضرورت ہی نہیں سمجھی جاتی بلکہ رواج بن گیا ہے کہ بیویاں خود ہی انتظار بسیار کے بعد مہر معاف کردیتی ہیں یا زور وحیلہ سے معاف کرالیا جاتا ہے۔ ۳: بعض خاندانوں اور قبیلوں میں عورتوں کے لئے مہر لینا یا میراث میں سے حصہ وصول کرنا معیوب بنادیا گیا ہے چناں چہ چاروناچار وہ معاف کردیتی ہیں۔ ۴: ایک کوتاہی یہ ہورہی ہے کہ بیوی اگر وفات پاجائے اور مہر ادا نہ کیا گیا ہو تو اسے شوہر لوگ بالکل ہی ہضم کردیا کرتے ہیں۔ حالاں کہ یہ صورت اپنے مآل کے اعتبار سے زیادہ سنگین ہے اس لئے کہ بیوی کی وفات کے بعد اس میں شرعی قاعدے کے مطابق وراثت جاری ہوگی۔ پہلے ایک کو ادائیگی کرنی تھی اب کئی لوگوں کو ادائیگی کرنا پڑے گی، نہیں کی تو حق دار کو حق ادا نہ کرنے پر پہلے سے بڑھ کر مواخذہ ہوگا۔ یہ تمام صورتیں ظالمانہ ہیں ان سے خود بھی بچنا اور دوسروں کو بچنے کی ترغیب دینا لازمی ہے۔ عورتوں کو بھی معلوم ہونا چاہئے کہ میراث اور مہر ان کا حق ہے، بلا قبضہ اپنے حق کو چھوڑ دینا بہت سی خرابیوں کو جنم دیتا ہے۔ بہترین صورت یہ ہے کہ اپنے حق کو قبضے میں لے لیا جائے پھر اگر دل چاہے تو واپس دے دیں، صدقہ کریں یا اپنے پاس رکھ لیں۔ مرد حضرات کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ارشاد فرمائی گئی وعید کو یاد رکھنا چاہئے کہ اگر وہ مہر کی ادائیگی نہیں کریں گے تو قیامت کے روز کس حیثیت میں اٹھائے جائیں گے۔ والسلام محمد احمد حافظ

خط وکتابت کا پتہ ''خواتین کا اسلام'' دفتر روزنامہ اسلام ناظم آباد 4 کراچی
ای میل: islamforwomen@hotmail.com فیکس: 021-6622240 فون: 021-6683301

خواتین کا اسلام اب انٹر نیٹ پر بھی
www.dailyislam.net.pk

چہرے اور ٹانگوں کے بالوں کا حکم:

سوال: خواتین کا اسلام شمارہ ۳۷ میں عورتوں کو چہرے، بازو اور ٹانگوں کے بال زائل کرنے کی اجازت دی گئی ہے۔ سوال یہ ہے کہ یہ حکم مطلق ہے یا اس صورت میں کہ یہ بال بڑھ جائیں اور مردوں سے مشابہت کی صورت پیدا ہو جائے۔ بعض حضرات صرف دوسری صورت کے جواز کے قائل ہیں اگر آپ مطلقاً اجازت کے قائل ہیں تو حدیث سے اس کا ثبوت پیش کیجئے۔ (امۃ اللہ)

جواب: یہ حکم مطلق ہے عورت کی مرضی ہے یہ بال رکھے یا زائل کر دے۔ حدیث میں کہیں ان کے رکھنے کا حکم ہے نہ ہی زائل کرنے کا حکم۔

سودی قرض کا حکم:

سوال: زید نے عمرو کو (اپنی حلال کمائی سے) کچھ رقم ادھار دی۔ عمرو کے پاس ادائے قرض کے لئے رقم نہ تھی، اس لئے مجبور ہو کر اس نے سود پر رقم حاصل کی اور زید کا قرض ادا کر دیا۔ زید کو بعد میں پتہ چلا کہ یہ سودی رقم ہے۔ کیا زید کے لئے اس کا استعمال جائز ہے؟ یہ بھی عام دستور ہے کہ لوگ سودی قرض لے کر مکان تیار کرتے ہیں۔ کیا اس قسم کا مکان کرایہ پر لینا اور اس میں رہائش رکھنا جائز ہے؟ (ایضاً)

جواب: سود لینا دینا سخت گناہ اور موجب لعنت ہے، تاہم اس سے قرض کی اصل رقم حرام نہیں ہوتی۔ حرام صرف وہ اضافی رقم ہے جو سود کے نام سے ادا کی جاتی ہے۔ پس زید کے لئے اس رقم کا استعمال جائز ہے۔ جو مکان سودی قرض لے کر تعمیر کیا گیا، اسے کرایہ پر لینا اور اس میں رہائش اختیار کرنا جائز ہے۔

خاندانی منصوبہ بندی:

سوال: بعض عورتیں نا سمجھی میں منصوبہ بندی کے پیش نظر آپریشن کروالیتی ہیں، اس کی تلافی کس صورت میں ہوگی؟ (ام حمزہ۔ لاہور)

جواب: کسی معقول عذر کے سبب حمل کو روکنا اور بچوں میں مناسب وقفہ کرنا تو جائز ہے، لیکن آپریشن کروا کر ہمیشہ کے لئے تولیدی صلاحیت ختم کرا دینا ناجائز ہے۔ کسی نے نادانی میں اس گناہ کا ارتکاب کر لیا تو تلافی کی یہی صورت ممکن ہے کہ کثرت سے توبہ واستغفار کرے۔ مسئلہ سے جہالت و ناواقفیت کوئی عذر نہیں لان الجهل عمد۔

کافر کے ہاتھ ٹی وی فروخت کرنا:

سوال: اگر ٹی وی عیسائی کے ہاتھ فروخت کیا جائے تو رقم کا استعمال جائز ہے یا نہیں؟ (ایضاً)

جواب: موجودہ استعمال کے اعتبار سے ٹی وی آلہ لہو ولعب ہے اس کی خرید وفروخت جائز نہیں، جیسے کسی مسلمان کے ہاتھ اسے فروخت کرنا جائز نہیں یونہی کافر کے ہاتھ فروخت کرنا بھی جائز

نہیں۔ حضرات فقہاء رحمہم اللہ تعالیٰ نے یہاں تک تصریح کی ہے کہ ناپاک چیز اپنے ہاتھ سے جانور کو بھی نہ کھلائی جائے۔

میت کو دوسرے مقام کی طرف منتقل کرنا:

سوال: (۱) میت ہونے کے بعد کتنے گھنٹوں تک دفنانا ضروری ہے؟ (۲) اگر گھر سے دور ۳-۴ گھنٹوں کی مسافت پر کسی کا انتقال ہو تو میت کو آبائی گاؤں منتقل کرنا جائز ہے یا نہیں؟ (ایضاً)

جواب: (۱) میت کو کتنی دیر تک دفنانا ضروری ہے؟ گھنٹوں کے ذریعے اس کی تحدید ممکن نہیں، اس میں تاخیر جائز نہیں جس قدر جلدی ممکن ہو یہ کام انجام دیا جائے، چنانچہ حدیث ہے: لا ینبغی لجیفة مسلم ان تبقی بین ظهرانی اهله (ابوداؤد) کہ کسی

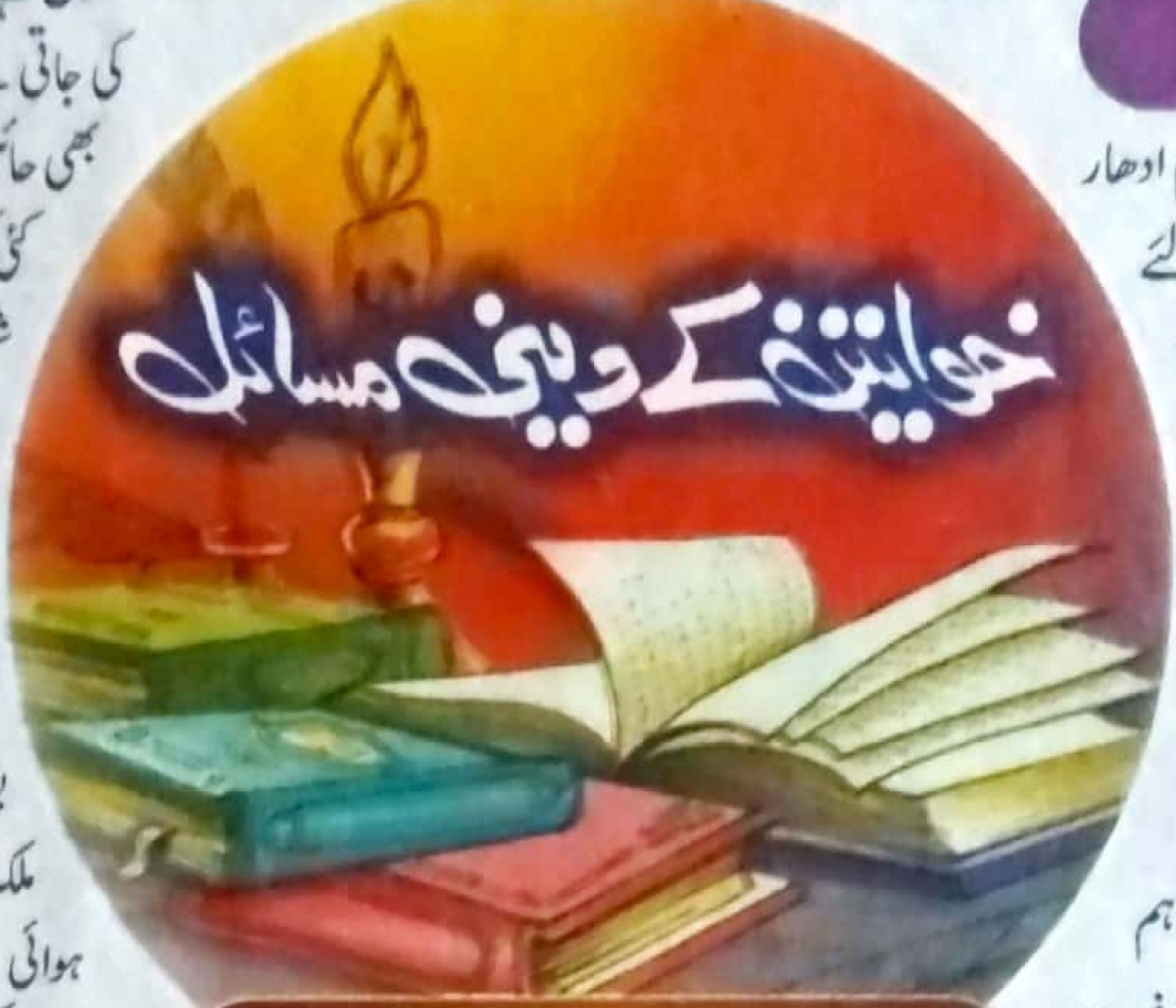

مولانا مفتی محمد ابراہیم صادق آبادی

مسلمان کی نعش کا اس کے اہل خانہ میں پڑے رہنا اچھا نہیں۔ اسی لئے حضرات فقہاء رحمہم اللہ تعالیٰ نے تصریح کی ہے کہ میت کی تجہیز وتکفین (غسل دینے، کفن پہنانے اور قبر تیار کرنے) میں تاخیر نہ کی جائے: ویبادر الی تجهیزه ولا یوخر (عالمگیریہ ج ا ص ۱۵۷) قال فی الدر: ویسرع فی جهازه (ردالمحتار ج ۲ ص ۱۹۳) تجہیز کے بعد بلا تاخیر نماز جنازہ پڑھ کر میت کو دفنا دیا جائے۔ فقہاء نے تصریح کی ہے کہ اگر جنازہ ایسے وقت تیار ہو کر آیا جس میں ہر قسم کی نماز ممنوع ہے تو بھی نماز جنازہ پڑھ لی جائے۔ نماز جنازہ کے بعد اجتماعی دعاء، کسی عزیز واقارب کے

انتظار یا رسم رونمائی کی خاطر میت کو روکے رکھنا گناہ ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: اسرعوا بالجنازة الحدیث (متفق علیہ) کہ جنازہ کو جلدی لے چلو۔

(۲) اگر قریب کی مسافت ہو مثلاً ایک دو میل تک تو منتقل کرنا جائز ہے۔ زیادہ مسافت ہو تو منتقل کرنا جائز نہیں بلکہ جہاں وفات ہوئی وہاں قریبی قبرستان میں اسے دفنا دیا جائے۔ آج کل میت منتقل کرنے کا عام دستور ہو گیا ہے اس میں کئی مفاسد ہیں مثلاً (۱) بذات خود یہ مکروہ فعل ہے۔ وقیده محمد بقدر میل او میلین لان مقابر البلد ربما بلغت هذه المسافة فیکره فیما زاد. قال فی النهر عن عقد الفرید وهو الظاهر اه۔ (ردالمحتار ج ۲ ص ۲۳۹) (۲) یہ عمل عموماً جنازہ میں تاخیر کا سبب بنتا ہے جو حدیث کی رو سے ممنوع ہے، بسا اوقات میت ایک ملک سے دوسرے ملک منتقل کی جاتی ہے، جس میں بعد مسافت کے علاوہ قانونی رکاوٹیں بھی حائل ہوتی ہیں، جن کے سبب تجہیز وتکفین اور دفن میں کئی کئی دن کی تاخیر ہو جاتی ہے۔ ایک ہی ملک میں ایک شہر سے دوسرے شہر منتقل کرتے ہوئے بھی ۲۴ گھنٹے کی تاخیر عام سی بات ہے۔ (۳) اس کے سبب عموماً نماز جنازہ کا تکرار ہوتا ہے جو ناجائز ہے الا یہ کہ پہلی نماز اذن ولی (ولی کی اجازت) کے بغیر ادا کی گئی ہو۔ (۴) اس پر بھاری بھرکم اخراجات جو یقیناً اسراف کے زمرے میں آتے ہیں۔ بیرون ملک سے منتقلی پر ہوائی جہاز اور اندرون ملک منتقلی پر ہوائی جہاز یا مستقل گاڑی کے اخراجات جو ہزاروں روپے سے کسی صورت کم نہیں ہوتے۔ یہ سارے گناہ اس لئے کئے جاتے ہیں کہ میت کی تدفین اپنے آبائی قبرستان میں ہو، حالانکہ اس کی کوئی شرعی اصل نہیں، ایک فضول سی خواہش ہے جس کی تکمیل پر دین و دنیا کا اس قدر نقصان برداشت کیا جاتا ہے، اگر ذرہ بھر بھی اس کی کوئی اہمیت ہوتی تو اسلاف ضرور اس کا اہتمام کرتے، حالانکہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے متعلق دنیا جانتی ہے کہ ان میں اکثر حضرات کی قبریں مکۃ المکرمۃ اور مدینۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بجائے دنیا کے مختلف اطراف وممالک میں واقع ہیں۔ ان تمام مفاسد کی روک تھام کی واحد صورت یہی ہے کہ مسلمان کا جہاں کہیں انتقال ہو سنت کے مطابق تجہیز وتکفین کر کے وہیں مقامی قبرستان میں اس کی تدفین کر دی جائے۔

چند گزارشات

۱۔ ”خواتین کے دینی مسائل“ کے کالم میں فقط دینی مسائل سے متعلق آمدہ سوالات کے جوابات دیے جاتے ہیں۔ بعض خواتین اپنے خواب، ذاتی احوال وغیرہ لکھ بھیجتی ہیں ان کا جواب دینا اس کالم میں ممکن نہیں۔ اسی طرح بعض خواتین عملیات وتعویذات کے متعلق لکھتی ہیں ان سے بھی معذرت ہے۔

۲۔ ایک خط میں ۳ سے زائد سوال نہ پوچھے جائیں بعض خواتین ایک ہی خط میں بہت سے سوال لکھ دیتی ہیں۔ اس میں دوسروں کی حق تلفی ہے۔

۳۔ بعض خواتین کی طرف سے معروف اختلافی مسائل پر طویل تحریریں موصول ہوئیں۔ ان کا جواب بھی اس مختصر کالم میں ممکن نہیں۔ ایک مفصل تحریر ”مرد وعورت کی نماز کا فرق“ کے عنوان سے کالم میں شائع ہو چکی ہے جو [illegible] ان شاء اللہ تعالیٰ کافی ہے۔ اگر تشفی نہ ہو تو کتاب ”حدیث اور اہلحدیث“ یا مجموعہ رسائل مولانا امین اوکا[illegible] [illegible] کریں یا کسی مقامی عالم سے رجوع کریں۔

۴۔ استفتاء کے ساتھ اگر جوابی لفافہ بھیجیں تو ضروری ہے کہ جو نام [illegible] کے [illegible] وہی نام وپتہ لفافہ پر لکھیں۔

۵۔ ڈاک لفافے پر ”خواتین کے دینی مسائل“ ضرور لکھیں۔

حقوقِ نسواں کی بات

حافظ زاہد محمود

(۱۰) چینیوں کا خیال تھا کہ عورت کی تعظیم کرنا عزتِ نفس کے خلاف ہے۔ اس کا دل مکروفریب، عیاری و چالاکی، شقاوت وعداوت اور خودغرضی و خودستائی سے معمور ہے۔ چینی تہذیب میں بادشاہ کی موت پر اس کی کنیزیں بھی اس کے ساتھ مقبرے میں دفن کردی جاتی تھیں۔ چینی مرد کو یہاں تک عورت پر حق تھا کہ وہ اپنی بیوی کو زندہ دفن کردے۔

مذکورہ بالا مظالم ملاحظہ کرنے کے بعد اب ہم بخوبی یہ نتیجہ اخذ کرسکتے ہیں کہ قبل از اسلام عورت کس طرح چار دانگ عالم میں تحقیر و تذلیل کی اتھاہ گہرائیوں میں پڑی سسک رہی تھی۔ آزادی، خودمختاری، چادر اور چاردیواری کا تصور بھی اس کے لئے عنقا تھا۔ اسلام نے اس کو ذلت و حقارت کی کھائیوں سے نکال کر چادر اور چار دیواری کے مضبوط قلعے میں تحفظ فراہم کیا۔ اسے غلامی کے سمندر سے نکال کر گھر کی مالکہ بنایا، اسے وراثت اور حقِ ملکیت عطا کیا، اسے ماں کا روپ عطا کرکے جنت اس کے قدموں تلے رکھ دی۔ اس کا معاشی بار مرد کے کاندھوں پر ڈال کر اسے فارغ البال کردیا۔ اس کو نکاح کے معاملے میں اختیار واستر داد اور خلع کا حق دے کر غلامی کے تمام جراثیم سے بالکلیہ پاک کردیا۔ اب عورت اسلامی قوانین کے دائرہ میں رہ کر مکمل خودمختار وآزاد ہے۔ لیکن اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ وہ کون سے حقوق باقی رہ گئے تھے جن کے بارے میں مغرب کو فکر لاحق ہوئی اور اس نے حقوقِ نسواں کا ایک ڈھنڈورا پیٹنا شروع کردیا، حالانکہ یہ تو وہی لوگ ہیں جو عورت کو سانپ، بچھو، زہر اور روح سے خالی جانور تصور کیا کرتے تھے، اچانک ان کو اس کی آزادی کا خیال کیسے آگیا؟ اس بات کا جواب ہم انہی کی زبانی سنتے ہیں، اس لئے کہ گھر کا بھیدی گھریلو راز بطریق احسن جانتا ہے۔ مشہور مفکر مسٹر جے ڈی اینون اس بارے میں لکھتا ہے کہ ”یورپ میں آزادیٔ نسواں کی تحریک کے پسِ پردہ وہ لوگ تھے جو اپنی خواہشاتِ نفس کی تکمیل کے لئے عورتوں سے آزادانہ میل جول چاہتے تھے۔“ ڈاکٹر اسپر نگر لکھتا ہے کہ ”میں نہایت صاف لفظوں میں کہتا ہوں کہ آج جو آزادی یورپ وامریکا میں عورتوں کو حاصل ہے وہ کسی مذہبی تخیل یا اصلاحی جذبہ کے تحت نہیں بلکہ نفس کی شوق آفرینیوں کا حیاء سوز مظاہرہ ہے۔“

”تحریکِ آزادیٔ نسواں“ کی کامیابی کے بعد پھر کیا ہوا؟ وہ ہمارے سامنے ہے کہ عورت پہلے گھر ہستن تھی تو اب چراغ محفل بن گئی۔ پہلے شوہر کے گھر سے کھاتی تھی تو اب خود کمانا پڑ رہا ہے۔ پہلے پورے کنبے کے ساتھ بود و باش تھی تو اب تنہا کمرے میں گزر بسر ہے۔ پہلے بڑھاپے میں بچوں سے دل بہلا لیتی تھی تو اب ”اولڈ ہومز“ میں سسک سسک کر دم توڑ رہی ہے۔ اب نہ اُسے والدین کا پتہ ہے، نہ بہن بھائیوں کا علم اور نہ بچوں کی کوئی خبر ہے۔ الغرض مغرب کا پورا خاندانی نظام اوجِ ثریا سے تحت الثریٰ میں جا پڑا ہے۔ اب یہ بات روزِ روشن کی طرح واضح ہوچکی ہے کہ یورپ ومغرب میں موجودہ عورت پر پہلے سے کہیں زیادہ بوجھ ڈال دیا گیا ہے۔ گھریلو کام کاج کے ساتھ ساتھ کارخانوں اور فیکٹریوں میں کام کرنا بھی اس کے فرضِ منصبی میں شامل ہے۔ آج مغربی عورت اپنے پاؤں پر کھڑے ہونے کی تگ ودو میں اپنا زیورِ عصمت تک بیچ ڈالتی ہے۔ لہٰذا آج اس کے پاس گھر، گھرہستی اور بچوں کی دیکھ بھال کے لئے کوئی وقت نہیں۔ وہ بچوں کو ”نرسنگ ہومز“ اور ”مونٹیسوری“ کے حوالے کرنے پر مجبور ہے۔ مزید لطف کی بات یہ ہے کہ پھر یہی بچے جوان ہوکر اپنی ماں کو ”اولڈ ہومز“ کے حوالے کرکے حقِ مادر خوب خوب ادا کرتے ہیں اور یہی مغرب کا عظیم ترالمیہ ہے۔ مغربی معاشرے کی اسی اخلاقی پستی اور بے راہ روی کے باعث آج وہاں 45 فیصد بچوں کو اپنے والدین کا اتا پتہ تک معلوم نہیں ہے۔ حکومت کے قائم کردہ فلاحی مراکز کے ناقص تربیتی نظام کے سایہ میں پل کر جوان ہونے والے یہ لاوارث بچے مستقبل میں قطعاً اچھے شہری ثابت نہیں ہوتے۔ یہی وجہ ہے کہ پورا مغربی معاشرہ ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہے۔ کسی کی عزت محفوظ نہیں، کسی کا مال و زر محفوظ نہیں، لاقانونیت اور ڈاکہ زنی عام ہے۔ اسی وجہ سے کبھی برطانیہ میں ”بارک ٹو ہیمز“ تو کبھی روس میں ”پروسٹرائکا“ نامی تحریکیں جنم لے رہی ہیں جو عورت کو گھروں میں واپس آنے اور اپنے بچوں کو ”نرسنگ ہومز“ سے نکال کر گھروں میں اپنی ممتا سے متعارف کرانے کی التجائیں کررہی ہیں، لیکن ”اب پچھتائے کیا ہوت جب چڑیاں چگ گئیں کھیت“

دوسری طرف الحمدللہ یورپی خواتین اسلام سے متاثر ہوکر برق رفتاری کے ساتھ مشرف بہ اسلام ہورہی ہیں، اب ان پر اسلام کی حقانیت اور یورپ کا فریب واضح ہوچکا ہے۔ یورپ وامریکا میں نومسلم افراد کی تین چوتھائی تعداد خواتین کی ہے، جو اس بات کی غماز ہے کہ عورت کو اپنے حقوق مغربی تہذیب میں نہیں بلکہ اسلام میں آکر ملے ہیں۔ نومسلم خواتین نے دنیا کے مختلف اخبارات ورسائل کو انٹرویوز دیئے ہیں کہ وہ کن وجوہ کی بناء پر ظلمت کدۂ مغرب سے گہوارۂ اسلام میں داخل ہوئیں۔ خواتین کی اکثریت کا یہ کہنا ہے کہ ”ہمیں بچپن ہی سے یہ سبق پڑھایا گیا کہ اسلام دہشت گردی کا قائل ہے اور مسلمان دہشت گرد، انتہا پسند، جنونی، جاہل گنوار اور انتہائی متعصب ہوتے ہیں، لیکن جب ہم نے اسلام کو قریب سے دیکھا تو ہم پر اس کی حقیقت واضح ہوگئی اور ہمیں یہ فیصلہ کرنے میں دیر نہیں لگی کہ اگر خواتین کو کہیں سے حقوق مل سکتے ہیں تو وہ صرف اور صرف اسلام ہے، صرف اسلام......“

نبی پیارے ادائیں پیاری

اُمِ بریرہ

ہمارے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب صبح کی نماز پڑھ کر فارغ ہوتے تو لوگوں کی طرف متوجہ ہوتے اور دریافت فرماتے کیا کوئی مریض ہے، جس کی عیادت کروں یا کوئی جنازہ ہے کہ اس کی نماز پڑھوں۔ آپ زمین پر بیٹھتے اور زمین پر بیٹھ کر کھانا تناول فرماتے اور اکثر زمین پر ہی استراحت فرماتے۔ غریب اور بے سہارا لوگوں کی عیادت کو تشریف لے جاتے اور خود ان کا کام کاج کرتے۔ کبھی کسی کو حقیر نہ سمجھتے، ہمیشہ غریبوں کے جنازے میں شریک ہوتے۔ کمزور، فاقہ مست اور مفلس لوگوں کے پاس خود جاتے اور ان کی اعانت کرتے۔ غریب سے غریب آدمی کی بھی دعوت قبول فرمالیتے۔ غریبوں اور تنگ دستوں کی مدد کرتے، ان کا بوجھ اٹھاتے، مہمانوں کی مدارات کرتے اور بھلائی کے کاموں میں تعاون فرماتے۔

یارب صل وسلم دائماً ابداً
علیٰ حبیبک خیر الخلق کلھم

کشکول

فخر:

مجھے فخر ہے امت کی ایسی ماؤں پر جو اسامہ بن لادن، ملا محمد عمر اور نیک محمد جیسے مجاہدوں کو پیدا کرتی ہیں اور ان کی زندگیوں کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں قربان کردیتی ہیں میری دعا ہے کہ یا الٰہی پوری امت مسلمہ کی ماؤں کو مجاہدوں کی مائیں بنا اور تمام مسلمان نوجوانوں کو جہاد کرنے کی توفیق عطا فرما، آمین۔

(ہمشیرہ محمد جعفر)

ماں:

بھائی منہ پھیر سکتا ہے، دوست بے وفائی کرسکتا ہے، باپ کی محبت میں کمی آسکتی ہے لیکن ماں وہ عظیم ہستی ہے جس کی محبت میں کبھی کمی نہیں آسکتی۔

(بنت سبز علی خان۔ کراچی)

بھولی بھالی:

شروع شروع میں میری اہلیہ دنیا کے رسم ورواج اور آئین وضوابط سے صرف اتنی بہرہ مند تھی کہ ایک دفعہ نہ جانے کس بات پر میں نے تنبیہ کی مگر اس کی حاضر جوابی پر ایسا غصہ آیا کہ میرے منہ سے یہ فقرہ نکل گیا ''میرے ساتھ تمہارا نباہ مشکل ہوگا، میرا پیچھا چھوڑو اور اپنی راہ لو''۔ اس نے میری برہمی سے بے پرواہ ہوکر لمحہ بھر کے توقف سے جواب دیا۔ اچھا میں ابھی اپنے ماں باپ کے گھر چلی جاؤں گی، خدا رکھے میری ماں اور میرے بھائی موجود ہیں۔ آپ میرا مہر معاف کرادیں۔'' میرا یہ سننا تھا کہ غم وغصہ فرو ہوگیا، مسکراتا ہوا باہر نکل آیا اور خدا کا شکر ادا کیا کہ اس دور میں مجھے خدا نے کیسی شریک حیات عطا فرمائی ہے جو یہ بھی نہیں جانتی کہ مہر کی ادائیگی کس کا فرض ہے اور اس کی طلبی بیوی کی طرف سے ہوتی ہے یا شوہر کی طرف سے۔'' (شائستہ کنول کا احسان دانش کی خودنوشت ''جہانِ دانش'' سے انتخاب)

محدثہ خاتون:

ام محمد خدیجہ بغدادیہ امام احمد بن حنبل کی شاگرد تھیں۔ ذہانت وفطانت میں یکتا تھیں۔ امام احمد بن حنبل کے صاحبزادے کا بیان ہے کہ ام محمد والد صاحب کے پاس آکر حدیث کا سماع کیا کرتی تھیں۔ والد صاحب ان پر خصوصی توجہ فرمایا کرتے تھے اس لئے کہ ان میں حدیث پڑھنے اور سمجھنے کا خاص ملکہ تھا، وہ تقویٰ وطہارت اور دینی اعمال پر عزیمت کی حد تک پابند تھیں۔ ان سے بے شمار خواتین نے حدیث کا علم حاصل کیا تھا۔ (مرسلہ: اخت اقبال احمد۔ کراچی)

قبض اور کبد:

دیہاتوں میں اکثر امام مسجد سورۂ فاتحہ کے آخری لفظ ولا الضالین میں ض کو ''ذ'' سے بدل دیتے ہیں۔ ایسا ہی ایک واقعہ حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ کے ساتھ پیش آیا، انہوں نے گجرات میں تقریر کی، آغاز میں سورۂ فاتحہ بھی پڑھی، خطبہ اور تلاوت سے ذرا دیر سکوت کیا ہی تھا کہ ایک دیہاتی قسم کے پیر صاحب کھڑے ہوگئے اور بولے ''شاہ جی! آپ نے ولا الضالین میں ''ذ'' کی بجائے ض کیوں پڑھا ہے؟''...... شاہ جی نے فوراً جواب دیا ''رات کو میں نے حلوہ کھایا جس سے مجھے ''کبد'' (قبض) ہوگئی، میں صبح کو حکیم کے پاس گیا اس نے میری ''نبذ'' (نبض) دیکھی اور اس نے کہا کہ یہ مرد (مرض) لا دوا ہے، یہ سنتے ہی پیر صاحب نے چپ سادھ لی اور مجمع کشتِ زعفران بن گیا۔

(مرسلہ زوجہ کامران۔ ملتان)

نسخہ:

لڑائی جھگڑا ختم کرنے کا نسخہ بیان کرتے ہوئے ایک ماہر نفسیات نے بتایا: ''جب میں چھوٹا تھا تو مجھے یاد ہے کہ میں اپنی بہن کے ساتھ بے حد لڑا کرتا تھا۔ وہ بھی کچھ کم نہ تھی، میری امی کا اصول تھا کہ ادھر ہمیں لڑتے دیکھا، ادھر ہمیں آمنے سامنے دو کرسیوں پہ بٹھا کر ہمیں حکم دیتیں کہ ''ایک دوسرے کو دیکھتے جاؤ اور خبردار جو دونوں میں سے کوئی مسکرایا۔'' ہم تھوڑی دیر تک ایک دوسرے کو گھورتے رہتے پھر ہمیں ہنسی آجاتی اور جلد ہی صلح ہوجاتی۔ میری ماں کا وہ رویہ اب بھی مجھے یاد آتا ہے۔ اگر ہم لڑائی کے بعد ایک دوسرے کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر دیکھنا شروع کردیں تو بہت جلد تمام رنجشیں دور ہوجائیں گی۔

(بنت آفتاب۔ کراچی)

شرم وحیاء:

ہر شخص بڑے فخر سے کہتا ہے کہ میں تو شرم وحیاء والا ہوں مجھے پردے کی کیا ضرورت ہے۔ شرم وحیاء صرف دو لفظوں کا نام نہیں، اپنے آپ کو شرم وحیاء والا کہہ دینے سے انسان شرم وحیاء والا نہیں بن جاتا۔ جیسے آگ کو آگ کہہ دینے سے زبان جل نہیں جاتی۔ یا برف کو برف کہہ دینے سے منہ ٹھنڈا نہیں ہوجاتا، شرم وحیاء مومن کا ایمان نہیں عمل ہے۔ اسی طرح کوئی بغیر پردے کے شرم وحیاء والا نہیں بن جاتا۔ شرم کا مفہوم ہے نظریں جھکا دینا یعنی کسی غیر مرد کو نہ دیکھنا، اور حیاء کا مفہوم ہے چھپانا یعنی کوئی غیر مرد ہمارا چہرہ نہ دیکھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: جس میں شرم وحیاء نہیں وہ انسان نہیں حیوان ہے۔ کچھ تو پردہ کیجیے شرم وحیا کے واسطے اس قدر بے پردگی نہ کیجئے خدا کے واسطے۔ (شازیہ بنت ملک نظام الدین۔ سکھر)

کریموں کا کمال

آؤ بتاؤں تم کو میں کریموں کا کمال
چہرے پر کوئی دانہ بچے، نہ ہی کوئی خال
صرف پندرہ منٹ میں ہی بن جائیں بے مثال
سنہرے جو ہوجاتے ہیں سارے بال
یہ محض ہے اک دھوکہ، اک چال
کب ہوتا ہے ان کا اثر دیرپا یا لازوال
پھر کیوں گنواتے ہو حرام، تم اپنے مال
بہنو! ہوش میں آؤ، کچھ تو کرو خیال
اس سے پہلے کہ یہ بن جائیں تمہارے لئے وبال
خرچ کرو یہی سرمایہ تم فی سبیل اللہ، ماہ وسال
یاد الٰہی سے منور ہوں دل تو چہرے بھی لگیں جمال
کیا ہی اچھا ہو تن اگر ہوجائے یہ کمال

(ن، ع پہلی گورایہ۔ گوجرانوالہ)

کرائے کا گھر

تمہارا گھر بہت ٹوٹ پھوٹ رہا ہے اس کو ٹھیک کیوں نہیں کرتیں میں نے اپنی سہیلی کے گھر کی خستہ حالی دیکھ کر کہا۔ ارے پاگل ہوگئی ہو جب میرا نیا گھر بن رہا ہے تو میں اس گھر پر کیوں پیسہ ضائع کروں، اب تو میری ساری توجہ اپنے نئے گھر کی طرف ہے کہ جس میں میں نے ہمیشہ رہنا ہے۔ میں نے تو پہلے بھی کبھی اسی وجہ سے اس گھر میں کوئی پکی کوئی فرش نہیں بنوایا کہ کیا معلوم کب ہمارا مالک مکان گھر خالی کرنے کا کہہ دے اور ہمارا سارا پیسہ ضائع ہوجائے۔ اب میں نئے گھر میں سارے ارمان پورے کروں گی۔ مجھے اپنی سہیلی کی بات دل کو لگی اور پھر ساتھ ہی ایک اور سوچ کو جنم دے گئی کہ یہ دنیا بھی تو کرائے کے گھر کی طرح ہے پھر ہم اس کی تعمیر میں کیوں لگے رہتے ہیں کیا معلوم ہمارا مالک مکان (خدا) کب اس گھر کو خالی کرنے کا کہہ دے اور پھر اس کرائے کے گھر (دنیا) میں رہتے ہوئے اگر ہم نے آخرت کے گھر کی تعمیر میں نیا سامان یعنی نیکیاں نہیں بھجوائیں تو ہم کہاں جائیں گے، وہاں تو صرف دو ہی ٹھکانے ہیں جنت یا دوزخ ہم اس کرایہ کے گھر (دنیا) کو سجانے کی کوشش میں ہمہ تن مصروف رہتے ہیں، کتنی بڑی بے وقوفی ہے ہماری کہ یہ جانتے ہوئے بھی کہ نہ جانے کب اس گھر کو خالی کرنا پڑے، ہم اپنا سارا مال متاع اسی پر ضائع کررہے ہیں، اونچی اونچی بلڈنگیں اور خوبصورت ترین بنگلے بنوا کر بڑے فخر سے کہتے ہیں کہ ہمارا خواب پورا ہوگیا یہ نہیں پتہ کہ یہ خواب کی حقیقت نہیں بلکہ سراسر جھوٹی حماقت ہے، دھوکا ہے ہاں صرف اور صرف دھوکہ۔

جاگ لے گر جاگنا ہے افلاک کے سائے تلے
عمر بھر سوتا رہے گا خاک کے سائے تلے

(اہلیہ آزاد بھٹی۔ تلہ گنگ چکوال)

کیا دین پر عمل کرنا ممکن نہیں رہا؟

مرسلہ: بنت مولانا محمد سلیمان

یہ جھوٹا پروپیگنڈہ تو عرصہ سے کیا ہی جارہا تھا کہ اسلام اس دور میں اجتماعی سطح پر روبہ عمل نہیں آسکتا لیکن اب یہ خیال بھی لوگوں کے دل میں پیدا ہونے لگا ہے کہ انفرادی زندگی میں بھی دین پر عمل کرنا بہت مشکل ہوگیا ہے اور موجودہ ماحول میں دین پر قائم رہنا جوئے شیر لانے سے کم نہیں لیکن ہمارے نزدیک یہ خیال بھی شدید دھوکے سے کم نہیں ہے اس میں شک نہیں ہے کہ ہم ایک ایسے دور میں پیدا ہوئے ہیں جس میں چاروں طرف سے ہم پر فتنوں کی بارشیں برس رہی ہیں۔ سیاست و معیشت سے لے کر انفرادی زندگی اور گھریلو ماحول تک ہر جگہ فساد برپا ہے۔ مسلمان جہاں کہیں آباد ہیں یا غیروں کے جور و ستم کا شکار ہیں یا آپس کی پھوٹ میں مبتلا ہیں۔ باطل کی قوتیں ہر جگہ انہیں للکار رہی ہیں اور وہ ان کے خوف سے دبتے اور پستے چلے جارہے ہیں دین اسلام...... جو ان مصائب کا واحد علاج تھا عملی زندگی سے خارج ہوچکا ہے، دلوں میں یہ خیال جاگزیں ہوچکا ہے کہ اگر کوئی شخص اسلامی احکام پر ٹھیک ٹھیک عمل کرنا بھی چاہے تو گردوپیش کا فساد اس کے لئے ہر قدم پر رکاوٹ بنے گا۔

سوال یہ ہے کہ کیا ان حالات کا اور ارد گرد برپا فساد کا تقاضا واقعۃً یہی ہے کہ ہم اپنے مستقبل سے بالکل مایوس ہوکر بیٹھ جائیں اور یہ سوچ کر ہاتھ پاؤں ہلانا بھی چھوڑ دیں کہ اس دور میں دین پر عمل کرنا ممکن نہیں رہا؟ یقیناً جواب نفی میں ہوگا۔ واقعہ یہ ہے کہ گردوپیش کے حالات خواہ کتنے ہی بد سے بدتر ہوجائیں ناامیدی کی کوئی وجہ نہیں جس دین پر ہمارا ایمان ہے اس میں مایوسی کو تو صرف کفر کی خاصیت قرار دیا گیا ہے، جو شخص اللہ تعالیٰ کے وجود اس کی قدرت کاملہ اور اس کی ذات و صفات پر ایمان رکھتا ہو اس کے لئے ممکن ہی نہیں ہے کہ تاریک سے تاریک ماحول اسے بددل یا مایوس کرے۔ سوچنے کی بات یہ ہے کہ جس وقت اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے دین اسلام کو پسند کرکے ہمیں زندگی گزارنے کے لئے کچھ مخصوص احکام دیئے تھے کیا (معاذ اللہ) اس وقت باری تعالیٰ کو یہ علم نہیں تھا کہ ایک زمانہ ایسا آنے والا ہے جس میں ماحول کا بگاڑ ان احکام پر عمل کے راستے میں رکاوٹ بنے گا۔ ظاہر ہے اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے لئے جو احکام دیئے ہیں وہ اس علم کے ساتھ ہی دیئے ہیں کہ آئندہ کیا کیا حالات پیش آنے والے ہیں اور ان حالات میں احکام کی تعمیل کس طرح اور کیوں کر ہوسکے گی؟ اس لئے یہ ممکن ہی نہیں ہے کہ کسی بھی دور میں ان احکام پر عمل کرنا ممکن نہ رہے اور اللہ تعالیٰ کا پسند کیا ہوا یہ دین (معاذ اللہ) ناقابل عمل ہوکر رہ جائے۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم جہالت اور گمراہی کے جس گھٹا ٹوپ اندھیرے میں مبعوث ہوئے وہ کسی بھی انسان سے پوشیدہ نہیں اُس دور میں دین پر عمل پیرا ہونا آج سے ہزار گنا مشکل تھا آج اگر ہم نماز روزے کی عبادت ادا کرنا چاہیں تو روئے زمین پر کوئی متنفس ہمیں روکنے والا نہیں ہے لیکن اس دور میں خدائے واحد کا نام لینا بھی جرم تھا آج ہم اللہ تعالیٰ کے حضور سجدہ ریز ہوکر اس کی عبادت کریں تو کسی کی مجال نہیں ہے کہ وہ اس عمل میں رکاوٹ ڈال سکے۔ لیکن اس دور میں اللہ تعالیٰ کا محبوب ترین پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے گھر میں بھی سجدہ توحید بجالاتا تھا تو اس کی پشت پر نجاستوں کے انبار رکھ دئے جاتے تھے اور محض پتھروں کی خدائی کا انکار کرنے کے جرم میں پوری دنیا ان کی جان کی دشمن اور خون کی پیاسی ہوجاتی تھی اس پر وسائل معاش کے دروازے بند کرکے عرصہ زندگی تنگ کردیا جاتا تھا لیکن سرور کائنات اور آپ کے جاں نثار صحابہ نے اس دور میں بھی دین کی ایک ایک بات پر اس طرح عمل کرکے دکھا دیا کہ دنیا ان کا کچھ نہ بگاڑ سکی۔

آج دنیا کے حالات خواہ کتنے ہی خراب کیوں نہ ہوجائیں اسلام پر عمل کرنے کی مشکلات اِن مشکلات کا ہزارواں حصہ بھی نہیں ہیں جو عہد رسالت اور عہد صحابہ میں اس خدائی دین کے پرستاروں کو پیش آئی تھیں اگر اسلام اس دور میں قابل عمل تھا تو آج قابل عمل کیوں نہیں؟ حقیقت یہ ہے کہ آج ہمارے دلوں میں بددلی اور ناامیدی کے جو شیطانی وسوسے پیدا ہوتے ہیں ان کی اصل وجہ یہ نہیں ہے کہ واقعۃً آج کی دنیا میں اسلام ناقابل عمل ہوگیا ہے یا آج اس دین کی پیروی تاریخ کے ہر زمانہ سے زیادہ مشکل ہوگئی ہے۔ درحقیقت اس کی اصل وجہ یہ ہے کہ ہم خود صدق دل اور خلوص نیت کے ساتھ اس پر عمل کرنا چاہتے ہی نہیں، ماحول کی خرابی اور دنیا کے طول و عرض میں پھیلا ہوا فساد اپنی جگہ لیکن اسلام نے ایسے حالات کے لئے بھی کچھ ہدایات دی ہیں ہم ان ہدایات کی طرف متوجہ ہونے کی بجائے خرابی ماحول کا ہوّا ذہن پر سوار کرکے بیٹھ گئے ہیں اور اس سے آگے ہاتھ پاؤں ہلانے کے لئے تیار نہیں حالانکہ اگر ہم عزم و ہمت کے ساتھ چند قدم آگے بڑھائیں تو منزل تک پہنچنے کا وعدہ خود قرآن نے کیا ہے ماحول کی جس خرابی سے آج ہم دوچار ہیں اس کا سب سے کامیاب اور بنیادی علاج صرف یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہمارا تعلق مضبوط ہو اور یہ ایک ایسا علاج ہے جسے ہر دور میں ہر وقت کسی رکاوٹ کے بغیر اختیار کیا جاسکتا ہے۔ اسلام کی تعلیمات میں عبادات کا شعبہ اسی مقصد کے لئے رکھا گیا ہے اگر ان پر ٹھیک ٹھیک عمل کرلیا جائے تو عبادات کے یہ طریقے اللہ تعالیٰ کے ساتھ انسان کے رشتے کو مضبوط اور مستحکم بناتے ہیں۔

اگر ہم اللہ تعالیٰ کی فرض کی ہوئی عبادتوں کو ٹھیک ٹھیک انجام دے لیں تو ان کا لازمی خاصہ یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ پر مکمل ایمان ویقین پیدا کرتی ہیں اور جب کسی کو ایمان ویقین کی دولت حاصل ہوجائے تو پھر اس کے لئے کوئی مشکل، مشکل ہی نہیں رہتی پھر وہ سخت سے سخت حالات میں بھی مایوس نہیں ہوتا اس لئے کہ یہ حقیقت ہر آن اس کے سامنے رہتی ہے کہ ماحول کی ساری تاریکیاں اللہ تعالیٰ کے قبضہ قدرت میں ہیں میں ان کو مٹانے سے عاجز سہی لیکن وہ قادر مطلق اگر چاہے تو ایک لمحہ میں سارے ماحول کو بدل کر رکھ دے، اس لئے اگر ایک مؤمن کو کوئی مشکل پیش آتی بھی ہے تو وہ تھک کر بیٹھ جانے کی بجائے اس کا مقابلہ کرتا ہے اور اس پر قابو پانے کی کوئی صورت نظر نہ آئے تو اس کے پاس ایک ایسا راستہ ہے جو اس کے سوا دنیا کے کسی مصیبت زدہ کو میسر نہیں ہے وہ اپنی ساری کوشش پوری طرح صرف کرکے اللہ تعالیٰ ہی کی طرف رجوع کرتا ہے اس کے سامنے اپنی عاجزی کا اظہار کرتا ہے، دعائیں کرتا ہے اور اس یقین کے ساتھ کرتا ہے کہ وہ ضرور قبول ہوں گی۔

واقعات ومشاہدات گواہ ہیں کہ مشکلات پر قابو پانے کا اس سے بہتر اور اس سے زیادہ مؤثر و کامیاب راستہ کوئی دوسرا نہیں۔ آپ اپنے شب وروز کے چوبیس گھنٹوں میں سے تھوڑا سا وقت اس کام کے لئے نکالئے اور تنہائی میں بیٹھ کر یہ دعا کرلیجئے یا اللہ میں اپنے ماحول کے ہاتھوں مجبور ہوچکی ہوں، اپنی اصلاح کی ہر تدبیر ناکام ہوچکی ہے، عزم و ہمت ناکارہ ہوچکے ہیں، میں اپنے اندر اتنی طاقت نہیں پاتی کہ تن تنہا ماحول کی ان تاریکیوں کا مقابلہ کرسکوں، تو اپنے فضل سے میری مدد فرما، میرے عزم و ہمت کو بیدار فرما، مجھے اپنے دین کے احکام پر عمل پیرا ہونے کی طاقت اور توفیق عطا فرما۔

اگر روزانہ پابندی کے ساتھ خلوص دل اور صدق نیت سے یہ کام کیا جائے تو تجربہ یہ ہے کہ اس عمل سے مشکلات کی ساری گرہیں ایک ایک کرکے کھلتی چلی جاتی ہیں اور دل میں نیا عزم، نئی ہمت، نئے ولولے اور نئے حوصلے پیدا ہوتے ہیں اور بالآخر یہ مختصر سا عمل ایک نہایت خوشگوار دینی انقلاب کی تمہید بن جاتا ہے اللہ تعالیٰ ہمیں فہم سلیم کے ساتھ دین پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔ (ماخوذ از: ''مایوسی کیوں'' از قلم مفتی تقی عثمانی)

ایک ایسے نوجوان کا ذکر، جو
طاؤس و رباب نہیں شمشیر و سناں کا عاشق تھا

جگمگاتی منزلوں کا راہی

جب اپنے عقیدے پر غیر متزلزل یقین و اعتماد ہو تو ایسے کارہائے نمایاں انجام پاتے ہیں کہ مورخ انگشت بدنداں رہ جاتے ہیں، جب دل و نگاہ عرفان کی راہوں کا راستہ پالیتے ہیں تو مردِ خدا کا یقین اتنا کامل ہو جاتا ہے کہ وہ پہاڑوں سے ٹکرانے کا حوصلہ پالیتا ہے، جب ایمان و یقین کی بادِ بہاری چلتی ہے تو سرزمینِ دل پر عشق و جاں بازی کی ایسی بہار مہکنے لگتی ہے کہ جی چاہتا ہے یہ زندگی بار بار ملے اور اس کو بار بار اس ذاتِ بے نیاز پر وار دیا جائے۔

جب یہ احساس بیدار ہو جاتا ہے کہ اسلام ہی ابدی سعادتوں اور انسانی کامرانیوں کا واحد منبع ہے تو پھر جی چاہتا ہے کہ علمِ حق لیکر اس وقت تک باطل کے خلاف جنگ جاری رکھی جائے جب تک اسلام کا عالمگیر اور آفاقی نظام غلبہ نہ پالے۔

کچھ اور ہی نظر آتا ہے یہ کاروبارِ جہاں
نگاہِ شوق ہو اگر شریکِ بینائی
نگاہِ شوق اگر میسر نہیں تجھ کو
تیرا وجود ہے قلب و نظر کی رسوائی

اسلامی تاریخ کا دامن اس حوالے سے مالا مال ہے کہ اس کو ابتدا سے ہی جاں بازی اور سرفروشی کی انتہا تک جانے والی بے مثال شخصیات ملیں اور مرورِ وقت کے ساتھ ساتھ ان شخصیات کی تعداد میں اضافہ ہوتا رہا۔ ایسی شخصیات جنہوں نے اپنے یقین و عزم سے تاریخِ عالم میں انقلاب برپا کیا، جنہوں نے ایمان واستقامت کی لازوال داستانیں رقم کیں، جنہوں نے میدانِ جہاد میں بے مثال جرأت و شجاعت کا مظاہرہ کیا، جنہوں نے دردِ دل اور سوزِ دروں سے انتہائی محدود پیمانے پر ایک کام شروع کیا تو چاردانگِ عالم میں اس کی فیوض و برکات کا سلسلہ وسیع ہوا۔

ایسی ہی عظیم و پرعزم شخصیات میں سے ایک شخصیت ''سلطان محمد'' فاتح کی ہے، جنہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک فرمان کو حرزِ جان بنایا اور اس فرمان کا مصداق بننے کیلئے جدوجہد شروع کی تو باوجود کمزوری اور کم عمری کے ہزار سالہ پرانی سلطنت کو ختم کیا اور اس کے پایۂ تخت کو اسلام کے زیرِ نگیں کر دیا یہ سلطان محمد فاتح کا ایسا کارنامہ تھا، جس کا ذکر کرتے ہوئے مورخین کے قلم تھک جاتے ہیں، الفاظ کم پڑ جاتے ہیں اور بلاغت کے بہترین اصول بھی اس کارنامے کا درست نقشہ کھینچنے سے عاجز آجاتے ہیں۔

سلطان محمد فاتح...... وہ مسلمان نوجوان جو آج کے مسلم نوجوان کی طرح طاؤس و رباب کا نہیں بلکہ شمشیر و سنان کا عاشق تھا، جو گرین کارڈ پر نہیں بلکہ ربّ کائنات پر فدا تھا۔ جو دنیا کی تنگیوں کا نہیں بلکہ آخرت کی وسعتوں کا خوگر تھا، اسی عظیم نوجوان نے ''قسطنطنیہ'' جیسا تاریخی شہر فتح کیا اور ابدی سعادتوں سے ہمکنار ہوا

عقابی روح جب بیدار ہوتی ہے جوانوں میں
نظر آتی ہے ان کو اپنی منزل آسمانوں میں

قسطنطنیہ کی تاریخی اہمیت:

قسطنطنیہ جسے موجودہ دور میں استنبول کہا جاتا ہے اپنے محلِ وقوع کے اعتبار سے ایک منفرد شہر ہے اس کے نام مختلف زمانوں میں بدلتے رہے۔ جب تیسری صدی عیسوی میں رومی بادشاہ قسطنطین نے اس کو اپنا پایۂ تخت بنایا تو اس کا نام قسطنطنیہ ہو گیا۔ جب یہ شہر مسلمانوں کے قبضے میں آیا تو مسلمانوں نے اس کو اسلام بول کہنا شروع کر دیا۔ خلافتِ عثمانیہ کے خاتمے پر ۱۹۳۰ء میں اس کا سرکاری نام استنبول رکھ دیا گیا۔ یہ دنیا کا واحد شہر ہے جو آدھا ایشیا اور آدھا یورپ میں واقع ہے۔ جب رومی بادشاہ ''قسطنطین'' نے اس کو اپنا پایۂ تخت بنایا تو یہ بازنطینی سلطنت اور عیسائی مذہب کا اہم مرکز بن گیا، اس کے بعد یہ شہر گیارہ سال تک سلطنتِ روما کا پایۂ تخت رہا۔ یہ سلطنت اپنے عہدِ عروج میں دنیا کی سب سے بڑی سلطنت تھی اور اس کی تہذیب دنیا پر چھائی ہوئی تھی لہٰذا عیسائی مذہب کی تاریخ میں اس شہر کو بڑی اہمیت حاصل ہے۔

اس زبردست اہمیت کی وجہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شہر پر جہاد کرنے والے لشکر کو مغفرت کی خوشخبری سنائی تھی اور ایک دوسرے فرمان میں فرمایا کہ ''تم قسطنطنیہ ضرور فتح کرو گے اس کا امیر بہترین امیر ہوگا اور اس کا لشکر بہترین لشکر ہوگا۔'' انہیں بشارتوں کی وجہ سے خلافتِ راشدہ کے دور سے ہی مسلمان اس شہر کو فتح کرنے کی تمنا رکھتے تھے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ جب خلیفہ بنے تو انہوں نے قسطنطنیہ پر حملے کیے۔ ایک لشکر روانہ کیا، جس میں جلیل القدر صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی شامل تھے۔ اسی لشکر میں حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ بھی تھے، جو اس شہر کے محاصرے کے دوران ہی فوت ہوئے اور اسی شہر کی دیوار کے نیچے دفن کیے گئے۔ یہ لشکر اس شہر کو قضائے خداوندی فتح نہ کر سکا اور لوٹ آیا۔

اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمتِ بالغہ اور مصلحتِ عظمیٰ سے یہ سعادت ''سلطان محمد فاتح'' کی قسمت میں لکھی جو آلِ عثمان کا ساتواں نوجوان خلیفہ تھا، اس نوعمر شہزادے نے 22 سال کی عمر میں خلافت کی باگ ڈور سنبھالی اور اپنی خداداد صلاحیتوں

کلثوم زیب کاظمی

کی بنا پر جلد ہی ایک بلند مقام پر پہنچ گیا۔ قسطنطنیہ کے بارے میں احادیث اس کے سامنے تھیں، جذبۂ جہاد زندہ و توانا تھا، اپنے دین و دعوت پر یقین کامل تھا، عزم واستقامت کے اوصاف سے متصف تھا، ان تمام عناصر نے مل کر ایک مقصد اس کے سامنے متعین کیا کہ اس تاریخی شہر کو اسلام کے آفاقی اور عالمگیر پیغام سے مزین کرنا ہے اور اس سے کفر وشرک کا خاتمہ کرکے اس کو اللہ اکبر کی زمزمہ پرداز صداؤں سے آباد کرنا ہے۔ اس مقصد وحید کو سامنے رکھ کر اس نے فتح کی راہ میں رکاوٹ بننے والے تمام اسباب کا جائزہ لیا اور اپنی شجاعت اور تدبر کے ذریعے ایک ایسا نقشہ تیار کیا جو بالآخر فتح پر منتج ہوا

قسطنطنیہ پر حملہ:

سلطان نے حملے سے قبل قرآنی ہدایت کے مطابق حسبِ استطاعت جنگی تیاریاں مکمل کیں چونکہ اس شہر کی فصیلیں انتہائی مضبوط تھیں لہٰذا سلطان نے ایک خاص توپ تیار کروائی، جس کے ذریعے آٹھ من کا وزنی گولہ ایک میل دور تک پھینکا جاسکتا تھا، اس کے بعد سلطان نے قسطنطنیہ کو اہلِ یورپ کی مدد سے منقطع کرنے کیلئے یورپی ساحل پر ایک قلعہ تعمیر کروایا، جس کی وجہ سے دریائے باسفورس سے گزرنے والا ہر جہاز عثمانیوں کے نشانے پر ہوگیا نیز چونکہ یہ شہر تین اطراف سے سمندروں میں گھرا ہوا ہے لہٰذا سلطان نے ایک سو چالیس کشتیوں کا ایک بحری بیڑہ بھی تیار کروایا۔ ان تیاریوں کے مکمل ہونے کے بعد سلطان نے شہر کا محاصرہ کیا اور بحری بیڑہ کو شہر کی بندرگاہ تک پہنچانے کیلئے دریائے باسفورس میں اتارا، لیکن بحری بیڑے کے اترنے کے بعد معلوم ہوا کہ اس سمت سے کوئی جہاز بندرگاہ تک نہیں پہنچ سکتا کیونکہ اہلِ قسطنطنیہ نے بندرگاہ تک پہنچنے کے راستے پر لوہے کا ایک بھاری زنجیرہ باندھ رکھا تھا، جس کی وجہ سے جہاز دریائی راستے سے بندرگاہ تک نہیں پہنچ سکتے تھے۔ اب صورتحال یہ تھی کہ مسلمان قسطنطنیہ کی صرف مشرقی فصیل پر حملہ کرسکتے تھے باقی تمام اطراف ان کے حملے سے مامون تھیں، کئی دن کے غور وفکر کے بعد سلطان نے مومنانہ فراست کے ساتھ ایک ایسا فیصلہ کیا جو دنیا کی تاریخ کا ایک منفرد اور حیرتناک واقعہ ہے۔ وہ یہ کہ جہازوں کو بندرگاہ تک پہنچانے کیلئے دس میل خشکی پر چلایا جائے۔ یہ دس میل کا راستہ انتہائی پتھریلا اور ناہموار تھا، لیکن سلطان نے اپنے عزم ویقین سے یہ مشکل ترین کام صرف ایک رات میں کرلیا اور صبح نمودار ہونے سے پہلے ستر جہاز نما کشتیاں اور بھاری توپ خانہ دریا کی اس سمت میں داخل ہوچکے تھے، جہاں سے بندرگاہ کا حصار ممکن تھا، اب سلطان کی فوج مشرق اور جنوب کی سمت سے محاصرہ مضبوط کرچکی تھی اور شہر کی فصیلوں پر زبردست گولہ باری شروع کی۔ سات ہفتے کی متواتر گولہ باری سے ان فصیلوں پر تین بڑے شگاف پڑے۔

2ر جمادی الاولیٰ 857ھ کو پوری رات عبادات ومناجات میں گزارنے کے بعد سلطان نے فیصلہ کن اور عام حملے کا حکم دیا، صبح سے دوپہر تک آگ اور خون کا معرکہ جاری رہا بالآخر سلطان اپنی خاص فوج کو ساتھ لیکر آگے بڑھا۔ یہاں تک کہ سخت مزاحمت کے بعد اس کے کچھ ساتھی شہر کی دیوار پر چڑھنے کے قابل ہوگئے۔ بازنطینی بادشاہ قسطنطین عثمانی فوج کے لشکر میں گھس گیا اور لڑتے ہوئے مارا گیا اس کے مرنے کے ساتھ ہی ایک مسلمان نوعمر شہزادے کے ہاتھوں گیارہ سو سالہ سلطنت کا خاتمہ ہوا اور قرآنی اعلان کی ایک بار پھر تجدید ہوگئی کہ جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقا۔ حق آیا اور باطل مٹ گیا۔ بے شک باطل مٹنے والا ہی ہوتا ہے۔ (بنی اسرائیل)

آج ایسی ماؤں کی ضرورت ہے جو اپنے لختِ جگر کی ایسی تربیت کریں جو اُسے کامل ایمان اور غیر متزلزل یقین واعتماد والا مردِ مجاہد بنادے

اس فتح کے بعد سلطان رب کائنات کے حضور سجدہ ریز ہوا پھر ظہر کے وقت اپنے وزراء کے جلو میں قسطنطین کے شہرہ آفاق کلیسا "آیا صوفیا" میں داخل ہوا۔ سب سے پہلے کلیسا کی دیواروں سے تصویریں صاف کروائیں پھر سلطان کے حکم پر موذن نے اذان دی اور کفر وشرک کے اس مرکز میں پہلی دفعہ اذان کی زمزمہ پرداز آواز گونجی۔

یہ دن ایک عظیم الشان دن تھا۔ ایک اللہ تعالیٰ کے ماننے والوں کی شوکت کے اظہار اور مجاہدین کی عظمت وایثار کا دن تھا۔ اس فتح کے بعد یہ شہر صدیوں تک خلافتِ عثمانیہ کا مرکز رہا۔ اسی شہر کے بارے میں شاعرِ مشرق نے فرمایا تھا۔

نکہتِ گل کی طرح پاکیزہ ہے اس کی ہوا
تربت ایوب انصاریؓ سے آتی ہے صدا
اے مسلمان! ملتِ اسلام کا دل ہے یہ شہر
سیکڑوں صدیوں کی کشت وخون کا حاصل ہے یہ شہر

یہی اعتماد و یقین مومن کا کارگر ہتھیار تھا جو اس کو پہاڑوں سے ٹکرانے کا حوصلہ عطاء کرتا تھا۔ سچا مسلمان جو پیدائشی مجاہد ہوتا تھا وہ یہ برداشت نہیں کرسکتا تھا کہ اس دنیا میں کوئی عظیم سلطنت اسلام کے آفاقی نظام سے محروم رہے کیونکہ اس کو اس کی مومن ماں لوریوں میں یہ قرآنی سبق سکھاتی رہتی تھی کہ تم مسلمان ہو جس کا مقصد اللہ تعالیٰ کا کلمہ بلند کرنا ہے۔ وہ ماں اس کو ہر قدم پر یہ سبق دیتی تھی کہ تمہارا مذہب اور تمہاری تہذیب ہی اس قابل ہے کہ وہ دنیا کی راہنمائی کرسکے۔

آج جب مسلمان ماں کی ترجیحات اور اندازِ تربیت بدل گیا تو ایسے مجاہد بھی قلیل ہوگئے اور حال یہ ہے کہ وہ ملک بھی ہمارے ہاتھوں سے نکلتے جارہے ہیں جو ان اہل اللہ نے اپنی گردنیں کٹا کر ہمارے حوالے کیے تھے۔ آج بھی ایسی ماؤں کی ضرورت ہے جو اپنے لختِ جگر کی ایسی تربیت کریں کہ وہ کامل ایمان اور غیر متزلزل یقین واعتماد والا ایسا مردِ مجاہد بنے جو اپنے عزم واستقامت سے امت کے خوابیدہ جذبوں میں چنگاریاں بھردے اور اپنی نگاہ بینا سے دلوں پر چڑھے ہوئے زنگ کو اتاردے، جوان کو دریائے اخوت میں غوطہ زن کرکے باطل کیلئے سیسہ پلائی ہوئی دیوار بنادے، جو امت کو اتحاد کی لڑی میں پرو کر ان کو شہادت کا طلبگار بنادے، ایسا مردِ مجاہد ہو جو امت کے ایک ایک زخم کا حساب لے اور باطل کے ایوانوں میں مثل برق چمکے۔

ہے وہی تیرے زمانے کا امام برحق
جو تجھے حاضر وموجود سے بے نیاز کردے
دکھا کر موت کے آئینے میں رخ دوست
جینے کو اور بھی تیرے لیے دشوار کردے
دے کر احساسِ زیاں تیرا لہو گرمادے
فقر کی سان چڑھا کر تجھے تلوار کردے

نوٹ: اس مضمون کی تیاری میں تمام تاریخی معلومات مفتی محمد تقی عثمانی صاحب کی کتاب جہان دیدہ سے لی گئی ہیں)

بچوں کی تربیت کا سادہ نسخہ

بنت بشیر احمد اعوان

بچوں کی تربیت کے بارے میں ہر شخص بہت محتاط ہوتا ہے کیونکہ بچوں کی تربیت معاشرے پر گہرا اثر چھوڑتی ہے۔ معاشرے کی تو کسی کو فکر ہو یا نہیں، لیکن بچوں کی تربیت اپنے گھر خصوصاً ماں باپ پر اثرانداز ہوتی ہے۔ بچوں کی تربیت اتنا ہی آسان ہے جتنا یہ مشکل نظر آتا ہے بشرطیکہ آپ کی اپنی تربیت صحیح ہو۔ اگر آپ کو شکوہ ہے کہ آپ کا بچہ ٹھیک نہیں تو اسے برا مت کہیں کیونکہ جب انسان اس دنیا میں آتا ہے تو وہ کچھ نہیں جانتا۔ وہ اسی دنیا کے باسیوں سے سیکھتا ہے اور پھر اس کو عملی شکل میں لاتا ہے۔ بچے کی پیدائش کے بعد اس کا زیادہ وقت چونکہ ماں کے ساتھ گزرتا ہے اس لئے ماں کی عادات اس میں خود بخود منتقل ہو جاتی ہیں۔ بچوں کی تربیت کا سب سے آسان اور مؤثر طریقہ یہ ہے کہ جیسا آپ بچے کو دیکھنا چاہتی ہیں ویسی آپ خود بن جائیں۔ اگر بچہ آپ کو دیکھے گا کہ آپ ذکرِ خداوندی میں مشغول رہتی ہیں تو یہ بات بچے کے ذہن میں ایسی بیٹھ جائے گی کہ پھر وہ بھی یہی کوشش کرے گا کہ وہ بھی ذکر کرے، سب سے اہم چیز نماز ہے۔ نماز کا پابند تو بچے کو شروع سے ہی بنائیں اور بچہ نماز اس طرح نہیں پڑھے گا کہ آپ چار سال کے بچے کو کہیں جا کر نماز پڑھ آؤ بلکہ وہ چار سال اگر آپ کو نماز پڑھتا ہوا دیکھتا رہا ہوگا تو وہ کسی کے کہے بغیر پانچ وقت کی نماز کا پابند بن جائے گا اور یہ کوئی مشکل بھی نہیں۔ میرا ڈیڑھ سال کا بھانجا پانچ وقت نماز پڑھتا ہے۔ حالانکہ اسے کوئی کہتا بھی نہیں بلکہ جب کہیں تو وہ شرما جاتا ہے، لیکن ہمیں دیکھ کر وہ خود ہی چھوٹی سی جائے نماز لاتا ہے اور نماز پڑھنا شروع کر دیتا ہے۔ یہ ضروری نہیں کہ بچہ دنیا میں آنے کے بعد ماں کے مشابہ ہو جاتا ہے بلکہ وہ دنیا میں آنے سے پہلے ہی اپنی ماں کی تصویر بن رہا ہوتا ہے۔ ایک واقعہ بھی اسی سلسلے میں سنا دوں۔ ایک عورت بڑی صالح تھی اس کے گھر والے بہت امیر اور غالباً دین سے بھی دور تھے۔ انہوں نے اس عورت کی شادی کرادی، وہ آدمی جو اس عورت کا شوہر تھا، وہ اس کے بڑے گھرانے کو دیکھ کر کچھ عرصہ تو عورت کی مان کر چلتا رہا یعنی مکمل شرعی پردہ اور دوسرے دینی امور۔ اسی عرصے میں اس عورت کا ایک بیٹا پیدا ہوا۔ کچھ عرصہ گزرنے کے بعد اس شخص نے اپنی بیوی سے کہا تم کیا چھوٹے سے بچے کو روزانہ بھیجتی ہو خود آکر کھیتوں میں کھانا دے جایا کرو۔ پھر وہ عورت گھر سے نقل کر اسے کھانا دینے جاتی۔ اسی عرصے میں اس پر اللہ نے دوبارہ کرم کیا اور کچھ عرصے کے بعد اس کا دوسرا بیٹا پیدا ہو گیا۔ پھر اس کے شوہر نے کہا تم اتنی بڑی چادر لے کر آتی ہو یہاں میرے ساتھ تھوڑا بہت کام بھی کرنا ہوتا ہے تم تو بس چادر ہی سنبھالتی رہتی ہو۔ چھوٹا دوپٹہ لیا کرو اور آکر میرے ساتھ کام کیا کرو۔ اب وہ بغیر پردے کے گھر سے باہر جاتی اور کھیتوں میں کام کرتی۔ اب اس کا تیسرا بیٹا پیدا ہوا۔ جب تینوں جوان ہوئے اس عورت نے اپنے شوہر سے کہا۔ تم نے تو میری زندگی تباہ کر دی ہے، میری اولاد میری وجہ سے تباہ ہو گئی۔ اس کے شوہر نے کہا یہ کچھ نہیں ہوتا۔ ہر بچے کی اپنی زندگی ہے وہ جیسے گزاریں۔ ہو سکتا ہے کہ بڑے والا جو نیکی زمانے میں پیدا ہوا دوسروں کی بہ نسبت اچھا نہ ہو ہمیں کیا معلوم؟ عورت نے اس سے کہا اچھا تو یہاں چھپ جاؤ۔ ابھی دیکھ لینا۔ اس کے بعد اس نے اپنے بال کھولے اور ایسا حلیہ بنالیا کہ اسے کسی نے مارا ہے۔ پھر اس نے اپنے سب سے بڑے بیٹے کو بلا کر کہا دیکھو تمہارے باپ نے میری کیا حالت کی ہے۔ پہلے وہ تھوڑا سا پریشان ہوا پھر اس نے کہا چلیں امی کوئی بات نہیں۔ معاف تو اللہ تعالیٰ بھی کر دیتے ہیں۔ ہم کیا چیز ہیں۔ آپ بھی ابو جان کو معاف کر دیں۔ اس کے بعد اس نے دوسرے کو بلایا اور کہا۔ دیکھو تمہارے باپ نے مار مار کر میری کیا حالت کی ہے۔ وہ بولا

"میں ابے کو نہیں چھوڑوں گا اس کی ہمت کیسے ہوئی"

اس نے تیسرے کو بلا کر کہا وہ بولا "ابا کدھر ہے۔ کلہاڑی لاؤ میں ابھی اس کا کام تمام کر دوں" اس کے بعد اس نے اپنے شوہر سے کہا دیکھا تم نے والدین کا کردار بچوں پر کس قدر اثر ہوتا ہے۔ ان دونوں کو تم سے نہیں مجھ سے بہت پیار ہے۔

ماں باپ کی عادات کا بچوں پر گہرا اثر ہوتا ہے۔ بچے اپنی عادات ماں باپ سے ہی حاصل کرتے ہیں۔ اس لیے والدین کو چاہئے کہ کم از کم بچوں کی خاطر اپنی عادت سنوار لیں۔ میرا مطلب ہے بچوں کی عادات سنوار دیں۔

WISH

for Women only

Islamic Orientation & Quality Education in Islamabad

HONORS PROGRAMS

- BS Ed. (3-Year)
- BA Islamic Stud. (3-Year)
- BA., B.Ed. (3-Year)
- BS Computer Sc. (4-Year)
- BA / B.Sc (2-Year)

Last date for application Aug. 9
Classes start Sep. 7

MASTERS

- MA Ed. (2-Year)
- MS Ed. (2-Year)
- MA Islam. Stud. (2-Year)

Key Features

- Purpose-built campus and Hostel on 2.5 acres
- Specially designed and research oriented programs
- Affiliated with **Riphah International University Islamabad**

WISH

Women's Institute of Science and Humanities

Info@wish.edu.pk www.wish.edu.pk

St.5, H-8/2, Islamabad Ph: 051 4432538-9

سلگتے لمحے

ایک جنگ ہے جذبوں کی
ہلچل سی جو دل میں ہے

روبی کیا گئی کہ ذہن الٹ پلٹ ہوگیا۔ شادی بیاہ کے فیصلے زندگی کے بڑے سخت مرحلے ہوتے ہیں۔ لوگوں کی شر پسند چالیں، آرزوؤں وتمناؤں کی اجنبی دنیا، گھر والوں کا سلوک، وہاں کا مثبت یا منفی ماحول، یہ سارے اندیشے دل کا قرار لوٹ چکے تھے سحر کا۔ ''ہاں'' کے محاذ پر وسوسوں واندیشوں کی سوچ ننگی تلوار لئے بیٹھی تھی تو ''نا'' کی دہلیز پر مایوسی دھرنا دئے بیٹھی تھی۔ وہ سوچنے لگی تقدیر کے راز تو ہمیشہ پنہاں ہوتے ہیں۔ جب سامنے آتے ہیں تو کبھی نصیب جاگ اٹھتے ہیں اور کبھی پتیوں کو کچل بھی دیتے ہیں۔ تب اس تکلیف پر نالاں ہونے کا حق نہیں ہوتا، سوچ اور وسوسوں کی نوک جھونک مرکز کو پکڑ نہ پا رہی تھی۔ ذہن میں توازن ہو تو دل میں افراتفری نہیں ہونے پاتی۔ بے اعتمادی، بے بنیاد خیالات زندگی کا حسن اور لطافتیں فنا کر دیتے ہیں۔

لطیف جذبوں کے زخموں کو تو رسنا ہی ہے۔ غیر تو پھر غیر ہی ٹھہرے اور نئے بھی، کبھی سوچوں اور خیالوں کی تبدیلی زندگی کو ایک نیا موڑ دیتی ہے تو کبھی سوچ کے دوراہے پر کچھ نئے مسائل کھڑے ہو جاتے ہیں۔ پرانی یادوں کے چراغ لئے، جن کی روشنی بہت دور تک پرخار راہوں کی نشاندہی کرتی ہے۔ ایسے میں زندگی کا فیصلہ کس قدر مشکل ترین مرحلہ لگتا ہے۔ خوابوں میں زندہ رہنے کے معنی ہیں حقیقتوں سے دامن بچانا، لیکن لاکھ آنکھیں چرائیں یا دامن بچائیں انسان کے تجربے اس کی کوتاہیاں اور کمزوریاں اسے حقیقتوں سے روشناس کرواہی دیتی ہیں۔ لالے بھائی کا کیا حشر ہوا وہ خوابوں کی اونچی اونچی عمارتوں پر چھتیں ہی ڈالتے رہ گئے اور حقیقتوں نے ان کے وجود کو ان کی ذات کے ملبے کے نیچے ڈھیر کر دیا۔ جو وقت کو لمحوں کی گرفت میں نہیں لیتے انہیں وقت یونہی پچھاڑتا ہے۔ پھر صبر وضبط کے پل صراط ہوتے ہیں اور ہم، جس کے لئے بڑی ہمت اور حوصلہ چاہئے۔

سلگتے لمحوں اور بے چین کرتی گھڑیوں نے سحر کی آنکھوں میں اداسیاں بھر دیں۔ جی چاہا کہ ان آنکھوں سے سارے غم نوچ کر کوئی خوشیوں کے ستارے سجادے۔ چہرے کے اندیشوں کی کہر ہٹا کر راحتوں کی چادریں اڑھا دے۔ انسان کے لاشعور میں چھپے جذبے جب شعور کی دنیا میں قدم رکھتے ہیں تو جذبات میں ٹکراؤ ہوتا ہے جن جذبوں سے وہ ناواقف ہوتا ہے۔ وقت کی ٹھوکریں اسے واقف کروا دیتی ہیں۔ شعور کی دہلیز پر پہلی ٹھوکر نے سحر کو احساس دلایا کہ ''یہ دنیا بڑی سنگدل ہے، احساسات پر کاری ضرب لگا کر بے حسی سے تماشہ دیکھتی ہے۔ خوشیوں کے چند لمحوں کے عوض غم قطار باندھے کھڑے ہوتے ہیں۔ باجی کی شادی کو چند ماہ ہی تو ہوئے تھے پھر سسرال میں ان کی اچانک موت کیسے پراسرار ہوگئی۔ جس نے آس پاس غم ہی غم بکھیر دئے۔ ان اندھیروں میں کوئی کرن ایسی نہ ملی جو تاریکی کو مٹا کر سچائی کا سراغ لاسکے۔ سلگتے

سعدیہ مشتاق

ہوئے لمحوں نے گزرتے ہوئے لمحوں کو ہی بات بتائی تھی کہ کوئی خوشی ایسی نہیں جو زندگی کی لمبی اور اداس راہوں کو مستقل آسودگی کی طمانیت دے سکے۔ بجز اللہ تعالیٰ کی کریم ذات کے جس کا کرم سمندر کی طرح گہرا اور ریگستان کے ذروں کی طرح ان گنت ہے۔ صبر وشکر سے رہو تو اپنے طلب گار بندوں کے لئے ہزاروں وسیلے نکالتا ہے جو کہتا ہے، ثابت قدمی سے ہر قدم پر پھول بکھیرتے چلو، ایک دن خود کو چمن میں پاؤ گے۔ کیا ہر صبح کا اجالا، ہر رات کے اندھیرے کو شکست نہیں دیتا۔ ماضی کے ایک ایک لمحے نے حال کو بھی سلگا دیا تھا۔ ہم لمحہ لمحہ حال میں جیتے ہیں حال کا لمحہ لمحہ حالات کی کڑیاں جوڑے ماضی میں ڈھلتا ہے۔ جو لمحہ لمحہ ہم سے دور ہو کر گم ہوتا جاتا ہے۔ یا تو یادوں کی خوشنما وخوش رنگ تتلیاں ذہن میں اڑ رہی تھیں یا پھر وہیں گزرے لمحوں کی دھول ہوتی ہے جس میں سحر کی آنکھیں اٹھ گئیں جہاں اس کے خواب ریت میں سو گئے تھے۔ ساری یادیں ماضی کے قبرستان میں دفن تھیں۔

بہت شور تھا جب سماعت گئی
بڑی بھیڑ تھی جب اکیلے ہوئے

خوشیاں تو زندگی سے آنکھ مچولی کھیلنے کی عادی ہوتی ہیں۔ لپک جھپک آتی ہیں، آناً فاناً غائب ہو جاتی ہیں۔ یہ آنکھ مچولی بھائی جان کی شادی سے شروع ہوئی تو بھائی جان کے اقتدار پر ختم ہوگئی۔ ہر روز ذہن کی افق پر نت نئے معنوں کا انداز فکر لئے ایک نئی سوچ کا سورج طلوع ہوتا اور زندگی کو مضطرب کر جاتا۔ نہ زندگی سیراب تھی نہ روح سرشار، تشنگی ہی تشنگی، پیاس ہی پیاس تھی ہر طرف۔ امی بجھی بجھی سی، بابا گم صم سے، لالے بھائی اداس، سحر حیران سی پریشان، مجروح وشکستہ آوازیں، زخمی لہجے بحر اشک میں ڈوبی ہوئی نامراد ہستیاں جو درد کے طوفانوں سے گزر کر اندیشوں اور وسوسوں کے ساحل پہ کھڑی تھیں جن کے پیروں تلے خار ہی خار تھے۔ انہی اداسیوں نے امی کو نگل لیا اور وقت کے بے رحم پہیے نے بابا کو کچل دیا۔ پھر کسی جانی پہچانی خوشی نے پیچھے سے آواز نہ دی۔ کسی انجانے سکھ نے دروازے پر دستک نہ دی۔ مگر انسان پتھر کا تو نہیں گوشت پوست کا بنا ہے جس کا دل ہزار چوٹوں کے بعد بھی دھڑکنا نہیں بھولتا صرف موت ہی چپ کرا سکتی ہے اس دھڑکن کو۔ یہی سچ ہے اور یہی حقیقت بھی۔ لیکن ایک بکھرے ہوئے شکستہ وجود کو سمیٹ کر نئے وجود کی تکمیل کرنا اتنا آسان بھی نہیں۔ ایک کھنڈر ایک خواب گزشتہ کی تعمیر نو بڑا مشکل مرحلہ تھی پھر وہی بے نام سی وحشت نے راتوں کی نیند چھین لی۔ بے خوابی نے سکون لوٹ لیا، اپنی ناقابل فہم حالت کا اندازہ کروانا بھی دشوار ترین مرحلہ ہوتا ہے اور روبی اس اضطرابی کیفیت کا اندازہ لگائے بغیر ہی جا چکی تھی۔

اپنے حالات سے خوفزدہ سحر حصول خواہش کو دل میں جگہ دیتے ہوئے گھبرا سی جاتی لیکن سب کچھ اجڑ جانے کے بعد بھی خیالات کے صنم خانے ہمیشہ آباد ہی رہتے ہیں۔ وقت ساری مسرتوں کو روند کر گزر جاتا ہے اور تمام چراغ آہستہ آہستہ بجھتے جاتے ہیں۔ دل کی ویرانیوں میں مگر پھر بھی ایک امید کا دیا رہ جاتا ہے۔ جس کی لو میں یادیں تھرتھراتی ہیں۔ ہر طرف شور مچاتا ہوا جذبات کا ٹکراؤ، قدم قدم پر بکھری ہوئی ماضی کی یادیں اور دوسری طرف کچھ زندہ سچائیاں کھڑی ہوں تو ان سے نظر ملانا اور نظر بچانا دونوں ہی مشکل ہو جاتا ہے۔ اندیشوں اور تلخیوں کی اس دنیا میں اپنی ذات کے تعلق سے فیصلہ کرنا بڑا جان لیوا مرحلہ ہوتا ہے۔ کیونکہ زندگی کے کچھ مسائل بڑی سوجھ بوجھ کے مستحق ہوتے ہیں۔ ایک منظم شخصیت ہی زندگی کی راہوں کو ہموار کر سکتی ہے۔ ایسی ہی سوچوں میں گھری سحر نے فون گھما کر روبی سے کہا ''میرے ذہن کو آگ لگائی، لمحوں کو سلگا کر چلتی بنیں، کوئی تو میرے سکون کا ضامن ہو۔'' روبی کا جواب تھا، وقت کی شطرنج پر انسان ایک مہرہ ہے اور یہ خوب صورت زندگی آگ کا دریا ہے جس میں ڈوب کے جانا ہے اور ہاں مگر سنو!

وفا کے شہر میں کب درد کے موسم بدلتے ہیں

آپ کی صحت

ڈاکٹر ام محمد

نگاہ کمزور ہے:

ﷺ میری عمر اٹھارہ سال ہے اور میری نظر کمزور ہے تقریباً ڈیڑھ سال ہونے والے ہیں مجھے نظر کمپیوٹر میں چیک کروائے ہوئے اس وقت مجھے پونے دونمبر کا چشمہ لگا تھا لیکن ایک دو ماہ لگانے کے بعد وہ ٹوٹ گیا تھا پھر دوبارہ چشمہ نہیں لگوایا لیکن اب نظر زیادہ کمزور ہوگئی ہے مہربانی فرما کر کوئی ایسی دوا تجویز فرمائیں کہ جس سے چشمہ نہ لگانا پڑے اور اگر ایسی دوا نہیں ہے کہ جس سے نظر بالکل صحیح ہو جائے تو پھر لینس کی مجھے احتیاط بتا دیجئے۔ (ایک بہن) ﷺ ڈاکٹر صاحبہ! میری نظر بہت کمزور ہے۔ مجھے چار نمبر کی عینک لگی ہوئی ہے۔ عینک کے بغیر میرا گزارا ممکن نہیں۔ اس کی وجہ سے میں کسی تقریب میں شرکت کی جرأت نہیں کرسکتی۔ کیونکہ مجھے عجیب احساسِ محرومی گھیر لیتا ہے اور مجھے بہت دکھ ہوتا ہے میری خواہش ہے کہ میں تقریب میں عارضی طور پر "Lens" استعمال کرسکوں۔ آپ پلیز میری رہنمائی فرمائیں کہ کیا میں عارضی طور پر "lens" استعمال کرسکتی ہوں؟ (ایک بیٹی۔ڈی جی خان)

☆ آپ دونوں کی ہی نظر کافی کمزور ہے اور اس کے لئے ضروری ہے کہ مستقل عینک لگا کر رکھا کریں۔ اس کے ساتھ آپ دونوں نے Lens کے بارے میں پوچھا ہے تو اس کے بارے میں میں یہ کہوں گی کہ یہ اگر اچھے آئی اسپیشلسٹ کو دیکھا کر لگوایا جائے تو کوئی پریشانی نہیں ہوتی۔ (ایک بہن) صاحبہ آپ نے جو خدشات lens کے بارے میں لکھے ہیں وہ میرے علم میں کبھی نہیں آئے ہاں یہ ضرور ہے کہ lens کی صفائی بھی ضروری ہے اس کو اس کے ساتھ ملنے والے Solution میں ہی رکھنا چاہئے نیز یہ کہ Daily wear والے lens زیادہ موزوں رہتے ہیں اگر کبھی خارش وغیرہ محسوس ہو تو نکال لیں اور کوئی eye drop جیسا کہ SCHWABE CINERARIA MARITIMA کا آتا ہے ڈال لیا کریں۔

معدے کی گیس:

ﷺ عرض یہ ہے کہ تقریباً چار پانچ سال سے ایک مسئلہ درپیش ہے وہ ہے گیس کا۔ گیس اتنی ہوتی ہے کہ ایک نماز کے لئے دو یا کبھی تین یا کبھی پانچ زیادہ کی قید نہیں مرتبہ وضو کرنا پڑتا ہے۔ کبھی الحمدللہ ایک وضو سے بھی پڑھ لیتی ہوں۔ گھریلو نسخے بہت آزمائیں ہیں، کبھی تو فائدہ ہو جاتا ہے اور کبھی نہیں۔ گیس کی تکلیف کی وجہ سے بہت پریشان ہوں کبھی بالکل رونے کی حالت ہو جاتی ہے۔ سردیوں میں اور رمضان المبارک میں بہت روتی ہوں کہ کسی عبادت کے لائق نہیں رہتی۔ آپ کی بہت مہربانی ہوگی ایسی کوئی دوا تجویز کریں کہ میں اس قابل تو ہو جاؤں اپنے رب کی مناجات کرسکوں۔ (بنت حافظ عبدالغفار)

☆ بنتِ حافظ عبدالغفار صاحبہ آپ معدے کی اصلاح کے لئے خوب پانی پیا کریں ساتھ ہی زیادہ سے زیادہ چلنے پھرنے والے کام کیا کریں۔ کھانا کھا کر آدھا گھنٹہ ضرور چہل قدمی کیا کریں۔ دوائی میں CARBOVEG 200 اور NUXVOMICA 200 روزانہ ان دونوں دواؤں کے 4-4 قطرے دن میں 2 مرتبہ استعمال کیا کریں۔ صبح نہار منہ جتنا پانی ہو سکے پیا کریں اس سے قبض دور ہوتی ہے اگر کبھی بہت ہی زیادہ قبض محسوس ہو تو DULCOLUX یا ہومیو پیتھک کی Lozy کی ایک گولی نیم گرم دودھ کے ساتھ کھالیا کریں۔ بالوں کے لئے اگر سن سلک آپ کو سوٹ کرتا ہے آپ اس کو استعمال بھی کرتی ہیں تو سیکا کائی والا زیادہ مناسب رہے گا۔

الرجی ہے:

ﷺ باجی میرا مسئلہ یہ ہے کہ میرے ناک کے اوپر الرجی ہے جس نے بہت پریشان کر رکھا ہے جب بھی کوئی کریم لگاتی ہوں تبت وغیرہ تو وہ سرخ ہو جاتی ہے اور اس کے اوپر پت نما دانے نکل آتے ہیں اس کا بہت علاج کروایا جب تک دوائی استعمال کرتی رہتی ہوں تو ٹھیک رہتی ہے نہیں تو پھر ہو جاتی ہے۔ پلیز باجی پلیز اس مسئلہ کا اچھا سا حل بتا دے۔ (زوجہ محمد عمر۔ملتان)

☆ بی بی آپ کے ناک کے اوپر کے غدود چکنائی کا زیادہ اخراج کر رہے ہیں جس کی وجہ سے آپ اس قسم کی پریشانی کا شکار ہیں۔ ناک کے اوپر کوئی کریم وغیرہ نہ لگائیں بلکہ دہی کے اوپر جو بالائی آجاتی ہے وہ ہلکے ہاتھ سے لگایا کریں اگر دانے وغیرہ بن رہے ہیں تو ان کو زیادہ نہ کھجایا کریں دوائی میں Bella dona 30 دن میں 4 مرتبہ 3-4 قطرے ایک چمچہ پانی میں ملا کر پئیں۔ یہ دوائی دورانِ حمل بھی استعمال کی جاسکتی ہے۔

بدبودار پسینہ:

ﷺ مجھے بغلوں میں پسینہ بہت آتا ہے سردیوں میں بھی پسینہ آتا ہے اور بدبو بھی بہت زیادہ آتی ہے میں دن میں دو تین دفعہ نہاتی ہوں لیکن بو ختم نہیں ہوتی جس کی وجہ سے میں بہت پریشان ہوں پلیز کوئی حل بتائیں۔ (بنت عبداللہ۔ فورٹ عباس)

☆ بی بی بعض حالات میں جسمانی نظام میں عدم توازن سے یہ کیفیت پیدا ہوتی ہے مگر بعض اوقات غذائیں اور ان کا نظامِ ہضم میں صحیح جذب نہ ہونا بھی بکثرت پسینہ پیدا کرنے کا سبب بنتا ہے لہٰذا آپ دن میں کئی مرتبہ لیموں کا شربت پینا شروع کردیں غذاؤں میں مچھلی ترک کردیں اور گوشت کم کردیں روزانہ غسل کیا کریں اور ایسی محنت والا کام کیا کریں جس سے پسینے کے غدود تیز کام کریں تاکہ ان کے اندر جو میل کچیل جمع ہو جاتا ہے وہ صاف ہو جائے۔ کچھ دنوں میں آپ محسوس کریں گی کہ آپ کو پسینہ تو آتا ہے مگر اس میں بو نہیں ہوتی دوا کے طور پر Osmium 30 دن میں 3 مرتبہ 4-4 قطرے ایک چمچہ پانی میں اور Silicea 200 یہ دن میں 2 مرتبہ ایک چمچہ پانی میں تقریباً 4-5 قطرے حل کر کے پئیں۔ اگر ہو سکے تو لیموں کا چھلکا بھی بغلوں میں مل لیا کریں۔

لکنت ہے:

ﷺ پہلا مسئلہ یہ ہے کہ میری زبان میں 14 سال سے لکنت ہے اور اب میری عمر 19 سال ہے۔ لکنت پیدائشی نہیں ہے۔ تقریباً 5 سال کی عمر میں شروع ہوئی۔ شروع میں کم تھی اور اب زیادہ ہے۔ میرے اس مسئلے کا حل ضرور بتائیں۔ (ریحانہ۔لاہور)

☆ ریحانہ صاحبہ آپ نے اس چیز کی وضاحت نہیں کی کہ پچھلے چند سالوں پہلے جو لکنت زبان میں پیدا ہوئی ہے وہ کسی بیماری کی وجہ سے ہوئی یا اچانک ہوگئی؟ لکنت دور کرنے کے لے آپ کو کوئی کتاب وغیرہ باآواز تقریباً ½ گھنٹہ پڑھنا چاہئے تاکہ روانی آسکے تلاوت بھی باآواز کریں اور جن لفظوں پر آپ مشکل محسوس کریں ان کو بار بار دھرائیں یہ زبان کی ایک ورزش ہے۔ دوا میں Stramonium 1M ہفتے میں ایک خوراک تقریباً 4-5 قطرے ایک چمچہ پانی میں اور یہی Stramonium 200 روزانہ 2 خوراک تقریباً 4-4 قطرے ایک چمچہ پانی میں ملا کر پئیں۔

کان بند ہے:

ﷺ ڈاکٹر صاحبہ تقریباً آٹھ دس سال ہوگئے ہیں مجھے دائیں کان سے بالکل سنائی نہیں دیتا ڈاکٹرز کا کہنا ہے کہ مسلز کمزور ہیں۔ بہت دوائیں استعمال کیں لیکن آرام نہیں آیا کبھی کبھار ہلکا ہلکا درد ہوتا تھا جو خود ہی ٹھیک ہو جاتا تھا لیکن آج سے ایک سال پہلے بہت زیادہ درد شروع ہوگیا جو دوائی کھانے سے ٹھیک ہوگیا دو تین ماہ ٹھیک رہا خارش بہت زیادہ ہوتی ہے جب تنکے پر روئی لگا کر کان صاف کرتی ہوں تو میل کم ہی نکلتا ہے لیکن روئی سیاہ ہو جاتی ہے، یہ سیاہی میل کی طرح گیلی نہیں ہوتی ہے بالکل خشک ہوتی ہے جیسے روئی پر دھواں سا لگا ہوا ہو۔ مہربانی فرما کر ایسی دوا بتائیں جس سے کان بالکل ٹھیک ہو جائے اور سننا بھی شروع ہو جائے۔

(ر۔الف۔ٹوبہ ٹیک سنگھ)

☆ محترمہ ر،الف صاحبہ میرا خیال ہے آپ کانوں میں تیل وغیرہ ڈال کر کافی چھیڑتی رہتی ہیں بلا وجہ کوئی چیز ڈالنے سے کان کے پردے پر خراش آجاتی ہے کیونکہ کان کا پردہ بہت نازک ہوتا ہے۔ آپ کان میں Mulleinoil ڈالا کریں اس سے خارش ختم ہو جائے گی اور کھانے کے لئے Graphites 200 دن میں 2 مرتبہ 4-4 قطرے ایک چمچہ پانی میں ملا کر پیا کریں ایک گھریلو علاج ہے کہ ایک لہسن کا جوا لے کر ٹکڑے کر کے ایک کھانے کے چمچ کی مقدار سرسوں کے تیل میں گرم کرلیں کہ ہلکا سا کھولاؤ آجائے پھر ٹھنڈا کر کے کانوں میں یہ تیل ڈالیں درد اور خارش وغیرہ سے آرام آجاتا ہے۔

عید کی تیاری....؟....ابھی سے

جمادی الثانی بھی آدھے سے زیادہ گزر گیا۔ اب رمضان کی آمد میں صرف ڈھائی مہینے باقی ہیں اور چوتھا مہینہ خود رمضان کا ہے، اگر جمادی الثانی کو بھی چھوڑ دیں تو صرف تین مہینے بچے۔

ہمارے معاشرے میں ایک عام دستور سا بن گیا ہے کہ ادھر رمضان کا مہینہ شروع ہوا ادھر عید کی تیاریاں بھرپور طریقے سے شروع ہوگئیں۔ شروع کے آٹھ دس دن تو خوب کھانے پینے اور سونے میں گزر جاتے ہیں۔ پھر عید کی فکر لاحق ہوجاتی ہے بلکہ عید کے بعد شادیوں کی خریداری بھی اسی مہینے میں کی جاتی ہے، اگر غفلت ہوتی ہے تو صرف رمضان کی عبادات کی طرف سے۔ رمضان جو نیکیوں کا موسم بہار ہوتا ہے اسے بازاروں کے چکر میں ضائع کردیا جاتا ہے۔

کیا یہ بہتر نہ ہوگا کہ ہمارے پاس جو دو ڈھائی مہینے رمضان سے پہلے کے ہیں ان ہی میں ہم عید کی تیاریاں کرلیں۔ کپڑے جوتے اور جو بھی سامان بڑے چھوٹے تمام افرادِ خانہ کی ضروریات کے ہیں اپنی حیثیت اور آمدنی کے مطابق آج سے ہی تیار کرنا شروع کردیں اور اپنے آپ کو رمضان کے مہینے کے لئے بالکل فارغ کرلیں؟۔

ویسے یہ ضروری بھی نہیں کہ عید پر نئے کپڑے جوتے ہی پہنے جائیں۔ اگر پہلے سے تیار شدہ کوئی ایسا لباس موجود ہے جو صاف ستھری حالت میں ہے تو وہ بھی استعمال کیا جاسکتا ہے۔ لیکن یہ ارادہ کرلیں کہ رمضان میں بازاروں کے چکر لگانا ہی نہیں۔

بعض خواتین کا ایک بڑا شوق یہ بھی ہے کہ چاند رات پر چوڑیاں پہننے جاتی ہیں۔ اکثر اعتکاف سے نکل کر آنے والی خواتین بھی اس طرف توجہ نہیں دیتیں۔ اس میں ایک تو فجر کی نماز قضا ہونے کا خطرہ ہوتا ہے۔ دوسرا یہ کہ اس رات میں (یعنی وہ جو یکم شوال کا چاند نظر آنے والی رات ہوتی ہے) اس میں معاوضہ

اُمِ عمر

یعنی اجر دیا جاتا ہے۔ جس پر باقاعدہ احادیث آئی ہیں منکرات کی بھرمار ہوجاتی ہے۔

رمضان کے آخری عشرے میں تو خوب صفائیاں ستھرائیاں بھی ہوتی ہیں۔ پردے تبدیل کئے جاتے ہیں۔ بعض لوگ نئے قالین، فرنیچر کی پالش یہ سب عید کے لئے کراتے ہیں۔ اگر ایسا ضروری ہی ہے تو پہلے سے ہی یہ کام کرایا جاسکتا ہے۔ شعبان کا مہینہ بھی عبادت ہی کا ہے۔ رجب کی آخری تاریخوں تک فارغ ہوجانا چاہئے۔ بچوں کے جوتے بنیان تک اور خواتین کی چوڑیوں تک ہر چیز خرید کر تیار کرکے پیک کردیں۔

عید کے مہینے میں شادیوں کا بھی رواج ہے۔ اگر ایسا ہے تو اس کی تیاری بھی شعبان سے پہلے ہی کرلیں۔ رمضان میں بازاروں میں دھکے کھانے کی کیا ضرورت ہے۔ روزے رکھ کر بازار جائیں یا پھر بازار کی خاطر روزہ چھوڑیں دونوں ہی غلط ہیں۔

اگر آپ کے ہاں ٹی وی ہے اور آپ دیکھتی بھی ہیں تو ارادہ کرلیں کہ شعبان اور رمضان میں نہ تو ٹی وی دیکھیں گی اور نہ بازار کے چکر لگائیں گی اور گھر میں آنے والے کسی نامحرم کے سامنے بھی نہیں جائیں گی۔ یہ دو ''آزمائشی مہینے'' گزار کر اس سکون کو پرکھئے۔ پھر سکون سے بے سکونی کی طرف جانا بہت برا لگے گا بلکہ تکلیف دہ ہوگا۔

گھر کو اتنا صاف ستھرا رکھئے کہ رمضان بھر میں ہلکے پھلکے طریقے سے جھاڑ پونچھ لینے سے ہی کام چل جائے۔ کھڑکیوں کی صفائیاں، جالے صاف کرنا یہ سب عید کے لئے ہی مخصوص نہیں ہونے چاہئیں رمضان تو اللہ کا مہمان مہینہ ہے اس کا بھی تو عید کی طرح استقبال کرنا چاہئے۔

روزہ کشائی کی رسم بھی عجیب ہے۔ میزبان ہوں یا مہمان، دونوں قیمتی دعاؤں کا وقت دسترخوان سجانے اور حال چال پوچھنے، کچن کا بھاگ بھاگ کر چکر لگانے میں گزار دیتے ہیں۔ الغرض کہ اتنے اہم مہینے کو ایسے کاموں میں ضائع نہ کریں۔ شعبان کے ابتدائی 15 دن خوب روزے اور عبادات میں گزاریئے اور بقیہ 15 دنوں میں اچھی غذا اور استقبال رمضان کی تیاریوں میں صرف کیجئے تاکہ رمضان کی عبادت کا تحمل کرسکیں۔

بات ہو رہی تھی عید کی شاپنگ کی تو اول یہ کہ خود نہ جائیں گھر کے مردوں کی ذمہ داری لگائیں اور اگر جانا ہی ہو تو کسی محرم مرد کے ساتھ یا کسی بڑی عمر کی خاتون کے ساتھ بازار جایئے۔ مکمل پردے کی حالت ہو ایسی چادر یا برقع اوڑھ کر جایئے جس پر بیل بوٹے نہ بنے ہوں اور نہ ہی ایسا رنگ ہو کہ مردوں کو اپنی طرف متوجہ کرے۔ دکاندار سے ہنسی مذاق نہ کریں نہ ہی راستے میں کسی سہیلی وغیرہ سے خوش گپیاں کرنے ٹھہریں۔ بجنے والا زیور پہن کر بازار نہ جائیں۔ ہاتھوں یا پیروں پر مہندی وغیرہ لگی ہے تو ان کو بھی چھپائیں۔ ہر زینت کو لازماً پردے میں رکھیں۔ بازار سے واپس آکر خصوصاً استغفار ضرور کریں اس لئے کہ اللہ کے نزدیک ناپسندیدہ جگہوں میں سے ایک بازار بھی ہے۔

آپ کا دسترخوان

بچیوں کو گھر پر پکانا سکھائیں

بچیوں کو بچپن سے ہی کھانا پکانے کا بے حد شوق ہوتا ہے۔ کھلونے کے برتنوں میں کاغذ کے ٹکڑوں سے کھانا پکانے کا کھیل کھیلتے ہوئے وہ بے حد خوشی محسوس کرتی ہیں۔ اکثر بھائی بھی بہنوں کے ساتھ اس کھیل میں شریک ہوجاتے ہیں۔ یوں کھیل ہی کھیل میں بچیاں کھانا پکانے اور پیش کرنے کا طریقہ سیکھ جاتی ہیں۔ کھانا پکانا سکھاتے وقت ایسی تراکیب کا انتخاب کیجئے جس میں چولہے وغیرہ کا استعمال نہ ہو یا اگر ہو تو چولہا یا اوون جلانے کا کام آپ خود کریں۔ مثلاً اگر کیک بنانا ہے تو بچوں کو کہیں کہ وہ آمیزہ تیار کریں مگر اوون میں آپ خود رکھیں۔ اس ہفتے ہم بھی آپ کو چند ایسی ہی آسان تراکیب بتارہے ہیں جن کو آپ کے بچے باآسانی بنا بھی لیں گے اور لذیذ ذائقے کی بناء پر خوب لطف بھی اٹھائیں گے۔

چاکلیٹ کریمی بسکٹ

اجزاء: میری بسکٹس ایک پیکٹ۔ کریم ایک پیکٹ۔ چینی پسی ہوئی دو کھانے کے چمچے یا حسب ذائقہ۔ کوکوا پاؤڈر آدھا چائے کا چمچہ یا حسب ذائقہ۔

ترکیب: ایک پیالے میں کریم اور چینی ڈال کر اچھی طرح پھینٹ لیں۔ اب ایک ایک بسکٹ کو کریم میں ڈبو کر ایک ڈش میں رکھتے جائیں، جو کریم بچ جائے اس میں کوکوا پاؤڈر ملا کر پھینٹ لیں کوکوا پاؤڈر ذائقے کے مطابق کم زیادہ بھی کرسکتے ہیں۔ اب اس کو کوکوا والی کریم سے بسکٹس کے اوپر ڈیزائن بنائیں۔ پھر اس کو کم از کم ایک گھنٹے کے لئے فریزر میں رکھ

منیرہ عادل

دیں۔ ایک گھنٹے کے بعد مزے دار کریم بسکٹس تیار ہیں۔ خود بھی کھائیں اور دوستوں کو بھی کھلائیں۔

آلو کے سینڈوچ

اجزاء: آلو ابلے ہوئے چار عدد۔ نمک آدھا چائے کا چمچ یا حسب ذائقہ، لال مرچ پسی ہوئی آدھا چائے کا چمچ یا حسب ذائقہ۔ ڈبل روٹی کے سلائس حسب ضرورت۔ مایونیز اور ٹماٹو کیچپ حسب ضرورت۔

ترکیب: ابلے ہوئے آلوؤں کے چھلکے اتار کر انہیں اچھی طرح میش کرلیں۔ پھر ان میں نمک اور سرخ مرچ ڈال کر اچھی طرح ملالیں۔ اب ہر سلائس کو درمیان سے تکون میں یعنی آڑا کاٹ لیں۔ ایک سلائس پر آلو کا آمیزہ لگائیں اور دوسرے سلائس پر مایونیز اور کیچپ لگا کر اس کے سینڈوچ بنالیں۔ اب ایک ڈش میں سینڈوچ رکھیں، ساتھ کیچپ ڈال کر کھائیں اور کھلائیں۔

دہی اور سبزی کی سلاد

اجزاء: دہی ایک پیالی۔ نمک چائے کا پاؤ چمچہ۔ کالی مرچ پسی ہوئی آدھا چائے کا چمچہ یا حسب ذائقہ۔ گاجر ایک عدد باریک کٹی ہوئی۔ ککڑی ایک عدد باریک کٹی ہوئی۔ کھیرا ایک عدد باریک کٹا ہوا۔ ٹماٹر ایک عدد باریک کٹا ہوا۔

ترکیب: دہی میں نمک مرچ ملا کر پھینٹ لیں۔ پھر ساری سبزیاں ملا کر کچھ دیر کے لئے ریفریجریٹر میں رکھ دیں۔ مزے دار سلاد تیار ہے۔

مسلمان لڑکیوں کے لئے مفت اسکارف

ایک خبر کے مطابق سری لنکا کے سرکاری اسکولوں میں مسلمان لڑکیوں کو سر ڈھانپنے کے لئے حکومت کی طرف سے مفت اسکارف مہیا کئے جائیں گے۔ معلوم ہوا ہے کہ سری لنکن صدر چندریکا کمارا ٹنگا اور ان کی کابینہ نے تمام مسلمان لڑکیوں کو ان کے یونی فارم کے حصے کے طور پر اسکارف اور نقاب فراہم کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔

دوسرے کی بیوی بن کر جانے والی خاتون پکڑی گئی

کراچی ایئرپورٹ پر امیگریشن حکام نے دوسرے شخص کی بیوی بن کر کینیڈا جانے والی خاتون کو بچوں سمیت آف لوڈ کر دیا۔ تفصیلات کے مطابق شازیہ نامی خاتون اپنے دو بچوں کو ساتھ لے کر کینیڈا اپنے رشتہ داروں سے ملنے جارہی تھی۔ جب کاغذات کی جانچ پڑتال کے لئے امیگریشن کاؤنٹر پر پہنچی تو پوچھ گچھ کے دوران معلوم ہوا کہ خاتون جس شخص کی بیوی بن کر سفر پر جارہی تھی وہ اس کا اصل شوہر نہیں بلکہ کوئی اور ہے جو سول ایوی ایشن اتھارٹی میں ملازمت کرتا ہے۔

شادی کے چھ برس بعد بیک وقت چار بچوں کی پیدائش

قلعہ دیدار سنگھ میں ایک خاتون کے ہاں شادی کے چھ برس بعد چار بچوں کی بیک وقت پیدائش ہوئی ہے۔ ایک بچہ وزن کم ہونے کی وجہ سے وفات پا گیا۔ خاتون کے شوہر کے مطابق جب ان کے ہاں دیر تک کسی بچے کی پیدائش نہ ہوئی تو انہوں نے پیروں، فقیروں اور حکیموں کے پاس بہت چکر لگائے، لیکن کوئی فائدہ نہ ہوا۔ انہوں نے کہا ہے کہ ان کے ہاں بچوں کی پیدائش محض اللہ کا فضل ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اولاد نرینہ ملنے پر بہت خوش ہیں۔

پہلے اسلام پھر پاکستان

کراچی انٹر ہوم اکنامکس گروپ میں اول، دوم اور سوم پوزیشن حاصل کرنے والی طالبات نے وفاقی وزارت تعلیم کی جانب سے ملک بھر کے تعلیمی نصاب میں بڑے پیمانے پر تبدیلیوں پر کڑی نقطہ چینی کرتے ہوئے کہا کہ اسلام کے دائرہ کار میں رہتے ہوئے نصاب میں تبدیلی کرنی چاہئے۔ پاکستان اسلام کی وجہ سے وجود میں آیا ہے۔ اسلام ہے تو پاکستان ہے اگر ہم آج اسلام کو ہٹا دیں تو گویا پاکستان حاصل کرنے کے مقصد سے منحرف ہو جائیں گے، انہوں نے کہا اسلام دقیانوسی مذہب نہیں بلکہ سب مذاہب سے جدید اور ترقی پسند مذہب ہے۔ انہوں نے یہ بھی کہا کہ طریقہ امتحانات میں تبدیلی اور بہتری کی ضرورت ہے۔

226 خواتین کی خودکشی

ایک سروے کے مطابق ملک بھر میں بڑھتی ہوئی بے روزگاری اور معاشی و معاشرتی ناہمواریوں کے باعث رواں سال میں پاکستان بھر میں 665 افراد نے خودکشی کی، جن میں 226 خواتین شامل ہیں۔ یہ صورت حال روزگار کے حوالے سے ملک میں پائی جانے والی شدید بے چینی کی عکاسی کرتی ہے۔ ایک سال کے دوران 226 خواتین کا حالات سے تنگ آکر اپنے آپ کو ختم کر لینا خطرناک صورت حال کا پتہ دے رہا ہے۔

خواتین کا اسلام ہاتھوں ہاتھ

بعض اطلاعات کے مطابق طالبات کے مدارس اور اسکولوں میں "خواتین کا اسلام" ہاتھوں ہاتھ لیا جاتا ہے۔ ہاتھوں ہاتھ لینے کا مطلب یہ ہے کہ بعض اسکولوں میں خواتین اساتذہ باری باری اسے پڑھتی ہیں۔ بعض جگہ میگزین اجتماعی طور پر پڑھ کر سنایا جاتا ہے۔ اس خبر پر تبصرہ کرتے ہوئے میگزین کے ایک رکن ادارت نے کہا کہ اب سمجھ آئی ہے کہ کچھ عرصے سے میگزین کی تعداد اشاعت میں خاطر خواہ اضافہ کیوں نہیں ہو رہا؟

زیرِلب

عدالت میں جج نے ملزم سے دریافت کیا "تم اپنی صفائی کے سلسلے میں کچھ کہنا چاہتے ہو؟"

ملزم نے جواب دیا "جناب چھ ماہ سے جیل میں بند ہوں نہایا نہ دھویا اپنی صفائی کے سلسلے میں کیا کہوں"؟

٭......٭

ایک سردار جی لائبریری میں بیٹھے کتاب پڑھ رہے تھے اچانک انہوں نے اتنے زور سے "واہ واہ" کہا کہ لوگ حیرت سے انہیں دیکھنے لگے۔ جب انہوں نے دوبارہ "واہ واہ" کہا تو ایک صاحب نے انہیں منع کیا کہ شور نہ کریں۔ سردار جی کہنے لگے: "جناب کسی نے پہلی بار سکھوں پر شعر لکھے ہیں پھر کیسے واہ واہ نہ کروں، آپ بھی سنیں۔

پردیس میں جا کے کوئی سکھ نہیں ملتا
اپنے وطن جب آؤ تو سکھوں کا ایک سمندر
ولایت جا کے سکھ کیوں ڈھونڈتے ہو
اپنے وطن آجاؤ یہاں سکھ ہی سکھ ہے

سردار جی دراصل سکھ کو سِکھ پڑھ رہے تھے۔

(مرسلہ: ام سلمان کوئٹہ)

٭......٭

مسافر: (کسان سے) جناب! اگر آپ مجھے اپنے کھیت سے گزرنے کی اجازت دے دیں تو میں ساڑھے چھ بجے والی ریل پکڑلوں گا۔

کسان: بڑے شوق سے گزریں لیکن میرے کتے نے دیکھ لیا تو وہ آپ کو پونے چھ بجے والی گاڑی میں سوار کروادے گا۔ (مرسلہ نبیلہ حسان)

٭......٭

مریض: میری یادداشت ختم ہوگئی ہے۔ جیسے ہی کوئی بات سنوں اگلے لمحے اسے بھول جاتا ہوں۔

ڈاکٹر: ایسا کتنے عرصے سے ہو رہا ہے؟

مریض کتنے عرصے سے کیا ہو رہا ہے؟

(بنت وزیر احمد۔ گھوٹکی)

٭......٭

قابل دید

ایک سکھ موٹر سائیکل پر بڑی مارکیٹ کے روڈ سے گزر رہا تھا قریب سے ایک آٹے سے لدا ہوا ٹرک گزرا، تیز ہوا کے باعث آٹے کی بوریوں پر سے گرد اور بھوسی اڑنے لگی۔ سکھ نے اپنی دونوں آنکھیں بند کر لیں یہ سوچ کر کہ کہیں یہ بھوسی آنکھوں میں نہ چلی جائے۔ جب سکھ کی آنکھ کھلی تو وہ ہسپتال میں تھا۔ (مرسلہ: بنت مولانا عمران فاروق لاہوری)

مزاح بھی ادب کا حصہ ہے:

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ شمارہ نمبر 70 پڑھتے ہی پیشانی پر بل پڑ گئے۔ اس بات کا احساس ہوا کہ ''خواتین کا اسلام'' میں کچھ ایسے بھی قاری ہیں جن کو علم و ادب سے بالکل بھی واقفیت نہیں میں معذرت چاہتی ہوں لیکن آپ اس قسم کے خط شائع نہ کیا کریں۔ مثلاً ایک قاریہ نے لکھا تھا ''کہانی کا پلاٹ'' بالکل فضول تھی تو ان کی اطلاع کے لئے عرض ہے کہ زندگی صرف سنجیدگی کا نام نہیں ہے بلکہ مزاح بھی اس میں شامل ہے۔ اگر ہمیں مسکراہٹوں کی ضرورت نہ ہوتی تو پریشانیوں سے گھبراتے ہی کیوں؟ اگر آپ نے اس خط پر عمل کیا تو خدانخواستہ کچھ عرصہ میں ہی یہ رسالہ ٹھپ ہو جائے گا۔ کیونکہ آپ کوئی ادبی کتاب نہیں لکھ رہے بلکہ رسالہ چلا رہے ہیں اور رسالے میں طنز و مزاح لازم ہے ورنہ رسالہ، رسالہ نہیں رہتا۔ آپ مزاحیہ مضامین بھی شائع کیا کریں کیونکہ اس قسم کے مضامین سے دماغ تازہ ہوتا ہے اور پھر دین کی باتیں بھی اچھی طرح سمجھ آتی ہیں۔ اگر کوئی گستاخانہ بات ہو گئی ہو تو معاف کردیں لیکن اس خط کو پڑھ کر آپ یقین کریں میرا ٹمپریچر 100 سینٹی گریڈ پر پہنچ گیا تھا۔ (اخت محمد ابوبکر صدیق۔ سرگودھا)

صرف نصائح:

خواتین کا اسلام کچھ اچھا نہیں جا رہا ہے پورے شمارے میں کوئی ایک یا دو واقعات ہوتے ہیں جبکہ باقی پورے رسالے میں نصیحت ہی ہوتی ہیں اور نصیحتیں بھی صرف عورتوں کے لئے اگرچہ یہ میگزین خواتین کا ہے لیکن پھر بھی خود ہی سوچیں کہ کیا صرف عورت ہی نے معاشرے کو خراب کیا ہے، اگر عورت قصوروار ہے تو مرد اس سے بھی زیادہ۔ بعض عورتیں ایسی ہوتی ہیں جو شریعت کے مطابق زندگی گزارتی ہیں مگر سخت مجبوری کے تحت باہر نکلتی ہیں لیکن بے حیا مردوں کی نظر سے محفوظ نہیں رہ سکتیں، اس صورت میں دین دار خاتون کیا کرے برائے مہربانی اپنی نصیحت صرف عورتوں تک ہی محدود نہ کریں بلکہ آج کے مرد کو بھی نصیحت کریں تاکہ اپنے گھر میں رہنے والی ماں بہن بیوی کی عزت تو کر سکے۔ (حافظ حمیرا سرور عبدالحکیم۔ کینٹ)

بہت بڑی نعمت:

خواتین کا اسلام شمارہ نمبر 63 پڑھا بہت اچھا لگا۔ ''گمراہ مسافر'' نے قلم اٹھانے پر مجبور کردیا کہانی بہت اچھی لگی، الحمدللہ بہت اصلاح بھی ہوئی ہے۔

خواتین کا اسلام اس پرفتن دور میں امت مسلمہ کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے بہت بڑی نعمت ہے، اللہ تعالیٰ ہمارے میگزین کو حاسدوں کے حسد سے اور شریروں کے شر سے محفوظ رکھے۔ (خدیجہ بی بی، آمنہ بی بی، جویریہ تحریم۔ ٹیکسلا)

وضاحت:

12 مئی 2004ء کے صفحہ 7 پر اخت عبدالہادی کراچی کی لکھی ہوئی بات ''راحت'' پڑھ کر ذہن اسے قبول نہیں کر رہا۔ میں چھوٹی ہوں، ممکن ہے میرے سمجھنے میں غلطی ہو۔ مگر براہ کرم تسلی بخش جواب دیں۔ راحت میں لکھا ہے، ''نفس کی راحت کم گناہ کرنے میں ہے'' اسلام میں تو گناہ خواہ چھوٹا ہو یا بڑا، گناہ زیادہ ہوں یا کم، گناہ تو گناہ ہے اور اسے کرنے کی اجازت ہرگز نہیں ہے۔ یہ بات پڑھ کر تو ایسے لگتا ہے کہ نفس کو کم گناہ کرنے کی اجازت ہے؟ یہ بات اس طرح ہونی چاہئے تھی کہ نفس کی راحت گناہ نہ کرنے میں ہے۔ یقیناً میں جو کہنا چاہ رہی ہوں آپ سمجھ گئے ہوں گے۔ (وجیہہ۔ جیکب آباد)

☆ آپ کے توجہ دلانے کا شکریہ، یقیناً نفس کی راحت گناہ نہ کرنے ہی میں ہے۔

نیکی کا راستہ:

میں ہمیشہ اللہ تعالیٰ سے نیکی کے راستے پر چلنے کی دعا مانگتی ہوں اللہ تعالیٰ نے وہ راستہ مجھے خواتین کا اسلام کے ذریعے دکھایا۔ شمارہ نمبر 49 میں ''دل سے دعا'' بہت پسند آئی ہے۔ خواتین کا اسلام ہمیں بہت پسند ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے ترقی عطا فرمائے، آمین۔ (کنز افراش۔ گڑھی حبیب اللہ)

خوابوں کی تعبیر:

میں چاہتی ہوں کہ خوابوں کی تعبیر کا سلسلہ شروع کیا جائے میں بہت پریشان ہوں میں اکثر خواب میں سانپ دیکھتی ہوں کبھی کوئی ڈس رہا ہے، کوئی میرے پیچھے پڑا ہوا ہے، سہیلیوں سے پوچھا تو وہ کہتی ہیں کہ یہ تمہارا کوئی دشمن ہے جو تمہیں نقصان پہنچانے کی کوشش کر رہا ہے لیکن ہماری تو کسی سے کوئی دشمنی نہیں۔ ایک اور خواب دیکھا کہ آسمان پر دو چاند ہیں ایک تو یہی ہے جو سب دیکھتے ہیں دوسرا مشرق کی طرف سے مغرب کی طرف تیزی سے آرہا ہے کبھی وہ پورا نظر آتا ہے کبھی ادھورا ہو جاتا ہے۔ بس یہی میری پریشانی ہے۔ (ز۔ ل۔ عباس۔ ڈیرہ غازی خان)

☆ سہیلیاں آپ کو خواہ مخواہ ڈرا رہی ہیں۔ کوئی برا خواب دیکھیں تو سنت کے مطابق تین مرتبہ بائیں طرف تھوک دیں اور تین مرتبہ اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم پڑھیں، ایسے کسی بھی خواب کا دوسرے سے تذکرہ نہ کریں۔ ایک قصہ سن لیں...... حضرت مولانا عبدالقادر رائپوری رحمہ اللہ بہت بڑے بزرگ گزرے ہیں ان کے ایک مرید عجیب و غریب خواب دیکھا کرتے تھے، کبھی فضا میں اڑ رہے ہیں کبھی آسمانوں کی سیر کر رہے ہیں، وہ مرید اکثر اپنے خواب حضرت کو سنایا کرتے تھے۔ حضرت بھی کمال شفقت سے سن لیا کرتے تھے، جب یہ سلسلہ کچھ زیادہ بڑھا تو حضرت نے اپنے مرید کو ہاضمے کی گولیاں کھانے کا مشورہ دیا تھا۔ یہ تو ایک قصہ ہوا۔ محترم بہن! اولین چیز خیالات کی صحت اور جسمانی صحت ہے۔ جسمانی صحت کی طرف توجہ کیجئے اور خیالات کو پاکیزہ بنائیے۔ ان شاء اللہ کوئی پریشان کن خواب نظر نہیں آئے گا۔

میری رائے:

مختصر مدت ہوئی ہے ''خواتین کا اسلام'' کی قاریہ بنے ہوئے۔ 60 نمبر شمارے سے پڑھنے کی ابتداء کی ہے یہ میگزین بے حد پسند آیا ہے۔ ''دعا اور مشورے'' کی ضرورت کو پڑھا تو قلم اٹھا لیا۔ نئے سلسلے کے بارے میں میرے ذہن میں خیال آیا موجودہ وگزرے ہوئے ایسے لوگوں کے ایمان افروز واقعات کا ایک سلسلہ شروع کیا جائے جو دلوں میں ایمان کو اجاگر کردے، جو لوگ دین کی محنت کے لئے گھربار چھوڑتے ہیں اللہ تعالیٰ کے عشق میں ڈوب جاتے ہیں اور دین کی محبت میں قربانیاں دیتے ہیں۔ (ام اعزاز۔ پشاور)

بڑا احسان:

خواتین کا اسلام ہمارا پسندیدہ میگزین ہے جب سے یہ شائع ہوا ہے اس کے سب شمارے الحمدللہ ہمارے پاس محفوظ ہیں۔ یہ میگزین شائع کرکے آپ نے ہم عورتوں پر بہت بڑا احسان کیا۔ (اہلیہ ماسٹر اشفاق شاہ۔ گڑھی حبیب اللہ)

اچھا قدم:

میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو دنیا و آخرت میں کامیابی نصیب فرمائے آپ نے ہم مسلمان بہنوں کے لئے بہت اچھا قدم اٹھایا کہ اتنا اچھا میگزین ہم بہنوں کے لئے ترتیب دیا۔ اللہ تعالیٰ آپ کی اس کاوش کو قبول و منظور فرمائے اور آپ کو اس کا اجر آخرت میں دے۔ (ل بنت سجاول خان۔ میرپور خاص)

انٹرویوز کا سلسلہ جاری رہنا چاہئے:

''خواتین کا اسلام'' ہمیں بہت پسند ہے ہر بدھ کو شدت سے اس کا انتظار رہتا ہے۔ اس کے تمام سلسلے ماشاء اللہ بہت اچھے ہیں۔ ''بے پردگی سے پردے کی طرف'' بہت اچھا سلسلہ ہے اس سے دوسری عورتوں کو بھی حوصلہ ملتا ہے کہ اس طرح شرعی پردہ کو اپنائیں۔ انٹرویوز کا سلسلہ جاری رہنا چاہئے، ہمیں بہت پسند ہے۔ شمارہ نمبر 66 میں تعمیر فکر میں آپ نے دعا اور مشورہ مانگا ہے۔ دعا تو ہم اس رسالے کی کامیابی اور آپ سب کے لئے کرتے رہتے ہیں اسی وجہ سے تو یہ اتنا مقبول رسالہ بن چکا ہے۔ آپ ایک سلسلہ شروع کریں جس میں آپ ''خواتین کا اسلام'' کی قاریات سے پوچھیں کہ ''خواتین کا اسلام'' نے ان میں کیا تبدیلی پیدا کی۔

(ہمشیرہ بابر رشید قیصرانی)

خیر کی طرف

بے پردگی سے پردے کی طرف

بنت، محمد فاروق

میری پیدائش یورپ کے ملک ڈنمارک میں ہوئی، ہم سب گھر والے کوپن ہیگن شہر میں رہتے تھے۔ میں دو بڑے بھائیوں کی اکلوتی بہن تھی۔ دین سے ہمارا گھرانا بالکل نا آشنا تھا، تو فلم دیکھنے پر کبھی روک ٹوک نہیں ہوتی تھی بلکہ سب مل بیٹھ کر دیکھتے اسی طرح نماز نہ پڑھنے پر ڈانٹ ڈپٹ بھی نہیں ہوتی تھی۔ میری عمر پانچ سال کی تھی جب میری والدہ پہلی مرتبہ بیمار ہوئیں، دو سال کی طویل علالت کے بعد ایک دن والدہ محترمہ اس دار فانی کو چھوڑ کر چل بسیں اس وقت میری عمر سات سال تھی، والدہ کو پاکستان لاکر والد صاحب کے آبائی گاؤں میں دفنایا گیا پھر ہم سب واپس ڈنمارک چلے گئے۔

پھر ایک دن ایسا ہوا کہ تبلیغی جماعت کے چند حضرات ہمارے گھر تعزیت کے لئے تشریف لائے، اللہ تعالیٰ نے ان ہی کو ہمارے رخ کے بدلنے کا ذریعہ بنایا، والد صاحب ان کی گفتگو سے بہت متاثر ہوئے اور ان کے جانے کے بعد پکی توبہ کرلی۔ اس دن کے بعد والد صاحب کو ہماری دینی تربیت کی بہت فکر لاحق ہوئی، پانچ وقت کی نماز پر پوچھ گچھ ہوتی اور وقفے وقفے سے دینی لیکچرز ہوتے، لیکن میری یہ حالت تھی کہ خدا کا ڈر نہیں تھا صرف ابو جان کا ڈر تھا کہ اگر نماز نہ پڑھی اور والد صاحب نے پوچھ لیا تو کیا ہوگا صرف اس ڈر سے نماز پڑھ لیتی۔ چونکہ اسکول میں سارا دن عریانی فحاشی دیکھنے میں آتی تھی اس کا اثر زیادہ ذہن پر ہوتا اور ایک سوال ذہن میں گھومتا رہتا کہ ہمارے والد صاحب ہمیں ایسا کرنے کی اجازت کیوں نہیں دیتے جبکہ دوسرے مسلمان بچوں کو والدین کی طرف سے ہر طرح کی آزادی حاصل تھی۔ خیر ایسے ہی وقت گزرتا رہا، جب میں آٹھویں کلاس میں پہنچی تو ایک دن والد صاحب نے مجھے اپنے پاس بلایا اور کہنے لگے ''بیٹی...... میرا دل چاہتا ہے کہ میری بیٹی عالمہ بنے'' پھر والد صاحب نے میرے سامنے مدرسے کا نقشہ کھینچا والد صاحب کی یہ سب باتیں سن کر میرے اندر ایک شوق پیدا ہوا اور ان کی باتیں اچھی لگنے لگیں۔ اب والد صاحب کو جب بھی موقع ملتا اور میرے پاس بیٹھتے تو مدرسے کی باتیں شروع ہو جاتیں اور میرے سامنے ایسا نقشہ لایا جاتا کہ مجھے خواہش ہوتی کہ میں جلد وہاں پہنچ جاؤں۔ اس طرح سے والد صاحب نے مجھے ذہنی طور پر تیار کیا۔ آخر انتظار کی گھڑیاں ختم ہوئیں اور میں والد صاحب کے ساتھ پاکستان آگئی، مجھے اور میرے والد صاحب کو اس وقت کچھ علم نہ تھا کہ مدرسہ کیا چیز ہوتی ہے، والد صاحب کے ایک دوست نے والد صاحب کے ساتھ جا کر بہت سے مدارس دیکھے لیکن والد صاحب کا دل مطمئن نہ ہوا آخر ٹوبہ کے اندر ایک مقامی مدرسے میں جہاں حفظ اور ترجمہ کی حد تک تعلیم تھی وہاں والد صاحب نے مجھے داخل کروادیا۔ چھوٹا سا مدرسہ تھا صاف ستھرا ماحول تھا۔ میں نے کبھی زندگی میں برقع نہیں دیکھا تھا لیکن جس دن مدرسہ جانا تھا تو والد صاحب نے پہلے ہی سے دو برقعے منگوا کر رکھے تھے اور مجھے پیار سے سمجھا کر ایک برقع پہنا دیا، مجھے عجیب سا لگا لیکن میں نے کچھ نہ کہا اور پہلا قدم مدرسے میں برقع پہن کر رکھا۔

والد صاحب مجھے مدرسے چھوڑ کر دو ہفتے بعد ڈنمارک واپس چلے گئے لیکن خدا کا کرنا کہ مجھے اس قدر اچھے اساتذہ ملے اور انہوں نے مجھ پر اتنی محنت کی کہ میری یہ حالت ہوگئی کہ جب تک نماز نہ پڑھ لیتی سکون نہ آتا اس طرح شرعی پردہ شروع کیا اور گاؤں (ددھیال کے ہاں) جانا چھوڑ دیا کیونکہ ددھیال میں دینی ماحول بالکل نہیں تھا دو سال ٹوبہ میں رہ کر ترجمہ وتفسیر پڑھی اس کے بعد فیصل آباد جامعہ تہذیب النساء میں چار سالہ کورس کیا اور ساتھ ساتھ قرآن پاک حفظ کرنا شروع کردیا۔ جب میں دورۂ حدیث کر کے فارغ ہوئی تو ساتھ ہی میرے پندرہ پارے بھی ہو چکے تھے۔ خدا کا فضل ہوا اس نے دین کا کام ہم جیسے نا اہلوں سے لینا تھا اب اپنا مدرسہ بنایا ہے اور اس وقت ثانویہ خاصہ تک کلاسیں جاری ہیں حفظ کا شعبہ بھی ہے یہ سب بزرگوں اور استادوں کی دعاؤں اور مہربانیوں کا نتیجہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو شرعی پردہ کرنے اور دین پر استقامت کی توفیق عطا فرمائے۔ امین

سکون نصیب ہوا

ام معاذ

میں لاہور کے ایک ایسے ہائی لیول کالج کی طالبہ رہ چکی ہوں جس میں پڑھائی کی بجائے فیشن اور دوسری فضولیات پر زیادہ توجہ دی جاتی ہے اور سونے پہ سہاگہ یہ کہ ایسے کالج میں میرا تعلق ایک ایسے گروپ سے جڑ گیا جو ہر کام فیشن کے مطابق کرنا لازمی تصور کرتا تھا۔ اکثر وبیشتر کلاس چھوڑ کر فضول بکواس تھریڈنگ، میک اپ اور بے وجہ باہر بے پردہ گھومنا پھرنا معمول کا حصہ تھا۔ یہ تو محض کالج کی روٹین تھی اس کے علاوہ محلے اور خاندان میں بھی میرے اسٹائل اور فیشن کو بہت سراہا جاتا، یہ بات تو سب جانتے ہیں کہ سراہے جانے کا لطف ہی انوکھا ہوتا ہے اور اسی لطف کے زیر اثر میں زیادہ سے زیادہ حسین نظر آنے کی کوشش میں رہتی اور یوں دن بدن اللہ تعالیٰ سے مزید دور ہوتی گئی۔ اسے اللہ تعالیٰ کی خاص رحمت کہیے یا یوں سمجھ لیجیے کہ شاید اللہ تعالیٰ کو اس ناچیز کی کوئی ادا اتنی بھائی کہ دنیا اور آخرت کو سنوارنے کے لئے باری تعالیٰ نے میری رہنمائی فرمائی۔

ہوا یوں کہ ابھی میں کالج میں زیر تعلیم تھی کہ میری ایک دوست میرے لئے اپنے بھائی کا رشتہ لے آئی، اس دوست کے انداز سے متاثر ہوکر میں نے دل ہی دل میں آئندہ زندگی کے لئے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔ باوجود بے تحاشا اعتراضات کے میری شادی میری اُسی دوست کے بھائی سے ہوگئی اور پھر یہاں سے ایک نئی زندگی کا آغاز ہوا۔ شروع شروع میں تو میاں میری بے پردگی اور فیشن کو یہ سوچ کر ٹالتے رہے کہ نئی نویلی دلہن ہے کیا لڑنا۔ لیکن رفتہ رفتہ بے پردگی ناچاقی کا سبب بن گئی وہ اس طرح کہ میاں جب بھی نامحرم مرد رشتہ داروں کے منہ سے میرے بارے میں کوئی بات وغیرہ سنتے تو بے تحاشہ غصہ کرتے، گھر میں بے سکونی کا سا عالم رہنے لگا۔ جس سے تنگ آکر میں نے اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کیا۔ بے شک غم خواروں کا کارساز اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا میں جتنا شکر ادا کروں وہ کم ہے کہ اس نے میری دعاؤں کو قبول فرمالیا۔ وہ اس طرح کہ میں نا صرف ظاہری طور پر برقعہ وغیرہ پہننے لگی بلکہ دلی طور پر بھی بے پردگی سے شدید نفرت کرنے لگی۔ اب الحمدللہ میری اور میرے میاں کی کبھی اس معاملے میں لڑائی نہیں ہوئی بلکہ وہ اس بات پر فخر بھی محسوس کرتے ہیں کہ میری بیوی نا صرف دوسرے لوگوں سے بلکہ دیور اور بہنوئی جیسے قریبی رشتے داروں سے بھی پردہ کرتی ہے۔ اور اس طرح مجھے نا صرف شوہر کی محبت نصیب ہوئی بلکہ راضی بہ رضائے الٰہی میں سکون قلب بھی ملا۔ الحمدللہ۔ اب جب بھی میری نظر اپنے ماضی پر جاتی ہے تو بے پردگی جیسی گمراہی کو سوچتے ہی رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔

ایک ضروری بات تمام مسلمان بہنوں کے لئے وہ یہ کہ یاد رکھئے شرعی پردہ صرف وہی عورت کرسکتی ہے جس پر نا صرف اللہ تعالیٰ کی خاص رحمت ہو بلکہ وہ اپنے نفس سے جہاد کرنا بھی جانتی ہو۔ میری دلی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ دنیا کی تمام مسلمان بہنوں کو شرعی پردہ کی توفیق عطا فرمائے اور ان کی توجہ لہو ولعب (کھیل تماشے) کی دنیا سے ہٹا کر آخرت پر بھی مبذول فرمائے۔ (آمین ثم آمین)

AL-NISAR JEWELLERS
SHOP # A-19 BAZAR-E-FAISAL KARIMABAD
FEDERAL 'B' AREA, KARACHI.
PHONE NO: 6322614 - 6328750
SHOP # 1 MOTIWALA ARCADE, TARIQ ROAD
KARACHI. OPP. MADINA MASJID.

ہر بدھ کو روزنامہ اسلام کے ساتھ شائع ہوتا ہے
خواتین کا اسلام
روزنامہ اسلام
75
بدھ 24 جمادی الثانی 1425ھ مطابق 11 اگست 2004ء
14 August
احتساب کا دن
اسلام
حیرت زدہ کر دینے
والا مذہب ہے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

درسِ قرآن و حدیث

رشوت

مولانا محمد اسلم شیخوپوری

رشوت ایک لعنت ہے اور آج یہ لعنت ہماری سوسائٹی اور ہماری زندگی میں رچ بس چکی ہے، رشوت کسے کہتے ہیں؟ اس کی حقیقت کیا ہے؟ اس کے بارے میں یوں تو اہلِ علم کے مختلف اقوال ہیں، لیکن ان سب کے حاصل اور خلاصہ میں کوئی زیادہ فرق نہیں۔

ملا جرجانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ رشوت اس چیز کو کہتے جو حق کو باطل اور باطل کو حق ثابت کرنے کے لیے کسی کو دی جائے۔ علامہ محمد اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں، رشوت کی چار صورتیں ہیں:

۱۔ قاضی یا جج کو اپنے حق میں فیصلہ کروانے کے لئے رشوت دی جائے...... اس رشوت کا لینا بھی حرام ہے اور دینا بھی حرام ہے۔

۲۔ اپنی جان یا مال کی حفاظت کے لیے کسی کو کچھ دیا جائے، اس کا لینا تو حرام ہے مگر دینا حرام نہیں، یونہی اگر کوئی ظالم شخص کسی کے مال پر حریصانہ نظر رکھتا ہو اور وہ اس کے شر سے بچنے کے لیے اسے کچھ دے دے یا کسی شاعر اور صحافی کی بدگوئی سے بچنے کے لیے اسے کچھ پیش کر دیا جائے تو لینے والا گناہ گار ہوگا مگر دینے والے کو گناہ نہیں ہوگا۔

۳۔ حاکم یا قاضی کو معاملہ درست رکھنے اور حق پر قائم رہنے کے لیے جو کچھ دیا جائے اس کا لینا حرام ہے مگر دینا حلال ہے۔

۴۔ جانبین آپس میں محبت والفت بڑھانے کے لیے جو ہدیہ وغیرہ دیتے ہیں اس پر بھی رشوت کا اطلاق کر دیا جاتا ہے مگر یہ رشوت نہیں اور دونوں فریق کے لیے حلال ہے۔

امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ سے اس شخص کے بارے میں سوال کیا گیا جو حاجت برآری یا امیر کے تقرب کے حصول یا اس کے پاس کوئی خدمت یا ملازمت کا موقع تلاش کرنے کے لیے اسے ہدیہ پیش کرتا ہے تو اسے رشوت سمجھا جائے گا یا نہیں؟ جبکہ صورت یہ ہے کہ انہیں اگر ہدیہ دیں تو کام ہو جاتا ہے اور اگر نہ دیں تو وہ کام کرنے پر آمادہ نہیں ہوتے؟ یونہی جس شخص کی بات امیر کے ہاں سنی جاتی ہو اسے ہدیہ پیش کرنے کا کیا حکم ہے جبکہ وہ یہ بھی جانتا ہے کہ اگر میں یہ ہدیہ پیش کرتا ہوں تو دینے والے کی دل شکنی ہوگی؟

امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے ان دو صورتوں کا جواب دیتے ہوئے فرمایا کہ سنن ابی داؤد میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے ’’جو شخص اپنے مسلمان بھائی کے حق میں سفارش کرتا ہے پھر وہ اسے کوئی ہدیہ پیش کرتا ہے تو اگر اس نے اس کا ہدیہ قبول کر لیا تو ربا (سود اور حرام) کے ابواب میں سے ایک باب کا اس نے ارتکاب کیا‘‘۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے ’’سحت‘‘ (جس کا قرآن کریم میں یہود کے حوالے سے ذکر آیا ہے) کے بارے میں سوال کیا تو انہوں نے فرمایا کہ ’’سحت‘‘ (حرام) یہ ہے کہ تم کسی معاملے میں اپنے مسلمان بھائی کی سفارش کرو، اس پر وہ تمہیں ہدیہ پیش کرے اور تم اسے قبول قبول کرلو‘ سائل نے پوچھا اگر یہ ہدیہ کسی باطل اور ناجائز کام کے سلسلہ میں ہو تو پھر کیا حکم ہے؟ آپ نے فرمایا یہ تو کفر ہے، جیسا کہ سورۂ مائدہ میں ہے ’’اور جو لوگ اللہ کے نازل کردہ احکام کے مطابق فیصلے نہیں کرتے وہ کافر ہیں۔‘‘ اس لئے علماء کرام کہتے ہیں کہ جو شخص کسی صاحبِ منصب اور ذمہ دار کو ناجائز کام کروانے کے لیے ہدیہ پیش کرتا ہے تو اس کا دینا اور لینا دونوں حرام ہیں اور یہی وہ رشوت ہے جس کے بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ’’اللہ رشوت دینے اور لینے والے دونوں پر لعنت کرتا ہے۔‘‘

امام ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یوں تو صورت کے اعتبار سے ہدیہ اور رشوت میں اشتباہ پایا جاتا ہے، لیکن ان دونوں میں اصل فرق نیت اور ارادے کا ہے، اگر رشوت دینے والے کا مقصد حق کا ابطال اور باطل کا اثبات ہو تو ایسے شخص پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت فرمائی ہے اور اگر وہ محض دفعِ ظلم کے لیے کچھ دیتا ہے تو اس پر لعنت نہیں ہوگی مگر لینے والے پر لعنت ضرور ہوگی، جبکہ ہدیہ دینے والے کا مقصد محبت اور احسان ہوتا ہے اگر اسے ہدیہ دیا گیا تھا اور اب وہ اس کا بدلہ دینا چاہتا ہے تو اس کے جواز میں کوئی شک نہیں اور اگر وہ چھوٹا ہدیہ دے کر کسی بڑے ہدیے کا طلبگار ہے تو اسے ہم زیادتی کا حریص کہہ سکتے ہیں۔‘‘

جن آیات سے رشوت کی حرمت پر استدلال کیا گیا ہے، اس میں سے ایک آیت یہ بھی ہے ’’اور آپس میں ایک دوسرے کا مال ناجائز طریقے سے نہ کھاؤ اور نہ اسے حکام تک پہنچاؤ کہ جس سے لوگوں کے مال کا ایک حصہ تم گناہ سے کھا جاؤ درانحالیکہ تم جان رہے ہو (کہ تم ناحق اور زیادتی پر ہو)

رشوت کی مذمت اور وعیدوں کے بارے میں احادیث بھی متعدد ہیں، جن میں سے ایک حدیث کا ترجمہ تو ہم اوپر دے چکے ہیں، علاوہ ازیں حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ’’رشوت دینے اور لینے والا دونوں دوزخ میں ہوں گے۔‘‘

حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ’’جس قوم میں ربا عام ہو جائے گا انہیں قحط سالی میں مبتلا کر دیا جائے گا اور جس قوم میں رشوت عام ہو جائے گی اس پر رعب اور خوف مسلط کر دیا جائے گا۔‘‘

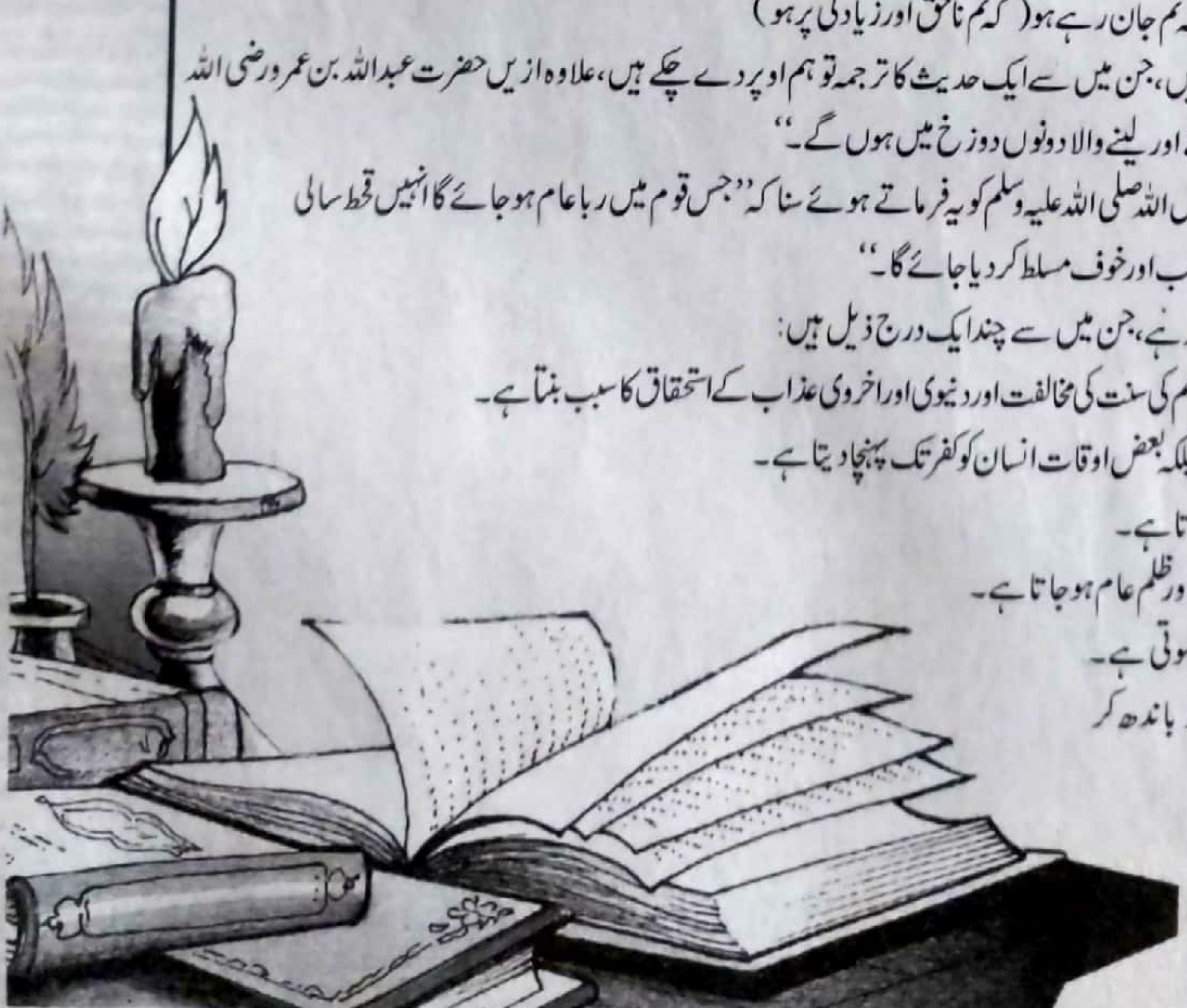

رشوت کا لین دین بہت سارے مادی اور روحانی نقصانات کا مجموعہ ہے، جن میں سے چند ایک درج ذیل ہیں:

۱۔ رشوت کا لین دین، رب تعالیٰ کے غضب، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کی مخالفت اور دنیوی اور اخروی عذاب کے استحقاق کا سبب بنتا ہے۔

۲۔ دنیا اور آخرت میں ہلاکت اور خسارے کا ذریعہ ثابت ہوتا ہے بلکہ بعض اوقات انسان کو کفر تک پہنچا دیتا ہے۔

۳۔ حکام اور رعایا دونوں کے اخلاق اور عادات میں بگاڑ پیدا ہو جاتا ہے۔

۴۔ کمزوروں، مظلوموں اور بے کسوں کے حقوق ضائع ہوتے ہیں اور ظلم عام ہو جاتا ہے۔

۵۔ رشوت لینے والے، دینے والے اور دلال سب پر اللہ کی لعنت ہوتی ہے۔

۶۔ رشوت لینے والے کے بائیں ہاتھ کو دائیں ہاتھ کے ساتھ باندھ کر قیامت کے دن دوزخ میں ڈال دیا جائے گا۔

۷۔ عدل وانصاف کی بنیادیں کمزور ہو جاتی ہیں، جس کی وجہ سے عام لوگوں کا اعتماد، اپنے بادشاہوں، وزیروں، عدلیہ اور انتظامیہ سے اٹھ جاتا ہے۔

دعاء

ظاہر و باطن کی گندگیوں سے بچالے

أَللّٰهُمَّ اهْدِنَا سُبُلَ السَّلَامِ وَنَجِّنَا مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ وَ جَنِّبْنَا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ.

اے میرے اللہ! ہمیں سلامتی کی راہوں پر چلادے اور اندھیروں سے نکال کر روشنی کی فضاؤں میں پہنچادے اور ظاہر و باطن کی گندگیوں سے بچا اور ان سے دور رکھ۔ (ابوداؤد)

تعمیرِ فکر

پاکستان کا مطلب کیا؟

آج جب آپ یہ سطور پڑھ رہے ہوں گے اگست کی گیارہ تاریخ ہوگی اور ٹھیک دو دن بعد 14 اگست کو پوری قوم جشن آزادی منا رہی ہوگی۔ پاکستان کا قیام اگست 1947ء کو عمل میں آیا اور آج وطن عزیز کی عمر کے ستاون برس پورے ہو رہے ہیں۔ یہ بات کسی سے مخفی نہیں کہ قیام پاکستان خالصتاً نظریاتی بنیادوں پر عمل میں آیا۔ اس کی واحد بنیاد کلمہ "لا الٰہ الا اللہ" تھی، یہ وہ بنیاد ہے جو اسلام اور کفر کے درمیان حدِ فاصل ہے۔ بانی پاکستان محمد علی جناح نے تحریک قیام پاکستان کے دوران اس بات کا واشگاف اعلان کیا تھا کہ: "ہم نے ہندوستان کے شمال مغربی اور شمال مشرقی حصول میں دو مسلم ریاستوں کا مطالبہ کیا ہے اسی مطالبے کو ہم نے پاکستان کا نام دیا ہے تاکہ ان دو خطوں میں آزاد مسلمان ریاستیں قائم کریں اور اپنے اسلامی ورثے کی حفاظت اور اپنی شاندار تہذیب وثقافت کی شان وشوکت بحال کرسکیں۔ مسلمان اپنا ضابطہ حیات، اپنی تہذیب وثقافت اور اپنا معاشرتی نظام اور دین رکھتے ہیں، اگر ہندوستان ہی میں رہے تو ہندو اکثریت کسی وقت بھی اسلامی تہذیب وثقافت کو فنا کردے گی، اس لئے قیام پاکستان مسلمانوں کے لئے زندگی اور موت کا مسئلہ ہے" (26 دسمبر 1946 قاہرہ) 26 جنوری 1948 یعنی قیام پاکستان کے صرف چھ ماہ بعد بحیثیت گورنر جنرل پاکستان کے محمد علی جناح نے کہا کہ "اسلام کے اصول بے مثال ہیں اسلام اعلیٰ ترین مساوات اور اپنے پرائے سب سے یکساں عدل وانصاف کی تعلیم دیتا ہے تو آیئے! ہم اسلام کو ملک کا آئندہ دستور بنائیں، ہم ایسا ہی کریں گے اور دنیا کو دکھائیں گے کہ اسلام کیا ہے؟" (کراچی بار ایسوسی ایشن سے خطاب) قیام پاکستان کے تقریباً دو برس بعد منظور ہونے والی قراردادِ مقاصد پر بھی ایک نظر ڈالتے جائیں، قراردادِ مقاصد کا متن یہ ہے کہ "اللہ تبارک وتعالیٰ کائنات کے بلاشرکت غیرے حاکم مطلق ہے اس کے عطا کردہ اختیارات حکمرانی ایک مقدس امانت ہیں، مجلس دستور ساز فیصلہ کرتی ہے کہ آزاد وخود مختار پاکستان کے لئے ایک ایسا دستور مرتب کیا جائے جس کی رو سے مملکت کے جملہ حقوق واختیارات حکمرانی منتخب کردہ نمایندوں کے ذریعے استعمال کرے، جس میں اصول مساوات، رواداری اور عدل حکمرانی کو، جس طرح اسلام نے تشریح کی ہے پورے طور پر ملحوظ رکھا جائے، جس کی رو سے مسلمانوں کو اس قابل بنایا جائے کہ وہ انفرادی اور اجتماعی طور پر اپنی زندگیوں کو اسلامی تعلیمات ومقتضیات کے مطابق جو قرآن اور سنتِ رسول میں متعین ہیں ترتیب دے سکیں۔"

بانی پاکستان کے اعلانات اور قراردادِ مقاصد سے یہ بات نہایت واضح ہوجاتی ہے کہ پاکستان کے قیام کا مقصد صرف ایک تھا اور وہ اس خطے میں ایک اسلامی ریاست قائم کرنا اور اسے اسلام کے دئے گئے زرّیں آفاقی والہامی اصولوں کے مطابق چلایا جانا۔ مگر افسوس صد افسوس آج ستاون برس گزر چکے وطن عزیز جمہوریت، سوشل ازم، ڈکٹیٹرشپ، مارشل لاء اور دیگر طاغوتی اور شیطانی نظاموں کی آماج گاہ تو بنا رہا مگر وہ خواب جس کی تعبیر حاصل کرنے کے لئے لاکھوں مسلمانوں نے اپنی جان، مال، عزت وآبرو کی قربانیاں دی تھیں اس عرصے میں ایک لمحے کے لئے بھی شرمندہ تعبیر نہ ہوسکا۔ لوگوں نے 1947ء میں اپنی اولادوں کا یتیم، بیویوں کا بیوہ اور ماؤں کا بے سہارا ہونا اس لئے قبول نہیں کیا تھا کہ پاکستان میں مغربی تہذیب کا چرچا ہوگا، یہاں قتل وغارت گری، رشوت خوری، زناکاری، بے حیائی، فحاشی وعریانی ہوگی یا انہوں نے اس خطے کو اس لئے حاصل نہیں کیا تھا کہ پاکستان میں علماء کا صفایا کیا جائے گا، دینی اقدار، روایات اور شعائر کو ملیامیٹ کیا جائے گا، خاندانی نظام کو تباہ کرنے کے لئے ذرائع ابلاغ کو وقف کردیا جائے گا یا اس ملک کو اس لئے حاصل نہیں کیا تھا کہ نبی آخر سرورِ عالم خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت پر ڈاکہ ڈالنے والوں کو کھلا چھوڑ دیا جائے گا اور نہ ہی اس لئے حاصل کیا تھا کہ اس ملک میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ناموس کے تحفظ کے لئے بننے والے قوانین کو ختم کردیا جائے گا۔ 1947ء کے شہیدوں، غازیوں اور مجاہدوں کی جدوجہد کا اول وآخر مقصد یہ تھا کہ پاکستان ایک ایسا خطہ ہوگا جہاں اسلامی شعائر کا تحفظ اور اسلامی اقدار وثقافت کا چلن ہوگا۔ جہاں صرف اللہ تعالیٰ کی حاکمیت کا سکہ چلے گا اور شریعت اسلامیہ کے مطابق عدل وانصاف کا دور دورہ ہوگا، جہاں علم وآگہی، شعور و دانش، نبوی تہذیب وثقافت اور اسلام کے عطا کردہ مساوات، سادگی اور امن وآشتی کے اصولوں پر مبنی معاشرے کی تشکیل ہوگی...... خدانخواستہ 47ء کے شہیدوں کو علم ہوتا کہ اس ملک پر ہمیشہ غیروں کی غلامی میں مر مٹنے والوں اور اپنوں کی پیٹھ میں چھرا گھونپنے والوں کی حکمرانی ہوگی، سودی معیشت اور لوٹ مار پر مبنی سرمایہ دارانہ نظام نافذ ہوگا، عدالتوں میں عدل وانصاف کا خون ہوگا، قانون کے رکھوالے اور شہریوں کے جان ومال کے محافظ ہی چور اچکے کا روپ دھار لیں گے تو لاریب وہ کبھی بھی قیام پاکستان کی جدوجہد میں حصہ نہ لیتے۔

محترم قارئین وقاریات! پاکستان آج بھی امن کی دھرتی، انسانیت کا مرکز، اعلیٰ ترین معاشرتی اقدار کا محور، نیکی کا دوست اور قانون کی بالادستی کی علامت بن سکتا ہے اگر من حیث القوم ہم فیصلہ کرلیں کہ یہاں صرف اور صرف قیام پاکستان کے مقاصد کو روبہ عمل لانا ہے اور اگر یہ نہیں تو پھر اللہ ورسول سے کئے ہوئے وعدوں سے انحراف اور شریعت اسلامیہ سے عملی بغاوت کی سزا بھگتنے کے لئے تیار رہنا ہوگا۔ والسلام

محمد احمد حافظ

تصحیح

شمارہ نمبر 74 کے تعمیر فکر میں ایک سو چار تولے سونے کی قیمت 9115008.14 روپے چھپ گئی تھی صحیح قیمت 915008.14 روپے ہے (نو لاکھ پندرہ ہزار آٹھ روپے تقریباً)

خط وکتابت کا پتہ "خواتین کا اسلام" دفتر روزنامہ اسلام ناظم آباد 4 کراچی
ای میل: islamforwomen@hotmail.com فیکس: 021-6622240 فون: 021-6683301

خواتین کا اسلام اب انٹرنیٹ پر بھی
www.dailyislam.net.pk

عورت کا معاشی مجبوری سے باہر نکلنا:

سوال: (۱) میرے چھوٹے چھوٹے بچے ہیں، لیکن خاوند کوئی کام نہیں کرتے۔ انہیں کمانے کے لئے کہتی ہوں تو لڑائی پر اتر آتے ہیں۔ میں نے محکمۂ صحت سے کورس کیا ہوا ہے، ان حالات میں چاہتی ہوں کہ گھر میں میٹرنٹی ہوم کھول لوں، مگر اس کا تجربہ نہیں، اس کے لئے ایک پرائیوٹ ہسپتال میں چند گھنٹوں کے لئے جاتی ہوں، نیز صبح کے وقت بچے کو اسکول چھوڑ آتی ہوں۔ میں ان حالات میں سخت پریشان ہوں کہ میرا نکلنا جائز ہے یا نہیں؟ جبکہ مردوں سے سامنا ہوتا ہے گو کہ میں نقاب لگا کر نکلتی ہوں۔

(۲) ایسے شوہر کی جو میرے حقوق ادا کرنے کی بجائے بوجھ بنا ہوا ہے خدمت واطاعت میرے ذمہ واجب ہے؟ (ایک بہن)

جواب: (۱) کسب معاش اور دوسرے بیرونی کاموں کی ذمہ داری شریعت نے مرد پر عائد کی ہے۔ عورت کا دائرۂ کار گھر کی چہار دیواری تک محدود ہے، بلاضرورت اس کا گھر سے نکلنا جائز نہیں، لیکن خاوند کو اگر اپنے فرض کا احساس نہیں اور بیوی بچوں کو ضروری خرچ مہیا نہیں کرتا تو ایسی مجبوری میں بیوی کا معاش یا دیگر ضروریات کے لئے نکلنا جائز ہے، مگر پردہ کی پابندی بہرحال ضروری ہے۔ آپ برقع یا بڑی چادر سے چہرہ اور جسم چھپا کر نکلیں۔ نامحرم مردوں کے اختلاط سے بچیں، بلاضرورت ان سے بات نہ کریں، مجبوری ہو تو بقدر ضرورت بات کریں، غرض اپنی حد تک پوری احتیاط برتیں۔

(۲) خاوند کی مجرمانہ غفلت اور کوتاہی اپنی جگہ، مگر آپ کے لئے اس کی بے ادبی اور نافرمانی جائز نہیں۔ جائز کاموں میں اس کی اطاعت کیجئے اور خدمت میں کوتاہی نہ کیجئے۔ کیا بعید ہے کہ یہی خدمت واطاعت اس کی ہدایت کا سبب بن جائے۔

بچوں کی پیدائش میں وقفہ کرنا:

سوال: ایک بچہ پانچ چھ ماہ کا ہوتا ہے کہ دوسرا حمل ہو جاتا ہے۔ ایسے میں پہلے بچے کا دودھ اس کی نگہداشت، تربیت غرض سب کچھ رک جاتا ہے۔ ایسی صورت میں وقتی طور پر حمل کو روکنے کی گنجائش ہے؟ (ایضاً)

جواب: جی ہاں! وقتی طور پر حمل کو روکنا جائز ہے۔

بچوں کی تربیت کے رہنما اصول:

سوال: بچوں کی دینی تربیت کے لئے کوئی رہنما اصول بتا دیجئے۔ (ایضاً)

جواب: (۱) وعظ ونصیحت، وقتاً فوقتاً بچوں کو بٹھا کر نیک اعمال کے فضائل ومناقب اور گناہوں کے مفاسد بتائے جائیں۔ سلف صالحین کے پاکیزہ حالات اور عبرت آموز واقعات کسی مستند کتاب سے پڑھ کر سنائے جائیں۔ (۲) والدین خود دینی صورت وسیرت اپنا کر بچوں کے سامنے مثالی نمونہ پیش کریں۔ نیک اور باعمل والدین کی نصیحت بھی یقیناً مؤثر ثابت ہوگی۔ (۳) اولاد کے لئے دعاء کا اہتمام، حضرت مفتی محمد شفیع صاحب قدس سرہ لکھتے ہیں: ''اور یوں تو اولاد کی اصلاح کے بہت سے طریقے ہیں جنہیں حسب موقع اختیار کیا جاسکتا ہے، لیکن حضرت شیخ عبدالوہاب شعرانی رحمہ اللہ نے ''لطائف المنن والاخلاق'' میں لکھا ہے کہ اولاد کی اصلاح کے لئے سب سے زیادہ کارگر عمل یہ ہے کہ والدین ان کی دینی اصلاح کے لئے دعا کا اہتمام کریں۔ افسوس ہے کہ اس آسان تدبیر سے آج کل غفلت عام ہوتی جارہی ہے اور اس کے انجام بد کا مشاہدہ خود والدین کرتے رہتے ہیں۔'' (معارف القرآن ج۷ ص۲۶۷)

مولانا مفتی محمد ابراہیم صادق آبادی

ایک لفظ کی تحقیق:

سوال: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاکیزہ ناموں میں ایک نام مهد لکھا ہے، جس کے معنے ہیں ہدایت والا۔ اس پر اعراب لگا دیجئے۔ م پر پیش ہے یا زبر؟ (ایضاً)

جواب: م پر زبر ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صفاتی ناموں میں ھَادِ۔ مَهْدِ (ہدایت دینے والے۔ خود ہدایت یافتہ) دو معروف نام ہیں۔ مُهْدِ کے معنے ہیں کسی کو ہدیہ یا تحفہ دینے والا۔

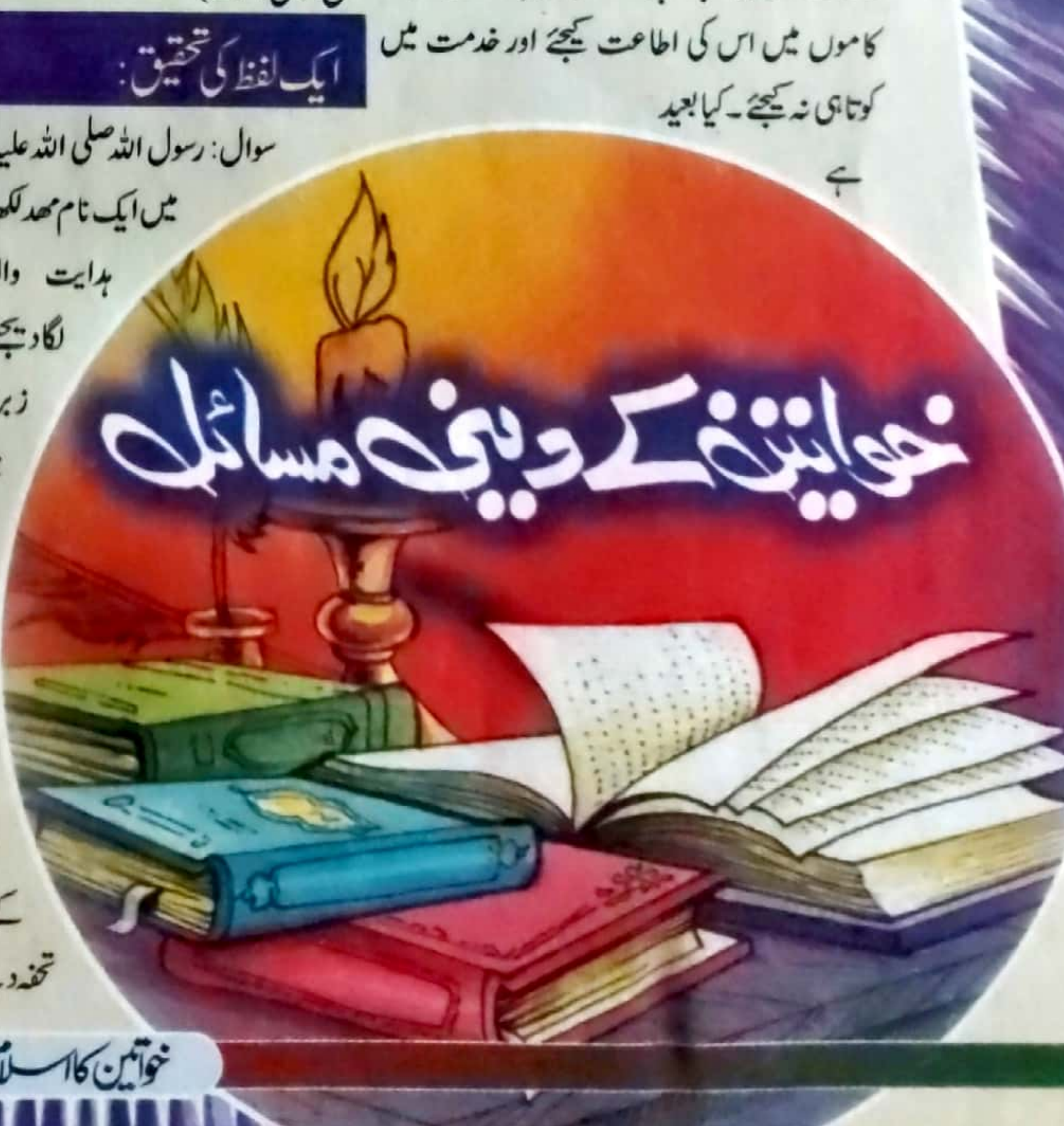

قصر کا مسئلہ:

سوال: قصر نماز کب واجب ہوتی ہے؟ دوسری بات یہ کہ ہماری مستقل سکونت شہر میں ہے، لیکن گاؤں میں بھی گھر موجود ہے اور زمین بھی ہے ہم کبھی کبھار وہاں جاتے ہیں۔ گاؤں میں ہم قصر کریں گے یا پوری نماز ادا کریں گے؟ (اہلیہ امین، لاہور)

جواب: جب کوئی شخص اڑتالیس میل (موجودہ حساب سے ۲۴۸۵،۷۷ کلومیٹر) یا اس سے زائد کے سفر کا ارادہ کرکے اپنے شہر یا گاؤں کی آبادی سے نکل جائے تو اس پر واجب ہے کہ نماز میں قصر کرے۔ یعنی فرض نماز چار کے بجائے دو رکعت پڑھے۔ اگر گاؤں کو ترک کرکے شہر میں مستقل سکونت اختیار کرلی تو گاؤں پہنچ کر مسافر ہوں گے گو کہ زمین اور مکان اس میں باقی ہوں۔

پردہ کا مسئلہ:

سوال: ایک عورت کی عمر پچاس سال ہے، مگر دیکھنے میں پچاس سال کی نہیں لگتی۔ کیا اس پر بھی پردہ ضروری ہے؟ وہ کہتی ہے اب تک تو پردہ کیا نہیں، اب اس عمر میں کیا پردہ کروں؟ (ایضاً)

جواب: جوان عورتوں کی طرح اس پر بھی پردہ فرض ہے۔ اگر اب تک پردہ نہیں کیا تو اس گناہ کی تلافی کی واحد صورت یہی ہے کہ صدق دل سے توبہ کرے اور آئندہ کے لئے پردہ کی پابندی کرے۔

ختم پڑھنا:

سوال: کچھ لوگ کھانا آگے رکھ کر دعاء مانگتے ہیں جس میں درود شریف اور سورۂ فاتحہ پڑھتے ہیں۔ اس میں کسی دن اور وقت کی تخصیص بھی نہیں ہوتی، اس کا شرعی حکم کیا ہے؟ (ایضاً)

جواب: درود شریف اور سورہ فاتحہ پڑھنا اپنی جگہ عبادت ہے، لیکن کھانا سامنے رکھ کر درود شریف اور فاتحہ پڑھنا بدعت ہے، جس کا شریعت میں کہیں کوئی ثبوت نہیں۔

مخصوص ایام میں تلاوت:

سوال: مجھے چالیس دن تک ایک وظیفہ کرنا ہے، اس میں ایک دفعہ نماز فجر کے بعد سورۂ رحمٰن بھی پڑھنی ہے۔ کیا آپ کے بتائے ہوئے طریقہ کے مطابق مخصوص ایام میں یہ وظیفہ جاری رکھ سکتی ہوں؟ یعنی قرآن مجید کو الگ رومال کے ساتھ کھول کر زبان ہلائے بغیر تلاوت کروں۔ (بنت رفیق شاہ، لودھراں)

جواب: زبان اور ہونٹ ہلائے بغیر جو تلاوت کی جائے وہ درحقیقت تلاوت نہیں صرف تلاوت کا تصور ہے لہٰذا اس پر تلاوت کے احکام جاری نہ ہوں گے، اس لئے بحالت حیض وجنابت بھی یہ عمل جائز ہے۔

نبی پیارا اَدائیں پیاری

اُمِ بریرہ

آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کھجور کی چھال بھرے ہوئے چمڑے کے گدے پر، چٹائی پر، ٹاٹ پر، کبھی کبھی بان سے بنی ہوئی چارپائی پر یا بعض اوقات ننگی زمین پر بھی آرام فرمایا کرتے تھے۔ جس ٹاٹ پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم آرام فرماتے، اس کو صرف دو تہ کرکے بچھانے کا حکم دیتے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کبھی چت لیٹتے اور پاؤں پر پاؤں رکھ کر آرام فرماتے مگر اس طرح کہ ستر نہیں کھلتا تھا، عشاء سے پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کبھی نہیں سوتے تھے مگر عشاء کے بعد بلاوجہ جاگنے کی ممانعت فرماتے تھے۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم عام طور پر وضو کرکے آرام فرماتے، اگر رات کے کسی حصے میں آنکھ کھلتی تو قضائے حاجت کے بعد صرف ہاتھوں اور چہرے کو دھو کر سوتے۔ سونے سے پہلے گھر والوں سے دل چسپی کی باتیں کرتے، کبھی گھر کے متعلق اور کبھی عام مسلمانوں کے بارے میں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نیند بقدر اعتدال تھی ضرورت سے زیادہ نہ سوتے، لیکن ضرورت سے زیادہ جاگتے بھی نہیں تھے۔ حضرت براء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم جس وقت آرام فرماتے اپنا داہنا ہاتھ داہنے رخسار مبارک کے نیچے رکھتے اور یہ دعا پڑھتے رَبِّ قِنِیْ عَذَابَکَ یَوْمَ تَبْعَثُ عِبَادَکَ ”اے میرے رب! تو مجھے اپنے عذاب سے، بچائیو جس روز تو اپنے بندوں کو اٹھائے گا۔“ اور جب بیدار ہوتے تو پڑھتے ”الحمد للہ الذی احیانا بعد ما اماتنا والیہ النشور“ ”تمام تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں، جس نے ہمیں مار کر زندگی بخشی اور ہمیں اسی کی طرف اٹھ کر جانا ہے۔“

دو بندھنوں والی

مُلا معاویہ حنفی

ان کے دو بیٹے تھے، دونوں اپنے اپنے میدان کے امام.....، پہلے عبداللہ جنہوں نے شجاعت و بہادری اپنے باپ سے وراثت میں پائی تھی، دوسرے عروہ جنہوں نے علم و تقویٰ کے میدان میں جھنڈے گاڑے اور کیوں نہ جھنڈے گاڑتے آخر وہ اپنی محترم خالہ ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے خاص شاگرد تھے۔ باپ زبیر بن العوام حواریٔ رسول تھے (رضی اللہ عنہ)۔ جن کا سلسلۂ نسب قصی بن کلاب پر جا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مل جاتا ہے۔ حضرت زبیر کی والدہ ”صفیہ“ حضور کی پھوپھی تھیں...... عبداللہ و عروہ بن زبیر کی والدہ اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما تھیں جو سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیٹی اور ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی سوتیلی بہن تھیں۔ اسماء کی والدہ کا نام قتلہ بنت عبدالعزیٰ تھا جبکہ حضرت عائشہ کی والدہ محترمہ کا نام زینب تھا۔

ان رشتوں کی تفصیل سے آپ جان چکے ہوں گے کہ یہ پورا گھرانہ ہی آفتاب و ماہتاب تھا۔ حضرت اسماء کے شوہر کو بارگاہِ رسالت سے ”حواریٔ رسول“ ہونے کا لقب ملا تو انہیں ”ذات النطاقین“ ہونے کا اور بہن! تو وہ ام المؤمنین تھیں۔ ہجرت کا واقعہ ان کے ذکر کے بغیر ادھورا رہ جاتا ہے۔ جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ سے ہجرت فرمائی اور پہلا پڑاؤ غار ثور میں کیا تو یہ اسماء ہی تھیں جو ایک روایت کے مطابق تین روز تک غار میں کھانا پہنچاتی رہیں، ایک روز توشہ دان میں کھانا لے کر پہنچیں تو اس میں لٹکانے والا بندھن لگانا بھول گئیں جب غار ثور سے حضور کی روانگی کا وقت آیا اور توشہ دان لٹکانا چاہا تو معلوم ہوا کہ اس میں بندھن ہی نہیں فوراً اپنا کمر بند لیا اور اُسے، دو حصوں میں چاک کر کے ایک کے ساتھ توشہ دان لٹکایا اور دوسرا کمر میں باندھ لیا۔ جب سے ان کا لقب ”ذات النطاقین“ پڑ گیا۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہجرت کے لئے چلتے وقت سارا روپیہ اپنے ساتھ لے گئے تھے۔ آپ کے والد ابوقحافہ کو معلوم ہوا تو بولے ”انہوں نے (ابوبکر نے) ہمیں جانی اور مالی دونوں قسم کی تکلیف دی۔“

حضرت اسماء نے کہا کہ ”نہیں تو! وہ بہت ساری دولت چھوڑ بھی گئے ہیں۔“ یہ کہہ کر اٹھیں اور جہاں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا مال رکھا رہتا تھا وہاں چھوٹے چھوٹے پتھر رکھ دیئے اور ان پر کپڑا ڈال کر اپنے دادا کو لے گئیں اور کہا ”ٹٹول کر دیکھ لیجئے“ مقصد صرف یہ تھا کہ دادا حضور مطمئن ہو جائیں ورنہ تو گھر میں ایک دھیلا بھی نہ تھا۔

حضرت اسماء بنت ابی بکر ہجرت سے 27 سال قبل پیدا ہوئیں۔ اپنے شوہر زبیر بن العوام کی طرح قبول اسلام میں سبقت حاصل کی، مورخین کے مطابق ایمان لانے والوں میں ان کا نمبر اٹھارواں تھا۔

ایمان لانے کے بعد ہجرت تک کا پورا وقت سخت آزمائشوں اور تکلیفوں میں گزرا۔ ان کے شوہر زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ مشرکین مکہ کے ظلم و ستم سے محفوظ نہ تھے، مشرکین انہیں چٹائی میں لپیٹ کر دھونی دیتے، مار پٹائی کرتے مگر توحید کا نشہ ایسا نہ تھا کہ اتر جاتا۔ ایک ہی جواب ہوتا کہ ”جو بھی کر لو اب میں کافر نہیں ہوں گا۔“

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ منورہ پہنچ چکے تو اپنے گھر کی تمام مستورات کو بلوا بھیجا۔ انہی کے ساتھ حضرت اسماء بھی آ گئیں اور قباء میں قیام فرمایا۔ یہیں کچھ عرصے بعد عبداللہ بن زبیر کی ولادت ہوئی۔ انہیں لے کر حضرت اسماء حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ کو گھٹی دی اور ان کے لئے دعا فرمائی۔ اسی دعا اور گھٹی کا نتیجہ تھا کہ عبداللہ جب سن شعور کو پہنچے تو فضائل و شمائل کے پیکر مجسم تھے۔ حضرت عبداللہ کی پیدائش صرف ایک گھرانے کے لئے خوشی کی خبر نہیں تھی بلکہ تمام مسلمان ان کی پیدائش پر مسرور ہوئے۔ اس کا پس منظر یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت مدینہ کے بعد تقریباً بیس مہینے تک کسی مہاجر کے ہاں اولاد نہیں ہوئی تھی۔ اس دوران یہود نامسعود نے پروپیگنڈا کر دیا کہ ہم نے مسلمانوں پر جادو کر دیا ہے اس لئے اب ان کے ہاں کوئی اولاد نہیں ہوگی۔ قدرتی طور پر مسلمان اس پروپیگنڈے سے مغموم تھے لیکن جب حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کے ہاں عبداللہ رضی اللہ عنہ کی ولادت ہوئی تو مسلمانوں کو بہت خوشی حاصل ہوئی اور یہود ہمیشہ کی طرح ذلیل و نامراد ہوئے۔ یوں حضرت اسماء کے بیٹے عبداللہ مسلمانوں کے لئے پیغام مسرت بن کر اس دنیا میں آئے۔ (جاری ہے)

انقلابی لوگ:

کوئی انسان اپنے اندر تبدیلی پیدا کرنے کا عزم کرلے اوراس راہ پر چل پڑے تو ہم اسے انقلابی کہتے ہیں۔ انقلابی لوگ دشوار راہوں اور خطرناک رکاوٹوں کو بلاتکلف عبور کرتے چلے جاتے ہیں۔ انہیں باطل سے شدید نفرت ہوتی ہے اور حق کو سربلند کرنے کا جنون ہوتا ہے۔ عزم وارادہ کی پختگی انہیں ایک لمحے کے لئے بھی راہ حق میں چلتے ہوئے مادی نفع و نقصان کا حساب لگانے کی اجازت نہیں دیتی، وہ تبلیغ وتلقین کے تمام تقاضے پورے کرتے ہیں۔ انہوں نے اپنی جانیں ہتھیلیوں پر رکھی ہوتی ہیں اور باطل سے ٹکرا جانے کے لئے تڑپتے ہیں۔ چناں چہ وہ دین اسلام کے افضل ترین عمل ''جہاد'' کو اختیار کرتے ہیں پھر باطل کو نیست و نابود کردیتے ہیں یا خلعتِ شہادت پہن کر جنت کے باغوں کی سیر کو چلے جاتے ہیں۔ (مرسلہ: بنت یحییٰ ہارون۔ کراچی)

کشکول

اہل نظر:

تاریکیٔ شب کو بھی سحر کہنے لگے
اندھوں کو ابھی اب اہل نظر کہنے لگے
اب اہل وطن ہوگئے دانا اتنے
وہ بے ہنری کو بھی ہنر کہنے لگے

(مقصود زاہدی کے کلام سے انتخاب۔ بشریٰ تسنیم۔ لاہور)

پھول، خوشبو...... کرن، اجالے

✤ جس میں فضل، علم وکمال اور دوسروں پر احسان کرنے کی صفت نہ ہو تو پھر اس میں اور مجسمے میں کوئی فرق نہیں۔
✤ انسانیت علم و ہنر حاصل کرنے اور مخلوق پر شفقت کا نام ہے۔
✤ آدمیت سخاوت، ہمدردی اور نرمی کا نام ہے۔
✤ قیامت کے دن نامہ اعمال کے ترازو میں اچھے اخلاق سب سے زیادہ وزنی ہوں گے۔
✤ زندگی انسان کو امانت میں ملا ہوا زیور ہے، جسے واپس کرنا ہے۔
✤ آدمی کی زندگی پر عقلمندی کی نہیں تقدیر کی حکمرانی ہوتی ہے۔
✤ جاہل مال طلب کرتا ہے اور عقلمند کمال طلب کرتا ہے۔
✤ خدا سے غافل، غیر ذمہ دار اور بد اخلاق لوگوں سے ہمیشہ دور رہنا چاہئے۔ (بنت مولانا عبدالرشید ارشد)

عمل کی قبولیت:

ایک شخص اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا تھا، تہجد پڑھتا تھا، شیطان نے ایک دن اسے کہا ارے بڑے حوصلے کی بات ہے اس کا تجھے کیا فائدہ ہے؟ تیرا دماغ خراب ہے جو اتنی محنت کرتا ہے۔ وہ شخص مایوس ہوکر آرام سے مکان میں جاکر سوتا رہا اور سوتے وقت نیت کرلی کہ نہ اٹھوں گا۔ خواب میں فرشتے کے ذریعے سے اس کو تنبیہ کی گئی کہ حق تعالیٰ یوں فرماتے ہیں کہ آج میرا نام کیوں نہیں لیا۔ اس نے کہا میں عرصہ سے نام لیتا تھا، پکارتا تھا مگر جواب ہی نہ ملتا تھا، میں سمجھا کہ میرا عمل قبول ہی نہیں، بس میری ہمت ٹوٹ گئی۔ جواب میں ارشاد ہوتا ہے کہ تیرا وہ اللہ اللہ کہنا بھی ہمارا جواب ہے اگر ہمیں پسند نہ ہوتا تو دوبارہ توفیق ہی نہ ہوتی۔ (ماخوذ از مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ کے پسندیدہ واقعات) (مرسلہ: بنت جمیل احمد)

ناشکری:

وہ لوگ...... جو مال و دولت اور دنیاوی جاہ و مرتبہ میں تم سے کم ہیں ان کی طرف دیکھو اور ان لوگوں کی طرف نہ دیکھو جو تم سے مال و دولت میں بڑھے ہوئے ہیں تاکہ جو نعمتیں تمہیں اس وقت ملی ہوئی ہیں وہ تمہاری نگاہ میں حقیر نہ ہوں۔ (ورنہ خدا کی ناشکری کا جذبہ ابھرے گا)

یہ مستند ہدایت کسی عام انسان کی نہیں، اس محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے جسے اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے اسوہ بنا کر بھیجا تھا۔ جس نام پر ہم درود وسلام کا نذرانہ پیش کرتے ہیں، جس کی شفاعت پانے کی امید تو رکھتے ہیں، لیکن ہدایتوں پر عمل نہیں کرتے۔ حالانکہ جس کی ذات وصفات میں شبہ کرنا بھی کفر کے مترادف ہے۔ ذرا ہم اپنے اندر تو جھانک کر دیکھیں۔ کیا ہم ان کی طرف نہیں دیکھتے جو ہم سے مال و دولت اور دنیاوی جاہ و مرتبہ میں زیادہ ہیں۔ فلاں کا مکان اچھا ہے، فلاں کے یہاں فرج ہے، فلاں کے پاس اسکوٹر ہے...... مگر ہم...... دوسروں کی آسائشوں اور نعمتوں کا احساس ہمارے اندر ناشکری کا جذبہ پیدا کرتا ہے۔ کیا ہم اپنی زندگی مذکورہ بالا حدیث کے خلاف نہیں گزار رہے ہیں؟ ہم جس نبی رحمت کی ہدایتوں کی خلاف ورزی کررہے ہیں اسی سے شفاعت کی امید رکھتے ہیں۔ ہمیں کیا ہوگیا ہے...... ہم کیسے مسلمان ہیں؟ (علیم دانش)

محبت کس سے کی جائے؟:

سورج سے... مگر اس میں تپش ہوتی ہے۔
آگ سے... مگر یہ جلا دیتی ہے۔
پانی سے... لیکن یہ بہا کرلے جاتا ہے۔
پھولوں سے... لیکن یہ جلد مرجھا جاتے ہیں۔
کانٹوں سے... ان میں تو چبھن ہوتی ہے۔
خوشبوؤں سے... یہ تو وقتی ہوتی ہے۔
لوگوں سے... مگر یہ تو بے وفا ہوتے ہیں۔

تو پھر کس سے محبت کی جائے... اس خداوند کی پاک ذات سے، جس کی محبت پر کسی کو شک نہیں اور جو کسی کو دھوکے میں نہیں رکھتا۔ ارشاد خداوندی ہے: ''تم مجھے یاد کرو، میں تمہیں یاد کروں گا۔ (بنت محمد یوسف۔ کراچی)

دیکھو مجھے جو دیدۂ عبرت نگاہ ہو:

ایک بار میرے میاں بس کا سفر کررہے تھے۔ شام جھٹ پٹے کا وقت تھا۔ تھوڑی ہی دیر بعد اندھیرا چھانے لگا، بس پوری رفتار سے محوسفر تھی، اسی دوران سواریوں میں ایک بوڑھا آدمی بولا میرا گھر یہاں قریب ہی ہے۔ بس روکو اور مجھے یہیں اتار دو، لیکن کنڈیکٹر نے اس کی بات سنی ان سنی کردی۔ آخر اس نے ڈرائیور سے فریاد کی اس ظالم نے بھی ایک نہ سنی۔ وہ بیچارہ یہ دیکھ کر کہ بس تیز رفتاری سے چلتی جارہی ہے اور وہ لمحہ بہ لمحہ اپنی منزل سے دور ہوتا جارہا ہے، بھری بس میں اس نے چلانا شروع کردیا ارے میرا گھر پیچھے رہ گیا، خدا کے لئے مجھے اتار دو، میرا گھر بہت دور ہوتا جارہا ہے۔ اللہ کے واسطے بس روک لو۔ قرآن کا واسطہ ہے...... مگر ظالم ڈرائیور کے کانوں پر جوں تک نہ رینگی، اتنے میں سواریوں میں سے کسی نے آواز دی کہ بس کی چھت سے کسی کا سامان گر پڑا ہے، یہ سن کر ڈرائیور چونک پڑا بولا کہاں گرا ہے؟ اس نے کہا کافی دیر پہلے کسی چیز کے گرنے کی آواز آئی تھی، مجبوراً ڈرائیور نے بس روک کر ریورس گیر لگایا اور بس پیچھے کو دوڑادی وہ چلتی رہی حتیٰ کہ بڑے میاں کا گھر آگیا، ڈرائیور نے شرمندہ ہوکر بس روکی اور بڑے میاں اطمینان سے اتر کر گھر کو چل دیئے، لیکن سامان ابھی دور پڑا تھا، بس مزید پیچھے کو چلتی رہی چلتی رہی کافی دیر بعد ایک بڑی سی گٹھڑی نظر آئی جو دور پڑی تھی، آخر ڈرائیور نے بس روکی اور کنڈیکٹر نے جلدی سے اتر کر وہ گٹھڑی بس کی چھت پر رکھی اور بس پھر رواں دواں ہوگئی۔ بس میں بیٹھے لوگ حیران تھے کہ اللہ تعالیٰ نے کس طرح بڑے میاں کی بروقت فریاد رسی کی اور ڈرائیور اور کنڈیکٹر کو کیسے نقد سزا دے کر نمونہ عبرت بنادیا ع

دیکھو مجھے جو دیدہ عبرت نگاہ ہو

(آمنہ بنت عبدالغفور، صادق آباد)

خدا کرے:

خدا کرے کہ میری ارضِ پاک پر اترے
وہ فصلِ گل جسے اندیشۂ زوال نہ ہو
یہاں جو پھول کھلے وہ کھلا رہے صدیوں
یہاں خزاں کو گزرنے کی بھی مجال نہ ہو
خدا کرے کہ مرے اک بھی ہم وطن کے لئے
حیات جرم نہ ہو زندگی وبال نہ ہو

(انتخاب: کنز افراش، گڑھی حبیب اللہ)

۱۴ اگست

احتساب کا دن

شازیہ فردوس

14/ اگست ہماری آزادی کا دن ہے اس کے ساتھ ہی ہمارے احتساب اور ہمارے عہد کا دن بھی ہے، اس وفاداری کا عہد جو ہم نے اس ملک کے ساتھ نبھانا تھا۔ اس دن ہر شخص کو اپنا احتساب کرنا چاہئے کہ اس نے ملک کو کیا دیا؟ بحیثیت مرد، بحیثیت عورت، بحیثیت استاد، بحیثیت تاجر، بحیثیت افسر، بحیثیت فوجی، بحیثیت انجینئر، بحیثیت ڈاکٹر، بحیثیت پاکستانی شہری اور بحیثیت ایک حکمران کے اپنی کیا ذمہ دار نبھائی؟

اس ملک نے ہمیں عزت دی، ایک شناخت دی، ٹھکانہ اور ایک مرکز دیا۔ اب سوچنا یہ ہے کہ ہم نے اس ملک کو کیا دیا۔ ہم نے اس کے مفاد کے لئے کیا کام کیا۔ کیا ہم نے اپنی زندگی کا کچھ حصہ اس کے مفاد اور بہبود کی خاطر خرچ کیا۔ کیا ہم نے اس ملک سے اتنی محبت کی جتنی محبت کا یہ مستحق تھا۔

نہیں ہرگز نہیں۔ ہم لوگ تو حرص وہوس کے پجاری ہیں۔ ہم ہر حیثیت سے اس ملک کو لوٹنے کی فکر میں ہیں۔ چاہے ڈاکٹر ہو، انجینئر ہو یا کہ ایک عام شہری۔ ہم زیادہ سے زیادہ کمانے کی فکر میں ہیں۔ کوئی شخص اپنی ذمہ داری کو ایمانداری سے ادا نہیں کرتا جو گورنمنٹ ملازم ہے تنخواہ پوری وصول کرتا ہے، لیکن اپنی ذمہ داری پوری طرح سے ادا نہیں کرتا۔

استاد ٹیوشن سینٹر میں زیادہ توجہ سے پڑھاتا ہے، لیکن گورنمنٹ اسکول میں مہینے کے دن پورے کرتا ہے۔ ڈاکٹر پرائیویٹ کلینک میں مریضوں کو زیادہ توجہ سے دیکھتا ہے اور سرکاری ہسپتال میں تڑپتے مریضوں کو بھی ٹرخا دیتا ہے، اسی طرح ہر شعبے میں یہی حال ہے۔ کوئی یہ نہیں سوچتا کہ ہم اس طرح اپنے ملک پاکستان کو کتنا نقصان پہنچا رہے ہیں۔

ہم اپنی ناعاقبت اندیشی کی وجہ سے آدھا ملک تو گنوا ہی چکے ہیں۔ باقی آدھے کی بھی فکر نہیں، حکمران کرسی کے لئے ایک دوسرے سے لڑ رہے ہیں، صرف اور صرف اپنے ذاتی مفاد کی خاطر، ملکی مفاد کی انہیں کوئی فکر نہیں۔ وہ صرف یہ چاہتے ہیں کہ زیادہ سے زیادہ عرصہ کرسی پر براجمان رہیں۔ مشرقی پاکستان حکمرانوں کی انہی ذاتی مفاد کی بھینٹ چڑھ گیا اور دشمنوں کو وار کرنے کا موقع مل گیا۔ ہر شخص اس ملک کو دونوں ہاتھوں سے لوٹنے کی کوشش کر رہا ہے۔ چاہے وہ اعلیٰ طبقے سے تعلق رکھتا ہو یا نچلے طبقے سے۔ جس کو جتنا موقع ملتا ہے وہ اس سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کرتا ہے۔

ہماری قوم اپنے ذاتی مفاد کو ملکی مفاد پر ترجیح دیتی ہے۔ اگر ہم اپنے ذاتی مفاد سے بالاتر ہو کر ملکی مفاد کیلئے سوچتے تو آج نصف صدی سے زائد عرصہ گزرنے کے باوجود بھی ہمارا ملک ترقی کی راہ میں اتنے پیچھے نہ ہوتا۔ اگر ہم اپنے فرائض دیانتداری سے ادا کرتے تو ہمارا ملک خوشحال ہوتا اور ترقی کی راہ پر گامزن ہوتا۔ یہاں اتنی لوٹ مار، کرپشن، رشوت خوری، دھوکہ دہی اور دہشت گردی نہ ہوتی اور ہمیں اپنے ہی ملک میں عدم تحفظ کا احساس نہ ہوتا۔ آج ہمارے اپنے ہی اپنوں کو دہشت گردی کا الزام لگا کر غیروں کے حوالے کر دیتے ہیں۔

آہ! کتنے افسوس کا مقام ہے۔ اگر ملک ہے تو ہم ہیں اگر یہ نہیں تو ہم نہیں۔ کاش! ہم یہ جان سکتے۔ افسوس کہ ہم نے اپنے پچھلے تجربے یعنی مشرقی پاکستان کی علیحدگی سے بھی کچھ نہیں سیکھا اور جتنا ملک ہمارے پاس ہے اس کی حفاظت کی بھی فکر نہیں۔ ان قربانیوں اور جانوں کا احساس نہیں جو اس ملک کو حاصل کرنے کی جدوجہد میں پیش کی گئی تھیں۔ کتنی ماؤں، بہنوں اور بیٹیوں کی عزتیں اس ملک کو حاصل کرنے کے لئے پامال ہوئیں۔ کتنی خون کی ندیاں بہائی گئیں۔ ہم نے اس ملک کے آدھے حصے کو کتنی آسانی سے گنوا دیا۔ خدارا! آج تو اپنا احتساب کیجئے۔ آج تو کچھ سوچئے۔

کاش کہ ہم میں پھر کوئی مردِ حق پیدا ہو جو سوئی ہوئی قوم کو جگادے، جو سوئے ہوئے ضمیر کو جگادے، جو جذبہ ایمانی کو بیدار کر دے۔

چاہے آئے قضا [illegible]

کچھ دنوں پہلے ہماری برادری میں کہیں فوتگی ہوئی۔ میرا جانا ہوا۔ عشاء کا وقت تھا۔ عشاء کی اذان ہوئی تو چند خواتین نے وضو کر کے نماز پڑھنی شروع کی۔ ان میں سے ایک خاتون جو دل کی مریضہ تھی، انہوں نے بھی وضو کیا اور نماز پڑھنی شروع کی۔ میں نے اپنے دل میں یہ سوچا کہ انہیں نماز پڑھنے کی اتنی جلدی کیوں ہے؟ عشاء کا وقت تو بہت لمبا ہوتا ہے۔ میت کراچی سے آنی تھی، میت کا انتظار ہو رہا تھا۔ میں نے یہ سوچا کہ نماز گھر جا کر پڑھ لوں گی۔ میں نماز تو پڑھتی تھی، لیکن کبھی جلدی پڑھتی تھی تو کبھی دیر سے۔ پھر وقت دیکھتے دیکھتے ایسا ہوا کہ میت آگئی۔ میت کو غسل دیا گیا اور دفنانے کے لئے لے جانے لگے تو وہ خاتون جو دل کی مریضہ تھی۔ ان کو اچانک دل کا اٹیک ہوا اور وہ دیکھتے ہی دیکھتے وہیں اللہ تعالیٰ کو پیاری ہو گئیں۔ میں نے دل میں یہ سوچا کہ موت کسی کو مہلت نہیں دیتی۔ جتنا جلدی ہو سکے نماز ادا کرنی چاہئے۔ موت کا کیا پتہ ہوتا ہے کہ یہ ہمیں نماز پڑھنے کی مہلت دے گی بھی یا نہیں، دل میں یہی خوف ہونا چاہئے کہ کیا پتا ہماری موت کب آجائے۔ ہم نماز ادا کر بھی سکیں یا نہیں۔ خواتین میں اکثر کی یہ عادت ہوتی ہے کہ پہلے کام فارغ کرتی ہیں پھر نماز ادا کرتی ہیں۔ نماز میں سستی یا تاخیر نہیں کرنی چاہئے۔

اہلیہ محمد یونس

سوال: اسلام قبول کرنے سے پہلے آپ اس مذہب کے بارے میں کس قدر جانتی تھیں؟

جواب: میں اسلام کے بارے میں بہت کم جانتی تھی اور جو کچھ جانتی تھی، وہ مسخ شدہ اور گمراہ کن معلومات کے سوا کچھ نہ تھا۔

سوال: آپ کہتی ہیں کہ ''11 ستمبر کا واقعہ اسلام کے لئے تباہ کن ہونے کے ساتھ ساتھ ایک خوشگوار حادثے کی حیثیت بھی رکھتا ہے''۔ اس کا کیا مطلب ہے؟

جواب: 11 ستمبر کے واقعے کی اسلام کے لئے بدترین شکل تو یہ ہے کہ مسلمانوں کے حوالے سے نفرت اور غلط فہمی میں اضافہ ہوا، جس کا کوئی جواز نہیں۔ مجھے تو اس بات سے بھی شدید نفرت ہے کہ اس واقعے سے فائدہ اٹھا کر اسے مسلمانوں کو رگیدنے کے لئے ایک لاٹھی کے طور پر استعمال کیا جا رہا ہے، تاہم اس کے نتیجے میں ایک حیرت انگیز بات یہ ہوئی ہے کہ مجھ جیسے کم علم لوگوں نے اسلام کے بارے میں زیادہ سے زیادہ جاننے کے لئے قرآن اور دیگر اسلامی لٹریچر کا مطالعہ شروع کر دیا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اب اسلام دنیا میں تیزی سے پھیلنے والا مذہب بن چکا ہے۔ خود برطانیہ میں 11 ستمبر سے اب تک کوئی 14 ہزار افراد اسلام کی طرف آ چکے ہیں اور بہت سے مسلمان اپنے ایمان کو از سر نو تازگی بخشنے کے لئے سرگرم عمل ہیں۔

کیوں گئی تھیں؟

جواب: میں دراصل ان لوگوں سے بات کرنا چاہتی تھی جنہیں امریکا اور برطانیہ کی طرف سے

اسلام حیرت زدہ کر دینے والا مذہب ہے

حکومت کے تحت وہ کس طرح کی زندگی گزار رہے ہیں۔

سوال: آپ نے جب اسلام قبول کرنے کا ارادہ کیا تو اس وقت آپ کے خاندان اور بالخصوص بیٹی ڈیسی کے کیا تاثرات تھے؟

جواب: اس حوالے سے میرے خاندان کے ملے جلے تاثرات تھے، میری ماں نے پھر سے چرچ جانا شروع کر دیا جبکہ میری بیٹی ڈیسی میری سب سے بڑھ کر معاون بن گئی، وہ اسلام میں بہت زیادہ دلچسپی لے رہی ہے۔

سوال: آپ کیا سمجھتی ہیں کہ معاشرہ آپ کو کس نظر سے دیکھ رہا ہے، ایک بہادر خاتون یا ایک ایسا فرد جس نے اپنے مذہب سے بے وفائی کی؟

جواب: مجھے عیسائی بنیاد پرستوں کی طرف سے قتل کی دھمکیاں مل چکی ہیں کہ میں نے اپنے مذہب سے غداری کی ہے

طالبان کی قید میں رہنے والی وونی ریڈلے کی باتیں

وونی ریڈلے وہ برطانوی خاتون صحافی ہیں جو 28 ستمبر 2001ء کو خفیہ طور پر افغانستان میں داخل ہوتے ہوئے اس وقت اخباروں کی شہ سرخی بن گئیں جب طالبان نے ان کو گرفتار کر لیا، ان کو 10 دن بعد رہا کر دیا گیا لیکن قید کے ان ایام نے نہ صرف ان کی زندگی کی کایا پلٹ دی بلکہ دنیا اور اس کے مسائل کے بارے میں ان کی پوری فکر کو بھی تبدیل کر دیا۔ رہائی پانے کے بعد انہوں نے اپنے پروٹسٹنٹ عیسائی مذہب کو چھوڑ کر اسلام قبول کر لیا۔ ایک موقع پر قید کے دوران پیش آنے والے ایک واقعے کا ذکر کرتے ہوئے وونی ریڈلے نے کہا کہ ''ایک وقت ایسا بھی آیا جب کابل کی جیل میں قید کے دوران میری قوت برداشت اس حد تک جواب دے گئی کہ میں نے قید کرنے والوں کے منہ پر تھوکا اور ان کو گالیاں دیں، مجھے اس کے بدلے میں ان سے بدترین جواب کی امید تھی لیکن ان لوگوں نے میرے اشتعال دلانے والے رویے کے باوجود مجھے بتایا کہ میں ان کی بہن اور مہمان ہوں۔'' عراق میں قیدیوں پر امریکی اور برطانوی فوجیوں کے ناقابل بیان مظالم کے پس منظر میں وونی ریڈلے کی داستان نہایت اہمیت اختیار کر گئی ہے، اس میں 2 مختلف تہذیبوں کی حقیقی تصویر آئینے کی طرح صاف نظر آتی ہے۔ ایک وہ جو آزادی، انسانی حقوق اور خواتین کے مقام کی عالمی ٹھیکیدار بنی ہوئی ہے لیکن قیدیوں کے ساتھ اس کا سلوک وحشیوں کو بھی شرماتا ہے اور دوسری وہ جس پر دہشت گردی، حقوق نہ دینے اور خواتین کو پسماندہ رکھنے کا الزام ہے لیکن اس کا سلوک ایک جدید تعلیم یافتہ خاتون کو جیت لیتا ہے۔ آج طالبان کا نام گالی بنا دیا گیا ہے لیکن اسلام کی تعلیمات پر عمل میں جو کشش بلکہ جادو ہے، وہ سر چڑھ کر بولتا ہے۔ وونی ریڈلے کا انٹرویو سعودی عرب کی وزارت حج کے خوبصورت اور وقیع عربی انگریزی مجلے ''الحج والعمرۃ'' (جون 2004ء) میں شائع ہوا جس کا ترجمہ ایک مقامی اخبار میں بھی چھپا اور اب ''خواتین کا اسلام'' کی زینت بنایا جا رہا ہے۔

سوال: اسلام میں خواتین کے حقوق کے بارے میں آپ کی ذاتی رائے کیا ہے؟

جواب: قرآن اس بات کو انتہائی صراحت کے ساتھ بیان کرتا ہے کہ دین سے تعلق، فرد کی اہمیت اور تعلیم کے حوالے سے مرد و خواتین برابر ہیں۔ مزید یہ کہ بچوں کی پیدائش اور ان کی پرورش کی ذمہ داری کے حوالے سے بھی ہمیں سراہا گیا ہے۔ میرے خیال میں تو یہ ہمیں انسانیت کی معراج پر پہنچا دیتا ہے۔

سوال: آپ 2001ء کو پہلی فرصت میں افغانستان

جنگ کرنے کے فیصلے سے براہ راست متاثر ہونا تھا، میں ان کے احساسات کے بارے میں جاننا چاہتی تھی۔ یہ جاننا چاہتی تھی کہ وہ 11 ستمبر کے حوالے سے کیا کہتے ہیں اور طالبان کی

> میں اس حوالے سے خوش قسمت ہوں کہ ''دنیا کے سب سے زیادہ برے'' لوگوں کی قید میں رہنے کا موقع ملا

لیکن میرے مسلمان بھائی جو پہلے دن سے ہی میرے مددگار چلے آ رہے ہیں، اس کا جواب دے کر اس کا اثر زائل کر دیتے ہیں۔

سوال: آپ اپنی بیٹی کو بھی افغانستان لے کر گئیں، آپ نے ایسا فیصلہ کیوں کیا اور خود اس کے تاثرات کیا ہیں؟

جواب: میں 2002ء کے موسم بہار میں اپنی بیٹی کو افغانستان اس لئے لے کر گئی تھی تاکہ وہ اس بات کا اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کر سکے کہ افغان انسانوں کی وہ نسل ہیں جن کے دل ہمدردی کے خوبصورت جذبوں سے سرشار ہیں،

یہ ایک ایسا خوشگوار تجربہ ہے جو ہمیشہ اس کے دل میں تازہ رہے گا اور یہ یقیناً ڈزنی لینڈ دیکھنے کے تجربہ پر غالب رہے گا۔

سوال: آپ نے ماضی قریب میں افغانستان کا دورہ کیا، وہاں جا کر آپ نے کیا دیکھا؟

جواب: میں رہائی کے بعد کئی بار افغانستان آچکی ہوں اور جو کچھ مجھے نظر آیا، وہ یہ ہے کہ پورا ملک ایک ایسا کھنڈر بن چکا ہے، جس پر حکومت کرنے والے شخص کو کابل کا میئر کہا جاتا ہے کیونکہ حامد کرزئی کابل سے باہر باقی ماندہ ملک پر کوئی گرفت نہیں رکھتے۔ امریکی فوجیوں نے افغان عوام کے دل و دماغ جیتنے کے لئے کچھ نہیں کیا، ان کا رویہ افغان عوام کے ساتھ توہین آمیز ہے اور یہی وجہ ہے کہ اب تک کسی نے بھی ان کو خوش آمدید نہیں کہا۔ افغانستان میں امریکی فوجی قیام امن کے بجائے دنیا بھر کے مسلمان جنگجوؤں کے لئے ایسا مرکز توجہ بن گئے ہیں کہ وہ گروہ در گروہ افغانستان آئیں اور ان کو قتل کریں۔ افغانستان کے اندر خواتین کو مسلسل مصیبتوں کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے، ان حالات میں پیشہ ور خواتین کس طرح تیار ہوں۔ امریکا قوموں کو آزادی دلانے والا نہیں بلکہ استعماری ظالم و جابر ملک ہے، ثبوت درکار ہو تو افغانستان جا کر اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں۔

سوال: اسلام قبول کرنے کے بعد آپ میں کیا تبدیلی آئی؟

جواب: میرا یہ عزم پہلے سے کہیں زیادہ مضبوط ہو گیا ہے کہ جدھر بھی جاؤں، اسلام کو پھیلاؤں۔ مذہب تبدیل کروانا میرا کام نہیں، میں اس حیرت زدہ کرنے والے مذہب کے حوالے سے لوگوں کی جہالت اور تعصب کی آگ بجھانا چاہتی ہوں۔

سوال: اسلام کی کس خوبی نے آپ کو سب سے زیادہ متاثر کیا؟

جواب: جس طرح یہ خواتین کی حوصلہ افزائی کرتا ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کے ساتھ سلوک کی جو اعلیٰ مثالیں قائم کی ہیں، یقیناً وہ خواتین کا سب سے بڑھ کر احترام کرنے والے اور ان کی صلاحیتوں اور خوبیوں کی حوصلہ افزائی کرنے والے تھے۔

سوال: برطانیہ میں مسلم معاشرے کے ساتھ بھی آپ کا واسطہ پڑتا رہتا ہے، آپ ان کو کیسا پاتی ہیں؟

جواب: میں نے زیادہ تر وقت مسلمانوں کے ساتھ گزارا ہے کیونکہ اب تو میں خود بھی مسلمان ہوں اور یہ ایک فطری بات ہے کہ ہم ایک دوسرے کی طرف کھنچے چلے جاتے ہیں۔ **11** ستمبر کے بعد مسلمان مصیبت میں ہیں، اب اس بات کی پہلے سے زیادہ ضرورت ہے کہ ہم ایک دوسرے کو سینے سے لگا کر باہم مددگار بن جائیں۔

سوال: آپ طالبان کے کابل کے قید خانے کا گوانتانا موبے کے ایکسرے کیمپ سے کس طرح موازنہ کرتی ہیں؟

مسلمانوں کے حوالے سے مغربی میڈیا کا رویہ منصفانہ نہیں

جواب: میں لوگوں کو بتاتی رہتی ہوں کہ میں اس حوالے سے بہت خوش قسمت واقع ہوئی ہوں کہ مجھے امریکا کے بجائے ”روئے زمین کے سب سے زیادہ برے اور وحشی لوگوں“ کی قید میں رہنے کا موقع ملا۔ مجھے مسلسل **6** دن تک ایک ایئر کنڈیشنڈ کمرے میں رکھا گیا، جس کی چابی تک مجھے دے دی گئی تھی۔ میرے ساتھ ہمدردی اور احترام کا سلوک کیا گیا۔ مجھے ذہنی یا جسمانی طور پر ہراساں کرنے، کسی قسم کی تعذیب دینے یا حملہ کرنے کی کوئی کوشش نہیں ہوئی، گو کہ کچھ سوال جواب ضرور ہوئے۔ وہ مجھے مسلسل یہ بتاتے رہے کہ وہ مجھے خوش رکھنا چاہتے ہیں اور یہ کہ میں ان کی بہن اور مہمان ہوں۔

سوال: جیل میں رہتے ہوئے آپ کے احساسات اور خدشات کیا تھے؟

جواب: ان کی سب مہربانیوں کے باوجود میں یہ سوچتی رہی کہ یہ اس وقت تو اچھا برتاؤ کر رہے ہیں لیکن کسی بھی وقت کچھ برے لوگ آ کر مجھے ایذا دینا شروع کر دیں گے۔ میں ہر روز یہ سوچتی کہ آج مرنے والی ہوں لیکن یہ سب میرے محض خیالات ثابت ہوئے، اس کے باوجود کہ میرا رویہ ان کے ساتھ کافی تضحیک آمیز تھا۔ انہوں نے میرے ساتھ ہمدردی اور مہربانی کا سلوک ہی جاری رکھا۔

سوال: کیا آپ کو امید تھی کہ آپ زندہ سلامت باہر نکل آئیں گی؟

جواب: نہیں، بالکل نہیں، مجھے یہ یقین تھا کہ میں ماری جاؤں گی، بالخصوص **7** اکتوبر **2001**ء کو جب میں کابل کی جیل میں تھی اور امریکا نے بم برسانے شروع کر دیئے تھے۔ ایک لمحہ تو ایسا بھی آیا کہ میں نے سمجھا کہ اب اگر طالبان مجھے قتل نہیں کریں گے تو امریکا یا برطانیہ کا کوئی بم یہ کام کر دے گا۔

سوال: طالبان کو میڈیا میں دہشت گرد کے طور پر دکھایا جاتا ہے اور ایک آپ ہیں کہ جس نے ان سے رہائی پانے کے بعد ان کے مذہب کو گلے سے لگایا۔ یہاں ایک تضاد پایا جاتا ہے، آپ اس کے بارے میں کیا محسوس کرتی ہیں؟

جواب: میں اب بھی خواتین کے حقوق کی بڑی علمبردار ہوں اگر طالبان نے مجھے اسلام قبول کرنے پر قائل کر لیا تو یہ ان کی اپنی ایک کامیابی تھی۔ میں طالبان کی کوئی بہت بڑی مداح نہیں لیکن ٹونی بلیئر اور جارج بش نے ان کی سب خوبیوں کے باوجود انہیں ایک بہت بڑی برائی کے طور پر پیش کیا۔

سوال: کیا آپ اب اسلام اور مسلمانوں کے متعلق پھیلائے گئے افسانے اور حقیقت میں فرق کر سکتی ہیں؟

جواب: یہ تو بہت آسان بات ہے، اسلام ایک مکمل اور جامع دین ہے جبکہ اس پر عمل کرنے والے ایسے نہیں۔

سوال: کیا آپ مسلمانوں کے حوالے سے میڈیا کا رویہ انصاف پر مبنی پاتی ہیں؟

جواب: مسلمانوں کے حوالے سے مغربی میڈیا کا رویہ منصفانہ نہیں، اس کی بنیادی وجہ غلط فہمی پر مبنی ایک واضح فکر، مسخ شدہ معلومات اور لاعلمی کے ساتھ ساتھ سیاسی مقاصد کے حصول کے لئے اسلام کو بدنام کرنے کی ایک سوچی سمجھی کوشش بھی ہے۔

سوال: کیا اسلام لانے سے قبل اس حوالے سے آپ کا رویہ منصفانہ تھا؟

جواب: مجھے نہیں یاد پڑتا کہ میں نے کبھی اس موضوع پر کچھ لکھا ہو۔

سوال: آج مغرب دہشت گردی کی جو تعریف کر رہا ہے، اس کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟

جواب: جی ہاں، جس طرح کہ بش نے کہا تھا کہ اگر تم اس کے ساتھ نہیں تو دہشت گردوں کے ساتھی ہو۔ ذاتی طور پر میرا یہ خیال ہے کہ اب اس لفظ کے استعمال پر پابندی لگنی چاہئے، اس لئے کہ یہ بے معنی ہو چکا ہے۔ مارگریٹ تھیچر (سابق برطانوی وزیر اعظم) نے ایک دفعہ نیلسن منڈیلا کو بھی دہشت گرد کہا تھا لیکن آج اس کی حیثیت ایک عظیم قائد کی ہے۔

سوال: آپ دہشت گردی کی تعریف کس طرح کرتی ہیں؟

جواب: دہشت گرد وہ ہے جو معصوم لوگوں کو بموں سے اڑاتا ہے اور عام آبادی کو خوفزدہ کرتا ہے، میں نے یہ سب کچھ افغانستان، عراق اور فلسطین میں ہوتے دیکھا ہے اور اسی کو ریاستی دہشت گردی کہتے ہیں۔ میں نے جنین (فلسطین) کے ملبے سے بچوں اور عورتوں کی لاشوں کو نکالتے ہوئے دیکھا ہے اور یہی سب کچھ جنوبی افغانستان اور عراق میں بھی دیکھ رہی ہوں۔

مجھے یہ سب لاشیں ایک جیسی لگتی ہیں، آپ انسانی زندگی کی کوئی قیمت نہیں لگا سکتے حالانکہ امریکی یہی کرتے ہیں۔ ایک امریکی کی زندگی کی قیمت تو لاکھوں ڈالر میں لگائی جاتی ہے جبکہ ایک عرب مسلمان کی زندگی اس کے مقابلے میں کوئی قیمت نہیں رکھتی...... کیوں؟

(باقی صفحہ ۱۴ پر)

مسلمانوں کو گردن اٹھا کر چلنا چاہیئے اور اپنے مسلمان ہونے پر انہیں فخر کرنا چاہیئے

نحوست

طاہرہ اکرم

نذیر بھائی کو فوت ہوئے ابھی دو ہی مہینے گزرے تھے کہ ایک دن شام کو ظہیر نے اماں سے کہا ''اماں آپ کافی عرصے سے شاہدہ لوگوں کے ہاں نہیں گئیں؟''

اماں اسے عجیب و غریب بلکہ بے موقع بات کو سُن کر حیرت سے ظہیر کو دیکھنے لگیں اور ان کے منہ سے بے ساختہ نکلا ''کیوں؟''۔

''اماں ظاہر ہے وہ آپ کے بیٹے کی منگیتر تھی۔'' ظہیر نے کہا۔

''ہاں تھی...... لیکن اب نہیں ہے۔ جس کی وجہ سے رشتہ تھا وہ اب ختم ہو چکا۔'' اماں آہستہ آہستہ پرانی روش پر آ رہی تھیں۔

''خبردار جو اس منحوس کا نام میرے سامنے لیا، کمبخت منحوس...... ڈائن...... میرے بیٹے کو کھا گئی۔'' اماں کا دل اب بھی زخمی تھا۔

''اماں کیسی باتیں کرتی ہیں آپ، بھلا اس میں شاہدہ کا کیا قصور؟''

''ارے کیا ہو رہا ہے؟'' ابا شاید شور کی آواز سن کر باہر آئے تھے۔ ''کچھ نہیں ابا جان''۔ ظہیر نے کھڑے ہو کر انہیں بیٹھنے کی جگہ دی، ''میں کہتی ہوں جی اپنی اولاد کو سمجھا دیں۔ آئندہ میرے سامنے اس ڈائن کا نام نہ لیں۔'' اماں نے براہ راست شکایت کی۔

''کون سی ڈائن؟'' ابا ابھی تک نہیں سمجھے تھے۔

''وہی شاہدہ جو میرے بیٹے کو کھا گئی۔ ہائے میرا نذیر۔'' اماں باقاعدہ رونے لگیں۔

''ہائے لوگ تو مجھے پہلے ہی رشتہ کرنے سے منع کرتے تھے کہ ان کا تو پورا گھرانہ ہی منحوس ہے۔ بڑی بہن شادی کے چار ماہ بعد بیوہ ہو گئی۔ منجھلی کی آٹھ سال سے اولاد ہی نہیں۔ اب یہ چھوٹی صاحبہ ہیں تو میرے بیٹے کو کھا گئی۔'' اماں نے دل کی بھڑاس نکالی۔

''کیا کرتی ہو نیک بخت؟'' ابا غیظ میں آ گئے۔ ''ہمارے ساتھ جو کچھ ہُوا اس میں اس معصوم کا کیا قصور؟''

''ارے بڑی آئی معصوم آپ بھی اُسی کے ہمدرد ہیں''۔ اماں نے کہا۔

''ہاں میں اُس سے ہمدردی رکھتا ہوں۔ تم سے تو سب نے ہمدردی کی وہ تو شرم و حیا کے مارے اپنے دکھ کا اظہار بھی نہیں کر سکتی۔ کیا اُس سے کسی نے ہمدردی کا سوچا؟''

''ارے نیک بخت مجھے تمہاری سوچ کی اس حد کا علم نہیں تھا۔ ورنہ میں نے تو کچھ اور ہی سوچا تھا۔'' ابا اپنے خیالات کا اظہار کر رہے تھے۔ اماں نے سوالیہ نظروں سے ابا کو دیکھا لیکن منہ سے کچھ نہ بولیں۔

''میں نے تو سوچا تھا کہ رشتہ ٹوٹ جانے والی بچی کو بیوہ اور مطلقہ سے کم نہیں سمجھا جاتا اور آج کل کے دور میں رشتوں کے مسائل کس حد تک بڑھ گئے ہیں۔ لوگ سیرت سے زیادہ صورت کو اور مال و دولت کو ترجیح دیتے ہیں اور ایسی بچیوں کو منحوس اور چھوت سمجھا جاتا ہے اور ایسے گھروں کا رخ نہیں کرتے۔ تم خود ہی بتاؤ اس میں اُس بچی کا کیا قصور؟'' ابا کی مدلل اور جاندار گفتگو پر سب ہی مہر بہ لب تھے۔

''اگر نذیر ہمارا بیٹا تھا تو ظہیر بھی ہمارا ہی بچہ ہے۔ میں تو ایسی خوبصورت اور خوب سیرت بچی کے ساتھ ظلم نہیں ہونے دوں گا۔''

نرگس اور ظہیر نظریں جھکائے بیٹھے تھے جبکہ اماں اپنے الفاظ پر شرمندہ تھیں۔ اتنے میں نرگس نے خاموشی کو توڑتے ہوئے کہا: ''ٹھیک ہے اماں اب کوئی اچھا سا دن دیکھ کر شاہدہ باجی کے ہاں جائیں گے۔''

''کوئی دن بُرا نہیں ہوتا سب دن اللہ تعالیٰ نے بنائے ہیں، یہ صرف ہم لوگوں کی بنائی ہوئی باتیں ہیں۔'' اماں کے منہ سے یہ بات سن کر سب کو خوشگوار حیرت ہوئی۔

''ہم کل ہی شاہدہ کے گھر جائیں گے۔'' اماں نے گویا اپنا فیصلہ سنایا۔

''اور اگر راستے میں کوئی کالی پیلی بلی مل گئی تو......؟'' ابا نے اماں کو چھیڑا۔

''کالی بلی مجھ سے بڑی ہے کیا؟''۔ اماں نے بھی مذاق میں جواب دیا۔ اس بات پر سب کے چہروں پر ایک مسکراہٹ پھیل گئی۔ ایک سچی مسکراہٹ

......*......

''اے نرگس! ارے او...... نرگس!'' اماں نے نرگس کو پکارا۔

''جی اماں!'' نرگس نے جواب دیا۔

''کہاں جا رہی ہو؟''

کہیں نہیں اماں بس نہانے کی تیاری کر رہی ہوں۔''

''اے اے! دماغ ٹھیک ہے تمہارا آج بدھ کو نہاؤ گی؟''

''کیوں اماں بدھ کو نہانے سے کیا ہوتا ہے؟'' نرگس نے انجان بن کر پوچھا۔

''ارے کیوں بھائیوں کی جان کی دشمن بنی ہوئی ہے۔ میرے تو دو ہی لعل ہیں اے اللہ تُو رحم کرنا۔''

''اماں، بدھ کو نہائیں یا جمعرات کو دن تو سارے اللہ تعالیٰ نے بنائے ہیں۔'' نرگس نے دلیل پیش کی۔

''تجھے معلوم ہے کہ تمہاری چچی کی بھابھی نے بدھ کو سر دھویا تھا اسی دن اس کے بھائی کی میت اٹھی۔''

اماں آپ بھی کمال کرتی ہیں ان کی موت اسی دن لکھی تھی، اب اس میں منگل یا بدھ کا کیا قصور؟'' نرگس نے ماں کو سمجھانے کی کوشش کی۔

''زیادہ زبان چلانے کی ضرورت نہیں، جاؤ ان کپڑوں کو واپس الماری میں رکھو۔ کل نہا لینا۔'' اماں نے حکم صادر کیا۔

''جی اچھا''۔ نرگس نے تابعداری سے کہا۔

......*......

''ظہیر بیٹا! دروازہ بند کر لو ہم لوگ جا رہے ہیں''۔ اماں نے دروازے سے آواز لگائی۔

''جی اچھا اماں''۔ ظہیر دروازے تک آیا۔

اماں اپنے بڑے بیٹے نذیر کی منگیتر شاہدہ کے لئے عیدی لے کر جا رہی تھیں۔ ظہیر ابھی دروازے بند کر کے بیٹھا ہی تھا کہ بمشکل پانچ منٹ بعد دروازے پر دستک ہوئی۔ ظہیر نے دروازہ کھولا، باہر اماں اور نرگس کھڑی تھیں۔

''کیوں اماں کچھ بھول گئیں کیا؟'' ظہیر نے پوچھا۔

''ارے نہیں بیٹا بس دو قدم ہی چلے تھے کہ آگے سے ایک موٹی سیاہ بلی گزر گئی۔'' اماں نے راستے کی روداد سنائی۔

''تو......!'' ظہیر نے حیرت سے پوچھا۔

''تو کیا؟ میں پلٹ آئی۔ ارے آگے سے سیاہ بلی کا گزرنا بہت منحوس ہوتا ہے۔'' اماں نے ظہیر کی معلومات میں اضافے کی کوشش کی۔

''اماں کون سے زمانے کی بات کرتی ہیں آپ۔ یہ سب فضول باتیں ہیں ان کی کوئی حقیقت نہیں۔'' ظہیر نے ماں کو سمجھانے کی کوشش کی۔

''ہاں ہاں! میں تو فضول باتیں کرتی ہوں۔ تم تو بڑے سیانے ہو۔ دو جماعتیں کیا پڑھ گئے۔ اب ماں باپ فضول باتیں کرنے لگے۔''

''اماں میں نے یہ کب کہا۔'' ظہیر نے کچھ کہنے کو ابھی منہ ہی کھولا تھا کہ اماں نے اسے چپ کروا دیا ''بس بس رہنے دو چلو یہ سامان اندر رکھو۔ پھر کبھی کوئی اچھے سے دن اور تاریخ دیکھ کر چلے جائیں گے۔

......*......

نہ جانے کون سا دن تھا لیکن انہی سات دنوں میں سے کوئی دن تھا۔ نرگس اور اماں اکیلی تھیں، ظہیر آفس گیا ہوا تھا۔ ابا اپنے کسی دوست کے ہاں گئے ہوئے تھے۔ دروازے پر گھنٹی بجی۔ اماں نے دروازہ کھولا لیکن باہر کا منظر دیکھ کر اماں کی ضعیف ٹانگیں ساتھ چھوڑ گئیں اور وہ وہیں بے ہوش ہو گئیں۔

نذیر بھائی کا روڈ ایکسیڈنٹ ہوا تھا اور وہ موقع پر ہی دم توڑ گئے۔ نرگس کو سکتہ طاری ہو گیا، ابا کی کمر ٹوٹ گئی۔ اماں گم صم رہنے لگیں، ظہیر حیران و پریشان اس ناگہانی صورتِ حال کو دیکھ رہا تھا۔ لیکن کب تک، وقت سب کے زخموں پر مرہم رکھ دیتا ہے اور ایسا ہی ہوا۔ لیکن اس سلسلے میں ظہیر نے سب کی ہمت بندھائی۔ وہ اماں کو زبردستی اپنے ساتھ کو کھانا کھلاتا، ابا کو اخبار پڑھ کر سناتا۔ نرگس سے ہلکی پھلکی گفتگو کرتا تا کہ وہ اپنے اپنے معمولات کی طرف لوٹیں۔ رفتہ رفتہ حالات اپنے معمول پر آنے لگے۔ اماں بھی بچوں کی خاطر تھوڑا بہت بولنے لگیں لیکن ان کا موضوع گفتگو نذیر بھائی ہی ہوتے تھے۔

اماں ہر وقت سوچتیں تھیں کہ وہ تو حتی الوسع نحوست سے بچنے کی کوشش کرتی تھی۔ پھر یہ تقدیر نے کہاں سے وار کر دیا۔ لیکن ان کی سمجھ میں کچھ نہ آتا۔

لڑکی مجھے لگتا ہے تمہارا دماغ چل گیا ہے کیوں اپنے پاؤں پر کلہاڑی مار رہی ہو اچھی بھلی زندگی گزر رہی ہے اس پر یہ تمہیں انوکھی بات کیسے سوجھی؟

''یہ انوکھی بات نہیں ہے امی! کیا دوسری شادی کرنا گناہ ہے؟ اور پھر چار شادیوں کی اجازت تو ہمارے دین اسلام نے بھی دی ہے اور پھر عملی نمونے کی صورت میں ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی موجود ہے، انہوں نے بیوہ، کنواری، اپنی عمر سے بڑی ہر قسم کی عورتوں سے شادی کی، ایسا انہوں نے صرف اس لئے کیا کہ ان کی امت اس طرح کرنے میں ہچکچاہٹ محسوس نہ کرے۔ عرب لوگ تو اب بھی ایسا ہی کرتے ہیں وہاں مرد ایک سے زائد شادیاں کرتے ہیں اور میرا خیال ہے وہاں رشتوں کا اتنا مسئلہ بھی نہیں ہے۔

تم کچھ بھی کہہ لو میں تمہیں ایسا کرنے کی اجازت نہیں دوں گی...... اب سمیعہ کی ساس بھی بول پڑیں۔

آپ ''سمجھنے کی کوشش کیوں نہیں کر رہی ہیں۔'' ہم سب سمجھتے ہیں ہم تو صرف تمہیں سمجھا رہے ہیں جب سوتن آئے گی اور شوہر کو لے اڑے گی تب تمہیں سمجھ آئے گی۔

کچھ نہیں ہوگا امی مجھے یقین ہے میں جو کچھ کر رہی ہوں اس میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت ہے اور میرا ایمان ہے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرنے والا کبھی خسارے میں نہیں رہتا۔ سمیعہ پچھلے دو گھنٹے سے اپنی ساس اور امی کو قائل کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔

دو سال پہلے سمیعہ کی سہیلی عائشہ کا شوہر افغانستان میں شہید ہو گیا تھا، عائشہ کی شادی کو ابھی دو ہی سال گزرے تھے، سسرال میں جوان دیوروں کی موجودگی میں عائشہ کا بغیر شوہر کے رہنا جب دشوار ہو گیا تو وہ اپنے میکے آ گئی، میکے میں امی ابو کا انتقال ہو گیا تھا صرف بھائی بھاوج تھے انہوں نے شروع شروع میں تو خوب آؤ بھگت کی پھر رفتہ رفتہ بھاوج کا رویہ بدلنے لگا ان تمام باتوں سے سمیعہ آگاہ تھی ان تمام حالات کو دیکھ کر سمیعہ نے فیصلہ کیا کہ وہ اپنی سہیلی عائشہ کی شادی اپنے شوہر سے کرا دے، اس کے شوہر کی اتنی حیثیت تھی کہ وہ آرام سے دو بیویوں کی کفالت کر سکتے تھے اس نے اپنے شوہر کو تو قائل کر لیا تھا لیکن جب اس کے خاندان والوں کو پتہ چلا تو سب اسے سمجھانے لگے۔ سمیعہ کی ساس اور امی نے جب دیکھا کہ ان کی بیٹی اپنا فیصلہ بدلنے پر تیار نہیں تو انہوں نے خاموشی اختیار کر لی اور سمیعہ نے تمام خاندان والوں کی ناراضگی مول لے کر کچھ معزز لوگوں کی موجودگی میں عائشہ کا اپنے میاں سے نکاح پڑھوایا اور اپنے گھر لے آئی۔

سمیعہ مجھے حیرت ہے تم نے ایسا کیوں کیا؟ ایک دن اچانک ہی عائشہ نے سوال کر ڈالا۔

دیکھو عائشہ میں نے جو کچھ کیا اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ میں نے اپنے معاشرے میں دیکھا کہ ہمارے ہاں کوئی عورت جب بیوہ ہو جاتی ہے تو اس کے لئے دوسری شادی کرنا معیوب سمجھا جاتا ہے اور وہ بیچاری صرف معاشرے کے ڈر سے اپنی پوری زندگی تنہا بیوگی میں گزار دیتی ہے، کوئی غیر شادی شدہ مرد تو دور کی بات ہے شادی شدہ بھی بیوہ یا طلاق یافتہ سے کم ہی شادی کرتے ہیں، ہمارے ہاں کتنی عورتیں تمہاری جیسی ہیں جن کے شوہر کشمیر، عراق، افغانستان، چیچنیا اور بوسنیا میں شہید ہو رہے ہیں، ان کی شہادت کے بعد ان کی بیواؤں کو طویل مسائل کا سامنا ہے بعض تو کسمپرسی کی زندگی گزار رہی ہیں تو کیا یہ ہم جیسی عورتوں کا حق نہیں بنتا کہ ہم ان کا سہارا بنیں ان کا خیال رکھیں، پہلے زمانے میں اگر کوئی عورت بیوہ یا طلاق یافتہ ہو جاتی تو فوراً دوسری جگہ سے نکاح کا پیغام آ جاتا، عورت کو اُس وقت تک تنہا نہیں چھوڑا جاتا تھا جب تک کہ وہ خود نکاح سے انکار نہ کر دے، ہم ہندوستان سے آئے ہوئے لوگ اپنے ساتھ ہندوؤں کے رسم و رواج بھی ساتھ لے آئے۔ دوسری شادی تو ہندوؤں کے ہاں منع ہے اسلام میں تو منع نہیں ہے اللہ تعالیٰ نے مرد کو چار شادیوں کی اجازت اس لئے دی ہے کہ کوئی عورت تنہا بغیر مرد کے زندگی نہ گزارے کیونکہ عورت کا تنہا بغیر مرد کے زندگی گزارنا فتنوں کو جنم دیتا ہے ان فتنوں سے بچنے کے لئے ہی اللہ تعالیٰ نے یہ قانون بنائے ہیں۔ لیکن افسوس ہم پر ہے کہ اللہ تعالیٰ کے احکام کو پس پشت ڈال کر صرف اپنی خواہشات پر چلتے ہیں، عورتوں نے اپنے اخراجات اتنے بڑھا لئے ہیں کہ مرد دوسری شادی کا سوچ بھی نہیں سکتا۔ اگر عورتیں قناعت سے کام لیں اور مرد کو دوسری شادی کی اجازت دیں تو ہمارے معاشرے سے ''دوسری شادی'' کا ایک بہت بڑا مسئلہ حل ہو جائے گا یہی کچھ سوچ کر میں نے یہ قدم اٹھایا ہے آخر کسی نہ کسی کو پہل کرنی ہے سو میں ہی سہی۔

''سمیعہ جس خلوص سے تم نے اس راستے پر قدم رکھا ہے میں تمہارے خلوص پر پورے اترنے کی کوشش کروں گی''، عائشہ نے کہا۔ اور پھر لوگوں نے دیکھا کہ ایک ہی گھر میں دو بیویوں کے ہوتے ہوئے آج تک کبھی شور کی آواز تک نہیں آئی۔ سمیعہ کا گھر پورے خاندان کا ایک مثالی گھر بن گیا۔ سمیعہ نے سچ کہا تھا اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اطاعت کرنے والا کبھی خسارے میں نہیں رہتا۔

دے صدا تو ہے کہاں

دھواں دھواں ہے ہر اک مکاں
اے ابن قاسم!
دے صدا تو ہے کہاں
لہو بہہ رہا ہے
مکاں جل رہے ہیں
ماؤں کی آہیں تم کو بلا رہی ہیں
بہنوں کے تار تار آنچل
بر سرِ بازار لٹتی ہوئی چادریں
وادیوں، گھاٹیوں میں قرآن کے شہید اوراق
یہ سب ظلم و ستم کی سیاہ راتیں
تم کو جگا نہ سکیں
مگر خدارا!
اب تو نکلو تلوار اٹھاؤ
اس بُزدل ہندو پر
اک وار کرو تم کاری
جو نہ کر سکو تم یہ سب
تو اک بم مجھے دے دو
کہ میں اسلام کی حرمت پر
کٹنا چاہتی ہوں......

بنتِ انعام۔ رینالہ خورد

اُمِ صہیب

جو ہو سکے تو بھلا کر چلو

سیر لیس مسئلہ ہے:

ھ میری بیٹی کی عمر 17 سال ہے، تقریباً آٹھ ماہ ہو گئے اس کو وقفے وقفے سے لیکوریا ہو جاتا ہے، آپ سے مشورہ لے رہی ہوں، کوئی اچھی سی دوائی تجویز کر دیں۔ (ام اقراء۔ لاہور) میرا بھی مسئلہ ہے، لیکن اسے شائع نہ کریں)

☆ام اقراء صاحبہ! آپ نے جو پہلا مسئلہ لکھا ہے کہ بچی کو لیکوریا ہے، اس کے لئے آپ کو ہی دھیان سے بچی کی صفائی ستھرائی کا خیال رکھنا ہوگا، کیونکہ بچی ابھی ان باتوں کو سمجھتی نہیں ہوگی اور یہ اتنی پریشان کن بات بھی نہیں بعض بچیوں کو ماہواری شروع ہونے سے پہلے اس قسم کی شکایت ہو جاتی ہے، اس کے لئے دوا B20-Plasgen No 13 4-4 گولیاں دن میں 4 مرتبہ دیں۔ ان شاء اللہ ٹھیک ہو جائے گا۔ باقی دوسرا آپ کا مسئلہ تو اس کے لئے AURUM MUR 30 5-4 قطرے ایک چمچہ پانی میں دن میں 3 مرتبہ لیں، اس کے ساتھ اگر آپ کسی لیڈی ڈاکٹر سے ایک بار پھر اندرونی کا معاینہ کروالیں تو بہتر رہے گا۔ لیکوریا بھی اسی دوا سے ٹھیک ہو جائے گا۔

ناف ٹل جاتی ہے:

ھ میری عمر 28 سال ہے، گزشتہ دو سال سے میری ناف اپنی جگہ نہیں ٹکتی، کئی طرح کے گھریلو ٹوٹکے استعمال کر چکی ہوں، لیکن افاقہ نہیں ہو رہا۔ دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ میرے سر کے بال بہت باریک ہیں، مہربانی فرما کر میرے مسئلوں کا کوئی آسان حل بتا دیں دعا گو رہوں گی۔ (بنت شمس الرحمٰن۔ تربیلا ڈیم)

☆بنت شمس الرحمٰن صاحبہ! آپ اگر بہت وزنی کام کرتی ہیں یا زیادہ دیر تک زمین پر اکڑوں بیٹھتی ہیں تو اس سے اجتناب کریں اگر بچوں کی پیدائش کے بعد یہ سلسلہ شروع ہوا ہے تو اس کی وجہ اندرونی اعضاء کا ڈھیلا پن ہوتا ہے۔ اس کے لئے دوا Murex 30 دن میں 4 مرتبہ چار چار قطرے ایک چمچے پانی میں ملا کر پئیں۔ کبھی کبھار مالش کروالیا کریں تاکہ اندرونی پٹھے مضبوط ہوں۔ بالوں کے بارے میں تفصیلی مضمون لکھ چکی ہوں اس سے استفادہ کریں۔

نوٹ: یہ دوا کوئی اور بہن بغیر پوچھے استعمال نہ کرے۔

طبیعت بہت حساس ہے:

ھ میں بہت حساس ہوں، بظاہر تو ہنستی مسکراتی رہتی ہوں مگر دل پریشان رہتا ہے کسی کو بتانا بھی چاہوں تو لگتا ہے کوئی بھی میری بات نہیں سمجھ رہا۔ مسلسل تسبیح کرتی رہتی ہوں، نماز میں تو یہ حال ہوتا ہے کہ آنسو رکتے نہیں اور کبھی نماز پڑھنے کو بالکل دل نہیں چاہتا، سر میں بوجھ رہتا ہے، جی چاہتا ہے کہ سو جاؤں یا لیٹ جاؤں پلیز کوئی اچھا سا مشورہ دیجئے۔ (طویل خط ہے) (ش۔م۔ن۔ملک۔چکوال)

☆ش۔م۔ن ملک صاحبہ! آپ کی نفسیاتی بیماری کی اصل وجہ یہ ہے کہ غالباً آپ بہت فارغ رہتی ہیں اور شاید خواتین کی کہانیوں والے رسالے بھی پڑھتی ہیں دونوں ہی جسمانی اور ذہنی صحت کے دشمن ہیں۔ آپ ہر وقت باوضو رہیں۔ اپنے لئے نماز حاجت پڑھ کر دعا کیا کریں کہ آپ کو سکون آ جائے۔ چھوٹی چھوٹی باتوں پر بہت زیادہ جلنے کڑھنے سے یہی کیفیت ہو جاتی ہے۔ آپ یقین رکھیں آپ کو کوئی بیماری نہیں ہے۔ آپ کو میرا مشورہ ہے کہ مصروف رہیے، نت نئی کھانے کی ڈشیں بنائیں خود بھی کھائیں اور افراد خانہ کو بھی کھلائیں۔ گھر کو سجایا سنوارا کریں۔ دوا ایک میں بتاتی ہوں اس سے سر کا بوجھ اور دل کی گھبراہٹ دور ہوتی ہے اور سکون آتا ہے AMMONIUM MUR 30 4-4 قطرے اس کو دن میں تین مرتبہ ایک چمچہ پانی میں ملا کر پئیں۔

سانس اور سوجن:

ڈاکٹر ام محمد

ھ میری عمر 23 سال ہے اور قد پونے پانچ فٹ ہے اور وزن 120 پونڈ ہے۔ میرا مسئلہ یہ ہے کہ تین چار سالوں سے میری ٹانگوں میں سوجن آ گئی ہے۔ دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ مجھے سانس کی بیماری ہے اور کچھ عرصے سے اس میں شدت آ گئی ہے، پہلے سال میں ایک یا دو دفعہ ہوتی تھی اور دوائی سے صحیح ہو جاتی تھی، لیکن اب سال میں دو یا تین دفعہ ہوتی ہے اور باقاعدہ دوائیوں کا کورس کرنا پڑتا ہے۔ انجکشن اور نیبولیز کے ساتھ اس میں ابتداء کھانسی کی شدت اور سینے کی جکڑن سے ہوتی ہے۔ (بنت عبداللہ)

☆بنت عبداللہ صاحبہ! آپ نے سانس کی بیماری کی زیادہ وضاحت نہیں کی ہے جو کیفیت آپ نے لکھی ہے اس لحاظ سے Cup. Met 200 صبح و شام 4-4 قطرے دن میں دو مرتبہ لیں مگر خدانخواستہ کسی وقت اس کا زیادہ اٹیک ہو تو Aconite 30 اور Ipecac 30 ان دونوں دوا کو 15-15 منٹ کے وقفے سے تقریباً 4-4 قطرے ایک چمچہ نیم گرم پانی میں ملا کر لیں۔ کھلی فضا میں زیادہ رہا کریں۔ دوسرے مسئلے کے لئے یہ کہوں گی کہ آپ کا مجموعی وزن آپ کے قد کے حساب سے زیادہ ہے، اس وجہ سے رانیں زیادہ موٹی لگتی ہیں۔ وزن کم کریں۔

کان میں سوراخ ہے:

ھ عرصہ ڈیڑھ سال سے میرا اور میری 3 سالہ بیٹی کا کان خراب ہے۔ ہم دونوں کے کانوں میں سوراخ ہے اور کان ہر وقت بہتا رہتا ہے۔ درد تو نہیں ہوتا البتہ اس کان سے سنائی بھی نہیں دیتا۔ بہت علاج کروایا ہے، لیکن افاقہ نہیں ہوا۔ میں ''خواتین کا اسلام'' کی مستقل قاریہ ہوں۔ سوچا آپ کو اپنا مسئلہ بتاؤں۔ ہوسکتا ہے اللہ تعالیٰ آپ کے ہاتھوں شفا دے۔ اب آپ بتائیں کہ ہم اپنے کانوں کا کیا کریں۔ (ام سعد زبیر۔ چشتیاں)

☆ام سعد زبیر صاحبہ! آپ نے کان میں سوراخ لکھا ہے میرا خیال ہے کہ کان کے پردے میں سوراخ ڈاکٹر نے بتایا ہوگا، ویسے آپ نے اس سلسلے میں جو بھی Test کروائے ہیں ان کی بھی فوٹو اسٹیٹ روانہ کر دیتیں تو زیادہ وضاحت ہو جاتی۔ آپ دوا Conium 200 صبح و شام 4-4 قطرے استعمال کریں اس کے ساتھ Mullien Oil کے قطرے کان میں 2-3 مرتبہ ڈالیں ان شاء اللہ افاقہ ہوگا۔

پیدائش کے بعد کمزوری:

ھ ڈاکٹر صاحبہ! میری بیوی کی عمر تقریباً 25 سال ہے، تین بچے بھی ہیں سب سے چھوٹے بچے کی پیدائش کے بعد میری بیوی کی کمر میں درد بھی ہوتا ہے۔ ایکسرے کروایا تھا، اس میں پتہ چلا کہ پیٹ میں گیس کا گولہ ہے علاج کافی کروایا مگر وقتی طور پر آرام آتا ہے پھر وہی حساب ہوتا ہے اور میری بیوی کے جسم میں تیزابیت بھی زیادہ ہے اور خون کی کمی بھی ہے خشک جلد ہے رات کو بخار ہوتا ہے اور پاؤں بھی چٹختے ہیں، پہلے میری بچوں کی صحت ماشاء اللہ کافی اچھی تھی اب بہت کمزور ہو گئی ہے۔ آپ مہربانی فرما کر میری بیوی کیلئے کوئی اچھا سا نسخہ بتائیں۔ شکریہ (اورنگزیب۔ اتحاد ٹاؤن، کراچی)

☆محترم! آپ اپنی اہلیہ کو دوا Argentum Nitricum 30 استعمال کروائیں۔ 4-4 قطرے ایک چمچہ پانی میں دن میں 3 مرتبہ، ساتھ ہی تیز مرچ مصالحوں سے پرہیز کریں، جب طبیعت تھوڑی سنبھل جائے تو ان کو صبح شام سیب کا مربہ کھلایا کریں۔ عام طور پر پھل زیادہ استعمال کروایا کریں۔ خون کی کمی دور کرنے کے لئے Bio-Plasgen No. 1 کی چار چار گولیاں دن میں 4 مرتبہ استعمال کروائیں۔

✱......✱

☆بنت عائشہ صاحبہ فیصل آباد! آپ کو جو دوا ملی ہے وہ صحیح ہے Fucus Versiculosous اس دوا کا پورا نام ہے۔ Fucus Ves ∅ مخفف ہوتا ہے لہٰذا آپ اس کو کسی تردد کے بغیر استعمال کر سکتی ہیں۔

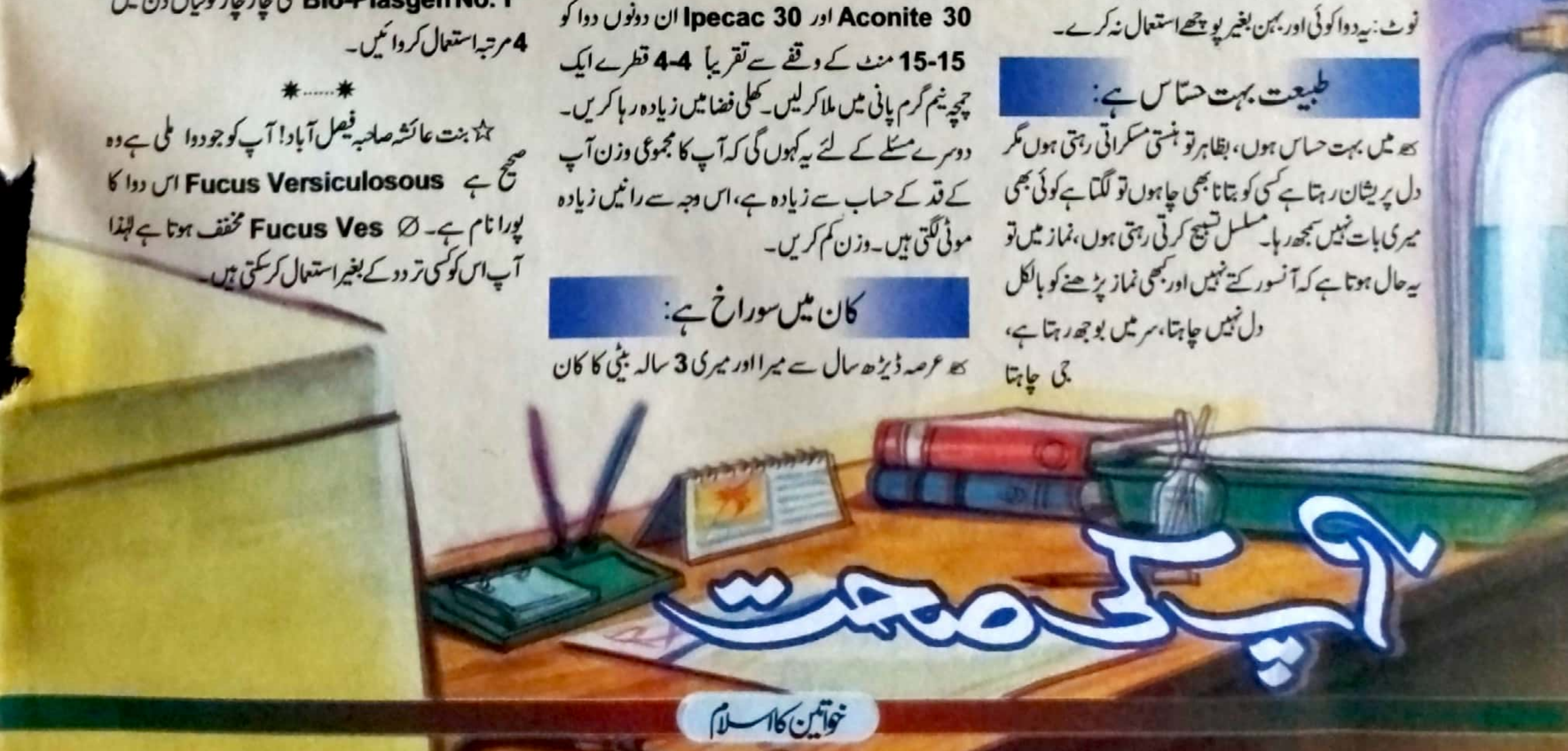

علماء کرام کی نگرانی میں شرعی تقاضوں سے ہم آہنگ جدید سہولتوں سے آراستہ خواتین اور بچوں کے لئے

العزیز ہسپتال

(خصوصی رپورٹ) کراچی کے معروف اور مستند مفتیان و علماء کرام کی زیرنگرانی قائم ہونے والے رفاہی ادارے المدینہ ٹرسٹ نے شہریوں کے لئے مکمل شرعی اصول وضوابط اور اسلامی اقدار کی پاسداری پر مبنی خواتین اور بچوں کو تمام ترطبی سہولیات فراہم کرنے کے لئے ایک عظیم الشان ہسپتال کے قیام کا اعلان کیا ہے۔ المدینہ ٹرسٹ کے ترجمان کے مطابق اس ہسپتال میں بلاامتیاز، رنگ، نسل، زبان و مذہب، خالص انسانی خدمت کے جذبے کے تحت خدمات پیش کی جائیں گی۔ عورتوں اور بچوں کے اس مخصوص ہسپتال میں ماہر خواتین ڈاکٹرز اور پیرامیڈیکل اسٹاف متعین ہوگا۔ پہلے درجے میں غریب نادار اور مستحق افراد کے لئے علاج معالجے کی سہولتیں مفت فراہم کی جائیں گی۔ دوسرے درجے میں متوسط طبقے کے لئے نسبتاً رعایتی علاج کی سہولیات فراہم کی جائیں گی جبکہ تیسرے درجے میں وی آئی پی خدمات بھی پیش کی جائیں گی تاکہ منصوبے کو چلانے کے لئے وسائل فراہم ہوسکیں۔ پروجیکٹ ڈائریکٹر ڈاکٹر مغیث احمد کے مطابق اس ہسپتال میں پیشہ ورانہ ماہرین کے توسط سے جو جدید ترین سہولیات فراہم کی جائیں گی ان میں نرسری (نوزائدگان کے لئے انتہائی نگہداشت کا شعبہ)، لیبر روم، فارمیسی، ایکسرے، الٹراساؤنڈ، کنسلٹنٹ کلینک، فزیکل ری ہیبلی ٹیشن، پیتھالوجیکل لیبارٹری، شعبہ تغذیہ، اسٹینڈ بائی جنریٹر اور بلڈ بینک کی سہولیات کے ساتھ ساتھ ہسپتال میں **24** گھنٹے کے لئے فعال ایمرجنسی شعبہ شامل ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہسپتال میں جن شعبوں پر خصوصی توجہ دی جائے گی ان میں شعبہ امراض نسواں و زچگی، شعبہ امراض دندان، شعبہ امراض چشم، شعبہ ناک، کان، حلق، شعبہ امراضِ اطفال، شعبہ سرجری، شعبہ لیپروسکوپی سرجری، شعبہ اینڈوسکوپی، شعبہ فزیوتھراپی، شعبہ بیرونی مریض یعنی او پی ڈی اور شعبہ ریڈیالوجی شامل ہیں۔ انہوں نے کہا کہ العزیز ہسپتال کی شاخیں شہر کے دیگر علاقوں کے علاوہ ملک کے چاروں صوبوں کے مختلف شہروں میں بھی قائم کی جائیں گی جن میں علماء کرام کی نگرانی میں، شرعی اصول وضوابط اور اسلامی اقدار کی مکمل پاسداری کے ساتھ عوام کو طبی سہولیات فراہم کی جائیں گی۔ انہوں نے کہا ہسپتال کے لئے عمارت حاصل کرلی گئی ہے جس کا افتتاح ان شاء اللہ آئندہ ماہ رمضان میں ہوگا جس کی حتمی تاریخ کا اعلان بعد میں کیا جائے گا۔ ڈاکٹر مغیث احمد کے مطابق اس ہسپتال کے لئے ابتدائی اخراجات کا تخمینہ **90** لاکھ سے ایک کروڑ روپے تک لگایا گیا ہے۔ انہوں نے مزید تفصیلات بتاتے ہوئے کہا کہ منصوبے کے تحت سہولتوں کی فراہمی کے لئے درکار آلات ومشینری بمعہ تخمینہ لاگت کچھ یوں ہے لیپروسکوپی اور متعلقہ آلات جراحی **20** لاکھ روپے، اینڈوسکوپی اور متعلقہ آلات ساڑھے **9** لاکھ روپے، ڈینٹل چیئر اینڈ ایسیسریز **10** تا **15** لاکھ روپے، انستھیزیا **5** لاکھ روپے، الٹراساؤنڈ مشین بمعہ کلر ڈوپلر **12** لاکھ روپے، فوٹیل مانیٹر اور ڈوپلر فوٹوتھراپی یونٹ **4** لاکھ روپے، ملٹی پریمیٹر مانیٹر رنگین **3** لاکھ روپے، موٹورائزڈ ٹریڈمل ایک لاکھ روپے، ملٹی پرپز آپریشن ٹیبل **6** لاکھ روپے، سرجیکل ڈائتھامیری **400** واٹ ڈھائی لاکھ روپے، ڈیول چینل ٹی ای این ایس **50** ہزار روپے، آٹوکلیو **50** ہزار روپے، ای سی جی مشین **12** چینل **75** ہزار روپے، کارڈیک ڈیفبلیٹر ڈھائی لاکھ روپے، آئی سی یو وینٹیلیٹر **5** لاکھ روپے، نبولیزر **10** ہزار روپے، ای این ٹی ڈائیگوسٹک سیٹ بمعہ ہیلوگن لائٹ ایک لاکھ روپے، فنکشنل ہوم جیم **75** ہزار روپے، ڈینٹل ایکسرے مشین ڈیڑھ لاکھ روپے جبکہ او پی جی ایکسرے مشین **7** لاکھ روپے مالیت کی۔ المدینہ ٹرسٹ کے ترجمان نے عوام سے اپیل کرتے ہوئے کہا کہ العزیز ہسپتال کراچی اور ملک بھر میں ایسے ہسپتال قائم کرنے کے منصوبے میں شامل ہوکر اپنے اور اپنے پیاروں کے لئے جو آپ کے اخلاص اور ثمرات کے حقیقی مستحق ہیں صدقہ جاریہ کا اہتمام کریں۔ المدینہ ٹرسٹ کے اس منصوبے کے لئے عطیات جمع کرنے والے حضرات المدینہ ٹرسٹ کے دفاتر کے علاوہ ملک بھر میں قائم الرشید ٹرسٹ کے تمام دفاتر سے بھی رجوع کرسکتے ہیں۔ ٹرسٹ کے دفاتر کو اس سلسلے میں رسیدیں ارسال کی جارہی ہیں۔ مزید تفصیلات کے لئے پروجیکٹ ڈائریکٹر ڈاکٹر مغیث احمد سے براہ راست موبائل نمبر **0300-8219825** پر بھی رابطہ کیا جاسکتا ہے۔

سوال۔ ابنِ مشرق سے

قمر ناز دہلوی

میری گم رہی کے شکوے کر رہا ہے کس لئے
ابن مشرق تیری کج فہمی کے لاکھوں شکریے

کیوں مری عریانیت کا آج ہے تجھ کو گِلا
عاشقِ تہذیب مغرب تو نے جو چاہا، ہوا

میرا سر ہے آج اگر چادر سے یکسر بے نیاز
کس کی خواہش کا نتیجہ ہے یہ اے وحشت طراز

کس کی مرہونِ تقاضا ہے یہ سرمستی مری
کس کے باعث بے نیاز شرم ہے ہستی مری

کس کے ایما پر سنورتا مرا حسن و شباب
کس کے منشا پر اٹھتا ہے میرے چہرے سے نقاب

شمع خانہ کو بنایا تو نے شمعِ انجمن
تو نے ہی بخشا حیا کے بدلے مجھ کو بانک پن

آج تیرے گھر کی رونق، زینت بازار ہے
اس سے شاکی کس لئے ہے، کس لئے بیزار ہے

تو نے ہی دورِ ترقی میں کیا آنکھوں کو بند
تو صداقت چھوڑ کر خود ہوگیا عصیاں پسند

مجھ کو تو نے ہی کیا قعرِ مذلت کا مکیں
حیف! تو ہی کہہ رہا ہے مجھ سے ''شرم آتی نہیں''

یاد رہے مجھ کو نہیں بھولی ہوں میں اپنا مقام
ہاں مگر تو نے ہی بدلا ہے شرافت کا نظام

تو سنبھالے تو سنبھل جانا مرا آسان ہے
تیرا حکم اور تیری ہی خدمت مرا ایمان ہے

عائشہؓ کی نام لیوا ہوں میں اب تک لاکلام
غور کر کیا تو بھی ہے دل سے محمدؐ کا غلام

ابن مشرق! تو اگر پہچان لے اپنا مقام!
میں تو کیا، بدلے ابھی سارے زمانے کا نظام!!

میں تنہا نہیں ہوں

مرسلہ: مونا لیزا

ایک شام میں نے سوچا
شاید میں تنہا ہوں
سمندر کے کنارے کی طرح
میرا کوئی دوست نہیں
کوئی اپنا نہیں
لیکن تیرا خیال
تیرے ہونے کا احساس دلاتا ہے
یہ دنیا والے
تیری عظمت سے آشکارا کرواتے ہیں
خوشی کے بعد غم......اور
غم کے بعد خوشی
میرا حوصلہ بڑھاتے ہیں
کہ میں تنہا نہیں ہوں
بلکہ......اے باری تعالیٰ!
تو تو میری شہہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہے

زیرِ لب

ڈوبنے کے بعد

بچہ: ''امی! میں دریا پر نہانے جا رہا ہوں۔''
ماں: ''نہیں بیٹا! تم ابھی چھوٹے ہو۔ تمہیں تیرنا نہیں آتا ڈوب جاؤ گے۔''
بچہ (ضد کرتے ہوئے): ''نہیں میں جاؤں گا۔ نہیں ڈوبوں گا نا۔''
ماں (غصے سے): ''اگر ڈوب گئے تو مار مار کر ٹھیک کر دوں گی۔''

تکلیف:

میز بان خاتون مہمان سے: لیجئے نا اور گلاب جامن کھائیے۔''
مہمان خاتون: ''جی نہیں شکریہ۔ میں پہلے تین کھا چکی ہوں۔''
میز بان خاتون: ''خیر کھانے کو تو آپ نے نو کھائے ہیں، لیکن یہاں کون گن رہا ہے۔''

(سدرہ نعیم خان۔ لاہور)

بقیہ : انٹرویو

سوال: آپ کے خیال میں دہشت گردی کے خلاف جنگ کس سمت میں جا رہی ہے؟

جواب: دہشت گردی کے خلاف لڑی جانے والی یہ جنگ ایک نہ ختم ہونے والی جنگ بن چکی ہے کیونکہ اب اس کو ایریل شیرون اور ولادی میر پوٹن جیسے لوگوں نے فلسطینی اور چیچن عوام کو کچلنے کے لئے یرغمال بنالیا ہے۔ یہ ایک ایسی جنگ ہے، جس کا رخ اب امریکا کی طرف پھر رہا ہے اور یہ خود جارج بش کے لئے ڈراؤنا خواب بن جائے گی۔ میں سوچتی ہوں کہ اس کا انجام بھی اس کے آغاز ہی جیسا ہوگا...... 11 ستمبر کی طرح ایک بہت بڑی تباہی۔

سوال: اس نازک صورتحال میں مسلمانوں کی حکمت عملی کیا ہونی چاہئے؟

جواب: ان کو گردن اٹھا کے چلنا چاہئے اور اس بات پر فخر محسوس کرنا چاہئے کہ وہ کون ہیں، ان رویوں کو بالکل برداشت نہ کیا جائے جو اسلام کے خلاف ہیں۔

سوال: سی آئی اے آپ کو قتل کرنا چاہتی تھی، آپ نے کوشش کی کہ اس پورے معاملے کی چھان بین ہو۔ کیا آپ اب تک اس بارے میں کوئی ٹھوس ثبوت لانے میں کامیاب ہو سکی ہیں؟ کیا اس حوالے سے لاحق خوف اب ختم ہو چکا ہے؟

جواب: سی آئی اے نے میرے وکیل کو میرے بارے میں بنی ہوئی فائل دینے سے انکار کر دیا، میں نے ذاتی طور پر اس معاملے کو نظر انداز کر کے آگے بڑھنے کا فیصلہ کیا۔ میں کسی سے نہیں ڈرتی مجھے اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کا کوئی خوف نہیں۔

سوال: امریکا نے 11 ستمبر کے واقعہ کو کس طرح استعمال کیا؟ کیا آپ سمجھتی ہیں کہ 11 ستمبر کے بعد کے واقعات نے امریکا مخالف جذبات کو ابھارنے میں اہم کردار ادا کیا ہے؟

جواب: امریکا کے خلاف جذبات تو آج ہر جگہ موجود ہیں۔ امریکا نے جس طرح سے 11 ستمبر کو غلط استعمال کیا ہے، اس کے نتائج تو ابھی آنے ہیں۔ تاہم اسپین کے لوگوں نے عراق میں جاری جنگ کے حوالے سے اپنے جذبات کا کھل کر اظہار کیا ہے۔ ٹونی بلیئر کو بھی اپنے برطانوی عوام سے یہی کچھ ملنا ہے (جو اسپین کے سابق وزیر اعظم ازنار کو ملا ہے) ان کی سب سے بڑی غلطی یہ ہے کہ جن لوگوں نے ان کو ووٹ دے کر منتخب کیا، ان سے مشورہ لینے کے بجائے انہوں نے واشنگٹن سے احکامات لئے۔

سوال: آپ نے کچھ وقت قطر میں بھی گزارا، آپ کا یہ تجربہ بالخصوص اسلام قبول کرنے کے بعد کیسا رہا؟

جواب: مجھے قطر میں جا کر سخت مایوسی ہوئی، تاہم یہ وہ جگہ ہے جہاں سے میں نے ایک بہت بڑا سبق پایا۔ اسلام کامل ہے لیکن اس پر عمل کرنے والے لوگ ایسے نہیں۔ وہاں میں ابوبکر صدیق نامی ایک مسجد میں جایا کرتی تھی اور مجھے یہ خوشگوار احساس ہوا کہ میری آمد سے لوگوں کو خوشی ہوتی ہے۔

بے پردگی سے پردے کی طرف

وہ رُت بھی بدل گئی

ام کلیم اللہ

کچھ زیادہ پرانی بات نہیں ابھی کل ہی کی بات لگتی ہے جب ہمارے گھر میں ٹی وی موجود تھا اور ہمارا دن رات کا مشغلہ ڈرامے، فلمیں دیکھنا اور گانے سننا ہوتا تھا۔ گھر میں ہر وقت شور اور ہنگامے کا سماں برپا رہتا تھا، بظاہر تو ہمارا گھرانہ دین دار تھا مگر دین کے کام برائے نام ہی ہوتے تھے، ہاں اللہ تعالیٰ کا ایک خاص کرم تھا کہ ہم سب بہن بھائی نماز کی پابندی ضرور کرتے تھے، اس کے علاوہ شرعی پردے کا علم تھا اور نہ ہی دوسرے گناہوں پر کوئی ڈر وخوف ہوتا تھا۔ ان سب باتوں میں ایک اہم بات یہ تھی کہ میرے ابوجان شروع سے ہی دینی ذہن رکھتے تھے اور گھر میں دین کی باتیں بھی ہوتی تھیں، اسی وجہ سے ہم سب بہن بھائیوں نے تعلیم کا آغاز قرآن پاک حفظ کرنے سے کیا، دل میں دین کی کچھ قدر تھی مگر عمل نہیں تھا۔ پھر ایسا ہوا کہ سارا سماں ہی بدل گیا، وہ رت ہی بدل گئی۔ اللہ تعالیٰ نے ہم پر مہربانی فرمائی اور ہمارا آج ہمارے کل سے بہت بدل چکا ہے۔ ہوا کچھ یوں کہ جب میرے چھوٹے دو بھائیوں نے میٹرک کا امتحان پاس کیا تو اس وقت تک ہم سب کا ارادہ انہیں اچھے کالج میں پڑھانے کا تھا اور ہماری سوچ بھی وہی تھی جو ہر دنیا دار کی ہوتی ہے۔ ابوجان جو کہ پہلے بھی تبلیغی جماعت سے تعلق رکھتے تھے ان دنوں کچھ تبلیغی جماعت کے ساتھیوں کے ساتھ ان کا زیادہ اٹھنا بیٹھنا ہوا اور پھر بھائیوں کو کالج میں داخل کروانے کی بجائے مدرسے کی تلاش شروع ہوگئی اور بالآخر انہیں خیر المدارس ملتان میں داخل کروادیا گیا، ابھی ایک ماہ ہی گزرا تھا کہ بھائیوں نے خط لکھا کہ آپ گھر سے ٹی وی نکال دیں پھر ہم گھر آئیں گے چنانچہ ابوجان نے سب گھر والوں کے مشورے سے ٹی وی گھر سے نکال دیا۔ بس ٹی وی کا جانا کیا تھا یوں سمجھیں جیسے شیطان کو گھر سے نکال دیا گیا۔ پھر دین کی ہر بات کی اہمیت ہمارے دلوں میں بیٹھنے لگی۔ نمازیں جو پہلے بس زمین سے ٹکریں ہی مارتے تھے ان میں کچھ بہتری آگئی اور ہم بہنیں جو پہلے گھر سے نکلتے وقت منہ نہیں ڈھانپتی تھیں نقاب شروع کردیا جب بھائی گھر تشریف لائے تو انہوں نے گھر میں موجود بھابھی سے پردہ شروع کردیا اور ہمیں بھی شرعی پردے کے متعلق بتایا، جس کا پہلے تصور بھی ہمارے ہاں نہیں تھا اور ہم نے اس پر غور وفکر شروع کردیا اور اس کی کوشش شروع کردی چونکہ برادری میں پہلے اس بات کی سمجھ نہ تھی اس لئے غیر محرم رشتے دار آتے تو مجبوراً ملنا پڑتا مگر بات چیت بند کردی اور پھر آہستہ آہستہ کچھ سے ملنا اور سلام لینا بھی ترک کردیا۔ آپ نے غور کیا کہ صرف مدرسے میں داخل ہونے کی وجہ سے کتنی برائیوں سے ہماری جان چھوٹ گئی بھائیوں کے مدرسے میں داخل ہونے کے بعد ہم نے تصویریں اتروانے سے بھی توبہ کرلی اور پرانی تصویریں بھی جلادیں۔ آج جو مغرب زدہ ذہن مدرسوں کی مخالفت کرتے ہیں اور جو اسکولوں کو زیادہ اہمیت دیتے ہیں وہ سوچیں کہ کیا اسکول کی پڑھائی ہمیں ان برائیوں سے روک سکتی ہے؟ یقیناً کبھی بھی نہیں۔ دوسری اہم بات ٹی وی کی موجودگی ہے آج تقریباً ہر گھر میں ٹی وی کے روپ میں شیطان موجود ہے، جب تک ہم اس شیطان کو باہر نہیں پھینکیں گے دین کی کوئی بات ہماری روحوں میں نہیں اتر سکتی۔

ایک لمحے نے کایا پلٹ دی

مسز خورشید خان

جیسا کہ عموماً ہمارے معاشرے کا ماحول ہے، میں بھی اسی ماحول کی باسی تھی، حالانکہ میرے نانا مرحوم کا ماحول نہایت دینی تھا مگر میری امی کی شادی اور پھر بچوں کی ذمہ داریوں میں وہ بھی اسی معاشرے کا حصہ بن گئیں پھر شوہر کے انتقال نے انہیں روزگار کی بھی ذمہ داری میں منہمک کردیا جس کی وجہ سے ہم بہنیں اور آزاد ہوگئیں مگر اس آزادی میں بھی ہم کبھی حد سے تجاوز نہیں ہوئیں، بہرحال نوجوانی کا زمانہ عام ماحول کے مطابق گزر گیا میری شادی ہوئی تو پتا چلا کہ شوہر دیندار ہیں باقی ماحول وہی...... خیر ان کے حکم پر مکمل پردہ کرتو لیا مگر طبیعت مائل نہ ہونے کی وجہ سے الجھتی رہتی تھی۔ الحمد للہ نماز روزے کی پابندی تھی مگر پردے کی طرف طبیعت مائل نہیں ہوتی تھی، دم گھٹتا تھا بس اسی کشمکش میں ہم میاں بیوی کے درمیان چپقلش ہوتی رہتی تھی نہ میں خوش اور نہ شوہر مجھ سے خوش۔ اس عرصے میں ہماری اولاد بھی نہیں ہوئی بہرحال قصہ مختصر ہمارے فلیٹ کے بالکل سامنے والے فلیٹ میں ایک فیملی رہتی تھی ان کی بچیاں اسکول کالج چلی جاتیں اور میاں بیوی ہر وقت ساتھ رہتے، محبت کی انتہا تھی کہ کچن میں بیوی کھانا پکارہی ہیں تو میاں برتن دھو رہے ہیں، بیوی کپڑے دھو رہی ہے تو میاں کھنگال کر پھیلا رہے ہیں۔ ایسے ہی ایک دن میں اپنے گھر کے کاموں میں اور وہ دونوں کپڑے دھونے میں مصروف تھے، ہنسنے کھلکھلانے کی آوازیں آرہی تھیں، میں دل ہی دل میں ان کی محبت پر خوش ہورہی تھی اور دعا دے رہی تھی۔ کچھ ہی دیر گزری ہوگی کہ ماں اور بیٹی کی چیخنے کی آوازیں آنے لگیں، اتنے میں کسی نے میرا دروازہ زور سے دھڑ دھڑایا، میں گھبرا گئی اللہ خیر...... کیا ہوا؟ دروازے پر ان کی بیٹی بری طرح رو رہی تھی اور کہہ رہی تھی کہ میرے ابو کو نہ جانے کیا ہوگیا ہے اچھے خاصے باتھ روم گئے تھے، جب کافی دیر ہوگئی اور نہیں نکلے تو امی نے دروازہ کھٹکھٹایا جواب نہ ملنے پر دروازہ توڑ کر اندر دیکھا تو ابو نیچے بے ہوش پڑے تھے اور اب ہوش میں ہی نہیں آرہے۔ آپ جلدی سے کسی ڈاکٹر کو فون کریں۔ میرے اوسان یہ سن کر خطا ہوگئے۔ مختصر یہ کہ ایمبولینس آئی، انہیں لے گئی مگر راستے ہی میں ان کی روح قفسِ عنصری سے پرواز کرگئی اور اطلاع ملتے ہی ان کا ہنستا بولتا گھر ماتم کدہ بن گیا۔ عصر کی نماز کے بعد ان کا جنازہ ہماری آنکھوں کے سامنے رکھا تھا اور میں ساکت وجامد اور حیرانی سے زندگی کی بے مائیگی وبے اعتنائی کو دیکھ رہی تھی اور سوچ رہی تھی کہ ابھی کچھ دیر کا ہنستا کھیلتا دنیا میں مگن ومست انسان کیسے لمحوں میں مٹی کی غذا بن جائے گا جہاں اس کا کوئی ہمدم نہ ہوگا، صرف اس کے اعمال ہوں گے جو اس نے آخرت کیلئے کیے ہوں گے۔ اگر اس نے اپنی اس منزل کیلئے کچھ ذخیرہ کیا ہوگا تو ٹھیک ورنہ وہ کیڑوں، سانپوں، بچھوؤں، اژدہوں کی خوراک بننے جارہا ہے...؟ بس وہی ایک لمحہ تھا اور یہی ایک سوال تھا جس نے میرے دل ودماغ کی دنیا بدل دی اور میں نے اپنے رحیم وکریم پروردگار سے توبہ کی اور ارادہ کیا اب میری پوری کوشش ہوگی کہ میں اپنے رب کی نافرمانی نہ کروں اور اس کے حکم بجالاؤں، جس میں سب سے پہلا کام جو میں نے کیا وہ شرعی پردہ تھا، میری والدہ میری بہنیں سب سے بڑھ کر میرے شوہر بے حد خوش ہوئے، مجھے مبارکباد دی اور میں نے اللہ تعالیٰ سے استقامت کے لئے مدد مانگی جو مجھے ہر ہر قدم پر ملی اور آج تک مل رہی ہے۔ اللھم لک الحمد ولک الشکر۔

ہر بدھ کو روزنامہ اسلام کے ساتھ شائع ہوتا ہے

خواتین کا اسلام

روزنامہ اسلام

76

بدھ 2 رجب 1425ھ مطابق 18 اگست 2004ء

میں ہوں ایک سانس

دنیا کی حقیقت

کیا ہم آزاد ہیں؟

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

درسِ قرآن و حدیث

ریا

مولانا محمد اسلم شیخوپوری

علامہ محمد اعلی تھانوی نور اللہ مرقدہ نے ریا کی تعریف یہ کی ہے کہ ”دکھاوے کے لیے کوئی نیک کام کرنا“ امام غزالی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ”انسانوں کے دلوں میں عزت ومنزلت پیدا کرنے کے لیے دکھاوے کے طور پر نیک خصلتیں اختیار کرنا۔“

چونکہ دکھاوے کے لیے حدیث میں دو الفاظ استعمال ہوئے ہیں یعنی ریا اور سمعۃ، اس لیے علماء نے ان دونوں میں فرق کیا ہے وہ یہ کہ ریا کا تعلق فعل سے اور سمعۃ کا تعلق قول سے ہے یعنی محض دوسروں کو سنانے کے لیے اچھی باتیں کرنا۔ ریا کار لوگ انسانوں کو اپنی طرف متوجہ کرنے اور ان کے قلوب میں اپنی عظمت، پارسائی اور زہد وتقویٰ کا سکہ جمانے کے لیے جو کچھ کرتے ہیں امام غزالی رحمہ اللہ نے اسے پیشِ نظر رکھتے ہوئے ریا کی پانچ قسمیں لکھی ہیں۔

۱۔ ریا بالبدن...... بعض ریا کار اپنے بدن کو لاغر اور دبلا کر لیتے ہیں اور عوام کے سامنے یہ ظاہر کرتے ہیں کہ ہم دین کے غم خوار اور خوفِ آخرت کے غلبہ کی وجہ سے کمزور ہوتے جا رہے ہیں۔

۲۔ ریا بالھیئۃ...... اس کی صورت یہ ہوتی ہے کہ مادی مفادات کے طلب گار بالوں کو پراگندہ رکھتے ہیں، ماتھے پر سجدے کا نشان بنا لیتے ہیں، فقیرانہ لباس پہنتے ہیں اور ایسی ہیئت اور شکل و صورت بنا لیتے ہیں کہ دیکھنے والے انہیں اللہ والے سمجھیں جبکہ وہ ایسے ہوتے نہیں۔

۳۔ ریا بالقول...... ریا کی یہ قسم اہلِ دین میں عام طور پر پائی جاتی ہے، وہ وعظ وتذکیر قائم کرتے ہیں، حکیمانہ اور عالمانہ گفتگو کرتے ہیں، علمی گہرائی اور گیرائی کا نقش قائم کرنے کی کوشش کرتے ہیں، کتابوں کے حوالے دے کر اور ثقیل الفاظ بول کر سامعین کو مرعوب کرتے ہیں، امر بالمعروف ونہی عن المنکر کرتے ہیں حالانکہ وہ خود نہ تو معروف پر عمل کرتے ہیں اور نہ ہی منکر سے اجتناب کرتے ہیں، ان میں سے بعض ذکر وفکر میں ہمہ وقتی مشغولیت کا تاثر دیتے ہیں۔

۴۔ ریا بالعمل...... دکھاوے کے لیے خشوع خضوع کے ساتھ نماز پڑھنا، صدقہ خیرات کرنا اور حج اور عمرے کرنا ”ریا بالعمل“ میں شامل ہے۔

۵۔ ریا بالشیوخ...... اس بیماری میں جو لوگ مبتلا ہوتے ہیں وہ علماء ومشائخ کو حیلے بہانے سے اپنے پاس آنے کی دعوت دیتے ہیں اور پھر پروپیگنڈہ کرتے ہیں کہ ہمارے پاس فلاں فلاں شیوخ آتے ہیں یونہی یہ مشاہیر کا اکثر تذکرہ کرتے ہیں تاکہ لوگ یہ سمجھیں کہ ان کے تعلقات بڑے بڑے لوگوں سے ہیں۔

کتاب وسنت میں ریا کاروں کی سخت مذمت کی گئی ہے، سورۂ بقرہ میں ہے ”اے ایمان والو! بے شک منافق اللہ کو دھوکہ دیتے ہیں اور وہ انہیں ان کے دھوکے کی سزا دے گا اور جب وہ نماز کے لیے کھڑے ہوتے ہیں تو کاہلی سے کھڑے ہوتے ہیں، لوگوں کو دکھاتے ہیں اور اللہ کو بہت کم یاد کرتے ہیں۔“

سورۂ ماعون میں ہے ”پس ان نمازیوں کے لیے ہلاکت ہے جو اپنی نمازوں سے غافل ہیں جو ریاکاری کرتے ہیں اور ضرورت کی چیز دینے سے انکار کر دیتے ہیں۔“

آیات کے بعد چند احادیث ملاحظہ فرمایئے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”جو سنانا چاہتا ہے اللہ اس کے بارے میں سنوا دیتا ہے اور جو دکھانا چاہتا ہے اللہ اس کے بارے میں دکھا دیتا ہے۔“

اس حدیث کا ایک مطلب تو یہ بیان کیا گیا ہے کہ جس شخص کا مقصد محض لوگوں کو سنوانا اور دکھانا ہوتا ہے تاکہ اس کی عزت وعظمت میں اضافہ ہو تو اللہ تعالیٰ اس کا یہ مقصد پورا کر لیتے ہیں، اسے شہرت بھی حاصل ہو جاتی ہے اور عزت بھی، لیکن آخرت میں ایسا شخص ثواب سے محروم رہے گا۔

دوسرا مطلب امام خطابی رحمہ اللہ نے یہ بیان کیا ہے کہ اس کے غلط مقاصد زیادہ دیر تک چھپے نہیں رہتے بلکہ بالآخر ظاہر ہو جاتے ہیں، یوں رب تعالیٰ اسے نظروں سے گرا دیتے ہیں اور ذلیل ورسوا کر دیتے ہیں۔

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک اعرابی نے بارگاہِ نبوت میں حاضر ہو کر سوال کیا کہ یا رسول اللہ! ایک شخص جہاد میں مالِ غنیمت کے لیے، دوسرا شہرت کے لئے اور تیسرا اپنی شجاعت کی دھاک بٹھانے کے لئے لڑتا ہے، ان میں سے کس کو اللہ کے لیے جہاد کرنے والا سمجھا جائے گا، آپ نے فرمایا جو شخص کلمۃ اللہ کی بلندی کے لیے جنگ کرے صرف وہی اللہ کے لیے جہاد کرنے والا شمار ہوگا۔“

حضرت محمود بن لبید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”مجھے تمہارے بارے میں جس چیز کا سب سے زیادہ ڈر ہے وہ شرک اصغر ہے، سوال کیا گیا یا رسول اللہ! شرک اصغر کیا ہے؟ آپ نے فرمایا ”ریا! جس دن اللہ تعالیٰ بندوں کو ان کے اعمال کی جزا دے گا تو ریا کاروں سے کہا جائے گا کہ تم دنیا میں جن لوگوں کو دکھانے کے لیے اعمال کیا کرتے تھے، انہی کے پاس جاؤ اور دیکھو تمہیں ان کے ہاں سے کچھ ملتا ہے یا نہیں؟“

قیامت کے دن سچ اور جھوٹ، اصل اور کھوٹ، خالص اور ردی سب کچھ نکھر کر سامنے آ جائے گا، وہی اعمال کام آئیں گے جو اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے کیے گئے ہوں گے باقی سارے اعمال گرد وغبار بن کر اڑ جائیں گے، ان پر اجر تو کیا ملے گا الٹا ان پر عذاب ہوگا کیونکہ ایسے اعمال اللہ تعالیٰ کے ہاں شرک شمار ہوں گے اور شرک سے بڑا گناہ کوئی نہیں خواہ شرکِ اصغر ریا ہی کیوں نہ ہو۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی امت کے بارے میں اس شرک کا اندیشہ تھا، حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ”مجھے اپنی امت کے بارے میں شرک اور خفیہ شہوت کا ڈر ہے، شداد کہتے ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا آپ کے بعد آپ کی امت شرک کرے گی؟ آپ نے فرمایا ہاں اگرچہ وہ شمس و قمر، پتھروں اور بتوں کی عبادت تو نہیں کریں گے، لیکن وہ اپنے اعمال میں ریاکاری کریں گے۔“ (اور یہی ان کا شرک ہوگا)

ریا کے نقصانات پر بھی ایک نظر ڈال لیجئے۔

۱۔ ریا سے اعمال باطل ہو جاتے ہیں اور ان کا ثواب ضائع ہو جاتا ہے۔

۲۔ ریا کار اللہ تعالیٰ کی نظر میں ملعون اور مردود ہوتا ہے۔

۳۔ ریا دل کی سرزمین میں موجود ایک بدبودار درخت کی ٹہنی ہے جس کا پھل دنیا میں خوف، غم اور قلبی ظلمت کی صورت میں اور آخرت میں زقوم اور دائمی عذاب کی صورت میں ظاہر ہوگا۔

۴۔ ریا کار کو قیامت کے دن سرِ عام رسوائی کا سامنا کرنا پڑے گا۔

۵۔ ریا، نیک عمل کو گناہ میں بدل دیتی ہے اور اس کے صاحب کو ثواب کی بجائے گناہ ہوتا ہے۔

۶۔ ریا کار، دنیا میں بھی بالآخر رسوا ہو جاتا ہے کیونکہ اس کی حقیقت اہلِ دنیا پر آشکارا ہو جاتی ہے۔

محترم قارئین وقاریات! ریا کے نقصانات پر ایک نظر ڈالتے ہوئے یہ بھی دیکھتے جایئے کہ آج ہماری زندگی کا کونسا شعبہ ریا سے آلودہ نہیں ہے؟ شادی بیاہ کی تقریب سے ایصالِ ثواب کی مختلف رسموں تک، صدقہ وخیرات، حج وعمرہ، ختم قرآن اور محفل افطار سے مساجد، مدارس اور رفاہی ہسپتالوں کی تعمیر تک ہر جگہ ریا کے کرشمے دکھائی دیتے ہیں، بس اللہ تعالیٰ کے چند مخصوص بندے ہیں جو اس مہلک بیماری سے محفوظ ہیں، کاش! اللہ تعالیٰ ہمیں بھی ان مخصوص بندوں پر شامل ہونے کی توفیق مرحمت فرمادے۔

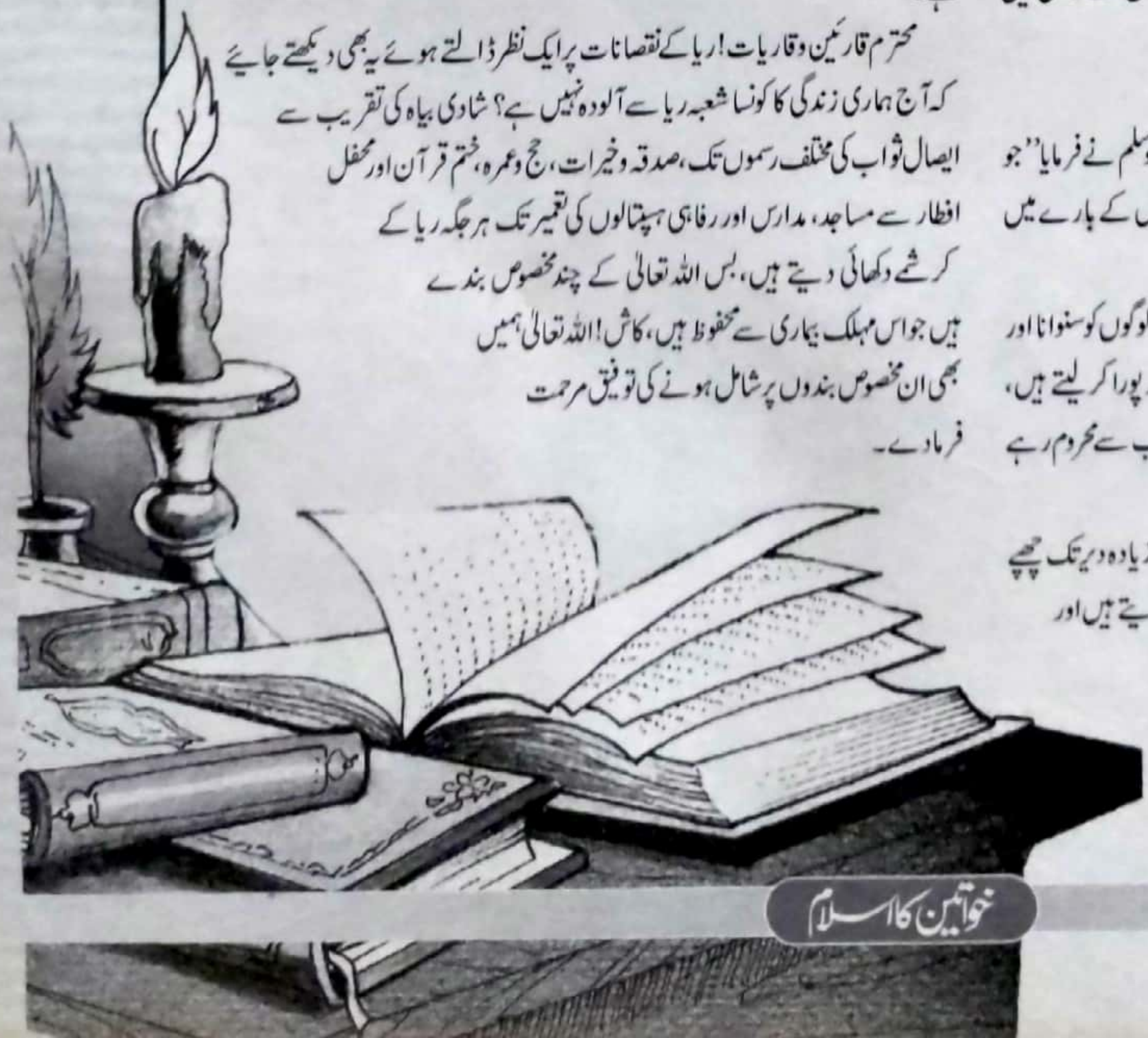

میرے بہترین عمل پر خاتمہ فرما

اَللّٰھُمَّ عَافِنِیْ فِیْ قُدْرَتِکَ وَ اَدْخِلْنِیْ فِیْ رَحْمَتِکَ وَاقْضِ اَجَلِیْ فِیْ طَاعَتِکَ وَ اخْتِمْ لِیْ بِخَیْرِ عَمَلِیْ وَاجْعَلْ ثَوَابَہٗ فِیْ الْجَنَّۃ (بیہقی)

اے اللہ مجھے اپنی قدرت سے عافیت عطا فرما، اور مجھے اپنے سایۂ رحمت میں لے لے اور میری زندگی اپنی اطاعت وبندگی میں پوری کرادے اور میرے بہترین عمل پر میرا خاتمہ فرما اور اس کے صلے میں مجھے جنت عطا فرما۔

جو دم گزر گیا پھر ہاتھ آتا نہیں

تعمیرِ فکر

وقت پر لگا کر اڑا جا رہا ہے۔ سال مہینوں میں، مہینے دنوں میں، دن گھنٹوں میں گھنٹے منٹوں، سیکنڈوں اور لمحوں میں تحلیل ہوتے چلے جا رہے ہیں، ادھر مہینے کی ابتداء ہوتی ہے ادھر پتہ چلتا ہے کہ کیلنڈر پچیس تاریخ سے تجاوز کر گیا ہے۔ ابھی ہفتے کا آغاز ہی ہوتا ہے کہ جمعرات سر پر آ کھڑی ہوتی ہے، اس مشینی دور میں پتہ ہی نہیں چلتا کہ دن کا آغاز کب ہوا تھا اور شام کب ہوگئی...... بقول کسے

صبح ہوتی ہے شام ہوتی ہے
عُمر یونہی تمام ہوتی ہے

وقت کو ایک پل بھی قرار نہیں، ایک وقت تھا کہ جب...... ''وقت بہت نازک ہوتا ہے'' ...... ''گیا وقت ہاتھ نہیں آتا'' ...... ''وقت کو غنیمت جانئے'' ...... ''آیا وقت ٹلتا نہیں'' ...... ''جاہل وقت گنواتا ہے'' ...... قسم کے محاورے بڑے عجیب لگتے۔ اب جب خود واسطہ پڑا تو خواہش ہوتی ہے کہ کاش! وقت کو اپنی مٹھی میں بند کر لیتے، مگر ایسا ممکن نہیں۔ اس مشینی دور میں گلی محلے کی سطح سے لے کر کرۂ ارضی پر بسنے والی مخلوق میں پیدا ہونے والے انقلابات کا جائزہ لیں تو لگتا ہے وقت کی رفتار ہماری سوچ سے زیادہ تیز ہو چکی ہے۔ یہ سائنس کا دور کہلاتا ہے، جدھر جاؤ سائنس کی حکمرانی اور مشینوں کی فراوانی ہے۔ ایک وقت تھا کہ لوگ نامہ و پیام کے لئے خط و کتابت کا سہارا لیتے، مہینوں میں ڈاک ملتی اور ایک دوسرے کے احوال معلوم ہو پاتے، پھر فون آ گیا، بہت سی دوریاں، دُور ہو گئیں، اس کے بعد فیکس آ گیا، چند لمحوں میں ہزاروں صفحے ایک ملک سے دوسرے ملک منتقل ہو جاتے، اب اس کی جگہ انٹرنیٹ نے لے لی ہے بس ایک بٹن کلک کرنے کی دیر ہے کہ پاکستان بیٹھے بیٹھے کینیڈا جیسے بعید ترین ملک میں اپنے عزیزوں سے رابطہ ہو جاتا ہے، محض یہی نہیں بلکہ چاہیں تو آپ ایک دوسرے کو دیکھ بھی سکتے ہیں...... اور آنکھوں میں آنکھیں ڈال کے بات کر سکتے ہیں۔ چند سال پیشتر جب یہ نظریہ سامنے آیا کہ کچھ عرصے بعد جنگوں کے لئے بڑی بڑی فوجوں کی ضرورت نہیں ہوگی بلکہ ہزاروں میل دور بیٹھ کر بھی ''قتل عام'' کیا جا سکے گا تو بہت عجیب محسوس ہوتا تھا مگر اب تو یہ سامنے کی حقیقت ہے کہ امریکا نے بحیرہ عرب میں بیٹھ کر افغانستان کو کھنڈر بنا دیا...... اب اسے سائنس کی ترقی کہا جائے...... انسانی ہنر کا کمال سمجھا جائے یا اسے وقت کی تیز رفتاری قرار دیا جائے؟...... آج زندگی کی دوڑ میں جو شخص سست رو ہے، ناکام ہے جو تیز خرام ہے کامیاب ہے۔ اب اس کے سوا اور کوئی چارہ نہیں کہ یقین کر لیا جائے......

انسان کھو کے وقت کو پاتا نہیں کبھی
جو دم گزر گیا پھر ہاتھ آتا نہیں

ایسا محسوس ہو رہا ہے کہ وقت کی رفتار ہمارے قیاس وگمان سے بھی تیز ہو چکی ہے۔ ابھی تھوڑے دن قبل ہمارے ایک محترم بزرگ ملکی اور عالمی صورت حال کا جائزہ لیتے ہوئے ارشاد فرما رہے تھے ''دنیا بھر میں رونما ہونے والے انقلابات سے معلوم ہو رہا ہے کہ منشاء الٰہی کے مطابق دنیا کی بساط لپیٹی جا رہی ہے۔ حدیث شریف میں قرب قیامت کی جتنی نشانیاں بیان کی گئی ہیں ان میں سے اکثر پوری ہو چکی یا اس وقت پائی جا رہی ہیں، چند بڑی نشانیاں باقی ہیں جن کا وقوع ہونا ابھی باقی ہے۔ عالم اسلام اور عالم کفر کے مابین جاری کشمکش سے اندازہ ہو رہا ہے شاید آخری معرکہ قریب ہے جس کی قیادت امام مہدی اور سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کریں گے۔ تفصیلات میں جایا جائے تو ان کے بیان کے لئے کئی صفحات چاہئیں، ہاں اتنا ضرور ہے کہ ہر انسان اپنی جگہ حیران وششدر ضرور ہے۔ ایک غیر مرئی طاقت بار بار ذہن کے دروازے پر آ کر دستک دیتی ہے کہ کچھ ہونے والا ہے۔ آج کل جس قسم کے بے شمار علمی وعقلی فتنے رونما ہو رہے ہیں ان باتوں کی تصدیق کرتے ہیں۔ ایک حدیث شریف کا مفہوم ہے کہ قرب قیامت میں فتنے اس طرح برسیں گے جیسے بارش کے قطرے پے در پے برس رہے ہوتے ہیں۔ اس کے نتیجے میں کیا ہوگا ایک دوسری حدیث میں آتا ہے کہ قرب قیامت میں انسان صبح اٹھے گا تو مسلمان ہوگا اور شام اس حالت میں آئے گی کہ وہ کفر اختیار کر چکا ہوگا اور ایسا بھی ہوگا کہ شام کو دن بھر کی مسموم فضا کے باعث وہ کفر اختیار کر چکا ہوگا لیکن صبح ایمان کی حالت میں اٹھے گا۔ مطلب یہ کہ اس دور میں ایسے ایسے فتنے سر اٹھائیں گے کہ ایمان وکفر میں تمیز کرنا مشکل ہو جائے گا۔ ممکن ہے جس بات کو انسان عین ایمان سمجھ رہا ہو وہ حقیقت میں کفر ہو اور جسے کفر خیال کر رہا ہو وہ عین ایمان ہو، اس کا عملی مشاہدہ ہم روزمرہ کی زندگی میں کر رہے ہیں۔ ان حالات میں ایک مسلمان کے لئے فکر کرنے کی سب سے بڑی بات یہی ہے کہ وہ اپنے ایمان کی فکر کرے۔ ایمان کی فکر یہ نہیں کہ کلمہ طیبہ پڑھ لیا اور سمجھ لیا کہ ہم پکے ٹھکے مومن بن گئے۔ نہیں! اس کلمے کے تقاضوں کو بھی پورا کیا جائے اور اس مختصر زندگی کو قیمتی بنا لیا جائے۔ حدیث شریف میں آتا ہے کہ اللہ کی عطا کردہ دو نعمتیں ایسی ہیں جن کے بارے میں لوگ دھوکے میں پڑے ہوئے ہیں ایک نعمت ''فراغت'' ہے اور دوسری ''صحت'' ہے، کہ انسان سوچتا ہے ابھی تو وقت ہے پھر کسی وقت فلاں کام کر لوں گا، مگر یہ ایک دھوکہ ہوتا ہے۔ اس سے بھی واضح انداز میں ایک دوسری حدیث میں ارشاد فرمایا گیا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''پانچ چیزوں کو پانچ چیزوں سے قبل غنیمت جانو! بڑھاپے سے قبل جوانی کو، بیماری سے پہلے صحت کو، مال داری کو محتاجی سے پہلے، اور فرصت کو مشغولی سے پہلے اور اپنی زندگی کو موت سے پہلے۔''

آج ہمارے معاشرے میں سب سے زیادہ بے قیمت چیز ''وقت'' ہے۔ جہاں چاہا کھو دیا، جہاں چاہا برباد کر دیا، اسے لہو ولعب میں، بے معنیٰ اچھل کود میں، دنیا بنانے کی تگ و دو میں، ٹی وی کے سامنے گھنٹوں بیٹھنے میں، غیبتوں کا انبار لگانے میں، اور نہ جانے کن کن خرافات میں برباد کیا جا رہا ہے۔ اللہ کرے ہمارے دلوں میں وقت کی قدر و قیمت کا احساس پیدا ہو جائے ورنہ تو یہ حال ہوگا......

مجھ کو غفلت نے خبر ایام فرصت کی نہ دی
آہ جب جاتے رہے دن تب میں پچھتانے لگا

والسلام

محمد احمد حافظ

خط و کتابت کا پتہ ''خواتین کا اسلام'' دفتر روزنامہ اسلام ناظم آباد 4 کراچی
ای میل islamforwomen@hotmail.com فیکس: 021-6622240 فون 021-6683301

خواتین کا اسلام اب انٹر نیٹ پر بھی
www.dailyislam.net.pk

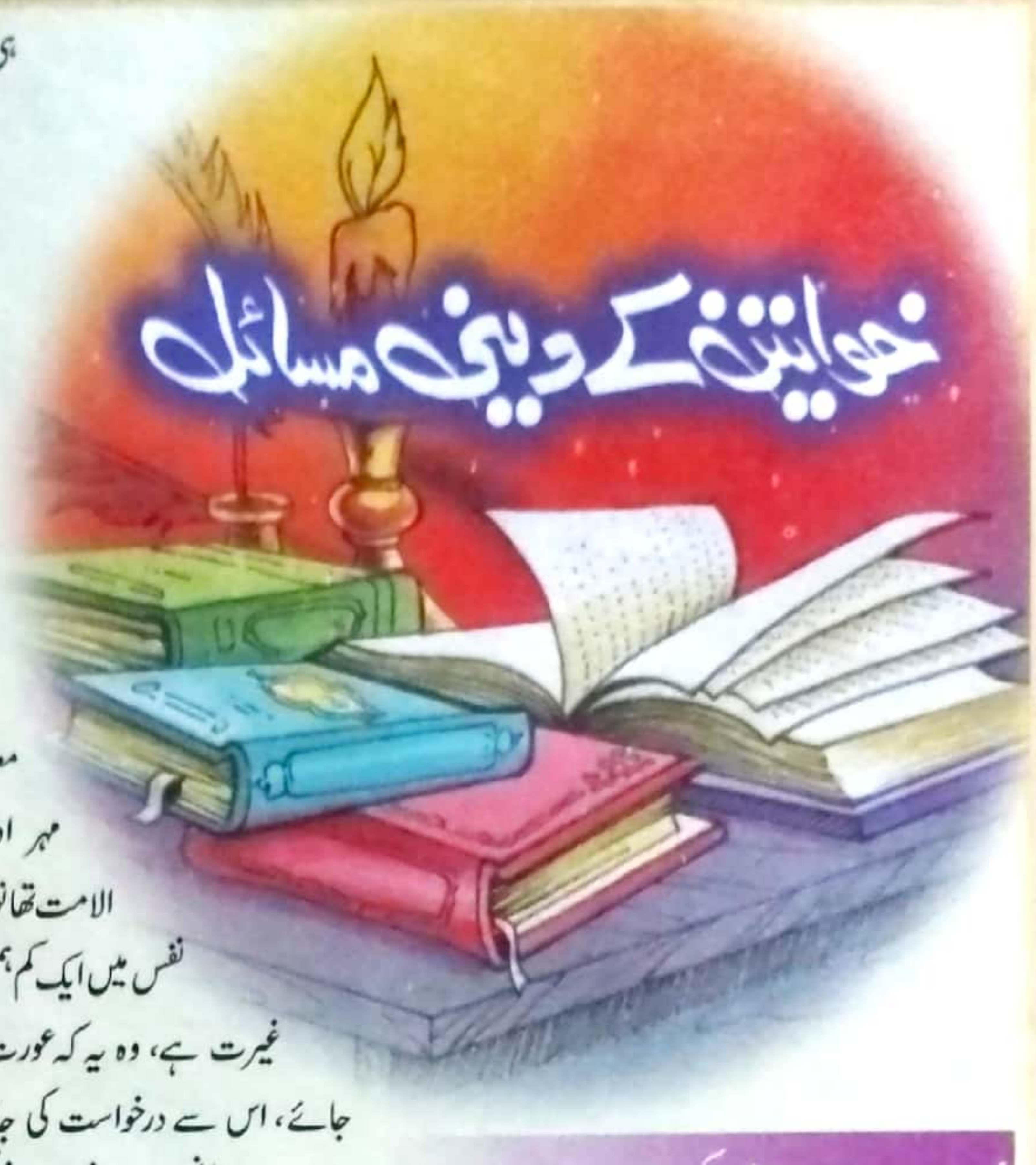

عورت سے مہر معاف کرانا:

سوال: ہمارے خاندان میں رواج ہے کہ رخصتی کے وقت بڑی بوڑھیاں دلہن کو ہدایات دیتی ہیں، جن میں یہ بات بھی تاکید سے کہی جاتی ہے کہ میاں سے حق مہر کا مطالبہ نہ کرنا بلکہ وہ دینا بھی چاہے تو تم کہو میں نے معاف کر دیا۔ اس کے متعلق سوال ہے کہ (۱) کیا خاوند کے لئے جائز ہے کہ وہ بیوی سے حق مہر معاف کرالے؟ (۲) بیوی اگر معاف کردے تو کیا یہ معافی معتبر ہے؟ (۳) اگر خاوند کے مطالبہ پر یا ازخود بیوی نے مہر معاف کر دیا، بعد میں جب مسئلہ کی تحقیق ہوئی تو خاوند نے مہر ادا کرنے کا ارادہ کیا۔ کیا بیوی اب معاف کر چکنے کے بعد مہر لے سکتی ہے؟ (زوجہ خالد معین۔ سکھر)

جواب: بڑی بوڑھیوں کا یہ ہدایت دینا کہ میاں سے حق مہر کا مطالبہ نہ کرنا ہدایت نہیں، ضلالت ہے۔ یہ بوڑھیاں بچی کی خیر خواہ نہیں بدخواہ اور دشمن ہیں۔ مہر بیوی کا شرعی، قانونی اور اخلاقی حق ہے جسے وہ بے جھجک طلب کر سکتی ہے۔ خاوند کے لئے جائز نہیں کہ بیوی کا حق روکے۔ مہر ادا نہ کرنے پر حدیث میں شدید وعید سنائی گئی۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: ایما رجل تزوج امرأة علیٰ ما قل من المهر او کثر لیس فی نفسه ان یؤدی الیها حقها لقی الله یوم القیامة وهو زان (طبرانی الاوسط والصغیر ورجاله رجال الصحیح، مجمع الزوائد ۴/۲۸۵)

"جو شخص قلیل یا کثیر مہر پر کسی عورت سے نکاح کرے اور اس کے دل میں مہر ادا کرنے کی نیت نہ ہو تو روز قیامت اللہ تعالیٰ کو اس حال میں ملے گا کہ وہ زانی ہوگا۔ اب سوالوں کے جواب ملاحظہ ہوں:

۱۔ جہاں مہر معاف کرنے کا دستور ہے اور عورت کی طرف سے مطالبۂ مہر کو معیوب سمجھا جاتا ہو وہاں معاف کرانا جائز نہیں، نہ ہی ایسی معافی قابل اعتناء ہے۔ ان باتوں سے قطع نظر مرد کا عورت سے معافی کی درخواست کرنا ذلت اور مرد کی شان مردانگی کے خلاف ہے بلکہ مرد کی غیرت کا تقاضا یہ ہے کہ اگر عورت ازخود مہر معاف کردے تو بھی معافی قبول کرنے کی بجائے مہر ادا کرے۔ حضرت حکیم الامت تھانوی قدس سرہ فرماتے ہیں:

نفس میں ایک کم ہمتی پیدا ہوتی ہے جو خلاف غیرت ہے، وہ یہ کہ عورت سے (مہر) معاف کرایا جائے، اس سے درخواست کی جاتی ہے، یہ درخواست ہی ذلت سے خالی نہیں...... غیرت کا مقتضیٰ یہی ہے کہ عورت کی مہر کی معافی کو قبول نہ کرو بلکہ تم اس کے ساتھ خود احسان کرو۔ اگر عورت معاف بھی کردے پھر بھی ادا کر دینا چاہئے، کیونکہ یہ غیرت کی بات ہے بلاضرورت عورت کا احسان نہ لے۔ (اسلامی شادی ص ۱۲۰)

مولانا مفتی محمد ابراہیم صادق آبادی

۲۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: **الا لا یحل مال امرئ الا بطیب نفس منه (بیهقی فی شعب الایمان)** "سن لو کہ کسی شخص کا مال خوش دلی کے بغیر حلال نہیں" یہ تجربہ و مشاہدہ ہے کہ عورتیں اپنا مہر دل سے معاف نہیں کرتیں، اس لئے کہ بہت سے علاقوں میں عورت کے مہر مانگنے کو معیوب اور باعث عار سمجھا جاتا ہے اور بعض جگہ اسے مہر ملنے کی امید ہی نہیں ہوتی، اس لئے وہ معاف کر دیتی ہے اور بعض عورتیں جہالت کے سبب یہ سمجھتی ہیں کہ اگر مہر وصول کرلیا تو خاوند کے ذمہ سے بقیہ تمام حقوق (نفقہ سکنیٰ وغیرہ) ساقط ہو جائیں گے۔ ان اسباب کے تحت جو عورتیں اپنا حق معاف کر دیتی ہیں ان کی معافی حدیث کی رو سے قطعی غیر معتبر اور کالعدم ہے۔ معافی کے باوجود مہر خاوند کے ذمہ واجب رہے گا اور ادا نہ کرنے کی صورت میں اس شدید وعید کا مصداق ٹھہرے گا جس میں ایسے شخص کو زانی سے تعبیر کیا گیا ہے۔ ہاں اگر کسی جگہ ایسی جہالت نہ ہو اور عورتیں بے جھجک اپنا مہر طلب کرلیتی ہوں تو ایسے ماحول میں اگر کوئی عورت بطیب خاطر اپنا کل یا بعض مہر معاف کردے تو ایسی معافی بے شک معتبر ہے اور یہ معاف شدہ مال مرد کے لئے حلال ہے **لما قال تعالیٰ: "فان طبن لکم عن شئ منه نفسا فکلوه هنیئا مریئا۔"** (النساء: آیت ۴)

۳۔ اگر رسم و رواج کے تحت دباؤ میں آکر بیوی نے مہر معاف کیا تھا تو ایسی معافی غیر معتبر تھی، لہٰذا معافی کے باوجود وہ مہر وصول کر سکتی ہے بلکہ ازخود مطالبہ بھی کر سکتی ہے اور اگر کسی جبر و اکراہ کے بغیر بطیب خاطر معاف کر دیا تھا تو اب مطالبہ کا حق نہیں رہا۔ تاہم خاوند ازخود دینا چاہے تو بیوی لے سکتی ہے۔

پردے کے بعض مسائل:

سوال: (۱) میں شرعی پردہ کا اہتمام کرتی ہوں، لیکن پریشانی یہ ہے کہ جیٹھ دیور وغیرہ بھی اسی گھر میں مقیم ہیں۔ کیا کہنیاں کھول کر ان کے سامنے وضو کرنا جائز ہے؟

(۲) دیور کے سامنے تو گھونگٹ نکال کر گھریلو کام کاج کرتی رہتی ہوں۔ نندوئی اور ان کے بیٹوں کے متعلق کیا حکم ہے؟

(۳) جیٹھ دیور وغیرہ جب سفر سے واپس آئیں تو ان سے خیر خیریت دریافت کرنا جائز ہے؟

جواب: (۱) عورت کی کہنیاں ستر میں داخل ہیں، اس لئے ان کو چھپانا ضروری ہے۔ آپ پر یہ احتیاط ضروری ہے کہ جیٹھ دیور وغیرہ نامحرموں کی نظروں سے اوجھل رہ کر وضو کریں۔ ان پر بھی احتیاط ضروری ہے کہ نظر کی حفاظت کریں۔ احتیاط کے باوجود غیر ارادی طور پر کبھی نظر پڑ جائے تو اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہیں۔

(۲) دیور، نندوئی اور ان کے بیٹوں کا ایک ہی حکم ہے۔ بوقت ضرورت گھونگٹ نکال کر ان کے سامنے کام کاج کر سکتی ہیں۔

(۳) مختصر خیریت پوچھنے کی فی نفسہ گنجائش ہے، جہاں فتنے کا اندیشہ ہو وہاں احتیاط لازم ہے۔

میراث کا مسئلہ:

سوال: میرے خاوند پاکستان ایئرفورس میں ملازم تھے، ریٹائرڈ ہو کر فوت ہوگئے۔ ان کی رقم بینک میں جمع تھی، میرے ساس سسر نے عدالت میں کیس کرکے اس رقم میں سے اپنا حصہ وصول کرلیا۔ میرے تین بیٹے دو بیٹیاں ہیں جو کم عمر ہیں۔ سسرال والے تنگ کرتے ہیں کہ بچے لے کر ہمارے گھر سے نکل جاؤ۔ وہ لوگ مکان میں میرے خاوند کا حصہ دینے کو بھی تیار نہیں۔ سسر یہ بھی کہتا ہے کہ میں نے تمہارے خاوند کو عاق کر دیا تھا، سسر کے اور بھی تین بیٹے ہیں۔ اس بارے میں شرعی حکم کیا ہے؟ (ام رومان۔ قائد آباد)

جواب: مرحوم کے ترکہ میں آٹھواں حصہ آپ کا چھٹا چھٹا حصہ ان کے والدین کا اور بقیہ تمام ترکہ یتیم بچوں کا ہے۔ بچے جب تک بڑے نہ ہوں ان کے مال و جائیداد کی حفاظت دادا کی ذمہ داری ہے۔ اگر یہ مکان مرحوم خاوند کا تھا تو ترکہ میں شامل ہوگا اور اگر مرحوم کے والد کا ہے تو آپ کو اس میں مطالبہ کا حق نہیں۔ ان کے مرنے کے بعد بھی ان کے بیٹے (یتیم بچوں کے چچا) حقدار ہوں گے نہ کہ پوتے۔ ہاں وہ زندگی میں پوتوں کو کچھ دیدیں یا ان کے لئے کچھ وصیت کر جائیں تو پوتے حقدار ہوں گے۔ باقی اولاد کو زندگی میں عاق قرار دینا بے معنی ہے۔ عاق شدہ اولاد بھی مورث کے مرنے پر اس کے ترکہ میں پوری طرح حقدار ہے۔

نبی پیارا ادائیں پیاری

ام بسیرہ

ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس زرہ، کمانیں، تیر، نیزے، ڈھال بھی تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تین جبے تھے جن کو جہاد کے موقع پر استعمال کرتے تھے۔ آپ کے پاس ایک عصا تھا جسے لے کر چلتے تھے۔ آپ کے پاس لکڑی کا ایک پیالہ بھی تھا جس میں کنڈے لگے ہوئے تھے اور ایک پیالہ شیشے کا بھی تھا۔ آپ کے پاس ایک مشکیزہ تھا جس میں پانی لایا جاتا۔ ایک کپڑے دھونے کا برتن اور ایک ہاتھ دھونے کا برتن بھی تھا۔ ایک تھیلا تھا جس میں کنگھی، آئینہ اور سرمے دانی وغیرہ رکھی رہتی۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم رات کو سونے لگتے تو اثمد سُرمے کی تین تین سلائیاں ہر آنکھ میں لگاتے۔ آپ کے تھیلے میں دو قینچیاں، اور مسواک بھی ہوتی تھی۔ آپ کے پاس ایک بہت بڑا برتن تھا جس کے چار کنڈے تھے اور چار آدمی اسے اٹھاتے تھے۔ ایک مُد تھا، آپ کی چارپائی کے پائے ساگوان کی لکڑی کے تھے، آپ کا بستر چمڑے کا تھا جس میں کھجور کی چھال بھری ہوتی تھی یہ کل سامان حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کا تھا جو مختلف احادیث میں مروی ہے۔

یارب صل و سلم دائماً ابداً
علیٰ حبیک خیر الخلق کلهم

دو بندھنوں والی

حضرت اسماء بنت ابی بکر نہایت متواضع اور محنتی تھیں، محنت مشقت سے انہیں ذرا بھی عار نہیں تھا، جب ان کا نکاح حضرت زبیر سے ہوا تو ان کے پاس کچھ نہیں تھا، صرف ایک اونٹ اور ایک گھوڑا تھا۔ وہ گھوڑے کو پانی دیتی، چارہ ڈالتیں اور ڈول کے ذریعے کنویں سے پانی نکالتی تھیں۔

مدینہ منورہ منتقل ہوئیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے میاں کو کچھ زمین عنایت فرمائی تھی، تو حضرت اسماء اس زمین پر جا کر چھوہاروں کی گٹھلیاں چنتیں اور سر پہ لاد کر تین فرلانگ کا سفر کر کے مدینہ منورہ پہنچتی تھیں۔ ایک روز اسی حالت میں جا رہی تھیں کہ سرِ راہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھ لیا۔ آپ نے کمال شفقت سے اپنے اونٹ کو بٹھا دیا کہ سوار ہو جائیں، لیکن انہیں شرم محسوس ہوئی اور نہ بیٹھیں، گھر آکر سارا قصہ حضرت زبیر سے کہہ سنایا، انہوں نے کہا

''سبحان اللہ! سر پر بوجھ لادنے سے شرم نہ آئی''

کچھ عرصے کے بعد والد گرامی حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان کو ایک غلام دیا جو گھریلو کام کاج میں مدد دیتا تھا۔ حضرت اسماء فرماتی ہیں کہ

''فکانما اعتقنی''

''گویا کہ انہوں نے مجھے مشقتوں سے آزاد کر دیا''

غربت کے دنوں میں ناپ تول کر خرچ کرتی تھیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا کہ پھر اللہ بھی ناپ تول کر ہی دے گا۔ اس وقت سے یہ عادت چھوڑ دی، اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ آمدنی وافر ہو گئی اور پھر کبھی تنگ دست نہیں ہوئیں۔

فیاض حد درجہ تھیں، حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے ان سے بڑھ کر کسی کو فیاض نہیں دیکھا۔ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے اپنی وفات کے وقت ترکہ میں ایک جنگل چھوڑا تھا جو ان کے حصے میں آیا تھا، لیکن انہوں نے اسے ایک لاکھ درہم میں فروخت کر کے ساری رقم عزیزوں میں تقسیم کر دی۔ بیمار پڑتیں تو تمام غلاموں کو آزاد کر دیتی تھیں۔

ایک مرتبہ ان کی والدہ قتلہ بنت عبدالعزیٰ مدینہ میں ان سے ملنے آئیں اور ان سے کچھ روپیہ مانگا، حضرت اسماء کو کچھ تردد ہوا اور انہوں نے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ وہ مشرکہ ہیں کیا میں اس حالت میں ان کی مدد کر سکتی ہوں؟

ارشاد ہوا ہاں! (یعنی اپنی ماں سے صلہ رحمی کرو)

اس ارشاد کے بعد حضرت اسماء نے اپنی والدہ کی خدمت کی۔

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے اپنی زندگی میں کئی حج کیے تھے..... تب حج کرنا اتنا آسان نہ تھا جس قدر آج ہے، اب تو حاجیوں کے لئے قدم قدم پر سہولتیں ہیں، ایئر کنڈیشنڈ خیمے، ٹھنڈا پانی، کھانے پینے کی اشیاء کی فراوانی، ادھر حاجی بیمار ہوا ادھر ڈاکٹر حاضر، مگر تب یہ سب کچھ نہ تھا۔ خود کو ذرا چودہ سو سال پہلے کے زمانے میں لے جایئے اور تصور کیجئے کہ لق و دق صحرا، بے آب و گیاہ وادیاں، چلچلاتی دھوپ، اسباب سفر معدوم مگر ایمان والے اور ایمان والیاں لبیک..... لبیک..... اللّٰھُمَّ لبیک پکارتے ہوئے دیوانہ وار چلے جا رہے ہیں۔

ہاں تو!

حضرت اسماء نے بھی بہت سے حج کیے تھے اور اس وقت کیے جب آج کی سہولیات کا تصور کرنا بھی ممکن نہ تھا۔ پہلا حج حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ کیا تھا اور اس وقت جو

ملا معاویہ حنفی

اعمال وافعال انجام دیئے تھے آخر عمر تک یاد رہے تھے۔ جب کبھی حجون سے گزرتیں تو کہتیں ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں یہاں ٹھہرتے تھے، اس وقت ہمارے پاس سامان بہت کم تھا۔ میں نے، عائشہ اور زبیر نے عمرہ کیا تھا اور طواف کر کے حلال ہوئے تھے۔

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کے تقدس اور بزرگی کا چرچا عام تھا، خواتین ان کے پاس حاضر ہوتیں اور دعا کراتیں، جب کوئی عورت بخار میں مبتلا ہوتی تو اس کے لئے دعا بھی کرتیں اور سینے پر پانی چھڑکتیں اور کہتیں کہ ''آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اس کو پانی سے ٹھنڈا کرو۔''

یہ روایت حضرت عبداللہ بن عمر اور حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے بھی منقول ہے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک جُبّہ تھا جسے حضرت عائشہ نے اپنی وفات کے وقت حضرت اسماء کے سپرد کر دیا تھا، جب کوئی بیمار لایا جاتا تو اس جبّے کو پانی میں تر کرتیں اور اس جبّے سے نچڑا ہوا پانی بیمار کو پلاتیں جس سے بیمار شفایاب ہو جاتا۔

کتب احادیث میں ان سے چھپن احادیث مذکور ہیں۔

اولاد حسب ذیل تھیں، عبداللہ، عروہ، منذر، مہاجر، خدیجہ، ام الحسن، عائشہ۔ سو سال کی عمر پائی، دراز قد اور لحیم شحیم تھیں۔ طویل العمری کے باوجود ایک بھی دانت نہیں گرا تھا۔

ان کی اولاد میں حضرت عبداللہ نے سب سے زیادہ شہرت پائی، انہوں نے بنوامیہ کے دور میں خلافت کا دعویٰ کیا تھا اور مکہ سمیت حجاز کے بڑے علاقے پر قبضہ کر لیا تھا۔ اس پر خلافت بنوامیہ کی طرف سے حجاج بن یوسف کو حضرت عبداللہ بن زبیر کے مقابلے کے لئے بھیجا گیا۔ مکہ مکرمہ کا محاصرہ کر لیا گیا۔ مقابلہ ہوا اور حضرت عبداللہ بن زبیر شہید کر دیئے گئے۔ صرف یہی نہیں ہوا بلکہ حجاج نے سولی پر لٹکوا دیا، حضرت اسماء اس وقت حیات تھیں۔

تین چار دن گزرنے کے بعد حضرت اسماء اپنی کنیز کے ہمراہ بیٹے کی میّت کے پاس آئیں، دیکھا کہ بیٹے کی میت سولی پر الٹی لٹک رہی ہے، دل تھام کر اس منظر کو دیکھا اور نہایت استقلال سے ایک تاریخی جملہ کہا

''کیا اس سوار کا گھوڑے سے اُترنے کا وقت نہیں آیا؟''

بعد میں جب خلیفۃ المسلمین عبدالملک کی ڈانٹ پر حجاج بن یوسف نے حضرت ابن زبیر کی میت سولی سے اتاری تو ہر جوڑ الگ ہو رہا تھا، بلند ہمّت ماں نے، نہایت صبر کے ساتھ غسل دیا اور بعد میں جنازہ پڑھ کر دفن کیا گیا۔

حضرت اسماء اپنے بیٹے عبداللہ کی شہادت کے چند دن بعد وفات پا گئیں، اس وقت ان کی عمر سو سال تھی۔

73 ہجری تھی اور امیر المؤمنین سیدنا صدیق اکبر کی بیٹی ''ذات النطاقین'' ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ کی بڑی بہن، حواریٔ رسول زبیر بن العوام کی اہلیہ، شہید بیٹے کی والدہ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی جلیل القدر صحابیہ بیٹے کی مظلومانہ شہادت کا غم سینے میں لئے ایک صدی کا سفر طے کر کے وفات پا گئی تھیں۔

پانچ ناقابل فراموش باتیں

امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا میری پانچ باتیں یاد رکھو، ان کو کبھی مت بھولنا، یہ ایسی باتیں ہیں اگر تم لوگ اونٹوں پر سوار ہو کر ان کی تلاش میں نکلو تو اپنے اونٹوں کو کمزور اور دبلا بنا لو گے مگر یہ باتیں تمہیں کہیں نہیں ملیں گی......

پہلی بات یہ ہے کوئی آدمی اپنے رب کے سوا کسی سے بھی کوئی امید نہ رکھے......

دوسری بات یہ ہے کہ کسی سے نہیں ڈرے سوائے اپنے گناہوں سے یعنی کسی سے خوف نہ رکھے، ہاں اپنے کئے ہوئے گناہوں سے ڈرتا رہے......

تیسری بات یہ ہے کہ کوئی جاہل اور ناواقف اس مسئلے کے متعلق پوچھنے میں شرم نہ کرے، جس کے متعلق وہ جانتا نہ ہو......

چوتھی بات یہ ہے کہ جب کوئی کسی عالم سے ایسی کوئی بات پوچھے جو اس کو معلوم نہ ہو تو وہ یہ کہنے میں شرم نہ کرے کہ اس بات کو اللہ تعالیٰ زیادہ جانتا ہے، میں نہیں جانتا......

اور پانچویں بات یہ ہے کہ صبر ایمان کے لئے وہی درجہ رکھتا ہے جو بدن کے لئے سر رکھتا ہے، اور اس کا ایمان نہیں جس کا صبر نہیں...... (حلیۃ الاولیاء) (مرسلہ: بنت عبدالحفیظ۔ حیدرآباد)

بوجھو تو جانیں

جب وہ بیدار ہوتی ہے تو عرش کانپ اٹھتا ہے۔ فرشتوں کے دل پسیج جاتے ہیں۔ حوریں دردناک منظر دیکھنے کی تاب نہ لاتے ہوئے آنکھیں موند لیتی ہیں اور اس کی ہمنوا بن کر اپنے معصوم ہاتھ دعا کے لئے اٹھا دیتی ہیں۔ پھر چھری نرم و نازک گلا نہیں کاٹ پاتی۔ اس کی آب، آب آب ہو کر رہ جاتی ہے۔ دھار مڑ جاتی ہے اور وہ خود بے آب ہو کر ماہی بے آب کی طرح تڑپ اٹھتی ہے۔ دریا کی بپھری ہوئی تیز و تند اور سرکش موجیں روایتی سرکشی بھلا کر مطیع ہو جاتی ہیں اور پانی پانی ہو کر ڈبونے کی صلاحیت کھو بیٹھتی ہیں۔ صحرا مارے ندامت کے عرق انفعال میں شرابور ہو جاتا ہے۔ اور اس کے یہ اشک ہائے ندامت چشمے کی صورت اختیار کر لیتے ہیں۔ بیابان نخلستان میں تبدیل ہو جاتا ہے۔ آسمان سے نازل ہونے والا فیصلہ شدہ عذاب ٹل جاتا ہے۔ بے شک کہہ لیجئے کہ تقدیر بھی اس کے سامنے سپر انداز ہو جاتی ہے۔ (شمائلہ علی۔ سرائے صالح)

قورمے جیسی فیرنی، فیرنی جیسا قورمہ

لکھنؤ ایک زمانے تک ''تہذیب'' کی علامت رہا ہے۔ نوابانِ لکھنؤ کی عجیب و غریب مصروفیات ہوتی تھیں، مورخین لکھتے ہیں کہ نواب نصیر الدین حیدر کا ایک خانساماں بادام کے چاول تراشتا اور پستے کی دال تیار کیا کرتا تھا پھر ان سے اس قدر لذیذ کھچڑی تیار کیا کرتا کہ بظاہر ماش کی کھچڑی معلوم ہوتی مگر ذائقہ کچھ ایسا ہوتا کہ زبان مدتوں چٹخارہ لیا کرتی۔

نواب واجد علی شاہ کے باورچی خانے میں جو ''کمالات'' تھے ان کا تو کوئی جواب ہی نہ تھا، مربہ کھانے سے قورمے کا مزہ آتا اور قورمہ کھانے سے فیرنی کا لطف، دسترخوان پر چھ مختلف باورچی خانوں سے کھانا آتا جن کے الگ الگ نگران ہوتے تھے۔ ایک نگران کی تنخواہ آج کے ڈیڑھ لاکھ کے برابر ہوتی تھی۔
(مرسلہ: ام عائشہ۔ فیصل آباد)

بچپن کی تربیت

ایک اعلیٰ اقدار کے معاشرے کا انحصار اس میں بسنے والے ماں باپ پر مشتمل ہر ایک خاندان کے انفرادی، عمدہ و معیاری اخلاقیات کی جھلک کے رہین منت بنتا ہے۔ جب کہ ماں باپ کا اخلاقیات کی کسوٹی پر معیاری بلند رہن سہن بچپن سے ہر دو کے گھٹی میں پڑے تاثرات کے مرہون منت رہتا ہے۔ اس طرح یہ بات اظہر من الشمس حقیقت کا روپ دھار لیتی ہے کہ ایک بچہ خاندان اور معاشرے کا ایک اہم رکن ہوتا ہے چناں چہ اس کو ایک مفید شہری بنانے کے لئے شائستگی و مروت اور صحت مندانہ ماحول دینا ضروری ہو جاتا ہے۔
(جویریہ بنت فضل احمد۔ کراچی)

لفظوں کے پھول

* کچھ لوگ برائی ڈھونڈنے کے شائق ہوتے ہیں بالکل اس مکھی کی طرح جو پورے خوبصورت جسم کو چھوڑ کر صرف زخم کا انتخاب کرتی ہے۔
* سفر کا آغاز تیز رفتاری سے کیا ہے تو رکنا نہیں، ورنہ تمہارا اپنا ہی غبار تمہیں دبوچ لے گا۔
* آخری لمحے ٹھیک وقت پر دشمن کو حیرت زدہ کرو فتح تمہاری جھولی میں آگرے گی۔
* تمہارا راز تمہارا قیدی ہے لیکن افشاء ہونے کے بعد تم اس کے قیدی بن جاؤ گے۔
* جو واقعی بڑے ہوتے ہیں وہ بڑا بول نہیں بولتے ہیرا کب منہ سے بولتا ہے کہ میں ہیرا ہوں۔

حقیقت

1: زبان اگرچہ تلوار نہیں پر تلوار سے زیادہ تیز ہے۔
2: بات اگرچہ تیر نہیں مگر اس میں تیر سے زیادہ چبھن ہوتی ہے۔
3: غصہ اگرچہ درندہ نہیں لیکن درندے سے زیادہ خوفناک ہے۔
4: نشہ اگرچہ سانپ نہیں مگر سانپ سے زیادہ خطرناک ہے۔
5: گناہ اگرچہ زہر نہیں لیکن زہر سے زیادہ مہلک ہے۔ (بنت قاری خوشی محمد اعجاز۔ ریان پورہ)

دسترخوان

رومال یا چادر جس پر کھانا چنا جائے دستر اور دسترخوان کہلاتا ہے۔ چناں چہ دسترخوان پر کھانے کی اشیاء رکھے جانے کو ''دسترخوان چننا''، دسترخوان اٹھانے کو ''دسترخوان بڑھانا'' اور کھانا چنے ہوئے پر اس کی خوب صورتی بڑھانے کے لئے رکھی جانے والی اشیاء ''زینت آفریں'' کہلاتی ہیں۔ ہر وقت کھانے پر موجود بن بلائے کو ''دسترخوان کی مکھی'' اور جو کام سے جی چرائے لیکن کھانے پر آموجود ہو اس کام چور کو ''دسترخوان کی بلی'' کہا جاتا ہے۔ کہاوت ہے کہ دسترخوان بچھانا سو عیب، اور نہ بچھانا ایک عیب یعنی کھانا کھلایا جائے تو سینکڑوں عیب نکالے جاتے ہیں اور نہ کھلایا جائے تو ایک ہی نقص رہے گا یعنی کہیں گے کنجوس ہے۔ کھانا تناول کرنے کے لئے صاف فرش پر دری یا قالین بچھانے کے بعد اوپر سفید چادر بچھائی جاتی ہے اور اس کے بیچوں بیچ دسترخوان بچھایا جاتا ہے۔ (مرسلہ: اخت سالم چیچاوطنی)

سفر حیات

ہمارے ملک کے ڈرائیور حضرات بڑے اچھے ادبی ذوق کے مالک ہیں۔ اس بات کا ثبوت ان کے اُن ''اقوال زریں'' سے ملتا ہے جو وہ حسب ضرورت بسوں پر لکھواتے ہیں۔ مثال کے طور پر نئی نویلی بس پر ''اعوان طیارہ''، ''وڑائچ طیارہ'' جیسے الفاظ لکھے جاتے ہیں۔ ایک دو سال گزرنے کے بعد یہ الفاظ ایف 16 سے بدل دیئے جاتے ہیں اور بس جب ذرا پرانی ہو جاتی ہے تو ''پاک فوج کو سلام'' نمایاں نظر آتا ہے۔ جب بس کی حالت بالکل خستہ ہو جاتی ہے تو ''میں نوکر بری سرکار دی'' لکھا جاتا ہے اور آخر کار جب بس صرف خدا کے بھروسے پر چلنے لگے تو یہ شعر لکھا جاتا ہے۔

موت کے منہ میں بیٹھ کر خوشیاں منانے والے
حافظ خدا تمہارا گاڑی چلانے والے

(مونا لیزا)

ماں

زندگی کے سفر میں گردشوں کی دھوپ
جب کوئی سایہ نہیں ملتا تو یاد آتی ہے ماں
اپنے آنچل سے گلابی آنسو پونچھ کر
دیر تک نم ریت پر اشک برساتی ہے ماں
دے کے اپنے لعل کو اسلام کی آغوش میں
گود خالی پھر سوئے جنت چلی جاتی ہے ماں
صفحہ ہستی پہ لکھتی ہے اصول زندگی
اس لئے مکتب اسلام کہلاتی ہے ماں
مانگتی ہی نہیں کچھ اپنے لئے اللہ سے
اپنے بچوں کے لئے دامن پھیلاتی ہے ماں
پیار کہتے ہیں کسے ماںتا کیا چیز ہے؟
ان بچوں سے پوچھو جن کی مرجاتی ہے ماں

(بنت تاج اور بنت مشتاق۔ جامعہ حفظ مظفر گڑھ)

کشکول

وہی مجاہد ہوگا

آسیہ عبدالرحمٰن

جہاد!...... جہاد کا لفظ ہر کوئی جانتا ہے اور جہاد کی اہمیت و افادیت کو بھی ہر مسلمان مانتا ہے۔ ایک شہید اپنے کنبے کے 72 آدمیوں کو روزِ آخرت جنت کا حق دار بنا سکتا ہے تو پھر ہم اس نعمت سے محروم کیوں ہیں۔ جب تک جذبہ جہاد کو اجاگر نہیں کیا جائے گا ہم یہودی اور صیہونی طاقتوں کے یرغمال بنے رہیں گے۔ ماں! ماں ایک کنبے کو پیدا کرتی اور اُسے تربیت دیتی ہے۔ ماں اپنے بچوں کو جیسا بنانا چاہے وہ بن سکتے ہیں۔ گھر کا ماحول بچوں کی پرورش پر بہت اثر انداز ہوتا ہے ہر ماں کو چاہئے کہ وہ اپنے بچوں کی تربیت اس نہج پر کرے کہ بچوں میں جذبہ جہاد عام ہو جائے، جبکہ یہاں یہ دیکھا گیا ہے کہ گھر میں جب بچہ پیدا ہوتا ہے تو ماں شروع ہی میں اُس کے کانوں میں یہ بات ڈالنا شروع کر دیتی ہے کہ میرا بیٹا پڑھ لکھ کر ڈاکٹر بنے گا، انجینئر بنے گا یا پھر وکیل بنے گا، جب تک ایک ماں ہی نہیں چاہے گی کہ اُس کا بیٹا مجاہد اور شہید کہلائے تو بچہ کہاں سے جہاد کا سبق سیکھے گا۔ بچہ اپنی ماں کی آغوش سے ہی سب کچھ سیکھتا ہے۔ آج کل کی اکثر مائیں اپنے بچوں کو جہاد کے لئے بھیجنا تو درکنار لفظ جہاد سے بھی بدکتی ہیں۔ آفرین ہے اُن ماؤں پر جو بے دریغ اپنے بچوں کو راہ حق میں شہید ہونے کے لئے بھیج دیتی ہیں اور قرون اولیٰ کی یاد تازہ کر دیتی ہیں۔ اُحد کے میدان میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک صحابیہ کے چار بیٹے شہید ہوئے تھے لیکن جب وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ مبارک کی طرف دیکھتیں تو کہتی تھیں اے اللہ، میں نے سب کچھ کھو کر بھی کچھ نہیں کھویا کہ اللہ تعالیٰ کے نبی زندہ ہیں۔ یہ خیالات بھی ایک ماں کے تھے، جو اس پر خوش تھی کہ اپنے نبی کی حرمت پر اپنے بچے قربان کر دئے۔

دیکھ اے چشم فلک تو حوصلے ان ماؤں کے
پیش کرتی ہیں جو بیٹوں کو شہادت کے لئے
سرکٹاتی ہیں کبھی وہ تاج عصمت کے لئے
اور کبھی جان وارتی ہیں رب کی الفت کے لئے

میں نے شادی کے بعد اپنے شوہر سے وعدہ لیا ہے کہ ہمارا پہلا بیٹا مجاہد ہوگا اگر ہر ماں اسی طرح اپنا ایک بیٹا بھی راہ حق میں جہاد کے لئے تیار کرے تو وہ وقت دور نہیں جب اسلام کا پرچم پوری دنیا پر لہرا اٹھے گا۔ پس وہی مجاہد ہوگا جس کی ماں چاہے گی کہ میرا بیٹا شہید کہلائے۔ اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو دین کی راہ میں قربانی دینا نصیب فرمائے۔ آمین

دنیا کی حقیقت

اخت عبدالصمد

مسافرہ ایک دولت مند گھرانے کی حسین لڑکی تھی، لیکن دولت اور حسن سے زندگی نہیں خریدی جاسکتی۔ اس کے والد صاحب علیل ہوئے، بہت علاج معالجہ کرایا لیکن دولت وجاہت کوئی انہیں موت سے نہ بچاسکا۔ گھر کا سربراہ دارِ فانی سے کوچ کر چکا تھا، گھر والے انتہائی غمگین تھے۔ ابھی یہ زخم بھی مندمل نہ ہوا تھا کہ مسافرہ خود بھی لقمۂ اجل بن گئی۔ جس نے سنا، دنگ رہ گیا۔ باپ، بیٹی ایک مہینے کے وقفے سے اپنا سفر پورا کر گئے۔

اسے گئے سال ہو گیا، وہ مجھے اکثر یاد آتی ہے۔ میری ماں اکثر ماؤں کی طرح کبھی میرے (جہیز کے) لیے کچھ رکھنے کی بات کرتی ہیں تو مجھے مسافرہ یاد آجاتی ہے۔ سوچتی ہوں اس کی ماں نے بھی اس کے لئے کچھ رکھا ہوگا، وہ اس کے کس کام آیا؟ البتہ اس کے نیک اعمال ضرور اس کے کام آئے ہوں گے (وہ دین دار گھرانے سے تھی)۔

موت کی تلوار تو ہر انسان کے سر پر لٹک رہی ہے، کسی وقت بھی اس کا نازک دھاگہ ٹوٹ کر زندگی کا خاتمہ کرسکتا ہے پھر سب رکھا ہوا دھرا کا دھرا رہ جائے گا۔ جیسا کہ سورۂ نحل میں ارشاد ہے: جو کچھ (دنیا میں) تمہارے پاس ہے وہ (ایک روز) ہو جائے گا ختم (خواہ زوال سے یا موت سے) اور جو کچھ اللہ کے پاس ہے وہ دائم رہے گا۔''

ہماری نادانی ہے کہ دنیا...... اس دھوکے کے باز، دھوکے کے گھر اور شکاری کے جال میں آگئے ہیں۔ ہم اپنے الفاظ میں اور کہنے سننے میں آخرت کو اہم بتاتے ہیں لیکن عمل سے واضح ہے کہ اہمیت ہم دنیا ہی کو دیتے ہیں۔ دنیا اور اس کی زیب وزینت گری پڑی چیز ہے، حقیقتاً یہ قابل نفرت ہے۔ ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک کان کٹے مردہ بکری کے بچے پر گزر ہوا فرمایا: تم میں کون یہ پسند کرتا ہے کہ یہ اس کو ایک درہم کے بدلے میں مل جائے؟'' لوگوں نے عرض کیا: ''(درہم تو بڑی چیز ہے) ہم تو یہ بھی پسند نہیں کرتے کہ یہ ہم کو کسی ادنیٰ چیز کے بدلے میں مل جائے'' فرمایا ''اللہ کی قسم! دنیا اللہ کے نزدیک اس سے بھی زیادہ ذلیل ہے جس قدر یہ تمہارے نزدیک۔ (مسلم)

مسافر کبھی سفر میں سونے کے لئے نرم گدا، پہننے کو عمدہ لباس نہیں ساتھ لیتا۔ اسے جلد، بخیریت منزل مقصود پر پہنچنے کی فکر ہوتی ہے، سوچتا ہے آرام منزل پر پہنچ کر کرنا ہے۔ ہم بھی سفر میں ہیں۔ سفر میں ہوتے ہوئے آرام دہ بستر، عالی شان مکان، عمدہ پوشاک، عمدہ کھانے، کمروں میں پردے، غالیچے، سیف میں سونا، الماری میں کپڑوں کے انبار لگانا کہاں کی عقلمندی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک چٹائی پر سوئے، اٹھے تو بدن مبارک پر چٹائی کے نشان تھے۔ حضرت ابن معوذ نے عرض کیا: ''حضور! آپ کے لیے بستر بنادیں اور بچھادیں، آپ اجازت دیں۔'' آپ نے فرمایا: ''مجھ کو دنیا سے کیا واسطہ؟ میری اور دنیا کی مثال تو ایسی ہے جیسے کوئی سوار (چلتے چلتے) کسی درخت کے نیچے سایہ لینے کو رک جائے پھر اس کو چھوڑ کر آگے چل دے۔'' (احمد، ترمذی)

ہم مسلمان خواتین، ام المؤمنین حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی طرح اللہ پاک کی راہ میں ہاتھ کھلا رکھیں، کپڑا اور زیور اکٹھا کرنے، یکے بعد دیگرے سامانِ آرائش بنانے اور میک اپ وجیولری کا انبار لگانے کی بجائے، ان پر پیسہ ضائع کرنے کی بجائے اپنے اللہ کو ادھار دیں، فی سبیل اللہ خرچ کریں تو جنت میں اللہ ہمیں اس کے بدلے اتنا دیں گے کہ دنیا کے لعل وگوہر ان کے پاسنگ بھی نہیں ہوں گے۔ ارشاد نبوی ہے: ''مجھے اللہ کی طرف سے منظر دکھایا گیا کہ میں جنت میں داخل ہوا، دیکھا کہ بلند درجوں والے وہ غریب لوگ ہیں جنہوں نے (اللہ کی رضا کے لئے) وطن چھوڑ کر ہجرت کی، اہلِ ایمان کے بچے بھی اعلیٰ درجات میں ہیں۔ جنت میں مالدار عورتیں سب سے کم ہیں (میرے دل میں اس کا سبب معلوم کرنے کا داعیہ پیدا ہوا) مجھے بتایا گیا: ''دروازہ پر مالداروں کا حساب ہو رہا ہے (کہ کہاں سے کمایا اور کہاں خرچ کیا) اس لئے ابھی یہاں نہیں پہنچے۔ عورتیں یہاں آنے سے اس لئے رہ گئیں کہ ان کو سونے اور ریشم نے (اللہ سے اور دین وآخرت سے) غافل رکھا۔

''اے مسلمان بہنو! کیا چاندی کے زیور سے تمہارا کام نہیں چل سکتا۔ خبردار! تم میں سے جو عورت نمود ونمائش کے لئے سونے کا زیور پہنے گی، اس کی وجہ سے ضرور عذاب بھگتے گی۔''

اکثر خواتین کہتی ہیں: ''کپڑا زیور بنانے میں کوئی گناہ نہیں، یہ جائز شوق ہے، یہ اللہ تعالیٰ نے عورت کی فطرت بنائی ہے'' میری ان سے التجا ہے کہ خود کو بہلاوے اور دھوکے میں نہ رکھیں کیونکہ اللہ نے نفس بنایا ہے تو اس سے لڑنے کا حکم بھی دیا ہے، دولت اتاری تو قناعت بھی اتاری، دوزخ کے ساتھ جنت بھی بنائی، برائی کے مقابلے میں نیکی بھی رکھی۔ اب یہ آپ کے اختیار میں ہے کہ اچھے اور برے کے مقابلے میں برے کو دھتکار کر اچھی چیز اختیار کریں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''عائشہ! اگر تو (آخرت میں) مجھ سے ملنا چاہتی ہے تو تجھے دنیوی زندگی گزارنے کا اتنا (مختصر سا) سامان کافی ہونا چاہئے جتنا مسافر ساتھ لے کر چلتا ہے، مالداروں کے پاس نہ بیٹھنا اور کسی کپڑے کو پرانا (ناقابل استعمال) نہ سمجھنا جب تک کہ اسے پیوند لگا کر نہ پہن لے۔''

آیئے! آپ اور ہم مل کر آسائشات کی دوستی چھوڑیں، قناعت سے دوستی کریں تاکہ جب ہم اللہ کے حضور حاضر ہوں تو بغیر کسی رکاوٹ کے جلد جنت اور اپنی حقیقی منزل مقصود کو حاصل کرلیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں جو علم حاصل ہے اس پر صحیح طرح سے عمل کرنے کی توفیق بخشے۔ (آمین ثم آمین)

23 مارچ سے 14 اگست تک کا سفر

بانی پاکستان محمد علی جناح اعلیٰ سیاسی بصیرت رکھتے تھے۔ صحت خراب ہونے کے باوجود انہوں نے حصول آزادی کے لئے رات دن محنت کی۔ آخر اُن کی شب و روز کی محنت شاقہ رنگ لائی اور ہندوستان کے طول و عرض سے، ہر رنگ، نسل اور عقیدے کے لوگ مسلم لیگ کے پرچم تلے جمع ہوگئے۔ اور پُورے ہندوستان کی فضا ''لے کے رہیں گے پاکستان، بٹ کے رہے گا ہندوستان''، ''پاکستان کا مطلب کیا...... لا الٰہ الا اللہ'' کے نعروں سے گونجنے لگی۔ 4 فروری 1940 دہلی میں مسلم لیگ ورکنگ کمیٹی کی میٹنگ میں قرارداد پاکستان کو آخری شکل دی گئی۔

23 مارچ 1940ء کو لاہور کے ''منٹو پارک'' موجودہ ''علامہ اقبال پارک'' میں مسلم لیگ کا تاریخی اجلاس منعقد ہوا۔ جس میں قرارداد پاکستان منظور کی گئی۔ اس قرارداد کو مولوی فضل الحق نے پیش کیا۔ جسے قوم نے منظور کیا اور فضا ''لے کے رہیں گے پاکستان...... بٹ کے رہے گا ہندوستان۔ پاکستان کا مطلب کیا...... لا الٰہ الا اللہ'' سے گونج اٹھی۔ اس جلسے میں اتنا ہجوم تھا کہ جیسے تاحدِ نگاہ سمندر کا پانی نظر آتا ہے۔ اسی طرح اُس پارک میں انسانی سروں کا سمندر تھا جس کا کوئی کنارہ نظر نہیں آتا تھا۔ راوی کے پُل سے لے کر شاہی مسجد اور قلعے تک لوگ ہی لوگ تھے۔ پورے لاہور کی فضا نعروں سے گونج رہی تھی۔ اس جلسہ گاہ کا اسٹیج بہت اونچا بنایا گیا تھا۔

جیسے ہی محمد علی جناح تقریر کے لئے اٹھے اور اُن کی آواز کی گونج سنائی دی۔ لوگ اس طرح خاموش ہوگئے کہ جیسے کوئی ذی روح وہاں نہیں۔ کسی سرگوشی تک کی آواز نہیں تھی۔ لگتا تھا وقت تھم گیا ہے، اتنا گہرا سکوت تھا کہ اپنے ہی دل کی دھڑکن کی آواز کانوں میں آنے لگی۔ پوری قوم اپنے نجات دہندہ کو سننے کے لئے جی جان سے ہمہ تن گوش تھی۔ ذرا تصور کیجئے کہ ہزاروں نہیں لاکھوں کا ہجوم اور یہ خاموشی۔ محمد علی جناح نے مسلمانوں کے فلسفۂ حیات کا برملا اظہار فرمایا۔ ہندوازم اور اسلام کا موازنہ کرتے ہوئے وضاحت کی کہ ہندوستان میں ہم دس کروڑ مسلمان ایک ملت کی حیثیت رکھتے ہیں جن کے فنون تعمیرات، زبان، ادب، شعور اقدار، شرعی قوانین، اخلاقی قوانین، رسوم، کیلنڈر، تاریخ روایات، افتادِ طبع، تمنائیں طریقۂ عبادت اور معاشرتی اقدار سب الگ ہیں۔ زندگی اور اُمور زندگی کے ضمن میں اپنا ایک مخصوص نقطۂ نظر رکھتے ہیں۔ لہٰذا ہمارا مطالبۂ پاکستان ہمارا حق ہے۔

اس تاریخی اجلاس کے بعد مسلمانوں کی جدو جہد آزادی میں ایسی شدت آئی کہ تمام فرقوں کے رہنما، تنظیموں کے سربراہ تمام تفرقات کو بالائے طاق رکھ کر تحریکِ حصول پاکستان کے لئے سرگرم عمل ہوگئے۔ اس وقت مسلمانوں کا جوش و جذبہ قابلِ دید تھا۔ محمد علی جناح کی آواز پر پوری قوم نے اس طرح لبیک کہا کہ پوری قوم دامے، درمے، قدمے، سخنے ہر قسم کے اثاثے لے کر میدانِ عمل میں اتر آئی۔

ملتِ اسلامیہ کا بچہ بچہ جوشِ جہاد سے سرشار تھا۔ مرد، خواتین، طلبہ و طالبات سب گلی گلی، محلّہ محلّہ گھر گھر جا کر لوگوں کو تحریک پاکستان کے اغراض و مقاصد سے آگاہ کر رہے تھے۔ قائداعظم نے چندے کی اپیل کی تو بچوں سے لے کر بوڑھوں تک، امیر سے غریب تک ہر ایک نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور ہر ایک نے اپنی حیثیت سے بڑھ کر ہی چندہ دیا۔ یہاں تک کہ کئی خواتین نے اپنے زیورات اور کئی صاحب املاک لوگوں نے اپنی جائیدادیں تک تحریک پاکستان کے لئے وقف کر دیں۔

ہو جوشِ جنوں پیدا تو
بے تیغ بھی لڑتا ہے سپاہی

آخر کار قوم کی قربانیاں رنگ لائیں اور 14 اگست 1947ء کو ''پاکستان'' مملکتِ خداداد معرضِ وجود میں آ گیا۔ اس اعلان کے ساتھ ہی ہندو اکثریت والے علاقوں میں جو

شوکت آرا۔ لاہور

مسلمان آباد تھے ان کا کشت و خون شروع ہوگیا۔ ہندو اور سکھوں نے مل کر اُن کے گھروں کو آگ لگا دی۔ بلا تمیز مرد و زن سب کو تہ تیغ کرتے گئے۔ اُن کے ظلم سے بوڑھے بچ سکے نہ بچے اور یوں مسلمانوں کو اپنے گھر بار چھوڑنے پر مجبور کر دیا گیا۔ نتیجتاً مہاجرین کے لٹے پٹے اور زخمی قافلے پاکستان کی سرحدوں پر اترنے لگے۔ آزادی کی اس نعمت کو حاصل کرنے کے لئے مسلمانوں کو آگ اور خون کے دریا پار کرنے پڑے۔ وہ اپنے عزیزوں اپنے پیاروں کی لاشوں سے گزر کر آئے۔ ایک قیامت گزر گئی اُن لوگوں پر، جوان بچیوں کو اغوا کر لیا گیا، عصمتیں لوٹی گئیں، برہنہ کر کے جلوس نکالے گئے، طرح طرح کی اذیتیں دے کر اُن کا مذاق اڑایا گیا اور ہر ظلم کے ساتھ کہا جاتا تھا کہ یہ ہے پاکستان۔ ننھے اور شیر خوار بچوں کو ماؤں کی گود سے چھین کر برچھی یا بلم کی نوک پر پرو کر کہا جاتا تھا کہ بھئی اسے پاکستان بھیج دو۔ جوانوں کو اذیتیں دے دے کر قتل کیا جاتا تھا۔ وہ قافلے جو پاکستان کی طرف روانہ ہوتے تھے۔ اُن کو راستے میں لوٹ کر اُن کا قتل عام کر دیا جاتا تھا اور خواتین کو اغوا کر لیا جاتا۔ بعد میں مہاجرین کو لانے کے لئے ریل گاڑیاں چلائی گئیں۔ جن کے ساتھ گارڈز اور پولیس کی نفری بھی ہوتی تھی لیکن اُن ٹرینوں کو راستے میں کھڑا کر کے حملہ کر دیا جاتا اور نہتے مسافروں پر برچھیوں، بلموں اور کرپانوں سے حملہ کر کے تہہ تیغ کر دیا جاتا۔ ریاست الور (Alver) کپورتھلہ وغیرہ سے آنے والی ٹرینوں کا بھی یہی حال تھا۔ ریل کے ڈبوں سے خون یوں ٹپک رہا تھا جیسے پانی بہہ رہا ہو۔

خوش قسمت لوگ ہوں گے جو صحیح و سالم پہنچے، ورنہ تو ہر آدمی ایک قیامت سے گزر کر پاکستان پہنچا۔ ان کو سب سے پہلے واہگہ، اس کے بعد والٹن کیمپ لایا جاتا۔ ان زخمی لٹے پٹے مہاجرین کی اپنی اپنی داستان ہے۔ ہر داستان میں ہزاروں غم، ہر ایک کی روئیداد دل ہلا دینے والے مظالم کی داستان تھی۔ ظلم و استبداد کا کون سا طریقہ تھا جو ان ظالموں نے ان نہتے مسلمانوں پر آزمایا نہیں تھا۔ کسی کا بیٹا نہیں تھا، کسی کی بیٹی، کسی کی بہو، کسی کا شوہر، کسی کا بھائی اور کسی کا کوئی بھی نہیں بچا تھا۔ وہ اپنی زندگی کی لاش کو اٹھائے قافلوں کی بھیڑ میں گھرا پاکستان پہنچ گیا۔ مہاجرین کی اس طرح آمد نے پاکستان کے سامنے ہزاروں مسائل کھڑے کر دیے۔

اول جائے پناہ، دوم زخمیوں کی دیکھ بھال، سوم کھانے کا مسئلہ، اس وقت بھی پنجاب خصوصاً اہل لاہور نے مدینہ منورہ کے مہاجرین و انصار کی پیروی کرتے ہوئے اپنے مہاجر بھائیوں کی ہر طرح مدد کی۔ کئی لوگوں نے اپنے گھروں میں پناہ دی۔ تقریباً ہر گھر مہاجر کیمپ بن گیا۔ کئی انصار نے خود آدھے پیٹ کھا کر باقی کھانا بچا کر سرحدوں اور کیمپوں میں بھیجا۔ جو بھوکے پیاسے مہاجرین کو حیاتِ نو بخشنے کا موجب بنا۔ گھر گھر چولہے رکھے گئے۔ جہاں خواتین باری باری 24 گھنٹے روٹیاں پکاتی تھیں۔ آٹا گوندھتے گوندھتے کلائیوں میں درد ہوگیا، جوڑ سوج گئے، لیکن خواتین کے جذبہ خدمت میں کمی نہ آئی۔ ملک میں جگہ جگہ ریلیف سینٹر کھول دیے گئے تھے۔ جہاں رضا کار طلبہ خواتین دور دراز علاقوں کے گھروں سے چائے کی پتی، چینی، صابن، روٹیاں، اچار، رضائیاں، بستر، پہننے کے کپڑے اکٹھے کر کے لاتے جو بعد میں حسب ضرورت مختلف کیمپوں میں لے جا کر بانٹ دیے جاتے۔ کئی مخیّر حضرات دیگیں پکوا کر لاتے اور کیمپوں میں جا کر تقسیم کرتے۔

اس زمانے میں مسلم لیگی رضا کاروں، اسکول اور کالج کے طلبہ و طالبات نے اسٹوڈنٹ فیڈریشن کے طلبہ ویمن نیشنل گارڈ کی طالبات نے کیمپوں میں بہت کام کیا۔ کھانا مہیا کرنے سے لے کر مرہم پٹی فرسٹ ایڈ اور نرسنگ تک کے تمام کام طالبات نے کئے اور ڈاکٹروں اور نرسوں کی کمی کو طلبہ و طالبات نے پورا کیا۔ بعض اوقات پانچ پانچ سو مریضوں کی پٹی صرف 4 طالبات کے ذمے ہوتی۔ کام کرنے والے رضا کار شائد ہی کبھی پوری نیند سوئے ہوں۔ زیادہ تر ٹرینیں آدھی

رات آتی تھیں اور بڑی مشکل سے صبح تک زندہ لوگ اور لاشیں اتاری جاسکتی تھیں۔ اسلامیہ کالج کے طلبہ، مسلم لیگ کے رضا کاروں کے ہاتھوں میں اسٹریچر اٹھا اٹھا کر چھالے پڑ گئے تھے۔ ہاتھ زخمی تھے لیکن کام سے نہیں رکتے تھے۔ کیونکہ سب جانتے تھے کہ وہ جن کی خدمت کر رہے ہیں وہ ملک عزیز پر سب کچھ لٹا کر آئے ہیں۔

جب بھی **14** اگست کا دن آتا ہے۔ ذہن کے پردے پر وہ تمام واقعات یوں ابھر آتے ہیں جیسے یہ سب کچھ کل ہوا ہو۔ دُکھی دل، زخمی جسم، غم والم میں ڈوبے ہوئے چہرے، ہر چہرے کے پیچھے ظلم وستم کی ہزار داستانیں، اِن داستانوں کے تمام کردار زندہ ہوکر سامنے آجاتے ہیں۔ اُن کے خون کا ایک قطرہ اپنی قربانی کی جزا مانگتا ہے۔ اُس خونِ ناحق کا حساب مانگتا ہے اور سوال کرتا ہے کہ ہماری نسلوں کی قربانیوں نے جس پاکستان کو جنم دیا تھا۔ جن کی بنیادوں کی بھرائی ہم نے اپنی لاشوں سے کی جس کے کھیتوں کو پانی کی بجائے خون دے کر سینچا تھا۔ بتاؤ اس پاکستان کا کیا حال ہے؟ اس سوال کا جواب کون دے سکتا ہے؟

14 اگست محاسبے کا دن بھی ہے۔ کوئی کسی کے محاسبے کا مجاز نہیں، ہمیں دوسروں پر تنقید کی بجائے اس دن اپنا محاسبہ کرنا چاہئے۔ جس ملک نے اپنے دریاؤں کا پانی اپنے کھیتوں کی فصلیں، باغوں کے پھل، حسین مناظر سے لے کر زندگی کی تمام ضروریات کی کفالت کی۔ ہماری زندگی کی تمام آسائشیں ہمیں دیں۔ صرف ہمیں ہی پناہ نہیں دی بلکہ ہماری آنے والی نسلوں کی پناہ گاہ بھی ہے۔

ہم نے اس ملک کو کیا دیا؟ **1947**ء سے **2004**ء تک اس کی بقاء کے لئے ہم نے کیا کیا ہے؟ اگر ہم یوں ہی بے تعلق رہے تو بیتی نسلوں کے مجرم ہونے کے ساتھ ساتھ آنے والی نسلوں کے سامنے بھی مجرموں کے کٹہرے میں کھڑے ہوں گے۔ یاد رکھئے وقت کسی کو معاف نہیں کرتا۔ کسی کا شعر ہے۔

وہ وقت بھی دیکھا ہے تاریخ کی گھڑیوں نے
لمحوں نے خطا کی تھی سزا پائی صدیوں نے

کیا ہم آزاد ہیں؟

یہ قیصرانی لاج ہے، گیٹ سے اندر داخل ہوں...... سامنے جو چند سیڑھیاں نظر آرہی ہیں یہ عبور کیجئے...... بائیں طرف جو کمرہ ہے اس کا دروازہ بلا جھجک کھول دیجئے......

ارے ارے...... آپ گھبرا گئے یہ کوئی جن بھوت نہیں بلکہ مائیکل جیکسن کا قد آور پوسٹر آویزاں ہے دروازے کے بائیں جانب شان کا پوسٹر چسپاں ہے۔ جس میں اس نے شرٹ اتار کر کندھے پر ڈال رکھی ہے۔ ارے آپ سوچ میں پڑ گئے کہ ''ان صاحب نے تو رحمت کے فرشتوں کو گھر سے باہر ہی روک دیا ہے۔'' اونہہ! خاموشی سے اس راجدھانی میں قدم رکھئے یہ حضرت جو سامنے صوفے پر بیٹھے ہیں اور ٹانگیں میز پر دھری ہیں جو میوزک سے زیادہ تیز چل رہی ہیں یہ رحمت قیصرانی کے جواں سال بیٹے ہیں۔ زیادہ تر ٹی وی کے سامنے نظر آتے ہیں یارات، دن کا زیادہ حصہ فلموں کے زیر اثر رہتے ہیں لہٰذا آپ ان کے منہ سے کوئی عام گفتگو نہیں سنیں گے۔ موصوف ابھی **BA** کا امتحان دے کر فارغ ہوئے ہیں انہوں نے اپنی ساری زندگی دوران تعلیم آسان سے آسان مضمون رکھے ہیں، یہ ہمیشہ وہی کام کرتے ہیں جن میں زیادہ جان نہ مارنا پڑے...... ارے آپ واپس کیوں پلٹنے لگے، آپ تو ناگواری بھی ظاہر کر رہے ہیں؟۔ ہوں! سمجھ گئے ان کا لباس...... گھبرایئے مت بلکہ ایک راز کی بات سنئے، یہ جینز ہے بڑی کار آمد چیز ہے۔ جتنی تنگ ہوگی اتنے ہی آپ اسمارٹ نظر آئیں گے اور جتنی کھلی ہوگی اتنے ہی آپ کے عیب چھپائے گی مثلاً پتلی پتلی ٹانگیں...... اس کے علاوہ کریز، استری اور دھونے کے وبال سے آپ کی جان ہی چھوٹ جائے گی۔ چائے، سالن، گریس کے جتنے دھبے اس پر لگیں گے اس کا حسن دوبالا ہو جائے گا اور اگر بالفرض کہیں سے پھٹ بھی جائے تو آپ اس پر **I Love You** کا اسٹیکر لگا دیں اور اگر زیاہ پھٹنے لگے تو بے وفا کا اسٹیکر لگا دیں اور اگر زیادہ جگہوں سے پھٹنے لگے اور رنگ پھیکا پڑ جائے تو بدستور پہننے والا مہذب اور فیشن ایبل نظر آتا ہے...... دیکھا آپ نے کتنا بے حجابانہ معاف کیجئے گا مہذبانہ فیشن ہے...... اب یہاں سے آگے چلئے۔

ایک کمرہ چھوڑ کر یہ جو بھورے رنگ کا دروازہ ہے اسے کھولئے...... یہ ریحانہ قیصرانی صاحبہ ہیں جو اس وقت بستر پر نیم دراز ڈائجسٹ پڑھنے میں مصروف ہیں۔ انڈین فلموں کا انہیں بے حد شوق ہے۔ یہ آئیڈیلزم پر دل وجاں سے یقین کرتی ہیں۔ ویسے تو ان کا نام ریحانہ ہے مگر یہ اولڈ فیشن نام بدلتا رہتا ہے۔ آئیڈیلز کے لحاظ سے ان کا نک نیم بدلتا رہتا ہے۔ جن دنوں ان کا آئیڈیل شاہ رخ خان تھا ان کا نک نیم رخی تھا۔ پھر وہ مادھوری سے مدھو بنیں جب مادھوری کی فلمیں ہٹ ہوئیں تو انہوں نے

بنت محمد زبیر شائق

مادھوری کے اسٹائل اپنائے۔ ویسے ہی کندھے اچکا کر چلنا اور ...... پھر سلمان خان کی فلمیں اور اسٹائل ہٹ ہوا تو ان کا نک نیم سلونی پڑ گیا۔ پھر یہ رانی مکرجی سے رانی بھی بنیں......۔

محترم قارئین وقاریات! آپ اب تک سمجھ چکی ہوں گی کہ میں آپ کے سامنے اپنے معاشرے کی ایک مثال پیش کر رہی ہوں ہمارے معاشرے میں اس قسم کی ہزاروں مثالیں موجود ہیں۔ افسوس ہے اسلام کے نام لیواؤں پر جنہیں وی سی آر اور کیبل پر فلمیں دیکھنے فیشن اور بے ہودہ قسم کے اسٹائل اپنانے سے فرصت نہیں۔ نوجوانوں نے آج اپنے آئیڈیلز شاہ رخ خان، مادھوری، نرما، سنجے دھت...... جیسے بے دین وبے حیا کفار ومشرکین کو بنالیا ہے جن کی زندگیاں گٹر سے اُبلنے والی سرانڈ سے زیادہ تعفن زدہ ہیں۔ جو لوگ مکھیوں کی طبیعت رکھتے ہیں اور گندی چیزوں پر بیٹھنا پسند کرتے ہیں وہی اس قسم کی چیزوں میں دلچسپی لیتے ہیں۔ جو گندگی یہود ونصاریٰ نے یہاں پھینکی ہے آج کا مسلمان اس کے پیچھے بھاگا جارہا ہے۔ اس گندگی نے فیشن کے نام پر حیا کے جنازے نکال دیے ہیں۔ ذہنی وفکری غلامی کا یہ حال ہے کہ ہم فرنگی کی زبان بولنا قابلِ فخر، ان کا لباس پہننا قابل تکریم، ان کی تہذیب کی پیروی کرنا قابل ستائش گردانتے ہیں۔ ہمیں اسلامی وضع قطع بناتے ہوئے خوف آتا ہے کہ کہیں پینڈو اور جاہل جیسے القابات سے نہ نوازے جائیں۔ آج مسلمانوں نے اپنے جسم و روح دونوں کو خواہشوں کی غذا دینا شروع کردی ہے وہ نفسانی خواہشات کے غلام بن چکے ہیں۔

باقی صفحہ ۱۱ پر

برف پگھل گئی

عمارہ پانچ بیٹیوں کی وجہ سے ہر وقت ساس کی طنزیہ باتیں سنتی رہتی مگر اس کو اس پر اطمینان تھا اُس کا شریک حیات تو اُس کے دکھ سکھ میں شریک ہے، اُس نے کبھی بھی پانچ بیٹیوں کی وجہ سے اس کو کوئی طنز یا طعنہ نہیں دیا تھا بلکہ ہر بیٹی کی پیدائش پر اُس نے الحمدللہ کہہ کر اور اس کو گلے سے لگا کر خوب پیار کیا تھا۔ طاہر کی اسی محبت کی وجہ سے وہ ساس کی باتوں کی پروا نہ کرتی۔ ادھر ساجدہ بیگم اٹھتے بیٹھتے طنز کے تیر چھوڑتی رہتیں، انہوں نے کبھی پوتیوں کو گلے لگا کر یا گود میں لے کر پیار نہیں کیا تھا وہ اُن سے اتنی نفرت کرتی تھیں کہ نفرت کی حدوں کو ہی پار کر گئیں تھیں یہاں تک کہ عمارہ کو بہو کہنے کی بجائے منحوسوں کی ماں کہہ کر مخاطب کرتیں۔ ایک روز تو حد ہی ہو گئی جب اُن کی معصوم پوتیاں دادو کہانی تو سنادیں کہتے ہوئے گلے سے لگنے لگیں مگر دادو نے سب کو مار مار کر کمرے سے نکال دیا اور دروازہ بند کر دیا معصوم بچیاں روتی ہوئی عمارہ کے پاس چلی گئیں۔ ''امی...... امی! دادو ہم سے کیوں نہیں پیار کرتیں آخر وہ ہم سے اتنی نفرت کیوں کرتی ہیں؟۔'' سب سے بڑی زجاجہ نے ماں سے پوچھا اور عمارہ خاموش تھی اُس کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ ''امی دادو کہانی بھی نہیں سناتیں اور چیز کے لئے پیسے بھی نہیں دیتیں، ہے نا آپی۔'' ننھی ازکی نے کہا۔ ''ہوں اور امی جان وہ ہمیں منحوس کیوں کہتی ہیں؟'' زجاجہ سے چھوٹی آٹھ سالہ اربی نے کہا۔ ''بس چپ کر و اب کوئی کچھ نہ پوچھے''۔ عمارہ نے غصے سے کہا، ''تمہاری دادو

اہلیہ آزاد بھٹی

بیمار ہیں اس وجہ سے وہ اکیلے کمرے میں رہتی ہیں تا کہ تم انہیں تنگ نہ کرو''۔

''سنو طاہر! آج اور ابھی بلکہ اسی وقت عمارہ کو طلاق دو ورنہ پھر یہ گھر چھوڑ کر چلے جاؤ میں تمہاری ان منحوس بیٹیوں کو اب مزید برداشت نہیں کر سکتی۔'' ''یہ آپ کیا کہہ رہی ہیں آخر آپ سمجھتی کیوں نہیں ہیں اگر عمارہ کو میں طلاق دے دوں گا تو میری معصوم بچیوں کا کیا بنے گا۔ اور...... اور عمارہ کا کیا قصور ہے صرف یہی کہ وہ پانچ بچیوں کی ماں ہے، اگر وہ اپنی مرضی سے پانچ بچیاں پیدا کر سکتی ہے تو کیا پانچ بیٹے نہیں پیدا کر سکتی تھی۔ خدا کے لئے سمجھنے کی کوشش کریں کہ اولاد پیدا کرنا عورت کے بس میں نہیں ہے، یہ اللہ تعالیٰ کی مرضی ہے جس کو چاہے بیٹے دے، جس کو چاہے بیٹیاں دے، جس کو چاہے دونوں دے اور جس کو چاہے اولاد ہی نہ دے۔ بتائیں امی جان یہ...... یہ پوتوں کی خواہش رکھنے والی دادیاں کیوں نہیں سوچتیں کہ کل وہ بھی بہو تھیں اور انہوں نے بھی اپنی ساس کی مرضی سے اولاد پیدا نہیں کی بلکہ خالق کی مرضی سے ہوتی ہے۔'' طاہر نے یہ کہہ کر ماں کی طرف دیکھا تو ان کی خاموشی بتا رہی تھی کہ برف پگھلنے والی ہے۔ وہ ماں کو خاموش دیکھ کر چپ کر کے کمرے میں آ کر لیٹ گیا۔ دروازے پر دستک ہوئے، عمارہ نے دروازہ کھولا تو سامنے اپنی نند کو پریشان حال دیکھ کر خود بھی پریشان سی ہو گئی۔

رات کو ماں نے اپنی لاڈلی بیٹی طاہرہ سے پریشانی کی وجہ پوچھی تو اُس نے رو رو کر بتایا کہ عادل نے اور اُس کی ساس نے اس کو دھمکی دی ہے کہ اگر اس مرتبہ بھی بیٹی ہوئی تو وہ اس کو طلاق دے دے گا، اُس نے پہلے ہی بڑی مشکل سے تین بیٹیوں کو برداشت کیا ہے۔ طاہرہ کی بات سن کر ساجدہ بیگم کو محسوس ہوا کہ جو گڑھا وہ عمارہ کے لئے کھودنے جا رہی تھیں اُس میں طاہرہ کو گرتے دیکھ رہی ہے۔ ''نن...... نن...... ایسا نہیں ہو گا عادل تمہیں طلاق نہیں دے گا، طاہر بھی عمارہ کو طلاق نہیں دے گا کیونکہ...... کیونکہ اولاد تمہارے بس میں نہیں ہے، تمہاری مرضی سے نہیں خالق کی مرضی سے پیدا ہوتی ہے۔'' اور پھر ساجدہ بیگم روتی ہی چلی گئیں اور برف پگھل گئی۔

صابر ماں

محمد سجاد اعوان

ایک عورت کے ہاں ہر سال بچہ پیدا ہوتا مگر وہ ولادت کے دو ماہ بعد مر جاتا اس طرح بیس بچے اس کی گود خالی کر کے داعی اجل کو لبیک کہہ گئے۔

بیسواں بچہ مرنے پر اسے بڑا صدمہ ہوا اور وہ غم سے بے خود ہو کر بول اٹھی کہ اے اللہ عزوجل! تیری لونڈی سے کیا تقصیر ہوئی کہ سال میں نو مہینے محنت اٹھاتی ہے اور صرف دو ماہ خوشی دیکھتی ہے، امید کا درخت جب پھل لاتا ہے تو صرف دو مہینے اس کی بہار دیکھنا نصیب ہوتی ہے۔ میرے باغ مراد میں بیس (20) پھول کھلے مگر میں نے سیر ہو کر ایک کی بھی دید نہ کی، آئے دن مجھے غم کی ہوں لگی رہتی ہے، میرا کوئی بچہ پروان نہ چڑھا، نہ میں نے کسی کو پھولتے پھلتے دیکھا، یہ کہتے ہی اس کی آنکھوں سے ٹپ ٹپ آنسو گرنا شروع ہو گئے اور روتے روتے سو گئی۔

خواب میں کیا دیکھتی ہے کہ ایک ایسا شگفتہ پُر بہار چمن ہے، (جس پر دنیا کے تمام باغ نثار ہوں) یہ جنت تھی جو اسے دکھائی گئی۔ جنت کو باغ سے نسبت دینا ایسا ہی ہے جیسا کہ نور خالق کی شمع سے مثال پیش کرنا۔ حالاں کہ حقیقت یہ ہے کہ نہ دنیا میں جنت کی کوئی چیز ہے نہ خدا کی طرح کوئی شے صرف ایک خیال دلانے کے لئے ان چیزوں کو بطور مثال پیش کر دیا جاتا ہے۔

اس عورت نے خواب میں دیکھا کہ چمن کے اندر ایک محل ہے جو چاندی اور سونے کی اینٹوں سے بنا ہوا ہے اور اینٹیں مشک اور کافور سے چنی ہوئی ہیں۔ اس محل پر موٹے حروف میں اس عورت کا نام لکھا ہے، اس نے اس کے اندر جا کر دیکھا کہ اس میں سب طرح کی نعمتیں موجود ہیں اور اسے وہاں اپنے سب بچے بھی مل گئے، جو اسے دیکھ کر کھل کھلا کر ہنس پڑے۔ ایک فرشتے نے اس عورت سے کہا تو نے جو بچوں کے مرنے پر صبر کیا تھا یہ اس کا اجر ہے، خدا نے تیرے لئے عالی شان محل بہشت میں بنایا ہے، جہاں تیرے سارے بچے بھی موجود ہیں۔ جب وہ خواب سے بیدار ہوئی تو اس کا تمام ملال جاتا رہا، کیوں کہ اس نے سمجھ لیا کہ چند روزہ زندگی کے بعد اسے بہت اچھا ٹھکانہ ملنے والا ہے اور چند دن کے فراق سے اپنے بچوں سے دائمی ملاقات ہونے والی ہے۔ جو شخص مصیبت پر صبر کرتا ہے اللہ عزوجل اسے بڑا اجر دیتا ہے، بے صبری کرنے سے نہ تو مصیبت ٹلتی ہے اور نہ آخرت میں اس پر کچھ اجر ملتا ہے، اس لئے ہر حال میں صبر کا دامن نہ چھوڑنا چاہئے۔

لپٹا لوٹ

لپٹا لوٹ اردو کی ایک دلچسپ کہاوت ہے جو محاورہ کے طور پر بھی استعمال ہوتی ہے۔ لپٹا عام آٹے سے تیار کردہ ایک حلوے کا نام ہے اور لوٹ کے معنی ہیں ڈالنا یا پھینکنا۔ آج کے ماڈرن دور میں آپ لپٹے کا ذائقہ کیا جانیں بس کہاوت پڑھیے اور لطف اٹھایئے۔

آج سے کوئی ڈیڑھ سو برس (150) پہلے منشی رضا علی نام کے ایک شخص لکھنؤ کے قریب کسی قصبے میں رہا کرتے تھے چھوٹے درجے کے سرکاری افسر تھے، نہ بہت غریب اور نہ زیادہ امیر، دو وقت کی روٹی عزت سے کھانے والے، مگر ان کی شادی ایک دولت مند گھرانے کی لڑکی نازک بیگم سے ہوئی۔ برادری کا معاملہ تھا رشتہ طے ہوگیا ورنہ کہاں لاکھوں میں کھیلنے والی نازک بیگم اور کہاں 50 روپے کمانے والے منشی جی۔ نازک بیگم جو نام کی مناسبت سے واقعی نازک اور خوبصورت تھی، مگر بدسلیقہ اور پھوہڑ۔ بقول بزرگوں کے اسے آٹا چھاننا اور سوئی میں دھاگہ ڈالنا بھی نہیں آتا تھا اور بھئی آتا ہی کیوں؟ آخر وہ ناز ونعم میں پلی گھر میں بیسیوں نوکر چاکر اور مامائیں موجود تھیں جو ہر وقت خدمت بجالانے کے لئے تیار رہتی تھیں۔

نازک بیگم جب بیاہ کر منشی جی کے گھر آئیں تو ابتدائی چند دن انہوں نے وہاں بھی بہت عیش و آرام کیا۔ لیکن جب منشی جی نے کہا کہ لو بھئی گھر سنبھالو تو اس کے ہوش اڑ گئے۔ منشی جی کے والدین انتقال کر چکے تھے۔ اس لئے نازک بیگم کی کوئی سسر ساس بھی نہ تھے جو انہیں اچھے برے سے خبردار کرتے۔ ہمت کرتے ہوئے نازک بیگم نے منشی جی سے معذرت کی اور انہیں بتایا کہ انہیں کچھ کام نہیں آتا، نہ کھانا پکانا، نہ سینا پرونا۔

منشی جی شریف اور صابر انسان تھے، کھانا پکانے کے لئے ایک ماما نوکر رکھ لی اور اوپر کے کام کاج کے لئے ایک چھوٹا بچہ ملازم رکھ دیا۔

دن آہستہ آہستہ گزرتے رہے۔ ایک روز جب منشی جی گھر آئے تو انہیں پتا چلا کہ آج ماما اور بچہ دونوں چھٹی پر ہیں، اس

اخت وسیم افضل کیانی۔ آزاد کشمیر

لئے نہ تو گھر میں کھانا پکا ہے اور نہ کسی ہوٹل سے منگایا جاسکا ہے۔ نازک بیگم خود بھی بھوکی بیٹھی تھیں۔ بے چارے منشی جی جب ہوٹل سے کھانا لانے کے لئے گھر سے جانے لگے تو نہ جانے اس دن بیگم صاحبہ کو کیا سوجھی وہ بولیں۔ ''میاں آج روٹی میں خود پکاؤں گی، ہم دہی یا چٹنی سے کھالیں گے۔'' ''ایں تم اور روٹی؟'' منشی جی نے حیران ہو کر کہا۔ واہ جی واہ! روٹی پکانا کیا مشکل ہے تم بس ایسا کرو کہ آٹا چھان دو بیگم صاحب نے جواب دیا۔ بیگم سوچ لو تم سے روٹی پکے گی نہیں، منشی جی نے مایوسی سے کہا۔ اچھا! آپ مذاق مت کریں آٹا چھان کر دیں پھر آپ کو پتا چلے گا کہ میں کتنی اچھی روٹیاں پکاتی ہوں...... بیگم صاحبہ بڑے ناز و ادا کے ساتھ گویا ہوئیں۔

منشی جی کو اندازہ تھا کہ آج آٹا ضائع ہو کر رہے گا مگر انہوں نے بیگم کا دل رکھنے کے لئے آٹا چھان دیا اور تماشہ دیکھنے لگے۔ بیگم صاحبہ نے آٹا گوندھنے کے لئے اس میں جو پانی ڈالا تو گویا پوری مشک چھوڑ دی، آٹا بہنے لگا انہوں نے اسے گاڑھا کرنے کے لئے اور آٹا ڈالا اب پانی کم پڑ گیا، پھر اور پانی ڈالا تو پہلے کی طرح پتلا ہوگیا۔ اب بیگم صاحبہ بولی: میاں روٹی تو پک نہیں سکتی میں ایسا کرتی ہوں اس کا لپٹا بنالیتی ہوں۔ منشی جی بولے تم سے لپٹا بھی نہیں بنے گا۔ لو جی لپٹا بنانے میں کون سے ہل بیل لگتے ہیں، اس آٹے میں چینی ڈالوں گی، اسے گھولوں گی چولہے پر چڑھاؤں گی، تھوڑی دیر میں گرما گرم لپٹا تیار۔

منشی جی غریب کیا کرسکتے تھے، انہوں نے یہ کام بیگم کی مرضی پر چھوڑا اور تھوڑی دیر اپنے کمرے میں آرام کرنے چلے گئے، تھکے ہوئے تھے لیٹتے ہی نیند آگئی۔ ادھر بیگم بڑی مشکل سے بھڑکتی ہوئی آگ پر لپٹے کی دیگچی رکھ کر خود بھی کمرے میں چلی گئی اور ان کی بھی آنکھ لگ گئی۔ کوئی ایک گھنٹے بعد کسی چیز کے جلنے کی تیز بو سے آنکھ کھلی تو دیکھا کہ آدھا لپٹا تو ابل کر گر پڑا ہے اور باقی جلا ہوا تھا۔ ایک طرف منشی جی دلبرداشتہ ہوئے تو دوسری طرف بیگم بھی سر پکڑ کر رہ گئی مگر اب کیا ہوسکتا تھا۔ اب بیگم نے منشی جی سے کہا ''میاں میں لپٹے کو پھینک دوں''، بیگم میں خود پھینک دیتا ہوں، تم سے تو پھینکنے کا بھی نہیں، منشی جی زہریلی مسکراہٹ کے ساتھ بولے۔ اب تو بیگم غصے میں بھر گئیں اور بولیں تم تو ہر وقت میرا مذاق اڑاتے ہو۔ بھلا پھینکنا کیا مشکل ہے؟ ابھی پلنگ کو دیوار سے لگاؤں گی اور اس پر چڑھ کر گلی میں پھینک دوں گی۔ منشی جی پیچھے دوڑے اور پکارے نیک بخت کسی شریف آدمی کو دیکھ کر پھینکنا۔ جب تک بیگم پلنگ پر چڑھ چکی تھیں۔ عین اسی وقت صاف ستھرے سفید کپڑے پہنے ہوئے ایک شخص ان کی دیوار کے برابر سے نکلا، نازک بیگم نے آؤ دیکھا نہ تاؤ پوری دیگچی اس پر الٹ دی۔ گرم گرم لپٹے نے جہاں اس کے لباس کا ستیاناس کردیا وہیں اس کے سر، سینے، کمر اور بازوؤں کو جلا کر رکھ دیا، وہ غریب وہیں کھڑا چیخ وپکار کرنے لگا۔

خیر اس کی دلدوز آواز سن کر منشی جی باہر نکلے تو اس بندہ خدا کا حشر نشر دیکھ کر گھبرا گئے، اسے گھر میں لائے بہت معافی تلافی کی، کچھ دے دلا کر رخصت کیا، پھر جو غصہ میں آگ بگولا ہو کر بیگم سے دریافت کیا کہ تم نے یہ کیا حرکت کی؟ وہ شانِ بے نیازی کے ساتھ کہنے لگی۔

تم نے ہی تو کہا تھا شریف آدمی دیکھ کر پھینکنا اب بھلا ان سے زیادہ شریف آدمی اور کون ہوسکتا تھا۔

بقیہ: کیا ہم آزاد ہیں......؟

وہ جسمانی سکون کے متلاشی ہیں نہ کہ روحانی سکون کے۔ آج کیا وجہ ہے......؟ ہمیں مظلوم مسلمانوں کی سسکیاں، ماؤں کے بین اور بہنوں کی آہ و بکا سنائی نہیں دیتی؟...... اس لئے کہ مسلمانوں کو مال و زر نے آج اپنا غلام بنا رکھا ہے۔ ان کے دلوں سے خوف خدا محو ہو چکا ہے۔ جوں ہی خوف خدا محو ہوا تو زمانے کے ان گنت خداؤں کا خوف ان کے دلوں میں جاگزیں ہوا۔ عشق الٰہی کی آگ سرد پڑی تو مسلمان قوم خزاں رسیدہ پتوں کی طرح ٹوٹنے، اڑنے اور بکھرنے لگی۔ مسلمانوں کی سوچ منفی ہو چکی ہے انہیں صرف اپنے نفع و نقصان سے غرض ہے شاید یہی وجہ ہے کہ تمام دنیا مسلمانوں پر ہنس رہی ہے مگر یہ بات جتنی عجیب ہے اتنی ہی باعث نفرت بھی کہ مسلمانوں کو خود اپنی حالت پر ہنسی نہیں آتی۔

قارئین! ذرا سوچئے کیا ہم آزاد ہیں......؟ افسوس کا مقام ہے کہ آج اس آزاد ریاست میں بھی قانون ان کا، نظام ان کا، حکومت ان کی، حکمران ان کا، قلم کاران کے، ہماری صنعت، معیشت، سیاست اور مذہب پر قبضہ ان کا، ہماری سوچ، کردار اور افکار پہ انہی کے پہرے ہیں ہم آج آزاد ہو کر بھی انہی کے غلام ہیں جن کے برسوں پہلے تھے۔

ہم نے لذت و تعیش پسندی کو قبول کرلیا ہے۔ ہم میں تو اتنا ایمان بھی باقی نہیں رہا کہ مؤذن کی آواز سن کر مسجد کو ہی چلے جائیں اور راستے میں آنے والے شیاطین کا مقابلہ کریں۔

آج بھی فرشتوں کے گروہ منتظر ہیں کہ نہ جانے کہاں ہیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی کہ ہم ان سے مصافحہ کریں۔ آج تم محمد بن قاسم جیسے فاتح اور حضرت مجدد الف ثانی جیسے ولی اللہ کی راہ تک رہے ہیں جو ہمیں ذہنی و جسمانی غلامی سے آزاد کرا سکیں۔ مگر شاید......! اب صدیوں تک مائیں ایسے سپوت جنم نہ دے سکیں۔ کیوں کہ ڈھول کی تھاپ، پائل کی جھنکار، ستار کی آواز پر جسمانی کرتب دکھانے والیوں اور بناؤ سنگھار کر کے فتنے اٹھانے والیوں کے بطن سے محمد بن قاسم جیسے فاتح اور مجدد الف ثانی جیسے ولی اللہ پیدا نہیں ہوا کرتے......

آپ کی صحت

ڈاکٹر اُمِّ محمد

حلق میں نزلہ گرتا ہے؟

ڈاکٹر صاحبہ! (ا) آپ نے چہرے کے بالوں کے لئے اپیری کوٹ اسکرب لکھی تھی یہ کہاں سے ملے گی؟ میرا دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ حلق میں نزلہ گرتا ہے جو بارہ تیرہ سال سے ہے میری امی کو بھی ایسے ہی ہے تیسرا مسئلہ یہ ہے کہ موسم سردی کا ہو یا گرمی کا ہاتھ پاؤں سے گرمی نکلتی رہتی ہے اور ہاتھ سخت رہتے ہیں ہاتھوں کی سختی دور کرنے کے لئے کوئی ترکیب بتادیں۔ (ش،ت، بہاول پور)

☆ آپ کا مسئلہ نمبر ایک کا یہ جواب ہے کہ کسی میڈیکل اسٹور سے نہیں بلکہ کاسمیٹک والے کے پاس **Apricot scrub** ملے گا۔ دوسرے مسئلے کے لئے دوا **KALI BICHROM 2001** آپ اور آپ کی امی دونوں لے لیں **4-4** قطرے ایک چمچ پانی میں لیں۔ ساتھ ہی رات میں **Vicks** کی بھانپ بھی لے لیا کریں تو اچھا رہے گا، ہتھیلیوں کی سختی کے لئے ایک طریقہ ہے کہ رات سوتے وقت خالص موم کو پگھلا کر ہتھیلیوں پر مل لیں اور سو جائیں، چند دن استعمال کرنے سے نرمی آجاتی ہے مگر اس کو لگانے سے بے چینی سی ہوتی ہے جو کہ آپ کو برداشت کرنی پڑے گی۔

الرجی اور خارش ہے:

ڈاکٹر صاحبہ! اللہ آپ کو دونوں جہانوں میں اجر عظیم عطا فرمائے۔ میرے چہرے پر چھ سات سال سے کیل دانے وغیرہ نکلتے تھے وہ میں نوچ دیا کرتی تھی۔ اب میرے چہرے پر گڑھے بن گئے ہیں۔ طرح طرح کی کریمیں لگائی ہیں صرف وقتی اثر ہوا۔ چہرے پر الرجی بہت ہے۔ خارش بھی بہت ہوتی ہے، خارش سے تو برا حال ہے (طویل خط ہے) (ایک بہن محلہ عیدگاہ ٹیکسلا)

☆ آپ کا تفصیلی خط پڑھا اور میری دل سے دعا ہے کہ اللہ آپ کو جلد از جلد اس مشکل سے نجات عطا فرمائیں۔ آپ دوا میں **Psorinum IM** اس کی ہر ہفتے ایک خوراک **4** قطرے ایک چمچ پانی میں ملا کر پئیں، ساتھ ہی **Sulphur 30** اس کی روزانہ **4** خوراکیں صبح دوپہر شام اور رات کو لیں **4-3** قطرے ایک چمچ پانی میں ملا کر لیں۔ صفائی کا خاص خیال رکھیں۔ چہرے پر جو گہرے نشان بن چکے ہیں ان کا صاف ہونا مشکل ہے مگر جو داغ ہیں ان کے اوپر گھیگوار کا گودا لگائیں ان شاء اللہ صاف ہو جائیں گے۔

پیدائش کے بعد کمزوری ہے:

ڈاکٹر صاحبہ! اللہ تعالیٰ آپ کو ہمیشہ خوش وخرم رکھے، میرا مسئلہ یہ ہے کہ ڈیڑھ سال قبل میری شادی ہوئی تھی۔ اب میری ایک بچی ہے جو بڑے آپریشن سے ہوئی، اس کے بعد میرا رنگ خراب ہو کر پیلا ہو گیا ہے، بال آہستہ آہستہ سفید ہو رہے ہیں، میری بیٹی کے بال بھی سفید ہو رہے ہیں کوئی دوائی یا تدبیر بتائیے کہ میرے مسائل حل ہو جائیں۔ (زوجہ عبداللہ پرانی انارکلی۔ لاہور)

☆ آپ نے اپنے بڑھے ہوئے اعضاء کا لکھا ہے۔ یہ آپریشن کے بعد عموماً ہو جاتا ہے جو وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ آہستہ آہستہ ختم ہوتا ہے مگر احتیاط ضروری ہے کہ بھاری کام نہ کریں ورنہ پیٹ کے پٹھے اور کمزور ہو کر ڈھیلے ہو جائیں گے بہر حال اس کے لئے دوا **SEPIA. IM** روزانہ ایک خوراک لیں بالوں کے لئے آملے کا مربہ ایک دانہ دھو کر صبح نہار منہ روزانہ لیں چند ماہ کے استعمال سے نمایاں فرق محسوس کریں گی، بچی ابھی چھوٹی ہے اس کو کوئی دوا نہیں دی جاسکتی مگر آپ کے دودھ کے ذریعے اس تک اثرات ضرور جائیں گے۔

پسینہ بہت آتا ہے:

ڈاکٹر صاحبہ! میرا مسئلہ یہ ہے کہ مجھے پسینہ بہت آتا ہے، ہاتھوں اور پاؤں پر زیادہ آتا ہے۔ بہت علاج کروایا، لیکن کوئی فرق نہیں پڑا۔ گرمی میں آتا ہی ہے سردیوں میں بھی آتا ہے میری چھوٹی بہن بہن کو بھی یہی تکلیف ہے۔ میرا دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ میرے منہ پر دانے بہت ہیں۔ برائے مہربانی کوئی اچھی سی دوائی تجویز کر دیں۔ (بنت بلال۔ بہاولپور)

☆ بنت بلال صاحبہ! آپ اور آپ کی چھوٹی بہن دوا **Silicea 200** دن میں **2** مرتبہ صبح وشام **4-4** قطرے ایک چمچ پانی میں ملا کر پئیں۔ ایک گھریلو طریقہ ہے کہ ایک کریلا لیں اس کا پانی نچوڑ کر رات کو ہاتھوں پر لگائیں یا چائے کی پتی جو چائے دانی میں استعمال ہونے کے بعد بچ جاتی ہے، اس کو رات میں ہتھیلیوں اور پاؤں کے تلووں پر ملیں اس سے پسینہ نہیں آتا ہے۔ چہرے کے دانوں کے بارے میں تفصیلی مضمون آچکا ہے۔ اس کو ضرور پڑھ لیجئے گا۔

میں ہوں ایک ساس

ایک ساس کے جذبات کی ترجمانی ـــ ہماری زبانی

آپ حیران نہ ہوں...... میں ایک ساس ہوں...... دو عدد بہوؤں کی ساس...... لیکن! میرے بھی کچھ جذبات اور احساسات ہیں...... میں چاہتی ہوں کہ لوگ میرے دل کی بات بھی سنیں...... اگر چہ ہمارے طبقے کو معاشرے میں کوئی خاص عزت ومقام حاصل نہیں ہے اور ہم اکثر لوگوں کے طعنے اور برے القابات سے نوازی جاتی ہیں۔ تاہم اب حقیقت اتنی بھی بری نہیں ہے، جس کو بہوؤں نے بڑھا چڑھا کر رائی کا پہاڑ بنالیا ہے...... ساس ہونا تو آج کل جرم ہو چکا ہے اور ساس کے تمام ''قدیم حقوق'' آہستہ آہستہ ضبط ہوتے چلے جارہے ہیں۔

اب مجھے ہی دیکھ لیجئے، میری خواہش ہے کہ جب صبح ہو تو میری بہو اٹھتے ہی مجھے ناشتہ دے اور جس طرح میں صبح سویرے اٹھ جاتی ہوں وہ دونوں بھی صبح ہی بیدار ہو جایا کریں...... مگر ایسا ہوتا نہیں ہے...... اور اگر میں کچھ کہوں تو وہ اسے اپنی آزادی میں بے جامداخلت سمجھتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اگر وہ دس گیارہ بجے بھی اٹھیں تو میں انہیں یہ نہیں کہہ سکتی کہ وہ کیوں اتنی دیر میں بیدار ہوئیں؟ اب وہ زمانہ کہاں رہا جب ساس کو باقاعدہ گھر کی سرکار کا درجہ حاصل تھا، وہ جو چاہتی بہو کے اوپر اپنی مرضی کے احکام نافذ کر سکتی تھی اور اس کی ریاست کا اپنا قانون ہوتا تھا اور اس قانون سے روگردانی کرنے کی رعایا (بہوؤں) میں ذرہ برابر ہمت نہ ہوتی تھی۔ دیکھا جائے تو اکثر جگہوں پر اب بہوؤں کی گھر پر حکمرانی ہوتی ہے اور ساس بے چاری ان کے جاری کیے ہوئے گھریلو نظام کے مطابق ہی چلنے پر مجبور ہوتی ہے۔

مجھے تو ان ساسوں پر رشک آتا ہے جن کی پانچ پانچ بہوئیں ہیں مگر وہ آج بھی اس قدیم رسم ورواج کے مطابق ان پر ایسا کنٹرول اور گرفت رکھتی ہیں کہ وہ ان کی مرضی کے بغیر چوں بھی نہیں کر سکتیں...... لیکن ایسا اب خال خال گھرانوں میں ہی رہ گیا ہے...... زیادہ تر ساسیں میرے جیسے ظلم کا شکار ہو چکی ہیں۔ مجھے اب وہ آزادی حاصل نہیں ہے جو ساس بننے سے پہلے حاصل تھی، اب نہ اپنی مرضی سے کچن میں کچھ کر سکتی ہوں اور نہ کچھ ان سے پکوا سکتی ہوں...... وہ جو کچھ بھی اپنی مرضی سے پکادیں وہی کھانا پڑتا ہے...... اور میں بہو بیٹیوں کی ناراضگی کے ڈر سے چپ رہتی ہوں۔

میں بتانا یہ چاہتی ہوں کہ ساری ساسیں ایک جیسی نہیں ہوتیں، اگر چہ ہمارے طبقے میں کچھ ظالم قسم کی ساسیں بھی پائی جاتی ہیں۔ مثلاً کسی نے بہو پر آنے جانے اور گھومنے پھرنے کی پابندی لگائی ہوئی ہے۔ تو کسی نے بہو پر گھر کے سارے کام ذمے لگا رکھے ہیں...... اور بعض تو وہ بھی ہیں جو اپنی بہوؤں کو صرف مال ودولت اور جہیز کے لالچ کی وجہ سے چولہوں میں جلادیتی ہیں...... یا کسی اور طریقے سے بہو کی جان لے کر اس کے اسباب پر قبضہ کر لیتی ہیں...... اور اگر بہو کی جان بھی نہ لیں تب بھی کسی نہ کسی طریقے سے اس پر دباؤ ڈال کر اس کا زیور اور برتن وغیرہ اپنے قبضے میں کر کے اپنی بیٹیوں کے جہیز تیار کیے جاتے ہیں...... غرض یہ کہ ایسی بے رحم اور انسانیت کے دائرہ سے خارج ساسیں بھی اس دنیا میں پائی جاتی ہیں، لیکن ان کی تعداد آٹے میں نمک کے برابر ہے، اکثر وبیشتر

بنت مفتی عبد الرؤف سکھروی

ساسیں ایسی نہیں ہیں...... ایک بات اور بتاؤں میں کہ اگر ہم میں سے کوئی اپنی بہوؤں کے ساتھ اچھا سلوک کرنا بھی چاہے تو بعض دفعہ اسے بھی ڈراما اور دکھاوا سمجھا جاتا ہے اور بہو کی ماں اس کو یہی سبق دیتی ہے کہ ساس تم سے کوئی مطلب نکالنا چاہتی ہے اس لیے اس کے اس جال میں مت پھنسنا اور بچ کر رہنا، یوں بہو کو اعتبار نہیں ہوتا اور اس طرح اس کے اور ہمارے درمیان جو خلا ہوتا ہے وہ پر ہونے کی بجائے مزید وسیع ہوتا رہتا ہے۔

ذرا دیر کو میرا بیٹا پاس آکر دو چار باتیں کر لے تو بہو کے منہ پر بارہ بج جاتے ہیں کہ ماں کے پاس بیٹا کیا کر رہا ہے؟ اور یقیناً اس کے کان بھرے جارہے ہیں؟...... بہنو! میں تو جھوٹے منہ بھی بیٹے کے آگے بہو کا تذکرہ نہیں کرتی چہ جائیکہ میں اس کی شکایت کروں...... مجھے بھی اپنا مستقبل عزیز ہے جو اسی گھر سے وابستہ ہے۔

بہوؤں کو سوچنا چاہئے کہ ایک روز انہیں بھی ساس بننا ہے۔ اس طرح وہ سوچیں کہ ہمارے بھی کچھ حقوق ہیں...... ہماری بھی کچھ امنگیں اور آرزوئیں ہیں...... کچھ جذبات و احساسات ہیں...... کیا ہمیں آزادی سے جینے کا حق نہیں ہے؟ جس طرح آج تیز رفتاری سے رشتوں کی قدریں بدل رہی ہیں...... اور بہوئیں اپنی آزادی کے پرچم گاڑھ رہی ہیں اور گھر کی حکمرانی میں ان کے اختیارات وسیع اور ہمارے اختیارات محدود ہوتے جارہے ہیں اس بات نے ہمیں تشویش میں ڈال دیا ہے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ ایک دن ہم بالکل بے کار چیز کی طرح ناکارہ سمجھی جائیں اور ایک دوسری عورت ہماری اولاد ہم سے چھین کر ہم پر راج کرے۔

ہماری اپیل ہے کہ ساسوں کے جائز حقوق انہیں واپس کیے جائیں اور ان پر سے بہوؤں کا تسلط ختم کیا جائے اور انہیں بھی آزادی سے گھر کا نظم ونسق چلانے کا اختیار دیا جائے۔ مجھے وہ زمانہ بھی بخوبی یاد ہے جب ہم بھی بہو ہوا کرتی تھیں یعنی ایک عدد ساس کے ماتحت اور اس زمانے کا لمحہ لمحہ میری آنکھوں میں بسا ہوا ہے، کیسا خوف اور دہشت تھی ہماری ساس کی...... ہم چار عدد بہوؤں پر ان کی مکمل حکمرانی تھی اور ان کا ایسا کنٹرول تھا کہ ہم ان کی اجازت کے بغیر کپڑے تک نہیں بدل سکتی تھیں...... نہ کہیں آجا سکتی تھیں حتیٰ کہ اپنی مرضی کا سوٹ بھی نہیں پہن سکتی تھیں، جو ساس چاہتی تھیں وہی ہوتا تھا۔ وہ جس وقت کا الٹی میٹم دے دیتیں کہ تم فلاں وقت میں کمرے سے باہر ہو گی تو ہم ٹھیک اسی وقت پر کمرے سے باہر ہوتی تھیں۔ ہمیں آپس میں ہنسنے بولنے اور باتیں کرنے پر پابندی تھی کہ کہیں ہم ساس کے خلاف کوئی سازش نہ کرلیں۔ اگر کھانا پکانے کے دوران معمولی سی بھی کوتاہی ہو جاتی یا نمک مرچ میں کمی زیادتی ہو جاتی تو بس حشر ہو جاتا، ساس کی عدالت لگتی، ہماری پیشی ہوتی...... اس وقت کا مت پوچھو کیسے لہو کی گردش جسم میں رکنے لگتی تھی۔

ہم اگر چہ یہ تو نہیں چاہتیں کہ بہو اس قدر پابند ہو، لیکن جائز حقوق تو کچھ نہ کچھ بہر حال ملنے چاہئیں، کیونکہ اس گھر کی اصل مالکن تو ساس ہوتی ہے۔ بہو بعد میں آتی ہے تو ایک عورت دوسری عورت کو اپنے جیتے جی اپنی گدی پر قبضہ کرتے ہوئے کیسے برداشت کر سکتی ہے اور ساسوں کو بھی چاہئے کہ وہ بہو کو اپنی بیٹی کی طرح سمجھیں اور اس سے فضول قسم کی توقعات نہ رکھیں کہ وہ ایسا کرے ویسا کرے۔ اگر وہ آپ کو آپ کا صحیح مقام دے رہی ہے تو قناعت کے ساتھ صابر وشاکر ہو کر باہم شیر وشکر ہو کر رہیں۔ ناحق اس پر احساس نہ جتائیں اور سوچیں کہ ہم بہو کو خوش رکھیں گے تو اللہ تعالیٰ ہماری بیٹی کو بھی اچھا گھرانہ عطا فرمائیں گے۔ اس طرح آپ بھی خوش رہیں گے اور آپ کی بہو بیٹے بھی۔

(اگر کوئی بہو اسی انداز میں اپنے جذبات کا اظہار کرنا چاہے تو صفحات حاضر ہیں۔ ادارہ)

اخبار نسواں

بیوی نے فٹ بال میچ دیکھنے پر پابندی لگادی

ملائشیا سے آنے والی یہ خبر دلچسپی سے پڑھی جائے گی کہ ایک سیلز مین نے پولیس اسٹیشن میں شکایت کی ہے کہ ایک اتوار کی رات جب وہ ٹی وی پر انگلینڈ اور فرانس کے درمیان ہونے والے ''یورو کپ'' میچ دیکھ رہا تھا تو اس کی بیوی نے ٹی وی کا ریموٹ کنٹرول چھین لیا اور اس کا سیٹ لائٹ بھی اپنے قبضے میں کرلیا اور کہا کہ وہ جلدی سو جائے تا کہ اگلی صبح پیر کے دن بچوں کو وقت پر اسکول لے جاسکے۔ خبر کے مطابق اس وقت تو شوہر بیوی کے ڈر سے سو گیا مگر فٹ بال میچ دیکھنے کے شوق نے آدھی رات کو دوبارہ اٹھا دیا جبکہ اس کی بیوی خواب خرگوش کے مزے لے رہی تھی۔ وہ چپکے سے اٹھا اور دوبارہ میچ دیکھنے میں منہمک ہوگیا لیکن جب فرانس کے کپتان نے عین آخری لمحات میں دو گول کردئے تو وہ اپنے جذبات کو قابو میں نہ رکھ سکا اور خوشی سے چیخ اٹھا۔ جس سے اس کی بیوی کی آنکھ کھل گئی اور وہ غصے میں بھپری ہوئی آئی اور ریموٹ کنٹرول چھین کر ٹی وی کا سیٹ لائٹ کارڈ بھی قبضے میں لے لیا اور آئندہ کے لئے پابندی لگادی کہ وہ یورو چیمپئن شپ کا کوئی بھی میچ نہیں دیکھے گا۔

امریکی ماں نے اپنی بچی ماردی

امریکی شہر ڈلاس میں 19 سالہ انجیلا ڈسبیلا نے انگھوٹھا چوسنے کی عادت میں مبتلا اپنی پانچ ماہ کی بچی کو پسی ہوئی مرچیں کھلا کر موت کے گھاٹ اتار دیا۔ پولیس نے مذکورہ عورت کو گرفتار کرلیا ہے۔

تحریک نسواں نے خاندان کے تصور کو نقصان پہنچایا

ویٹی کن سٹی (جو عیسائیوں کا مذہبی مقام ہے) سے ایک دستاویز جاری ہوئی ہے جس میں کہا گیا ہے کہ تحریک نسواں نے خاندان کے روایتی تصور کو نقصان پہنچایا ہے، مرد وعورت کا فرق باقی نہیں رہنے دیا جس کی وجہ سے ماں باپ کی تمیز ختم ہوگئی ہے۔ دستاویز میں کہا گیا ہے کہ بہت سی عورتیں پروپیگنڈے کی وجہ سے مردوں کے ساتھ دشمنی کا رویہ رکھنے لگی ہیں اس رجحان کے نتیجے میں بعض نئے تصورات پیدا ہوئے ہیں جو ماں اور باپ پر مشتمل خاندان کے وجود کے لئے چیلنج بن رہے ہیں۔ ویٹی کن سٹی کی رپورٹ میں کہا گیا ہے عورتیں پادری نہیں بن سکتیں، چرچ اس سلسلے میں اپنے قوانین تبدیل نہیں کرسکتا۔

بغیر امتحان دئے پاس

بھارت کے شہر ''کھنڈوہ'' میں ضلعی سطح کے پرائمری بورڈ نے پانچویں جماعت کے بورڈ کے امتحان میں ایک ایسی طالبہ کو فرسٹ ڈویژن میں پاس کیا ہے جس نے امتحان ہی نہیں دیا تھا۔ صرف اسی پر اکتفا نہیں کیا گیا بلکہ طالبہ کے نام پر رپورٹ کارڈ بھی جاری کردیا گیا ہے۔

گجرات آپریشن میں خواتین اور بچوں کی گرفتاری

گزشتہ ماہ گجرات میں مجاہدین کے خلاف آپریشن کے دوران تین خواتین اور چار بچوں کو بھی گرفتار کیا گیا ہے۔ دو خواتین عرب اور ایک پختون تھی۔ جبکہ بچوں کی عمریں بالترتیب بارہ دن، دس ماہ، ایک سال اور چودہ سال ہیں۔ پولیس نے انہیں گرفتار کرنے کے لئے آنسو گیس، فائرنگ اور پٹرول کے ذریعے آگ لگانے کے حربے استعمال کئے، جس سے خصوصاً خواتین اور بچوں کو سخت اذیت اٹھانا پڑی۔ بتایا گیا ہے کہ ان تمام مجاہدین اور مجاہدات نے گرفتاری سے قبل جس خواہش کا اظہار کیا وہ یہ تھی کہ انہیں اشراق کی نماز ادا کرنے کا موقع دیا جائے اور جب یہ لوگ گرفتاری کے لئے مکان سے باہر آرہے تھے تو اللہ اکبر اور کلمہ طیبہ کا ورد کررہے تھے۔

خاتون نے 82 سال کی عمر میں قرآن مجید حفظ کرلیا

قاہرہ میں ایک باہمت خاتون ''ام صالح'' نے بیاسی سال کی عمر میں قرآن مجید حفظ کرلیا ہے عربی ویب سائٹ ''لہا اون لائن'' کے مطابق ام صالح نے ستر سال کی عمر میں قرآن مجید حفظ کرنا شروع کیا تھا اور بارہ سال میں حفظ قرآن کی تکمیل کی ہے۔ مذکورہ خاتون نے کہا ہے حفظ قرآن مجید کے دوران اللہ تعالیٰ نے مجھے ہر طرح کے تفکرات اور غموں سے محفوظ رکھا۔ میں اس پر اللہ کا بہت شکر ادا کرتی ہوں۔ ویب سائٹ کے مطابق ام صالح پہلے اپنی بیٹی سے قرآن مجید پڑھتی رہیں بعد میں جب اس کی شادی ہوگئی تو ام صالح کے شوہر نے قرآن مجید پڑھانے کے لئے ایک استانی کا تقرر کیا تا کہ وہ بآسانی قرآن مجید حفظ کرسکے۔

گھریلو چٹکلے

- کپڑوں پر اگر پان کے داغ لگ جائیں تو داغ والی جگہ دودھ سے دھوئیں داغ دور ہوجائے گا۔
- اگر کپڑوں پر کسی پھل وغیرہ سے داغ پڑجائے تو صابن اور لیموں گرم پانی میں ملاکر دھولیں داغ اتر جائے گا۔
- اگر کپڑوں پر رنگ کے داغ لگ جائیں تو مٹی کا تیل ملیں اور اس کے بعد سرکہ لگا کر پانی میں دھولیں داغ دور ہوجائے گا۔
- اگر کپڑوں پر استری کے داغ پڑجائے تو نشان یا داغ کے اوپر ٹشو پیپرز رکھیں۔ اب ٹشو پیپر کے اوپر تین چار قطرے ہائیڈروجن پر آکسائیڈ کے ٹپکائیں داغ دور ہوجائیں گے۔
- اگر کپڑوں پر دوائی کا داغ پڑجائے تو متھلیڈ سپرٹ داغ کے اوپر لگائیں داغ دور ہوجائے گا۔
- اگر اونی کپڑوں پر چکنائی کے داغ پڑجائے تو ان داغوں کو دہی سے صاف کریں پھر دھولیں داغ دور ہوجائیں گے۔
- اگر کپڑوں پر ہلدی کے داغ پڑجائیں تو لیموں کا رس ملیں داغ دور ہوجائیں گے۔

بنت محمد سعید۔ فیصل آباد

زیرِ لب

مشہور محاورات کا نیا استعمال:

کافور ہونا: بیوی کو آستین چڑھاتے دیکھ کر شوہر کا غصہ کافور ہوگیا۔

کشتیاں جلانا: طلحہ نے وہ ساری کشتیاں جلادیں جو اس کے بڑے بھائی نے کاغذ سے بنائی تھیں۔

شیشے میں اتارنا: ہم نے ایک فاختہ کو شیشے میں اتار کر سہیلیوں کو دکھایا۔

ہاتھ بٹانا: اس نے ملاوٹ کرنے میں والدہ کا ہاتھ بٹایا۔

چندے آفتاب چندے ماہتاب: بیوٹی پارلر سے نکلنے والی ہر عورت چندے آفتاب چندے ماہتاب ہوتی ہے۔

(بنت ش۔ احمد کراچی)

گھریلو زندگی:

ایک دوست نے دوسرے سے پوچھا ''تمہاری گھریلو زندگی کیسی جارہی ہے؟''

دوسرے دوست نے جواب دیا دراصل ہم لوگ اصول پسند ہیں، پریشانی سے بچنے کے لئے ہم نے مختلف شعبے آپس میں تقسیم کر رکھے ہیں میری بیوی وزیر خزانہ ہے، ساس وزیر جنگ ہے، سسر کے پاس امور خارجہ ہے، سالی وزیر اطلاعات ہے جبکہ وزیر داخلہ سالا ہے۔

پہلے دوست نے پوچھا ''اور کیا تم وزیر اعظم ہو؟''

دوسرے نے جواب دیا ''نہیں میں غریب عوام ہوں''

گندی گلی:

ایک پڑوسن نے دوسری پڑوسن سے کہا ''دیکھو یہ گلی اس قدر گندی ہے کہ جب بھی بچے اس گلی میں سے کھیل کر آتے ہیں تو گارے، کیچڑ اور گند میں لت پت ہوئے ہوتے ہیں۔''

دوسری پڑوسن نے کہا: ''ہاں بہن! ابھی کل میں نے بیس بچوں کے منہ دھلوائے تب کہیں جا کر پتہ چلا کہ میرا بیٹا کونسا ہے؟

ہر بدھ کو روزنامہ اسلام کے ساتھ شائع ہوتا ہے

خواتین کا اسلام

روزنامہ اسلام

77

بدھ 8 رجب 1425ھ مطابق 25 اگست 2004ء

روشن خیالی کی طرف پہلا قدم

دلی والی بیگم

میری شریکِ زندگی میری رفیقہ حیات

بسم اللہ الرحمن الرحیم

زنا

درسِ قرآن و حدیث

مولانا محمد اسلم شیخوپوری

امام راغب رحمہ اللہ فرماتے ہیں ''کسی شرعی عقد کے بغیر عورت کے ساتھ جماع کرنے کو زنا کہتے ہیں۔''

امام ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ''اس پر تو علماء کا اجماع ہے کہ زنا کبیرہ گناہوں میں سے ہے، لیکن اس بارے میں اختلاف ہے کہ قتل اور زنا میں سے کون سا گناہ زیادہ قبیح اور قابلِ مذمت ہے؟ صحیح بات یہ ہے کہ کبائر میں شرک کے بعد قتل اور قتل کے بعد زنا کا درجہ ہے۔''

امام ابن قیم رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ ''یوں تو سارے ہی گناہ قابلِ نفرت اور نجاست آلودہ ہیں، لیکن اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں تین گناہوں پر نجاست اور خباثت کا اطلاق کیا ہے، شرک، زنا اور لواطت، کیونکہ یہ تینوں دل میں فساد پیدا کرتے ہیں اور عقیدۂ توحید کو کمزور کردیتے ہیں، اسی لئے عام طور پر مشرکین زنا اور لواطت میں زیادہ ملوث ہوتے ہیں اور جو شخص عقیدہ توحید میں جتنا زیادہ مضبوط ہوتا ہے اور اخلاص میں کامل ہوتا ہے وہ اتنا ہی ان دونوں گناہوں سے اجتناب کرتا ہے، جتنے بھی گناہ ہیں ان میں سے کوئی گناہ بندے کو اللہ تعالیٰ سے دور کرنے، دل میں وحشت پیدا کرنے اور تدین میں فساد پیدا کرنے میں اتنا موثر ثابت نہیں ہوتا جتنے یہ دو گناہ موثر ثابت ہوتے ہیں، جس بندے کا دل ان دو گناہوں کی نجاست میں رنگ جاتا ہے وہ ناپاک، اللہ تعالیٰ سے دور ہوجاتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ صرف پاک اعمال ہی کو قبول کرتا ہے۔''

زنا کے بارے میں چند آیات اور احادیث کا بھی مطالعہ فرمالیں۔ سورۂ اسراء میں ہے ''زنا کے قریب نہ جاؤ کیونکہ یہ بے حیائی والا عمل اور برا راستہ ہے۔''

سورۂ فرقان میں رحمٰن کے مخصوص بندوں کی صفات ذکر کرتے ہوئے ارشاد ہوتا ہے ''اور جو اللہ کے ساتھ کسی اور معبود کو نہیں پکارتے اور جس جاندار کو مارنا اللہ نے حرام کیا ہے اسے ناحق قتل نہیں کرتے اور زنا نہیں کرتے اور جو یہ کام کرے گا سخت گناہ میں مبتلا ہوگا، قیامت کے دن اسے دگنا عذاب ہوگا اور وہ ذلت وخواری سے ہمیشہ اس میں رہے گا۔''

زانیوں اور زانیات سے رب تعالیٰ کی نفرت کا یہ عالم ہے کہ سورۂ نور میں ارشاد ہوتا ہے ''زانی مرد، زانی یا مشرکہ عورت کے سوا نکاح نہیں کرتا اور زانی عورت کو بھی زانی یا مشرک مرد کے سوا اور کوئی نکاح میں نہیں لاتا اور یہ مومنوں پر حرام ہے۔''

گویا زنا کی وجہ سے فطرت ایسی مسخ ہوجاتی ہے اور مزاج ایسا بگڑ جاتا ہے کہ بدکار مرد اور عورتیں زندگی کے ہم سفر کے طور پر بدکاروں اور مشرکوں ہی کو پسند کرتے ہیں، کسی عفیف اور پاکدامن انسان کی طرف ان کا میلان نہیں ہوتا، چونکہ اسلامی شریعت، عبادات ومعاملات اور اخلاق جیسے شعبوں میں تکمیل کے لیے آ[illegible] لیے اسلام میں صرف زنا ہی کو نہیں بلکہ زنا کے اسباب کو بھی حرام کیا گیا ہے۔

غیرمحرم کی طرف دیکھنا، مرد وزن کا بے باکانہ اختلاط، خلوت میں میل ملاپ، چھونا اور مصافحہ کرنا، بے پردگی اور حسن کی نمائش کے ہر انداز کو بھی شریعت نے حرام قرار دیا ہے۔ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''جو عورت خوشبو لگا کر مردوں کی کسی جماعت کے قریب سے اس نیت سے گزری کہ وہ اس کی طرف متوجہ ہوں اور خوشبو محسوس کریں تو وہ بھی زانیہ ہے۔'' عورت کو خوشبو استعمال کرنے کی اجازت تو ہے مگر نامحرم مردوں کو اپنی طرف متوجہ کرنے اور ان کے شہوانی جذبات کو بھڑکانے کے لیے خوشبو کے استعمال کی اجازت نہیں۔

آج جو ہم بدکاری اور فحاشی کی کثرت دیکھتے ہیں تو یوں لگتا ہے کہ قیامت بہت قریب آگئی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بدکاری کی کثرت کو قیامت کی نشانی قرار دیا ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

''قیامت کی نشانیوں میں سے یہ بھی ہے کہ علم اٹھالیا جائے گا، جہالت غالب آجائے گی، شرابیں پی جائیں گی اور زنا عام ہوجائے گا۔''

ابھی جو اسباب زنا کی بات ہورہی تھی تو اس کی مزید وضاحت کے لیے صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی وہ حدیث بھی پیش نظر رکھیں جو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کیا ہے کہ ''انسان پر زنا میں اس کا حصہ لکھ دیا گیا ہے جسے وہ لامحالہ حاصل کرکے رہے گا، آنکھوں کا زنا دیکھنا، کانوں کا زنا سننا، زبان کا بات چیت کرنا، ہاتھوں کا زنا پکڑنا اور پیروں کا زنا چل کر جانا ہے، دل خواہش اور آرزو کرتا ہے اور شرمگاہ اس کی تصدیق یا تکذیب کرتی ہے۔''

یوں تو زنا جس حال میں بھی ہو، کبیرہ گناہ ہے، لیکن زنا کی بعض صورتیں ایسی ہیں جن میں زیادہ قباحت پائی جاتی ہے اور احادیث میں ان پر سخت وعید آئی ہے، مثلاً کسی محرم کے ساتھ یا پڑوسی کی بیوی کے ساتھ زنا یا رمضان کے مہینے میں یا بلدحرام میں زنا، اسی طرح بڑھاپے میں بدکاری بھی بہت بڑا جرم ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''تین آدمیوں سے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن نہ تو بات کرے گا، نہ انہیں پاک کرے گا اور نہ ہی ان کی طرف (نظرِ شفقت سے) دیکھے گا، بوڑھا زانی، جھوٹا بادشاہ اور متکبر فقیر''

پڑوسی کے حقوق کی اہمیت کی وجہ سے اس کی عزت وناموس کی پامالی کو سخت ناپسندیدگی کی نظر سے دیکھا گیا ہے۔ حضرت مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب سے پوچھا ''تم لوگ زنا کے بارے میں کیا کہتے ہو انہوں نے عرض کیا کہ حرام ہے اسے اللہ اور اس کے رسول نے قیامت تک کے لیے حرام کیا ہے، آپ نے فرمایا یاد رکھو! دس عورتوں سے بدکاری کرنا پڑوسی کی بیوی سے بدکاری کے مقابلے میں آسان اور چھوٹا گناہ ہے۔''

آخر میں زنا کے مفاسد پر بھی نظر ڈال لیجئے۔

۱۔ زنا، زانی میں پائے جانے والی متعدد خرابیوں کی نشاندہی کرتا ہے مثلاً دینداری کی قلت، تقویٰ اور ورع کا فقدان، مروت کا فساد اور غیرت کی کمی۔

۲۔ زانی کے چہرے پر ایک خاص قسم کی ظلمت اور نحوست چھاجاتی ہے جسے دیکھنے والے ایک نظر میں محسوس کرلیتے ہیں۔

۳۔ زنا کی وجہ سے دل تاریک ہوجاتا ہے اور اس کا نور بجھ جاتا ہے۔

۴۔ زانی، حرمت اور احترام سے محروم ہوجاتا ہے، وہ دنیا میں حد اور سزا کا اور آخرت میں دردناک عذاب کا مستحق ہوجاتا ہے۔

۵۔ زانی اچھی صفات اور ناموس یعنی عفت وعصمت اور امانت سے محروم ہوجاتا ہے اور ان کی بجائے فاسق وفاجر اور زانی اور خائن جیسے ناموں کا حقدار ہوجاتا ہے۔

۶۔ زنا، زانی کو پاکیزگی کے وصف سے دور کردیتا ہے اور پاکیزگی کی بجائے اس کے اندر نجاست اور خباثت بھر دیتا ہے اور یہ حقیقت تو ہر کسی کو معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر خبیث پر جنت کو حرام کیا ہے۔

۷۔ زنا کی وجہ سے نسب مشتبہ ہوجاتا ہے، رزق میں تنگی اور شہروں میں فساد واقع ہوجاتا ہے اور ایک ہی سوسائٹی کے ابناء کے درمیان وحشت عام ہوجاتی ہے۔

۸۔ زنا کی وجہ سے ایسی بیماریاں پھیل جاتی ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا جیسا کہ آج کل بدکاری میں ملوث ملکوں اور شہروں میں ایڈز کی بیماری پھیل رہی ہے۔

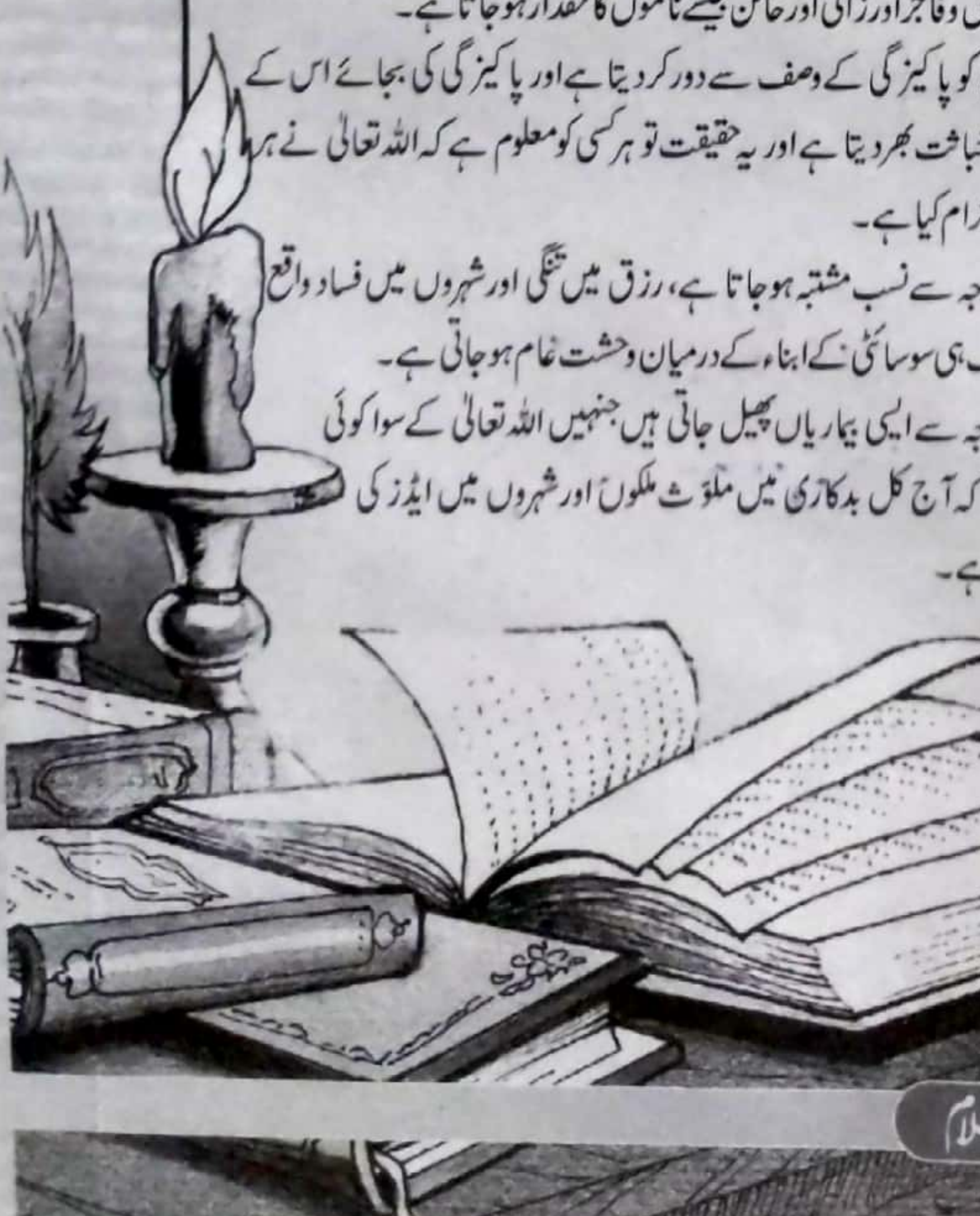

اے اللہ! بدبختی سے بچا

اَللّٰھُمَّ اِنّی اَعُوْذُبِکَ مِنْ جَھْدِ الْبَلاءِ وَدَرْکِ الشِّقَاءِ وَسُوْءِ الْقَضَاءِ وَشَمَاتَةِ الْاَعْدَاءِ.

ترجمہ: اے میرے اللہ! میں تیری پناہ مانگتی ہوں بلا کی سختی سے اور بدبختی لاحق ہونے سے اور بری تقدیر سے اور دشمنوں کے ہنسنے سے اور ان کی طعنہ زنی سے۔

بے حیائی کا سیلاب اور اسلامی ہدایات

ہم لوگ جس زمانے میں جی رہے ہیں یہ اپنی بے حیائی اور اخلاق باختگی کے اعتبار سے منفرد دور ہے۔ انسانی معاشروں میں پہلے بھی بے حیائی کا مرض پایا جاتا تھا۔ مگر وہ رہتا ایک مرض اور برائی ہی تھا۔ بے حیا مرد وعورت فحش کاری میں ملوث ہوتے تھے، ان کی تعداد کبھی کبھی بڑھ بھی جاتی تھی مگر بے حیائی کبھی عزت وشہرت کا ذریعہ اور سماجی رتبہ پانے کا وسیلہ نہیں ہوسکتی تھی اور نہ کبھی اس کو مستقل تہذیب اور کلچر کا مقام دیا گیا تھا۔ مگر صدقے جایئے رسول امی صلی اللہ علیہ وسلم پر، آپ نے ایک عیسائی نومسلم بادشاہ سے فرمایا تھا۔ بے شبہ عیسائی گم کردہ راہ ہیں اور یہود خدا کی پھٹکار اور غضب کے شکار...... انہی عیسائیوں اور یہودیوں نے انسانیت کو ایسی گمراہیوں اور لعنتوں میں مبتلا کیا ہے کہ بے حیائی اور اخلاق باختگی ایک مستقل تہذیب وثقافت بن چکی ہے، بلکہ اس کے فاتحانہ اقبال کے سامنے انسانی تہذیبیں سرنگوں ہیں۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ایک حدیث میں اس کی تصریح بھی فرمائی تھی کہ میری امت پر میرے بعد جو فتنے اور آزمائشیں آئیں گی ان میں یہ جنسی بے راہ روی اور بے حیائی کا فتنہ سب سے خطرناک اور دین وایمان کے لیے نقصان دہ ہوگا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا "ما ترکت بعدی فتنة هی أضرّ علی الرجال من النساء" (بخاری حدیث ۵۰۹۶) اب ہم آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشین گوئی کی سچائی کا مشاہدہ کررہے ہیں اور نہ جانے زمانے نے اپنی زنبیل میں کیا کیا آیندہ کے لیے چھپا رکھا ہے؟!

سوائے اہل اسلام کے دنیا میں کوئی گروہ اور کوئی جماعت اس بحرانی اور فساد کے دور میں اس بلاخیز سیلاب کے سامنے بند باندھنے یا کم از کم اپنے آپ کو محفوظ رکھنے کی فکر نہیں کررہی۔ صرف اہل ایمان ہیں جن کو اللہ نے بصیرت دی ہے اور ہدایت بخشی ہے اور جو اس فتنہ کی دنیا میں تباہی اور آخرت میں اس کے ہولناک نتائج کو سمجھتے ہیں۔ مگر انسان کے لیے اس کے صنفی میلانات بڑی کمزوری ہیں، جن کے جال میں شیطانوں کے لیے اس کو گرفتار کرنا بڑا آسان رہا ہے، مزید برآں اس وقت تو فحاشی واخلاق سوزی اور عریانیت وقحبہ گری نے عالمگیر فیشن اور وقت کے رائج تہذیب وکلچر کا مقام پالیا ہے، جس کی تبلیغ وترویج دنیا کا سب سے سرگرمی کے ساتھ ادا کیا جانے والا مشن بن چکا ہے، ترقی یافتہ ممالک کی تعلیم، ثقافت، کلچر، ذرائع ابلاغ، فن اور آرٹ کا مرکزی نقطہ یہی گندگی ہی تو ہے۔ اسکولوں میں اسی کا کلچر ہے، یونیورسٹیوں میں اسی کا چلن ہے، دانش گاہوں میں اسی کا فلسفہ پڑھایا جاتا ہے۔ ذرائع ابلاغ کا ہر منظر، اخباروں کا ہر صفحہ اپنے بین السطور میں اسی بھڑکیلے اور ہیجان انگیز مشن کا خادم ہے۔ خودغرض اور پیسہ کی پجاری کمپنیاں بھی اسی آگ سے اپنی تجارت گرم کرنے میں کیوں نہ ایک دوسرے پر سبقت لینے کی کوشش کرتیں۔؟! مسلم معاشروں میں یہ سیلاب یا تو دیواروں کو توڑ کر گھروں میں داخل ہوچکا ہے، یا پھر دیواروں سے ٹکر مار رہا ہے۔ اس صورت نے اہل ایمان کے لیے بھی اپنے اخلاقی اصولوں اور دینی احکام کی پابندی اور ان پر استقامت کو بڑا مشکل بنا دیا ہے۔ جب کوئی برائی بہت عام ہوجاتی ہے تو دلوں میں اس کی شناعت بھی کم ہوجاتی ہے۔ اس مسئلہ میں بھی یہی ہورہا ہے۔ اس لیے بڑی ضرورت اس بات کی پیدا ہوگئی ہے کہ اللہ اور اس کے رسول نے اس سلسلے میں جو ہدایات دی ہیں ان کی یاددہانی کی جائے اور اپنے طرزِ عمل کو اس کے معیار پر رکھا جائے۔

(۱) اس سلسلے میں دین فطرت کی سب سے پہلی اور بنیادی تعلیم حیا ہے۔ انسان کی فطرت میں اللہ نے گندی برائیوں سے شرم اور ان سے دور رہنے کا ایک فطری جذبہ رکھا ہے۔ زمانہ اور ماحول کے فاسد اثرات اس فطری حاسہ کو ختم کررہے ہیں۔ اس کو جلا دیتے رہنے کی ضرورت ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: "ہر دین کا کوئی خاص اخلاقی امتیاز ہوتا ہے۔ اسلام کا اصل امتیازی اخلاق حیا ہے۔" (مؤطا حدیث ۱۴۰۶)

(۲) اسی سلسلہ میں وہ احکام بھی آتے ہیں جو لباس کے سلسلے میں مردوں اور عورتوں کو دیے گئے ہیں۔ مردوں کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ اپنی شرم گاہوں اور رانوں کو ڈھک کر رکھیں اور عورتوں کو حکم دیا گیا کہ وہ سوائے اپنے شوہر کے سب کے سامنے اپنے چہرے اور ہاتھ (پاؤں) کے علاوہ پورے جسم کو ڈھک کر رہیں۔ قریبی رشتہ داروں کے سامنے چہرے اور ہاتھ پاؤں کو کھولا جاسکتا ہے۔

(۳) عورتوں کو ہر بھڑکیلی بات سے پرہیز شریعت کا ایسا اہم مقصد ہے کہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کو تیز خوشبو تک سے بچنے کا حکم دیا ہے اور یہ بھی حکم دیا ہے کہ اگر آواز والے زیور (گھنگرو) پہنیں تو خیال رکھیں مردوں کو آواز نہ جائے۔ اسی طرح اگرچہ نرم گفتگو اور میٹھی زبان بولنا اسلام میں ایک اہم اخلاقی نیکی ہے، لیکن اس کے باوجود عورتوں کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ خیال رکھیں ان کا انداز کچھ ایسا نہ ہو کہ کسی دل کے روگی کو موقع مل سکے۔

تعمیر فکر

بے حیائی کا جو سیلاب آیا ہوا ہے، اس سے ہمارے اچھے اچھے دینی مزاج رکھنے والے گھروں میں نوجوان بچیوں کو جسم کی نمائش کا شوق فیشن کے نام پر لگ گیا ہے۔ بانہوں اور گریبانوں کی ناجائز نمائش کو تو بالکل ہی روا سمجھ لیا گیا ہے حتی کہ گھروں کے بڑے اور ذمہ دار تک ان چیزوں پر روک ٹوک نہیں کرتے۔ یہ دینی احکام "حدود اللہ" یعنی اللہ کے بیان کردہ اور لازم کیے ہوئے اصول ہیں، جن کے بارے میں ڈھیل برتنا سخت قابل مواخذہ گناہ ہے۔

(۴) معاشرے میں عفت وپاکدامنی کے جوہر کی حفاظت کے لئے یہ بھی اصول طے کیا گیا کہ اجنبی مرد وعورت (یعنی جو خاص محرم نہیں ہیں) کبھی تنہائی میں یکجا نہ ہوں۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تاکیدی حکم دیا کہ تم میں سے کوئی مرد کسی عورت سے تنہائی میں نہ ملے الا یہ کہ کوئی محرم ساتھ میں ہو۔ (صحیح بخاری)

(۵) اور اس سلسلے کا ایک نہایت اہم حکم یہ دیا گیا کہ مرد اور عورتیں دونوں اپنی نگاہوں کی حفاظت کریں۔ سورۂ نور میں ارشاد ہوتا ہے: "اے محمد! کہہ دو ایمان والوں سے، اپنی نگاہوں کو (غیر عورتوں کی دید سے) باز رکھیں اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کریں، یہ ان کے لیے زیادہ پاک رہنے کا طریقہ ہے۔ اللہ ان کے ہر عمل سے باخبر ہے اور ایمان والیوں سے کہہ دو اپنی نگاہوں کو (غیر مردوں کے دیکھنے سے) روکے رکھیں اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کریں۔ (نور: ۳۰-۳۱)

ہمارے اس زمانے میں تصویروں، ٹی وی اور فلموں نے اس فتنہ کی حشر سامانی بہت بڑھادی ہے۔ ہر سڑک اور گلی میں، ہر ٹی وی، ہر اخبار، ہر پوسٹر اور بورڈ پر دل رُبا تصویروں اور فحش مناظر کی نمائش ہے۔ یہ سب شیطان کے تیر ہیں اور ان سے صرف تقویٰ واحتیاط کی ڈھال کے ذریعہ ہی بچا جاسکتا ہے۔

(۶) اور اس سلسلے کا تکمیلی حکم پردہ کا دیا گیا ہے۔ جس کا حاصل یہ ہے کہ ایمان والی عورتیں بے ضرورت گھروں سے نہ نکلا کریں اور جب نکلیں تو ایسا ساتر لباس ہو جس سے جسم کا زیادہ سے زیادہ حصہ ڈھکا رہے۔ بس ضرورت ہی کے بقدر کھل سکے۔ قرآن وسنت نے اس کو ایمان اور شرافت وحیا کا تقاضہ بتلایا ہے۔

دین کے یہ احکام اسلامی معاشرت کے اہم اصول ہیں۔ دین کے دوسرے احکام کی طرح جس میں جتنا ایمان اور تقویٰ ہے وہ ان کی اتنی ہی پابندی کرتا ہے۔ ان احکام پر عمل کرنا اور خاص طور پر ایسے زمانے میں جب ان پر عمل مشکل ہورہا ہے، یقیناً اللہ کو بہت راضی کرنے والا، ایمان کو بڑھانے والا اور موجب اجر وثواب ہے۔ ہر ایمان والے کی ذمہ داری ہے کہ وہ خود بھی ان کی پابندی کرے اور اپنے گھر میں اور اپنے حلقۂ اثر میں اس کی ترویج وبقا کی کوشش کرے۔ اس زمانے میں کفر کی داعی اعظم مغربی تہذیب کی طرف جھکاؤ کی پہلی علامت جو ایمان کی کمزوری کے شکار لوگوں پر ظاہر ہوتی ہے، وہ ان ہی اصولوں پر سمجھوتے اور مداہنت کی شکل میں ہوتی ہے۔ اس طرح ان احکام کی پابندی محض خدا اور رسول کی اطاعت نہیں ہے (اگرچہ یہی کچھ کم شرف وخوش بختی نہیں ہے کہ اللہ ورسول کے احکام کی بجا آوری ہوجائے) مگر ان احکام کی پابندی ایک طرح سے اسلام پر یقین واعتماد، دین پر استقامت اور کفر وملتِ کفر سے بغاوت وبے زاری کا اعلان بھی ہے اور یہ چیز اللہ کو بے انتہا محبوب اور اس کی نظر میں بڑا مرتبہ رکھتی ہے۔ ج (یحییٰ نعمانی)

خط وکتابت کا پتہ "خواتین کا اسلام" دفتر روزنامہ اسلام ناظم آباد 4 کراچی
www.dailyislam.net.pk
ای میل: islamforwomen@hotmail.com فیکس: 021-6622240 فون: 021-6683301

عورت کا سکول میں پڑھانے جانا:

سوال: میں نے ریاضی میں B.Sc کیا ہے، میری خواہش تھی کہ بینک میں نوکری کروں، والد صاحب مخالفت کرتے تو میں انہیں دلائل دیتی کہ جدید زمانے کے حالات اور تقاضوں سے آپ واقف نہیں ہیں، لیکن جب سے ''خواتین کا اسلام'' کا مطالعہ شروع کیا، اس میں عورتوں کے حقوق و فرائض اور ان کے دائرۂ کار کے بارے میں مختلف مضامین پڑھے۔ میری سوچ یکسر بدل گئی۔ یہ سوچ کر کامل سکون آ گیا کہ جب اللہ تعالیٰ نے عورت پر کمانے کی ذمہ داری ڈالی ہی نہیں تو کیا ضرورت ہے ہمیں خوار ہونے کی؟ تاہم دو سوال ذہن میں باقی ہیں، ان کا جواب چاہوں گی: (۱) شرعی پردہ کے ساتھ عورت اسکول میں تدریس کے فرائض انجام دے سکتی ہے یا نہیں؟ (۲) ایک پڑھی لکھی خاتون جو ہماری جاننے والی ہیں، ان کے خاوند اچانک فوت ہو گئے ان کے چھوٹے چھوٹے بچے ہیں، ان کو گورنمنٹ اسکول میں ملازمت مل رہی تھی جو مرحوم خاوند نے نہ کرنے دی۔ اب مجبوراً ایک پرائیوٹ ادارے میں وہ ملازمت کر رہی ہیں، معمولی سی تنخواہ ہے۔ گزارہ مشکل سے ہو رہا ہے۔ ان کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟ (بنت حفیظ، میلسی)

جواب: آپ کی سوچ نہایت مبارک سوچ ہے۔ سلامتِ فکر کی یہ دولت اللہ تعالیٰ ہر مسلمان عورت کو نصیب فرمائیں۔ (۱) معاشی مجبوری کے تحت عورت لڑکیوں کے اسکول میں تدریس کر سکتی ہے مگر اس شرط سے کہ شرعی پردہ کی پابندی کرے، کسی غیر محرم کے سامنے چہرہ ہرگز نہ کھولے۔ (۲) اس بیوہ کے لئے بھی جب اور کوئی ذریعۂ آمدن نہیں تو بامر مجبوری یہ جائز قسم کی ملازمت کر سکتی ہیں۔ ان کے مرحوم خاوند پر یہ اعتراض جائز نہیں کہ انہوں نے زندگی میں ان کو گورنمنٹ اسکول میں ملازمت کیوں نہ کرنے دی؟ مرحوم کی زندگی میں یہ ملازمت جائز نہ تھی۔ اگر بیوہ اور اس کے یتیم بچے مالی بحران کا شکار ہیں اور ضروری اخراجات میں بھی انہیں تنگی کا سامنا ہے تو ان کے وارثوں کا شرعی اور اخلاقی فرض بنتا ہے کہ ان کی مدد کریں۔ بصورت دیگر اسلامی حکومت پر یہ فرض عائد ہوتا ہے۔

باریک لباس:

سوال: کیا ایسے کپڑے میں نماز جائز ہے جس میں چلتے پھرتے تو بدن نظر نہ آئے لیکن جب دن میں ایسی جگہ کھڑے ہوں جہاں مدہم روشنی پڑ رہی ہو، جیسے کمروں اور برآمدوں کے اندر نیز شلوار میں ٹانگیں نظر آتی ہوں گو کہ ان کی رنگت صاف طور پر ظاہر نہ ہو؟

(۲) ایسی چادر یا دوپٹہ میں نماز جائز ہے جسے تہ کر کے سر پر ڈالیں تو بالوں کی رنگت نظر نہ آئے، لیکن جسم پر اوڑھیں تو رنگین کپڑوں کا رنگ نظر آ جائے گا؟

(۳) ضرب مؤمن میں حضرت اقدس مفتی رشید احمد رحمہ اللہ تعالیٰ کا ایک غیر مطبوعہ وعظ شائع ہو رہا ہے، ''نماز میں خواتین کی غفلتیں'' اس میں ہے کہ ایسی چادر جس میں بالوں کا رنگ نظر آتا ہو اوڑھ کر نماز نہیں ہوتی، اس کا بھی اہتمام کریں کہ پوری نماز میں بازو گٹوں سمیت چھپے رہیں، کسی حالت میں بھی گٹوں کا ذرا سا حصہ بھی نظر نہ آئے اگر کسی نے اس میں غفلت کی تو وہ اپنی نماز لوٹائے۔ سوال یہ ہے کہ اگر قمیص کی آستین مکمل ہو تو بھی اوپر چادر سے چھپانا ضروری ہے؟ (س۔ب۔ درگئی)

جواب: (۱) اس کپڑے میں نماز جائز ہے۔ (۲) اس چادر اور دوپٹہ میں بھی نماز جائز ہے۔ (۳) جب آستین اتنی دراز اور مکمل ہو کہ گٹوں سمیت پورا بازو چھپا لے تو چادر سے ہاتھ چھپانا ضروری نہیں۔

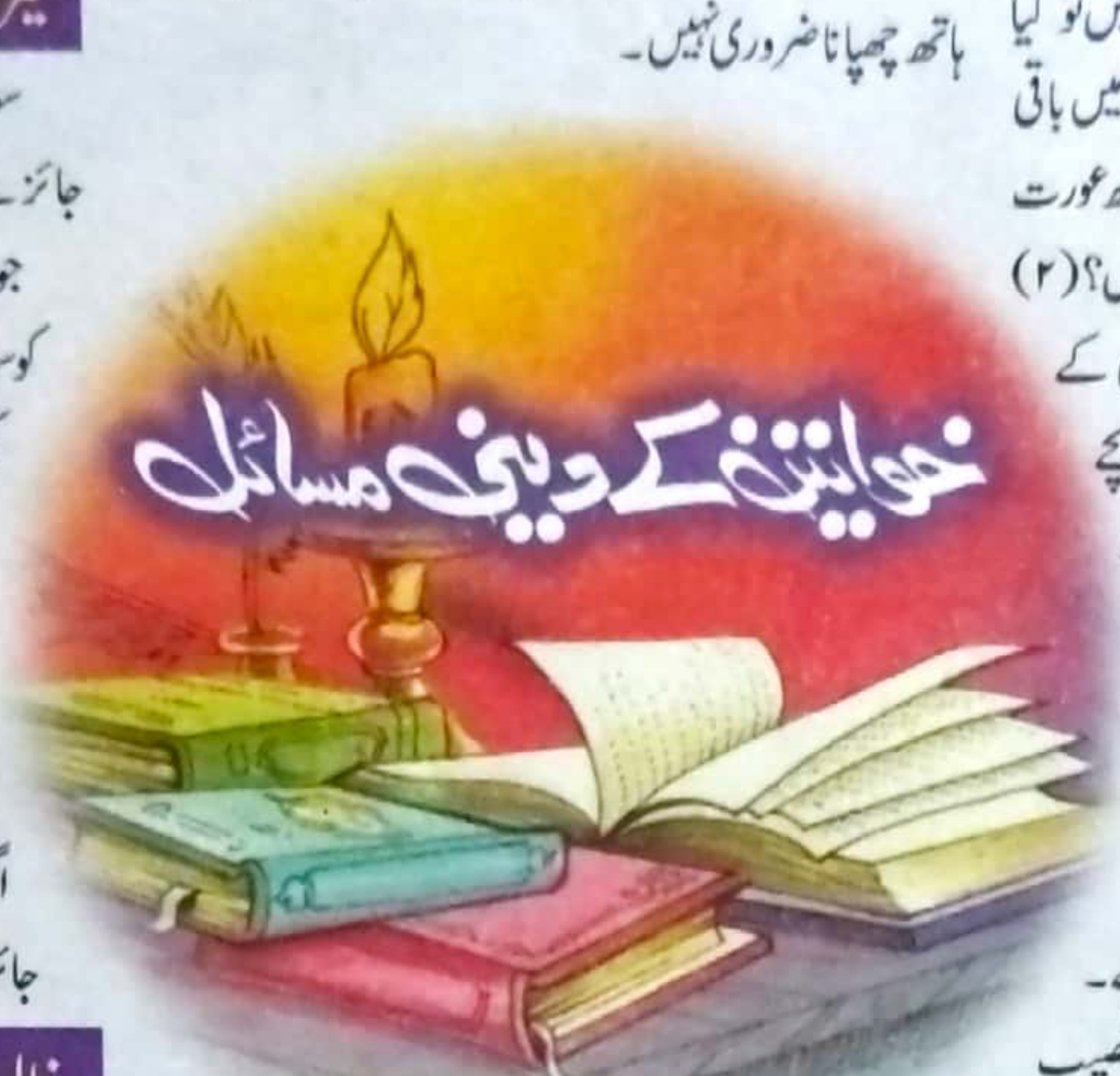

مولانا مفتی محمد ابراہیم صادق آبادی

حرمت مصاہرت کا مسئلہ:

سوال: آٹھ نو سال پرانی بات ہے میں نے اپنے والد صاحب کے رخسار کا بوسہ لیا تھا، اس وقت میں سولہ سال کی تھی، دینی مسائل کا شعور نہ تھا۔ اب حرمت مصاہرت کے مسائل پڑھے تو وہ واقعہ یاد کر کے سہم گئی ہوں، ڈرتی ہوں کہیں میرے والدین ایک دوسرے پر حرام تو نہیں ہو گئے۔ میں نے لاہور کے ایک دار الافتاء سے فتویٰ بھی منگوایا، لیکن اطمینان نہیں ہوا۔ میں ہر وقت الجھن اور پریشانی میں ہوں، عبادت میں بھی سکون نہیں ملتا۔ میرا مسئلہ حل کیجئے۔ (ایضاً)

جواب: حرمت مصاہرت اس وقت ثابت ہوتی ہے جب شہوت سے ہاتھ لگایا جائے۔ والد بیٹی کو یا بیٹی والد کو محبت و عقیدت سے چوم لے تو اس سے کسی قسم کی حرمت ثابت نہیں ہوتی۔ ثبوت حرمت کے لئے شہوت کا وجود یقینی طور پر پایا جانا ضروری ہے جو یہاں مفقود ہے۔ آپ کو وہم ہے۔ یہ خیال ذہن سے نکال دیجئے ورنہ پریشانی اور بڑھے گی۔

عورت کے قدموں اور ہتھیلیوں کا پردہ:

سوال: خواتین کا اسلام شمارہ ۴۷ میں ایک سوال شائع ہوا تھا کہ عورت گھر سے نکلے تو اس کے لئے جرابیں اور دستانے پہننے ضروری ہیں؟ آپ نے جواب میں لکھا کہ جراب، دستانے پردہ کا جز نہیں ہیں، اس لئے کہ قدم اور ہتھیلیاں پردہ سے مستثنیٰ ہیں جبکہ ہمیں یہ بتایا گیا کہ قدم اور ہتھیلیاں ستر سے مستثنیٰ ہیں پردہ سے مستثنیٰ نہیں۔ ہمارے تبلیغی بھائی بھی اس پر زور دیتے ہیں کہ خواتین باہر نکلیں تو سر کی چوٹی سے پاؤں کے انگوٹھوں تک باپردہ نکلیں۔ اب فرمائیے ان میں سے کون سا مسئلہ صحیح ہے؟ (بنت جمیل الرحمٰن۔ شجاع آباد)

جواب: اصل مسئلہ تو یہی ہے کہ قدم اور ہاتھوں کی ہتھیلیاں پردہ سے مستثنیٰ ہیں، تاہم اجنبی مرد کے لئے ان اعضاء کو قصداً دیکھنا جائز نہیں۔ آجکل چونکہ بدنظری کا مرض عام ہے۔ اس لئے تقویٰ و احتیاط کا تقاضا یہی ہے کہ جراب و دستانے پہن کر ان اعضاء کو بھی چھپایا جائے۔

غیر محرم کو سلام کرنا:

سوال: کیا اجنبی مرد و عورت کا ایک دوسرے کو سلام کرنا جائز ہے؟ (س۔ لاہور)

جواب: عام حالات میں اجنبی مرد و عورت کا ایک دوسرے کو سلام کرنا جائز نہیں۔ اگر ایک نے سلام کیا تو دوسرا زبان کی بجائے دل میں جواب دے۔ البتہ بوقتِ ضرورت بات کرنے کی نوبت آئے تو سلام کرنے کی بھی گنجائش ہے، اسی طرح ایسی سن رسیدہ بوڑھی جو حدِ اشتہاء سے نکل چکی ہو اس حکم سے مستثنیٰ ہے، اسے سلام کرنا اور اس کے سلام کا جواب دینا جائز ہے۔ اسی طرح جوان عورتیں اگر کہیں اکٹھی بیٹھی ہوں تو پوری جماعت کو بھی سلام کرنا جائز ہے۔

خالو، پھوپھا اور بہنوئی سے پردہ:

سوال: ہم نے پڑھا ہے کہ خالو، پھوپھا اور بہنوئی سے چہرے کا پردہ معاف ہے۔ کیا خاوند کے خالو، پھوپھا کا بھی یہی حکم ہے؟ (ایضاً)

جواب: آپ نے غلط پڑھا ہے۔ یہ سب مرد نامحرم اجنبی ہیں، ان سے عورت کا نکاح بھی جائز ہے۔ اس لئے ان سے پردہ فرض ہے بلکہ عام اجنبی مردوں کی بنسبت ان سے پردہ کی زیادہ تاکید ہے۔

غیر مسلم کے لئے دعاء کرنا:

سوال: غیر مسلم کے لئے کسی قسم کی دعاء کرنا جائز ہے یا نہیں؟ ان کے گھریلو معاملات ناچاق ہوں تو ان کے درمیان صلح کرانا جائز ہے یا نہیں؟ (ایضاً)

جواب: غیر مسلم کے لئے رحمت و مغفرت کی دعا تو جائز نہیں۔ باقی ہر قسم کی دعاء (مثلاً: ہدایت، صحت و عافیت، مال و اولاد میں برکت وغیرہ) جائز ہے۔ جو غیر مسلم زندہ ہے اس کے لئے ہدایت کی دعاء کی جائے۔ غیر مسلموں کا گھریلو تنازعہ ہو تو درمیان میں پڑ کر صلح و صفائی کرنا بھی جائز ہے۔

عیسائی کو قربانی کا گوشت دینا:

سوال: اگر عیسائی بہت غریب ہو اس کو قربانی کا گوشت دے سکتے ہیں؟ (بنت محمد جمیل بٹ۔ نوشہرہ)

جواب: ذمی کافر کو قربانی کا گوشت دے سکتے ہیں خواہ غریب ہو یا امیر: ویھب منھا ماشاء للغنی والفقیر والمسلم والذمی کذا فی الغیاثیة۔ (عالمگیریہ ص۳۰۰ ج۵)

بیاسی سالہ حافظۂ قرآن بڑھیا

قرآن سے والہانہ عشق و تعلق کی انوکھی داستان

ملا معاویہ حنفی

پچھلے ہفتے یہ خبر بڑی حیرت سے پڑھی گئی کہ مصر میں ایک بیاسی سالہ بڑھیا نے حفظ قرآن کی تکمیل کی ہے۔ خبر میں بتایا گیا تھا کہ ام صالح نے ستّر سال کی عمر میں قرآن مجید حفظ کرنا شروع کیا اور بارہ سال کے عرصے میں تکمیل کی۔ اس سے جہاں ام صالح کی قرآن مجید کے ساتھ والہانہ شیفتگی، محبت اور لگاؤ کا پتہ چلتا ہے وہیں قرآن مجید کا الہامی معجزہ اور آفاقی سچائی کا ہونا بھی پتہ دیتا ہے۔ کیا یہ قرآن کا اعجاز نہیں کہ ایک طرف سات سال کا بچہ اسے حفظ کرسکتا ہے تو دوسری طرف بیاسی برس کی ضعیف وناتواں خاتون اپنے سینے میں قرآن مجید کو محفوظ کرکے کلام الٰہی سے والہانہ محبت و شیفتگی کا ثبوت دے سکتی ہے، بلاشبہ یہ ام صالح کی بلند ہمتی، ثبات وعزم، جودتِ طبع اور قوت حافظہ کی روشن مثال ہے۔ ام صالح نے خواتینِ اسلام کو ایک ایسی مثال پیش کی ہے جو بظاہر ناممکن اور نادر الوقوع ہے۔

ام صالح کے قرآن مجید حفظ کرنے کی روح پرور داستان ایک عربی ویب سائٹ پر شائع ہوئی ہے جس کے مطابق ام صالح کا کہنا ہے کہ اس کی بچپن سے خواہش رہی کہ وہ قرآن مجید حفظ کرے۔ خاص طور پر اس کے والد بھی اسے حفظ قرآن کا شوق دلاتے رہتے تھے کہ وہ قرآن مجید حفظ کرے کیونکہ اس کے بڑے بھائی بھی حافظ قرآن تھے۔ چنانچہ تب میں نے اپنے والد کے کہنے پر تقریباً تین پارے حفظ بھی کیے، لیکن جب میری عمر تیرہ سال کی ہوئی تو شادی ہوگئی اور بچوں میں مشغولیت کی وجہ سے حفظ نہ کرسکی۔ جب میرے ہاں سات بچے ہوئے تو اس دوران میرے میاں کا انتقال ہوگیا، اس طرح اب میں صرف اپنی اولاد کی تعلیم وتربیت کے لئے وقف ہوکر رہ گئی۔ جب میرے بچے بڑے ہوئے اور ان کی شادیاں ہوگئیں تو اب میرے پاس فراغت ہی فراغت تھی، چناں چہ میں نے کمر ہمت باندھی اور قرآنِ مجید حفظ کرنے کا عزم کرلیا۔ اس دوران میری سب سے چھوٹی بیٹی نے میرے ساتھ بہت تعاون کیا حالاں کہ اس وقت وہ خود ایک مدرسے میں پڑھ رہی تھی۔ جبکہ اس کی بڑی بہنوں کی شادی ہوچکی تھی اور وہ اپنے گھروں کو سدھار گئی تھیں، یہی چھوٹی بیٹی میرے پاس رہ گئی تھی، جو اولاد میں سب سے زیادہ میرے قریب اور میری محبوب تھی۔ اس نے بھی بہت خوشی کا اظہار کیا، جب اس کی اساتذہ کو معلوم ہوا کہ میں قرآن مجید حفظ کرنا چاہتی ہوں تو انہوں نے بھی خوب میری ہمت بندھائی، اس طرح میں نے حفظ کا آغاز کردیا اور روزانہ دس آیات یاد کرنے لگی۔

ام صالح نے سلسلہ کلام چلاتے ہوئے کہا کہ میں اور میری بیٹی دونوں عصر کے بعد بیٹھ جاتے تھے، وہ قرآن پاک کی آیت پڑھتی اور میں اس آیت کو دہراتی، اس طرح ہر آیت کو تین تین مرتبہ دہرایا جاتا، پھر وہ اس آیت کے معانی کو بیان کرتی، اگلے دن صبح میری بیٹی مدرسہ جانے سے قبل پھر مجھے اسی طرح سبق یاد کراتی۔ اس کے علاوہ میں قاری شیخ محمود حصری اور دیگر مرحوم استاذ قرّاء کی کیسٹس سنتی، اس میں بھی میں نے سبق کا انداز برقرار رکھا کہ ایک ایک آیت کو تین تین مرتبہ سنتی اور یاد کرتی۔ جمعہ کا دن میں نے پورے ہفتے میں یاد کیے ہوئے قرآن کو دہرانے کے لئے مقرر کیا ہوا تھا۔ بس اس پورے عرصے میں میری اسی طرح ترتیب رہی۔

جب مجھے ساڑھے چار سال حفظ کرتے ہوئے ہوگئے تو میری چھوٹی بیٹی کی بھی شادی ہوگئی۔ میں بہت ملول ہوئی کہ اب میں اکیلی کس طرح قرآن مجید حفظ کرسکوں گی؟ لیکن اس دوران میری چھوٹی بیٹی کے شوہر کو میرے قرآن مجید حفظ کرنے کے شوق کا علم ہوا تو اس نے میرے گھر کے قریب ہی ایک دوسرا گھر کرائے پر لے لیا تاکہ میں فرصت وراحت کے ساتھ اور اپنے گھر کے بکھیڑوں سے دور رہ کر حفظ کرسکوں۔ اللہ تعالیٰ میرے داماد کو دنیا وآخرت میں بہترین بدلہ عطا فرمائیں کہ اس نے ہم دونوں کا بہت خیال رکھا اور کبھی کبھی وہ ہم دونوں کے ساتھ بیٹھ جاتا اور ہمیں پڑھتے پڑھاتے سنتا، بعض اوقات قرآن مجید کے اہم مقامات کی تفسیر وتشریح بھی کرتا۔ اسی طرح تین سال مزید گزر گئے، کچھ عرصے بعد میری چھوٹی بیٹی بھی اپنے بچوں میں مصروف ہوگئی اور اس کے لئے ممکن نہ رہا کہ پابندی کے ساتھ آکر مجھے پڑھا سکے، گویا اس پر میری نسبت اپنی اولاد کی محبت غالب آگئی اور اب وہ وقفے سے آنے لگی، لیکن اللہ تعالیٰ کی توفیق شامل حال رہی اور میں نے الحمدللہ حفظ قرآن کی تکمیل کرلی۔

ام صالح کا کہنا ہے کہ وہ ''ریڈیو قرآن'' سے نشر ہونے والی تلاوت سنتی رہتی ہے اور نماز کے دوران طویل سورتیں پڑھتی ہے تاکہ قرآن مجید یاد رہے۔ کبھی اپنی بیٹیوں میں سے کسی کو بلا کر انہیں قرآن پاک سناتی بھی ہے۔

اپنی چھوٹی بیٹی کی تعریف کرتے ہوئے ام صالح کا کہنا ہے کہ میری بیٹی بہت نیک اور صالحہ ہے، چھوٹی عمر میں جبکہ بچپنا غالب ہوتا ہے اور پابندیاں ناگوار محسوس ہوتی ہیں، اس نے نہایت پابندی کے ساتھ مجھے پڑھایا، یہ اس کی طبعی نیکی کی دلیل ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ میری بیٹی اور داماد کی آنکھیں ٹھنڈی رکھے اور ان کی اولاد کو نیک وصالح بنائے۔

میرے حفظ کرنے سے خاندان پر بہت اچھا اثر پڑا۔ میری بیٹیوں نے ہفتے میں ایک دن مقرر کرلیا ہے اور اس دن وہ میرے پاس جمع ہوتی ہیں، اس دوران قرآن مجید کی سورتیں یاد کرتی ہیں، ایک دوسری کو سنتی سناتی ہیں۔ کبھی وہ ناغہ بھی کرلیتی ہیں، لیکن اب دل سے وہ بھی چاہتی ہیں کہ ہم بھی قرآن مجید یاد کرلیں۔ میں اپنے پوتے پوتیوں کو بھی قرآن مجید حفظ کرنے کا شوق دلاتی رہتی ہوں اور ان کے شوق کو مزید ابھارنے کے لئے انہیں تحائف بھی دیتی ہوں تاکہ ان کی طبیعت اس طرف راغب ہو۔ شروع میں جب میرے پڑوسیوں کو معلوم ہوا کہ میں قرآن پاک حفظ کرنا چاہتی ہوں تو انہوں نے تعجب سے مجھے کہا کہ آپ بوڑھی ہیں، قرآن مجید حفظ کرنا مشکل کام ہے اور پھر اس کا یاد رکھنا تو اور بھی مشکل، وہ سمجھتی تھیں کہ میرا حافظہ کمزور ہے، لیکن جب انہوں نے میری عزیمت اور پختہ ارادے کو دیکھا تو پھر وہ بھی میری ہمت بندھانے اور حوصلہ افزائی کرنے لگیں اور بالآخر جب ایک دن انہیں معلوم ہوا کہ میں نے اللہ کے فضل سے قرآن مجید حفظ کرلیا ہے تو سب پڑوسنیں بہت خوش ہوئیں حتیٰ کہ میں نے دیکھا کہ ان میں سے بعض کے چہرے خوشی کے جذبات سے، آنسوؤں سے تر ہو رہے تھے۔

ام صالح نے ایک اہم بات یہ بتائی کہ ان بارہ سالوں کے دوران میرا دل غموں اور مصیبتوں سے ناآشنا رہا اور میرے دل کو عجیب طرح کی فرحت وراحت محسوس ہوتی رہی۔ حالاں کہ اس عمر میں جب کہ اعضاء جواب دے جاتے ہیں دل ودماغ پر طبعی خوف اور ضرورت سے زیادہ حساسیت غالب آجاتی ہے۔ میرے لئے یہ بہت بڑی نعمت تھی خاص طور پر ایسے وقت میں کہ جب خاوند بھی نہ ہو، بیٹیاں شادی ہوکر دوسرے گھروں میں جاچکی ہوں اور تنہائی ہو تو عجیب وغریب خواہشیں اور طرح طرح کی پریشانیاں انسان کو گھیر لیتی ہیں، لیکن میں اللہ تعالیٰ کا بہت شکر ادا کرتی ہوں کہ اس نے مجھے ایسی کسی بھی تکلیف سے محفوظ رکھا، میں سمجھتی ہوں کہ یہ سب قرآن کی برکت ہے۔

ام صالح اب اس بات کی فکر میں ہیں کہ قرآن مجید تو حفظ کرلیا اب احادیث حفظ کی جائیں، چناں چہ اب تک وہ نوّے (۹۰) احادیث یاد کرچکی ہیں۔ انہوں نے احادیث یاد کرنے کی بھی ترتیب بنائی ہوئی ہے وہ اس طرح کہ وہ ہر ہفتے تین حدیثیں یاد کرکے اپنی بیٹی کو سناتی ہیں۔

ان سے جب پوچھا گیا کہ وہ نئی نسل کے نام کیا پیغام دیں گی تو انہوں نے کہا کہ ''اللہ تعالیٰ کے احکام کی بجا آوری کرو، اس کی نعمتوں کو یاد کرو کہ اس نے کیسی کیسی نعمتیں عطا کر رکھی ہیں۔ قرآن کے راستے پر چلنے میں راحتیں ہی راحتیں ہیں، یہ نور ہے جو دلوں میں جگمگاتا ہے، زندگیوں کو روشن کرتا ہے اور مرنے کے بعد قبر کا بہترین ساتھی ہے۔ اگر میری بچیاں قرآن مجید کی تعلیم وتعلم کو اپنا مشغلہ بنالیں تو اللہ کی قسم! اللہ تعالیٰ انہیں صالح اولاد سے نوازیں گے جو قرب الٰہی کا سبب بنے گی۔ یہی میرا پیغام ہے''

آفرین ہے اسّی سالہ بڑھیا پر جس نے جوانوں کی ہمت وقوت اور ثبات وعزم کو شرما دیا ہے۔

قبول کر لے:

☆ نصیحت کی بات چاہے کڑوی ہو۔ ☆ بھائی کا عذر چاہے دل نہ مانے۔ ☆ دوست کا ہدیہ چاہے حقیر ہو۔ ☆ ماں باپ کا حکم چاہے ناگوار ہو۔ ☆ اپنی غلطی چاہے ذلت ہو۔ ☆ نیک بیوی کی محبت چاہے بدصورت ہو۔ ☆ غریب کی دعوت چاہے تکلیف ہو (حافظہ اُمامہ، جامعہ دارالسلام للبنات۔ پھروان)

گھر گھر کی کہانی، قابل تقلید رویہ:

میں نے سنا ہے تمہاری ساس آج کل تمہیں بہت پریشان کر رہی ہیں۔"

"نہیں تو......! آپ سے کس نے کہا؟" انہوں نے میری بیوی سے سوال کرتے ہوئے کہا۔ "بڑھاپے میں بہت سی باتیں ایسی ہوتی ہیں جنہیں برداشت کرنا پڑتا ہے۔ ہماری امی کا مزاج خود ایسا ہی ہوگیا ہے اور جن کا آپ ذکر کر رہی ہیں میں ان کی بہو ہی تو ہوں، بیٹی تو نہیں ہوں" پھر ہنستے ہوئے کہنے لگیں۔ "میں نے ان کے پلے پلائے بیٹے پر قبضہ کر رکھا ہے۔ کسی کی چیز پر یوں قبضہ ہوگا تو اسے تکلیف تو ہوگی ہی وہ تو پھر ماں ہیں۔ وہ جو کہتی ہیں میں سن لیتی ہوں۔ آخر ہماری امی بھی تو ہمیں کبھی کبھی برا بھلا کہتی تھیں۔ 'وہ' ناراض ہوتے ہیں تو میں ان سے بھی کہتی ہوں کہ آپ ایسا نہ کریں۔"

یہ ہیں ایک بہو کے احساسات اپنی ساس کے لیے۔ ساس بھی وہ جنہوں نے چند روز قبل اپنی بہو کی لمبی چوڑی شکایتیں کی تھیں۔ میں سوچ رہا ہوں کتنی معقول ہے یہ بہو۔ کتنا سلجھا ہوا ذہن ہے۔ میرا احساس ہے ایسے گھروں میں مسائل پیدا نہیں ہوتے۔ تالی دونوں ہاتھوں ہی سے تو بجتی ہے۔ سوچیے...... خوب سوچیے! (مرتضیٰ ساحل تسلیمی)

مہمان کے متعلق آداب:

فرمایا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ:

✷ جو شخص اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتا ہو اسے چاہیے کہ مہمان کی عزت کرے۔ ✷ مہمان کے لیے اچھے کھانے کا اہتمام ایک دن ایک رات ہونا چاہیے اور مہمانی تین دن تک ہے اس کے بعد صدقہ ہوگا۔ ✷ مہمان کے لیے یہ حلال نہیں کہ میزبان کے پاس اتنا ٹھہرے کہ وہ تنگ ہو جائے۔ ✷ جس کی دعوت کی گئی اور اس نے قبول نہ کی تو اس نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی نافرمانی کی۔ ✷ جو شخص بغیر دعوت کے داخل ہوگیا وہ چور بن کر اندر گیا اور لٹیرا بن کر نکلا۔ ✷ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ مسنون طریقہ یہ ہے کہ مرد مہمان کے ساتھ گھر کے دروازے تک نکلے۔ (شائستہ کنول۔ رشید آباد، ملتان)

امن کا حصول:

امن تین حروف الف، میم اور نون سے مل کر بنتا ہے۔ امن کہنے میں تو ایک سیکنڈ میں کہہ دیا جاتا ہے مگر اس کے حصول کے لیے کئی کئی صدیاں گزر جاتی ہیں۔ آج ہمارے پاس اگر کسی چیز

کشکول

کی کمی ہے تو وہ امن ہے۔ وہ قوم جس نے دوسروں کو امن سے جینا سکھایا آج خود اس کو ترس رہی ہے۔ آج اس قوم کے ساتھ جس کو مسلمان کہا جاتا ہے جو کچھ پوری دنیا میں ہو رہا ہے اس سے کوئی بھی باخبر مسلمان بے خبر نہیں ہے۔ تھوڑی دیر کے لیے اپنے آپ کو دنیاوی معاملات سے دور کرکے سوچیے کہ! وہ قوم جس نے دوسروں کو محبت کا درس دیا آج نفرت کا شکار کیوں ہے؟ وہ قوم جس نے دوسروں کو اندھیروں سے نکال کر روشنی کی راہ دکھائی آج خود ان اندھیروں میں کیوں بھٹک رہی ہے؟ آپ نے کبھی سوچا کہ وہ قوم جس نے دوسری اقوام کو تحفظ دیا آج خود تحفظ کو کیوں ترس رہی ہے؟ وہ قوم جس نے ظلم اور ظالموں کو شکست دی آج خود کیوں مظلوم بنی ہوئی ہے؟ آپ کے بارے میں کیا خبر کیا جواب دیتے ہیں، لیکن جب میں نے اپنے آپ سے یہ سوالات پوچھے تو میرے دل اور دماغ نے متفقہ طور پر بتایا کہ ؎

ڈھونڈتے ڈھونڈتے اپنا قاتل
اپنا قاتل میں آپ ہی نکلا

(طالب دعا۔ کرم پور)

کارآمد صلاح و مشورے:

❁ اپنے لئے حسین و جمیل رفیق حیات کا انتخاب ضرور کیجئے، لیکن یہ بھی دیکھئے کہ وہ خوبصورت ہونے کے ساتھ نیک سیرت بھی ہے یا نہیں......

❁ اپنے لئے آمدنی کے ذرائع ضرور بڑھایئے، لیکن یہ بھی دیکھئے کہ آمدنی حلال بھی ہے یا نہیں......

❁ اپنے لئے دلکش اور دل آویز پوشاکیں ضرور استعمال کیجئے، لیکن یہ بھی دیکھئے کہ وہ پوشاک سامنے والوں کو بھی پسند آتی ہے یا نہیں......

❁ آپ نت نئے ملبوسات ضرور زیب تن کریں، لیکن یہ بھی غور کریں کہ اس سے جسم ڈھک رہا ہے یا نہیں......

❁ زیادہ سے زیادہ تعلیم ضرور حاصل کیجئے، لیکن یہ بھی دیکھئے کہ اس تعلیم کے ساتھ صحیح تربیت بھی حاصل ہو رہی ہے یا نہیں......

❁ اپنے دولت خانے پر اچھے کھانوں کا انتظام ضرور کیجئے، لیکن یہ بھی دیکھئے کہ غریب پڑوسی نے کچھ کھایا بھی ہے یا نہیں......

❁ میاں اپنی بیگم کی فرمائشیں ضرور پوری کرے، لیکن یہ بھی دیکھے کہ ان کی فرمائشیں واجبی ہیں یا نہیں

❁ اپنے بچوں کی خواہشات ضرور پوری کیجئے، لیکن یہ بھی دیکھئے کہ ان کی خواہشات بجا ہیں یا نہیں۔

دھوکے باز پیر:

ہماری خالہ کے گھر ایک عورت کام کرنے آتی تھی، لیکن چند دن غائب رہنے کے بعد آئی تو خالہ نے غائب رہنے کا سبب دریافت کیا تو خاموش رہی، لیکن جب اصرار بڑھا تو رونے لگی اور کہنے لگی میں کیا بتلاؤں میں تو لٹ گئی، میں تو برباد ہوگئی، لیکن خالہ نے تسلی دی اور کہا بتاؤ تو تمہارے ساتھ کیا حادثہ پیش آیا ہے؟ ٹھنڈی آہ بھر کر کہنے لگی بی بی جی! گزشتہ چند دنوں سے ہمارے گھر ایک پیر صاحب ٹھہرے ہوئے تھے اور اپنے آپ کو عبادت گزار اور زاہد ظاہر کرتے تھے اور ہم سعادت سمجھ کر ان کی خدمت میں لگ گئے۔ ایک دن مجھ سے کہنے لگے کیا تم لوگوں کے گھر کام کرنے جاتی ہو؟ چھوڑ دو یہ کام اور پھر کچھ پیسے دیئے جس سے گھر میں فراوانی ہوگئی اور میں اچھے کپڑے پہننے لگی۔ پھر ایک دن مجھ سے میری جوان بیٹی جس کا رشتہ میں نے اپنے بھانجے سے طے کر رکھا تھا، کے زیورات طلب کیے اور کہا کہ میں اس میں برکت کے لیے دم کر دوں گا اور یہ زیادہ ہو جائیں گے، میں نے وہ زیور ان کے حوالے کر دیئے۔ جب ان کی اقامت طویل ہوگئی تو میرے شوہر نے مجھے ڈانٹا اور کہا کہ ان کو نکالو، لیکن میں نے کہا کہ بزرگ ہیں، گھر میں برکت ہو رہی ہے۔ پھر ایک دن جب میں کام سے فارغ ہو کر گھر لوٹی تو پیر صاحب میری بیٹی کے زیور اور نقدی جو میں نے جوڑ جوڑ کر خون پسینے کی کمائی سے جمع کیے تھے، غائب تھے اور اب شوہر مجھے گھر نہیں چھوڑتا اور سب رشتہ دار مجھے چھوڑ چکے ہیں۔ (مرسلہ: بنت مفتی عبدالمجید۔ کراچی)

ضرور کر......

☆ تبلیغ...... جوانی میں عبادت...... ماں باپ کی خدمت...... دسترخوان کو وسیع...... صدقہ اور خیرات...... سچے دوست کی تلاش...... ہر بڑے کا ادب...... عزت حاصل کرنے کی کوشش۔

مت بھول:

❁ اپنی موت کو...... خدا کو...... دوسرے کے قرض کو...... اپنے وعدے کو...... ماں باپ کی وصیت کو...... زندگی کے صحیح مقصد کو...... عزیز و اقارب اور صلۂ رحمی کو۔

نہ دے:

❁ پڑوسی کو تکلیف...... بیوی کو طعنہ...... کسی کو غلط مشورہ...... بلا اجازت دوسرے کی چیز...... مال کے پیچھے عزت...... عورت کو زیادہ آزادی...... بغیر سوچے سمجھے جواب...... کسی کو گالی۔

(انتخاب: از تعمیر اخلاق۔ حافظہ شاہدہ بنت مبارک علی گوجرہ)

تہذیب نو:

تہذیب نو چراغ سحری نہیں
اخلاق اقدار کی یہ غارتگری ہے
تجلی یورپ پہ نہ جا اے بہن!
ظلمت کی اندھی یہ نگری ہے
جس نے اغیار کے اطوار اپنائے
قوم وہ خود بے موت مری ہے

(خدیجہ عمر، فائن ہاؤس۔ کراچی)

روشن خیالی کی طرف پہلا قدم

بنت مسکین علی

قدامت پسندوں نے قدامت پسندی و رجعت پسندی کی بناء پر مغرب میں اسلام کو غیر مقبول بنا کر رکھ دیا ہے۔ جس کے پیش نظر روشن خیال معاشرے کی تشکیل کے لئے نصاب میں کچھ تبدیلیاں کی گئی ہیں۔ "مشتے نمونہ از خروارے" کے طور پر آپ بھی دیکھ لیجئے۔

این ڈبلیو ایف پی ٹیکسٹ بک بورڈ کی جماعت دہم کی اردو کے پہلے سبق ہجرت نبوی کی دوسری سطر میں لکھا ہے "یہ داستان نہایت پر اثر ہے، آپ داستان کے بارے میں تو جانتے ہی ہوں گے۔ اگر نہیں تو علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کے ڈاکٹر محمد صدیق علی خان شبلی، ڈاکٹر نثار احمد قریشی، ڈاکٹر حسن سجاد سید، ڈاکٹر اسد علی خان اور ڈاکٹر افسر رضوی کی تعریف سنئے جو انہوں نے اردو انٹرمیڈیٹ CNO 302 میں کی تھی۔

داستان بنیادی طور پر کہانی کی وہ قسم ہے جس کا تعلق کہنے سے زیادہ رہا ہے یعنی یہ پڑھنے پڑھانے سے زیادہ سننے سنانے کی چیز رہی ہے۔ موجودہ داستانیں پڑھ کر بھی یہی محسوس ہوتا ہے جیسے کوئی داستان سنا رہا ہو۔ طوالت اس کا خاصہ ہے۔ کہانی سے کہانی پیدا کر کے اسے طول دیا جاتا ہے۔ داستان کی دوسری بڑی خصوصیت یہ ہے کہ اس کی کہانی خیالی یا فرضی ہوتی ہے۔ اس کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ داستان گو خیالی دنیا کی سیر کراتا ہے۔ داستان میں مافوق الفطرت عناصر کی بھرمار ہوتی ہے، جن کی مثال عام زندگی میں نہیں ملتی۔ داستان میں حسن و جمال کی تمام خوبیاں حسین میں، حماقت کی تمام تر حماقتیں احمق میں جمع کر دی جاتی ہیں۔ اس کا انجام نیکی کی فتح پر یا برائی کی شکست پر ہوتا ہے۔ اب بتائیے ہجرت حقیقت ہے یا داستان؟ اسی طرح اسلامیات نہم و دہم کے صفحہ 90 پر لکھا ہوا ہے کہ جہاد ایک منظم کوشش کا نام ہے اور اسلام میں اس کے واضح اصول وضوابط ہیں۔ بغیر کسی نظم اور امیر کے کوئی شخص یا گروہ اپنی مرضی سے مسلح جدوجہد شروع کردے تو اسے جہاد قرار نہیں دیا جاسکتا۔ جہاد کے لئے ضروری ہے کہ اسلامی ریاست کی طرف سے باقاعدہ اس کا حکم دیا گیا ہو۔ علماء و مجتہدین کے اداروں نے حالات واسباب کا بے لاگ جائزہ لے کر اس کے امکان اور ضرورت کا فیصلہ دیا ہو۔

دنیا کی کوئی اسلامی مملکت بتائیے جس میں شہریوں کی کفالت حکومت کی اولین ذمہ داری ہو، ہے؟ جب کہ اسلامی ریاست کی یہ بنیادی شرط ہے بلکہ ذمیوں کی کفالت بھی بیت المال سے ہوتی رہی ہے۔ امیر بادشاہ یا شاہ نہیں ہوتا اور نہ ہی امارت وراثت میں منتقل ہوتی ہے، اپنی تاریخ کا جائزہ لیجئے۔ اگر کہیں امارت کا وجود ہوتا تو سارے بکھیڑے ہی ختم ہوجاتے۔ اسلامی ریاست کا قیام لکھنے پڑھنے سے ممکن نہیں جب تک اس کے لوازمات پورے نہ کئے جائیں۔ یوں تو کشمیریوں کی جدوجہد بھی امیر یا ریاست کے تحت نہیں۔ عراق، فلسطین، افغانستان، چیچنیا میں بھی ریاست وامارت کا وجود نہیں۔ رہی بات مجتہدین کی تو روشن خیال مجتہدین نے تو انگریزوں کو بھی "اولی الامر" قرار دے دیا تھا اور خطابات و مراعات کے مستحق قرار پائے تھے۔ ہندوستانی سپاہیوں کو تعویذ دیتے ہوئے کہا تھا کہ اب ترکوں کی گولی تم پر اثر نہیں کرے گی جب کہ انگریزی گولیاں ان کا سینہ چھلنی کر دیں گی۔ خلافت کا خاتمہ کس نے کیا؟ اب امارت کہاں

اکرامِ مہمان

اُمّ سعد، بہاولنگر

اکثر خواتین کی عادت ہوتی ہے کہ گھر آتے مہمانوں کو دیکھ کر ان کے ماتھے پر سو بل پڑ جاتے ہیں، اچھا خاصا موڈ خراب ہوجاتا ہے۔ بلاوجہ بچوں کی پٹائی شروع ہوجاتی ہے۔ حالانکہ وہ نہیں جانتیں کہ مہمان تو اللہ کی رحمت ہوتا ہے اور اپنا رزق ساتھ لے کر آتا ہے، بلکہ مہمان کا اکرام کرنے سے اللہ رزق میں بے پناہ فراخی دیتا ہے۔

آج میں آپ کو ایسی ایک خاتون کا واقعہ سناتی ہوں جنہوں نے مہمان کا اکرام کیا اور فوراً اس کا انعام پایا۔ حضرت ابو الربیع رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک گاؤں میں ایک نیک عورت کی شہرت سنی جس کا نام فضہ تھا۔ میری عادت کسی عورت سے ملنے کی نہ تھی، مگر اس کا حال میں نے ایسے سنا کہ مجھے اس کے پاس جانے کی خواہش پیدا ہوئی، میں اس گاؤں میں گیا اور اس کی تحقیق کی تو مجھے لوگوں نے بتایا کہ اس کے یہاں ایک بکری ہے جس کے تھنوں میں سے دودھ اور شہد نکلتا ہے، مجھے بہت تعجب ہوا، میں نے ایک نیا پیالہ خریدا اور اس کے گھر جا کر بکری کے متعلق پوچھا، اس نے اپنی بکری میرے حوالے کر دی۔ میں نے اس کا دودھ نکالا تو واقعی اس میں سے دودھ اور شہد نکلا۔ میں نے اسے پیا اور اس کے بعد پوچھا کہ تمہارے پاس یہ بکری کہاں سے آئی؟

وہ کہنے لگی۔ ہم غریب لوگ ہیں ہمارے پاس ایک بکری کے سوا کچھ نہ تھا، اسی پر ہمارا گزر بسر تھا، اتفاق سے بقرعید آگئی، خاوند نے کہا کہ اس کی قربانی کردیں۔ میں نے کہا ہمارے پاس گزر بسر کے لئے اس کے سوا کچھ نہیں اور ایسی حالت میں قربانی کا حکم نہیں، اس لئے قربانی رہنے دیں۔ خاوند نے میری بات مان لی اتفاق سے اسی دن ہمارے گھر ایک مہمان آگیا۔ میں نے کہا کہ مہمان کے اکرام کا حکم ہے اس لئے اس بکری کو ہی ذبح کرلو۔ میرے خاوند بکری کو باہر لے گئے اور اس پر چھری پھیر دی۔ میں کیا دیکھتی ہوں کہ بکری دیوار کے اوپر کھڑی تھی وہاں سے اتر کر نیچے صحن میں آگئی۔ مجھے خیال ہوا کہ شاید خاوند کے ہاتھ سے چھوٹ کر گھر آگئی ہے لیکن میں نے جب باہر دیکھا تو وہ بکری کی کھال کھینچ رہے تھے، میں نے کہا کہ تعجب ہے ایسی ہی ایک بکری گھر بھی آگئی ہے۔ خاوند کہنے لگے کیا بعید حق تعالیٰ شانہ نے اس کا بدل ہمیں عطا کیا ہو۔ یہ وہ بکری ہے جو دودھ اور شہد دیتی ہے، یہ سب کچھ محض مہمان کے اکرام کی وجہ سے ہے۔

پھر وہ عورت کہنے لگی۔ میرے بچو! یہ بکری دلوں میں چرتی ہے۔ اگر تمہارے دل نیک رہیں گے تو اس کا دودھ بھی اچھا رہے گا، اپنے دلوں کو اچھا رکھو ہر چیز تمہارے لیے اچھی بن جائے گی۔ (حوالہ: فضائل صدقات حصہ دوم ص ۶۴۷)

1947 کی یاد میں

مائیں وطن پرستی کے گیت گاتی تھیں
ولولے موجزن تھے جوانوں کے سینوں میں
نعرۂ حق بلند کرنے والے اُن جوانوں کو
میں ڈھونڈ رہی ہوں یہاں کے مکینوں میں
کوئی حرص و آز کا بندہ ہے کوئی پجاری زر کا ہے
توکل و قناعت کہاں آج کے ذہنوں میں
عظمتِ انسانیت کب کی لٹ چکی
کیا ڈھونڈ رہے ہو ماضی کے دفینوں میں
پوچھتے ہو قوم کا بیڑا کیسے ڈوب گیا
سوراخ کئے کہیں ناخداؤں نے سفینوں میں
کرسیوں کے گرد شرفا کا ہجوم تو دیکھو
جیسے خیرات بٹ رہی ہو مسکینوں میں
خیرات پہ اظہارِ مسرت قرضہ وصولنے پہ ناز
احساسِ خودی گاڑ دیا بے حسی کی زمینوں میں

شوکت آرا

خُدا! ان مشعل بردار ہاتھوں کو سلامت رکھے

کبریٰ غلام رسول

حبس زدہ موسم میں تازہ ہوا کا جھونکا خوشگوار لگتا ہے۔ خودغرضی اور نفسانفسی کے اندھیروں میں روشنی کی ایک چھوٹی سی کرن بے حد امید افزا اور خوشی کا باعث ہوتی ہے، کڑی دھوپ میں گھنا سایہ میسر آجائے تو راحت بے حساب ملتی ہے جبکہ کچھ شجر تو بہت گھنیرے اور سکھ کے سویرے ہوتے ہیں کہ ان کے نیچے بیٹھ کر برسوں کی مسافتیں اور کلفتیں دم بھر میں بھول جاتی ہیں۔ ہوائے تازہ دل ودماغ کو فرحت بخشتی ہے تو ذہن اس درخت کو پروان چڑھانے والوں کو یاد کرنے اور ہونٹ دعائیں دینے لگتے ہیں پھر وہ درخت جو سایہ بھی دیں پھل بھی اور موسم بہار کی رعنائیاں بھی ان کا ہونا حیات انسانی کے لئے کس قدر ضروری اور اہم ہوتا ہے، بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

کتنے بلند نظر، اعلیٰ اخلاق، روشن خیال اور مجسم ایثار ہوتے ہیں وہ لوگ جو تیز دھوپ میں سایہ بن جاتے ہیں جن کے ہاتھ ظلمتوں میں چراغ جلاتے ہیں۔

مدارس اسلامیہ محض علوم کے سرچشمے ہی نہیں بلکہ آفاقی سوچ، وسیع النظری، انسانیت سازی، کردار وعمل کی پختگی اور ہمدردی وخیرخواہی کے مرکز بھی ہیں۔ علماء کرام مسندِ تدریس پر متمکن محض علمی وروحانی تشنگی ہی نہیں بجھارہے بلکہ معاشرے میں جابجا بکھرے مسائل ومصائب سے بھی پوری جاں فشانی کے ساتھ نبرد آزما ہیں۔ رضائے ربانی اور انسانی فلاح کے لیے دن رات کوشاں ہیں، اس کی ایک مثال "الرشید ٹرسٹ" کی مختلف شعبہ ہائے زندگی میں جاری جدوجہد کی صورت میں سب کے سامنے ہے۔ بیماروں کا علاج، بیواؤں کی خبرگیری، بچیوں کے لئے جہیز فنڈ، بے آسراؤں کے لئے خیمہ بستیوں کا قیام اور ان کی بھوک کا احساس اور گمراہ خلق خدا کو راہ راست پرلانے کے لئے کی جانے والی تگ ودو کسی سے پوشیدہ نہیں یہ وقت کی نباض ہستیاں ہرغرض سے بے نیاز دوسروں کے دکھ درد کو اپنے سینے میں محسوس کرتی ہیں اور ان کی فلاح وبہبود کے لئے بے لوث ہوکر مصروفِ عمل ہیں۔

"العزیز ہسپتال برائے خواتین و اطفال" ابوالحسن اصفہانی روڈ، گلشن اقبال کراچی ایک ایسا ہی زبردست اور قابل تحسین فلاحی منصوبہ ہے جو مفتیان و علماء کرام کی زیرسرپرستی عنقریب اپنے کام کا آغاز کردے گا، اس کے لئے عمارت حاصل کرلی گئی ہے۔ اب اس کی تکمیل کے لئے سرمایہ درکار ہے۔ ابتدائی اخراجات کا تخمینہ 90 لاکھ سے ایک کروڑ تک لگایا گیا ہے، جس کی فراہمی یقیناً ایک وقت میں ایک شخص کے بس کی بات نہیں بلکہ فرداً فرداً صاحب حیثیت و صاحب درد خواتین وحضرات اس کارخیر میں حصہ دار بنیں گے۔ آلات جراحی، جدید مشینری، لیبارٹریز کا سامان، ادویات، ہسپتال کے لیے دیگر بنیادی وضروری اشیاء کی فراہمی، قابل ترین دینی ذہن رکھنے والی لیڈی ڈاکٹرز اور عملے کا انتخاب ایک مشکل مرحلہ ہے۔ اس کے لیے وقت، سرمایہ اور از حد محنت درکار ہے اس مقصد کے لئے "المدینہ ٹرسٹ" جی جان سے کوشاں ہے۔

العزیز ہسپتال کی وہ خصوصیت جو اسے ممتاز ترین حیثیت واہمیت کا حامل بنارہی ہے۔ وہ یہ ہے کہ اس ہسپتال میں امراض نسواں کا علاج مکمل شرعی اصول وضوابط کے مطابق ہوگا، حقیقی معنوں میں پردے کا پورا پورا لحاظ رکھا جائے گا۔ اس طرح اسلامی ملک ومعاشرے اور مذہبی گھرانوں کی وہ باپردہ عورتیں جو ڈاکٹر حضرات سے علاج کروانے میں ہچکچاہٹ محسوس کرتی یا بہ امر مجبوری کرواتی ہیں یا پھر تکلیف تو سہہ لیتی ہیں، مگر مرد ڈاکٹر سے علاج کروانے کے روادار نہیں ہوتیں۔ بعض پیچیدہ صورتوں میں یہ مسئلہ جان لیوا ہی ثابت ہوتا ہے، لیکن ان معزز خواتین کی دینی غیرت وحمیت یہ گوارا نہیں کرتی کہ مرد ڈاکٹر سے علاج کروانے کی گنجائش رکھی جائے۔ خواتین کی انہی مشکلات کو العزیز ہسپتال نے احسن طریقے سے حل کرنے کی ذمہ داری قبول کی ہے۔ اب یہ خواتین کا بھی فرض ہے کہ وہ اس کی تکمیل کے لیے کی جانے والی کوششوں کو اپنی طاقت و وسائل کے مطابق آگے بڑھائیں، پاکستان کے طول وعرض میں کم وبیش یہ اپنی نوعیت کا واحد ہسپتال ہوگا۔ جہاں خواتین کا علاج مکمل شرعی پردہ میں لیڈی ڈاکٹرز کریں گی، جبکہ دیگر معاون عملہ بھی خواتین پر مشتمل ہوگا اور بلا امتیاز ہر طبقہ فکر کی خواتین اس طرز علاج سے مستفید ہوسکیں گی، ہسپتال انتظامیہ نے علاج کے لیے تین درجے ترتیب دیئے ہیں۔ پہلے درجہ میں نادار ومفلس خواتین کا بالکل مفت علاج ہوگا۔ درجہ دوم میں خواتین کا وہ طبقہ شامل ہے جن کی مالی حالت تسلی بخش نہیں اور وہ علاج کے کلی اخراجات برداشت کرنے کی سکت نہیں رکھتیں، ہسپتال فنڈز سے انہیں مددی جائے گی جبکہ تیسرے درجہ کو VIP کا نام دیا گیا ہے، اس میں صاحب ثروت خواتین کے لئے اپ گریڈ سہولیات کی فراہمی کا انتظام ہوگا اور اس کا مقصد ہسپتال کو چلانے کے لیے آمدنی کا حصول ہے۔

العزیز ہسپتال برائے خواتین واطفال کے ڈائریکٹر ڈاکٹر مغیث احمد نے اس پراجیکٹ کی تفصیلات بتاتے ہوئے کہا کہ اس ہسپتال کی شاخیں چاروں صوبوں کے مختلف شہروں میں بھی قائم کی جائیں گی جہاں مکمل اسلامی اقدار وقوانین کا نفاذ اور امراض نسواں کا علاج ہوگا۔ اللہ کے فضل سے وہ وقت دور نہیں کہ یہ سچی لگن ایک فرد کے دل میں جاگزیں ہوجائے تو اس کے اردگرد رہنے والے افراد کو متاثر ہونا لازمی امر ہے، دوسروں کو کچھ دینے یا ان کے لئے کچھ کرنے کا تھوڑا سا عمل بظاہر معمولی لگتا ہے، لیکن درحقیقت اس کا دائرہ مختصر حدود کا نہیں وسیع پھیلاؤ کا حامل ہوتا ہے۔ انفرادیت سے اجتماعیت کی سطح تک کا سفر کچھ دشوار ضرور ہے مگر بہت دشوار نہیں اپنی ذات کے مطالبہ ومفاد کو پس پشت رکھ کر اپنے اطراف میں نگاہ دوڑائیں تو بہت سارے مسائل ہماری توجہ اپنی جانب مبذول کرلیتے ہیں اور ہماری مقدور بھر کوششوں میں ان کا حل پوشیدہ ہے۔ دراصل مثبت رویے وہ محرکات ہیں جو ایک صحت مند سوچ کو عملی اقدام پر اکساتے ہیں اور نیت واخلاص سے اٹھے قدم آپ ہی آپ آگے بڑھنے لگتے ہیں، رکاوٹیں ختم ہونے لگتی ہیں اور کچھ کرنے کا جذبہ استقامت کا ہاتھ تھامے منزل کو چھولینا چاہتا ہے۔ ایک ننھا دیا گھور اندھیروں پر غالب آجاتا ہے، اس کی ٹمٹماتی روشنی آنکھوں کو خیرہ نہیں کرتی بلکہ راستوں کو نشیب وفراز سے آگاہی دیتی ہے۔ ان چراغ جلانے والے ہاتھوں کو تقویت دینے کی کوشش کرنی چاہئے تا کہ ان کی لو مدہم نہ پڑے۔ یہ بجھنے نہ پائیں۔ آیئے بھلائی کے راستوں پر ہمقدم ہوکر چلنے کا عہد کریں اور دعا کریں کہ خدا ان عظیم ہاتھوں کی حرارت کو زندہ رکھے، ان مشعل بردار ہاتھوں کو سلامت رکھے اور دیئے سے دیا جلانے کا عمل جاری رہے۔

بے پردگی سے پردے کی طرف

میں نے شرعی پردہ کیسے شروع کیا

س۔ بنت الیاس

الحمدللہ! میرا تعلق سید خاندان سے ہے۔ ہمارے گھرانے کو تمام خاندان میں دین دار سمجھا جاتا ہے۔ لیکن ہمارے ہاں شرعی پردہ نہیں کیا جاتا۔ پردہ صرف باہر جاتے وقت بڑی چادر لے کر جانے تک ہے اور بس...... میں نے جب میٹرک کا امتحان پاس کیا تو اس وقت میرا ذہن بھی یہی تھا کہ پردہ تو صرف دل کا ہوتا ہے۔ اگر اپنی نیت صاف ہو تو مخلوط ماحول سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ چنانچہ میں نے F.G کالج میں داخلہ لے لیا جو مخلوط کالج تھا۔ اس وقت میرا حال یہ تھا کہ سر پر دوپٹہ کرتی لیکن اگر اتر بھی جاتا تو کوئی حرج نہیں سمجھتی تھی یعنی میرے لئے یہ معمولی بات تھی۔ میں نے فرسٹ ایئر کا امتحان دینے کے بعد چند دینی کتب پڑھیں جن میں سے ایک ''موت کا منظر'' بھی ہے تو میرا دین کی طرف رجحان بڑھا۔ اس کے بعد میں نے ایک کتاب ''بدنظری کا علاج'' پڑھی تو یہ فکر پیدا ہوئی کہ اس سخت گناہ سے بچنا چاہئے۔ چنانچہ میں نے نقاب کرنا شروع کر دیا۔ جب کلاس میں گئی تو ساری لڑکیاں حیرت سے دیکھنے لگیں اور کہنے لگیں کہ اب پردہ کرنے کا کیا فائدہ؟ پورا سال تو ایسے ہی گزر گیا ہے سب نے تمہارا چہرہ دیکھ لیا ہے۔ اب چند ماہ رہ گئے ہیں ان کو گزار لو بعد میں کر لینا، کوئی کہتا کہ یقیناً گھر والوں نے سختی کی ہوگی۔ میری اردو کی استاد جنہیں پردہ سے کوئی لگاؤ نہ تھا اور وہ بھی ماڈرن اسلام کا رواج چاہتی تھیں انہوں نے مجھے عجیب سی نظروں سے دیکھا اور کہنے لگیں کہ ''اسلام میں چہرے کے پردے کا حکم تو نہیں ہے برقع پہننے کا آغاز تو اس وقت ہوا جب (نعوذ باللہ) ناچنے گانے والی عورتیں یعنی طوائف عورتیں اپنے گھروں کو آتیں تو اس ڈر سے کہ کہیں لوگ پہچان نہ لیں اپنے چہرے کو چھپا لیتی تھیں۔'' لیکن نے جب پردے کے بارے میں نازل شدہ آیات دکھائیں تو کہنے لگیں کہ یہ ''حکم تو اس وقت کی عورتوں کے لئے تھا کیونکہ اس وقت لوگ بہت برے تھے، عورتوں کو تنگ کرتے تھے آج کے لوگ عقل مند اور ترقی پسند ہیں اس لئے اس کا کوئی خطرہ نہیں، اس لئے اب پردہ کی ضرورت نہیں''۔ کیمسٹری کی ٹیچر نے کہا کہ ''بیٹا آپ کالج میں پڑھنے کے لئے آتی ہیں یہ تو آپ کے ہم جماعت ہیں ان سے پردہ کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ اور پریکٹیکل کرتے وقت تو صرف گلے میں دوپٹہ کیا کریں تاکہ کام کرتے وقت آگ وغیرہ لگنے کا خطرہ نہ ہو''...... لیکن جب اللہ رب العزت اپنے فضل واحسان سے کسی کے دل میں جہنم کی آگ سے بچنے کی فکر پیدا کر دیں تو پھر دنیا کی آگ کا خوف خود بخود نکل جاتا ہے اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے میں ان تمام باتوں کی پرواہ کئے بغیر پردہ کرتی رہی اور دل میں خیال پیدا ہوا کہ جب ان نامحرم مردوں سے پردہ کرتی ہوں تو پھر اپنے خالہ زاد، پھوپھی زاد سے بھی پردہ کرنا چاہئے لیکن یہ مرحلہ میرے لئے انتہائی مشکل تھا کیونکہ کبھی ہمارے خاندان میں اس طرح کے پردے کا تصور بھی نہ تھا۔ چنانچہ میں نے ہمت کر کے امی سے بات کی۔ بھائی جان نے بھی میرا ساتھ دیا۔ امی وقتی طور پر مان گئیں لیکن ناراض بھی بہت ہوئیں کہ اس طرح تو تمام رشتہ داروں سے کٹ کر رہ جائیں گے، زندگی کیسے بسر ہوگی وغیرہ وغیرہ۔ پھر میں نے اپنی چچازاد کو خط لکھا کہ جب بھی اس کے بھائی ہمارے گھر آئیں تو اس بات کا خیال رکھیں کہ میں شرعی پردہ کرتی ہوں۔ میرے لئے پردہ کرنا اس لئے بھی مشکل تھا کہ بچپن سے لے کر آج تک ہم سب بہن بھائی اور میرے چچازاد، ماموں زاد وغیرہ بے دھڑک ملتے تھے، اکٹھے کھیلتے، باتیں کرتے لیکن میں نے ان تمام واقعات کو بھلا کر اللہ تعالیٰ سے توبہ کر کے اس کی طرف رجوع کر لی۔ پھر میرا FSC کا رزلٹ آ گیا اور میں نے اچھے نمبرات کے ساتھ کالج میں تیسری پوزیشن لی۔ اس لئے والدین کا اور تمام ٹیچرز کا یہی خیال تھا کہ میں میڈیکل میں داخلے کے لئے تیاری کروں اور ٹیسٹ دوں تاکہ ڈاکٹر بن جاؤں۔ لیکن جب میں مولانا طارق جمیل صاحب مدظلہ کے بارے میں سوچتی کہ انہوں نے بھی ڈاکٹر بننا تھا لیکن دین کی خاطر اسے چھوڑ دیا اور روحانی ڈاکٹر بن گئے۔ آخر کوئی بات تو تھی کہ دین کی خاطر سب کچھ قربان کر دیا۔ چنانچہ میں نے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ تمام میڈیکل کالجوں میں مخلوط تعلیم ہے اس لئے میں نہیں داخلہ لوں گی۔ میرے اس انکار سے والدین کو بہت دکھ ہوا اور گھر میں بہت لڑائی جھگڑا بھی ہوا۔ لیکن مجھے یقین تھا کہ آج اگر اللہ تعالیٰ کی خاطر سب کو ناراض کر دیا تو ان کی ناراضگی وقتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان سب کے دل میں میرے لئے ضرور محبت پیدا کر دیں گے۔ لیکن اگر اللہ تعالیٰ کو ناراض کیا تو پھر دین بھی جائے گا اور دنیا بھی۔ پھر ایک اسکول میں پڑھانے کے لئے گئی تو وہاں بھی مخلوط نظام تعلیم تھا اسکول انتظامیہ نے مجھے کہا کہ آپ ضرور ہمارے ہاں پڑھائیں لیکن برقع اتار دیں، کم از کم اسکول کے اندر پردہ نہ کریں یہاں تو سارا اسٹاف دوستوں کی طرح ہے، یہ وقتی جوش ہے ابھی آپ بچی ہیں جب سمجھ دار ہو جائیں گی تو پتہ چلے گا کہ عورت کا باہر نکلنا ضروری ہے خاص طور پر تعلیم کے شعبہ میں ضرور آگے آنا چاہئے تاکہ اس کے پاس ایک اعتماد ہو اور مردوں کا مقابلہ کر سکے۔ گھر کی چار دیواری میں رہ کر تو تم اپنی صلاحیتوں کو زنگ لگا دو گی۔ مرد عورت کو غلام بنانا چاہتے ہیں اس دھوکہ میں نہ آؤ وغیرہ وغیرہ......'' میں نے کہا کوئی مجھ سے بھی تو پوچھے میں نے پردہ کر کے خود ہی یہ غلامی قبول کی ہے اور گھر کے اندر رہ کر اپنے آپ کو زیادہ محفوظ سمجھتی ہوں اور جو میرے دل کو سکون پردے کی وجہ سے ملا ہے وہ باہر بے پردہ نکلنے والی عورتوں کو مل ہی نہیں سکتا۔

ضرب مومن اور حضرت اقدس مفتی رشید احمد رحمہ اللہ کے مواعظ سے بہت متاثر ہوئی ہوں۔ خاص طور پر اللہ کے باغی مسلمان، نفس کے بندے، لڑکی اور چار دیواری وغیرہ۔ آج مجھے شرعی پردہ کرتے ہوئے ڈیڑھ سال سے زیادہ ہو چکا ہے لیکن مجھے کبھی اپنے فیصلے پر افسوس نہیں ہوا اور اب میرے والدین، بہن بھائی اور رشتہ دار بھی بہت خوش ہیں۔ الحمدللہ! میں دین کی تعلیم حاصل کر رہی ہوں تمام قاریات سے گزارش ہے کہ وہ بھی شرعی پردہ کر کے تو دیکھیں بظاہر کڑوی گولی لگتی ہے لیکن صرف تھوڑی دیر، پھر وہ حقیقی خوشی اور اطمینان حاصل ہوتا ہے جس کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا اور اللہ تعالیٰ آپ کو کبھی اکیلا بھی نہیں چھوڑے گا، ایک دفعہ پکا ارادہ کر کے دیکھ لیں۔ اللہ تعالیٰ توفیق دے۔ آمین۔

گمراہی سے صراطِ مستقیم کی طرف

جب میں کالج میں پڑھتی تھی تو ماڈرن لڑکیوں سے بہت متاثر تھی ان کے کٹے ہوئے بال، گلے میں دوپٹہ اور ہر ایک سے پٹر پٹر باتیں کرنا بہت اچھا لگتا تھا لیکن میرے گھر کا ماحول ایسا نہیں تھا مجھے یہ سب کرنے کی اجازت نہیں تھی۔ میں نماز روزہ تو کرتی تھی لیکن پردہ کرنا مجھے بہت برا لگتا تھا، میں نے سوچا تھا کہ میں کبھی برقع نہیں لوں گی۔ بی اے میں تھی کہ میری شادی میری خالہ کے بیٹے سے طے ہو گئی وہ پڑھے لکھے اور نیک آدمی ہیں۔ بھلا مجھے اس شادی پر کیا اعتراض ہو سکتا تھا ان کے چہرے پر سنتِ رسول دیکھ کر یہ خیال آتا تھا کہ بس انہوں نے جاتے ہی مجھے برقع دے دینا ہے، پھر جب ہماری شادی ہو گئی تو انہوں نے کبھی مجھ پر سختی نہیں کی بلکہ ہر بات کو دلائل سے سمجھایا۔ باقی باتوں کے علاوہ پردے کے بارے میں بھی میرے خیالات میں تبدیلی آئی پھر اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے ہمارے گھر کے پاس ہی ایک کرنل صاحب کے گھر درس ہونے لگا میں بڑے شوق سے درس سننے جانے لگی ایک دفعہ مفتی صاحب نے پردے کے بارے میں درس دیا اس میں انہوں نے بتایا کہ جو عورتیں دنیا میں پردہ کرتی ہیں اللہ تعالیٰ ان کو جنت میں اپنا دیدار خاص کروائیں گے۔ بس یہ بات میرے دل میں بیٹھ گئی کہ میں نے اللہ تعالیٰ کا خاص دیدار کرنا ہے پھر میں نے پردہ کرنا شروع کر دیا۔ اب میں بہت خوش اور مطمئن ہوں اور سوچتی ہوں کہ پردہ کرنے کے کتنے فائدے ہیں پھر ہم عورتیں پردہ کرنے سے کیوں بھاگتی ہیں؟ سب سے بڑا فائدہ اللہ تعالیٰ کا دیدار ہے اور پھر دنیا میں مردوں کی گندی نظروں سے بچتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں شرعی پردہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور شریعت کا پابند بنائے۔ نیک اور باپردہ مائیں ہی صلاح الدین ایوبی جیسے غیرت مند بیٹوں کو جنم دیتی ہیں۔

اُمّ عمرو علی

قسط اول

میری شریکِ زندگی میری رفیقۂ حیات

حضرت مولانا محمد منظور نعمانی رحمہ اللہ کے نام سے ایک دنیا واقف ہے۔ اکابرین دیوبند میں ان کا نام سرفہرست آتا ہے۔ آپ کی تصانیف علم و معرفت کا عظیم الشان ذخیرہ ہوتی ہیں۔ ''معارف الحدیث'' جیسی تصنیف آپ ہی کے جادو اثر قلم کا نتیجہ ہے۔ ذیل میں ہم حضرت مولانا محمد منظور نعمانی کے فرزند گرامی مولانا محمد حفیظ نعمانی کی اہلیہ کا تذکرہ پیش کررہے ہیں۔ اس تذکرے سے ایک دینی گھرانے کے خدوخال واضح ہوتے ہیں جو صرف قابلِ مثال ہی نہیں قابل تقلید بھی ہیں۔

حفیظ نعمانی

زندگی کی وہ ڈور جو ۵۲ برس تک بندھی رہنے کے بعد ایک پل میں ٹوٹ جائے اس کی تکلیف اور اس کا کرب کیا ہوتا ہے اس کا تجربہ ۹ رجولائی ۲۰۰۴ء کی رات کو بارہ بج کر بیس منٹ پر اس طرح ہوا کہ شریک زندگی اور رفیقۂ حیات نے کلمہ طیبہ پڑھتے ہوئے آخری سانس لی اور میری حیثیت ایک پل میں اتنی بدل گئی کہ میں اپنے ہاتھوں سے ان آنکھوں کو بند نہ کرسکا جنہیں اس طویل عرصہ میں لاکھوں مرتبہ بار منتظر پایا تھا اور پاؤں کے دونوں انگوٹھوں کو بھی خود نہ باندھ کر اپنے چھوٹے جگر پارے ہارون نعمانی سے یہ کہہ کر بندھوایا کہ جب تمہاری دادی نے سفر آخرت کیا تھا اس وقت تمہارے دادا ابی نے یہ کام اس لئے مجھ سے کرایا تھا کیوں کہ میں چھوٹا بیٹا تھا۔

ہمارے بزرگوں نے ہم نے ہم دونوں کو زندگی کا سفر ایک ساتھ اور دوش بدوش کرنے کا جس وقت فیصلہ کیا اس وقت میری عمر ۲۱ سال اور غیور کی عمر ۱۸ سال تھی۔ یہ دور وہ تھا کہ ملک کی تقسیم کے لگائے ہوئے زخموں سے اس وقت بھی خون رس رہا تھا۔ مسلمان ملک میں صرف تین کروڑ بچے تھے جو تیس کروڑ غیر مسلموں کی آنکھوں سے نکلنے والی چنگاریوں اور الفاظ کے انگاروں کا بہادری کے ساتھ سامنا کررہے تھے، مسلمانوں کا کاروبار چراغ سحری کی طرح جھلملا رہا تھا ہر دن کسی نہ کسی مسلمان کی دکان کا بورڈ بھی بدل جاتا تھا، مالک بھی اور سامان بھی ہم دونوں بھائی (یعنی میں اور مولانا عتیق الرحمٰن سنبھلی) سسکتے کراہتے اور لڑکھڑاتے ماہنامہ الفرقان اور کتب خانہ الفرقان کو جسم کی پوری طاقت سے روکے ہوئے تھے اس لئے کہ والد ماجد آپا صاحبہ ہم دو بھائی دونوں کی شریک حیات اور دو بہت چھوٹے بہن بھائیوں کی ضروریات زندگی کا ذریعہ بس یہی ادارہ تھا۔ الفرقان کے خریداروں کی بڑی تعداد پاکستان جاچکی تھی اور ملک کے مسلمانوں میں ایسے لوگوں کی تعداد بہت کم رہ گئی تھی جو کھانے پینے اور پہننے اوڑھنے پر خرچ کرنے کے بعد دینی کتابیں یا رسالے بھی خرید کر پڑھیں۔ یہ نتیجہ اس فیصلہ کا تھا جو والد ماجد نے تقسیم سے پہلے ہی کرلیا تھا کہ ہندوستانی مسلمانوں کو چھوڑ کر ہمیں پاکستان نہیں جانا ہے۔ ان کے ساتھ رہ کر ہی جینا ہے اور ان کے ساتھ ہی مرنا ہے۔

پاکستان بننے کے اور حالات کے پرسکون ہونے کے بعد والد ماجد کو پاکستان کے پرانے شہریوں اور مہاجر مسلمانوں نے کس کس طرح بلایا اس کا میں خود گواہ ہوں۔ لاہور کی مال روڈ پر محبت کرنے والوں نے دو بہت شاندار کوٹھیوں کو والد ماجد اور حضرت مولانا علی میاں کے لئے محفوظ کرلیا تھا (جنہیں ۵۳ء میں میں نے بھی دیکھا اور اس سفر میں اس اصرار کو بھی قریب سے سمجھا جو پاکستان بلانے کے لئے تھا) ناعاقبت اندیشی اور جوان امنگوں کو یہ فیصلہ گراں بھی گزرا، لیکن والد ماجد کے اندر معمولی لچک تک پیدا نہیں ہوئی اور وہ اس پر بھی آمادہ نہیں ہوئے کہ ہندوستان جاکر پھر غور کریں گے۔

آج اکثر لوگ اس کا تصور بھی نہیں کرسکتے ہیں کہ جب اپنی شریک حیات کو رخصت کرانے کے لئے ہم لوگ سنبھل (مرادآباد) گئے تھے تو دلہن کے لئے صرف ایک جوڑا کپڑوں کا تھا، ایک برقعہ تھا اور مرحومہ والدہ کے زیورات میں سے آدھا زیور تھا جو پرانے طرز کے زیور کو بدل کر نئے ڈیزائین کا بنوالیا گیا تھا۔ اس قلندرانہ شان و شوکت کے ساتھ جب ہم لوگ بلوچپورہ (لکھنؤ) والے مکان میں آکر اترے تو ایک کمرہ میں ایک پلنگ اور ایک چارپائی ہمارے لئے چشم براہ تھی، اہلیہ کا وہ سامان یعنی جہیز مسہری، میز، نماز کی چوکی اور ایک کرسی ٹرین سے آرہی تھی جو دوسرے دن آئی جو ریلوے کے ذمہ دار اہلکاروں کی عنایت سے چار کے بجائے آٹھ عدد بن گئے تھے۔ میں نے جب بلٹی دکھا کر سامان لینا چاہا تو متعلقہ کلرک نے فرمایا کہ اس میں تو چار عدد لکھے ہیں، میں نے اپنے کو قابو میں رکھتے ہوئے جواب دیا کہ تھوڑی سی عنایت اور ہوجائے تو یہ سولہ ہوجائیں گے!

ازدواجی زندگی کی عمارت کی یہ پہلی اینٹ تھی۔ رب کریم مرحومہ کی بال بال مغفرت فرمائے کہ گھر آکر گنی بوٹی نپے شوربے اور روکھی سوکھی روٹی کھا کر بھی ہمیشہ مسکراہٹ ہونٹوں کا حصہ رہی اور کبھی حرف شکایت زبان پر آنے ہی نہیں دیا۔ سنا بھی ہے اور دیکھا بھی ہے کہ ساس بہو کے درمیان کچھ تناؤ بھی ہوجاتا ہے اور جب ساس سوتیلی ہو تو یہ تناؤ کشیدگی کی حدوں میں داخل ہوجاتا ہے مگر فطری دین داری، والدین کی تربیت اور دینی کتابوں کے مطالعہ نے اس طرح اس نیک لڑکی کو جکڑا تھا کہ کوئی ناواقف تو عمر بھر سمجھ ہی نہیں سکتا یا سکتی تھی کہ یہ سوتیلے رشتے کی مسکراہٹ ہے اور میں اسے اس مزاج اور فطرت کا انعام ہی کہوں گا کہ برسوں کے بعد جب سوتیلی ساس کا انتقال ہوا تو ان کا سر میری اہلیہ کی گود میں تھا۔

الفرقان اس وقت جس پریس میں چھپتا تھا وہاں دوڑنے میں وقت بہت زیادہ صرف ہوتا تھا اور تاخیر بھی ہوجاتی تھی لیکن والد ماجد کا ذوق تھا کہ کتابت طباعت معیاری ہو اسی وجہ سے یہ خیال آیا کہ اشاعت اور طباعت اگر وقت پر کرانا ہے تو اپنا پریس ہونا چاہئے۔ یہ خیال اس وقت آیا جب اللہ تعالیٰ نے حالات کچھ تبدیل تو کردیئے تھے مگر وہ پیٹ بھر روٹی اور سفید پوشی سے اوپر نہیں اٹھے تھے۔ اسی زمانہ میں مرحوم حافظ خیراتی صاحب نے کچہری روڈ پر اپنی ایک زمین تبلیغی کام کے لئے دیدی اور والد ماجد سے بے انتہا عقیدت کی بنا پر ایک مکان مرکز تبلیغ کے برابر بنوادیا جو اچھا تو تھا مگر چھوٹا تھا مگر انہوں نے اپنی معذوریوں اور کبرسنی کی مجبوریوں کو سامنے رکھ کر والد ماجد سے خواہش کی کہ وہ اس مکان میں آجائیں کیوں کہ بلوچپورہ آنے کی ان میں طاقت نہیں رہی تھی حافظ خیراتی صاحب کی محبت کو والد ماجد ٹال نہیں سکے مگر یہ فرما کر معذوری ظاہر کردی کہ اپنے دونوں بیٹوں اور ان کی بیویوں کو میں اپنے ساتھ اگر نہیں تو اپنے قریب رکھنا چاہتا ہوں۔ حافظ صاحب نے اس کا بھی انتظام کرنے کا وعدہ کیا، ادا کر بھی دیا اس کے بعد عذر کی کوئی گنجائش نہیں تھی۔ ہم لوگ کچہری روڈ آگئے۔

۱۹۵۳ء میں تنویر پریس کے مالک چودھری نفیس صاحب ایڈوکیٹ نے ایک دن مجھ سے کہا کہ یہ پریس میرے بس کا نہیں ہے اسے ہوسکے تو تم سنبھال لو، ان کا مقصد یہ تھا کہ میں نگرانی کا معاوضہ لے لوں اور جو کچھ چھپے اس کی چھپائی اور حساب انہیں دیدوں میں نے ان کے سامنے یہ تجویز رکھی کہ آپ مجھے پریس کرایہ پر دیدیں اور کرایہ مجھ سے لے لیں۔ رہی اس کی آمدنی مرمّت اور خرچ وہ سب میرے ذمہ ہوگا۔ چودھری نفیس صاحب نے اس تجویز کو پسند کیا اور ۵ مئی ۱۹۵۳ء کو ہمارے درمیان معاہدہ ہوگیا اور یہ طے ہوا کہ ایک مہینہ اس کی مرمت ہوگی جو میں کراؤں گا اور اس کے بعد ہر ماہ ساٹھ روپے کرایہ ادا کرتا رہوں گا۔

تنویر پریس جو روزنامہ تنویر کے لئے لگایا گیا تھا اور لگانے والی شخصیت لکھنؤ کی آبرو کہی جانے والی چودھری خلیق الزماں کی تھی اس پریس کی لگام ایک ایسے آدمی کے ہاتھ میں آگئی جو کبھی نہ مسلم لیگ سے وابستہ رہا نہ پاکستان کے مطالبہ سے۔ وہ ساعت وہ تاریخ وہ مہینہ اور وہ سال میرے لئے اس قدر مبارک ثابت ہوا کہ ابتدا میں دس روپے کا وہ نوٹ جس کا کبھی کبھی دن بھر انتظار کرنا پڑتا تھا پریس میں دن میں کئی بار آنے لگا اور زندگی کو اس حد تک تبدیل کرگیا کہ پھر صبح کے ناشتے دوپہر کے کھانے، رات کے کھانے اور سفید پوشی کا بھرم قائم رکھنے کی فکر زندگی سے رخصت ہوگئی۔ جس وقت ہم دونوں بھائی بلوچپورہ سے کچہری روڈ کے ایک چھوٹے مگر دومنزلہ مکان میں آئے تو بھائی صاحب کا ایک بیٹا تھا اور اس سے دو سال چھوٹی

میری بیٹی تھی۔ شہری آبادیوں میں رہنے والوں کے لئے تو وہ بہت کافی تھا، لیکن میری اہلیہ جس باپ کی بیٹی تھیں، وہ ہمیشہ بڑے اور کھلے ہوئے مکانوں میں رہے تھے اور پھر مراد آباد میں ہی ایک بہت کشادہ اور بڑا مکان خرید بھی لیا تھا جو مکینوں کے اعتبار سے بہت بڑا تھا، لیکن وہ صابر و شاکر لڑکی جو ایسے مکانوں میں اپنی عمر گزار کر آئی تھی اس نے ایک بار بھی اس کا ذکر نہیں کیا کہ یہ مکان بہت چھوٹا ہے۔

۱۹۵۶ء میں تیسرے بچے کی پیدائش کے بعد رب کریم نے پریس کے اوپر والا مکان خالی کرا دیا وہ مکان جس میں ایک ہی خاندان کے پندرہ افراد بڑے چھوٹے مرد اور عورتیں رہتی تھیں اس کو جب صاف ستھرا کرا کے میں نے اہلیہ اور بچوں کو لا کر بٹھایا تو بالکل ایسا محسوس ہوا جیسے کسی اسٹیشن کے ویران پلیٹ فارم کی ایک بینچ پر ایک شوہر ایک بیوی اور تین معصوم بچے بیٹھے ہوں، اس وقت جب میں نے کہا کہ لو! تم کھلا اور بڑا مکان چاہتی تھیں اللہ نے یہ دے دیا تو آنکھوں میں آنسو آ گئے اور کہا کہ میں ایک چھوٹے نوکر کے ساتھ اتنے بڑے گھر کو کیسے سنبھالوں گی؟ پھر ہم نے اسے اس طرح چھوٹا کیا کہ صرف ایک ہوا دار اور بڑے کمرے کو اپنے لئے مخصوص کیا ایک کمرہ مہمانوں کے لئے رکھا اور باقی کمروں میں تالے ڈال دیئے۔

اس تذکرے میں صرف قابلِ توجہ یہ پہلو ہے کہ جب بہت چھوٹے مکان میں رہیں تب بھی حرفِ شکایت زبان پر نہیں آیا اور جب چار ہزار فٹ کے بڑے مکان میں آ گئیں تب بھی کوئی تبدیلی نظر نہیں آئی اس وقت بھی وہی زندگی یہاں بھی وہی زندگی کہ فجر کی نماز کے لئے اٹھنا اور اٹھا نماز کے بعد چائے ناشتہ اور پھر گھر کے اور بچوں کے ضروری کام کرنا اور گھر داری میں مصروف ہو جانا۔

میری اہلیہ نے اپنا بچپن اور شعور کی عمر انتہائی فارغ البالی میں گزاری، ان کے گھر ہر چیز تھوک میں آتی تھی میری زندگی میں آئیں تو اس راستہ پر چلنا پڑا، جس پر کہیں بہت روشنی تھیں کہیں بہت اندھیرا، لیکن ان کی سب سے بڑی خوبی یہ تھی کہ شکایت کا زندگی میں کوئی حصہ نہ تھا نہ مجھ سے نہ اپنے ماں باپ سے، جنہوں نے انہیں میری شریک زندگی بنایا اور نہ اپنے پروردگار سے جو ہر چیز پر قادر ہے۔ یہی وجہ ہے کہ پریس نے ترقی کرنا شروع کی اور خیر و برکت کی راہ میں میری بداعمالیوں پر ان کی نیکیاں بھرپور تھیں یہ یقیناً ان کے ایمان کی پختگی کی وجہ سے تھی، اتنے بڑے مکان میں پورا دن اور کبھی کبھی آدھی رات تک تنہا رہیں لیکن اس کا اشارہ بھی نہیں کیا کہ ڈر لگتا ہے۔ ایک بار جب میری بڑی بیٹی مدثرہ صرف ایک برس کی تھی ہم دونوں مراد آباد گئے ریزرویشن کا دور نہیں تھا اور اوپر کی برتھ پر سونے کو بھی مل جاتا تھا مراد آباد پر میری آنکھ نہیں کھلی۔ اہلیہ زنانہ ڈبے میں تھیں، وہ سامان کے ساتھ اتر گئیں اور میرا انتظار کرنے لگیں۔ ایک خاتون ٹی ٹی ای نے ان سے ٹکٹ مانگا اہلیہ نے بیٹی کو ان کی گود میں دیا اور کہا کہ اسے سنبھالئے میں ٹکٹ لاتی ہوں، پھر کئی ڈبوں میں جھانکتی ہوئی ایک ڈبہ کے پاس رک کر جاگتے ہوئے مسافروں سے کہا وہ جو دو پر عنابی شال اوڑھے ہوئے سو رہے ہیں ان کو اٹھا کر کہہ دیجئے کہ مراد آباد آ گیا اور واپس آ کر اپنی بیٹی کو موصوفہ کی گود سے لے کر میری طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ وہ دیکھئے ٹکٹ آ رہا ہے۔

دلی والی بیگم

ام سعد زبیر

فضل بیگم المعروف دلی والی، ضعیف العمر 90 کی دہائی کو پھلانگتی ہوئی، سر بھنوؤں اور پلکوں پر ہی نہیں آنکھوں کے اندر بھی سفیدی آ چکی تھی، بصارت ختم ہو چکی تھی، لیکن الحمدللہ بصیرت باقی تھی۔

پاکستان بننے سے کچھ عرصہ قبل دلی میں رہیں تو اسی نسبت سے تمام عمر ''دلی والی'' کہلائیں۔ اپنے وقت کی بڑی زیرک اور دانا خاتون تھیں۔ بلا کا حافظہ کئی منظوم حکایات سینکڑوں اشعار، نظمیں، قصے اور واقعات یاد تھے۔ جب بھی کوئی بات ہوتی تو موقع محل کی مناسبت سے کوئی ایسا شعر یا واقعہ سناتیں کہ ہم دنگ رہ جاتے۔ ہمارے محلے کی رہنے والی تھیں اور ہمارے گھر بہت آنا جانا تھا۔ انہیں اس بڑھاپے میں اپنی معذوری محتاجی اور جوان اولادیں جو اپنی اپنی دنیا میں مست تھیں، ان کو ان کی بے اعتنائی کا کوئی خاص غم نہ تھا۔ ہاں اگر کوئی غم تھا تو یہ کہ نظر کے کھو جانے سے تلاوت و زیارت قرآنِ پاک سے محروم ہو گئی ہیں۔ کیونکہ نماز تو کسی نہ کسی طرح پڑھ ہی لیتی تھیں، لیکن قرآن پاک زبانی یاد نہ ہونے کی وجہ سے پڑھنا چھوٹ گیا۔ وہ جب بھی ہمارے گھر آتیں تو میری دادی اماں (جو کہ حافظہ ہیں اور بچوں کو قرآن پاک پڑھاتی ہیں) سے کہتیں کہ بی بی مجھے بتائیں کہ میں کیسے قرآن پاک پڑھا کروں۔ دادی اماں نے انہیں دلاسا دیتے ہوئے کہا کہ تھوڑا تھوڑا سبق لے کر قرآن پاک کی کچھ سورتیں زبانی یاد کر لو اور پھر انہیں اٹھتے بیٹھتے پڑھتی رہا کرو۔

پیاری قاریات! آپ اس ضعیف العمر عورت کا حوصلہ دیکھیں کہ اس معذوری محتاجی اور بڑھاپے میں انہوں نے اللہ تعالیٰ کا نام لے کر یہ مشکل کام یعنی قرآنِ پاک کی سورتیں حفظ کرنے کا ارادہ کر لیا اور پھر پوری تندہی سے اس کام میں جت گئیں۔ ہر روز انہیں کوئی نہ کوئی پکڑ کے ہمارے گھر چھوڑ جاتا وہ دو تین گھنٹے ہمارے گھر ٹھہرتیں اور ایک ایک لفظ کر کے یاد کر لیتیں۔ کبھی کبھار کوئی مشکل لفظ بڑھاپے کی وجہ سے زبان پر نہ چڑھتا تو دو دو، تین تین دن اسے یاد کرنے میں لگا دیتیں، لیکن ہمت نہ ہارتیں۔ روز روز کا آنا جانا بھی خاصا وقت طلب کام تھا، پتھریلی گلی سے گزرتے ہوئے ٹھوکریں کھانا، کبھی پاؤں نالی میں پڑ جاتا جس سے کپڑے بھی خراب ہو جاتے، لیکن آفریں ہے ان کے حوصلے پر کہ وہ نہ گرمی دیکھتیں نہ سردی، نہ اس عمر میں پڑھنے میں کوئی شرم محسوس کرتیں۔ وہ اتنی باقاعدگی سے آتیں کہ گلی کے پتھر بھی ان کی روز کی آمد و رفت سے واقف ہو گئے ہوں گے۔ ہم دادی اماں سے کہتے کہ آپ کی یہ شاگردہ تو جمعہ کو بھی چھٹی نہیں کرتی۔

اور یوں انہوں نے دو تین سال کے اندر اندر سورۂ یٰسین، سورۂ مزمل، سورۂ واقعہ، سورۂ رحمٰن اور دوسری بہت ساری سورتیں، درود شریف اور وظائف یاد کر لیے اور انہیں ہر روز کئی کئی بار دہراتیں۔ ہم کہتے بے جی! آپ کی ہمت ہے تو کہتی ''بیٹی میں کسی پر احسان نہیں کر رہی۔ مجھے اپنی آخرت کی فکر ہے کہ میرے مرنے کے بعد کوئی مجھے پڑھ کر بخشے گا بھی کہ نہیں۔ پھر بڑی فکر سے پوچھتیں کہ بی بی جی! میں جو ہر روز پڑھتی ہوں اس کا ثواب مجھے مرنے کے بعد ملے گا، نا؟ اللہ اللہ اتنی فکر، ہم انہیں تسلی دیتے کہ ان شاء اللہ قرآن پاک کے نور سے آپ کی قبر جگمگا اٹھے گی۔ اس کے بعد وہ کافی بیمار رہنے لگی تھیں۔ آخر ایک دن ان کا انتقال ہو گیا۔ ان کا چہرہ بہت نورانی تھا اور جنازہ پڑھنے والے لوگ بتا رہے تھے کہ ان کی قبر سے بھینی بھینی خوشبو آ رہی تھی۔ سبحان اللہ! بے شک یہ قرآن پاک سے محبت کا نتیجہ تھا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی ایسی فکرِ آخرت اور تلاوت سے محبت عطا کرے۔ انہیں اور ہم سب کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا کرے آمین

آسماں تیری لحد پر شبنم افشانی کرے

واضح فرق
صرف چند یوم میں
فری ہوم ڈیلیوری سروس
Slimming Ice Tea
2 کپ روزانہ استعمال سے بڑھا ہوا پیٹ اور وزن کم کریں
بغیر ڈائٹنگ • بغیر ورزش • بغیر سائیڈ ایفیکٹس
گرما گرم موسم میں ٹھنڈی ٹھنڈی چائے
کراچی 0300-2184131
لاہور 0300-4577957
ملتان 061-518811 منڈی بہاؤالدین 501276
رحیم یار خان 0731-78812 ڈی جی خان 0641-468866
فیئر فٹنس

آپ کی صحت

ڈاکٹر ام محمد

جسم میں درد اور اکڑاؤ:

ﷺ ڈاکٹر صاحبہ! میری عمر 17 سال ہے اور میں مدرسے کی معلمہ ہوں، 7 گھنٹے تک پڑھاتی ہوں، میرے ساتھ مختلف مسئلے ہیں۔ پہلا مسئلہ یہ ہے کہ میرے الٹے پاؤں میں اوپر سے نیچے تک ایک سال سے درد ہے، پہلے مجھے کبھی کبھی ہوتا تھا، لیکن اب تقریباً روز ہی ہوتا ہے اور آج کل دونوں گھٹنوں میں بھی بہت درد ہے۔ سیڑھی چڑھتے وقت اور اٹھتے بیٹھتے وقت یا زمین پر بہت زیادہ دیر بیٹھ جاؤں یا زیادہ چل لوں تو بہت ہی زیادہ ہوجاتا ہے۔ مجھے بھوک بھی نہیں لگتی اور زیادہ پنکھے کے نیچے بیٹھ جاؤں تو پورا جسم اکڑ جاتا ہے اور ہاتھ پاؤں سن ہوجاتے ہیں اس کے علاوہ مجھے سارا دن تھکن محسوس ہوتی ہے۔ برائے مہربانی میرے تمام مسائل کا حل بتائیں، میں بہت پریشان ہوں۔ اللہ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائیں۔ آمین (بنت حماد۔ ڈیفنس)

☆ محترمہ بنت حماد صاحبہ! آپ چونکہ زیادہ دیر تک پڑھانے کی وجہ سے بیٹھی رہتی ہیں، اس لئے ضروری ہے کہ ایک گھنٹے کے بعد ذرا سی دیر اٹھ کر چل پھر لیا کریں۔ بیٹھے بیٹھے بھی پٹھے اکڑ جاتے ہیں۔ میرا خیال ہے کہ پڑھانے کے ٹائم کو بھی ذرا کم کریں، مسلسل سات گھنٹے بیٹھ کر پڑھانا آپ کی صحت کے لئے مناسب نہیں۔ دوا میں COLCHICUM 30 اس دوا کو صبح، دوپہر شام 4-4 قطرے ایک چمچے پانی میں ملا کر پئیں۔ رات میں پیروں پر زیتون کے تیل کو نیم گرم کرکے مالش کیا کریں ان شاء اللہ افاقہ ہوگا۔ کبھی کبھی دیسی مرغی کے پائے کی یخنی بھی استعمال کرلیا کریں۔ دودھ روزانہ استعمال کریں۔

چہرے کے بال ہیں:

ﷺ ہمارا یہ مسئلہ ہے کہ ہماری عمریں 21 اکیس سے چوبیس سال تک ہے۔ ہمارے مونچھوں کے بال بہت زیادہ ہیں۔ لمبے، گھنے اور سیاہ ہیں، بہت برے لگتے ہیں۔ آپ کوئی ایسا گھریلو نسخہ بتادیجئے کہ بال دوبارہ نہ نکلیں، جڑ سے ختم ہوجائیں۔ ہمیں تھریڈنگ بہت مشکل لگتی ہے۔ جس کی وجہ سے ہم بہت پریشان ہیں۔ (بنات محمد بشیر خان)

☆ چہرے کے بال صاف کرنے کے مختلف طریقے چند شمارے پہلے میں تفصیل سے لکھ چکی ہوں، ان سے ضرور استفادہ کر لیجئے گا، مگر آپ کا معاملہ چونکہ تھوڑا مختلف ہے، اس لئے آپ کے لئے دوا Thuja IM اور OLEUMJEC مناسب رہے گی Oleum Jec کی 30 x کی طاقت گرمیوں میں استعمال کریں اور سردیوں میں 3 نمبر کی طاقت استعمال کریں Thuja کی ہر 15 دن بعد صرف ایک خوراک 4 قطرے ایک چمچے پانی میں ملا کر پئیں، مگر جس دن Thuja لیں Oleum اس دن نہ لیں۔

بھینگا پن:

ﷺ میرا مسئلہ یہ ہے کہ میری بائیں آنکھ کا ڈھیلا بائیں طرف مڑا ہوا ہے، جسے بھینگا پن کہتے ہیں، یہ پیدائشی نہیں بلکہ چہرہ جلنے کی وجہ سے ہوگیا ہے۔ آپ سے گزارش ہے کہ کوئی سستا اور مکمل علاج بتائیں۔ (طاہرہ نورین جھنگ صدر)

☆ محترمہ طاہرہ نورین صاحبہ! آپ نے اپنے جس پیچیدہ مسئلے کے بارے میں لکھا ہے وہ دور ہونا ناممکن تو نہیں مگر ذرا وقت طلب ہے آپ دوا میں Gelsimium CM کی ہر مہینہ صرف ایک خوراک لیں باقی درمیان میں کوئی دوا استعمال نہ کریں اور کسی آنکھوں کے ڈاکٹر کو چیک کروالیں کہ نظر تو کمزور نہیں ہورہی ہے؟ اگر خدانخواستہ نظر بھی کمزور ہورہی ہو تو فوراً چشمہ لگوالیں ورنہ مزید پیچیدگیاں ہوں گی۔

بی پی لو ہے:

ﷺ میری عمر تقریباً بیس سال ہے، میرے دو بچے ہیں۔ دو ماہ سے ذہن پر مسلسل دباؤ بڑھ رہا ہے۔ میرا حافظہ بھی بہت کمزور ہورہا ہے اور میرے بال بغیر کنگھائے گر رہے ہیں۔ مطالعہ کرنے سے سر میں درد ہونے لگتا ہے، نیند بھی آتی ہے اور چہرے پر چھائیاں ہیں۔ مہربانی فرما کر علاج تجویز کردیں۔ (ام سعد)

☆ ام سعد۔ ڈیرہ غازی خان! آپ کا خط پڑھنے سے اندازہ ہوا کہ آپ کا بی پی لو رہتا ہے آپ نے اصل میں بچوں کی پیدائش کے بعد خود پر توجہ نہیں دی ہے، جس کی وجہ سے مختلف مسائل کا شکار ہورہی ہیں، سب سے پہلے تو اپنی غذا کا خیال رکھا کریں۔ نیند کم از کم 8 گھنٹے کی پوری کیا کریں۔ ایک ایلوپیتھک سیرپ ہے۔ Ferplex اس کا ایک ایک چمچ صبح دوپہر شام کھانے سے آدھے گھنٹے پہلے لے لیا کریں۔ پھلوں کا جوس زیادہ استعمال کریں، بالوں کے لئے جو آپ تیل لگاتی ہوں اس میں کیسٹر آئل ایک شیشی اچھی طرح ملا کر لگائیں ان شاء اللہ بال نہیں گریں گے۔

کیا آپ کا کلینک ہے؟

ﷺ ڈاکٹر صاحبہ! آپ کا کوئی ذاتی کلینک بھی ہے یا نہیں، کیونکہ ہم آپ سے بالمشافہ ملاقات کرنا چاہتے ہیں۔ اپنی بیماریاں لکھیں تو کہاں تک لکھیں اور دوسری بات یہ ہے کہ کیا آپ شرعی پردہ کرتی ہیں؟ اور باقی آپ کی خیریت مطلوب ہے اور آپ کے دونوں بچوں کی اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر دے اور آپ کی عمر میں برکت ڈالے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اپنے سایۂ عافیت میں رکھے۔
(بنت نثار احمد۔ گلشن ظہور کراچی)

☆ آپ خط و کتابت کے ذریعے رابطہ رکھ سکتی ہے، ہاں اگر ایمرجنسی ہو تو فون پر بھی رابطہ کیا جاسکتا ہے۔

☆ بیماریاں وہ لکھئے جن کی وجہ سے آپ کو زیادہ مسئلہ ہو، وقتی بیماری مثلاً نزلہ زکام لکھیں گی تو جواب آنے تک آپ صحت یاب ہوچکی ہوں گی۔

☆ الحمد للہ میں شرعی پردہ کرتی ہوں۔

☆ دعاؤں کی سوغات دینے کا بہت بہت شکریہ۔ جزاک اللہ

قبض:

ﷺ ڈاکٹر صاحبہ! میری عمر 18 سال ہے مجھے تقریباً دو ڈھائی برس سے قبض ہے (ا۔ب۔ پشاور) ڈاکٹر صاحبہ! اللہ تعالیٰ آپ کو صحت عطا فرمائے، میرا مسئلہ یہ ہے کہ تقریباً پانچ سال سے قبض کی شکایت ہے۔ بھوک تو لگتی ہے مگر تھوڑا سا کھانا کھالینے سے ہی محسوس ہونے لگتا ہے کہ معلوم نہیں کتنا کھانا کھالیا ہے (بنت محمد امین۔ سیالکوٹ) میرا مسئلہ یہ ہے کہ قبض رہتی ہے پلیز کوئی حل بتائیں۔ (سعدیہ۔ کراچی)

☆ آپ تینوں کا تقریباً یکساں مسئلہ ہے قبض کو دائمی طور پر ختم کرنے کے لئے ضروری ہے کہ ریشے والی غذا لی جائیں۔ باریک مشین کے پسے ہوئے آٹے کی روٹی استعمال کرنے سے آنتوں کی حرکت کمزور ہوجاتی ہے اور جب یہ حرکت کم ہوگی تو آنتوں سے فضلہ باہر خارج نہیں ہوگا۔ مناسب ہے کہ بغیر چھنے ہوئے آٹے کی روٹی کھائی جائے۔ میدا قبض پیدا کرتا ہے۔ ایسے پھل کھائیں جن میں بیج ہوں مثلاً انجیر، امرود، چیکو وغیرہ۔ سیب جیسے پھل چھلکے سمیت کھانا مفید ہوتا ہے۔ پانی بہت زیادہ استعمال کریں۔ دوا میں صبح نہار منہ ایک خوراک Sulphur 200 5-4 قطرے ایک چمچ پانی میں ملا کر پئیں، اس کے ساتھ Nux vomica 30 4-4 قطرے دن میں 4 مرتبہ لیں۔ حکیمی دوا میں حب کبد نوشادری (گولیاں) 2-2 عدد کھانا کھانے کے بعد 2 وقت لے لیا کریں۔

کچن میں سہولت فراہم کرنے والے آلات

اخت اقبال

اب آپ کو ملازماؤں کی تلاش میں سرگرداں ہونے کی ضرورت نہیں سب ہی اس تجربہ سے گزرتے رہتے ہیں کہ گھریلو خادمہ کے نہ آنے کی خبر سنتے ہی پیٹ میں درد ہونے لگتا ہے کیونکہ کچن کے بے انتہا کام سے نمٹنا کوئی آسان بات نہیں مثلاً صبح کا ناشتہ تیار کرنا، بچوں کے لئے لنچ بکسوں کی تیاری، مصالحہ پیسنا، سبزیاں کاٹنا، چپاتیاں پکانا، چاول ابالنا اور دوسرے بے شمار کام جنہیں خاندان کے افراد کے گھر سے نکلنے سے پہلے مکمل کرنا ہوتے ہیں، کیا یہ تمام امور اتنے سخت نہیں کہ ٹھنڈے مزاج کی عورت پر بھی ہذیانی کیفیت حاوی ہو جائے۔

وہ زمانے گزر گئے جب قابل اعتماد اور محنتی خادمائیں بڑی فرمانبرداری سے باورچی خانے کو سنبھال لیا کرتی تھیں، لیکن آج وہ اپنے مالکان سے شرائط اور مطالبات منواتی ہیں مثلاً آنے جانے کے اوقات، مقررہ گھنٹوں کے لیے کام، ان کاموں کی نوعیت جو وہ انجام دیں گی اور یہ کہ دن بھر میں انہیں کتنی چپاتیاں پکانا پڑیں گی، اس سے زیادہ وہ پکانے پر تیار نہیں ہوتیں۔ ہماری خواتین کو مایوس ہونے کی ضرورت نہیں کیونکہ کچن کے سارے مسائل محض ایک سوئچ دبانے کے مرہون منت ہیں اس وقت مارکیٹ میں وقت اور محنت بچانے والے کچن کے بے شمار اور حیرت انگیز آلات سے بھری پڑی ہے، اگر آپ ذہانت کے ساتھ ان کا انتخاب کر لیں تو آپ کو ملازماؤں کی بلیک میلنگ اور کچن کے محنت طلب کاموں سے چھٹکارا مل جائے گا۔ فوڈ پروسیسر کی ہی مثال لے لیں، کچن کے لیے اب یہ محض عیاشی نہیں بلکہ ایک اچھے کچن کی اہم ضرورت ہے۔ خریدنے سے قبل اس کی بے شمار خوبیوں کو مدنظر رکھنا ہوگا۔ مشین کا جار جتنا بڑا ہوگا اتنی ہی طاقتور مشین ہوگی اور اتنا ہی زیادہ وہ کام کرے گی، اس کے بلیڈوں کی تعداد پر اس کے مختلف کام کرنے کی نوعیت کا انحصار ہوگا۔ چپس بنانا، آٹا گوندھنا، ناریل کدوکش اور سوکھا مصالحہ پیسنا ان کے لیے مختلف اقسام کے بلیڈز درکار ہوتے ہیں۔ اچھے فوڈ پروسیسر کی ایک خوبی یہ بھی ہوتی ہے کہ اسے آسانی سے جوڑا جا سکے اور آسانی سے اس کی صفائی کی جا سکے۔ جن آلات کو جوڑنے میں دقت پیش آئے اسے عموماً زیادہ استعمال نہیں کیا جاتا، مشین کا وزن اور اس کا شور بھی خاصی اہمیت کا حامل ہے۔ مشین جتنی زیادہ بھاری ہوگی اتنا ہی اسے کچن میں ایک سے دوسری جگہ منتقل کرنے میں مشکل پیش آئے گی جب کہ ہلکی مشین کو استعمال کرنے میں سہولت رہتی ہے اور اسے الماری میں اسٹور بھی کیا جا سکتا ہے۔ بیشتر صنعتکار کم سے کم چھ ماہ کی گارنٹی دیتے ہیں جب کہ بعض 5 برس تک کی گارنٹی بھی مہیا کرتے ہیں۔ جو لوگ ایک ہی مشین میں بہت سے کام پسند نہیں کرتے ان کے لیے الگ الگ مشینیں بھی دستیاب ہیں جیسے سوکھا اور گیلا مصالحہ پیسنے کی مشین، جوس نکالنے کی مشین، قیمہ پیسنے کی مشین وغیرہ۔

مائیکروویو اوون:

متوسط طبقہ کے افراد اس بات کے متمنی ہوتے ہیں کہ دن بھر کی سخت محنت کے بعد گھر کے کاموں میں زیادہ سے زیادہ سہولت پیدا ہو۔ مائیکروویو اوون ان کی اس دعا کا پھل ہے جو قدرت نے عطا کیا ہے۔ یہ مائیکروویو اوون استعمال کرنے میں آسان ہیں اور کھانا بہت جلد تیار کر دیتے ہیں۔ دوبارہ گرم کرنا اور جمانا ان اوون کی اسپیشل خصوصیت ہے، اس مقصد کے لیے اوون پروف ڈشیں استعمال کی جاتی ہیں، جن کی مدد سے کھانا فریج سے نکال کر براہ راست اوون میں رکھ کر گرم کیا جا سکتا ہے اور وہاں سے سیدھا میز پر! اوون خریدتے

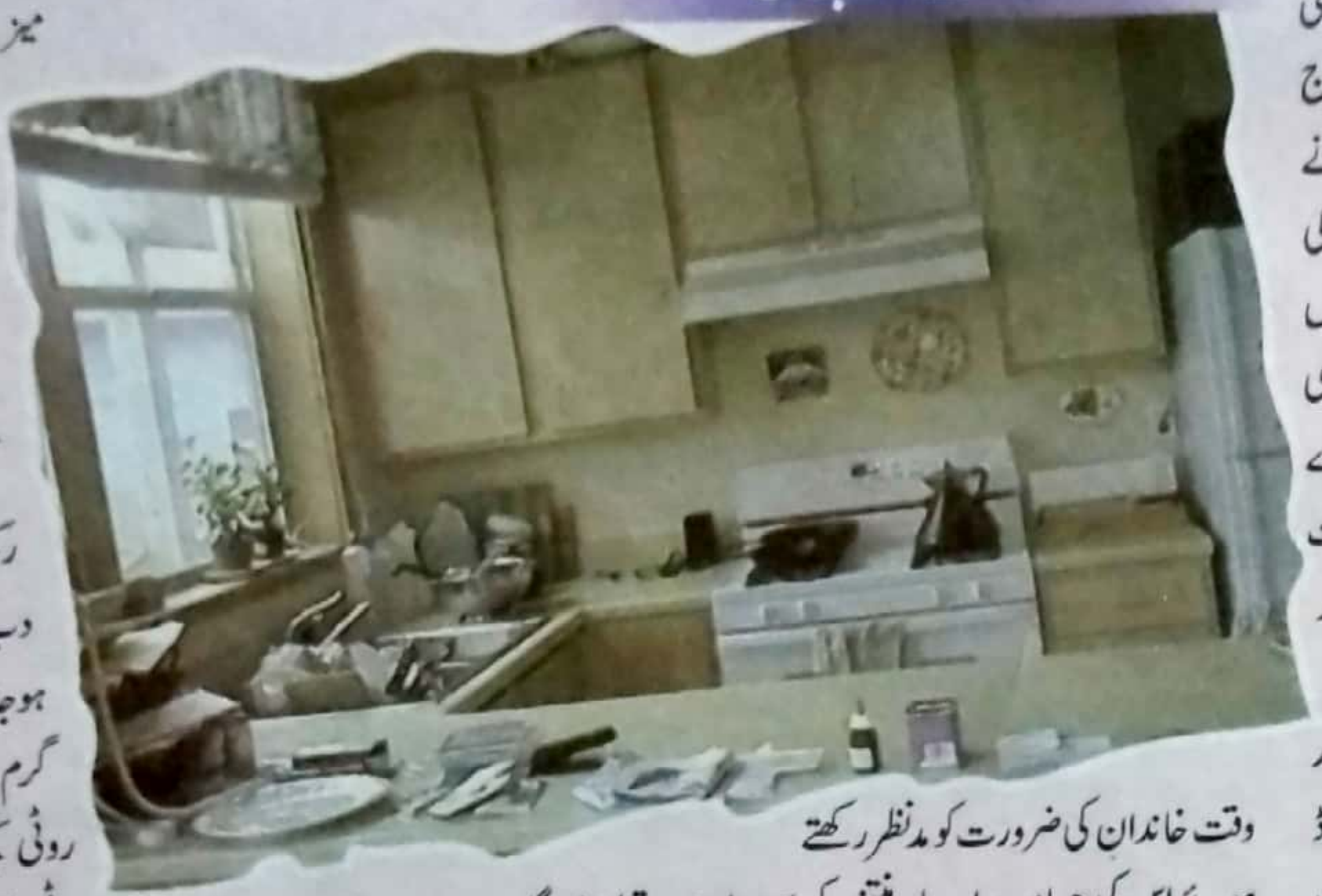

وقت خاندان کی ضرورت کو مدنظر رکھتے ہوئے اس کی جسامت اور پاور منتخب کریں۔ اوون جتنا بڑا ہوگا اتنی ہی زیادہ خوراک اور بڑے برتن اس کے اندر رکھے جا سکتے ہیں۔ اس میں پکانے کی طاقت واٹس میں ناپی جاتی ہے، واٹس جتنے زیادہ ہوں گے اس کی طاقت بھی اتنی ہی زیادہ ہوگی اور غذا بہت کم وقت میں پک کر تیار ہو جائے گی۔ ان کی کارکردگی اور سہولت دو ایسی باتیں ہیں جن کو خریدتے وقت مدنظر رکھنا چاہئے۔ کارکردگی پکانے کے نظام کو کنٹرول کرتی ہے جب کہ سہولت کا مطلب ہے کہ اس کے استعمال میں آسانی۔ اوون کی کارکردگی میں جمانے اور دوبارہ گرم کرنے کی سہولت شامل ہے، اس کے علاوہ اس کی طاقت کم یا زیادہ کرنے کی سہولت بھی اور پوپ کارن بیک کئے ہوئے آلو اور اس جیسی دوسری غذاؤں کی تیاری بھی ممکن ہوتی چاہیے۔ بنیادی طور پر مائیکروویو اوون دو طرح کے ہوتے ہیں۔ اسٹینڈرڈ اور کمبینیشن پہلی قسم میں حرارت مائیکروویو کے علاوہ بجلی کا ایک ہیٹر اور پنکھا اضافی مہیا کرتا ہے جو گرم ہوا کو غذا کے اطراف گردش دیتا ہے۔ مائیکروویو اوون کے اندر شیشے کی ایک گول پلیٹ ہوتی ہے، جس پر پکانے والی یا گرم کی جانے والی ڈش رکھی جاتی ہے۔ اوون آن کرنے کے بعد یہ پلیٹ مستقل گھومتی رہتی ہے تاکہ ڈش کو ہر طرف سے برابر حرارت ملتی رہے اور اوون بار بار کھول کر کھانے کو ہلانا نہ پڑے۔ بیشتر خاندانوں کو مائیکروویو کی ضرورت رہتی ہے تاکہ کچن کے کام میں سہولت پیدا ہو جائے۔ چھوٹا مائیکروویو ایک جوڑے کے لئے کافی ہے، جس میں چھوٹے چھوٹے کام انجام دیئے جا سکتے ہیں، جیسے پانی گرم کرنا، کافی تیار کرنا، پاپ کارن بنانا یا فریج میں رکھی ہوئی کھانے کی ڈشوں کو دوبارہ گرم کرنا۔ تین سے چار منٹ میں پلیٹ کا کھانا گرم ہو کر میز پر پہنچ جاتا ہے، اس سے آپ کی وہ محنت بچ جاتی ہے جو کھانے کو فرائی پین میں منتقل کر کے گیس کے چولہے پر گرم کرنا اور پھر دوبارہ پلیٹ میں ڈال کر میز پر رکھنا۔

ایک اور انوکھی مشین جو مارکیٹ میں آئی ہے وہ روٹی بنانے والی مشین ہے، بیشتر مشینوں پر ٹیفلان کی کوٹنگ ہوتی ہے اور ایک سال کی گارنٹی دی جاتی ہے اگر دی گئی ہدایات پر سختی سے عمل کیا جائے تو حاصل کردہ نتائج بہت موثر ہیں۔ اس مشین کو کھانے کی میز پر رکھ کر دونوں وقت استعمال کیا جا سکتا ہے۔ صرف اتنا کرنے کی ضرورت ہے کہ عمدہ بنے ہوئے پیڑے اس کے کھلے ہوئے ڈھکنوں پر رکھ دیں پھر دو پیڑے دب کر روٹی میں تبدیل ہو جاتے ہیں اور پہلے سے گرم شدہ مشین کے اندر روٹی پک کر باہر آ جاتی ہے۔ روٹی پھولنے سے قبل اسے ایک مرتبہ الٹنے کی ضرورت پڑتی ہے۔

چھوٹے آلات:

ان کے علاوہ کچن میں استعمال کے لیے چھوٹے موٹے آلات بھی دستیاب ہیں جو اپنی کارکردگی اور کم قیمت کے باعث پرکشش ہیں۔ اس سلسلے میں ہاتھ سے چلنے والا بلینڈر ہے جو قابل ذکر ہے۔ یہ ایک چھوٹا سا بلینڈ کرنے والا بلیڈ ہے جو ایک ہینڈل سے جڑا ہوا ہے اسے پلگ پوائنٹ سے جوڑا جا سکتا ہے اس کے ساتھ دو پیالے ہیں ایک چھوٹا جو چٹنی بنانے اور قیمہ پیسنے کے کام آتا ہے دوسرا بڑا ہے جو لسی اور سوپ بناتا ہے۔ اس کے لیے ایک چلانے والا چمچہ بھی ملتا ہے اسے کیک بنانے کے لیے، میدہ پھینٹنے اور انڈہ پھینٹنے کے کام میں لایا جا سکتا ہے۔

اس کے علاوہ کیک مکسر بھی مارکیٹ میں دستیاب ہے۔ اس کے بلیڈ ہاتھ سے چلنے والی انڈہ پھینٹنے کی مشین کے بلیڈز کے مشابہ ہیں، اس کے ساتھ ہی ایک اضافی بلیڈ بھی مہیا کیا جاتا ہے جو روٹی کے لیے آٹا گوندھنے کا کام دیتا ہے۔ ایک اور عمدہ شے بجلی کی کیتلی ہے جو بڑی آسانی سے چائے یا کافی کے لیے پانی ابال سکتی ہے، کچن کے شلیف پر یہ بہت تھوڑی جگہ لیتی ہے اور اسے پاور پوائنٹ کے پاس مستقلاً رکھا جا سکتا ہے۔

یہ سب مشینیں خاتون خانہ کی بہترین مددگار اور سہولت پیدا کرنے والی ہیں۔ مگر بڑی بوڑھیوں کا کہنا ہے کہ ان مشینوں نے خواتین کو کاہل اور سست بنا دیا ہے، جو خاتون خانہ کی صحت کی دشمن ہیں۔

انگور دل، معدے اور دماغ کو طاقت دیتا ہے

اُمِّ عائشہ

انگور بہت میٹھا اور خوش ذائقہ پھل ہے۔ یہ موسم گرما کے آخری دنوں میں ہوتا ہے اور خوب شوق سے کھایا جاتا ہے۔ انگور کی کئی اقسام ہیں جن میں چھنی، ابری، کوہستانی، بستانی، بیدانہ، موی، سندر خانی زیادہ مشہور ہیں۔ ان تمام قسموں کی رنگت، جسامت اور لذت جدا جدا ہے۔ انگور میں وٹامن سی، میگنیشیم، سوڈیم، وٹامن بی، وٹامن ای، بائیوٹین، آئرن، کاربوہائیڈریٹس، گلوکوز، فرکٹوز کے اجزاء مختلف مقدار میں پائے جاتے ہیں۔

انگور کی کاشت سب سے پہلے کب اور کہاں ہوئی اس سلسلے میں مختلف آراء ہیں تاہم مورخین کا دعویٰ ہے کہ دنیا میں سب سے پہلے حضرت نوح علیہ السلام نے انگور کی کاشت کی جبکہ بعض کا خیال ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کے بیٹے حام نے اس کی باقاعدہ کاشت کی۔ یہ پہلے خودرو جنگلی بیل کی صورت میں پایا جاتا تھا۔ انگور بہت مفید پھل ہے، جلدی ہضم ہو جاتا ہے۔ دل، معدے اور دماغ کو طاقت دیتا ہے۔ صالح خون پیدا کرتا ہے، خون کی سمیت (زہریلا پن) اور تیزابیت دور کر کے انسان کے چہرے کی رنگت نکھارتا ہے۔ اطباء کی متفقہ رائے ہے کہ خون بنانے میں انگور کا مقابلہ انجیر کے سوا کوئی پھل نہیں کر سکتا۔ غذائی خوبیوں کے ساتھ ساتھ انگور مختلف بیماریوں میں بھی بہت مفید ہے۔ بعض حکماء تو بہت سی بیماریوں کا علاج انگور ہی سے کرتے ہیں۔ اس علاج کے مختلف طریقے ہیں جن میں سے ایک یہ ہے کہ مریض کو انگور کے باغ میں بھیج دیا جاتا ہے جہاں ابتداء میں اسے ہر پانچ منٹ میں ایک انگور بیل سے توڑ کر کھانے کی اجازت ہوتی ہے۔ رفتہ رفتہ اس کی مقدار بڑھا دی جاتی ہے۔ حتیٰ کہ مریض روزانہ تین چار سیر انگور کھانے لگتا ہے۔ اس طریقہ سے اکثر مریضوں کو بہت فائدہ پہنچتا ہے۔ مریض کی صحت پر باغ کی کھلی ہوا اور سورج کی روشنی کا بھی اچھا اثر ہوتا ہے۔ جس سے امراض قدرتی طور پر دور ہونا شروع ہو جاتے ہیں۔

ہاتھوں کو سفید اور نرم بنانے کے لیے: اگر آپ ہاتھوں کو سفید و نرم بنانا چاہتی ہیں تو ہاتھوں پر تھوڑی سی چینی اور لیموں کا عرق ملا کر لگائیں، اس سے ہاتھ سفید اور نرم ہو جائیں گے۔

سیاہ انگلیوں کے لیے: ہاتھوں کی انگلیاں سیاہ ہوں تو آدھا کپ دودھ، ایک بڑا چمچ عرقِ گلاب اور چند قطرے لیموں۔ یہ تینوں چیزیں ملا کر ہاتھوں پر مالش کریں۔ آدھے گھنٹے بعد ہاتھ دھو لیں۔ چند دنوں میں آپ کے ہاتھوں کی سیاہ انگلیاں سفید ہو جائیں گی۔

چہرے کی جھریاں دور کرنے کے لیے: چہرے کی جھریاں دور کرنے کے لیے دس تولہ شہد میں ایک لیموں کا عرق ملا کر رکھ دیں۔ اس کا لیپ روزانہ چہرے پر لگائیں اور 15 منٹ کے بعد چہرہ دھو لیں۔

چہرے کے دانے: رات کو سوتے وقت لیموں اور عرقِ گلاب چہرے پر ملنے سے دانے نہیں نکلتے۔

چہرے کے کھلے مسام بند کرنے کے لیے: چہرے کے کھلے مسام بند کرنے کے لیے لیموں اور عرقِ گلاب برابر مقدار میں لے کر چہرے پر لگائیں اور روزانہ نہار منہ آدھا لیموں ایک گلاس پانی میں نچوڑ کر پئیں، نیز چہرے کو گرد و غبار سے بچائیں۔

چہرے کی رنگت نکھارنے کے لیے: چہرے کی رنگت نکھارنے کے لیے لیموں کے چھلکوں کو سکھا کر پیس لیں۔ اس میں تھوڑا سا گلاب کا عرق ملا کر چہرے پر روزانہ 15 منٹ مساج کرنے سے چہرے کی رنگت نکھر جاتی ہے۔

چہرے اور خون صاف کرنے کے لیے: نہار منہ ایک گلاس پانی میں لیموں کا رس اور تھوڑا سا شہد ملا کر پینے سے خون صاف ہوتا ہے اور چہرے کی رنگت نکھر آتی ہے۔

چہرے کے سرخ داغوں کے لیے: اگر چہرے پر سرخی مائل نشانات نمودار ہوں یا سرخ داغ نظر آئیں تو ٹھنڈے دودھ میں روئی کا ایک گولا بنا کر اچھی طرح بھگو لیں۔ اب اس کو متاثرہ جگہ پر تھوڑی دیر رکھیں۔ رفتہ رفتہ شکایت دور ہو جائے گی۔

ریحام بیگ

بنت نث احمد

بہشتی زیور اور بہشتی عمامہ:

کسی نے حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ سے بہشتی زیور کی تعریف میں عرض کیا کہ اس کی عبارت بھی آسان ہے تو آپ نے فرمایا اگر عبارت مشکل ہوتی تو بہشتی عمامہ ہوتا، پیچ در پیچ۔

شرافت و ریاست:

فرمایا کہ آج کل تو شرافت اور ریاست کا وہ خلاصہ رہ گیا ہے جو میرے سب سے چھوٹے ماموں صاحب نے اس شعر میں دکھلایا ہے۔

ہے شرافت تو کہاں بس شر و آفت ہے فقط
ست ریاست سے گیا صرف ریا باقی رہی

رجسٹر شدہ صوفی:

فرمایا: اب تو تصوف بہت سستا ہو گیا ہے کہ دو پیسے میں آتا ہے۔ ایک پیسہ کی تسبیح لی ایک کا گیرو منگا لے کر کپڑے رنگ لئے بس صوفی بن گئے اور صوفی بھی رجسٹری شدہ۔ کہ کسی حال میں ان کے کمال میں شبہ نہیں۔ اگر خاموش رہے تو چپ شاہ کہلائے اور اینڈی بینڈی بولے تو اہل اسرار و اہل رموز کہلائے اور اگر ٹھکانے کی کہہ دی تو اہل حقائق و اہل معارف بن گئے۔

شریف اور شریفہ:

کسی صاحب نے عرض کیا حضرت شریفہ لے آؤں۔ ممکن ہے کہ حضرت کی کھانسی کے لیے مفید ہو۔ مزاحاً فرمایا اگر آپ آئیں تو کسی شریف کو لایئے شریفہ کو نہ لایئے دو ہی (منکوحہ) بہت ہیں کوئی فوج تھوڑی جمع کرنا ہے۔ (انتخاب از: اشرف اللطائف)

ہر بدھ کو روزنامہ اسلام کے ساتھ شائع ہوتا ہے

روزنامہ اسلام

خواتین کا اسلام

78

بدھ 16 رجب 1425ھ مطابق 2 ستمبر 2004ء

عورت ترقی کی راہ میں... یا

ملنے کے نہیں نایاب ہیں ہم

ساس بہو کی لڑائی اور بیٹے کی ذمّہ داری

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

درسِ قرآن و حدیث

سحر

مولانا محمد اسلم شیخوپوری

لغت میں سحر، دھوکہ دینے کے معنی میں استعمال ہوتا ہے، امام ابن قدامہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں ''سحر'' ایسے منتر کو کہا جاتا ہے جسے بول کر یا لکھ کر یا اس کا عمل کر کے کسی کے بدن یا دل یا عقل کو متاثر کیا جائے۔''

امام راغب رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ سحر کی کئی قسمیں ہیں۔

پہلی قسم نظر بندی اور شعبدہ بازی ہے، اس کی کوئی حقیقت نہیں ہوتی، کوئی بھی شاطر اور عیار انسان ہاتھ کی صفائی اور چالاکی سے ایسا کام کر جاتا ہے جسے سمجھنے یا دیکھنے سے عام لوگوں کی عقل اور نظر قاصر رہتی ہے، مسمریزم کے ماہرین اپنے معمول کے دماغ پر جو اثر ڈالتے ہیں وہ بھی اسی قسم میں شامل ہے، سورۂ اعراف میں ساحرانِ مصر کے بارے میں ہے ''انہوں نے لوگوں کی آنکھوں پر جادو کر دیا۔'' سورۂ طٰہٰ میں ہے ''ان کے سحر سے موسیٰ علیہ السلام کے خیال میں یہ آنے لگا کہ یہ رسیوں کے سانپ دوڑ رہے ہیں'' گویا ساحروں نے جو رسیاں اور لاٹھیاں ڈالی تھیں وہ حقیقت میں نہ تو سانپ بنی تھیں اور نہ ہی انہوں نے کوئی حرکت کی تھی بلکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوتِ خیالیہ ان کے عمل سے متاثر ہو کر ان کو حرکت کرنے اور دوڑنے والے سانپ سمجھنے لگی تھی۔

دوسری قسم اس نظر بندی کی ہے جس میں شیاطین سے مدد لی جاتی ہے اور مختلف عملیات کے ذریعے ان کا قرب حاصل کیا جاتا ہے، سورۂ بقرہ میں ہے ''بلکہ شیاطین نے کفر کیا جو لوگوں کو جادو سکھاتے تھے۔''

جادو کی تیسری قسم وہ ہے جس کے بارے میں جادوگروں کا دعویٰ یہ ہے کہ ہم اس کے زور پر کسی چیز کی حقیقت ہی کو بدل سکتے ہیں یہاں تک کہ انسان کو گدھا بنا سکتے ہیں، لیکن محقق اور ماہر علماء کے نزدیک اس کی کوئی حقیقت نہیں۔ ان تین قسموں سے قطع نظر عرفِ عام میں ایسے عملیات کو جادو کہا جاتا ہے جن میں شریعت سے ہٹ کر شیاطین کی مدد سے کسی پر اثر انداز ہوا جاتا ہے، شیاطین کی مدد حاصل کرنے کے لیے جادوگر شرعی حدود اور احکام پامال کر جاتے ہیں، نجاست اور غلاظت میں ملوث رہتے ہیں، نیکی اور بدی، حلال اور حرام، جائز اور ناجائز کا امتیاز اٹھا دیتے ہیں، ضرورت پڑے تو غیر اللہ کی پرستش بھی کرتے ہیں، معصوم بچوں تک کا خون بہانے سے دریغ نہیں کرتے، سحر اور جادو کی تعلیم و تعلم کے ذرائع میں پائی جانے والی خرابیوں کے علاوہ ان مقاصد میں بے پناہ مفاسد پائے جاتے ہیں جن مقاصد کے لیے اسے استعمال کیا جاتا ہے، ملے ہوئے دلوں کو توڑنے، الفت و محبت کو نفرت اور عداوت میں بدلنے، بسے بسائے گھروں کو اجاڑنے، میاں بیوی میں تفریق پیدا کرنے اور مخالفین کو مالی، جانی اور بدنی نقصان پہنچانے کے لئے جادو کا استعمال بے دریغ کیا جاتا ہے، سحر میں پائے جانے والی اعتقادی اور عملی خرابیوں کی وجہ سے اس کے سیکھنے، سکھانے اور اس پر عمل کرنے کو حرام کہا گیا ہے بلکہ اس کی بعض صورتیں ایسی بھی ہیں جن کے ارتکاب سے انسان کافر ہو جاتا ہے۔ متعدد احادیث میں سحر سے بچنے کی تلقین کی گئی ہے، صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''سات مہلک چیزوں سے بچو، عرض کیا گیا یا رسول اللہ! وہ کونسی ہیں، فرمایا اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرانا، سحر اور جادو، جس انسان کے قتل کو اللہ نے حرام ٹھہرایا ہے اسے قتل کرنا، یتیم کا مال کھانا، سود خوری، جنگ کے دن پیٹھ پھیر کر بھاگ جانا، پاکدامن بھولی بھالی مومن خواتین پر تہمت لگانا۔''

بخاری اور مسلم ہی میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ''جو شخص نجومی یا جادوگر یا کاہن کی لغویات پر یقین رکھتے ہوئے ان کے پاس گیا اس نے اس کلام کے ساتھ کفر کیا جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کیا گیا ہے۔''

ابوداؤد میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ''جس شخص نے علمِ نجوم سیکھا اس نے سحر ہی کا ایک شعبہ سیکھا ہے، اب اس کی مرضی ہے کہ وہ جتنا سیکھنا چاہتا ہے سیکھ لے۔''

امام ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ سحر میں بڑے عجائب پائے جاتے ہیں، چونکہ اس میں مہارت کا مدار کفریہ اور شیطانی اعمال پر ہوتا ہے اس لیے جو شخص کفر و شرک، نجاست و خباثت اور اللہ تعالیٰ، اس کے رسول اور اہلِ ایمان کی دشمنی میں جتنا زیادہ سخت ہوتا ہے، اس کا سحر اتنا ہی زیادہ قوی اور مؤثر ہوتا ہے، چنانچہ بت پرستوں کا سحر، اہلِ کتاب کے سحر سے اور یہود کا سحر، مدعیانِ اسلام کے سحر سے زیادہ مضبوط ہوتا ہے اور کچھ ایسے ہی لوگ تھے جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر سحر کیا تھا۔''

علامہ ابن خلدون رحمہ اللہ نے اپنے مقدمہ میں بڑی جامع اور مختصر بات فرمائی ہے، فرماتے ہیں ''ساحر سے خیر کا صدور ہو ہی نہیں سکتا اور نہ ہی وہ سحر کو اسبابِ خیر میں استعمال کرتا ہے۔''

کتاب و سنت کے نصوص اور اہلِ علم کے اقوال کے مطالعہ کے بعد اس بارے میں تو کوئی شک ہی نہیں رہ جاتا کہ سحر، کفر و شرک اور حرام ہے، اس کی تعلیم و تعلم، اللہ تعالیٰ کے غضب کا سبب ہے، اس میں دنیا اور آخرت کا خسارہ ہے، لیکن ان ساری حقیقتوں کو جاننے کے باوجود بے شمار مسلمان (خصوصاً خواتین) ساحروں کے پاس جاتے ہیں، ان سے اپنے مذموم مقاصد کے لیے عملیات کرواتے ہیں، ان کی تاثیر پر یقین رکھتے ہیں۔ ان کی خدمت میں نذرانے پیش کرتے ہیں، ان کے کہنے پر انسانی خون بہاتے اور ہر ناجائز عمل کرتے ہیں، ان کی چوکھٹ پر عزت و آبرو، ایمان و دین اور مال و متاع لٹاتے ہیں، اپنے شہر کی دیواروں اور اخباروں پر ایک اچٹتی سی نظر ڈالنے سے پتہ چلتا ہے کہ بنگالی بابا اور تارا مسیح جیسے جادوگروں کا جادو مسلمانوں کے سر پر چڑھ کر بول رہا ہے۔

ان سطور کے مطالعہ کے بعد ہو سکتا ہے کہ بعض حضرات و خواتین کے ذہن میں یہ سوال پیدا ہو کہ مخالفین اور حاسد اگر ہم پر جادو کریں تو اس سے بچاؤ اور دفاع کے لیے کیا کیا جائے؟ تو گزارش یہ ہے کہ اسلامی تعلیمات کی روشنی میں ہمیں درجِ ذیل تجاویز پر عمل کرنا چاہئے۔

۱۔ اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگی جائے، جسے اللہ پناہ دے دے اسے کوئی بھی گزند نہیں پہنچا سکتا۔ (معوذتین (سورۃ الفلق اور سورۃ الناس) کا ورد اس سلسلے میں بڑا مؤثر ثابت ہوتا ہے)

۲۔ اللہ تعالیٰ کے اوامر و نواہی کی حفاظت، جو شخص ان کی حفاظت کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی حفاظت کرتا ہے۔

۳۔ اللہ تعالیٰ پر توکل اور اعتماد، رب تعالیٰ توکل کرنے والوں کے لیے کافی ہو جاتا ہے۔

۴۔ گناہوں سے سچی توبہ، کیونکہ بہت سی مصیبتیں گناہوں کی وجہ سے ہم پر مسلط ہو جاتی ہیں۔

۵۔ صدقہ اور احسان..... مصائب، پریشانیوں، سحر اور حسد کے اثرات کے خاتمہ میں صدقہ اور احسان بڑے مؤثر ثابت ہوتے ہیں۔

۶۔ قرآن کریم کی تلاوت اور مسنون دعاؤں کے ورد کی کثرت۔

۷۔ ان جائز دواؤں، تدبیروں اور طریقوں کا استعمال جو مستند اطباء اور اہلِ علم تجویز کریں۔

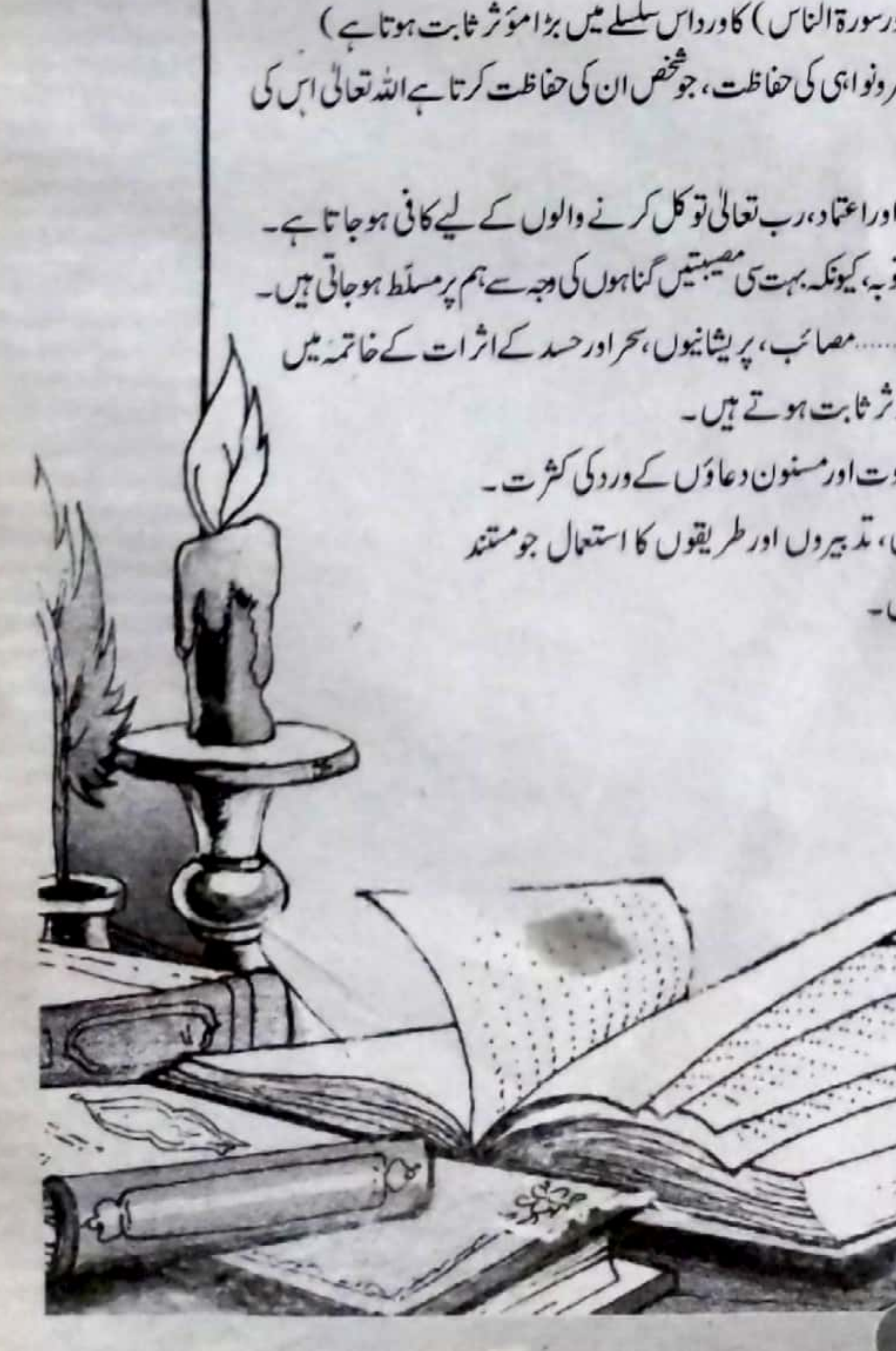

اَدائے قرض کے لئے دُعا

اَللّٰھُمَّ رَبَّ السَّمٰوٰاتِ وَرَبَّ الْاَرْضِ وَ رَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ رَبَّنَا وَرَبَّ کُلِّ شَیْءٍ فَالِقَ الْحَبِّ وَ النَّوٰی مُنْزِلَ التَّوْرَاۃِ وَالْاِنْجِیْلِ وَالْقُرْآنِ، اَعُوْذُ بِکَ مِنْ شَرِّ کُلِّ دَابَّۃٍ اَنْتَ اٰخِذٌ بِنَاصِیَتِھَا، اَللّٰھُمَّ اَنْتَ الْاَوَّلُ فَلَیْسَ قَبْلَکَ شَیْءٌ وَ اَنْتَ الْاٰخِرُ فَلَیْسَ بَعْدَکَ شَیْءٌ اِقْضِ عَنَّا الدَّیْنَ وَ اَغْنِنَا مِنَ الْفَقْرِ. (مسلم)

ترجمہ: اے میرے اللہ! آسمان وزمین کے مالک، اور عرش عظیم کے مالک، ہمارے اور ہر چیز کے مالک، دانے اور گٹھلی کو اپنی قدرت سے پھاڑ کر اس سے پودا لگانے والے، تورات وانجیل اور قرآن مجید نازل کرنے والے! میں تیری پناہ چاہتی ہوں زمین پر چلنے یا رینگنے والی ہر مخلوق کے شر سے جس پر تیرا مکمل قابو ہے، اے اللہ تو ہی اول ہے، کوئی چیز تجھ سے پہلے نہیں، تو ہی آخر ہے کوئی چیز تیرے بعد نہیں (اے قادر مطلق) مجھ پر جو قرض ہے وہ ادا کرا دے اور فقر ومحتاجی دور فرما کر مجھے غنی اور خوش حال کر دے۔ (پریشان حال بندوں کے حسب حال بہت جامع دعا ہے)

تعمیرِ فکر

اپنے پسندیدہ میگزین کو خسارے سے بچایئے

ایک ایسے وقت میں جبکہ ملک بھر میں مسلمانوں کے ایمان وعقیدہ پر شب خون مارنے اور دینی اعمال ونظریات کا حلیہ بگاڑنے کے لئے سینکڑوں نہیں ہزاروں جرائد ہمہ تن مصروف ہیں، ہفت روزہ ''ضرب مؤمن''، روزنامہ ''اسلام''، ''خواتین کا اسلام''، ''بچوں کا اسلام'' وادئ صحافت میں ہوائے تازہ اور بُوئے جاں فزا ثابت ہوئے ہیں، الحمدللہ یہ تینوں چاروں جرائد غیر تجارتی بنیادوں پر شائع کئے جا رہے ہیں جن کا مقصد محض اور محض اعلاء کلمۃ اللہ، دینی عقائد وروایات اور اسلامی طرز معاشرت کا تحفظ ہے۔ الحمدللہ تحدیث بالنعمۃ کے طور پر عرض ہے کہ مذکورہ اخبار وجرائد اپنے مقصد میں بڑی حد تک کامیاب ہوئے ہیں۔ بے شمار لوگوں کے عقائد واعمال درست ہوئے، دینی جذبات کو جلا ملی اور ہزاروں لوگوں کو رجوع الی اللہ کی توفیق ہوئی۔ خصوصاً ''خواتین کا اسلام'' نے طبقۂ نسواں میں اور ''بچوں کا اسلام'' نے بچوں کی دنیا میں بہت بڑا انقلاب پیدا کیا ہے۔ آج جن گھروں میں یہ دونوں میگزین پڑھے جا رہے ہیں ان گھرانوں میں پیدا شدہ مثبت تبدیلیاں واضح طور پر دیکھی جا سکتی ہیں۔ ہم نے بھی اول روز سے اس بات کی پیہم کوشش کی ہے کہ اپنے قارئین وقاریات کو ایک منفرد، پُر مغز، معیاری اور با مقصد چیز پہنچائیں جو ان کے دین ودنیا، دونوں کے لئے مفید ہونے کے ساتھ ساتھ ارزاں بھی ہو۔ قارئین جانتے ہیں کہ ہفت روزہ ضرب مؤمن میں پہلے کبھی کوئی اشتہار شائع نہیں کیا گیا تھا اس لئے کہ ہماری نظر دنیا کے نفع پر نہیں آخرت کا نفع حاصل کرنے پر تھی، دوسرا یہ کہ ایک عرصے تک اہل خیر حضرات کا بھرپور تعاون ان دینی جرائد کو حاصل رہا، مگر ۱۱ ستمبر کے وقوعہ کے بعد ہر سطح پر بہت تیزی کے ساتھ تبدیلی آئی ہے، جس سے دنیا کا تقریباً ہر انسان متاثر ہوا ہے۔ امریکا ویورپ کی مسلط کردہ جنگوں کے باعث مہنگائی عروج پر ہے۔ گھر کے مرچ مصالحے اور آٹے دال کی بات ہو یا فیکٹریوں میں چلنے والی بڑی بڑی مشینوں کی، ہر چیز کی قیمت مہینوں نہیں دنوں میں بڑھ رہی ہے۔ پچھلے مہینے آپ نے اپنے گھر کے لئے آٹے کا جو تھیلا منگوایا تھا ضروری نہیں کہ آئندہ بھی آپ کو اسی قیمت پر ملے...... خیر بات دور چلی گئی...... بتانا آپ کو یہ تھا کہ آپ کے پسندیدہ میگزین بھی اس مہنگائی کے ہاتھوں مسلسل خسارے میں جا رہے ہیں ''خواتین کا اسلام'' اور ''بچوں کا اسلام'' اس وقت جس صورت حال کا شکار ہیں اگر یہی صورت حال آئندہ مزید کچھ عرصہ برقرار رہی تو ممکن ہے انہیں بند کرنا پڑ جائے۔ دونوں میگزین تقریباً ایک اور سوا لاکھ چھپتے ہیں۔ ان کے چھپنے کے لئے بنیادی چیز، جس کی ضرورت ہے وہ کاغذ اور پرنٹنگ ہے۔ جو کاغذ آج سے چند مہینے پہلے 31,30 روپے فی کلو ملتا تھا اب وہی کاغذ 44 روپے فی کلو مل رہا ہے۔ گویا پہلے کی بنسبت ہر کلو پر ہمیں تقریباً چودہ روپے زائد ادا کرنا پڑے ہیں۔ اس بات کا حساب کہ ایک لاکھ میگزین میں کتنے کلو یا (ٹن) کاغذ استعمال ہوتا ہے اور 14 روپے کے حساب سے کل کتنا اضافہ ہوا آپ پر چھوڑتے ہوئے اگلی تفصیل عرض کرتا ہوں کہ مثال کے طور پر آپ کو آج بدھ کے روز روزنامہ اسلام خواتین کا اسلام کے ساتھ سات روپے میں ملا تو اس کا مطلب ہوا کہ آپ کو ''خواتین کا اسلام'' 2 روپے میں مل رہا ہے اس لئے کہ عام دنوں میں اخبار 5 روپے کا ملتا ہے، تو اس دن صرف دو روپے کا اضافہ ہوا۔ اب ان دو روپوں میں ایک روپیہ ایجنٹ کا ہوتا ہے اور ایک روپیہ ادارے کو واپس آتا ہے۔ کیا آپ سمجھتے ہیں کہ اس ''ایک روپے'' میں اعلیٰ معیار کا کوئی بھی میگزین تیار کیا جا سکتا ہے؟ جبکہ کلر پرنٹنگ، دفتری اخراجات، فون، فیکس، کمپیوٹر، ترسیل اور دیگر بہت سے اخراجات بھی اس میں شامل ہوں......

اس طولانی تمہید کے بعد عرض ہے کہ ان تمام احوال کو سامنے رکھتے ہوئے ادارے نے تین باتیں طے کی ہیں۔

1. فوری طور پر قیمت میں ایک روپے کا اضافہ کر دیا جائے، یعنی اتوار اور بدھ کے دن مکمل اخبار آٹھ روپے کا دیا جائے، جبکہ علیحدہ میگزین چھ روپے کا ہوگا۔ اس سے امید ہے ان شاء اللہ خسارہ کچھ کم ہوگا۔

2. پوری اخباری صنعت اشتہارات کی بدولت چل رہی ہے۔ جس طرح دیگر اخبارات کو اپنا وجود برقرار رکھنے کے لئے اشتہارات کی ضرورت ہوتی ہے اسی طرح ان میگزینوں کو بھی ضرورت ہے۔ الحمدللہ ''خواتین کا اسلام'' اور ''بچوں کا اسلام'' کا حلقہ قارئین لاکھوں میں ہے ان قارئین میں سے یقیناً سینکڑوں لوگ صاحب حیثیت تاجر اور کاروباری بھی ہوں گے جو اپنی کمپنیوں، اداروں اور مصنوعات کے اشتہار دے کر ''خواتین کا اسلام'' اور ''بچوں کا اسلام'' کا مالی سہارا بن سکتے ہیں۔ یہ دونوں میگزین جہاں ایک طرف آپ کو اپنی مصنوعات کی تشہیر کے لئے وسیع میدان مہیا کرتے ہیں وہیں آپ کو دعوت دین کی اشاعت کا ذریعہ بنا کر اُخروی نجات کا حق دار بھی بنواتے ہیں۔ خواتین اگر اس سلسلے میں دل چسپی لیں اور اپنے مردوں کو اس طرف مائل کریں تو کافی حوصلہ افزا نتائج سامنے آ سکتے ہیں اور آپ کی طرف سے میگزین کے صفحات بڑھانے کا دیرینہ مطالبہ بھی پورا کیا جا سکتا ہے۔

3. تیسری بات ''فی سبیل اللہ'' تعاون کی ہے، پہلے بھی اشارہ کیا جا چکا ہے کہ گیارہ ستمبر کے وقوعہ کے بعد قومی اور عالمی سطح پر جو تبدیلیاں آئی ہیں ان میں سے یہ بھی ہے کہ اہل خیر حضرات دینی اداروں کے ساتھ تعاون سے ہچکچانے لگے ہیں۔ پہلے بہت سے احباب ایسے بھی تھے جو خالص اللہ کی رضا کی نیت سے ان جرائد کے ساتھ خاموشی سے خطیر تعاون کر دیتے تھے، یہ سلسلہ تقریباً ختم ہو چلا ہے۔ اگر اہل ایمان حضرات کسی ڈر اور خوف کو خاطر میں لائے بغیر تعاون کا سلسلہ جاری رکھیں اور نئے احباب بھی اشاعتِ دین میں حصہ لینے کی غرض سے تعاون فرمائیں تو ادارہ تہ دل سے ممنون ہوگا۔

ہمیں اس بات کا شدت سے احساس ہے کہ ہمارے قارئین قیمت میں اضافے کو محسوس فرمائیں گے، لیکن وہ اس بات کا بھی خیال رکھیں گے کہ یہ دو چراغ جو ایمان ویقین کی لازوال روشنی بانٹ رہے ہیں انہیں بجھنے نہ دیا جائے۔ فی الحال اس فیصلے کو عملاً نافذ نہیں کیا گیا بلکہ آج کا یہ ادارتی نوٹ اطلاع کے لئے پیشِ خدمت ہے، قارئین وقاریات کی طرف سے تجاویز کا انتظار کیا جائے گا اور ان کا جائزہ لینے کے بعد اس فیصلے کو نافذ کیا جائے گا۔ ہم امید کرتے ہیں کہ آپ کی آرا میگزین کی زندگی کی ضامن ہوں گی۔ والسلام

محمد احمد حافظ

خط وکتابت کا پتہ ''خواتین کا اسلام'' دفتر روزنامہ اسلام ناظم آباد 4 کراچی
ای میل islamforwomen@hotmail.com فیکس: 021-6622240 فون 021-o683301

خواتین کا اسلام اب انٹر نیٹ پر بھی
www.dailyislam.net.pk

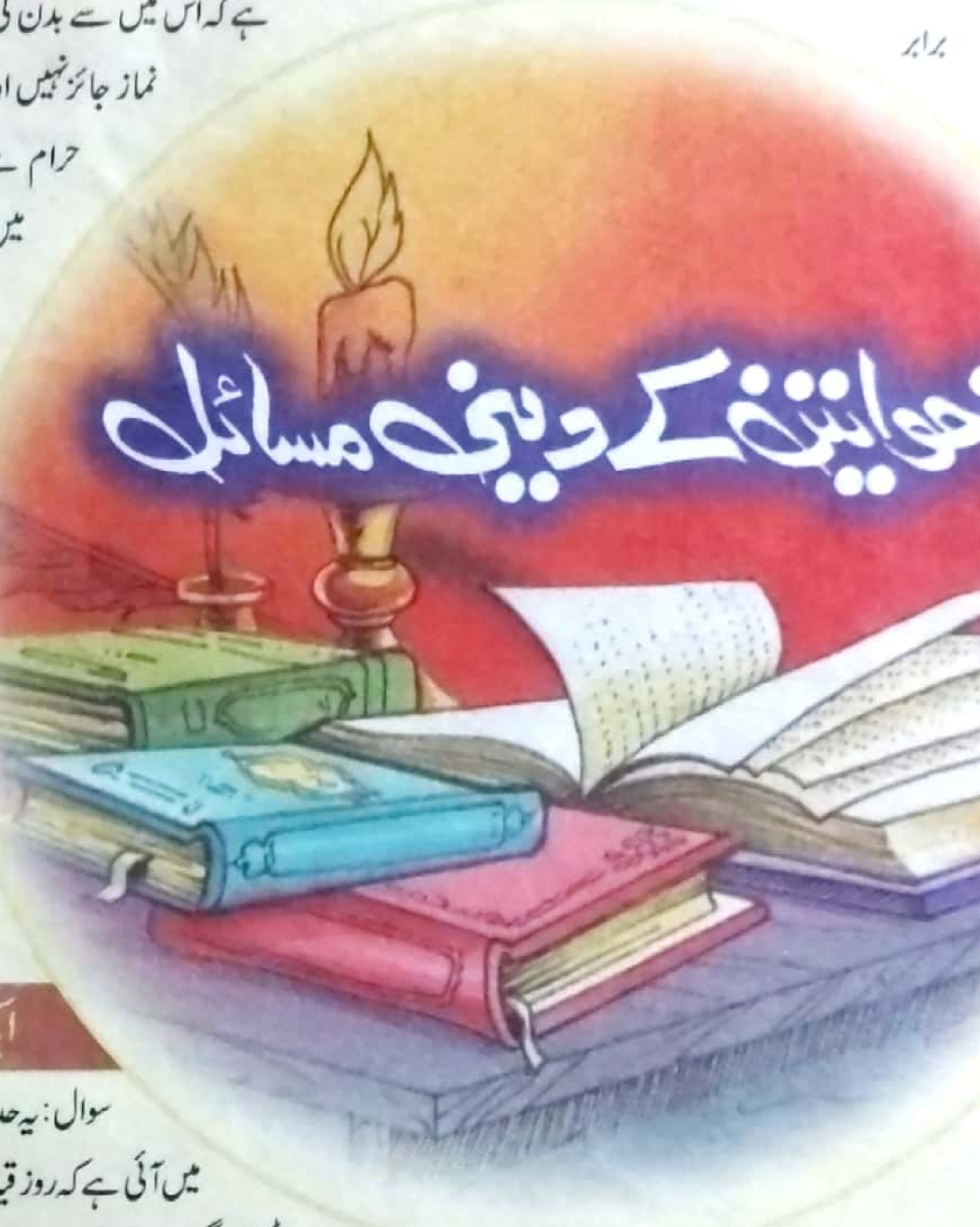

بڑھانے کی نیت سے بالوں کا کاٹنا

سوال: عورت کا اس نیت سے بالوں کو کاٹنا کہ وہ بڑھ جائیں جائز ہے یانہیں؟ نیز کبھی ایسا ہوتا ہے کہ بالوں کی نوکیں پھٹ جاتی ہیں اور ان کی دودو شاخیں بن جاتی ہیں ان کو کاٹنا جائز ہے یانہیں؟ (ز۔ب۔کراچی)

جواب: بڑھانے کی نیت سے بھی بالوں کو کاٹنا جائز نہیں۔ اگر بالوں کی نوکیں پھٹ کر شاخ دار بن جائیں تو ایسی مجبوری میں انہیں کاٹ کر برابر کردینا درست ہے۔

جو شخص نماز کی فرضیت کا انکار کرے

سوال: ایک شخص نماز کے بارے میں کہتا ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے فرض نہیں کی گئی۔ اس کے متعلق شرعی حکم کیا ہے؟ اور جو شخص نماز پڑھنے سے انکار کرے مثلاً نماز کی تلقین کرنے والے کو جواب دے کہ میں نماز نہیں پڑھتا تو اس کے متعلق کیا حکم ہے؟ (عبداللہ۔کوہاٹ)

جواب: نماز کی فرضیت کا منکر کافر ہے اور پڑھنے سے انکار کرنے والا کافر تو نہیں مرتکب کبیرہ اور فاسق ہے۔ ہاں اگر پڑھنے سے انکار اس بناء پر کرتا ہے کہ فرض نہیں سمجھتا تو یہ بھی کافر ہے: (ویکفر جاحدھا) لثبوتھا بدلیل قطعی (وتارکھا عمداً مجانة) ای تکاسلاً فاسق اہ (رد المحتار ص ۳۵۲ ج ۱)

نماز میں اگر بال کھلے ہوں:

سوال: باریک چادر اور دوپٹے میں عورت کی نماز جائز ہے یانہیں؟ اور یہ کہ عورت کے بالوں میں سے کتنا حصہ ظاہر ہو تو

مولانا مفتی محمد ابراہیم صادق آبادی

اس کی نماز نہیں ہوتی؟ (ایضا)

جواب: چادر اور دوپٹہ یا دوسرا لباس اگر اس قدر باریک ہے کہ اس میں سے بدن کی رنگت جھلکتی ہے تو اس میں نماز جائز نہیں اور ایسے لباس کا استعمال بھی حرام ہے۔ ایسی عورتوں کو حدیث میں ننگی عورتیں فرمایا گیا ہے۔ بالوں کا اگر ایک چوتھائی حصہ کھل گیا اور ایک رکن (۳ بار سبحن ربی الاعلیٰ) کی مقدار کھلا رہا تو نماز نہ ہوگی، یہ تب ہے کہ بلا قصد کھل گیا، اگر قصداً کھولا تو کھولتے ہی نماز ٹوٹ جائے گی۔

ایک حدیث:

سوال: یہ حدیث کن عورتوں کے بارے میں آئی ہے کہ روز قیامت ان کی شرمگاہوں سے بدبو اٹھتی ہوگی؟ (ایضا)

جواب: شب معراج میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر ایک ایسی قوم پر ہوا جن کے جسموں پر بہت زیادہ ورم اور موٹاپا تھا اور ان سے حد درجہ بدبو اٹھ رہی تھی گویا کہ بیت الخلاء ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے متعلق دریافت فرمایا تو بتایا گیا کہ یہ زانی مرد اور زانیہ عورتیں ہیں۔ ایک روایت میں ہے کہ زانیوں کی شرمگاہوں سے ایسی بدبو اٹھے گی جو تمام دوزخیوں کے لئے باعث ایذاء و تکلیف ہوگی۔ اسی طرح حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ روز قیامت ایک بدبودار ہوا چلے گی جس سے ہر نیک و بد انسان کو ایذا پہنچے گی۔ آخر میں ایک منادی ندا کرے گا کہ یہ ان زانیوں کی بدبو ہے جو مرتے دم تک اس گناہ میں مبتلا رہے اور انہیں توبہ کی توفیق نہ ہوئی۔ ان روایات کی تفصیل الزواجر عن اقتراف الکبائر ص: ۲۲۱ ج: ۲ لامام ابن حجر الہیثمی میں ہے۔

کن مردوں سے پردہ فرض ہے:

سوال: کن کن مردوں سے عورت کو پردہ ضروری ہے اور کن سے ضروری نہیں؟ یہ بھی بتادیجئے کہ لفظ ''عورت'' کے معنے کیا ہیں۔ (ایضا)

جواب: وہ مرد جن سے نکاح ہمیشہ کے لئے حرام ہے جیسے باپ، دادا، نانا، بیٹا، پوتا، نواسا، بھائی، بھتیجا، بھانجا، چچا، ماموں وغیرہ۔ ان سے پردہ نہیں۔ باقی تمام مردوں سے پردہ فرض ہے جیسے چچا زاد، ماموں زاد، پھوپھی زاد، خالہ زاد، پھوپھا، خالو، نندوئی، بہنوئی وغیرہ۔ اس مسئلہ کی مکمل تفصیل کے لئے حضرت اقدس مفتی رشید احمد قدس سرہ کے وعظ ''شرعی پردہ'' کا مطالعہ کیجئے۔ عورت عربی میں اس حصہ جسم کو کہتے ہیں جسے انسان شرم وحیاء کی بناء پر دوسروں سے چھپانا ضروری سمجھتا ہے۔ گویا عورت کے لئے ستر وحجاب کا پیغام اس کے نام میں پنہاں ہے۔

روزہ کا فدیہ:

سوال: خواتین کا اسلام شمارہ ۴۹ میں روزوں کی قضاء کا مسئلہ ہم نے پڑھا، لیکن سوال یہ ہے کہ اگر عورت رمضان کے بعد قضاء روزے نہ رکھ سکے تو فی روزہ فدیہ کتنا ہے؟ (بنت محمد جمیل بٹ۔نوشہرہ)

جواب: روزہ کی قضاء ادا ہی کی طرح فرض ہے، یہ معاف نہیں ہوتی۔ خواہ کتنا ہی عرصہ گزر جائے گو کہ احتیاط اسی میں ہے کہ جس قدر جلد ممکن ہو یہ فرض ادا کر دیا جائے۔ شریعت کی رو سے فدیہ کی رعایت صرف اس مسلمان کے حق میں ہے جو روزہ رکھنے سے مستقل طور پر معذور ہو۔ سال کے کسی موسم میں بھی روزہ نہ رکھ سکے۔ جیسے بہت بوڑھا، بوڑھی، یا ایسا دائم المرض جسے صحت یابی کی کوئی امید نہیں۔ ایسے معذور کے لئے حکم ہے کہ فی روزہ ۲۵ء۲ کلو گیہوں یا اس کی قیمت کسی مستحق زکوٰۃ مسکین کو دیدے، اگر اداءِ فدیہ کے بعد روزہ رکھنے کی طاقت آگئی تو یہ فدیہ صدقہ بن جائے گا اور روزے رکھنا پڑیں گے۔

تصویر اگر بیگ میں بند ہو:

سوال: ہم نے اپنی تصویریں ایک بیگ میں بند کرکے الماری میں رکھ دی ہیں۔ کیا اس کا بھی گناہ ہوگا؟ اور ہماری نمازیں قبول ہوں گی یانہیں؟ (ایضا)

جواب: بیگ میں بند تصویریں دخولِ ملائکہ رحمت میں تو رکاوٹ نہیں بنتیں اور اس جگہ نماز بھی بلا کراہت جائز ہے اور اس کا ثواب بھی ملے گا۔ مگر ان تصویروں کے رکھنے کا گناہ پھر بھی ہوگا۔

بچوں کو تعلیم کے ساتھ صحیح تربیت بھی دیں

سُلطان سُبحانی

اس میں کوئی شک نہیں کہ تعلیم ہی کو آدمی کو مکمل انسان بناتی ہے بالکل اسی طرح جیسے ایک جوہری پتھر کو تراش کر ہیرا بناتا ہے۔ تعلیم و تربیت سے انسان بنتا اور سنورتا ہے۔ تعلیم حاصل کر کے انسان تعلیم یافتہ کہلاتا ہے اور صحیح تربیت حاصل کر کے انسان بااخلاق اور باکردار ثابت ہوتا ہے، جس کی سماج اور سوسائٹی میں بے پناہ عزت کی جاتی ہے اور اسے سر آنکھوں پر بٹھایا جاتا ہے۔

اکثر و بیشتر والدین اپنے بچوں کو معیاری مدرسوں میں داخل کروا کر یہ سمجھ لیتے ہیں کہ انہوں نے بچوں کے والدین یا سرپرست ہونے کا فرض ادا کر دیا اور وہ بڑی اور نہایت ہی اہم ذمہ داری سے سبکدوش ہو گئے کیونکہ بچہ اب روزانہ مدرسے جائے گا اور تعلیم حاصل کر کے تعلیم یافتہ بن جائے گا۔ صرف روزانہ بلاناغہ بچے کو وقت پر تیار کر کے تعلیم دلوانے کے لئے مدرسے روانہ کرنا ہی والدین کی ذمہ داری نہیں ہے بلکہ یہ جاننا بھی بے حد ضروری ہوتا ہے کہ مدرسے میں بچے کو کس طرح کی تعلیم دی جا رہی ہے، نصابی کتب کیسی ہیں، ان کتابوں میں اسباق کس معیار کے ہیں، بچے کی تعلیمی حالت کیسی ہے، وہ ٹھیک طرح سے تعلیم حاصل کر رہا ہے یا نہیں، ان متذکرہ تمام باتوں پر سنجیدگی سے غور کرنا بھی والدین کی اہم ذمہ داری ہے، اس کے بعد بھی والدین مطمئن ہو کر خاموش نہیں بیٹھ سکتے بلکہ مدرسے کی تعلیم کے بعد گھر پر بچے کو صحیح تربیت دینا بھی والدین کا ایک اہم فریضہ ہے کیوں کہ بغیر تربیت کے تعلیم نہ کوئی معنی رکھتی ہے اور نہ کسی کام آتی ہے۔

لوگ عموماً اپنے بچوں کو معیاری تعلیم دلوانے کی غرض سے انگریزی میڈیم مدرسوں میں داخل کرواتے ہیں تا کہ وہ انگریزی تعلیم حاصل کر کے ''شائستہ'' انسان بن سکیں، لیکن وہ یہ نہیں سوچتے کہ انگریزی تہذیب کے طور طریقے ہماری تہذیب اور کلچر (یعنی مشرقی اور اسلامی تہذیب) سے میل نہیں کھاتے۔ اس طرح انگلش میڈیم اسکول کی تعلیم بچے کے اخلاق و کردار کو نہیں سنوار سکتی۔ چنانچہ جب بچہ تعلیم حاصل کر رہا ہوتا ہے تو والدین کو چاہئے کہ گھر پر اسے صحیح تربیت دیں، اسے تہذیب اور اخلاق کے بارے میں بتلائیں، زندگی گزارنے کے طور طریقے اور آداب سکھلائیں۔ گھر میں اردو تعلیم کے ساتھ دینی تعلیم بھی دیں تا کہ بچہ نہ صرف تربیت حاصل کرے بلکہ وہ اپنی مادری زبان بھی سیکھ جائے، اسے اپنے مذہب کے بارے میں معلومات مہیا کرتے ہوئے دینی تعلیم بھی دلوائیں۔

ورنہ اکثر و بیشتر یہ دیکھنے میں آتا ہے کہ بچہ انگریزی تعلیم میں تو کافی مہارت حاصل کر لیتا ہے لیکن وہ اپنے دین کے بارے میں لاعلم ہوتا ہے، وضو، غسل، نماز، روزے اور دین کے دوسرے ارکان کے بارے میں اسے ضروری معلومات سے آگاہی نہیں ہوتی۔ ہم اپنے بزرگوں سے اکثر یہ سنا کرتے تھے کہ جب وہ طالب علم تھے، تب مدرسوں میں خاص طور پر ایک پیریڈ اخلاقیات کا ہوتا تھا اور اس ایک پیریڈ میں طلبہ کو اخلاقیات کی تعلیم دی جاتی تھی تا کہ طلبہ کے اخلاق اور کردار سنوار سکے اور وہ اس قابل ہوں کہ سماج اور سوسائٹی میں بیٹھ کر بات چیت کر سکیں اور عزت پا سکیں، انہیں کسی قسم کی رسوائی نہ ہو۔ بڑوں کا ادب، چھوٹوں سے شفقت، محفل کے آداب بھی سکھلائے جاتے تھے۔ اگر بچہ محفل کے آداب سے ناواقف ہو تو نہ صرف اس کی بلکہ اس کے والدین کی نیک نامی پر بھی حرف آتا ہے۔ یہ کہا جاتا تھا کہ فلاں صاحب نے اپنے بچے کو انگریزی تعلیم تو دلوائی ہے، لیکن اسے ٹھیک ڈھنگ سے تربیت نہ دے سکے، اس کی نگہداشت صحیح انداز میں نہ ہو سکی۔ اسے یہ تک نہیں معلوم کہ بڑوں کو کس طرح ادب سے سلام کیا جاتا ہے...... حالانکہ اس کے والدین نے اپنے طور پر اسے اچھے اور معیاری اسکول میں تعلیم دلوائی تھی، اس کی تعلیم کی خاطر اپنا قیمتی سرمایہ خرچ کیا تھا، لیکن کیا فائدہ ہوا۔ پل بھر میں ان کی برسوں کی محنت رائیگاں چلی گئی۔

چنانچہ والدین کو چاہئے کہ وہ بچے کو صحیح تربیت دیں، اس کی پڑھائی سے مطمئن ہو کر چپ بیٹھنے کے بجائے گھر پر روزانہ اخلاقیات کی تعلیم دیں اور اسے اس قابل بنائیں کہ وہ معاشرے میں اپنی ڈگریوں کے ساتھ ساتھ اپنے اچھے اخلاق اور نیک کردار کا مظاہرہ کر کے اوروں کا دل جیت سکے، ساتھ ہی ساتھ اپنے والدین کا نام بھی روشن کر سکے، کیونکہ انسان کو ڈگریوں سے نہیں بلکہ اس کے اخلاق اور کردار سے پہچانا جاتا ہے۔

ساس بہو کی لڑائی اور بیٹے کی ذمّہ داری

عین افتخار

جب تک لڑکے کی شادی نہیں ہوتی اس کا تعلق سو فیصد ماں کے ساتھ ہوتا ہے۔ وہ اپنی ساری کمائی اور جو سامان بھی لاتا ہے، اپنی ماں ہی کے ہاتھ میں دیتا ہے اور ہر چیز ماں ہی سے طلب کر کے استعمال کرتا ہے، وہ دن رات میں سینکڑوں مرتبہ اماں اماں کہہ کر بات بات میں ماں کو پکارتا ہے۔ ماں کا کلیجہ خوشی سے پھول جاتا ہے اور وہ اس خیال میں مگن رہتی ہے کہ میں گھر کی مالکن ہوں اور میرا بیٹا فرمانبردار ہے، لیکن آج کل اکثر دیکھا گیا ہے کہ جیسے ہی لڑکے کی شادی ہوتی ہے اس کے دوسرے ہی دن سے اس کی محبت بیوی کی طرف رخ کر لیتی ہے اور بیٹا سب کچھ اپنی بیوی کو دینے اور اس سے مانگ کر لینے لگتا ہے تو ماں کو فطری طور پر ایک بہت بڑا جھٹکا لگتا ہے کہ میرا بیٹا، میں نے اس کو پال پوس کر بڑا کیا اور اب یہ مجھ کو نظر انداز کر کے اپنی بیوی کے قبضے میں چلا گیا۔ اب اماں اماں پکارنے کی بجائے بیگم بیگم پکارتا ہے۔ پہلے اپنی کمائی مجھے دیتا تھا اب بیوی کے ہاتھ سے ہر چیز لیا دیا کرتا ہے۔ اب میں گھر کی مالکن نہیں رہی اس خیال سے ماں پر ایک جھنجھلاہٹ سوار ہو جاتی ہے اور وہ بہو کو اپنا حریف بنا کر اس سے لڑائی جھگڑا کرنے لگتی ہے۔ اس طرح ساس اور بہو میں جنگ عظیم شروع ہو جاتی ہے۔ اس کا یہ مطلب یہ نہیں کہ آپ اپنی بیوی سے محبت نہ کریں، لیکن اس کے ساتھ ساتھ اپنی ماں کو مت بھولئے۔ آج کل کے کچھ نوجوان لڑکے اپنی ماڈرن بیویوں کی باتیں سن کر اپنی ماں کو پوچھتے تک نہیں۔ یہ سراسر ناانصافی ہے۔ بیوی کے حق کی ادائیگی اپنی جگہ اور ماں کے حق کی ادائیگی اپنی جگہ۔ یعنی آپ ماں کو یہ احساس ہرگز نہ ہونے دیجئے کہ آپ بیوی کے غلام ہو گئے ہیں۔ آخر میں میری اپنے نوجوان بھائیوں سے گزارش ہے کہ آپ شادی کے بعد اپنی ماں کا ویسا ہی خیال رکھیں جیسے پہلے رکھتے تھے، اس طرح ماں بھی خوش رہے گی اور آپ کی ازدواجی زندگی بھی خوشگوار گزرے گی۔

کشکول

نُچا:

مولانا رومی نے مردے کی قبر اور زندہ شخص کے گھر کا نہایت لطیف شگوفہ بیان فرمایا ہے" ترکی، ایران اور عربستان میں ایک ذہین شگوفہ باز شخص "نُچا" ہوگزرا ہے۔ ایک دن وہ اپنے والد کے ہمراہ ایک جنازے کے ساتھ قبرستان کی جانب جارہا تھا۔ وفات پانے والے کا بیٹا جنازے کے ساتھ چلتے چلتے رو کر کچھ یوں بین کرتا جارہا تھا۔ "اے میرے والد یہ لوگ تمہیں ایسے گھر میں لے جارہے ہیں جہاں روشنی کا کوئی بندوبست نہ ہوگا، جہاں سونے کے لئے کوئی خاص چارپائی اور بستر وغیرہ نہیں ہوگا، اس گھر میں مناسب دروازے اور کھڑکیاں نہیں ہوگی، وغیرہ وغیرہ۔ یہ سن کر نُچا نے اپنے والد کی کہنی پکڑی اور کہا کہ "ابا، ابا، مجھے لگتا ہے کہ یہ لوگ جنازے کو ہمارے گھر لے جارہے ہیں!" نُچا کے والد نے اس کا ہاتھ اپنی کہنی سے جھٹک کر کہا، تمہیں کیسے معلوم ہوا؟ نچا نے کہا، گھر کی جتنی تفصیلات متوفی کا بیٹا بیان کررہا ہے وہ سب ہمارے ہی گھر کے بارے میں تو ہیں۔" (بنت نثار احمد، گلشن ظہور)

اچھی باتیں:

★خوشی انسان کو وہ کچھ نہیں سکھاتی جو غم سکھاتا ہے۔

★دوسروں کی مدد کرو تا کہ تمہاری مدد کی جائے۔

★انسان عقل سے پہچانا جاتا ہے، شکل سے نہیں۔

★سچی خوشی کا ایک لمحہ دکھوں کے ہزاروں لمحوں پر بھاری ہے۔

★وقت کی قدر وہی لوگ کرتے ہیں جو زندگی میں لگن اور محنت سے کام کرتے ہیں۔

کے ساتھ:

علم سیکھو شوق کے ساتھ...... بات کرو تمیز کے ساتھ...... کام آؤ خلوص کے ساتھ...... خدا سے مانگو، عاجزی کے ساتھ...... چھوٹو سے ملو، شفقت کے ساتھ...... برائی سے بچو، خوف کے ساتھ...... غریبوں کی سنو ہمدردی کے ساتھ...... دوستی کرو اہل علم کے ساتھ...... بچوں کی پرورش کرو، رزق حلال کے ساتھ...... (ن، آ، بنت محمد عابد خان، خواجہ اجمیر نگری)

اقوالِ زریں:

✲جو کسی مقصد کے لیے مرتے ہیں وہ مرتے نہیں اور جو بے مقصد جیتے ہیں وہ جیتے نہیں۔ ✲ کہنے والا یقین سے محروم ہو تو سننے والا تاثیر سے محروم رہتا ہے۔ ✲جو انگلیاں کانٹوں کی نوک سے ڈرتی ہوں وہ پھولوں کی نرمی سے کبھی لطف اندوز نہیں ہوسکتیں۔ ✲عورت کی خوبی دو باتوں میں ہے، اس کو کوئی نامحرم نہ دیکھے اور نہ وہ خود کسی نامحرم کو دیکھے۔ ✲درد سر کا علاج کبھی تاج سے نہیں ہوسکتا۔ (رضوانہ اعوان، چشتیاں)

معاشرت کے زریں اصول

مجلس میں آلتی پالتی مار کر نہ بیٹھنا، مجلس میں ناک، منہ چڑھا کر نہ بیٹھنا، ملتے جلتے، ہنستے بولتے چالتے رہنا بشرطیکہ خلافِ شرع نہ ہوں، بات میں کسی کے ماں باپ تک نہ پہنچنا، تمام انسانوں بالخصوص پڑوسیوں کی عزت و آبرو کا خیال رکھنا، ہر شخص کے رتبہ کے موافق پیش آنا، کسی سے ذاتی و دنیوی بات میں تین دن سے زیادہ رنجش نہ رکھنا، کسی کے معافی مانگنے پر معاف کردینا مخلوق کی ایذاء پر صبر و استقلال رکھنا، لوگوں سے اپنا کہا سنا معاف کرانا، ہر چیز کی جگہ مقرر کی جائے جہاں سے اٹھائی جائے واپس وہیں رکھنا، میاں بیوی کو اپنی خلوت کی باتیں سہیلیوں اور برابر والوں سے ذکر نہ کرنا۔ (بحوالہ دینی دسترخوان) (عظمیٰ قاسم۔ملتان)

مجاور لوگ، عجیب لوگ:

یہ واقعہ 2001ء کا ہے، ہمارے گاؤں میں ایک مزار بنا ہوا تھا، جس پر لوگ چڑھاوے چڑھاتے اور منتیں مانتے تھے۔ بوڑھے لوگوں کے بقول وہاں پر باؤلا اونٹ دفن تھا کچھ عرصہ بعد وہاں میلا لگنا شروع ہوگیا۔ وہاں دکانیں لگتیں اور اشتہار چھپوا کر تقسیم کیے جاتے اور ان کا نام پیر معصوم شاہ رکھ دیا گیا۔ جس شخص کی یہ زمین تھی وہ بھی مجبور تھا کہ اس کی زمین پر قبضہ ہوگیا۔ وہ میرے ابو جان سے ملا کہ کسی طرح ان کو روکا جائے۔ ابو جان نے وہاں کے تمام لوگ جن کے سامنے کا واقعہ تھا تحقیق کروائی تو یہی معلوم ہوا کہ کوئی شخص وہاں مدفون نہیں۔ ابو جان نے منصوبہ بنایا اور تین آدمیوں نے مل کر جن میں دو میرے ماموں اور ایک ابو تھے۔ رات کو جا کر جو درخت تھا اس کو کاٹ ڈالا اور قبر پر جو اینٹیں لگی ہوئی تھیں وہ بھی گرادیں۔ ابو جان نے اس قبر کو اچھی طرح کھود کر دیکھا تو وہاں کسی چیز کے آثار بھی نہ ملے، بس ویسے ہی اوپر مٹی اکٹھی کر کے اونچی ڈھیری بنائی ہوئی تھی۔ لکڑیاں ہم نے اپنے استعمال میں لائیں اور اینٹیں ایک اور شخص کو دے دیں۔ اس طرح وہاں پر بہت سے لوگ اس شرک سے بچ گئے۔ کچھ جاہل قسم کے لوگوں نے کہا کہ ہم دوبارہ قبر بنائیں گے، لیکن کسی کو جرأت نہ ہوئی۔ ہمارے ہمسائے میں ایک شخص تھا اسے ابو جان نے کہا کہ لکڑی کاٹ دو۔ اس نے کاٹ کردے دی تو ابو جان نے کہا کہ یہ لکڑی ہم نے ایک مزار سے کاٹی تھی تو کہنے لگا کہ آپ نے مجھے پہلے کیوں نہیں بتایا ہمارا تو نقصان ہوگا، ابو نے کہا ہم نے کاٹی ہے، ہمیں کچھ نہیں ہوا تو آپ کو کیا ہوگا تو وہ کہنے لگا آپ تو "وہابی" ہیں۔ اس سے اندازہ لگائیں لوگ کس طرح غلط چیزوں پر اعتماد شروع کردیتے ہیں جس چیز کی کوئی حقیقت نہ ہو۔ اس پر اندھا اعتماد، ہم نے ایسے کیا تو فلاں ہوجائے گا ہم نے ایسے کیا تو مرجائیں گے۔ بہت سے ایسے مزار ہیں جن کی حقیقت ہی نہیں ہوتی۔ لوگ انہیں حاجت روا بنائے ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں پکا سچا موحد بنائے اور اپنے در کے سوا کسی اور سے حاجتیں پوری کرنے سے بچائے۔ اللہ تعالیٰ کا تو اعلان ہے "ان الشرک لظلم عظیم" کہ شرک بہت بڑا ظلم ہے اور فرمایا کہ شرک کرنے والے کی بخشش نہیں ہوگی۔ (سمیعہ محمد بنت پروفیسر حافظ محمد)

سب سے پہلے اور سب سے زیا

۞اسلام میں سب سے پہلے شہادت کا مرتبہ حضرت بی بی سمیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حاصل کیا۔

۞سب سے پہلے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ایمان لائیں۔

۞سب سے بڑی محدثہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تھیں۔

۞دنیا میں سب سے زیادہ تکلیف برداشت کرنے والی حضرت آسیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا (زوجہ فرعون) تھیں۔

۞دنیا میں سب سے زیادہ اظہار محبت کرنے والی عورت وہی تھی جو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک دیکھ کر وفات پا گئی۔

تہجد کے فضائل:

✹تہجد پڑھنے سے قبر میں نور ہوگا۔ ✹"تہجد" صالحین کا طریقہ ہے۔ ✹"تہجد" کے وقت دعا قبول ہوتی ہے۔ ✹"تہجد" مؤمن کی شرافت ہے۔ ✹رات کے دو نفل دنیا و مافیہا سے افضل ہیں۔ ✹"تہجد" پڑھنے سے سارا دن آدمی خوش رہتا ہے۔ ✹"تہجد" گناہوں سے روکتی ہے۔ ✹"تہجد" کی نماز پڑھنے سے اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل ہوتی ہے۔ ✹"تہجد" کی نماز حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت مبارکہ ہے۔ ✹"تہجد" کی نماز قرب الٰہی کا ذریعہ ہے۔ (ماخوذ از "دعوت الی اللہ") (مرسلہ: ندا بنت رشید۔سرگودھا)

کیوں؟:

اے دنیا والو! اک بات تو بتاؤ۔
کیوں ہر کوئی افراتفری میں ہے؟
کیوں یہ دنیا برزخ لگتی ہے؟
کیوں حقوق مٹتے ہیں؟
کیوں ہم خود کو ہی حق پر سمجھتے ہیں؟
کیوں ہم دوسروں کو کم تر خیال کرتے ہیں؟
کیوں کمزور کو دباتے ہیں؟
کیوں مظلوم ہی پر ظلم ہوتا ہے؟
کیوں انسان نے اپنی سوچ کو ماردیا؟
کیا یہ ابلیس کو بھول گئے؟
یا وہ بھی مظلوم لگتا ہے۔ (شائستہ)

ملنے کے نہیں نایاب ہیں ہم

قرآن مجید میں جس طرح نماز قائم کرنے اور زکوٰۃ دینے پر جگہ جگہ زور دیا گیا ہے۔ اسی طرح والدین کے ساتھ حسن سلوک پر بھی زور دیا گیا ہے، بلکہ اکثر مقامات پر تو نماز اور زکوٰۃ کے ساتھ ہی والدین کے ساتھ حسن سلوک کی تلقین کی گئی ہے۔ ویسے تو ہم سب ہی جانتے ہیں کہ ہمارے والدین کے ہم پر بہت زیادہ حقوق ہیں، یوں سمجھ لیجئے کہ ماں باپ ہی ہماری دوزخ اور ماں باپ ہی ہماری جنت ہیں۔ آج کل آپ لوگوں نے **Father's Day** اور **Mother's Day** کے متعلق بہت سنا ہوگا، کیا واقعی یہ دن منا کر ہم والدین کے حقوق ادا کر سکتے ہیں؟ ہرگز نہیں، یہ تو مغربی دنیا کے ڈھکوسلے ہیں، ہمارے لئے تو ہر دن ماں باپ کا ہوتا ہے اور ہونا چاہئے۔ حقوق العباد میں سب سے پہلا حق والدین کا ہے اور اللہ تعالیٰ کے بعد سب سے زیادہ اطاعت والدین کی ضروری ہے۔ والدین کی خدمت کے ساتھ ساتھ ان سے ہمدردی اور عاجزانہ رویہ بھی ضروری ہے۔ بڑھاپے میں جب والدین میں تحمل کی کمی ہوجاتی ہے تو اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ اولاد تحمل مزاجی کا مظاہرہ کرے۔ ماں باپ کو تنگ کرنا، ستانا، ان کو دکھ دینا ایسا گناہ ہے، جس کی سزا اللہ تعالیٰ دنیا ہی میں دے دیتا ہے۔ یہ اور بات ہے کہ ہم جیسے ناسمجھ لوگ اس کو سمجھنے سے قاصر ہوتے ہیں اور اس کو اہمیت نہیں دیتے۔ ایک حدیث کے مطابق ماں باپ کے چہرے پر ایک پیار بھری نظر ڈالنے کا ثواب حج مقبول کرنے کے برابر ہے۔ آج ہم اپنی درازیٔ عمر کے لئے، رزق میں کشادگی کے لئے بڑے بڑے وظائف کا اہتمام کرتے ہیں، ایک حدیث کے مطابق والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرنے اور ان کے حقوق صحیح طور پر ادا کرنے سے دنیا میں بھی خیر و برکت کے دروازے کھل جاتے ہیں اور آخرت میں بھی درجات بلند ہوتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جگہ فرمایا کہ سب سے بڑا گناہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک کرنا ہے اور اس کے بعد ماں باپ کی نافرمانی کرنا ہے۔ ایک اور جگہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''والدین کے لئے خرچ کرو، تمہارے مال میں سب سے پہلا حق ان کا ہے'' ویسے تو ماں باپ دونوں ہی اولاد کے لئے برابری کا درجہ رکھتے ہیں، لیکن ماں کے قدموں تلے جنت رکھ کر اللہ تعالیٰ نے اس کا رتبہ قدرے بڑھا دیا ہے۔ یہ اور بات ہے کہ آج کل کی ماؤں کو اس بات کا اندازہ ہی نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے قدموں تلے کس قدر بیش بہا خزانہ پوشیدہ رکھا ہے۔ ماں کا درجہ باپ کے مقابلے میں 3 گنا زیادہ ہے، ایک حدیث کے مطابق اللہ تعالیٰ نے ماؤں کی نافرمانی کو حرام قرار دیا ہے۔ والدین کے انتقال کے بعد ان

اہلیہ عارف

کے رشتہ داروں سے اچھا سلوک کرنا بھی اولاد کی ذمہ داری ہے۔ ساس، سسر اور استاد بھی والدین کے زمرے میں آتے ہیں۔ بہترین نیکیوں میں سے ایک یہ ہے کہ باپ کی غیر موجودگی میں اس کے دوستوں سے اچھا سلوک کریں۔ ہمیں چاہئے کہ والدین کے ساتھ حسنِ سلوک سے پیش آئیں اور ان کے شکر گزار بنیں اور ہر وقت ان کی دعائیں حاصل کرنے کی کوشش میں لگے رہیں، خصوصاً باپ کی دعا کیونکہ باپ کی دعا اولاد کے لئے ایسی ہے جیسے ''نبی کی دعا امت'' کے لئے۔ جو شخص بندوں کا شکر گزار نہیں ہوتا وہ اللہ تعالیٰ کا بھی شکر گزار نہیں ہوتا۔ والدین کے انتقال کے بعد ان کی مغفرت کی دعا بھی کرنا چاہئے۔ ہماری دعائیں ماں باپ کو پہنچتی ہیں، ان کے لئے صدقہ خیرات کیجئے، ان کی زندگی میں بھی ان کے لئے دعا کیجئے کہ ''اے میرے رب! ان پر رحم فرما جس طرح انہوں نے مجھے شفقت اور رحم سے پالا'' اگر ہم چاہتے ہیں کہ ہماری اولاد ہمارے ساتھ اچھا سلوک کرے تو ہمیں چاہئے کہ ہم اپنے والدین کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آئیں۔

آج ہمارا یہ حال ہے کہ ہم بوڑھے والدین کو ایک بوجھ سمجھتے ہیں، حالانکہ ان کو ہمیں اپنا خزانہ سمجھنا چاہئے۔ ان کی موجودگی کو باعث رحمت و برکت تصور کرنا چاہئے۔ آج ہم نے اپنے والدین کی ضروریات کو پس پشت ڈال دیا ہے، ہمیں اپنی اور اپنی اولاد کی ہر ضرورت اور خواہش کا علم ہوتا ہے، لیکن والدین کی ضروریات اور خواہش کے سلسلے میں ہم اکثر نظریں چرا لیتے ہیں۔ یاد رکھنے کی بات یہ ہے کہ اولاد پر سب سے زیادہ حق اس کے والدین کا ہے۔ صرف ایک بات ذہن میں رکھئے کہ ہر چیز دوبارہ حاصل ہوسکتی ہے، بیوی، اولاد، مال و اسباب وغیرہ وغیرہ، لیکن والدین کے سلسلے میں صرف اتنا کہنا کافی ہے۔

ڈھونڈو گے ہمیں ملکوں ملکوں
ملنے کے نہیں نایاب ہیں ہم

مرحوم بیٹے کی یاد میں

اے میرے لختِ جگر، اے میرے نور نظر ڈھونڈتی ہے ہر جگہ تجھ کو میری یہ نظر
تو نہیں ہے ساتھ میرے، ہیں تیری پرچھائیاں چیرتی ہے رات دن فرقت تیری میرا جگر
تجھ پہ جو گزری ہے اس کا جب خیال آجاتا ہے جلنے لگ جاتا ہے سینہ، آنکھ ہوجاتی ہے تر
حال کیا ہے تیری ماں کا کیا بتاؤں میں تجھے چلتی ہے کھا کھا کے ٹھوکر کچھ نہیں آتا نظر
کاش تو بھی دیکھ لیتا حال اپنی بہن کا کھودیا ہے ذہن اس نے غمزدہ ہے اس قدر
تنہا ہے اب بھائی تیرا زندگی کے سفر میں کٹی ہوئی پتنگ جیسے ہو ہوا کے دوش پر
پڑھنے کا تجھ کو شوق تھا ہر گھڑی نعتِ نبیؐ ہے دعا اب بھی رہے لب پر تیرے یہ ہی ذکر
زندگی میں اور بھی ہیں دکھ بہت اے میرے لعل! بس اک تیرے غم سے بیٹا ہوگئی دوہری کمر
یہ حقیقت ہے کہ اک دن چھوڑنا ہے یہ جہاں سوچتا اور دیکھتا ہوں تیری جوانی اور عمر
ہنستا ہوا اور مسکراتا گھر سے تو نکلا تھا لعل لے گیا پھر گور تک تجھ کو تیرا یہ سفر
میرے بچے پر خدایا تیری رحمت خاص ہو انبیاء، شہداء کے ہمراہ خلد میں دے اس کو گھر
سرنگوں ہے خوشدلی سے اے خدا تیرے حضور انعام ہو جس پر تیرا بسمل کو دے ایسا صبر

مرسلہ: عائشہ بنت عبدالستار بسمل

بقیہ: عورت ترقی کی راہ میں......

مگر سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ خواتین کو اسمبلیوں میں اس قدر نمائندگی دے کر بھی پاکستانی عورت کی حالت میں ذرہ برابر تبدیلی کیوں نہیں ہوئی؟

زندگی کے تمام شعبوں میں عورتوں کی غیر ضروری شمولیت نے جہاں سماجی اور اخلاقی برائیوں کو جنم دیا ہے۔ وہاں عالمی معیشت پر بھی منفی اثرات مرتب کئے ہیں اور اسے واضح طور پر دو حصوں میں تقسیم کردیا ہے۔ یعنی مینوفیکچرنگ اور سروسز (اشیاء سازی اور خدمات) گزشتہ کچھ سالوں سے لیبر فورس میں عورتوں کے اضافے کی وجہ سے سروس سیکشن وسیع ہوا ہے۔ ہوٹل، بینک، جنرل اسٹورز، کمپیوٹر اور دیگر شعبوں میں عورتوں کی کثیر تعداد میں شمولیت کے نتائج ضرر رساں ثابت ہورہے ہیں۔ کیونکہ صرف خدمات، اشیاء سازی کے بغیر، ترقی میں اضافہ نہیں کرسکتیں۔

پاکستانی عورتوں کی ملکی ترقی میں شمولیت کی بات ہو یا عورتوں کے حقوق کے تعین کا معاملہ ہو۔ پاکستانی مسلمانوں کو فیصلہ کرنا ہے کہ وہ ان چیلنجوں کا حل مغربی معاشرے کی پیروی میں سمجھتے ہیں یا اسلام سے رہنمائی طلب کرتے ہیں جو آفاقی دین ہے اور جس کی تعلیمات ہر زمانے کے لئے ہیں۔ اسلام کے دائرے میں رہتے ہوئے مادی ترقی کا حصول ہی ہمارا نصب العین ہونا چاہئے۔ واللہ اعلم بالخیر۔

عورت ترقی کی راہ میں... یا

یہ فقرہ تو تقریباً ضرب المثل کی حیثیت اختیار کر چکا ہے کہ مرد و عورت گاڑی کے دو پہیوں کی حیثیت رکھتے ہیں اس لئے قوموں کی ترقی کے لئے عورتوں کو مردوں کے شانہ بشانہ کام کرنے کے مواقع ملنے چاہئیں۔ درحقیقت اس طرح کے نعرے تحریک آزادیٔ نسواں کے علمبرداروں کی طرف سے شروع میں، انیسویں صدی کے آغاز میں لگائے گئے جو رفتہ رفتہ بہت مقبولیت حاصل کر گئے۔ اُس زمانے کے خاندانی اقدار کے مطابق عورت کا دائرہ کار گھر کی چار دیواری تک محدود تھا اور معاشی کفالت کی ذمہ داری مرد پر تھی۔ تحریکِ آزادیٔ نسواں کے علمبرداروں نے اس صورت حال کو مرد کی ''حاکمیت'' اور عورت کی بدترین ''غلامی'' سے تعبیر کیا اور مرد کی غلامی اور حاکمیت سے آزادی کے لئے معاشرت، تعلیم، سیاست، صنعت و حرفت، ملازمت غرض ہر شعبے میں عورت کی شرکت کو لازمی سمجھا۔ 1800ء کے لگ بھگ تحریکِ آزادیٔ نسواں کا آغاز ہوا۔ بیسویں صدی کے آغاز تک اس کے زیادہ تر مطالبات مساوی تعلیم اور عورتوں کے لئے ووٹ کے حق تک محدود تھے۔ مگر آج اکیسویں صدی میں مغرب میں مساوی حقوق کا فتنہ پوری انسانی تہذیب کو اپنی لپیٹ میں لے چکا ہے اور اگر صورت حال یہی رہی تو اگلے پچاس سالوں میں انسانی دنیا زوال اور انتشار میں مبتلا ہو جائے گی۔

یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ برطانیہ، جرمنی، فرانس، ہالینڈ، پرتگال، اسپین اور دیگر یورپی ممالک اُس وقت بھی سائنسی ترقی کے قابلِ رشک مدارج طے کر چکے تھے جب ان ممالک میں عورتوں کو ووٹ دینے کا حق نہیں ملا تھا۔ 1850ء تک صنعتی انقلاب نے پورے یورپی معاشرے میں عظیم تبدیلی برپا کر دی تھی۔ 1900ء تک مذکورہ یورپی اقوام نے افریقہ، ایشیا اور لاطینی امریکا کو غلام بنالیا۔ دوسری جنگِ عظیم سے پہلے ان ممالک میں عورتوں کا ملازمت میں تناسب نہ ہونے کے برابر تھا۔ مگر اس حقیقت کو بھی جھٹلایا نہیں جاسکتا کہ دوسری جنگ عظیم میں کروڑوں مردوں کے مرنے پر یورپی معاشرے میں عورتوں کے بادل نخواستہ باہر نکلنے کی حوصلہ افزائی کی گئی۔

اس کے علاوہ جاپان کی مثال ہمارے سامنے ہے۔ جاپان کی صنعتی ترقی نے امریکا اور یورپ کو منڈی کی معیشت میں عبرتناک شکستیں دیں۔ 1990ء سے پہلے امریکا اور یورپ کی منڈی پر جاپانی اشیاء کا قبضہ تھا۔ اُس وقت تک جاپان مغرب کی حقوق نسواں کی تحریک کے مضر اثرات سے محفوظ تھا اور حیران کن ترقی کے باوجود جاپان اپنی قدیم روایات اور خاندانی اقدار کو برقرار رکھے ہوئے تھا۔ 1990ء کے عشرے میں مغربی میڈیا نے جاپانی تہذیب پر مغربی ثقافت کی یلغار کر دی۔ نتیجتاً جاپان کی صنعتی رفتار میں کمی واقع ہوئی اور آج اُس کی معیشت میں شدید بحران پیدا ہونے کی پیش گوئیاں ہو رہی ہیں۔ جاپانی معاشرہ سخت کشمکش کا شکار لگتا ہے۔ IMF اور مغرب کے معاشی جادوگر پریشان حال جاپانیوں کو یہ پٹی پڑھا رہے ہیں کہ معاشی ترقی کو برقرار رکھنے کے لئے اپنی عورتوں کو گھروں سے باہر نکالو۔ اسی طرح عالمی ذرائع ابلاغ امریکی عورت کی اس وقت جو تصویر کشی کر رہے ہیں چند دہائیاں قبل اُس کی یہ حالت کبھی نہیں تھی۔

دوسری جنگِ عظیم کے بعد امریکا میں زبردست تحریک

مون

شروع ہوئی جس کا موقف یہ تھا کہ عورتوں کو کارخانوں اور دفتروں کی ملازمت سے نکال کر امورِ خانہ داری کی طرف راغب کیا جائے۔ 1950ء کی دہائی میں امورِ خانہ داری پر اس قدر زور دیا گیا کہ اسے بعد کے مؤرخوں نے **Ultra-domesticity** (امورِ خانہ داری کا اعلیٰ دور) کے نام سے موسوم کیا اور حیرت کی بات یہ ہے کہ یہ دور امریکی معاشرے کی ترقی کا ''زریں دور'' خیال کیا جاتا ہے۔ 1960ء کی دہائی کے دوران تحریکِ آزادیٔ نسواں کا دوسرا دور شروع ہوا، جس میں جنسی انقلاب کے سیلاب نے روایتی معاشرے کو خس و خاشاک کی طرح بہا ڈالا۔ عورت کی آزادی کے علمبرداروں نے عورت کو گھر سے نکال کر بازاری چیز بنا دیا، اسکینڈے نیویا کے ممالک ناروے، سویڈن، ڈنمارک، فن لینڈ اور آئس لینڈ وغیرہ میں سیاست اور ملازمت میں عورتوں کا تناسب پوری دنیا سے زیادہ ہے۔ وہاں عورتیں گھر کو جہنم سمجھتی ہیں اور ان ممالک میں ''**unwanted**'' (ناجائز) بچوں کی شرح تناسب سب سے زیادہ ہے۔

تحریک آزادیٔ نسواں اور مساوی حقوق کے فتنہ نے امریکا، یورپ اور بالخصوص اسکینڈے نیویا کے ممالک کی فلاحی ریاست کو بری طرح متاثر کیا۔ ان معاشروں میں جنسی بے راہ روی کا تناسب خطرناک حد تک زیادہ ہے۔ جس نے مردوں کی نسبت عورتوں پر زیادہ برے اثرات ڈالے ہیں۔ ایک محتاط اندازے کے مطابق عورتوں پہ اٹھنے والے مجموعی اخراجات کا حجم قومی ترقی میں اُن کے شراکتی حصہ سے کہیں زیادہ ہے۔

ورکنگ ویمن اپنی آمدنی کے علاوہ مردوں کی آمدنی کا بھی خاصا حصہ بناؤ سنگھار اور نمود و نمائش پہ خرچ کر ڈالتی ہیں۔ آج امریکی دانشوروں کو یہ بات سمجھ نہیں آرہی کہ اس تباہی و بے راہ روی کے سیلاب کو کیسے روکیں؟ اور یہی دانشور مسلم ممالک کے خاندانی نظام کو تباہ کرنے پر تیار نظر آتے ہیں۔ آج یہودی منصوبہ ساز مسلم ممالک کی پسماندگی کی وجہ یہ قرار دیتے ہیں کہ وہاں عورتوں کو ترقی کی منازل میں شریک نہیں کیا جاتا۔ مغربی میڈیا کے بار بار **Feminism** (حقوق نسواں) کا راگ الاپنے کا ہمارے معاشرے پہ یہ اثر ہوا کہ قومی دولت کا کثیر سرمایہ غیر پیداواری مدات میں خرچ ہو رہا ہے۔ چند سال پہلے لاہور ہائیکورٹ نے میڈیکل کالجوں میں لڑکیوں کے مخصوص کوٹہ کو مساوات کے اصول کے منافی قرار دیتے ہوئے اسے ختم کرنے کا حکم دیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ طلبہ کی نسبت طالبات کی تعداد کالجز میں زیادہ ہوگئی باوجود اس کے کہ طالبات کے لئے الگ کالج کی سہولت موجود ہے۔ میڈیکل میں ہمیں طلبہ کی ضرورت زیادہ ہے کیونکہ خواتین کی قلیل تعداد ہی پریکٹس کی طرف آتی ہے اور جو آجائیں وہ بڑے شہروں سے باہر تعیناتی کے لئے تیار نہیں ہوتیں اور اوپن میرٹ کی طرح ہائیکورٹ کو اس سلسلے میں کوئی ''عدم مساوات'' دکھائی نہیں دیتی اس کی دلیل یہ دی جاتی ہے کہ بغیر کسی محرم مرد کے اکیلی عورت اس ناسازگار ماحول میں کس طرح کام کرے؟ یعنی بالواسطہ اعتراف کیا جاتا ہے کہ عورت وہ سب کام نہیں کرسکتی جو مرد کرتے ہیں۔ مگر کھلے لفظوں میں کوئی بھی اس بات کو قبول نہیں کرے گا۔ کیونکہ اس سے شکست محسوس ہوگی۔ ایک لڑکے کا بے روزگار ہونا ایک لڑکی کے بے روزگار رہنے سے کہیں زیادہ خطرناک ہے۔ کیونکہ لڑکے پر مستقبل میں پورے خاندان کا بوجھ ہوتا ہے۔ ملازمت پیشہ خواتین اپنے خاوند، بھائی، باپ وغیرہ کا بھی بہت زیادہ وقت ضائع کر دیتی ہیں۔ دعویٰ تو برابری کا ہے مگر اُن کو لانے لے جانے کی ذمہ داری بھی باپ، بھائی کو اٹھانی پڑتی ہے۔ گویا اُن کی ملازمت کی وجہ سے وہ لوگ بھی اچھی کارکردگی کا مظاہرہ نہیں کرسکتے۔ یعنی ایک ملازمت پیشہ خاتون خود بھی پریشان ہوتی ہے اور گھر والوں کو بھی پریشان کرتی ہے۔ اسی طرح سیاست میں بھی عورتوں کی بھرمار ہے۔ 2002ء کے انتخابات میں پاکستانی خواتین کو 17 فیصد نمائندگی سے نوازا گیا۔ اس وقت سینٹ، قومی اور صوبائی اسمبلیوں میں اچھی خاصی تعداد میں خواتین موجود ہیں۔

(باقی صفحہ ۷ پر)

بنت عبدالواحد

چھوٹی چھوٹی باتیں

امی، امی، سعید بھاگتا ہوا شمائلہ کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ امی! دادی جان آپ کے خلاف پڑوسن کو باتیں بتا رہی تھیں۔

اچھا! کیا کہہ رہی تھیں ذرا بتاؤ تو؟ شمائلہ دلچسپی لیتے ہوئے بولی۔ تو سعد نے سنی ہوئی باتیں چٹخارے لے لے کر بیان کرنا شروع کیں۔ جب وہ چپ ہوا تو شمائلہ نے توصیفی نظروں سے سعد کو دیکھتے ہوئے مجھے کہا کہ! مریم میرا بیٹا بڑا ہی ذہین اور عقل مند ہے۔ اس سے پہلے کہ میں اس کے جواب میں کچھ کہتی میری نظر شمائلہ کی چھوٹی بیٹی عمارہ پر پڑی جو اپنے چچا کے چھوٹے بیٹے عثمان کو دھکا دے کر آ رہی تھی۔ اسی اثناء میں شمائلہ بھی اس کی یہ حرکت دیکھ چکی تھی اور اس سے پہلے کہ عمارہ سے اس کے بارے میں استفسار کیا جاتا عثمان کی امی اپنے کمرے سے نکلیں اور عمارہ سے باز پرس شروع کر دی تو اس نے کہا کہ پہلے اس نے میرے بھائی کو مارا تھا لہٰذا میں نے اسے دھکا دے دیا تو شمائلہ جلدی سے بولی بس برابر ہو گیا ان نے پہلے علی کو کیوں مارا؟ عثمان کی امی غصّے میں بولتی ہوئی اندر کی طرف چل دیں اور انتہائی افسوس کے ساتھ میں نے شمائلہ کی طرف دیکھ کر کچھ کہنا چاہا کہ شمائلہ کا بڑا بیٹا عفان گھر میں یہ کہتے ہوئے داخل ہوا کہ ہم نے کوئی نوکری تو نہیں لی ہوئی تمہاری۔ شمائلہ نے اس کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا تو وہ بولا! یہ جو سامنے والی ہمسائی ہیں روز کوئی نہ کوئی کام کہتی رہتی ہیں کہ بیٹا یہ لا دو! بیٹا وہ لا دو! میں نے تو آج صاف کہہ دیا ہے کہ میں کوئی تمہارا ملازم نہیں ہوں تو شمائلہ بولی بہت اچھا کیا تم نے اگر کوئی بھی کام کا کہے تو صاف کہہ دیا کرو کہ ہم نے ٹھیکہ نہیں لیا ہوا تمہارا۔ یہ کہتے ہوئے شمائلہ میرے پاس آ کر بیٹھ گئی اور کہنے لگی کہ مجھے میرے بچوں کی بالکل بھی فکر نہیں ہوتی ماشاءاللہ یہ خود ہی بڑے تیز ہیں۔ یہ کہتے ہوئے شمائلہ نے میری طرف داد طلب نظروں سے دیکھا۔

میں نے افسوس سے سر ہلاتے ہوئے کہا کہ! تمہیں اگرچہ ان کی فکر نہ ہو گی! لیکن مجھے ان کی بہت زیادہ فکر ہو رہی ہے۔ کیا مطلب؟ شمائلہ نے حیرانی سے پوچھا! مطلب یہ کہ ان کے اندر برائی کے پودے اگنا شروع ہو چکے ہیں اور تم انہیں کاٹنے کی بجائے ان کی جڑیں مضبوط کر رہی ہو۔

یہ تم کیا کہہ رہی ہو میں ان کی ماں ہوں دشمن نہیں شمائلہ تیزی سے بولی۔ میں نے کہا یہ سچ ہے کہ تم ان کی ماں ہو لیکن تم خود ہی غور کرو کیا تم ان کی تربیت ٹھیک سے کر رہی ہو؟ تم اپنی تربیت کا اندازہ یہیں سے لگا لو کہ جب سعد نے آ کر کہا کہ دادی جان آپ کے خلاف باتیں کر رہی ہیں تو بجائے اس کے کہ تم اسے سمجھاتیں کہ ایک جگہ سے بات سن کر اسے دوسرے کے سامنے بیان کرنا چغل خوری ہے، اس سے جھگڑے پیدا ہوتے ہیں اور تم اسے چغل خوری کے نقصان اور اس کی سزا سے آگاہ کرنے کے بعد اسے تنبیہ کرتیں کہ وہ آئندہ یہ غلطی نہ دہرائے، الٹا تم نے اس کی تعریف کر دی جس سے اس کی یہ عادت مزید پختہ ہو گی اور وہ چغل خوری کو کوئی برائی نہ سمجھے گا، پھر تم یہ دیکھو کہ جب عمارہ نے عثمان کو دھکا دیا اور کہا کہ اس نے پہلے میرے بھائی کو مارا ہے تو تمہیں چاہئے تھا کہ تم اسے سمجھاتیں کہ جس طرح علی تمہارا بھائی ہے اسی طرح عثمان بھی تمہارا بھائی ہے۔ لڑائی جھگڑے کرنے والے اللہ تعالیٰ کے نزدیک مبغوض ترین لوگ ہیں اور کامل مسلمان کی شان تو یہ ہے کہ اگر کوئی زیادتی بھی کرے تو اسے معاف کر دے کہ یہ عزم الامور (ہمت کے کام) میں سے ہے لیکن تم نے تو اس کے بولنے سے ہی فیصلہ سنا دیا کہ بس ٹھیک کیا، گویا کہ تم نے عمارہ کی اس حرکت پر حوصلہ افزائی کی مہر لگا دی۔

میں نے کچھ توقف کر کے شمائلہ کی طرف دیکھا تو وہ بڑے غور سے میری باتیں سن رہی تھی میں نے پھر بات شروع کی کہ عفان نے جب آ کر تمہیں بتایا کہ اس نے سامنے والی ہمسائی کا کہنا نہیں مانا تو تم نے اسے مزید کہا کہ وہ سب کو اسی طرح کہے، یہ تو تم نے اس کے اندر جذبۂ خدمت و ہمدردی اُبھارنے کی بجائے اس جذبے کو ختم کر دیا، تمہیں چاہئے تھا کہ تم اسے پڑوسیوں کے حقوق سے بھی روشناس کراتیں اور بتاتیں کہ کس طرح ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بڑھیا کی گھٹڑی اٹھا کر اسے منزل مقصود تک پہنچایا تھا حالانکہ وہ عورت اس وقت تک مسلمان نہ ہوئی تھی اور آپ کے ہی ڈر سے بھاگ رہی تھی اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جانتے بوجھتے ہوئے بھی اس بڑھیا کی خدمت کے لئے تیار ہو گئے۔ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان مبارک ہے کہ اگر تم کسی کے سواری پر سوار ہونے میں بھی مدد کرو گے تو یہ صدقہ ہے۔ لہٰذا تمہیں چاہئے تھا کہ اپنے بیٹے کو یوں سمجھاتیں کہ تم کوئی اچھا کام نہیں کر کے آئے بلکہ نیکی حاصل کرنے کا ایک موقع گنوا کر آئے ہو۔ شمائلہ بہن! بچے کی پہلی درسگاہ اس کی ماں کی گود ہوتی ہے اور پہلا استاد اس کی ماں ہوتی ہے آج ہم جو کچھ اپنے بچوں کو سکھائیں گی کل وہ اسی پر عمل کریں گے۔ یہ بظاہر تو چھوٹی چھوٹی باتیں ہیں جنہیں ہم نوٹ نہیں کرتے لیکن حقیقت میں یہ بڑے بڑے گناہ اور برائیاں ہیں جن کا زہر ہماری غفلت کی وجہ سے ہمارے بچوں میں سرایت کر رہا ہے میں نے شمائلہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا:

مریم تم نے تو میری آنکھوں سے غفلت کی پٹی اُتار دی ہے۔ آج کے بعد میں بچوں کی تربیت پر خصوصی توجہ دوں گی اور بظاہر چھوٹی چھوٹی لیکن حقیقتاً بڑی بڑی برائیوں کو بھی نوٹ کروں گی تاکہ یہ معاشرے میں ایک مسلمان بن کر ابھریں۔ شمائلہ نے پرعزم ہو کر جواب دیا اور میں نے مسکراتے ہوئے کہا: ان شاءاللہ۔ ع

شکایت ہے مجھے یارب ان مکتب والوں سے
سبق شاہین بچوں کو دے رہے ہیں خاک بازی کا

تشخص و وقار

شوکت آرا

منڈلا رہے ہیں گدھ چاروں طرف
ہم کرتے ہیں چڑیوں کی چہکار کی باتیں
گرچہ خزاں رسیدہ ہے ہر شجرِ چمن
ہم کرتے ہیں لیکن بہار کی باتیں
چاند کا چہرہ زرد، سورج گہنایا ہوا
ہم کرتے ہیں شمسِ نصف النہار کی باتیں
فضائے زمین مکدّر، ہے آسماں قہرماں
دہشت زدہ سے ہم کرتے ہیں اعتبار کی باتیں
سحر زدہ سا لگتا ہے یہاں کا ہر انسان
کتنے پیار سے کرتا ہے سمندر پار کی باتیں
عمل سے خالی ہم باتوں کے دھنی ہیں
کب کریں گے اپنے تشخص و وقار کی باتیں؟

2

میری شریکِ زندگی میری رفیقۂ حیات

رب کریم نے خوشحالی اور فارغ البالی عطا فرمائی تو دل میں دبے ہوئے ان ارمانوں نے سر نکالنا شروع کیا جو ایک نئے شوہر کی نئی شریکِ زندگی کے لئے ہوتے ہیں، جب جب بازار سے گزرنا ہوا اور کسی خوبصورت کپڑے پر نظر پڑی تو اسے اہلیہ کے لئے یا اپنی بیٹی کے لئے لے لیا، لیکن درجنوں بار یہ تجربہ ہوا کہ جو کپڑا اپنی شریکِ حیات کے لئے لیا تھا وہ نہ سلا اور نہ تن پر نظر آیا، دریافت کرنے پر ایک ہی جواب ملا کہ سینے کی فرصت نہیں ملی اور پھر کچھ دنوں کے بعد دوسرا کپڑا لے لیا تو اس کا بھی انجام وہی ہوا، لیکن یہ برتاؤ زیادہ قیمتی اور زیادہ خوبصورت کپڑوں کے ساتھ ہوتا تھا کم قیمت کے یا موسم کے مطابق کپڑے جب جب لانے کی توفیق ہوئی تو وہ چند روز کے بعد ہی جسم پر نظر آگئے۔ ایک بار ایک بہت خوبصورت کپڑا عید کے لئے خریدا بچوں کے لئے بھی اپنے دل کی پسند کے کپڑے خریدے کچھ درزی سے سلوائے کچھ خود سیئے مگر اپنا عید کا جوڑا نہیں سیا، میں نے ۲۰ رمضان سے ہر دن تقاضا کرنا شروع کیا اور ہر دن ایک ہی جواب ملا کہ چند گھنٹوں کا کام ہے کسی بھی وقت سل جائے گا، جب عید کا چاند ہو گیا تو میں نے معلوم کیا کہ اپنے کپڑوں کا کیا کیا؟ مسکرا کر کہہ دیا رات بہت لمبی ہوتی ہے عید کا سامان تیار کرلوں دو گھنٹے میں سل جائیں گے اور جب عید کے دن نماز کے بعد بچوں کے ساتھ واپسی ہوئی تو معلوم نہیں کب کا لایا ہوا مگر نیا جوڑا پہنے نظر آئیں، میں نے نگاہ بھر کے دیکھا تو کہہ دیا کہ آپ کے دوستوں کے لئے کھانا تیار کرتے کرتے اتنی تھک گئی تھی کہ پھر ہمت نہیں ہوئی اور دیکھئے یہ بھی تو نیا ہے اور آپ ہی کا لایا ہوا ہے۔

جس چیز کو فضول خرچی یا شوق کہتے ہیں وہ تو چھو کر بھی نہیں گزری تھی اس کے برعکس کفایت شعاری اتنی زیادہ تھی کہ اس کے کنارے کنجوسی سے ملنے لگتے تھے، لیکن کفایت صرف کپڑوں اور وہ بھی اپنے کپڑوں یا گھر کے سامان تک محدود تھی کیوں کہ کھانا اور کھلانا یا زیادہ پکانا روز کا معمول تھا میں نے جب بھی کہا کہ رات کو چند دوست کھانا کھائیں گے۔ انہوں نے صرف ایک سوال تو یہ کیا کہ کتنے ہوں گے دوسرا یہ کہ کیا کیا پکالوں؟ میں نے اگر پانچ بتائے تھے اور اتفاق سے آٹھ آگئے تب بھی اتنا کھانا بچ جاتا تھا کہ اگر چار اور ہوتے تو وہ بھی کھالیتے۔ جتنی کم عمر میں وہ میرے گھر آئی تھیں، اس میں تعلیم، کھانے وہ بھی رنگ برنگ کے کھانے سلائی، کڑھائی، بنائی خاص طور پر سوئٹر کی بنائی میں اتنی مہارت اور اتنی تیزی ساتھ لائی تھیں کہ دیکھنے والے دنگ رہ جاتے تھے اور یہ سب کچھ انہوں نے اپنی والدہ اور دو بڑی بہنوں سے سیکھا تھا جو ان سے بہت بڑی تھیں۔ میرے خسر صاحب میرے تایا ابا بھی تھے جو بہت بڑے عالم تھے، لیکن نہ وہ مصنف تھے نہ مقرر بلکہ پیشہ کے اعتبار سے ماسٹر یا سرکاری اسکولوں میں مولوی صاحب رہے۔ مگر مطالعہ میں ہر وقت مصروف رہنے کی وجہ سے کلام پاک پر بہت عبور تھا۔ میری اہلیہ اپنی دو بہنوں سے

حفیظ نعمانی

بہت چھوٹی تھیں ان کے والد صاحب نے اللہ کی مرضی جان کر علمی اعتبار سے پوری توجہ ان کو ہی دی گویا چھوٹی بیٹی بھی یہی تھیں اور بیٹا بھی یہی، اس کے نتیجہ میں کلام پاک ترجمہ اور تفسیر ان کا دینی سرمایہ تھا، صبح فجر کی نماز کے بعد تلاوت پھر اگر کوئی خادمہ نہیں ہے تو بچوں کا ناشتہ اور اسکول کی تیاری پھر اس کے بعد گھر داری یہ ان کا معمول تھا۔

برس گزرتے گئے بچے بھی بڑے ہوگئے، پریس نے بھی بہت ترقی کرلی میری فضول خرچیاں جتنی جتنی بڑھتی رہیں ان کی کفایت شعاری میں بھی اضافہ ہوتا گیا میں نے کبھی اعتراض کیا تو جواب ملا کہ اگر میں بھی آپ ہی جیسی ہو جاؤں تو سال بھر میں گھر اور پریس سب بک جائیں گے، لیکن میری فضول خرچی پر نہ رنجیدہ ہوئیں نہ ان پر اعتراض کیا اور نہ ناگواری کا اظہار کیا میں نے نہ کہیں سنا نہ پڑھا، لیکن تجربہ یہ ہوا کہ فضول خرچ صرف پیسہ خرچ کرنے میں ہی فضول خرچ نہیں ہوتا بلکہ محبت طاقت، دماغی صلاحیت، تقریر تحریر الفاظ اور ہر چیز میں فضول خرچ ہوتا ہے اور میں اعتراف کرتا ہوں کہ اگر یہ برائی تھی تو میں برا تھا۔

زندگی میں یوں تو نہ جانے کتنے موڑ ایسے آئے جب مجھے شریک حیات کی مدد کی ضرورت پڑی اور ہر موڑ پر سب سے زیادہ قریب میں نے انہیں پایا اس کی وجہ یہ بھی تھی کہ والد ماجد کی دنیا بالکل دوسری تھی، بڑے بھائی صاحب آئے دن بیمار رہتے تھے اور چھوٹے بھائی حسان میاں اور سجاد میاں اتنے چھوٹے تھے جتنے میرے اپنے بچے، ان کے علاوہ لکھنؤ میں کوئی رشتہ دار تھا اور نہ قرابت دار اس پر ستم اللہ کی بنائی ہوئی میری فطرت کہ ع ...... ''ایک ہنگامہ پر موقوف ہے گھر کی رونق''۔ نچلا بیٹھا ہی نہیں جاتا تھا آئے دن کوئی نہ کوئی ادبی، سماجی، سیاسی اور ملی ہنگامہ اور اس میں میری شریک سب سے زیادہ میری رفیق حیات۔

۱۲ رمارچ ۱۹۶۲ کو ''ندائے ملت'' کا پہلا شمارہ نکلا برادر معظم مولانا عتیق الرحمٰن سنبھلی اور ڈاکٹر محمد آصف قدوائی صاحب کے قلم حاصل کیے۔ الہ آباد سے حسن واصف عثمانی کو اور پٹنہ سے ظہیر صاحب کو لے کر آیا، باقی سارا بوجھ اپنے کاندھوں پر اٹھایا اور اپنے کو اس قدر جھونک دیا کہ نہ پریس کا ہوش رہا نہ بیوی بچوں کا خیال، دن کا چین اور نہ رات کا آرام اور اس پر مزید ستم یہ کہ اہلیہ کے ذمے دو رفیقوں کے کھانے کا بوجھ اور ہوگیا، لیکن اس اللہ کی بندی نے پوری خوش دلی سے اسے قبول کیا اور ان سب کے تعاون سے ہی ''ندائے ملت'' نے وہ مقام حاصل کیا کہ اسے اپنے دور کا الہلال تسلیم کیا گیا، اس نے اتنی عظمت حاصل کی کہ پاکستان کے ایک ممتاز اور مقبول ہفت روزہ اخبار کے ایڈیٹر نے ندائے ملت کے پہلے سال نامے پر تبصرہ کرتے ہوئے یہاں تک لکھ دیا کہ پاکستان کے کسی اچھے اخبار یا رسالے کے ایڈیٹر ہونے سے ندائے ملت کا ہاکر ہونا زیادہ قابل فخر ہے۔ اس کے بعد وہ زمانہ بھی آیا جب اس وقت کے وزیر تعلیم کریم بھائی چھاگلا اور ان کے ہی جیسے ملت کے دشمن مسلم یونیورسٹی کے وائس چانسلر علی یاور جنگ نے یونیورسٹی سے لفظ مسلم نکالنے اور اس کے اقلیتی کردار کو نکالنے کی سازش تیار کی اور اسے ایک عام یونیورسٹی بنانا چاہا جس کے خلاف پوری مسلم قیادت اور پورا اردو پریس چیخ اٹھا۔ مجھے فخر ہے کہ اس معرکے میں بھی سالار جنگ کا کردار ندائے ملت ہی نے ادا کیا اور ۱۹۶۵ء میں اولڈ بوائز مسلم یونیورسٹی کے ہونے والے ایک کنونشن کے موقع پر ندائے ملت کا ایک خصوصی شمارہ ''مسلم یونیورسٹی نمبر'' نکالنے کا فیصلہ کیا، جس سے ریاستی اور مرکزی حکومت کی نیند اڑ گئی۔

ہمیں کافی پہلے معلوم ہو چکا تھا کہ حکومت اس نمبر کو نکلنے نہیں دے گی اور اگر نکل گیا تو ضبط کرلے گی۔ دوسری طرف ہم نے سمجھ لیا تھا کہ دونوں صورتوں میں ہمارا مقصد حاصل ہو جائے گا کیوں کہ ہم صرف مسلمانوں میں خود اعتمادی اور جرأت مقابلہ پیدا کرنا چاہتے تھے جو دونوں صورتوں میں ہو سکتی تھی۔ مسلم یونیورسٹی نمبر تیار ہوا اور ملک بھر سے جو مانگ آئی اس کے لئے پندرہ ہزار چھپوایا جو تین پریسوں میں چھپتا رہا پھر جب پانچ ہزار تیار ہوگیا تو اسے آر ایم ایس کے ذریعہ روانہ کرنے کی کوشش کی، جس میں نوے فیصدی کامیابی بھی ملی مگر پھر رات میں نامکمل اخبار کے ساتھ ہماری گرفتاری عمل میں آگئی اور جیسا بھی اور جتنا بھی اخبار ملا اسے ضبط کرلیا گیا۔ گرفتاری، ڈی، آئی، آر کے تحت ہوئی تھی جو ٹاڈا اور پوٹا جیسا

اندھا قانون تھا اسی وجہ سے ضمانت بھی نہیں ہو سکتی تھی اور مقدمہ بھی نہیں چل سکتا تھا۔ یہ پس منظر ہے۔ جس میں ایک کردار میری شریکِ حیات نے میرے باہر آنے تک ادا کیا جس کی مدت پورے ۹ مہینے تھی۔ مرحومہ نے سب سے پہلے تو پریس کے گرد سی آئی ڈی کے گھیرے کو توڑا اور ذمہ داروں کو آنکھوں میں دھول جھونک کر خصوصی نمبر کے پچاس اخبار پریس سے باہر نکال کر ایک طویل چکر کاٹتے ہوئے والد ماجد کے گھر پہنچا دیئے جو ضبط ہونے کے خطرے کی وجہ سے تیار کرالئے گئے تھے اور ان میں ہی کی کاپیاں مسلم یونیورسٹی اولڈ بوائز کنونشن کے بعد ڈاکٹر عبدالجلیل فریدی اور قاضی محمد عدیل عباسی نے پریس کانفرنس میں لہرا کر دکھائیں کہ یہ ہے وہ ندائے ملت کا خاص نمبر جس کے متعلق حکومت کا دعویٰ کیا کہ اس نے اخبار کی ایک ایک کاپی ضبط کرلی۔ کنونشن کے بعد جیل میں ملنے کے لئے آنے والوں کا سلسلہ شروع ہوگیا ایک دن بھائی صاحب نے فرمایا کہ غیور فاطمہ اور بچے آنا چاہتے تھے مگر ابھی ہم نے انہیں روک دیا ہے میں نے کہہ دیا پندرہ دن کے بعد انہیں بلالوں گا اس درمیان میں نے جیل کے ذمہ داروں کو یقین دلا دیا تھا کہ ہماری لڑائی حکومت سے ہے۔ آپ لوگوں سے نہیں بہتر یہ ہوگا کہ آپ اپنی ذمہ داریاں پوری کریں اور ہم آپ کے راستے میں نہ آئیں، اس کے بعد میں نے اہل وعیال کو بلایا اور انہیں اندازہ ہوگیا کہ حفیظ جیل میں ضرور ہیں مگر تکلیف کوئی نہیں۔ اہلیہ نے خواہش ظاہر کی کہ آپ اس کی اجازت لے لیجئے کہ میں جب جب آجاؤں تو آپ کے لئے کچھ پکا کر لیتی آؤں اور درمیان میں کسی چیز کو دل چاہے تو کھلادیں میں آنے جانے والوں کے ہاتھ بھیج دیا کروں گی میں نے ان کے سامنے ہی اسسٹنٹ جیلر مسٹر شکلا سے بات کی جن کا رویہ پہلے ہی دن سے بہت شریفانہ تھا۔ انہوں نے صفائی کے ساتھ کہا کہ یہ تو میرے اختیار میں ہے کہ میں عام لوگوں سے ہٹ کر آپ سے ملنے والوں کے لئے درخت کے سائے میں کمبل اور چادریں بچھوادوں، رہا پکے ہوئے کھانے کا مسئلہ تو یہ جیلر صاحب کے اختیار کی بات ہے۔ جیلر مسٹر پانڈے بھی ایک بہت ہی شریف، تعلیم یافتہ اور نستعلیق آدمی تھے، انہوں نے اپنے برسوں کے تجربے اور مردم شناسی سے اندازہ کرلیا تھا کہ ہم کس قسم کے لوگ ہیں؟ انہوں نے فوراً اجازت دے دی مگر یہ شرط لگائی کہ کوئی پکی ہوئی چیز بیرک میں لے کر نہ جائیں اور اگر گوشت کی بنی ہوئی کوئی چیز کھائیں تو ہڈیاں بیگم صاحبہ ساتھ لے جائیں اس اجازت کے بعد میری بیوی اور بچے ہر جمعہ کو آتے تھے، سب ساتھ بیٹھ کر دوپہر کا کھانا کھاتے تھے اور دو گھنٹہ کے بعد رخصت ہوجاتے تھے۔ جیل سے آنے کے بعد معلوم ہوا کہ کبھی کبھی ایسا بھی ہوا کہ واپسی میں کوئی سواری نہیں ملی اور میری اہلیہ جیل سے اسٹیشن خالی ناشتہ دان اور بچوں کو لے کر پیدل آئیں، لیکن جیل میں مجھے ہوا بھی لگنے نہیں دی، میری عدم موجودگی میں بچوں کی پرورش، ان کی تعلیم، پریس کی نگرانی، پردے کے اندر رہ کر آمد وخرچ کا حساب ۹ مہینہ تک اللہ کی اس بندی نے صرف اپنے بل بوتے پر کیا۔

(جاری ہے)

آپ کا دسترخوان

ٹماٹر کی چٹنی:

اجزاء: ٹماٹر اکلو۔ سرکہ 250 گرام۔ کشمش 250 گرام۔ نمک 30 گرام۔ دانے الائچی کلاں 3 گرام۔ مرچ سیاہ 3 گرام۔ چینی 500 گرام۔

ترکیب: ٹماٹر دھو کر کاٹ لیں اسے 500 گرام پانی میں ابال کر باریک کپڑے سے چھان لیں اور عرق نکال لیں۔ اس عرق میں نمک، مرچ سیاہ اور الائچی کے دانے پیس کر ڈال دیں۔ اب اس میں چینی اور سرکہ ملا کر آنچ پر رکھیں۔ چٹنی گاڑھی ہونے پر اس میں صاف کر کے کشمش بھی ڈالیں اور چمچ ہلاتے رہیں۔ تین یا چار منٹ کے بعد اتار لیں چٹنی تیار ہے۔

آم کی چٹنی:

اجزاء: آم ایک کلو گرام۔ چینی 750 گرام۔ سرکہ 125 گرام۔ سرخ مرچ 5 گرام۔ نمک پسا ہوا 30 گرام۔ گرم مصالحہ حسب پسند۔

ترکیب: چٹنی کے لئے ایسے آلوؤں کا انتخاب کریں جو زیادہ کچے ہوں نہ زیادہ پکے۔ آموں کو چھیل کر اور گٹھلیاں نکال کر باریک پیس لیں۔ اب ان پسے ہوئے آموں میں سارے مصالحے اور سرکہ ملا کر تھوڑی دیر کے لئے دھوپ دکھائیں۔ پھر استعمال میں لائیں۔ خوش ذائقہ چٹنی تیار ہے۔

کٹلس:

اجزاء: آلو 4 عدد (میش کرلیں)۔ مرغی 1 بوٹی (ریشہ کرلیں)۔ نمک حسب ذائقہ۔ کالی مرچ 1/4 چائے کا چمچ۔ چاٹ مصالحہ 1/2 چائے کا چمچ۔ انڈہ (پھینٹا ہوا) 1 عدد۔ بریڈ کرمز حسب ضرورت۔

ترکیب: انڈہ اور بریڈ کے علاوہ باقی تمام اجزاء کو اچھی طرح مکس کر کے گول ٹکیاں بنالیں اور ان کو پہلے انڈے میں ڈبوئیں پھر بریڈ کرمز لگا کر فرائی کرلیں اور گرما گرم پیش کریں۔

اخت حافظ صلاح الدین

بنت اشرف علی

ام طلحہ

ایگ فرائیڈ رائس:

اجزاء: چاول 1/2 کلو۔ مکس سبزیاں (گاجر، مٹر، شملہ مرچ بند گوبھی) 1 کپ۔ انڈے 3 عدد۔ نمک حسب ذائقہ۔ کالی مرچ 1/2 چائے کا چمچ۔ سویا ساس 2 ٹیبل اسپون۔

ترکیب: چاولوں کو نمک ڈال کر ہاف بوائل کرلیں اور ان کا پانی نتھار لیں۔ اب ایک کڑاہی میں ایک سے دو ٹیبل اسپون تیل ڈال کر گرم کرلیں۔ اس میں سبزیاں ڈال کر فرائی کرلیں، اب اس میں چاول بھی شامل کرلیں اور باقی تمام اشیاء انڈے سمیت شامل کر کے تیزی سے مکس کرلیں۔ پھر 10 منٹ کے لئے دم پر رکھ دیں۔ ایگ فرائیڈ رائس تیار ہے، کیچپ کے ساتھ نوش فرمائیں۔

بریڈ کی کھیر:

اجزاء: بریڈ ایک عدد درمیانی۔ دودھ ایک کلو۔ چینی حسب ذائقہ۔ فریش کریم آدھا پاؤ۔ کومیل دودھ دو ڈبے چھوٹے سائز کے۔

ترکیب: ایک دیگچی میں دودھ ابالیں، پھر سلائس کے براؤن کونے چھری سے ہٹادیں، پھر دودھ میں ڈبل روٹی، چینی اور فریش کریم ڈال کر گرائینڈ کرلیں، پھر اس کو دیگچی میں ڈال کر کومیل کے دونوں ڈبے ڈال کر درمیانی آنچ پر تقریباً 15 منٹ پکائیں اور چمچہ چلاتے رہیں، اب کھیر کو ڈش میں نکال کر اس پر بادام پستے خوبصورتی سے لگادیں اور فریج میں ٹھنڈا کرنے کے لئے رکھ دیں، بریڈ کی کھیر تیار ہے۔

یہ ڈش بڑھتے ہوئے بچوں کے لئے بہت مفید ہے اور یقیناً بچے اسے بہت شوق سے کھائیں گے۔

واضح فرق
صرف چند یوم میں
فری ہوم ڈیلیوری سروس
Slimming Ice Tea
2 کپ روزانہ استعمال سے بڑھا ہوا پیٹ اور وزن کم کریں
• بغیر ڈائٹنگ • بغیر ورزش • بغیر سائیڈ ایفکٹس
گرما گرم موسم میں ٹھنڈی ٹھنڈی چائے
فیئر فٹنس
کراچی 0300-2184131
لاہور 0300-4577957
ملتان 061-518811 منڈی بہاؤالدین 501276
رحیم یار خان 0731-78812 ڈی جی خان: 0641-468866

وضو نہیں رہتا:

ﷺ محترمہ ڈاکٹر صاحبہ! میرا مسئلہ یہ ہے کہ پیشاب کرنے کے بعد وقفے وقفے سے قطرے آتے رہتے ہیں، دوسرا یہ کہ بار بار گیس خارج ہوتی ہے، نماز پڑھنا بہت مشکل ہوگیا۔ نیز شمارہ نمبر **49** میں آپ نے جو بالوں کے لئے نسخہ لکھا ہے کیا ہم بھی استعمال کرسکتی ہیں۔ والسلام (س۔ بنت محمد سردار علی۔ کوٹلہ جام دریا خان)

☆ محترمہ س صاحبہ! آپ اپنے مسئلے کے حل کے لئے **Sarsaparilla** ∅ کے 10-10 قطرے دن میں 2 مرتبہ ایک گھونٹ پانی میں ملا کر پییں۔ گیس کے لئے تازہ پودینہ 6 گرام۔ لونگ 5 دانے۔ ادرک تازہ 3 گرام ان کو 2 کپ پانی میں جوش دے کر چھان کر پی لیا کریں۔ چکنائی اور گائے کے گوشت سے پرہیز کریں۔ اس کے ساتھ آپ نے شمارہ نمبر 49 میں شائع شدہ نسخے کے متعلق پوچھا ہے تو اس کو آپ استعمال کرسکتی ہیں۔ ساتھ ہی یہ وضاحت بھی کردوں کہ حکیم کی دوکان سے ہڑتال کے نام سے آرسینک زرد سلفیٹ مل جاتا ہے۔

سر پر گلٹیاں ہیں:

ﷺ محترمہ ڈاکٹر صاحبہ! میری عمر **35** سال ہے۔ میرے دو مسئلے ہیں۔ ایک تو یہ کہ سر پر دو گلٹیاں ہیں دوسرا یہ کہ کچھ عرصے سے میرا دل بہت کمزور ہوگیا ہے۔ مہربانی فرما کر دونوں مسئلوں کا حل بتادیں۔ (ع۔ ی۔ پشاور)

☆ ع۔ ی صاحبہ! آپ کے سر میں جو رسولیاں یا گلٹیاں سی بنی ہوئی ہیں وہ چونکہ موروثی ہیں اس لئے ان کو ختم ہونے میں تھوڑا وقت لگے گا۔ مگر علاج پابندی سے کریں۔ دوا کی ایک بوتل استعمال کرکے مجھے دوبارہ خط لکھئے گا کہ کیا فرق پڑا ہے۔ اگر رد و بدل کرنا پڑے تو میں دوا بدل دوں گی۔ آپ دوا **Tubercolinum 200** ہفتے میں صرف ایک خوراک **4-5** قطرے ایک چمچ پانی میں ملا کر پییں اور اس کے ساتھ **MERC. Iod 30** میں روزانہ صبح دوپہر شام **4-4** قطرے ایک چمچے پانی میں ملا کر پیا کریں۔ آپ کو جو گھبراہٹ کا دوسرا مسئلہ ہے وہ بھی ان شاء اللہ اس سے حل ہوجائے گا۔

پیٹ بڑھ گیا ہے:

ﷺ ڈاکٹر صاحبہ! صحت کے بارے میں میں آپ کا کالم خصوصی طور پر پڑھتی ہوں کہ شاید میری بیماری سے ملتی جلتی کسی بیماری کا آپ جواب لکھیں۔ میرا مسئلہ یہ ہے کہ پہلے بیٹے کی پیدائش سے ہی میرا پیٹ بہت بڑھ گیا ہے مہربانی فرما کر اچھا سا نسخہ لکھ دیں، آپ کو دعاؤں میں یاد رکھوں گی۔ (بنت عبدالخالق۔ راولپنڈی)

☆ بچوں کی پیدائش کے بعد پیٹ بڑھ جانا ایک عام مسئلہ بن گیا ہے اگر پیدائش کے فوراً بعد ہی بازار میں اس کام کے لئے دستیاب بیلٹ استعمال کریں تو فوری طور پر یہ مسئلہ حل ہوجاتا ہے۔ بیلٹ بھی **Rod** والا کہہ کر لیں تو یہ اچھا رہتا ہے۔ دوا میں **Sepia 1-M** ہفتے میں ایک خوراک **4-5** قطرے ایک چمچ پانی میں ڈال کر پییں اور **Calc.Carb**

ڈاکٹر ام محمد

200 روزانہ **2** مرتبہ **4-4** قطرے لے لیا کریں۔ واک کیا کریں تیز تیز قدموں سے باقی جسم کے مختلف حصوں کو سڈول بنانے کی مختلف ایکسر سائز کے طریقے لکھوں گی ان کو بھی دیکھ لیجئے گا۔

ٹی بی کے اثرات:

ﷺ مجھے ٹی بی بھی تھی، جس کا میں نے تقریباً چار مرتبہ علاج کرایا ہے۔ اب ٹھیک ہوں، لیکن کھانسی ختم نہیں ہورہی۔ ایلوپیتھک، ہومیو پیتھک اور حکیمی علاج کرائے ہیں مگر افاقہ نہیں ہوا۔ مہربانی فرما کر کوئی ایسی دوا تجویز کردیں جس سے میری کھانسی ختم ہوجائے۔ (نوشین بنت عبداللہ)

☆ محترمہ نوشین صاحبہ! میں نے آپ کا خط تفصیلی طور پر پڑھا ہے اور آپ بھی اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ادا کیا کریں کہ آپ کو اتنے پیچیدہ مرض سے مکمل طور پر شفا ہوگئی۔ رہی کھانسی تو ان شاء اللہ یہ بھی اللہ کے فضل و کرم سے دور ہوجائے گی۔ آپ دوا **MeDoRRHINUM.1M** یہ ہفتے میں ایک خوراک **4-5** قطرے نہار منہ لے لیا کریں، اس کے ساتھ روزانہ دوا **Nar. Sulfh 6x** دن میں **4** مرتبہ چار چار گولیاں لیں۔ خوراک کے معاملے میں ایک ہدایت ضروری ہے۔ سفید آٹا یعنی میدہ، شکر یا ان سے بنی ہوئی اشیاء۔ گوشت، مچھلی، دودھ اور حلوہ جات سے فی الحال پرہیز کریں۔ شہد اور تازہ سبزیاں آپ کے لئے مفید رہیں گی۔ نماز حاجت پڑھ کر اپنے لئے مکمل شفا کی دعا کیا کریں۔ میں آپ کے لئے دل سے دعا گو ہوں۔

چہرے پر تل ہیں:

ﷺ ڈاکٹر صاحبہ! میرے چہرے پر کافی سارے تل ہیں جو دن بدن بڑھتے جارہے ہیں دوسرا یہ کہ میرے دو دانت ٹیڑھے اور معمولی سے اونچے بھی ہیں کیا بریسیز لگانے کا فائدہ ہوگا؟ اس کے اخراجات کیا ہوں گے؟ (بنت منیر الدین ضلع اوکاڑہ)

☆ بنت منیر الدین صاحبہ! آپ نے بریسیز لگوانے کا پوچھا ہے تو دانتوں کے لئے واقعی یہ واحد اور کامیاب علاج ہے۔ آپ اس کو لگوا لیں اور مستقل لگا کر رکھیں جلد ہی دانت صحیح ہوجائیں گے، یہ اوپر اور نیچے اگر دونوں طرف لگے گا یا جتنے دانتوں میں لگوائیں گی اس کی اتنی ہی قیمت بنے گی مکمل اخراجات تو ڈینٹیل ڈاکٹر ہی بتا سکتا ہے اس کے علاوہ تلوں کے بارے میں پچھلے ایک شمارے میں تفصیلی مضمون لکھ چکی ہوں، اس سے استفادہ کرلیجئے۔

☆ آمنہ خان۔ فیوچر کالونی لانڈھی۔ کراچی)

محترمہ آمنہ خان صاحبہ! آپ لیکوریا کے لئے **Cimicifuga** دن میں **4** مرتبہ **4-5** قطرے ایک چمچے پانی میں ملا کر پیا کریں، اس کے ساتھ پیشاب کا جو مسئلہ لکھا ہے، اس کے لئے دوا **MERC. COR. 30** دن میں **4** مرتبہ **4-4** قطرے ایک چمچے پانی میں ملا کر پیا کریں۔ پانی زیادہ پیا کریں۔ ایک ماہ بعد دوبارہ مجھے آگاہ کیجئے گا۔

دواؤں کے لئے مشورہ:

بنت محمد عالم ضلع بونیر

بنت ز۔ خ۔ خیبر ایجنسی

☆ آپ دونوں بہنوں نے جن دواؤں کے متعلق پوچھا ہے آپ انہیں استعمال کرسکتی ہیں۔

نوٹ: ''آپ کی صحت'' کے سلسلے میں ڈاک بہت زیادہ آئی ہوئی ہے فی الحال ایک مہینے کے لئے نئی ڈاک کی وصولی بند رہے گی صرف پہلے سے آئے ہوئے خطوط کے جواب لکھے جائیں گے۔ نئی ڈاک اکتوبر سے وصول کی جائے گی۔

(ام محمد)

خوشخبری

فقیہ العصر مفتی اعظم حضرت اقدس مفتی رشید احمد صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے مواعظ

پہلا مجموعہ ملاحظہ فرمائیں

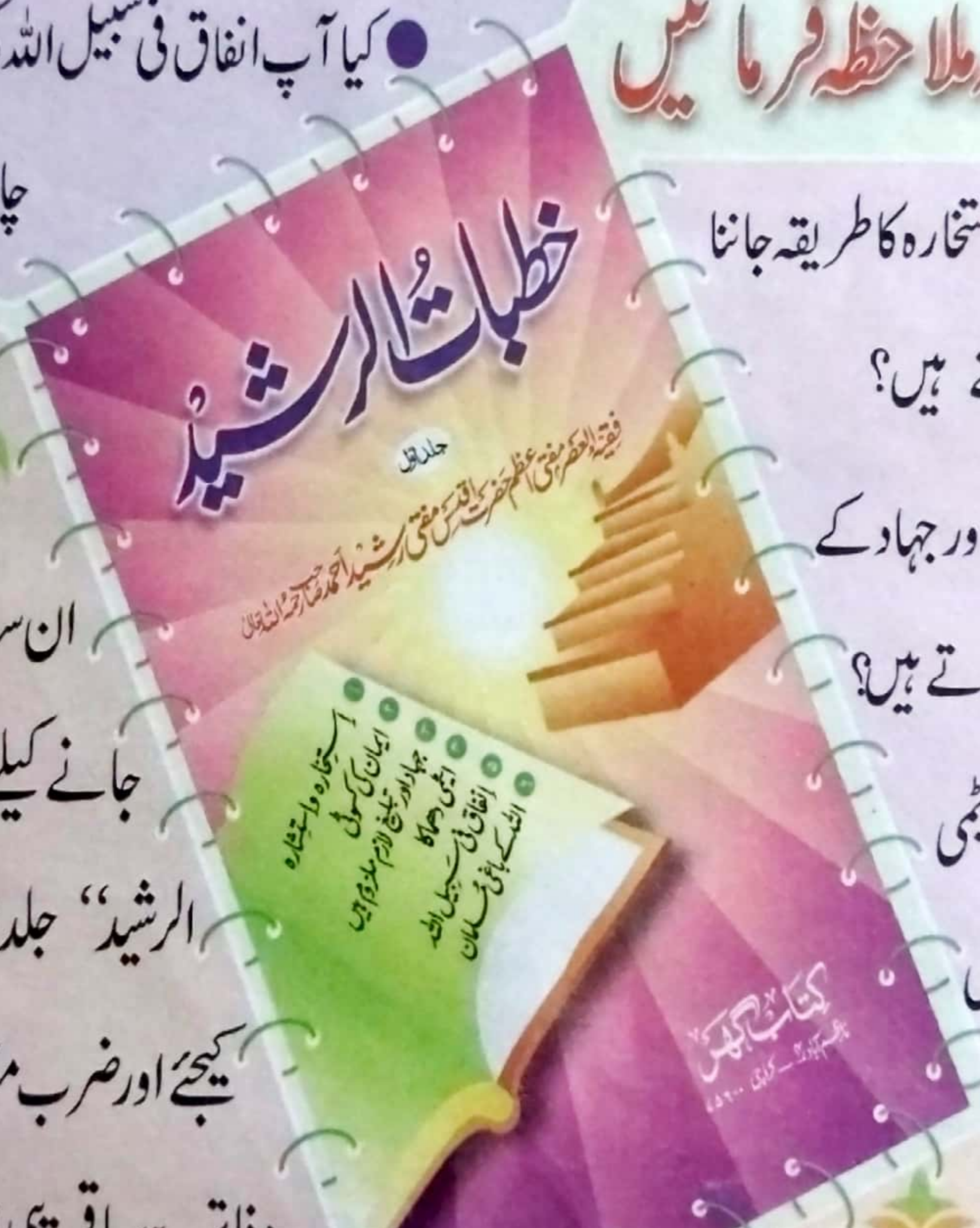

- کیا آپ انفاق فی سبیل اللہ کی اہمیت جاننا چاہتے ہیں؟
- کیا آپ استخارہ کا طریقہ جاننا چاہتے ہیں؟
- کیا آپ تبلیغ اور جہاد کے درمیان فرق کرتے ہیں؟
- کیا آپ ایٹمی دھماکہ کی اسلامی حیثیت جاننا چاہتے ہیں؟
- کیا آپ یہ جاننا چاہتے ہیں کہ انسان اللہ تعالیٰ کا باغی کس طرح بنتا ہے؟

ان سب چیزوں کو جاننے کیلئے ”خطبات الرشید“ جلد اوّل کا مطالعہ کیجئے اور ضرب مؤمن کے تمام دفاتر سے یا قریبی اسلامی کتب خانہ سے طلب فرمائیں۔

ناشر
کتاب گھر
ناظم آباد ۴ ۔ کراچی ۷۴۶۰۰

گھریلو چٹکلے

سائرہ سلطانہ

☆ اگر لیموں کے عرق کو رات سونے سے پہلے چہرے، ہاتھوں، بازوؤں، گردن اور پاؤں پر اچھی طرح لگالیں تو آپ مچھر کے کاٹنے سے اور ملیریا سے محفوظ رہیں گے بلکہ جلد بھی شگفتہ اور ملائم ہو جائے گی۔

☆ گرمیوں میں مکھیوں سے نجات پانے کے لئے پودینے کی گٹھی کو باندھ کر کھڑکی پر یا کمرے میں کسی بھی جگہ لٹکا دیں۔ مکھیاں نہیں آئیں گی۔

☆ بیماری کی وجہ سے جسم میں چنگاریاں سی نکلتی ہوئی محسوس ہوتی ہوں یا ہاتھ پاؤں جلتے ہوں تو ایسے میں خشک دھنیاں پیس کر ہم وزن مصری ملا کر کھائیں یا سبز دھنیاں کوٹ کر اس میں مصری ملا کر پئیں جسم کی گرمی کا اثر زائل ہو جائے گا۔

☆ اگر فریج کے بغیر مکھن رکھنا مقصود ہو تو اسے چکنے کاغذ میں اچھی طرح لپیٹ کر آٹے کے تھیلے میں رکھ کر دبا دیں، مکھن ہفتوں تک نہیں پگھلے گا۔

☆ آٹا گوندھتے ہوئے اس میں لیموں کے دو یا تین قطرے ڈالنے سے روٹی بہت ہلکی اور تازہ پکتی ہے اور ذائقے میں بھی کوئی فرق نہیں آتا۔

☆ ٹھنڈی تندوری روٹیوں کو گرم کرنے کے لئے ان روٹیوں کو پانی سے تھپتھپا کر پھیلے ہوئے گرم توے پر ہلکی آنچ پر دس منٹ کے لئے رکھ دیں اور اس توے کو ایک بھگونے (بڑے دیگچے) سے ڈھک دیں، دس منٹ بعد روٹیاں نکالیں۔ روٹیاں بالکل تازہ نکلیں گی۔

☆ پائے ہوں یا سری، چنہ ہو یا ماش کی دال، حلیم کی گندم ہو یا جو، کسی بھی قسم کی چیز کو گلانے کے لئے اسے چولہے پر چڑھانے سے پہلے اس میں بیکنگ پاؤڈر ملا دیں۔ بہت جلد گل جائے گی۔
نوٹ: (ایک کلو چیز کی مقدار کے لئے چار چائے کے چمچ استعمال ہوں گے)

☆ کالی مرچ 8 عدد، ذرا سی مصری اور ڈھائی تولے پیاز لے لیں اور اسے اچھی طرح پیس لیں، باریک ہونے پر پانی ملا لیں اور پی لیں۔ ہیضہ میں فوری افاقہ ہوگا۔

☆ ایک عدد درمیانی پیاز، تھوڑی سی ادرک، خشک پودینہ، نمک اور چینی حسب ذائقہ لے کر تھوڑے سے پانی میں چائے کی پتی ڈال کر ان کو ابال کر قہوہ بنا لیں اور پی لیں، الٹی کو فوراً آرام آ جائے گا۔

زیرِ لب

لنا:

ایک دن حضرت ابوبکر، حضرت عمر اور حضرت علی رضوان اللہ علیہم اجمعین تینوں کہیں جا رہے تھے۔ حضرت علی بیچ میں تھے ان کا قد دونوں سے چھوٹا تھا اس پر دونوں حضرات نے ان سے کہا اے علی! تم ہم میں ایسے ہی ہو جیسے لفظ ''لنا'' میں نون ہوتا ہے۔ حضرت علی نے فرمایا ہاں لیکن اگر میں درمیان میں نہ ہوں تو تم ''لا'' ہو جاؤ۔'' (بنت محمد ابراہیم مسکین۔ بصیرہ)

وغیرہ وغیرہ:

بیگم نوکر سے: بازار سے بھنڈی، گوشت، ٹماٹر وغیرہ وغیرہ لے آؤ۔
نوکر واپس آ کر: بیگم صاحبہ! پورا بازار چھان مارا مگر وغیرہ وغیرہ نہ ملا۔

لوری:

ایک صاحب بچے کو گود میں لیے بیٹھے تھے۔ بچہ رو رہا تھا
بیوی: بچے کو سلا دیجئے
شوہر: یہ نہیں سو رہا
بیوی: لوری دے کر سلا دیجئے
شوہر: لوری سناتا ہوں تو محلے سے آواز آتی ہے خاموش رہو تمہاری لوری سنانے سے بہتر ہے کہ بچہ روتا رہے۔ (اخت بابر شاہ ہارون۔ چھچھ)

نیند:

پہلا شخص: اگر رات کو نیند نہ آئے تو؟
دوسرا شخص: تو نیند کا مزید انتظار نہ کرتے ہوئے اطمینان سے سو جانا چاہئے؟

سورج:

شاگرد استاد سے: ''سرا دن میں سورج کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔
استاد: کیوں؟
شاگرد: دن میں تو ویسے ہی روشنی ہوتی ہے، فائدہ تو تب ہوا گر رات کو نکلے۔ (صائمہ۔ فاطمہ۔ سرگودھا)

☆ انار کھانے سے بھوک کھل کر لگتی ہے۔
☆ اجوائن کے استعمال سے بڑھا ہوا پیٹ کم ہو جاتا ہے۔
☆ جامن کے استعمال سے ذیابیطس (شوگر) کنٹرول ہو جاتی ہے۔
☆ سنگترہ دماغی کام کرنے والوں کے لئے مفید غذا ہے۔
☆ سونف کا مستقل استعمال بصارت کی حفاظت کرتا ہے۔
☆ شہتوت گلے کی بیماری میں انتہائی مفید ہے۔
☆ کیکر کا پھول دل کو طاقت دینے کی خاص دوا ہے۔
☆ گاجر امراضِ قلب میں مفید ہے۔ معدہ کی تیزابیت اور جلن کو دور کرتی ہے۔
☆ پھل اور سبزیوں کا استعمال دائمی قبض کو دور کرتا ہے۔
☆ لہسن موٹاپے اور بلڈ پریشر کو دور کرنے کی قدرتی دوا ہے۔

نانی اماں کے ٹوٹکے

اخت محمد سعید

بے پردگی سے پردے کی طرف

اندھیرے سے روشنی کا سفر

ثمینہ نثار

ں پہلے پردہ نہیں کرتی تھی کیونکہ ہماری فیملی میں کنواری لڑکیاں پردہ کرتی ہی نہ نہیں۔ کے بعد سسرال والوں کی مرضی ہوتی ہے چاہے برقعہ اوڑھائیں یا چادر۔ میں نقاب کرنا تھی مگر جب یہ دیکھتی کہ ہماری فیملی میں کوئی بھی لڑکی نقاب نہیں کرتی تو سوچتی مجھے کیا ت پڑی ہے نقاب کی۔ مگر جب اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی ہدایت کی نظر فرمادے تو پھر اور کس چیز کی ضرورت۔ ہوا رے چہرے پر انفیکشن ہوگیا، دانوں کی وجہ سے میرا پورا اب ہوگیا اور رنگ میں بھی فرق پڑگیا، کئی ٹوٹکے آزمائے، علاج کروایا مگر فرق نہیں پڑا، پھر میں نے جلد کے ماہر ڈاکٹر سے علاج کروایا اس نے سب سے پہلے مجھے دھوپ میں جانے سے منع کیا کہ دھوپ کے اثرات چہرے پر نہیں پڑنے چاہئیں، نقاب کر کے باہر جایا کرو مجھے اکثر باہر دھوپ میں جانا پڑتا تھا کیونکہ میں نوکری کرتی تھی۔ جب دھوپ پڑتی تو میں چہرے پر نقاب کر لیتی تھی اور جہاں چھاؤں ہوتی تو وہاں نقاب کھول دیتی کیونکہ میرے نقاب کا مقصد صرف دھوپ سے چہرے کو بچانا تھا۔ مکمل احتیاط سے مجھے آرام آ گیا اور میرا چہرہ پہلے کی طرح درست ہوگیا، لیکن میری نیت اس وقت شرعی پردے کی نہ تھی۔ مگر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتی ہوں کہ اس نے مجھے ہدایت دی، میں نے سوچا شفا دینے والی ذات اللہ تعالیٰ کی ہے اگر وہ مجھے شفا نہ دیتا تو کون مجھے ٹھیک کر سکتا تھا؟۔ یہ سوچ کر میں نے مکمل شرعی پردہ کرنا شروع کر دیا کیونکہ میں نے پردے میں زیادہ تحفظ محسوس کیا، اللہ تعالیٰ کے ہر کام میں مصلحت ہوتی ہے، اس کے ساتھ میں نے اپنی دوسری دوستوں کو بھی پردے کی اہمیت کا احساس دلایا۔ ان سب نے بھی آہستہ آہستہ پردہ شروع کر دیا۔ میری ایک دوست کا کہنا تھا کہ میرا نقاب میں سانس گھٹتا ہے، مگر جب ہم سب نقاب میں ہوتی تھیں تو اسے شرم آتی تھی بغیر حجاب کے، میں نے اسے کہا کہ ایسا مت کہا کرو تم صرف اللہ تعالیٰ سے حجاب کرنے کی توفیق مانگا کرو کیونکہ اگر اللہ تعالیٰ سانسوں کی ڈور کھینچ لے تو کون ہے جو تمہیں زندگی دے۔ اللہ تعالیٰ کے کرم سے میری وہ دوست بھی آج پردہ کرتی ہے اور آج ہمارے عملے (اسٹاف) میں شامل سب خواتین پردہ کرتی ہیں۔ اسی طرح چراغ سے چراغ جلتے ہیں۔ میری جو بہنیں پردہ نہیں کرتیں ان سے گزارش ہے کہ وہ ہر نماز میں اللہ تعالیٰ سے توفیق مانگا کریں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو دین پر استقامت نصیب فرمائے اور دنیا سے بے رغبت کر کے فکرِ آخرت عطا فرمائے۔ (آمین)

سین متاج

جب مجھے سکون ملا

جب میں نے پردہ کرنا شروع کیا تو میرے ذہن میں کوئی اور بات نہیں تھی سوائے اس کے کہ لڑکوں کے معنی خیز جملوں اور نظروں سے چھٹکارا مل جائے۔ ہوا یوں کہ جب ہم جماعت نہم کے پرچے دیکر آئیں تو راستے میں سینٹرز کے لڑکے بھی ہوتے اور وہ کوئی نہ کوئی جملہ کہہ دیتے یا اشارہ کر دیتے جو کہ میرے لئے ایک نئی بات تھی کیونکہ ہمارے گھر میں کسی کا آنا جانا تقریباً نہ ہونے کے برابر تھا۔ دوسرے باہر کی دنیا صرف اسکول (بذریعہ وین) تک محدود تھی اور ہمارے گھر میں ٹی وی بھی نہیں تھا۔ اگلے سال جب دسویں کے امتحانات قریب آنے لگے تو میں نے امی سے برقع لانے کو کہا اور وجہ بھی بتائی۔ امی نے ابو سے کہا تو ابو کہنے لگے کہ ''خاندان میں کوئی لڑکی بھی نقاب نہیں کرتی تم بھی نہ کرو۔ ویسے بھی بڑی نظر آؤ گی اور تمہارا قد بھی چھوٹا ہے۔'' مگر خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ امی روز روز کی ضد سے تنگ آ کر برقعہ لے آئیں۔ جب نقاب کرنا شروع کیا تو کچھ سکون ملا کہ اب چہرہ چھپ گیا ہے۔ کسی کو کیا خبر کہ ''پسِ پردہ'' تصویر کیسی ہے؟ پھر جب کالج جانا شروع کیا تو سوچا کہ کالج میں برقعہ اتار دوں گی کہ طالبات ہی ہوں گی اور دوپٹہ و اسکارف اوڑھ لوں گی مگر ہوا یوں کہ پہلے ہی دن سائنس ہال میں بٹھایا گیا جہاں سے لیبارٹری کے مرد اساتذہ گزرتے اور گزرتے وقت ایک نظر اندر بھی ڈال لیتے اور مجھے ایسا لگتا کہ سب مجھے ہی گھور کر جا رہے ہیں۔ پورا دن پریشانی اور غصے میں گزرا۔ دوسرے دن جب کالج گئی تو یہ سوچ چکی تھی اب نقاب کروں گی تاکہ ''نظروں'' سے محفوظ رہ سکوں۔ غرض یہ کہ پورا دن گرمی میں نقاب لگائے رکھا جب پردے کا ابو کو پتہ چلا تو منع کرنے لگے کہ ''اساتذہ سے پردہ کیوں کرتی ہو؟ استاد تو والدین کے برابر ہوتے ہیں۔'' میں نے کہا کہ ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم معلم تھے اور آپ سے صحابیات رضی اللہ عنہن کا پردہ کرنا ثابت ہے'' تو ابو مسکرا کر چپ ہو گئے، لیکن گھر میں جب قریبی رشتے دار آتے تو ابو سلام کرنے کے لئے آنے کا کہتے اور نہ جانے پر ڈانٹتے کہ ''لوگ کیا کہیں گے؟'' مگر اللہ تبارک وتعالیٰ کا فضل و کرم ہی تھا کہ ابو کی ڈانٹ سنی اور دلائل بھی دیئے جس کی وجہ سے وہ نرم پڑ گئے۔ جب پردہ کرنا شروع کیا تو ایک دن دورانِ تلاوت آیتِ غضِ بصر نظر سے گزری کہ ''اور مسلمان عورتوں سے کہو کہ وہ بھی اپنی نگاہیں نیچی رکھیں۔'' (النور۔ آیت ۳۱) جس کے نتیجے میں الحمدللہ حفاظتِ نظر کا اہتمام بھی شروع کر دیا۔ آخر میں قاریات ''خواتین کا اسلام'' سے یہی کہوں گی کہ خدا کے واسطے خود کو ڈیکوریشن پیس نہ بنایئے بلکہ اپنی عزت و وقار کی حفاظت کیجئے اور بے پردگی سے پردے کی طرف آیئے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنے احکامات پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

ہر بدھ کو روزنامہ اسلام کے ساتھ شائع ہوتا ہے

خواتین کا اسلام

79

23 رجب 1425ھ بمطابق 9 ستمبر 2004ء

گلشن اسلام کے محافظ

مغربی تہذیب اور عورت

میّت پر نوحہ وبین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

درسِ قرآن و حدیث

تمسخر

مولانا محمد اسلم شیخوپوری

س، خ، ر کا جو مادہ ہے اس کے اندر ''احتقار اور استذلال'' کا معنی پایا جاتا ہے یعنی دوسرے کو حقیر اور ذلیل سمجھنا، جو شخص کسی کے ساتھ تمسخر کرتا اور اس کا مذاق اڑاتا ہے اس کے نہاں خانۂ دل میں اپنی بڑائی اور دوسرے کی حقارت اور ذلّت کا تصوّر بیٹھا ہوتا ہے، وہ اپنے آپ کو بہتر اور دوسرے کو کمتر سمجھتا ہے۔

مشرکین اور کفار کی تاریخ یہ رہی ہے کہ وہ انبیاء کرام اور غریب مسلمانوں کا مذاق اڑایا کرتے تھے، سورۂ بقرہ میں ہے ''کافروں کے لیے دنیاوی زندگی مزیّن کی گئی ہے اور وہ ایمان والوں کا مذاق اڑاتے ہیں۔'' چونکہ انہیں اپنی خوشحالی اور فارغ البالی پر گھمنڈ تھا اس لیے وہ انبیاء اور ان کے ماننے والے غریب مسلمانوں کا مذاق اڑایا کرتے تھے، جبکہ فخر و غرور میں مبتلاء ہو کر دوسروں کو حقارت کی نظر سے دیکھنا اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں۔ سورۂ حجرات میں ہے ''اے ایمان والو! نہ تو مردوں کو مردوں کا مذاق اڑانا چاہئے ممکن ہے کہ وہ ان سے بہتر ہوں اور نہ عورتوں کو عورتوں کا مذاق اڑانا چاہئے ہوسکتا ہے کہ وہ ان سے بہتر ہوں۔''

قرآن کریم کا عمومی اسلوب یہ ہے کہ وہ عورتوں کو الگ ذکر نہیں کرتا، بلکہ مَردوں کے ضمن میں وہ خود بخود شامل ہو جاتی ہیں، لیکن تمسخر کی ممانعت کا اس قدر اہتمام فرمایا کہ مردوں کو الگ خطاب فرمایا اور عورتوں کو الگ، دونوں میں یہ بات خاص طور پر فرمائی کہ جو مرد اور عورت کسی کو حقیر سمجھ کر اس کا مذاق اڑا رہے ہیں انہیں کیا خبر کہ وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ان سے بہتر ہو، اس لیے اللہ کے ہاں کسی کے بہتر ہونے کا فیصلہ اس کے مال و دولت اور حسن و جمال کی بناء پر نہیں کیا جاتا بلکہ قلب و عمل کی بناء پر کیا جاتا ہے۔ صحیح مسلم میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''اللہ تعالیٰ تمہاری صورتوں اور اموال کو نہیں دیکھتا بلکہ دلوں اور اعمال کو دیکھتا ہے'' ہوسکتا ہے، ہم جس شخص کے ظاہر کو دیکھ کر اسے عزت کی نظر سے دیکھ رہے ہوں وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک پرکاہ کی حیثیت بھی نہ رکھتا ہو اور جسے ہم خاکِ راہ سمجھ رہے ہوں وہ اپنی باطنی کیفیات، ایمانی صفات اور حسنِ اعمال کی بناء پر اللہ تعالیٰ کے ہاں عزت و منزلت کے اعلیٰ مقام کا مستحق ہو، حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ ظاہری حسن و جمال اور اعلیٰ حسب نسب سے محروم ہونے کے ساتھ تہی دست بھی تھے جبکہ ان کے مقابلے میں ابولہب کو عزت و سرفرازی کے ساتھ ظاہری اسباب بھی حاصل تھے مگر چونکہ اس کا دل کفر و شرک کی غلاظت سے بھرا ہوا تھا اس لیے اللہ تعالیٰ کے نزدیک ایک صاحبِ ایمان حبشی کا مقام لاکھوں کروڑوں بولہبوں سے بلندتر تھا، عام طور پر ایک شخص دوسرے کے عیوب کا مذاق اس وقت اڑاتا ہے جب اپنے عیوب پر اس کی نظر نہیں ہوتی اگر وہ اپنے عیوب پر نگاہ رکھے تو اسے کسی کے ساتھ تمسخر کی جرأت نہیں ہوگی، بقول ظفر

نہ تھی حال کی جب ہمیں اپنی خبر
رہے دیکھتے لوگوں کے عیب و ہنر
پڑی اپنی برائیوں پر جو نظر
تو نگاہ میں کوئی برا نہ رہا

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ازواج مطہرات اور صحابہ کرام کے اخلاق و اعمال پر نظر رکھتے تھے اور اگر آپ کو کوئی کمزوری دکھائی دیتی تھی تو آپ اس کی نشاندہی اور اصلاح فرماتے تھے، ایک موقع پر سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کے چھوٹے قد کا گویا مذاق اڑاتے ہوئے ہاتھ کے اشارے سے فرمایا کہ وہ تو بس اتنی سی ہیں، آپ نے فرمایا اے عائشہ! تم نے ایسی بات کہی ہے کہ اگر اسے سمندر کے پانی میں ملا دیا جائے تو اسے متاثر کر کے رکھ دے۔

(ابوداؤد)

تجربے اور مشاہدے سے یہ ثابت ہے کہ جو کسی پر ہنستا ہے، دوسرے لوگ اس پر ہنستے ہیں اور جو کسی کی کمزوری کا مذاق اڑاتا ہے، خود اسے اس کمزوری میں مبتلا کر دیا جاتا ہے اس لیے ہمارے اسلاف اس بارے میں بہت احتیاط فرماتے تھے، حضرت عمرو بن شرحبیل کا قول ہے کہ اگر میں کسی شخص کو بکری کے تھنوں سے منہ لگا کر دودھ پیتے دیکھوں اور اس پر مجھے ہنسی آجائے تو میں ڈرتا ہوں کہ کہیں میں بھی ایسا نہ ہو جاؤں، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر میں کسی کتے کے ساتھ بھی استہزاء کروں تو مجھے ڈر ہوتا ہے کہ میں خود کتا نہ بنا دیا جاؤں۔

یہاں یہ جان لینا بھی مناسب ہے کہ دائرۂ شریعت میں رہتے ہوئے مذاق اور دل لگی نہ صرف یہ کہ جائز بلکہ مستحب ہے خود سرورِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب اور ازواج سے دل لگی فرمایا کرتے تھے، جبکہ استہزاء اور سخریہ متعدد مفاسد پر مشتمل ہونے کی وجہ سے حرام ہے، ان مفاسد میں سے چند ایک ذیل میں درج کئے جاتے ہیں۔

۱۔ سخریہ، اللہ تعالیٰ کے صریح حکم کی مخالفت اور اس کے غضب اور عذاب کا موجب ہے۔

۲۔ سخریہ، اجتماعیت کو پاش پاش کر دیتا ہے اور نفرت کے بیج دلوں میں بو دیتا ہے۔

۳۔ جن قوموں پر عذابِ الٰہی نازل ہوا وہ تمسخر کی بیماری میں مبتلا تھیں، جس کا نشانہ وہ انبیاء اور اہلِ ایمان کو بناتی تھیں۔

۴۔ جو شخص اس بیماری میں مبتلا ہو جاتا ہے وہ وقار اور سنجیدگی سے محروم ہو جاتا ہے۔

۵۔ استہزاء کرنے والا ان لوگوں کو حقیر سمجھتا ہے جنہیں اللہ تعالیٰ نے عزت عطا کی ہوتی ہے۔ یوں وہ اپنے اوپر ہی ظلم کرتا ہے۔

۶۔ سخریہ، انسانی حقوق کی صریح خلاف ورزی اور تکریمِ انسانی کے تقاضوں کے خلاف ہے۔

۷۔ تمسخر سے دل مر جاتا ہے اور اس میں اپنے عیوب سے غفلت پیدا ہو جاتی ہے۔

۸۔ جو لوگ دنیا میں اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کا مذاق اڑاتے ہیں۔ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ان کا مذاق اڑائے گا اور انہیں اس کی سزا دے گا۔

۹۔ سخریہ، جاہلیت کی بیماریوں میں سے ایک بیماری ہے، جس سے بچنا مسلمان پر واجب ہے۔

۱۰۔ سخریہ، انسان کو اپنے رب کے ذکر سے غافل کر دیتا ہے۔

۱۱۔ استہزاء کرنے والے کو ڈرنا چاہئے کہ کہیں اللہ تعالیٰ اسے بھی ویسے ہی عیب اور نقص میں مبتلا نہ کر دے۔ جس عیب اور نقص کی وجہ سے وہ دوسرے کا مذاق اڑا رہا ہے کیونکہ حالات بدلتے دیر نہیں لگتی، کسی نے خوب کہا ہے

ہم نے دیکھے ہیں زمانے میں بہت انقلاب
اہل دولت سے کہو اتنا نہ اترایا کریں

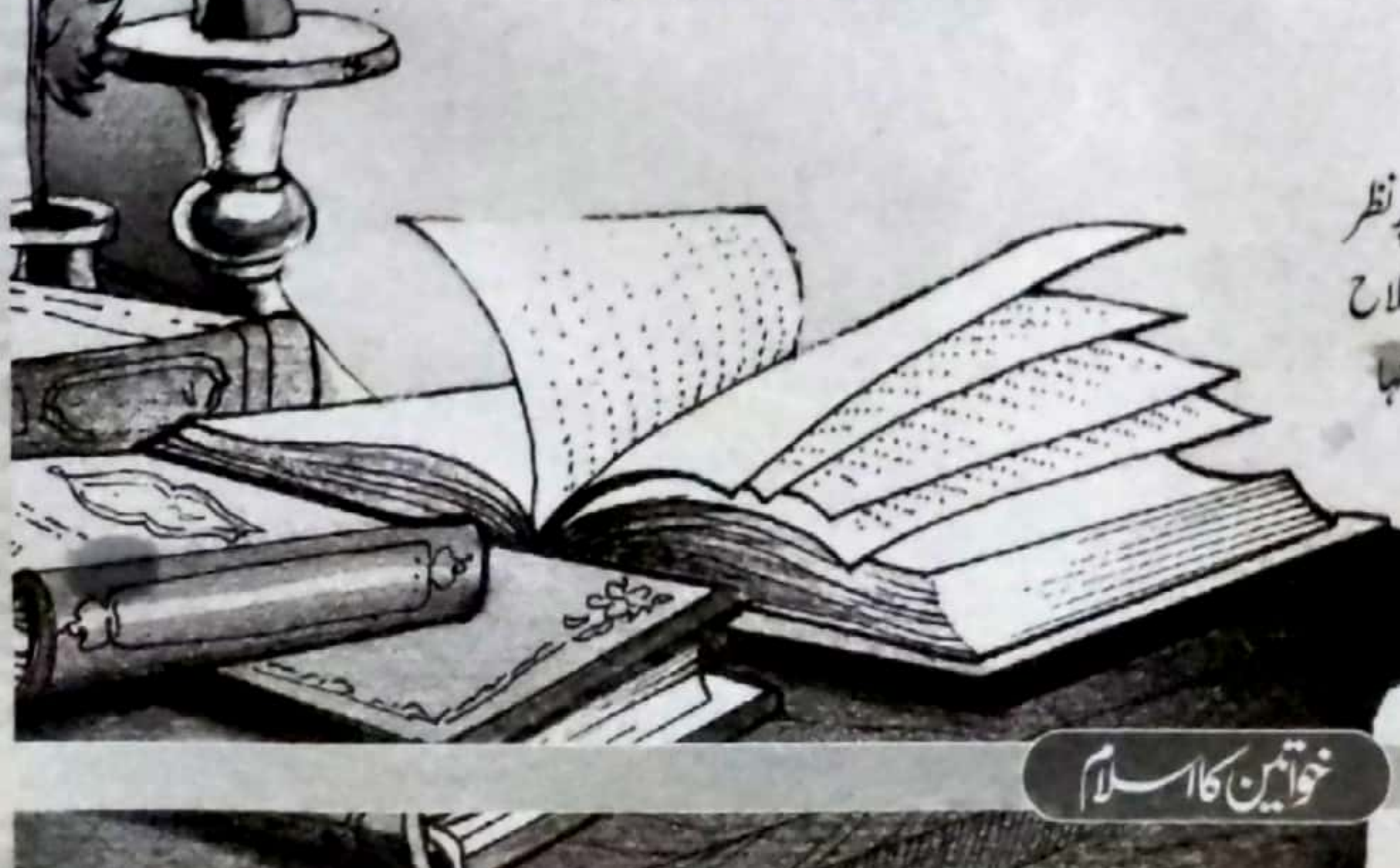

کسی کو مصیبت میں دیکھ کر پڑھیے

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ عَافَانِیْ مِمَّا ابْتَلَاکَ بِہٖ وَ فَضَّلَنِیْ عَلٰی کَثِیْرٍ مِّمَّنْ خَلَقَ تَفْضِیْلاً. (ترمذی)

ترجمہ: تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں، جس نے مجھے عافیت دی اور محفوظ رکھا اس بلا اور مصیبت سے جس میں تجھے مبتلا کیا گیا اور مجھے اپنی بہت سے مخلوقات پر فضیلت دی۔

تعمیرِ فکر

دنیا کی حقیقت

یہ دنیا کیا ہے؟...... آیئے دنیا کی حقیقت معلوم کرنے کے لئے سائنسی تحقیقات کی مدد لیتے ہیں......

جس کرۂ ارضی پر ہم لوگ بستے ہیں یہ نظام شمسی کا ایک حصہ ہے، زمین کا قطر آٹھ ہزار مربع میل پیمائش کیا گیا ہے اور سورج کا قطر ساڑھے آٹھ لاکھ مربع میل ہے یعنی زمین کے حجم سے کئی ہزار گنا بڑا سورج کا حجم ہے۔ نظام شمسی کا سب سے بعید ترین سیارہ ''پلوٹو'' سورج کے مرکز سے ساڑھے تین ارب میل کے فاصلے پر ہے، اس طرح پورے نظام شمسی کا قطر سات ارب میل بنتا ہے، کہکشاؤں کی دنیا میں ایک اور دور افتادہ ستارے ''سہیل'' کا قطر سات ارب میل ہے، اس کی روشنی اور حرارت سورج سے اسی ہزار گنا زیادہ ہے۔ پورا نظام شمسی یعنی سورج اور اس کے طفیلی نو سیارے اپنی گردش کے خلائی علاقے سمیت اس سہیل ستارے میں سما سکتے ہیں۔ سائنس دانوں نے ایک ستارے سے دوسرے ستارے تک کا فاصلہ ناپنے کے لئے نوری سال کا پیمانہ بنایا ہے۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ روشنی ایک سیکنڈ میں ایک لاکھ اڑسٹھ ہزار میل کا سفر طے کرتی ہے، ایک منٹ میں ایک کروڑ اسی لاکھ میل، ایک گھنٹہ میں ایک ارب آٹھ کروڑ میل اور ایک دن یعنی چوبیس گھنٹوں میں پچیس ارب بانوے کروڑ میل کا سفر طے کرتی ہے، اب پچیس ارب بانوے کروڑ میل کو سال کے تین سو پینسٹھ دنوں سے ضرب دیجئے تو جو حاصل ضرب ہوگا وہ ایک نوری سال کے مساوی فاصلہ ہوگا۔ یہ گویا کائنات کے فاصلے کو ماپنے کے لئے ایک پیمانہ اور اکائی ہے۔ اس دور کے سائنس دانوں نے اب تک جس بعید ترین سیارے کو طاقتور دوربین کی نگاہ سے دیکھا ہے وہ دس کروڑ نوری سال کے فاصلے پر ہے۔ یعنی جس ستارے کی روشنی دس کروڑ سال قبل اپنے مرکز سے چلی تھی وہ آج دوربین کے عدسے پر آکر منعکس ہوئی ہے...... یہ کائنات کی وسعتوں کا سائنسی اندازہ ہے...... جو آخری اندازہ نہیں بلکہ اس کے علاوہ بھی کائنات کی وسعتوں میں بے شمار کہکشائیں موجود ہیں اور ہر کہکشاں میں ان گنت ستارے ہیں۔ ان کہکشاؤں میں کون سی کتنی وسیع و عریض ہے؟ اس کا اندازہ ابھی انسانی حدِ ادراک سے باہر ہے۔ خیال ہے کہ اس بات کا کبھی بھی اندازہ نہیں لگایا جاسکے گا۔

کائنات کی یہ وسعت، ہیبت اور جلال جب مشاہدے میں آتے ہیں تو عقلیں ماؤف ہوجاتی ہیں آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ جاتی ہیں اور زبانیں گنگ ہوجاتی ہیں...... اتنی وسیع و عریض دنیا؟...... مگر آپ جانتے ہیں کہ اتنی بڑی حقیقت ہونے کے باوجود اس دنیا کے پیدا کرنے والے کے نزدیک اس کی حیثیت پرِکاہ کے برابر بھی نہیں ہے...... ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک مردہ بکری کے قریب سے گزرے، صحابہ سے پوچھا کہ کیا اس مردہ بکری کی اس کے مالک کے نزدیک کوئی حیثیت ہوگی؟ صحابہ نے عرض کیا کہ اس کی بے وقعتی تو اسی سے معلوم ہوتی ہے کہ اس نے اسے پھینک دیا، اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے نزدیک دنیا اس سے بھی زیادہ ذلیل اور بے قیمت ہے جتنی یہ مردہ بکری اپنے مالک کے نزدیک ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ کے نزدیک دنیا کی وقعت ایک مچھر کے پر کے برابر بھی ہوتی تو کسی کافر کو اس میں سے ایک گھونٹ پانی بھی نہ ملتا۔

دنیا کی ایک حقیقت وہ ہے جو ہماری آنکھوں کے سامنے ہے، بڑی بڑی عمارتیں، نفیس ترین گاڑیاں، رہائش کے لئے محلات، یہ زمین اور اس کا سبزہ و پہاڑ، چاند، سورج، ستارے، سیارے اور کہکشائیں......

اور ایک حقیقت وہ ہے جسے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا ہے، یہ وہ دنیا ہے، جس کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''دنیا کی محبت ہر برائی کی جڑ ہے'' نیز ارشاد فرمایا ''جس شخص کا منتہائے مقصد محض دنیا ہوجائے اللہ جل شانہ کا اس سے کوئی واسطہ نہیں اور اللہ تعالیٰ اسے چار چیزوں میں مبتلا فرمادیتے ہیں۔ (۱) ایسا غم جو کبھی ختم نہ ہونے والا ہو (۲) ایسا شغل جس سے کبھی فراغت نہ ہو (۳) ایسا فقر جو کبھی بھی مستغنی نہ بنائے (۴) اور ایسی لمبی امیدیں جو کبھی پوری نہ ہوں...... یہ ہے دنیا کی حقیقت جس کا مشاہدہ کر کے سائنس دان مبہوت رہ جاتے ہیں اور جسے پانے کے لئے لوگ پاگل پن کی حدیں بھی توڑ دیتے ہیں۔ ایک مسلم اور کافر میں یہی فرق ہے کہ مسلمان کا دھیان دنیا کے حصول میں نہیں آخرت کی تیاری میں رہتا ہے اور کافر اس راہ گزر کو ہی سب کچھ سمجھ بیٹھتا ہے۔ اس کے نزدیک یہی دنیا ہے جسے اس نے بنانا، سنوارنا، چمکانا اور اپنے لئے جمع کرنا ہے...... یہ ساری تفصیل عرض کرنے کا مقصد یہ ہے کہ ایسی وسیع وعریض کائنات جس کا احاطہ کرنا انسانی دماغ کے لئے ناممکن ہو، لیکن اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس کی حیثیت اور وقعت اتنی بھی نہ ہو جتنی کہ کسی انسان کے نزدیک مچھر کے پَر کی ہوسکتی ہے تو پھر عقل کا تقاضا ہے کہ ایسی چیز کے لئے دوڑ دھوپ کی جائے، محنتیں صرف کی جائیں اور ایسی نعمت کے حصول کے لئے ہلکان و پریشان ہوا جائے جو ہمیشہ رہے گی، ابدالآباد ہوگی...... وہ ہے اللہ تعالیٰ کی رضا اور جنت کا حصول اور بس!

والسلام — محمد احمد حافظ

خط و کتابت کا پتہ ''خواتین کا اسلام'' دفتر روزنامہ اسلام ناظم آباد 4 کراچی
ای میل islamforwomen@hotmail.com فیکس: 021-6622240 فون: 021-6683301
خواتین کا اسلام اب انٹرنیٹ پر بھی
www.dailyislam.net.pk

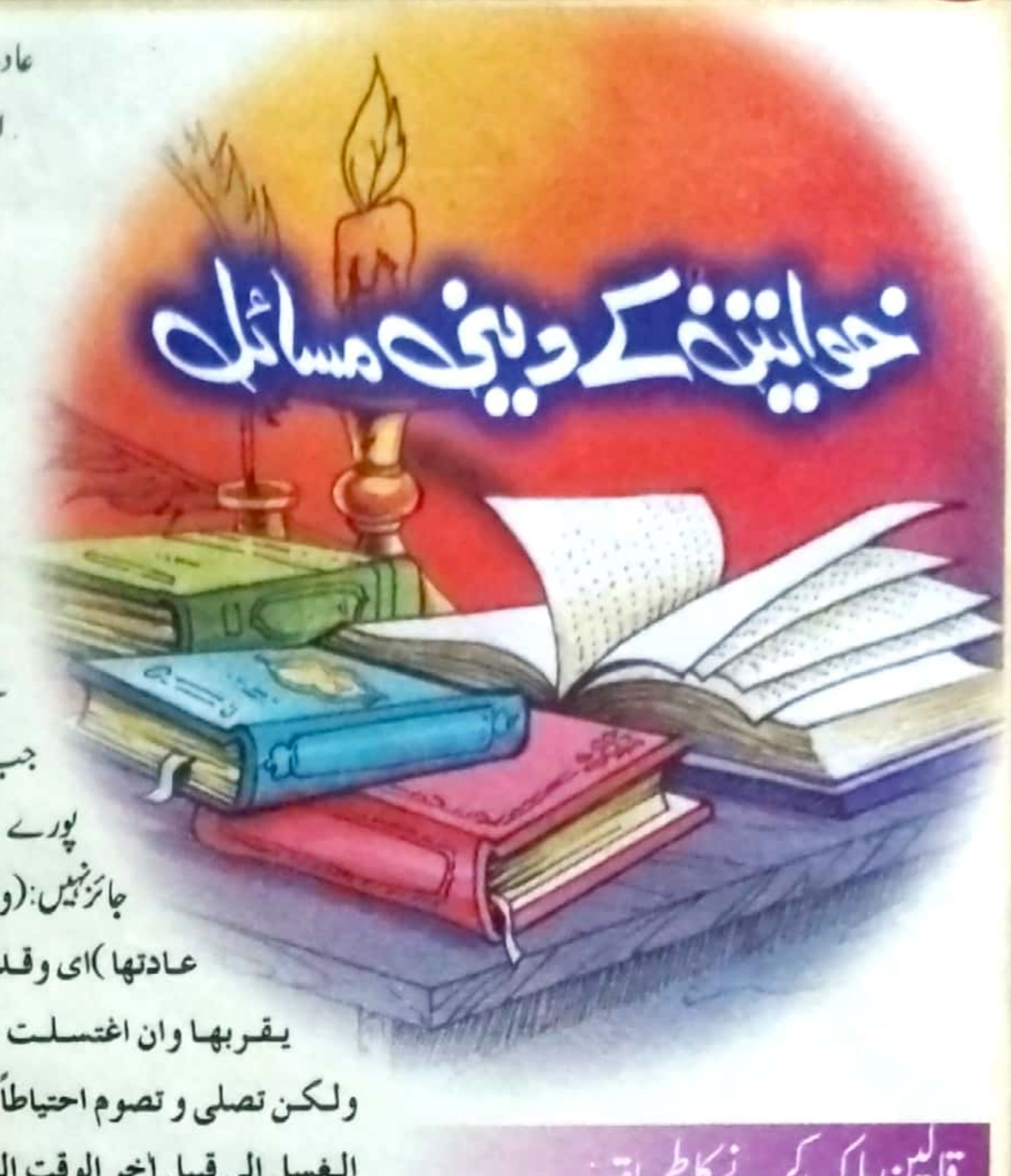

عادت ہی ۳ یا ۴ روز کی ہے اور عادت کے مطابق خون آ کر بند ہو گیا تو بھی وقت مستحب کے آخر تک انتظار کر کے غسل کرے اور نماز پڑھے۔ پہلی صورت میں یہ انتظار واجب اور دوسری میں مستحب ہے۔ نیز پہلی صورت میں جب تک عادت کے ایام پورے نہ ہو جائیں صحبت بھی جائز نہیں: (واذا انقطع لدون عادتها) ای وقد تجاوز ثلاثة ایام لا یقربها وان اغتسلت حتی تمضی عادتها ولکن تصلی و تصوم احتیاطاً وتجب علیها تاخیر الغسل الی قبیل اخر الوقت المستحب ویستحب تاخیره الیه اذا انقطع تمام العادة قاله فی الشرح. (طحطاوی علی مراقی الفلاح ص: ۷۹)

مولانا مفتی محمد ابراہیم صادق آبادی

قالین پاک کرنے کا طریقہ:

سوال: آجکل گھروں میں بھاری بھرکم قالین بچھے ہوتے ہیں۔ ان پر بچہ اگر پیشاب کردے یا کوئی اور نجاست گر جائے تو اوپر سے گیلا کپڑا کئی بار پھیر دینے سے پاک ہو جائیں گے یا ان کو معروف طریقے سے دھونا ضروری ہے؟ جبکہ کپڑا پھیرنے کے بعد بھی نجاست کا رنگ و بو باقی نہیں رہتا۔ (ایک بہن)

جواب: گیلا کپڑا پھیرنے سے قالین پاک نہیں ہوسکتا۔ خواہ کتنی ہی بار پھیر دیا جائے۔ صحیح طریقہ یہ ہے کہ اسے ایک بار دھو کر چھوڑ دیں جب پانی ٹپکنا بند ہو جائے تو دوبارہ دھو کر چھوڑ دیں جب پانی ٹپکنا بند ہو جائے تو تیسری بار یہی عمل کریں۔ یہ حکم اس صورت میں ہے کہ قالین کو برتن وغیرہ سے پانی ڈال کر دھویا جائے، اگر ٹونٹی کے نیچے یا جاری پانی میں دھویا جائے تو اتنا پانی ہی دینا کافی ہے کہ نجاست زائل ہونے کا ظن (گمان) غالب ہو جائے۔

البتہ اگر مذکورہ بالا دونوں طریقوں سے دھونا مشکل ہو تو قالین کے متاثرہ حصے پر پاک پانی ڈالا جائے اور اسے کسی پاک کپڑے سے خوب جذب کیا جائے، یہ عمل تین بار دہرایا جائے تو قالین پاک ہو جائے گا۔

خون ۳ دن کے بعد رک گیا:

سوال: حائضہ کا خون ۳ یا ۴ دن گزرنے پر بند ہو گیا، لیکن بدن میں درد باقی ہے اور امکان ہے کہ خون دوبارہ چل پڑے۔ اس صورت میں وہ غسل کر کے نماز شروع کردے یا مزید انتظار کرے؟ (یکے از قاریات "خواتین کا اسلام")

جواب: اگر یہ خون عورت کی مقررہ عادت سے پہلے بند ہو گیا تو نماز کے وقت مستحب کے آخر تک انتظار کرلے۔ اگر خون نہ آئے تو غسل کر کے نماز پڑھنا شروع کردے اور اگر

خاوند نے وعدہ لیا......

سوال: اگر خاوند بیوی سے یہ وعدہ لے کہ میرے متعلق جو بات تمہارے علم میں آئے گی مجھے بتا دیا کرو گی تو کیا ہر بات بتانا ضروری ہے خواہ وہ باعث فتنہ ہی ہو۔ مثلاً آج تمہاری والدہ نے یا ہمشیرہ نے تمہارے خلاف یہ یہ باتیں کی ہیں۔ نہ بتائے تو وعدہ خلافی کا گناہ تو نہ ہوگا؟ (ایضاً)

جواب: وعدہ کے باوجود اسے ایسی بات بتانا درست نہیں جو قطع رحمی کا سبب بنے، بلکہ جو عورتیں اس کی غیبت و بدگوئی کریں یہ توریہ سے کام لیتے ہوئے اگر ان کے متعلق یہ تاثر دے کہ وہ غیبت نہیں بلکہ تمہاری تعریف کرتی ہیں تو بھی گناہ نہیں بلکہ ان شاء اللہ تعالیٰ اس پر اجر ملے گا: لما قال صلی اللہ علیہ وسلم لم یکذب من نمی بین اثنین لیصلح و فی روایة لیس بالکاذب من اصلح بین الناس فقال خیرا او نمی خیرا. (رواہ ابو داؤد)

اگر خاوند بے دین ہو:

سوال: اگر خاوند بے نماز ہو یا ٹی وی کا رسیا ہو، سمجھانے سے نہ سمجھے تو اس سے جھگڑا کرنا درست ہے؟ (ایضاً)

جواب: خاوند کیسا ہی بے دین اور بد چلن ہو اس سے لڑائی جھگڑا جائز نہیں۔ نرمی سے سمجھانے کی کوشش کی جائے اور اس کی اصلاح و ہدایت کے لئے دعا کی جائے۔

شادی پر تحفہ دینا:

سوال: اگر ہم شادی کی دعوت پر جائیں اور اپنی خوشی سے دولہا دلہن کو نقدی یا کپڑے دیں تو یہ جائز ہے یا نہیں؟

جواب: اگر شادی میں قرض کے طور پر کوئی چیز دی جائے یعنی اس نیت سے کہ ہماری شادی کے موقع پر یہ ہمیں اس کا معاوضہ لوٹا دے گا تب تو حرام ہے۔ اگر دل میں معاوضہ لینے کی نیت نہیں تو بھی رسم نیوتہ کو اس سے تائید و تقویت ملتی ہے اس لئے اجتناب کیا جائے لہٰذا ہدیہ دینا چاہیں تو شادی سے پہلے دیدیں یا شادی کے بعد دیں۔ عین موقع پر دینے سے احتراز کریں۔

جوؤں سے بچاؤ کے لئے بال کٹوانا

سوال: میرا سر جوؤں اور لیکھوں سے بھرا ہوا ہے۔ کڑوا تیل استعمال کیا، ایک اور دوا بھی استعمال کی مگر جوئیں ختم نہیں ہوئیں۔ میرے بال بہت لمبے ہیں۔ اگر بالکل چھوٹے کروادوں تو جوؤں سے چھٹکارا ممکن ہے۔ کیا شرعاً اس کی اجازت ہے؟ (اخت محمد عکرمہ بلال)

جواب: آج کل جوئیں مارنے کی بہت مؤثر دوائیں آتی ہیں، اس لئے یہ کوئی عذر نہیں کہ بال کٹوانے کی گنجائش ہو، البتہ اگر جوئیں مارنے کی کوئی تدبیر مؤثر نہ ہو اور ماہر ڈاکٹر یہ کہے کہ بال کٹوائے بغیر علاج نہ ہوگا تو ایک بار بقدر ضرورت بال کٹوانے کی گنجائش ہے اور آئندہ صفائی کا اہتمام لازم ہے۔ عموماً صفائی کا اہتمام نہ کرنے سے جوئیں پیدا ہوتی ہیں۔ :ولو حلقت المراۃ رأسها فان فعلت لوجع اصابها لا بأس به و ان فعلت ذلک تشبها بالرجل فهو مکروہ کذا فی الکبریٰ. (عالمگیریہ ج۵ ص ۳۵۸)

مخصوص عرق کا استعمال:

سوال: خواتین کا اسلام شمارہ ۵۹ میں ایک مسئلہ شائع ہوا ہے۔ اس پر اشکال ہے۔ عورتیں گڑ اور پتی کو ابال کر جو مخصوص عرق تیار کرتی ہیں۔ وہ بظاہر تو جسم میں جذب ہو جاتا ہے، لیکن دو تین روز بعد اگر کھرچ کر دیکھیں تو پپڑیاں اترنا شروع ہو جاتی ہیں۔ کیا اس کے ساتھ وضو صحیح ہوگا؟ نمازیں جائز ہوں گی؟ (محمد اکرام اللہ کمبوہ۔ کبیر والا)

جواب: اس مخصوص عرق کے بارے میں مشہور تو یہی ہے کہ اس سے صرف گاڑھا اور پختہ رنگ آجاتا ہے، اس کی تہ نہیں جمتی، بعض خواتین نے بتایا کہ دو تین روز بعد جو پپڑیاں اترتی ہیں وہ در حقیقت اس رنگ کی تہ نہیں ہوتی بلکہ جلد اتر رہی ہوتی ہے۔ اگر واقعہ یہ ہے تو جو مسئلہ شائع ہوا ہے وہ صحیح ہے کہ یہ عرق وضو و غسل کے لئے مانع نہیں، لیکن بقول آپ کے اگر تہ جم جاتی ہے اور کھرچنے سے کھرچی جاتی ہے تو اسے صاف کئے بغیر وضو و غسل نہ ہوگا۔

میّت پر نوحہ و بین

طاہرہ بنت فضل منان

بہت سی احادیث مبارکہ سے معلوم ہوتا ہے کہ میت کو اس کے گھر والوں کے رونے پیٹنے اور نوحہ و بین کرنے کی وجہ سے عذاب ہوتا ہے، چنانچہ ایک حدیث شریف میں آتا ہے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

ایک دفعہ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ بیمار ہوئے تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عبدالرحمٰن بن عوف، حضرت سعد بن ابی وقاص اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہم کو ساتھ لیے ہوئے ان کی عیادت کے لئے آئے۔ آپ اندر تشریف لائے تو ان کو آپ نے ''غاشیہ'' میں یعنی بڑی سخت حالت میں دیکھا (یا یہ کہ آپ نے ان کو اس حال میں دیکھا کہ ان کے گرد آدمیوں کی بھیڑ لگی ہوئی تھی) آپ نے فرمایا: کیا ان کا انتقال ہو گیا؟ ان لوگوں نے عرض کی کہ نہیں حضرت انتقال تو نہیں ہوا، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو (ان کی یہ حالت دیکھ کر) رونا آ گیا، جب اور لوگوں نے آپ پر گریہ کے آثار دیکھے تو وہ بھی رونے لگے۔ آپ نے ارشاد فرمایا: ''لوگو! اچھی طرح سن لو اور سمجھ لو! اللہ آنکھ کے آنسو اور دل کے رنج و غم پر تو کوئی سزا نہیں دیتا (کیونکہ اس پر بندہ کا اختیار اور قابو نہیں ہے اور زبان کی طرف اشارہ کر کے آپ نے فرمایا) لیکن اس زبان کی (غلط روی پر یعنی زبان سے نوحہ و ماتم کرنے پر) سزا بھی دیتا ہے (اور انا للہ پڑھنے پر اور دعا و استغفار کرنے پر) رحمت بھی فرماتا ہے اور یہ بھی حقیقت ہے کہ میت کے گھر والوں کے رونے پیٹنے کی وجہ سے میت کو عذاب ہوتا ہے۔''

بعض علماء نے فرمایا ہے کہ جب میت کے گھر والے اس پر نوحہ و ماتم کرتے ہیں اور جاہلانہ رواج کے مطابق اس مرنے والے کے کارنامے بیان کرتے ہیں تو اس میں کچھ ایسی باتیں اور الفاظ بھی کہہ جاتے ہیں جو نگاہ شریعت میں بہت مذموم اور برے ہوتے ہیں ایسی باتوں کے سبب میت کو عذاب ہوتا ہے۔ اس کی تائید اس حدیث سے بھی ہوتی ہے، جس میں آتا ہے کہ ''آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب کوئی شخص مرتا ہے اور (اُس کے عزیزوں میں سے) کوئی رونے والا یہ کہہ کر روتا ہے: واجبلاہ۔ اے پہاڑ! واسیداہ۔ اے سردار! وغیرہ وغیرہ تو اللہ تعالیٰ میت پر دو فرشتے مقرر فرما دیتے ہیں جو اس کے سینے میں کے مار مار کر پوچھتے ہیں اھکذا کنت؟ کیا تو ایسا ہی تھا؟''

حضرت ملا علی قاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں محدث میرک کا کہنا تو یہ ہے کہ ''میرے خیال میں (واللہ اعلم) میت کے عذاب سے مراد وہ رنج و الم ہے جو میت کو اپنے گھر والوں کے گریہ و بکاء کے سننے کی وجہ سے ہوتا ہے، یا جب اسے پتہ چلتا ہے کہ اس کے گھر والے اس پر رو پیٹ رہے ہیں تو اسے تکلیف ہوتی ہے، محدث میرک فرماتے ہیں کہ اس سلسلہ میں ہم سے ایک عجیب واقعہ روایت کیا گیا ہے، وہ واقعہ یہ ہے کہ ایک عراقی عورت کا بچہ فوت ہو گیا جس کا اسے شدید غم اور افسوس ہوا۔ اس نے یہ عادت بنالی کہ جب بھی عید کا دن آتا وہ قبرستان چلی جاتی اور وہاں جا کر اپنے بچے کو یاد کر کے خوب روتی ایک دفعہ ایسا ہوا کہ اسے ''مغرب'' میں اپنے کسی کام کی وجہ سے جانا پڑا۔ جب عید کا دن آیا تو حسب عادت وہاں کے قبرستان چلی گئی اور وہاں جا کر خوب روئی دھوئی اور خوب واویلا مچایا۔ خیر فارغ ہو کر گھر آ گئی۔ آتے ہی اس کی آنکھ لگ گئی، خواب میں کیا دیکھتی ہے کہ اس قبرستان کے سارے مردے اکٹھے ہو کر ایک دوسرے پوچھ رہے ہیں کہ کیا ہمارے پاس اس عورت کا بچہ ہے جو یہ ہمارے پاس آ کر روئی دھوئی اور واویلا مچاتی رہی ہے۔ سب نے کہا نہیں، کہنے لگے کہ پھر اس نے یہاں آ کر اور رو دھو کر ہمیں ایذاء کیوں دی ہے؟ وہ عورت خواب میں دیکھتی ہے کہ وہ مردے اس کے پاس آئے اور اسے خوب مارا، جب یہ عورت بیدار ہوئی تو اسے پٹائی کی تکلیف صاف طور پر محسوس ہو رہی تھی۔''

ہمارے معاشرے میں خواتین، اگر میت ہو جائے تو خوب نوحہ کرتی ہیں اور بتکلف روتی دھوتی ہیں حتی کہ اپنے آپ کو مارتی پیٹتی ہیں اور کپڑے بھی پھاڑ دیتی ہے۔ بعض مرد بھی اس معاملے میں خواتین سے آگے نکل جاتے ہیں۔ یہ تمام امور غیر شرعی ہیں، شریعت نے ہم پر یہ بات واضح کر دی ہے کہ کس طرح رنج و الم کو برداشت کرنے پر عظیم بشارتیں وانعامات ہیں اور رنج و غم میں بے اختیار اگر آنکھوں سے آنسو نکلیں اور دلی تکلیف ہو اس پر تو مواخذہ نہ ہوگا۔ البتہ جیسا کہ حدیث میں ہے کہ زبان کو قابو میں رکھنا چاہئے تو اس پر عمل کرنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ سے اخلاص سے دعا ہے کہ ہم کو تمام غیر شرعی امور سے اجتناب کی توفیق عطا فرمائے اور شرعی امور پر مکمل طور پر کار بند ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

میں تیری بندی

تو ہے اللہ، تو الرحمٰن، میں تیری بندی
کعبے والے تیرے قربان میں تیری بندی
میرا دستور ہے قرآن میں تیری بندی
زندگی بھر میرا ایمان میں تیری بندی
ہر نفس ہر گھڑی ہر آن میں تیری بندی
مجھ پہ کتنا احسان میں تیری بندی
اب یہی ہے مرا ارمان میں تیری بندی
جیوں بن کے تیری پہچان، میں تیری بندی
ہے مری جان کہاں مری، یہ قربان ہو جائے
راہ میں تیری مری جان! میں تیری بندی
نہیں دامن میں مرے اشکِ ندامت کے سوا
میں گنہگار تو الرحمٰن، میں تیری بندی
دنیا بھر کی نہیں پروا تیری سادی کو ذرا
دنیا بھر میں مرا اعلان میں تیری بندی

صائمہ سادی

اک سچی خوشی:

سمیرا فاطمہ

آج میں جو واقعہ آپ کو سنانے جا رہی ہوں یہ 2002ء کا ہے، میں اپنے ابو، پھوپھو اور چھوٹی بہنوں کے ساتھ ڈیرہ غازی خان سے اسلام آباد بذریعہ اے سی کوچ جا رہی تھی۔ کوچ تمام تر شیطانی آلات سے مزین تھی۔ وی۔ سی آر۔ ٹی وی چل رہے تھے۔ یہ شاید ہمارے والدین کی اچھی تربیت کا ہی اثر تھا کہ میری اور میری فیملی کی توجہ ایک دفعہ بھی اس شیطانی آلے کی طرف مبذول نہ ہوئی۔ اس لئے میں نے سورۂ یٰسین کا ورد کرنا شروع کر دیا۔ اتنے بیہودہ شور میں میں بہت پریشان ہو رہی تھی اس لئے سورۂ یٰسین بیگ سے نکالی اور دیکھ کر پڑھنا شروع کر دی۔ تھوڑی دیر میں ہم ملتان پہنچ گئے۔ کوچ اڈے پر رکی اور وہاں سے چند مسافر اور سوار ہو گئے۔ ان مسافروں میں ایک بہت الٹرا ماڈرن جوڑا بھی شامل تھا۔ اتفاقاً ان کی سیٹ بھی بالکل ہمارے ساتھ ہی تھی۔ لڑکی اونچا اونچا بول رہی تھی اور وہ دونوں بہت زور سے قہقہے لگا رہے تھے۔ کوچ میں تقریباً مسافر مرد تھے۔ تمام مرد انہیں مڑ مڑ کر دیکھ رہے تھے۔ اچانک ایک دم خاموشی چھا گئی۔ اس لڑکی کی آوازیں آنا بند ہو گئیں۔ میں نے ایک دم ان کی طرف دیکھا یہ بالکل اضطراری فعل تھا کیونکہ وہ لڑکی ایک دم خاموش ہو گئی۔ جب میں نے اس کی طرف دیکھا تو وہ لڑکی عجیب سی نظروں سے مجھے ہی دیکھ رہی تھی۔ میں ایک دم گھبرا گئی۔ نقاب کو مزید اونچا کیا۔ ہاتھ میں پکڑی سورۂ یٰسین کو زور زور سے پڑھنا شروع کر دیا۔ کافی دیر ہو گئی تو میں نے ایک بار پھر اس لڑکی کی طرف چپکے سے دیکھنے کی کوشش کی تو میری حیرت کی انتہاء نہ رہی، کیونکہ اس لڑکی نے دوپٹے کو اپنے گرد اچھی طرح اوڑھ لیا تھا اور اس نے نقاب بھی کر لیا تھا۔ دوپٹہ ویسے تو کافی باریک تھا، لیکن اس نے خود کو چھپانے کی ہر ممکن کوشش کی تھی۔ وہ منہ نیچے کئے ہوئے ہاتھوں کو گود میں رکھے سوچوں میں محو تھی۔ کچھ دیر بعد وہ اٹھی اور میرے قریب آ گئی۔ میں بہت حیرانی سے اسے دیکھ رہی تھی۔ پل بھر میں اس کی بدلی ہوئی حالت دیکھی تو دل کو ایک گونہ خوشی محسوس ہوئی۔ میرے قریب کھڑے کھڑے اس نے میرے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھا اور کہا۔ ''بہت بہت شکریہ دوست! تم نے...... تم نے تو میری زندگی ہی بدل دی'' اس نے یہ جملہ بمشکل کہا اور پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔ پھر جیسے آئی تھی ویسے ہی واپس اپنی سیٹ پر چلی گئی۔ تمام وقت اس کی ہلکی ہلکی سسکیوں کی آواز آتی رہی۔ پھر اوکاڑہ اسٹاپ پر وہ اپنے شوہر کے ساتھ اتر گئی، لیکن اترتے ہوئے مجھے خدا حافظ کہنا نہ بھولی۔ آج بھی وہ لڑکی یاد آتی ہے تو دل کو ایک سکون آمیز خوشی محسوس ہوتی ہے اور دل کی گہرائیوں سے یہ دعا نکلتی ہے کہ ''اے خدا! اسے اپنی حفظ و امان میں رکھنا اور ہمیشہ صراطِ مستقیم پر چلانا۔'' آمین

مغربی عورت کا المیہ:

مغرب کی عورت کل تک ''برابری'' کا درجہ حاصل کرنے کے لئے جنگ کرتی رہی اور بالآخر اس نے یہ مرتبہ پا لیا مگر حال ہی میں ایک تحقیق آئی ہے کہ عورتوں کی عمر مردوں سے عمومی طور پر زیادہ ہوتی ہے اور بہت سے معاملاتِ زندگی وہ مردوں سے بہتر طور پر انجام دے سکتی ہیں، چناں چہ اب مغرب میں ایک نئی تحریک کا آغاز ہوا ہے، جس کا مقصد یہ ہے کہ عورت کو مرد سے ''برتری'' کا درجہ دلوایا جائے۔ کیا مغربی عورت اس بات سے سبق حاصل کرنے کے لئے تیار نہیں ہوں گی کہ اس نے ''برابری'' کا درجہ پا کر کون سی فلاح و بہبود پالی جواب وہ ''برتری'' کا درجہ پا کر حاصل کرے گی؟ دراصل یہ چند شاطر دماغوں کی عورت کے خلاف خوف ناک سازش ہے، جس کے سمجھنے کے لئے اب غالباً مغربی عورت کے پاس حس باقی نہیں رہی۔ (بنتِ احمد)

کامیاب رفیقۂ حیات:

مرد جب باہر کی دنیا کی تلخیاں جھیل کر گھر کے اندر داخل ہوتا ہے تو اس کی دلی خواہش ہوتی ہے کہ اسے سکون و آرام اور مسرت کے لمحات میسر ہوں، ایک کامیاب رفیقۂ حیات اپنے شوہر کی ان خواہشات کی تکمیل میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھتی۔ وہ گھر کے اندر کسی بھی قسم کا مسئلہ کھڑا کرنے سے بچتی ہے، وہ اس کے گھر کی حفاظت کرتی ہے اس لئے کہ مرد اپنی بیرونی مصروفیات کے باعث ایسا نہیں کر سکتا۔ اب عورت کی وفا شعاری کا تقاضا ہے کہ ان امور میں وہ پوری طرح اپنے شوہر کی امین بن جائے اور اپنی ذات کو صرف اپنے شوہر کے لئے محفوظ رکھے اور گھر کے ساز و سامان کو بھی۔

(مرسلہ: ماریہ بنت عبدالرحمٰن)

دعائیں قبول کیوں نہیں ہوتیں؟:

● ہم نے اللہ تعالیٰ کو پہچانا مگر اس کی معرفت کا حق ادا نہ کیا۔ ● ہم نے قرآن پڑھا مگر اس پر عمل نہیں کیا۔ ● ہم نے عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا دعویٰ تو کیا مگر سنتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل نہ کیا۔ ● ہم نے جنت کو تو چاہا مگر اس میں داخلے کے لئے نیک اعمال نہ کئے۔ ● ہم نے جہنم سے پناہ مانگی مگر خود ہی اپنے نفسوں کو اس میں ڈال دیا۔ ● ہم نے موت کو برحق جانا مگر موت کی تیاری نہ کی۔ ● ہم نے اللہ تعالیٰ کی نعمتیں کھائیں مگر ان کا شکر ادا نہ کیا۔ (ام عاتکہ عروج، بہاول نگر)

دنیا راحت اور تکلیف سے مرکب ہے:

یقین رکھئے کہ اس دنیا میں سکون، عافیت، آرام اور اطمینان حاصل کرنے کے لئے اس کے سوا کوئی راستہ نہیں کہ انسان تقدیر پر یقین اور ایمان لے آئے۔ اس لئے کہ کوئی انسان ایسا نہیں ہے جس کو اس دنیا میں کبھی کوئی غم اور پریشانی نہ آئی ہو۔ کبھی کوئی مصیبت اس پر نہ آئی ہو۔ یہ عالم دنیا دونوں چیزوں سے مرکب ہے۔ جس میں خوشی بھی ہے۔ غم بھی ہے، راحت بھی ہے، تکلیف بھی ہے۔ یہاں کوئی خوشی بھی خالص نہیں، کوئی غم خالص نہیں۔ لہٰذا تکلیف اور پریشانی تو اس دنیا میں ضرور آئے گی، اگر ساری دنیا کی دولت خرچ کر کے یہ چاہو کہ کوئی تکلیف نہ آئے یہ نہیں ہو سکتا۔ ہماری کیا حیثیت ہے انبیاء علیہم السلام جو اللہ تعالیٰ کی پیاری اور محبوب مخلوق ہیں، ان پر بھی تکالیف اور پریشانیاں آئی ہیں اور عام لوگوں سے زیادہ آئی ہیں۔ چنانچہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''لوگوں میں سب سے زیادہ تکالیف انبیاء علیہم السلام پر آتی ہیں اور پھر جو شخص انبیاء علیہم السلام سے جتنا قریب ہوگا اس کو اتنی ہی زیادہ تکالیف اور پریشانیاں آئیں گی''۔ وہ عالم جہاں کوئی پریشانی اور تکلیف نہیں آئے گی وہ عالم جنت ہے۔ لہٰذا اس دنیا میں پریشانیاں تو آئیں گی، لیکن اگر ان تکالیف پر یہ سوچنا شروع کر دیا کہ ہائے یہ کیوں ہوا اگر ایسا کر لیتے تو یوں نہ ہوتا۔ فلاں وجہ اور سبب کے ایسا ہو گیا، ایسا سوچنے سے نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ اس سے حسرت بڑھتی ہے، تکلیف اور صدمہ بڑھتا ہے اور اللہ تعالیٰ پر شکوہ پیدا ہوتا ہے۔ (معاذ اللہ) ''یہ ساری مصیبتیں میرے مقدر میں رہ گئی تھیں'' اس طرح کے جملے کہنے سے وہ مصیبت وبال جان بن جاتی ہے اور نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ دنیا میں بھی تکلیف ہوئی اور اس شکوہ کی وجہ سے آخرت میں بھی عذاب کا مستحق ہو جاتا ہے اور بعض اوقات ایمان بھی خطرہ میں پڑ جاتا ہے۔ (اخت محمد بلال)

(ماخوذ از ''تقدیر پر راضی رہنا چاہئے'': مفتی تقی عثمانی مدظلہم العالی)

عورتوں کے نماز نہ پڑھنے کے بہانے:

عورتیں معمولی وجوہ کی بناء پر فرض نماز کو چھوڑ دیتی ہیں۔ کبھی یہ بہانہ کہ مہمان آئے ہوئے ہیں، میں تو چائے بنانے میں لگی ہوئی تھی، میں کیسے نماز پڑھتی؟ کبھی یہ بہانہ ہوتا ہے کہ بچے نے پیشاب کر دیا، میں کیسے نماز پڑھتی؟ کبھی یہ بہانہ ہوتا ہے کہ میری طبیعت ٹھیک نہیں، میں نماز کیسے پڑھوں؟ کبھی یہ بہانہ ہوتا ہے کہ میرے سر میں درد ہے، بعد میں نماز پڑھ لوں گی۔ چنانچہ دیکھا گیا کہ خواتین ان بہانوں کی وجہ سے نماز پڑھنے میں سستی کرتی ہیں حالانکہ یہ کوئی بھی عذر نہیں ہیں۔ (خطبات فقیر) (اخت ابرار عاصم حیدری، بنت محمد اقبال، ام وقار عاصم۔ احمد پور سیال)

کشکول

گھریلو جھگڑوں کی بنیادی وجوہات

جب کوئی نئی لڑکی بیاہ کر کسی خاندان میں آتی ہے تو وہ اس گھر کے لئے مکمل طور پر اجنبی ہوتی ہے۔ اس سے پہلے اس گھر میں اس کا کوئی مقام کوئی اہمیت یا حق نہیں ہوتا لیکن ایجاب وقبول کے بعد اسی گھر میں اس کی اہمیت سب سے بڑھ جاتی ہے۔ پھر یہ کہ جب تک وہ نئی نویلی دلہن رہتی ہے اس وقت تک تو سبھی خوش ہوتے ہیں۔ ہر فرد کی اپنی ایک الگ خوشی ہوتی ہے اگر اس میں کچھ کمی آئے تو یہی چیز اولاً دلہن میں عیب جوئی پر مجبور کرتی ہے۔ اس کی خوبیوں کو نظر انداز کیا جاتا ہے اور خامیاں نکالی جاتی ہیں۔ تا کہ اس کی اہمیت کو گھٹایا جاسکے خاص طور پر دولہا کی نظروں میں اسے گرایا جاسکے۔ اس طرح دو محاذ قائم ہوجاتے ہیں اور حقوق کی جنگ شروع ہوجاتی ہے۔ ایسی سوچ کا پیدا ہونا یہی اصل فساد ہے۔ ہمارے ذہنوں کو پہلے سے اس صورتحال کے لئے تیار رہنا چاہئے کہ ہم جس فرد کا اپنے گھر میں اضافہ کرنے والے ہیں وہ ایک جیتا جاگتا انسان ہے۔ اس گھر میں اس کا ایک مقام ہوگا بے کار سامان کی طرح گھر کے کسی حصے میں نہیں پڑی رہے گی بلکہ وہ بھی ہماری طرح زندگی گزارے گی، جب ہم اس کی رعایت کریں گے تو وہ بھی ہماری کوتاہیاں برداشت کرے گی (اگر سمجھ دار ہوئی)۔ اگر معاملہ دونوں طرف سے برابر رہا بلکہ ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کی اینٹ کا جواب پتھر سے دینا ضروری سمجھا تو یقیناً وہ گھر میدانِ جنگ کا سماں پیش کرے گا۔ سمجھنے کی ضرورت دونوں فریقین کو ہے۔ دوسری طرف لڑکی کو بھی یہ چاہئے کہ پہلے دن سے یہ گمان نہ رکھے کہ میں اجنبی ہوں اب یقیناً میرے ساتھ ناقابل برداشت سلوک ہوگا، میری خامیاں نکالی جائیں گی میری مخالفت کی جائے گی۔ بلکہ سوچنا یہ چاہئے کہ تمام انسانوں کی فطرت یکساں نہیں ہوتی ویسے بھی اگر کوئی کمزوری ایک انسان میں ہے تو یہ ضروری نہیں کہ اسی کمزوری کو آپ بھی اختیار کرلیں بلکہ آپ کو چاہئے کہ برائی کا جواب اچھائی سے دیں ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی یہی تعلیم ہے۔ جب آپ برائی کا جواب اچھائی سے دیں گی تو یقیناً ان کے رویوں میں بھی تبدیلی آئے گی۔ ساس کی ڈانٹ کو ایسا سمجھیں کہ میری والدہ بھی تو مجھے ڈانٹ لیا کرتی ہیں جب میں ماں کے لئے دل میں نفرت نہیں پیدا کرتی تو آخر ان کے لئے ایسا کیوں

اسماء بنت عبدالعزیز

کروں۔ آخر یہ بھی میرے شوہر کی ماں ہیں اگر میں یہ چاہتی ہوں کہ میری بھابھی میری والدہ کی خدمت گزار ہوں تو مجھے بھی اپنی ساس کی خدمت گزار ہونا چاہئے۔

زندگی کا یہ دور جس سے آپ گزر رہی ہیں جذبات کا دور ہوتا ہے پہلے گھر والوں میں گھل مل کر بیٹھنے والا لڑکا اب اپنا تمام وقت دلہن کے ساتھ گزارتا ہے۔ پہلے والدین کی فکر بہن بھائیوں کی دلجوئی کا خیال، گھر میں موجود چھوٹے بچوں سے کھیلنا یہی اس کے مشاغل تھے اچانک اتنی بڑی تبدیلی کہ اب اس کے پاس کسی کے لئے بھی وقت نہیں۔ آپ تو اپنی جگہ خوش ہیں کہ دولہا کی محبت کا ثبوت مل رہا ہے مگر گھر والوں، خاص کر والدین سے پوچھ کر دیکھئے کہ کس طرح ان کے بیٹے نے منہ پھیر لیا ہے۔ یہ بات ان پر بہت شاق گزرتی ہے اور نفرت کا بیج بونے لگتی ہے۔ یاد رکھئے ایک دن آپ کو بھی ماں بننا ہے بیٹے کو پال پوس کر اسی طرح بیاہنا ہے پھر بیٹے کی بے رخی کا سامنا کرنا بڑی ہمت کی بات ہے۔ اگر آپ اپنے سسرالی والدین سے ایسا برتاؤ کریں گی تو چند سالوں بعد آپ کے ساتھ یہی تاریخ دہرائی جائے گی، ایسا نہ کیجئے اپنے شوہر کو والدین کی خدمت کی طرف راغب کیجئے تا کہ آپ دونوں اللہ تعالیٰ کے غضب سے بچ سکیں۔ والدین کی نافرمانی ایسا گناہ ہے جس کی سزا دنیا وآخرت دونوں جہاں میں ملتی ہے اپنے پیارے شوہر کو جہنم کا ایندھن بننے سے بچایئے۔ آپ کو چاہئے کہ شوہر کی توجہ اس طرف دلائیں کہ ہمارا رشتہ بہت پائیدار ہے، جس کو صرف موت ہی عارضی طور پر ختم کرسکتی ہے جنت میں پھرل کر دائمی زندگی گزاریں گے جب آپ اس بات کا خیال رکھیں گی تو ضرور آپ کو وقت ملے گا کہ آپ ان کے ساتھ اٹھ بیٹھ سکیں، اچھے برتاؤ سے پیش آئیں اور شوہر کو بھی اتنی فرصت ملے گی کہ گھر والوں کے ساتھ گزشتہ سلوک کو باقی رکھ سکے۔ اس طرح آپ یہ بات سننے سے بچ جائیں گی کہ بہو نے آکر لڑکے کا دل پھیر دیا۔ یہ بھی یاد رہے کہ ہر معاملہ میں اعتدال ہونا چاہئے ضرورت سے زیادہ لگاؤ، پیار خلوص کا اظہار بعض اوقات ایک دوسرے کو بے زار کردیتا ہے یہ بات اکثر مشاہدہ میں آتی رہتی ہے کہ شادی کے دو چار سال اچھے گزرے پھر جھگڑے شروع ہوجاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سمجھ عطا فرمائیں۔

ہر حال میں اعتدال ضروری ہے

جس طرح صرف صحت مند ہونے سے جسم خوبصورت نہیں بنتا، اس کے لئے خاص قسم کی ورزش ضروری ہے بالکل اسی طرح اپنی شخصیت کو پرکشش بنانے کے لئے بعض چیزیں اختیار کرنی پڑتی ہیں، شخصیت کو پرکشش بنانے کے لئے دھیمے اور نرم لہجے میں گفتگو ضروری ہے۔ باتوں کے درمیان یا محفل میں اگر آپ کو شدید غصہ بھی آجائے تو آپ اپنی شائستگی کو ہاتھ سے نہ جانے دیں۔ اپنی زبان اپنے چہرے کے اتار چڑھاؤ سے اپنی شخصیت اور سامنے والوں کا خیال رکھیں، غصہ ہو یا مذاق اعتدال کا دامن کبھی نہ چھوڑیں، ایسا کرنے سے آپ میں خوداعتمادی پیدا ہوگی۔ دوران گفتگو اپنی آواز اور لہجہ پر قابو پانا سیکھیں، شائستہ اور دل نواز انسان ہر حال میں خود کو صحیح اور برحق ثابت کرنے کی کوشش کبھی نہیں کرتا، آواز کا اتار چڑھاؤ انسان کا عکس ہوتا ہے۔ اگر کوئی شخص بہت خوبصورت اور اچھے نقش ونگار کا مالک ہے مگر اس کی آواز اونچی ہے تو سننے والوں پر ناگوار گزرے گی۔ نرم لہجہ میں بولنا شخصیت کو پرکشش بناتا ہے، بااعتماد شخصیت میں ایک اور خاص بات ہوتی ہے کہ اس میں بدمزاجی نہیں ہوتی، چھوٹی چھوٹی باتوں پر بگڑ جانا بات بات پر طیش میں آجانا شخصیت کو متاثر کرتا ہے، انسان کو چاہئے کہ جہاں تک ہوسکے ہر لمحہ ہر پل خوشگوار موڈ بنائے رکھیں، آپ کے خلوص و ہمدردی میں جتنا اضافہ ہوگا اتنا ہی آپ کی شخصیت نکھرتی جائے گی۔ پھولوں کی خوشبو کی طرح جسمانی خوبصورتی صرف جلد تک محدود رہتی ہے، جب کہ اصل خوبصورتی ذہانت، خوش اخلاقی اور خوش گفتاری میں پوشیدہ ہے، ہمارے یہاں خواتین بڑی حساس ہوتی ہیں۔ اپنی عمر بڑھنے ہی نہیں دیتیں۔ سدا بہار جواں رہنے کی خواہش رکھتی ہیں۔ یہ انداز مصنوعی اور فطرت کے خلاف ہے البتہ صحیح طریقہ اپنا کر اپنی صحت اور تندرستی کو باقی رکھا جاسکتا ہے، خوابوں اور خیالوں کی دنیا سے نکل کر عمل کی سمت قدم بڑھانا چاہئے، تندرستی توانائی اور خوبصورتی کے لئے سادگی، کم خوری اور چہل قدمی لازمی ہے، ورزش کے ذریعہ جسم کو چست اور متناسب رکھا جاسکتا ہے۔ غذا اور صحت وصفائی کے اصولوں پر عمل کرنا ضروری ہے۔

جویریہ ناہید

گلشنِ اسلام کے محافظ

کلثوم زیب کاظمی

دنیا کی رنگینیاں رنگِ جمال دکھا کر انسانیت کو اپنی طرف متوجہ کرتی رہیں گی، بزمِ ہستی مظاہرِ جمال کے ساتھ جلوۂ آراء ہوتی رہے گی اور اس کے پروانوں میں بھی کوئی کمی نہیں آئے گی، حسن و فیشن کی دلکشی بھی آنکھوں کو خیرہ کرتی رہے گی اور اس کی سرپرستی کرنے والے بھی لاتعداد ہوں گے۔ اعلیٰ معیارِ زندگی کا نظریہ اور عیش و عشرت کی فکر بھی متاثر کن انداز میں پیش کیا جاتا رہے گا اور اس سے متاثر ہونے والے بھی کم نہیں ہوں گے۔ شہرت و دولت کو سحر انگیز انداز میں بیان کیا جاتا رہے گا اور اس کو مقصدِ حیات بنانے والے بھی ہر دور میں موجود رہیں گے۔ لیکن کچھ بندگانِ خدا اس ظلمتوں بھرے دور میں ایسے بھی ہیں جو مادیت پرستی کے بچھائے ہوئے ان تمام جالوں کو توڑ کر باہر نکل آتے ہیں ان کو مظاہرِ جمال اپنے مقصد سے دور کر سکتے ہیں نہ دولت و شہرت کا نظریہ ان کے پائے استقلال میں لغزش پیدا کرتا ہے۔ بیوی، بچوں کی محبت ان کے جذبات پر بندھ باندھ سکتی ہے نہ اعلیٰ معیارِ زندگی کا نظریہ ان پر سحر طاری کرتا ہے۔ وہ اور ہی منزلوں کے راہی ہوتے ہیں جو عقل و خرد کے موجودہ پیمانوں پر پورے نہیں اترتے۔ یہ وہ عاشقانِ حق ہوتے ہیں جو اس دنیا کی حقیقت کو جان لیتے ہیں اور اس مقصد کو بھی جان لیتے ہیں جس کے لئے انسان کی تخلیق کی گئی اور جس کی مسلمان کو تلقین کی گئی ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے لہو سے گلشنِ اسلام کی آبیاری کرتے ہیں اور اپنی جان اس ذات کے لئے پیش کر دیتے ہیں جو تمام جانوں کا مالک ہے۔ ان کا نعرہ ہوتا ہے

جان دی، دی ہوئی اسی کی تھی
حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

یہ عظیم لوگ ملتِ اسلامیہ کا سرمایہ ہیں اور تاریخ اسلام کے وہ روشن کردار ہیں جن کی ہر ادا سے اسلام کی حقانیت کا ظہور ہوتا ہے اور جن کا ہر قدم باطل کے ایوانوں میں زلزلہ برپا کر دیتا ہے

یہ غازی یہ تیرے پراسرار بندے
جن کو بخشا ہے تو نے ذوقِ خدائی
دو نیم ان کی ٹھوکر سے صحرا و دریا
سمٹ کر پہاڑ ان کی ہیبت سے رائی

آغاز اسلام سے لے کر آج تک ان جویائے حق کی قربانیوں کا تسلسل جاری ہے۔ معرکہ بدر و حنین ہو یا دشتِ کربلا راہِ حق کے راہی دیوانہ وار آگے بڑھتے رہے اور اپنے لہو سے صحرا کو گلزار بناتے رہے۔

کاروانِ وقت اپنی رفتار سے چلتا رہا دنیا کی رونقیں بڑھتی رہیں کارزارِ ہستی میں نئے افکار اور جدید نظریات متعارف ہوتے رہے، لیکن ان اہلِ جنوں کے جذبات میں کمی نہ آئی۔ محمد بن قاسم اور ایوبی سے لے کر سلطان محمد فاتح تک اور غزنوی سے لے کر سلطان ٹیپو تک جذبوں، محبتوں، جان نثاریوں اور قربانیوں کا ایک مہکتا ہوا گلزار نظر آتا ہے جس کے ہر پھول کا رنگ جدا اور خوشبو منفرد ہے، لیکن سب کی جان نثاریوں کا مقصد ایک ہی ہے کہ ''اللہ تعالیٰ کی زمین پر اللہ تعالیٰ کے کلمے کی سربلندی'' وقت کی رفتار کچھ مزید تیز ہوئی اور وہ دور آ گیا، جس کو جدید دور کہا گیا جس میں مادیت پرستی کا وہ جنون اٹھا کہ ہر عام و خاص اس کے سیلاب میں خس و خاشاک کی طرح بہہ گیا۔ قوم مسلم کی ترجیحات و مقاصد بدل گئے، ان کے افکار و نظریات میں الحاد نے جگہ پالی۔ وہ قرآن کی پکار سے کان بند کر کے مصلحت پسندی کا شکار ہو گئے، شمشیر و سناں کی جگہ طاؤس و رباب نے لے لی اور تقویٰ و انابت کی جگہ فیشن پرستی کا چلن عام ہو گیا، لیکن ان تہہ در تہہ چھائی ظلمتوں میں بھی کچھ لوگ ستاروں کی طرح تاریخ کے اوراق میں چمکتے ہیں اور وہی جذبے بولتے نظر آتے ہیں جو بدر و حنین میں تھے۔ بالاکوٹ کے پہاڑوں سے لے کر شاملی کے میدان تک اور چیچنیا کے کوہساروں سے لیکر دشتِ لیلیٰ کے صحراؤں تک لہو کی ایک وسیع و عریض لکیر نظر آتی ہے جو قیامت تک ان جویائے حق کی قربانیوں کی گواہی دیتی رہے گی اور آنے والے اسی سے راستہ پاتے رہیں گے۔ یہی مجاہد، یہی غازی، یہی شہید اور یہی اسیر اس امت کا سرمایہ ہیں۔ یہ وہ روشن کردار ہیں جو ہر دور میں اس بے خبر و غافل امت کے لئے عذاب الٰہی کی راہ میں رکاوٹ بنتے ہیں، یہی وہ لوگ ہیں جو اس امت کی بقا کا ذریعہ ہیں اور انہی کو اللہ تعالیٰ نے اسلام کی حفاظت پر مامور کیا ہے۔ یہ لوگ یقیناً تاریخ کے ماتھے کا جھومر ہیں اور انہی کے لہو سے ان شاء اللہ وہ صبح تابدار پھوٹے گی جس کی ہر کرن اسلام کی حقانیت کا اعلان کرے گی

شہید کی جو موت ہے وہ قوم کی حیات ہے
لہو جو ہے شہید کا وہ قوم کی زکوٰۃ ہے

یہ قربانیاں دینے والے تو یقیناً ہر دور میں موجود رہیں گے جو قرآن سے درسِ جہاد لے کر اپنے باطن کو حبِ نبوی اور سنتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے مزین کر کے ایک عجیب بانکپن کے ساتھ گلشنِ اسلام کو پُر بہار بناتے رہیں گے۔ کبھی یہ سید الشہداء کی راہ اختیار کرتے ہوئے دشتِ لیلیٰ کے صحرا میں لہو سے گلاب کھلائیں گے، تو کبھی خبیب و بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا اسوہ اپناتے ہوئے ''گوانتانامو بے'' میں قیدِ ستم کاٹتے رہیں گے، لیکن اُن لوگوں کو اپنا محاسبہ کرنے کی سخت ضرورت ہے جو ملتِ اسلامیہ کا فرد کہلانے کے باوجود ان ظالموں کے ہاتھ مضبوط کر رہے ہیں، جنہوں نے امتِ مسلمہ کی پور پور کو خون میں نہلا دیا ہے۔ وہ نام نہاد مسلمان جو ایک طرف مغربی تہذیب کو گلے کا ڈھول بنائے دن رات بجاتے ہیں تو دوسری طرف مغربی معیشت کو مضبوط کرنے کے لئے شام و سحر محنت کرتے ہیں۔

آج ہم میں سے ہر وہ فرد جو اپنے آپ کو ملتِ اسلامیہ سے منسوب کرتا ہے۔ وہ ایک لمحہ کے لئے سوچے کہ مادی تہذیب اور پرکشش معیارِ زندگی کی طلب ہم کو کتنے بڑے مقصد سے دور کیے ہوئے ہے، فیشن پرستی کی دوڑ میں ہم قرآن سے کتنے دور ہو چکے ہیں اور یہ کہ جب تاریخ اسلام میں ان متوالوں کا ذکر آئے گا تو ہمارا ذکر کہاں اور کن الفاظ میں ہو گا۔ ہم اگر اپنی کمزوریوں اور کوتاہیوں کی وجہ سے کوئی انقلابی قدم نہیں اٹھا سکتے لیکن اتنا تو کر سکتے ہیں کہ رب کائنات کے حضور عجز و نیاز کا پیکر بن کر ہاتھ اٹھائیں، دل میں ان ماؤں اور بہنوں کا درد محسوس کریں جن کے بیٹے اور بھائی طاغوتی یلغار کے مقابلے میں علمِ حق بلند کرتے ہوئے شہید و اسیر بن گئے۔ آنکھوں سے آنسوؤں کے دھار کے ساتھ اس رب کریم کو پکاریں:

''اے کائنات کے مالک! تو ان سرفروشانِ حق کو فتح سے فیض یاب کر۔ اے رب کریم! تو ان جویائے حق کے حوصلے دراز کر اور ان کی مشکلات کو آسان کر۔ اے رب العالمین! تو ان کو طاغوتی طاقتوں کے ظلم و ستم سے نجات عطا فرما۔''

اگر ہم اتنا بھی نہ کر سکیں تو پھر ہمارے مردہ ہونے میں کوئی شک نہیں اور عذاب الٰہی سے نجات ممکن نہیں۔

مغربی تہذیب اور عورت

بنت مولانا محمد سلیمان

مغربی دنیا سے ہمارا تعلق کچھ زیادہ پرانا نہیں، لیکن اپنی زندگی پر ایک طائرانہ نظر ڈالنے کے بعد ہم محسوس کر سکتے ہیں کہ ہم نے انگریزوں کے دور غلامی کو ابھی تک فراموش نہیں کیا بلکہ اسے اپنا تاریخی ورثہ سمجھ کر آج تک اپنے سینے سے لگایا ہے، کہنے کو تو ہم نے برصغیر میں جنگ آزادی کے صرف نوے سال بعد ہی آزادی حاصل کر لی تھی، لیکن شاید ان اثرات و واقعات، تہذیب و تمدن، انداز فکر و تخیل سے ہم نو صدیوں میں بھی اپنا پیچھا نہ چھڑا سکیں گے۔

مغرب کے فلسفہ زادوں اور مغربی فکر کے علمبرداروں نے عورت کے لئے مکمل آزادی و سپردگی کو پسند کیا۔ ظلم و ذلالت کو عزت و کرامت کا تاج بنا کر پہنایا، مساوات مرد و زن کا نعرہ لگایا، یوں عورت نرم و سہل فطرت کو چھوڑ کر شور و غل کے میدانوں میں آ کھڑی ہوئی جوان سرکشوں کی فطرت تھی وہ بھی اسی رنگ میں رنگی گئی، جو برائیاں وہ کرتے تھے وہ بھی ان میں برابر کی حصہ دار ہوئی۔ مختصراً یہ کہ مغربی فتنہ پردازوں نے صنف نازک کو سامان تجارت سمجھ لیا جب چاہا خرید لیا اور جب چاہا فروخت کر دیا، ان کے اخلاق اس درجہ گر گئے کہ وہ اس کے ذریعے سے لوگوں کو اپنی طرف متوجہ کرنے لگے۔ دواؤں، خوشبوؤں کی شیشیوں اور کپڑوں کے اشتہارات میں اس کو پیش کر کے لوگوں کے لیے داد و دہش و جاذبیت کے دروازے کھولے۔ آج سینما اور تھیٹر میں اس کی عزتِ نفس کا جنازہ اٹھایا جا رہا ہے۔ اخبارات و مجلات میں وہ کچھ چھاپا جا رہا ہے جس کو دیکھ کر پیشانی عرق آلود ہو جاتی ہے۔ اہل مغرب نے صرف اسی پر بس نہیں کیا بلکہ معمولی و کم اہمیت کے کاموں کے لیے خواتین کا اہتمام کیا تاکہ انہی طرح کے سرکش ان کی طرف متوجہ ہوتے رہیں، اس کے بعد دعویٰ یہ ہے کہ عالم میں ہم ہی تہذیب نسواں کے علمبردار و محافظ ہیں بقول شاعر

نسوانیت زن کا نگہبان ہے فقط مرد!

کیا اسی طرح؟ آج عالم اسلام کی فضا کو مسموم کرنے میں سب سے بڑا ہاتھ مغربی فکر و تہذیب کا ہے۔ مغرب نے اپنے تہذیبی فساد کو عالم اسلام میں پھیلایا اور مسلمانوں پر اس تہذیب کا اثر نہایت گہرا ہوا۔ اہل مغرب نے عورت کو مکمل سپردگی عنایت کی تھی، مسلم ممالک بھی قریب قریب اسی راہ پر نکل کھڑے ہوئے۔ چنانچہ عالم اسلام کے سامنے اب اس مکمل سپردگی کی تقلید کا نتیجہ سامنے ہے۔ فحاشی و عریانی جو یورپ کا خاصہ تھی اب مسلم ممالک میں بھی اپنے پنجے گاڑ چکی ہے۔ آج مختلف نعروں، تحریکوں اور مغربی فکر و فلسفہ نے صنف نازک کو ایسا مسئلہ بنا دیا ہے کہ جس کا کوئی حل نہیں، ان کے جاہلانہ افکار نے خواتین کے ذہنوں میں زہر سا بھر دیا ہے اور اب ان کی نظر کُلُّ جَدِیْدٍ لَذِیْذٌ (ہر نئی چیز) کی طرف ہے۔ اسکول و کالج میں طالبات کے ذہنوں میں یہ تصور جڑ پکڑتا جا رہا ہے کہ آج اسلام کے نام پر ان کے حقوق پامال کئے جا رہے ہیں، انہیں دین و مذہب کے نام پر ہر اس چیز سے محروم کیا جا رہا ہے جو موجودہ معاشرہ ان کے لئے بطور فیشن پیش کرتا ہے۔ کہیں پردہ، تعدد ازواج اور طلاق کے مسائل کو گزرے ہوئے زمانے کی باتیں کہہ کر گمراہ کیا جا رہا ہے تو کہیں تجدد کے ذریعے سے ان کے اذہان سے اسلامی شریعت کو کھرچا جا رہا ہے۔ بقول اکبر۔

نہ خاتونوں میں رہ جائے گی پردے کی یہ پابندی
نہ گھونگھٹ اس طرح سے حاجب روئے صنم ہوں گیں

مستشرقین کی تحریروں اور مغرب سے برآمد شدہ تاریخ اپنا رنگ و اثر دکھا رہی ہے، مغربی دنیا سے آزادانہ اختلاط نیز رسائل و جرائد میں مغرب کے نت نئے فیشن سب سے پہلے طالبات کو اپنی طرف متوجہ کرتے ہیں اور اسلام سے آج کے طوفانی دور میں بیزار کرنے کا سبب بنتے ہیں، مغربی تہذیب و تمدن اب پورے مسلم معاشرے میں اپنی پوری آب و تاب کے ساتھ جلوہ گر ہے۔ خال خال ہی خواتین دینی علوم میں سوجھ بوجھ رکھتی ہیں اسلامی زندگی کا نمونہ اب مذہبی گھرانوں ہی میں ملے تو ملے۔ مسلم ممالک میں غیر ملکی جامعات و کلیات کا قیام ان میں مغربی طرز معاشرت و افکار کی تعلیم اس نازک طبقہ کے لئے زہر کا کام کرتی ہے، تعلیمی اداروں میں صنف نازک کا آزادانہ میل جول مغرب کی عکاسی کی کھلی تصویر ہے اس کے بعد زندگی کا ہر شعبہ آگے چل کر ان طور طریقوں سے ضرور متاثر ہوتا ہے۔ وہ تربیت گاہیں جو نوجوانوں کو عقل و شعور کے زیور سے آراستہ کرتی ہیں جب خود ان افکار کی حامل اور ان افعال کی آماجگاہ بن جائیں تو ان کے متعلقین سے کسی دینی و اصلاحی تبدیلی کا تقاضا بے جا معلوم ہوتا ہے۔ تعلیمی نظام کی خرابی، منتخب درسی کتب میں اسلامی فکر کے مضامین کی کمی، ملحد و فاسق شعراء کا کلام الغرض سب کے سب ہی خواتین کے اذہان پر دینی گرفت کو کمزور کرنے کا باعث بنتے ہیں چنانچہ اپنے بدلتے ہوئے معاشرے پر ایک نظر ڈالنے کے بعد یہ محسوس کیے بغیر چارہ نہیں کہ عالم اسلام میں مغربی تہذیب بہت آگے جا چکی ہے اور اس کے نتائج بد ظاہر ہو رہے ہیں۔ اسلام اور مسلم قوم کے درمیان ایک وسیع خلیج حائل ہو چکی ہے جس کا پاٹنا بہت مشکل و وقت طلب ہے۔ اسلامی تہذیب و ثقافت کا آئینہ دار پردہ اور نماز روزہ اب پس ماندگی، جہالت و غربت کی علامت بن گیا ہے، انگریزی لباس عام ہے۔ طبیعتوں میں مغربی تہذیب کے اثرات و خصوصیات رچ بس چکی ہیں۔ گفتگو میں دین کی توہین و استہزاء کا عنصر نمایاں ہے اور آج کی سب سے بڑی مصیبت یہ بن گئی ہے کہ مسلمان گھر کے جواہر کو چھوڑ کر غیروں سے سنگریزوں کی بھیک مانگنے پر تیار ہو گئے ہیں۔ کتاب و سنت کی تعلیمات سے یکسر بے خبر ہو کر اپنا ہر کام مغربی تہذیب کے مطابق کرنے میں فخر محسوس کرنے لگے ہیں۔ لادین ماؤں کی آغوش میں پرورش پانے والے بچوں پر ماحول کی فحاشی و عریانی اور کج روی مزید مہمیز کا کام کرتی ہے اور آگے چل کر یہ نوجوان بچے مسلم دنیا کے لئے ارتداد کے سفیر بن کر ابھرتے ہیں جو اپنے ہی مسلم معاشرے کو اپنے ہی ہاتھوں سے تباہ کرتے ہیں، اپنے گلزاروں کو خود ہی اجاڑتے ہیں اور اپنے چمن کی کلیوں کو خود ہی نوچتے ہیں، اخبارات، مجلات و رسائل پر ایک نظر ڈالئے۔ قلم اس سے قاصر ہے کہ وہ آبگینہ عفت و عصمت کے ساتھ ہونے والی بدسلوکی اور زیادتیوں کی حقیقی تصویر کھینچ سکے البتہ اتنا ضرور لکھے گا کہ ایک جھلک سے پیشانی حیا عرق آلود ہو جاتی ہے اور جانوروں سے بھی بدتر کئے جانے والے اس سلوک پر دل کے پھپھولے جل اٹھتے ہیں اور یہ حقیقت ہے کہ جب تک دوبارہ اسلامی معاشرہ نصیب نہیں ہوتا عورت یونہی ظلم سہتی رہے گی اور دکھ اٹھاتی رہے گی۔

آہ کاش! آج کی مظلوم صنف نازک، پندرہویں صدی کی ظلمتوں میں ڈوبی ہوئی عورت اپنے ماضی کی طرف لوٹ آئے، اس درخشاں اور تابناک ماضی کی طرف جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ خلافت میں ایک عورت سینکڑوں میل دور دار الخلافہ (مدینہ منورہ) آئی جو تن تنہا تھی اور زیور سے لدی ہوئی تھی مدینہ آ کر اس نے اپنا تاثر بیان کیا کہ پورے راستے میں ہر فرد کو اسلام کی عظیم نسبت کی بدولت اپنا محافظ پایا یا ہر چھوٹے کو اپنا بھائی اور بڑے کو باپ محسوس کیا اور کسی نے میری طرف غلط نگاہ سے نہیں دیکھا۔ یہی اسلامی معاشرہ ہی تو عورت کی حفاظت کا ضامن اور اس کے حقوق کا پاسبان ہے باقی سب سراب ہی سراب ہے۔ بس! اور کچھ نہیں۔

میری شریکِ زندگی میری رفیقۂ حیات

آخری قسط

(گذشتہ سے پیوستہ) جیل سے رہائی اس طرح ملی کہ حکومت نے مقدمہ واپس لے لیا ہمیں رہا کردیا اور اخبار ضبط کرلیا اس کے بعد میری زندگی معمول پر آگئی۔ برسوں کے بعد بڑی بیٹی مدثرہ کی شادی اس کے نانا نے اپنے ایک دوست کے بیٹے کے ساتھ طے کردی اور صورت حال ایسی تھی کہ میں اس کے لئے بالکل تیار نہیں تھا۔ اس موقع پر میری بیوی نے کہا کہ ہم شادی ضرور کریں گے اور جب سب کچھ طے ہوگیا تو اس کفایت شعاری کا نتیجہ سامنے آیا جس کے متعلق میں نے ابتدا میں لکھا تھا کہ اس کے کنارے کنجوسی سے مل جاتے تھے وہ سنبھل گئیں اور وہاں اپنے ایک بڑے باکس میں رکھے ہوئے وہ سب اچھے کپڑے لے کر آئیں جو میں نے نہ جانے کب کب بنائے تھے اور زیور بھی گھر میں موجود تھا، مجھے صرف شادی کے دو جوڑے اور کھانے کا انتظام کرنا پڑا، میں جیسی شادی چاہتا تھا ویسی ہوگئی۔ کفایت شعاری کی یہ ادا آخر تک باقی رہی کیوں کہ بڑے بیٹے شمعون نعمانی اور چھوٹی بیٹی جدہ میں مقیم عالیہ سلمہا جب بھی مدینے اور جدے سے آتے تھے کسی کے لئے کچھ لائیں یا نہ لائیں اپنی ماں کے لئے انتہائی قیمتی اور خوبصورت کپڑے ضرور لاتے تھے جو بڑی نواسی نائلہ کی شادی (جو گزشتہ سال ہوئی تھی) کہ موقع پر بالکل اسی طرح نکل آئے جس طرح مدثرہ کی شادی کے موقع پر نکلے تھے۔

مجھے احساس ہے کہ بات بہت لمبی ہوگئی مگر۔ ع۔۔۔ لذیذ بود حکایت دراز تر گفتم۔ مرحومہ کی ہی زندگی میں وہ وقت بھی آگیا کہ جس گھر میں اپنی سائیکل بھی نہیں تھی وہاں موٹر سائیکل بھی آگئی پھر دو اسکوٹر بھی آگئے، پھر ایک کار آگئی اور جب وہ بہت حد تک بستر تک محدود ہوگئیں تو انہوں نے دیکھا کہ ان کے گھر میں تین گاڑیاں ہیں، لیکن مرحومہ کا طرز زندگی وہی رہا جو ہمیشہ سے تھا، کوٹھی کار اور فیشن والی خواتین سے دور مگر غریب عورتوں اور دیندار خواتین سے محبت، خود اپنی نماز، روزہ اور تلاوت اس وقت تک جاری رہی جب تک حواس نے ساتھ دیا۔ ۹ فروری کو فالج کے حملے کے بعد ایسا ہوگیا تھا کہ کئی کئی دن غشی طاری رہتی تھی، لیکن جیسے ہی ہوش آتا تھا سب سے پہلے تقاضا کرتی تھیں کہ مجھے نماز پڑھوادو۔ خود تیمم نہ کرسکتی تھیں اور دماغ کے فالج کی وجہ سے نماز بھی سہارے سے پڑھتی تھیں۔ اس وجہ سے بھول جاتی تھیں کہ میں نے کیا پڑھ لیا اور کیا باقی ہے۔ کوئی برابر میں بیٹھ جاتا جو ان کو پوری نماز پڑھواتا تھا۔ یکم جولائی سے ۹ جولائی کی آخری رات تک بمشکل صرف دو نمازوں کا ہوش رہا ہے جو اس حال میں ہوئیں کہ نہ خود پڑھیں اور نہ کسی کی مدد سے پڑھ سکیں کیوں کہ فالج کے تیسرے حملے کے بعد زبان جیسے لکڑی ہوگئی تھی البتہ کان اور آنکھیں کام کررہی تھیں۔ اسی رات کو ۱۲ بج کر بیس منٹ پر اللہ تعالیٰ نے زبان میں لچک پیدا کردی اور بالکل معجزاتی طور پر کلمہ طیبہ پڑھا......اور پردہ گرگیا۔

ایک اہم خصوصیت کا اور ذکر کردوں کہ ہر وقت اگر باوضو رہنے کا نہیں تو پاک رہنے کا ایسا اہتمام خود بھی تھا اور بچوں کے

حفیظ نعمانی

لئے بھی تھا کہ پیشاب، جس کی وہ پرانی مریض تھیں بار بار ہوتا تھا اور ہر بار بڑا اور پورا لوٹا بھر کرلے جاتی تھیں۔ اگر گھر میں مستورات ہوتیں اور کسی نے کہہ دیا کہ تھوڑا پانی چھوڑتی آیئے گا تو آگ ہوجاتی تھیں۔ کہتی تھیں کہ ایک لوٹا پانی بھی پاکی کے لئے ناکافی ہے۔ گھر میں مدد کے لئے رہنے والی خادمہ جو بھی اور جس عمر کی بھی ہوا سے لوٹا لے جاتے وقت بلاکر دیکھتی تھیں کہ کتنا پانی ہے اگر آدھا لوٹا ہوتا تو پھر اس کی خیر نہیں تھی فوراً کہتی کہ میں ناپاک رہنے والیوں سے کھانا نہیں پکواؤں گی۔ آخری پانچ مہینے مرض کی تکلیف سے شاید اس کی تکلیف زیادہ تھی کہ ٹشو پیپر اور کپڑے کے رومال سے کی گئی صفائی کے بعد بھی ایک ہی بات زبان پر تھی کہ پاکی تو پانی سے ہی ہوتی ہے اور پھر دل کے درد کے ساتھ کہتی تھیں کہ میرا مالک میری معذوری دیکھ رہا ہے۔

اولاد کے معاملے میں جتنے خوش نصیب ہم دونوں رہے اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو یہ انعام دے۔ بڑی بیٹی مدثرہ پورے دن اور رات کا زیادہ وقت خدمت میں گزارتی رہیں۔ بڑے بیٹے شمعون نعمانی جو ۲۵ سال سے مدینہ منورہ میں ہیں۔ علالت کی ہر اطلاع پر جدے سے اپنی بہن کو ساتھ لیکر عمرہ کرتے رہے اور صحت کی دعا کرتے رہے۔ اسی دوران دونوں بہن بھائی لکھنؤ بھی آئے اور ماں کی خدمت کی سعادت حاصل کرکے ایک مہینہ کے بعد واپس گئے۔ اپنی ماں کے لئے میاں شمعون نعمانی، ذوالنون نعمانی، مامون نعمانی اور ہارون نعمانی نے تو اتنا کیا کہ میں شاید اپنی ۵۲ سال کی پوری ازدواجی زندگی میں بھی نہیں کرسکا ہوں گا۔

مرحومہ نے برسوں اپنی ساس کی زندگی میں ان کی جیسی خدمت کی تھی اس کا ایک اشارہ اوپر آچکا ہے، لیکن قدرت کے نظام "اس ہاتھ دے اس ہاتھ لے" کا زندہ نمونہ اہلیہ کی علالت کے دوران سامنے آیا۔ وہ ایک طویل عرصے تک گٹھیا کی وجہ سے کسی حد تک معذور رہیں ان کی ہر ضرورت ان کی چاروں بہو پوری کرتی رہیں، لیکن زندگی کے وہ آخری پانچ مہینے جس میں وہ بالکل ہی معذور ہوچکی تھیں اس عرصہ میں تو ان کی جیسی خدمت کی ہے آج کے دور میں اسے بے مثال کہا جائے گا۔

اور یہ بھی کتنی بڑی خوش نصیبی تھی کہ ایک شوہر اور ایک بیوی کا کنبہ بڑھ کر ۲۵ کے ہندسہ کو چھو رہا تھا جو انہیں محبت کا خراج دینے کے لئے آنسوؤں کا نذرانہ پیش کررہا تھا اور ان کے لئے دعاؤں میں مصروف تھا۔ اس طویل بیماری میں میرے اور ان کے بھی تایازاد مولانا زکریا اور میری چھوٹی بہن اور چھوٹے دونوں بھائی حسان میاں اور سجاد میاں اور ان کے اہل خانہ جس طرح ہر قدم پر میرے اور میرے بچوں کے دوش بدوش رہے یہ میری خوش نصیبی اور ان کی سعادت مندی تھی اور ان سب کی ہی دعائیں ان شاءاللہ آخرت میں کام آئیں گی۔

آخری عمر میں ہمارے بیٹوں نے اپنی ماں سے کہا کہ آپ کا جو مکان سنبھل میں ہے ہم اس کو فروخت کرنے کی بجائے اس میں مسجد بنوادیں کیوں کہ ہمارے پاس آج جو کچھ ہے وہ یا آپ نے دیا ہے یا ہمیں اپنے نانا ابا سے ملا ہے۔ اس نیک خاتون نے اپنے لاکھوں روپے کے اس مکان کو ایک منٹ میں مسجد کے لئے دے دیا اور اب وہاں مسجد بن رہی ہے جو ایک سال میں ان شاءاللہ بن کر تیار ہوجائے گی۔

دعاء ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحومہ کی بال بال مغفرت فرمائے اور امت مسلمہ کی بہو بیٹیوں کو ان کی زندگی سے کچھ سیکھنے اور ان کے ایثار اور قربانی کے انداز کو اپنانے کی توفیق ہو۔ یہ سطریں ایک معمولی انسان کی معمولی بیوی کا قصیدہ نہیں بلکہ آج کے دور کی لڑکیوں کے لئے ایک آئینہ ہے آپ سے بھی مرحومہ کے لئے دعا کی درخواست ہے اور میں اپنے لئے بھی اس دعاء کا خواہشمند ہوں کہ پروردگار نے جو فیصلہ فرمایا ہے اس میں رحم کی مقدار بڑھادے اور آسان راستے سے بلالے کیوں کہ

"لگتا نہیں ہے جی میرا اجڑے دیار میں"

واضح فرق
صرف چند یوم میں
فری ہوم ڈیلیوری سروس
Slimming Ice Tea
گرما گرم موسم میں ٹھنڈی ٹھنڈی چائے
2 کپ روزانہ استعمال سے بڑھا ہوا پیٹ اور وزن کم کریں
• بغیر ڈائٹنگ • بغیر ورزش • بغیر سائیڈ ایفیکٹس
فیئر فٹنس
کراچی 0300-2184131
لاہور 0300-4577957
ملتان 061-518811 منڈی بہاؤالدین 501276
رحیم یار خان 0731-78812 ڈی۔جی خان: 0641-468866

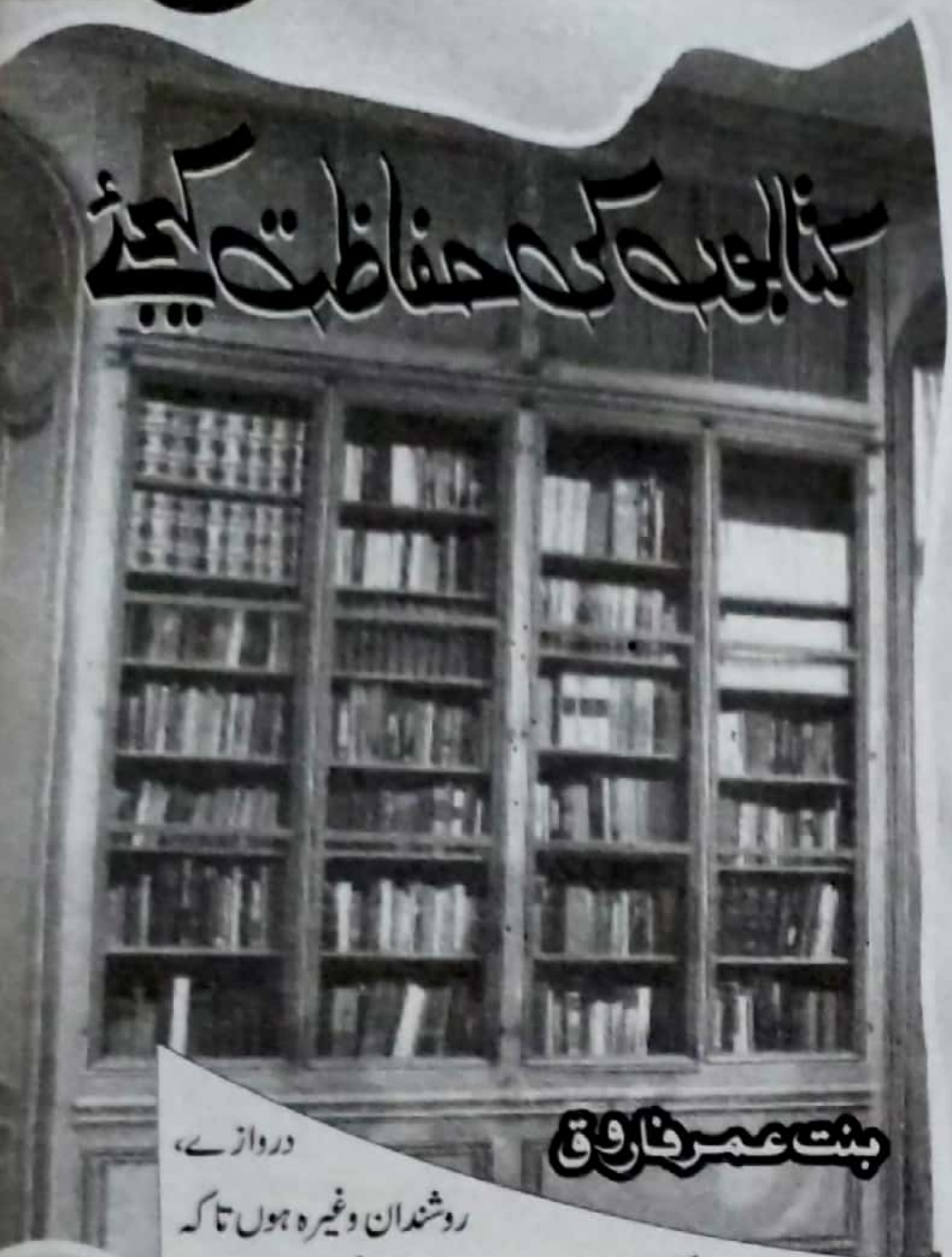

کتابوں کی حفاظت کیجئے

بنت عمر فاروق

دینی کتب تو تقریباً ہر گھر میں موجود ہوتی ہیں، ان میں چھوٹی بڑی، نئی پرانی ہر طرح کی کتب شامل ہوتی ہیں۔ ان کو تا دیر صحیح وسلامت اور اچھی حالت میں برقرار رکھنے کے لیے ضروری ہے کہ ان کی دیکھ بھال کی جاتی رہے۔ جن کتابوں کے شروع کے اوراق علیحدہ ہو گئے ہوں یا درمیان میں سے کوئی ورق خراب ہو گیا ہو اس کی بروقت مرمت کر لینی چاہئے کیونکہ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ ایسے صفحات گم ہو جاتے ہیں۔ اس لیے جن کتابوں کی جلد کرانے کی ضرورت ہو انہیں مزید خراب ہونے سے بچانے کے لیے جلد کرا لینی چاہئے۔

سلیقے اور قرینے سے رکھی ہوئی کتابیں بہت بھلی لگتی ہیں خصوصاً جب وہ صاف ستھری بھی ہوں۔ اگر ان کتابوں پر کور چڑھا لیا جائے اور وہ بھی خوبصورت پھولوں سے مزین، تو ان کے حسن کو چار چاند لگ جاتے ہیں۔ ان پھول دار شیٹوں کے اوپر پلاسٹک کور چڑھانے سے یہ زیادہ عرصہ محفوظ رہتی ہیں اور یہ دیکھنے کے لئے کہ یہ کون سی کتاب ہے، ان کی پچھلی طرف چھوٹی سی چٹ لگا کر خوبصورت الفاظ میں اس کتاب کا نام لکھ دیں تو ڈھونڈنے میں آسانی ہوگی اور دیکھنے میں بھی خوبصورت محسوس ہوں گی۔ اسی طرح کتابوں کو ایک دوسرے کے ساتھ کھڑا کرنے کی بجائے ایک دوسرے کے اوپر رکھ دیا جائے تو ان کی جلد خراب نہیں ہوتی۔ اس کے علاوہ مطالعہ کر کے ان کو اپنی جگہ پر رکھیں اور ان پر پڑا ہوا گرد وغبار صاف کرتی رہیں۔ یوں ایک صاف ستھرا، ننھا منا سا کتب خانہ ہر گھر میں وجود میں آسکتا ہے۔ جس کے لیے بڑی بڑی الماریوں کی ضرورت نہیں۔

ٹائیفائیڈ

ثناء العزیز

''السلام علیکم ڈاکٹر پھپھو......''

''وعلیکم السلام، نور کیسی ہو تم؟''

''بالکل ٹھیک!'' نور نے کہا اور خاموش ہو گئی۔

''کیا ہوا آج شکل کیوں اتری ہوئی ہے کوئی مسئلہ ہے؟'' میں نے پوچھا

''بس پھپھو میری دوست ہے زوئیلہ آج کل اسکول نہیں آ رہی تقریباً دو ہفتوں سے''

''کیوں؟'' میں نے پوچھا

''اس کو ڈاکٹر نے بتایا ہے کہ موتی جھرا ہو گیا ہے۔''

''ویسے یہ موتی جھرا ہوتا کیا ہے؟ کتنا عجیب سا نام ہے؟'' نور بولی

میں مسکرائی اور بولی ''موتی جھرا کو ٹائیفائیڈ کہتے ہیں۔ اس بیماری میں جلد میں موجود خون کی باریک نالیوں میں خون جمنا شروع ہو جاتا ہے۔ لہٰذا سرخ موتی نما دھبے پڑ جاتے ہیں، جو سینے پر نمایاں ہوتے ہیں۔ اس لئے اس کو موتی جھرا کہتے ہیں۔''

''اور ٹائیفائیڈ کا کیا مطلب ہے؟'' نور نے سوالیہ نگاہوں سے پوچھا

''لفظ Typhos کے معنی Cloud کے ہیں۔ کیوں کہ اس بیماری میں Cloudyness of Mind ہو جاتا ہے یعنی شدید ہذیان۔''

''اس کی وجوہ کیا ہیں؟'' نور نے دلچسپی لیتے ہوئے پوچھا۔

''اس کا سبب ایک جراثیم ہے، جس کو Salmonella کہتے ہیں۔ اس کی مختلف اقسام ہیں۔ ''سالمونیلا ٹائفی'' Salmonella Typhae ''پیرا ٹائفی اے'' Para Typhae A، ''پیرا ٹائفی بی'' Para Typhae B ''سلمونیلا ٹائفی میوریم'' Salmonella Typhae Murium۔ یہ بیماری گندے اور خراب پانی، آلودہ غذا سے پھیلتی ہے۔ اس کے جراثیم مریض کے فضلہ میں بکثرت ہوتے ہیں۔ مکھیاں ان پر بیٹھ کر ان جراثیم کو کھانے پینے کی اشیاء تک پہنچاتی ہیں۔

اس کی علامات میں بخار کا مسلسل رہنا، صبح کو کم اور دوپہر کو زیادہ ہونا، پیٹ اور سینے پر باریک باریک سرخ دانے گچھوں کی شکل میں نکلنا، کبھی خشخاش کی طرح سفید دانے نکلنا، بخار مسلسل ۱۰۲ سے ۱۰۳ ڈگری رہنا، ہذیان، زبان میلی اور سفید ہونا، زبان کے کنارے سرخ ہونا، پیٹ کا پھولنا، سر درد، جی متلانا، کبھی دست آنا شامل ہیں۔ یہ اس کی خاص علامات ہیں۔ بدبودار دست یا قبض بھی اس کی خصوصی علامات ہیں۔

اس بیماری میں جو ضروری اقدامات کئے جائیں وہ یہ ہیں کہ بیمار کو ایسے کمرہ میں رکھنا چاہئے جس میں کھڑکیاں، دروازے، روشندان وغیرہ ہوں تا کہ ہوا کا گزر رہے۔ بیمار کے پاس شور وغل نہ کیا جائے۔ بیمار کا بستر اور کپڑے تبدیل کرواتے رہنا چاہئے اور صفائی کا خاص خیال رکھنا چاہئے۔ غذا کے بارے میں احتیاط کرنی چاہئے، کیونکہ ٹائیفائیڈ میں آنتوں میں سوزش ہو جاتی ہے اور ان میں زخم پڑ جاتے ہیں۔ اگر ایسے موقع پر بیمار کے اندر زبردستی خوراک ٹھونس دی جائے تو اس سے برے نتائج پیدا ہونے کا اندیشہ ہوتا ہے۔ اس لئے مریض کو صرف تھوڑے دودھ، سوڈا واٹر اور ہلکی نرم غذا کا استعمال کروانا چاہئے۔''

''اور اس کا علاج؟'' نور نے سوال کیا۔

''ٹائیفائیڈ کے مریض کے پہلے ہفتے میں Blood Culture Test کرواتے ہیں۔ دوسرے ہفتے میں Stool Test اور Vidal Test اور تیسرے ہفتے میں Urine Culture کرواتے ہیں۔

ہومیوپیتھک میں اس کے علاج کے لئے دوائیں ٹائیفائیڈ نیم، بپٹیشیا، تھائیرائیڈینیم، پائیروجینیم وغیرہ ہیں۔

کسی بھی اچھے ہومیوپیتھک ڈاکٹر سے علاج کرانا چاہئے جو کہ علامات کو دیکھتے ہوئے بالکل دوا کے انتخاب کرتا ہو جو یقیناً ''شفا کا باعث بنتی ہے۔''

ایک پیغام ای میل کے ذریعے تحریریں بھیجنے والوں کے نام

''خواتین کا اسلام'' کے جو قارئین وقاریات ای میل (E-Mail) کی سہولت رکھتے ہیں، ان سے گزارش ہے کہ وہ تحریروں کو انٹرنیٹ کے ذریعے image format کے بجائے اصل ان پیج کی ہی فائل کو Attach کر کے بھیجا کریں۔ دوسرا یہ کہ دینی مسائل اور صحت کے لئے سوالات بذریعہ ڈاک بھیجیں۔ امید ہے کہ آپ اس ہدایت پر عمل کرنے کی کوشش کریں گے۔ (ادارہ)

بسکٹ

بچوں کی مرغوب غذا

بسکٹ بچوں کی ہی نہیں بڑوں کی بھی مرغوب غذا ہے، بسکٹ، دوسری صدی عیسوی میں روم میں منظر عام پر آئے، بسکٹ دراصل لاطینی زبان کے ایک لفظ ''بس کوکلم'' سے لیا گیا ہے، جس کے لغوی معنی ہیں، دو مرتبہ بیک کیا ہوا بسکٹ سفر میں بطور غذا استعمال کے لئے بہت مقبول ہوگئے۔ مختلف ادارے بسکٹوں کو ''ہوا بند پیکنگ'' میں فروخت کرتے ہیں، جس کے باعث یہ زیادہ عرصے تک کارآمد رہتے ہیں۔ سترہویں اور اٹھارویں صدی میں یورپ میں ''بیکنگ'' کا پیشہ اختیار کرنے کے لئے کئی سال تک تربیت سے گزرنا پڑتا تھا۔ وقت گزرنے کے ساتھ بسکٹوں کے نت نئے ذائقے منظر عام پر آتے گئے، لیکن بسکٹ کے بنیادی اجزاء میں کوئی تبدیلی نہیں آئی یعنی گندم کا آٹا، شکر اور چکنائی۔

بچوں کے لئے مشروبات

جب تک ماں کا دودھ پینے والا بچہ، ٹھوس غذا شروع نہ کردے، اس وقت تک اسے پانی کی الگ سے ضرورت نہیں ہوتی۔ چھ ماہ سے کم عمر کے بچوں کو پانی دینا ہی پڑے تو ابلا ہوا پانی دیجئے۔

معدنیاتی پانی (منرل واٹر) بہتر اور محفوظ ہے، لیکن معدنیاتی پانی میں بہت سی معدنیات ہوتی ہیں، جن کو بچے ہضم نہیں کرسکتے، لہٰذا بہت چھوٹے بچوں کو معدنیاتی پانی نہیں دیا جانا چاہئے۔

ڈبوں (کین) میں بند مشروبات میں سب سے اہم نکتہ یہ ہے کہ ان میں شکر کی مقدار غیر معمولی طور پر زیادہ رہتی ہے۔ اگر ایسے مشروبات آپ کے بچے زیادہ مقدار میں استعمال کریں گے تو ان کے دانت خستگی (ڈیکے انگ) کا شکار ہوجائیں گے۔ اکثر و بیشتر ایسے مشروبات کے ڈبوں پر یہ بھی نہیں لکھا ہوا ہوتا کہ ان میں شکر کس قدر مقدار میں ہے، نہ ہی لکھا ہوتا ہے کہ یہ مشروبات شکر سے پاک ہیں۔ بہتر یہ ہے کہ آپ خود مناسب پھل منتخب کرکے ان کا عرق نکالئے یا پھر ایسے مشروبات کا انتخاب کیجئے جو قدرتی شکر پر مشتمل ہو، ایسے مشروب کا ایک حصہ پانچ حصے پانی میں ملا کردیں اور یاد رکھیے صرف کھانے کے وقت دیجئے۔

تازہ پھلوں کے رس، جیسے نارنگی کا رس، حیاتین ج (وٹامن سی) کا عمدہ خزانہ ہے، مگر یہ مشروبات، بچے میں دودھ سے دلچسپی کو کم کریں گے، پھلوں کے رس میں نہ صرف تیزاب بلکہ قدرتی شکر بھی زیادہ ہوتی ہے، جو بچوں کے دانتوں کو خستگی سے دوچار کردیں گے۔ چھ ماہ سے کم عمر کے بچے کو پھلوں کا عرق نہیں دیجئے گا۔ آپ کے کچن میں رکھا ہوا جوسر کئی طرح کے پھلوں اور سبزیوں سے عمدہ نباتی مشروبات بنانے میں معاون آلہ ثابت ہوسکتا ہے۔ اگر پھلوں کے تیار رس میں مصنوعی مٹھاس ہے تو احتیاط کیجئے۔ بعض قسم کی مصنوعی مٹھاس بچوں کے لئے موزوں نہیں ہوتی۔

عالیہ شاھد

بچوں کی عمدہ صحت اور نشوونما کا راستہ

عائشہ تسنیم

بچوں کی صحت برقرار رکھنے کے لئے ضروری ہے کہ جو بہترین غذا مل سکتی ہو دی جائے تاکہ وہ اچھے طریقے سے بڑھیں اور بیمار نہ پڑیں۔ اگر آپ کا بچہ برابر طریقے سے بڑھ رہا ہے تو اس کا مطلب ہے کہ اسے اچھی غذا مل رہی ہے۔ بچہ تن درست ہے یا نہیں؟ اور اسے صحت بخش غذا مل رہی ہے کہ نہیں؟ اس بات کو جانچنے کا صحیح طریقہ یہ ہے کہ اسے ہر مہینے تولا جائے اور دیکھا جائے، اگر بچے کے وزن کا ''صحت چارٹ'' پر باضابطہ ریکارڈ رکھا جائے تو پتا چل جاتا ہے کہ اس کا وزن نارمل طریقے سے بڑھ رہا ہے۔

اگر یہ چارٹ صحیح طریقے سے استعمال ہو تو یہ چارٹ ماؤں کو بتادے گا کہ کب بچے کی نشوونما نارمل رہی اور کب نہیں رہی۔ اس طریقے سے بچوں کی غذا میں مناسب تبدیلی کرنے اور بیماری سے بچاؤ رکھنے میں مدد ملتی ہے۔ اچھا یہ ہے کہ مائیں پانچ برس سے کم عمر کے ہر بچے کے لئے ایک صحت چارٹ ضرور رکھے اگر قریب کوئی ہیلتھ سینٹر یا بچوں کا ڈاکٹر ہے تو کم از کم مہینے میں ایک مرتبہ ضرور وہاں بچے کو لے جاکر چیک کروانا چاہئے۔ یہ بات یاد رکھنے کی ہے کہ جو بیماری ایک صحت مند آدمی کی جان لینے میں ہفتوں لگائے گی وہ بیماری بچے کی جان چند گھنٹوں میں لے لے گی۔ بہتر یہی ہوتا ہے کہ بیماریوں کی ابتدائی نشانیوں اور علامتوں پر نظر رکھی جائے اور ان کی طرف توجہ کی جائے۔ بچے آپ کا اور قوم کا مستقبل ہوتے ہیں، بیمار بچے مستقبل میں والدین کے لئے بھی مسئلہ بنتے ہیں اور ملک و قوم کی خدمت کرنے میں بھی جوش و ولولے کا مظاہرہ نہیں کرپاتے، اس لئے ایک مہربان ماں پر لازم ہے کہ وہ خود صحت کے اصولوں کو جانتی ہو اور ان پر عمل درآمد کرواتی ہو، تاکہ وہ معاشرے کو ایک صحت مند فرد دے سکے۔

ایک بہو کے احساسات

تمام ساسوں سے معذرت کے ساتھ

ماں نے کہا کہ بیٹے کی شادی کرائیے
بالغ یہ ہوگیا ہے گھر اس کا بسائیے
لاکے بہو کو گھر میں خود آرام پائیے
اس کے جہیز سے یہ گھر اپنا سجائیے
فرمائشیں کر کرکے سب کچھ منگائیے
سمدھی کو اپنے خون کے آنسو رلائیے
غلطی کرے بہو تو سب کو بتائیے
بیمار ہو تو طنز کے نشتر چلائیے
ہر وقت طعنے بہو کو سنائیے
اٹھے جو صبح ہائے کے نعرے لگائیے
کوئی بھی کام اس کا نہ ہرگز سراہئے
محنت سے بیٹا پالا اب فیض اٹھائیے
جو کچھ کماکے لائے اسے خود دبائیے
پابندیاں بے چاری پہ دن بھر لگائیے
بیٹے بہو کا پیار نہ ہرگز بڑھائیے
ہمدردیاں دکھاکے انہیں بھی لڑائیے
دونوں کی زندگی میں زہر کو ملائیے
ان کو لڑا کے چین کی بانسری بجائیے

فقط ایک بہو

اِسلام آباد

پاکستان کا وفاقی دارالحکومت ہے جو پہلے راول پنڈی سے سولہ کلو میٹر دور (تھا اب دونوں جڑواں شہر کہلاتے ہیں) یہ شہر کراچی سے 1520 کلو میٹر، پشاور سے 192 کلو میٹر اور لاہور سے 296 کلو میٹر کے فاصلے پر واقع ہے۔ سطح سمندر سے 494 تا 610 میٹر کی بلندی پر مارگلہ پہاڑیوں کے دامن میں دریائے سواں اور دریائے ہارو کے درمیان واقع ہے۔ اس کی تعمیر کا آغاز صدر پاکستان جنرل ایوب خان کے دور میں 1961ء میں شروع ہوا 1976ء میں اکثر سرکاری عمارتوں کی تکمیل ہوئی۔ پرفضا مقام ہونے کی وجہ سے پوری دنیا میں شہرت رکھتا ہے۔ پاکستان کے اس نئے دارالحکومت کا نام رکھنے پر باقاعدہ انعام کا اعلان کیا گیا، پنجاب کے ایک معروف لیکن نسبتاً چھوٹے شہر ”عارف والا“ سے تعلق رکھنے والے ایک معلم قاضی عبدالرحمٰن مرحوم کا پیش کردہ نام ”اسلام آباد“ پسند کیا گیا اور انہیں انعام سے نوازا گیا۔ اسلام آباد میں یوں تو ہر چیز شہرت رکھتی ہے حتیٰ کہ ”صدر پاکستان“ بھی لیکن بعض دوسری چیزیں بھی شہرت رکھتی ہیں مثلاً فیصل مسجد، آب پارہ مارکیٹ، بلیو ایریا، قومی اسمبلی کی عمارت، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، قائداعظم یونیورسٹی، وغیرہ۔ ”آب پارہ مارکیٹ“ کا نام ایک بچی کے نام پر رکھا گیا۔ جو اسلام آباد میں ایک سرکاری ملازم کے ہاں پیدا ہونے والی سب سے پہلی بچی تھی۔ آج کل اس شہر کی مشہور ترین جگہ ”لال مسجد“ ہے، جس کے خطیب مولانا عبدالعزیز (تادمِ تحریر) حکومت کو مطلوب ہیں۔ (مرسلہ: بنت اللہ بخش۔ راول پنڈی)

گھریلو چٹکلے

☆ اگر کپڑوں پر تیل کا داغ لگ جائے تو (بے بی پاؤڈر یا کوئی سا بھی) پاؤڈر چھڑک کر استری سے ملیں ایک منٹ کے اندر داغ اتر جائے گا۔

☆ کارپٹ وغیرہ پر اگر چیونگم چپک جائے تو برف لیکر ملیں چیونگم اکڑ جائے گی اور بآسانی اتر جائے گی۔

☆ اگر چہرے پر چھائیاں پڑ گئی ہوں تو گھر کے مکھن میں کافور ملا کر رات کو سوتے وقت مستقل چہرے پر لگائیں۔

☆ سرکہ، گلیسرین اور عرق گلاب خالص ہم وزن لے کر بوتل میں بھر لیں، رات کو سوتے وقت چہرے پر لگائیں، چہرے کے داغ دھبے دور ہو جائیں گے۔

☆ بالوں میں چمک اور شائننگ لانے کے ایک انڈہ لے کر اس میں چند قطرے لیموں کے ملا کر بالوں میں لگائیں اور بال دھو لینے کے بعد آدھی بالٹی پانی میں 3/4 کھانے کے چمچ سرکہ ڈال کر دھلے ہوئے بالوں کو پانی میں چند منٹ کے لئے ڈبو دیں، بالوں میں چمک آ جائے گی۔

☆ اگر دانتوں میں پیلاہٹ ہو تو لیموں کے چھلکے میں سرسوں کا تیل اور نمک ڈال کر ملیں۔

☆ پلکیں گھنی اور لمبی کرنے کے لئے رات کو سوتے وقت پلکوں کی جڑوں میں کیسٹر آئل یا اصلی دیسی گھی لگائیں۔

☆ بالوں کی جوئیں ختم کرنے کے لئے صابن لگے بالوں میں باریک جوئیں نکالنے والی کنگھی ماریں، صابن کے جھاگ کے ساتھ جوئیں بھی نکل کر ختم ہو جائے گی۔

محبت کیا ہے؟

محبت کیا ہے؟
محبت زندگی ہے
ایک کامیابی زندگی
وہ زندگی جس میں
اللہ کا فضل شامل ہو
تا کہ ابدی زندگی حاصل ہو
اللہ سے محبت کرو گے
سب محبت کریں گے
جب اللہ سے محبت کرو گے
بس اللہ ہی سے ڈرو گے
پھر وہ کرو گے
جو اللہ چاہتا ہے
اور وہ چھوڑو گے
جو اللہ چاہتا ہے
پھر کامیابی پاؤ گے
زندگی میں اور
موت میں
اور اللہ کے محبوب ہو جاؤ گے
لیکن پہلے
صرف اللہ سے محبت کرو
جاؤ، دوڑو
کوشش کرو
اپنے دل میں
اللہ کی محبت بھر لو

اَللّٰھُمَّ
اے میرے اللہ!
اِنِّیْ اَسْئَلُکَ
میں تجھ سے سوال کرتی ہوں
حُبَّکَ
تیری محبت کا
وَحُبَّ
اور ہر اس شخص کی محبت کا
مَن یُّحِبُّکَ
جو تجھ سے محبت کرتا ہے
وَالعَمَلُ الَّذِیْ
اور ہر اس عمل کی محبت کا
یُبَلِّغُنِیْ
جو مجھے پہنچادے
حُبَّکَ
تیری محبت تک
اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ
اے اللہ! بنادے
حُبَّکَ اَحَبَّ
اپنی محبت کو سب سے زیادہ محبوب
اِلَیَّ مِنْ نَّفْسِیْ
میرے لئے اپنی جان سے
وَ اَھْلِیْ
اور میرے گھر والوں سے
وَالْمَاءِ الْبَارِدِ
اور ٹھنڈے پانی سے (زیادہ محبوب)

بنت حسام الدین

زیرِ لب

آسان طریقہ: (عبدالباسط خان۔ چنیوٹ)

ڈاکٹر صاحب! مچھر مارنے کا آسان طریقہ بتایئے؟
ڈاکٹر: پہلے مچھر کو پکڑ کر اسے گدگدی کریں۔ جب وہ منہ کھولے تو دوائی ڈال دیں

ٹھنڈا ہو جاؤں:

جج: ملزم سے تم نے مقتول کو پانی میں زہر کیوں ملا کر دیا تھا؟
ملزم: جناب! اس نے خود یہ کہا تھا کہ ایسا پانی پلاؤ کہ ٹھنڈا ہو جاؤں۔

نو دو گیارہ:

شاگرد: استاد جی! ہمارے انگریزی کے ماسٹر انگریزی میں، فارسی کے ماسٹر فارسی میں، اردو کے ماسٹر اردو میں بات کرتے ہیں۔ آپ ہم سے حساب میں بات کیوں نہیں کرتے؟
استاد: زیادہ تین پانچ مت کرو۔ فوراً نو دو گیارہ ہو جاؤ۔

ہاکی: (بنت عبدالقادر چترالی)

خالد (لیاقت) سے: میرے انکل نے ہاکی میں عالمی ریکارڈ توڑ دیا ہے۔
لیاقت: کیسے؟
خالد: وہ ہاکی کھیلنے گئے تھے ٹانگ تڑوا کر واپس آئے۔

چڑیا گھر:

ایک شخص شہر میں چڑیا گھر دیکھنے آیا۔ اس نے ایک پنجرے میں زیبرا دیکھا تو اپنے پاس کھڑے دوسرے شخص سے بولا ”ارے واہ“ یہ چڑیا گھر والے لوگوں کو کیسے بے وقوف بناتے ہیں، گدھے پر کالی سفید دھاریاں بنا کر زیبرا نام رکھ دیا ہے۔

کلینک: ایک ڈاکٹر (اپنے دوست سے): یار میں سوچ رہا ہوں کہ اس گاؤں میں اپنی کلینک کھول لوں۔
دوست: تمہارا خیال تو نیک ہے مگر یہاں کا قبرستان چھوٹا ہے۔

بے پردگی سے پردے کی طرف

ایک فرض نے دوسرے فرض کو کھینچا

میرا تعلق ایک متوسط دنیادار گھرانے سے ہے، شادی کے بعد مالی حالات کچھ تنگ ہوتے محسوس ہوئے تو شوہر کی اجازت اور مشورے سے میں نے نوکری شروع کردی۔ نوکری کا مقصد ظاہر ہے مالی حالات کو سہارا دینا تھا۔ نماز و روزہ کی الحمدللہ میں شروع سے پابند تھی۔ نوکری کے دوران اکثر دفتر کے ساتھی حج کی سعادت کے لئے جاتے رہتے تھے مگر میرا دھیان کبھی اس طرف نہیں گیا۔ پتہ نہیں کون سی نیکی اللہ سبحانہ و تعالیٰ کو پسند آئی کہ نوکری کے گیارہ سال کے بعد میں نے اور میرے شوہر نے حج کا ارادہ کیا۔ حج کے تمام کاغذات وغیرہ جمع کرانے کے بعد ہم نے جانے کی تیاریاں زور وشور سے شروع کردیں۔ مناسکِ حج سیکھنے کے لئے کلاسیں لینے کا ارادہ کیا۔ پہلا درس ''اخلاص'' پر تھا۔ دوسرا درس ''حلال مال'' پر تھا کہ حلال مال سے کیا ہوا حج مقبول ہوتا ہے اور حرام سے کیا ہوا حج مردود ہوتا ہے۔ تیسرا درس انہوں نے ''عورتوں کی کوتاہیوں'' پر دیا تھا کہ بے پردگی آج کل شعار بنا ہوا ہے۔ قناعت ختم ہوگئی ہے اور پیسے کمانے کی ہوس میں عورتیں مردوں کے شانہ بشانہ دفتروں میں کام کررہی ہیں جو کہ قطعی ناجائز ہے۔ بس یہ دو باتیں (یعنی بے پردگی، عورت کی نوکری) میرے دل میں تیر کی طرح پیوست ہوگئیں۔ اس لئے کہ میں نے حج کے لئے اپنی کمائی ہوئی رقم فارم کے ساتھ جمع کرائی تھی۔ دل بڑا پریشان ہوا کہ اتنی بڑی عبادت اور حرام پیسے سے کروں گی جو کہ نامقبول ہوگی۔ اگلے دن دفتر پہنچ کر اپنے ایک دفتری ساتھی (جو باشرع تھے) سے اپنی پریشانی کا اظہار کیا انہوں نے مجھے دارالعلوم کورنگی میں مفتی صاحب کا فون نمبر دیا کہ یہاں سے معلوم کرلیں۔ میں نے سوچا کہ اگر انہوں نے واقعی میری کمائی کو حرام قرار دے دیا تو ساری عبادت کی لگن پر پانی پھر جائے گا۔ خیر اللہ تعالیٰ کا نام لے کر ڈرتے ڈرتے فون کیا اور تفصیل سے اپنی بات اُن کو بتائی۔ مفتی صاحب نے بڑی تحمل مزاجی سے میری بات سنی اور پھر سوال کیا کہ آپ کہاں کام کرتی ہیں؟ میں نے بتایا گاڑیوں کے ٹائر بنانے والی کمپنی میں کام کرتی ہوں۔ انہوں نے کہا کہ مردوں کے اختلاط کے باعث نوکری تو جائز نہیں ہے البتہ جو پیسے آپ نے کمائے ہیں وہ جائز ہیں۔ اس لئے اس مال سے حج کرنا بھی جائز ہے۔ رہی پردہ کی بات تو آپ نیت کرلیں اور اپنے شوہر کا ذہن بنائیں اور حج کے ساتھ ہی پردہ بھی شروع کردیں اور نوکری چھوڑ دیں۔ سو یہ حج میرے پردے کا باعث بنا اور حج کے دوران میں نے پردہ شروع کردیا اور واپس آنے کے دو ماہ بعد نوکری چھوڑ دی۔

تھوڑی سی نوکری چھوڑنے کی روداد بھی سن لیں جس وقت نوکری چھوڑی اُس وقت میری ترقی ہوچکی تھی اور میری تنخواہ بھی 30,000 روپے ہوگئی تھی۔ میرے افسران میرے کام سے بہت خوش تھے۔ اس لئے کہ احساسِ ذمہ داری الحمدللہ بچپن سے اللہ تعالیٰ نے مجھ میں ڈالا تھا۔ بونس کا اعلان ہونے والا تھا۔ جتنی تنخواہ تھی اتنا ہی بونس ملا، جب استعفیٰ دیا تو افسران

ام ذیشان وحسان

نے روکنے کی بہت کوشش کی تنخواہ میں ترقی کی پیشکش کی، جس کو میں نے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لئے رد کردیا۔ آخر افسر بالا نے مجھے بلا کر پوچھا کہ آپ کو کتنا بونس ملا ہے؟ میں نے کہا تیس ہزار تو انہوں نے کہا کہ میں آپ کو 60,000 دلواؤں گا یعنی ڈبل۔ میں نے جواب دیا ''پیسے بڑھانا میرا مقصد نہیں''۔ یہ جواب سن کر وہ حیران رہ گئے۔ دفتر کے ساتھی الگ حیران تھے کہ اس حالت اور اس تنخواہ کے باوجود میں نوکری چھوڑ رہی ہوں۔ میں نے بتایا کہ پردے کے ساتھ میرا نوکری کرنا ناممکن ہے۔ کچھ نے کہا آپ کا تو الگ کمرہ ہے پھر کیا مسئلہ ہے؟ میں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کا حکم پھر بھی ٹوٹتا ہے، ظاہر ہے جس راستے پر میں چل پڑی تھی اُس پر چل کر مجھے صرف اللہ تعالیٰ کے حکم اور خوشنودی کی پرواہ تھی۔ الحمدللہ اللہ تعالیٰ نے خصوصی مدد فرمائی۔ پردہ کر کے جب پہلے دن دفتر گئی تو ایک خاتون نے کہا تمہیں دیکھ کر ایسے لگ رہا ہے کہ ہم نے کچھ پہنا ہی نہیں، ایک تقریب میں گئی تو ایک صاحبہ میرے نقاب کو دیکھ کر ''توبہ توبہ'' کرنے لگیں۔ کچھ نے دستانے اور موزے پہنے دیکھ کر کہا ''گرمی نہیں لگتی''۔ ایک صاحبہ نے کہا ''ارے یہ کیا حلیہ بنالیا ہے۔'' ایک اور خاتون نے کہا کہ پردہ تو بدکار عورتیں کرتی ہیں جن کو اپنی حقیقت لوگوں سے چھپانی ہوتی ہے وغیرہ وغیرہ (العیاذ باللہ)۔ یقین کریں یہ سن کر بالکل برا نہیں لگا بلکہ پردہ اور اس پر ایمان روز بروز پختہ ہوتا رہا۔ اللہ تعالیٰ کی مدد سے ہدایت کے دروازے خود بخود کھلتے چلے گئے۔ پردے کی فضیلت کیا لکھوں، اس کے فوائد میرا قلم لکھنے سے قاصر ہے۔ پردہ کرنے کا سب سے بڑا اور پہلا فائدہ تو یہ ہے کہ یہ شعائرِ اسلام میں سے ہے اور ہر مسلمان عورت پر نماز کی طرح فرض ہے۔ میں پردے کی وجہ سے دین کے دوسرے احکام کی بھی پابند ہوگئی ہوں۔ تجوید کے ساتھ قرآن پاک پڑھنے کے ساتھ ساتھ اس کی تفسیر، معارف الحدیث اور بہشتی زیور پڑھ رہی ہوں، گھر سے ٹی وی نکل گیا الحمدللہ بچے جو کہ اکثر نافرمانی کے مرتکب ہوجاتے تھے فرمانبردار ہوگئے، بڑا بیٹا اور شوہر باشرع ہوگئے دونوں نماز میں سستی کرتے تھے اب باجماعت نماز کے پابند ہیں، غیر شرعی محافل میں جانے سے ہم سب گھر والے بچ گئے، بازار سے وحشت ہونے لگی ہے۔ ہمیں پردے میں دیکھ کر راستے میں کھڑے لوگ راستہ چھوڑ دیتے ہیں الحمدللہ۔ بظاہر یہ سب فوائد پردے سے جڑے ہوئے نظر نہیں آتے لیکن جو اللہ تعالیٰ کا فرمانبردار ہوگا دنیا اس کی فرمانبردار ہوگی اور جو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کا مرتکب ہوگا ساری دنیا اس کی نافرمانی کرے گی۔

آخر میں میری سچے دل سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام مسلمان بہنوں کو شرعی پردہ کی توفیق عطا فرمائیں اور جو بہنیں شرعی پردہ کرتی ہیں اللہ تعالیٰ اُن کی نصرت فرمائیں اور انہیں استقامت عطا فرمائیں۔ آمین

زیبی جیولرز
علماء کرام کے لئے خصوصی رعایت
35 فیصد رعایت کھائی پر
40 فیصد رعایت مزدوری پر
نوٹ: زکوٰۃ کے حساب کیلئے فون پر رابطہ کرسکتے ہیں
ZAIBY JEWELLERS
S.B. 7/70 Zaibunnisa Street, Saddar, Karachi-74400.
Voic: 5677786,5215455, Fax: + 92(21) 5675967
E-mail: nain888@hotmail.com

ہر بدھ کو روزنامہ اسلام کے ساتھ شائع ہوتا ہے

خواتین کا اسلام

روزنامہ اسلام

80

بدھ 30 رجب 1425ھ مطابق 16 ستمبر 2004ء

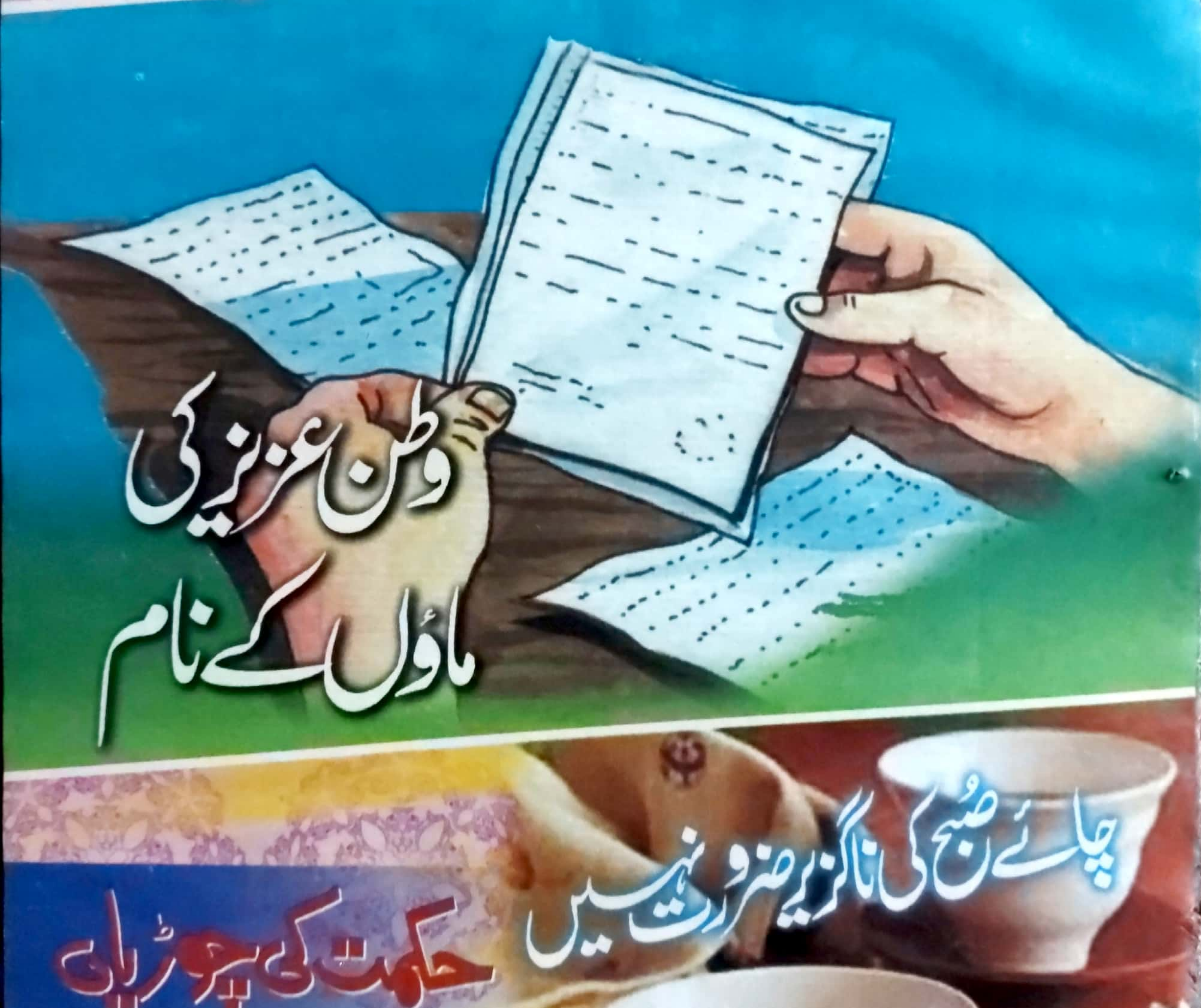

وطن عزیز کی ماؤں کے نام

چائے صبح کی ناگزیر ضرورت نہیں

حکمت کی پڑیاں

ایک بہو کی فریاد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

چوری

درسِ قرآن و حدیث

مولانا محمد اسلم شیخوپوری

امام ذہبی رحمہ اللہ نے ''الکبائر'' کے نام سے جو کتاب لکھی ہے اس میں سرقہ (چوری) کو تینتیسویں ۳۳ نمبر پر شمار کیا ہے، امام ابن حجر رحمہ اللہ اپنی کتاب ''الزواجر'' میں فرماتے ہیں کہ سرقہ کے کبیرہ گناہ ہونے پر تمام علماء کا اتفاق ہے، قرآن کریم میں سرقہ کی سزا قطع ید (ہاتھ کاٹنا) بیان کی گئی ہے، اس سزا کو بیان کرتے ہوئے مرد اور عورت دونوں کا صراحۃً ذکر کیا گیا ہے ورنہ قرآن کا عام انداز یہ ہے کہ مردوں کو خطاب کرتے ہوئے کوئی حکم بیان کر دیا جاتا ہے اور عورتیں، مردوں کے ضمن میں خود بخود شامل ہو جاتی ہیں، سورۂ مائدہ میں ہے ''چوری کرنے والے مرد اور چوری کرنے والی عورت کے ہاتھ کاٹ ڈالو، یہ ان کے فعلوں کی سزا اور اللہ کی طرف سے عبرت ہے اور اللہ زبردست اور حکمت والا ہے''۔

بظاہر ہاتھ کاٹنے کی سزا بڑی سخت معلوم ہوتی ہے اور اس لئے خوفِ خدا سے عاری بعض لوگ اسے معاذ اللہ وحشیانہ سزا قرار دینے سے بھی باز نہیں آتے لیکن جو لوگ اسلامی سزاؤں کی حکمت اور فلسفہ سمجھتے ہیں اور ان کے فوائد اور برکات کا کھلی آنکھوں سے مشاہدہ کر چکے ہیں وہ خوب جانتے ہیں کہ یہ سزائیں وحشیانہ نہیں ہیں بلکہ وہ لوگ وحشی اور جاہل ہیں جو ان سزاؤں کو وحشیانہ قرار دیتے ہیں اور چوروں، ڈاکوؤں، سماج دشمنوں اور دہشت گردوں کی پشت پناہی کرتے ہیں، اعتراض کرنے والوں کو قرآنی حدود اور سزاؤں کی شدت تو دکھائی دیتی ہے لیکن انہیں ان سنگدل درندوں کے جرائم کی ہولناکی اور خوفناک اثرات دکھائی نہیں دیتے جن میں سے بعض ایسے دیدہ دلیر ہیں کہ زندگی بھر کے لئے ان کا ذریعۂ معاش ہی چوری چکاری بن چکا ہے، ان کے باقاعدہ جتھے اور گروہ ہوتے ہیں جو شب و روز شریف اور پُرامن انسانوں کو ان کے خون پسینے کی کمائی سے محروم کرنے کے لئے منصوبہ بندی کرتے رہتے ہیں، یہ چور اور ڈاکو انتہائی پُرتعیش زندگی گزارتے ہیں، مہنگے ترین علاقوں میں ان کی رہائش ہوتی ہے، قیمتی گاڑیوں پر سفر کرتے ہیں، باڈی گارڈ کے جلو میں تقریبات میں شریک ہوتے ہیں، پیسے کے بل بوتے پر انتظامیہ سے عدلیہ تک ہر جگہ اثر انداز ہوتے ہیں، اگر وہ پکڑے بھی جائیں تو جیل میں شاہانہ ٹھاٹھ باٹھ سے رہتے ہیں، شراب سے شباب تک ہر چیز انہیں وہاں مہیا کی جاتی ہے، عبرتناک سزائیں نہ ملنے کی وجہ سے بے شمار بیروزگار نوجوان ہیں جنہوں نے سرقہ ہی کے شعبہ میں گویا ''ملازمت'' اختیار کر لی ہے ان معترضین کو وہ مظلوم اور ستم رسیدہ بھی دکھائی نہیں دیتی جنہیں چور اچکے نانِ شبینہ تک کا محتاج کر دیتے ہیں، اگر دو چار بڑے بڑے مجرموں کے ہاتھ کاٹ دئے جائیں تو امید ہے کہ ملک کے باسیوں کو امن اور تحفظ حاصل ہو جائے گا اور انہیں میٹھی نیند نصیب ہوگی۔

ہم نے یہاں خاص طور پر ''بڑے مجرموں'' کا ذکر اس لئے کیا ہے کیونکہ ہمارے ہاں کچھ ایسی ریت پڑ گئی ہے کہ چھوٹے مجرموں کو تو پکڑا جاتا ہے مگر بڑے مجرموں پر کوئی بھی ہاتھ ڈالنے کی جرأت نہیں کرتا، اگر کوئی جرأت کر ہی لے تو ایسے تگڑے اور صاحبِ حیثیت سفارشی اس کی حمایت میں اٹھ کھڑے ہوتے ہیں کہ اس ''بیچارے'' کو اپنی جان، عزت اور ملازمت کے لالے پڑ جاتے ہیں، جبکہ ہمارے آقا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے حدود اور قیامِ عدل کے معاملے میں سفارش سے بچنے کی تلقین کی تھی وہ واقعہ تو ہر مسلمان کو یاد ہوگا جو صحیح بخاری میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے منقول ہے آپ فرماتی ہیں، قریش کو مخزومی قبیلہ کی اس عورت کے معاملے نے پریشان کر دیا جس نے چوری کی تھی، انہوں نے آپس میں مشورہ کیا کہ اس کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کس کو سفارشی بنا کر بھیجا جائے؟ آخر میں یہ طے پایا کہ اسامہ سے زیادہ اس کام کے لئے کوئی موزوں نہیں کیونکہ وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب ہیں چنانچہ وہ آپ کی خدمت میں سفارشی بن کر حاضر ہوئے آپ نے فرمایا کیا تم حدود اللہ میں سے ایک حد کے بارے میں سفارش کرتے ہو؟ پھر آپ نے کھڑے ہو کر خطبہ دیا جس میں فرمایا کہ ''اے لوگو! تم سے پہلے لوگ اس لئے گمراہ ہو گئے کہ جب ان کا کوئی معزز اور طاقتور آدمی چوری کرتا تھا تو وہ اسے چھوڑ دیتے تھے اور اگر کمزور چوری کرتا تھا تو اس پر حد جاری کرتے تھے، اللہ کی قسم! اگر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی بیٹی فاطمہ بھی چوری کرتی تو محمد اس کا ہاتھ بھی کاٹ دیتا'' آج ہمارے ہاں یہی ہو رہا ہے، چند سو کی چوری کرنے والا تو گرفتار ہو کر جیل میں گلتا سڑتا رہتا ہے جبکہ ملکی خزانے سے اور دوسرے طریقوں سے کروڑوں اور اربوں چوری کرنے والے نہ صرف دندناتے پھرتے ہیں بلکہ ''معززین'' میں شمار ہوتے ہیں۔

ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم نو مسلموں اور اپنے اصحاب اور صحابیات سے جن باتوں پر بیعت لیا کرتے تھے ان میں سے ایک یہ بھی تھی کہ تم چوری نہیں کرو گے، حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ سے فرمایا ''میں تم سے اس پر بیعت لیتا ہوں کہ تم اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراؤ گے، کسی نفس کو ناحق قتل نہیں کرو گے، زنا نہیں کرو گے، چوری نہیں کرو گے، نشہ آور چیز نہیں پیو گے، جس شخص نے ان میں سے کسی جرم کا ارتکاب کیا پھر اس پر حد لگائی گئی تو اس کے لئے یہ کفارہ ہوگی اور جس پر اللہ نے پردہ ڈال دیا تو اس کا حساب اللہ عزوجل کے ذمہ ہے اور جس نے ان میں سے کوئی گناہ بھی نہ کیا میں اسے اللہ کی طرف سے جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔''

سرقہ ان گناہوں میں سے ہے جن کے بارے میں کہا گیا ہے کہ کوئی مؤمن، حالتِ ایمان میں اس کا ارتکاب کر ہی نہیں سکتا صحیح بخاری اور مسلم میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''زانی زنا نہیں کر سکتا جس وقت کہ وہ زنا کرتا ہے اس حال میں کہ وہ مومن ہو، شراب نہیں پی سکتا جس وقت کہ وہ شراب پیتا ہے اس حال میں کہ وہ مومن ہو، چوری نہیں کر سکتا جس وقت کہ وہ چوری کرتا ہے اس حال میں کہ وہ مومن ہو، لوٹ مار نہیں کر سکتا کہ اس کی طرف لوگوں کی نظریں اٹھی ہوئی ہوں اس حال میں کہ وہ مومن ہو'' ان میں سے کون سا گناہ ہے جو آج کا مسلمان نہیں کر رہا بلکہ ان سے بھی بڑے بڑے گناہوں میں مبتلا ہے بایں ہمہ اس کا خیال ہے کہ میرے ایمان میں کوئی فرق نہیں آتا۔

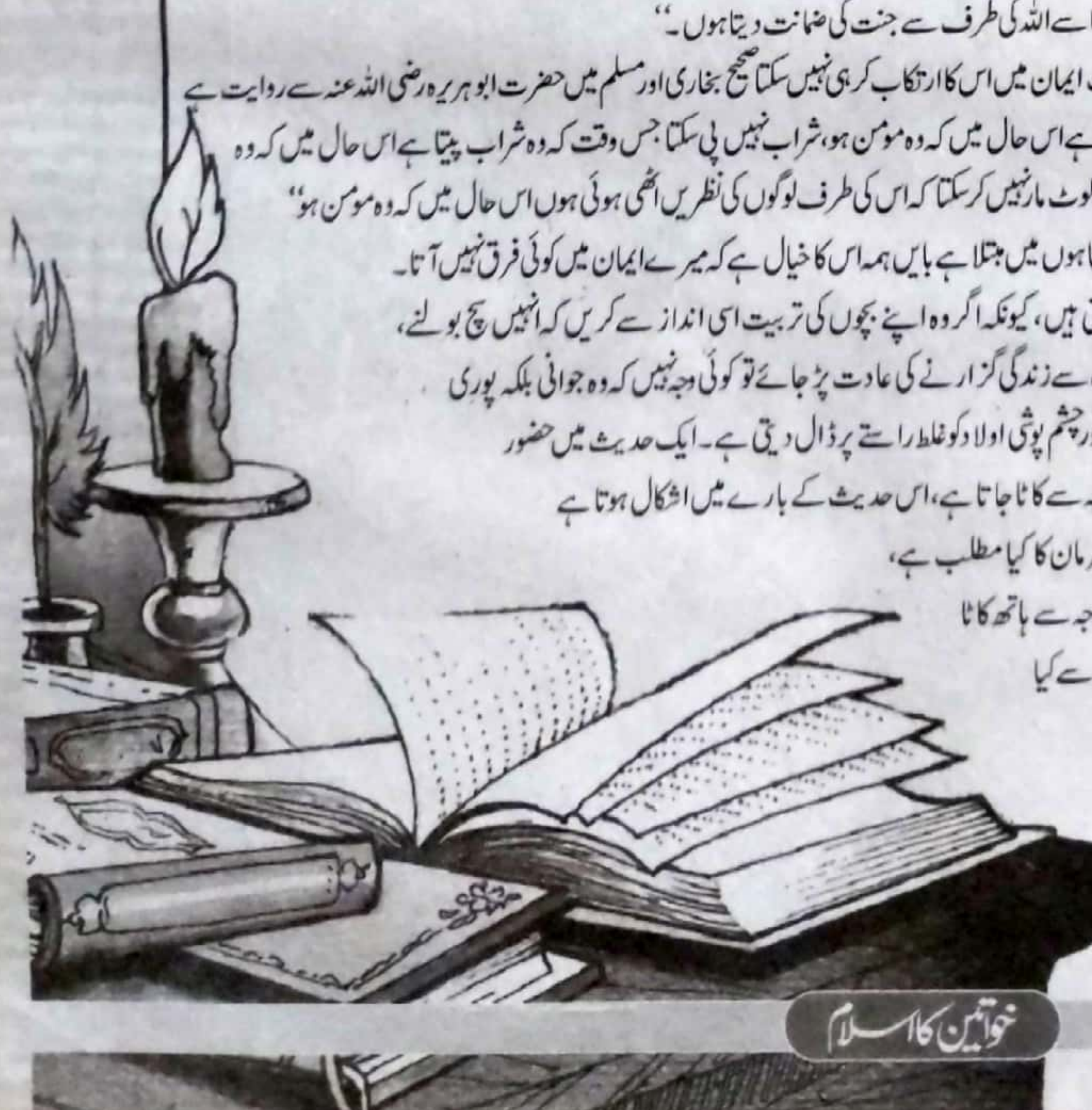

چوری چکاری کی روک تھام میں والدین عموماً اور مائیں خصوصاً اہم کردار ادا کر سکتی ہیں، کیونکہ اگر وہ اپنے بچوں کی تربیت اسی انداز سے کریں کہ انہیں سچ بولنے، حلال کھانے، دوسروں کے جسمانی اور مالی حقوق کی حفاظت کرنے اور امانت و دیانت سے زندگی گزارنے کی عادت پڑ جائے تو کوئی وجہ نہیں کہ وہ جوانی بلکہ پوری زندگی انہی اوصاف کے ساتھ نہ گزاریں مگر ہوتا یہ ہے کہ والدین کی ذاتی کمزوریاں اور چشم پوشی اولاد کو غلط راستے پر ڈال دیتی ہے۔ ایک حدیث میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس چور پر لعنت فرمائی ہے جس کا ہاتھ انڈے کی چوری کی وجہ سے کاٹا جاتا ہے، اس حدیث کے بارے میں اشکال ہوتا ہے کہ انڈے کی تو اتنی قیمت نہیں ہوتی کہ اس کی وجہ سے کسی کا ہاتھ کاٹا جائے تو پھر اس فرمان کا کیا مطلب ہے، محدثین اس کا جواب دیتے ہیں کہ جس چور کا کسی بڑی رقم یا قیمتی چیز چوری کرنے کی وجہ سے ہاتھ کاٹا گیا اس نے چوری کا آغاز اپنے بچپن میں انڈے جیسی معمولی اور کم قیمت چیزوں ہی سے کیا ہوگا بتدریج وہ آگے بڑھتا گیا یہاں تک کہ وہ بڑے بڑے ہاتھ مارنے لگا اور بالآخر اس کا ہاتھ کاٹ دیا گیا، اگر بچپن ہی میں تنبیہ اور تربیت کی جاتی اور حکمت اور درد سے اسے سمجھایا جاتا تو شاید یہاں تک نوبت نہ پہنچتی۔

دل کے میل کچیل کو صاف فرمادے

اَللّٰهُمَّ اغْسِلْ خَطَايَایَ بِمَاءِ الثَّلْجِ وَالْبَرْدِ وَ نَقِّ قَلْبِیْ كَمَا يُنَقَّى الثَّوْبُ الْاَبْيَضُ مِنَ الدَّنَسِ وَ بَاعِدْ بَيْنِیْ وَ بَيْنَ خَطَايَایَ كَمَا بَاعَدْتَ بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَ الْمَغْرِبِ.

ترجمہ: اے میرے اللہ! میرے گناہوں کے اثرات دھو ڈال برف اور اولوں کے پانی سے۔ اسی طرح میرے دل کو پاک صاف فرمادے جیسے سفید کپڑے سے میل کچیل صاف کیا جاتا ہے اور میرے اور میرے گناہوں کے درمیان اتنی دوری پیدا فرمادے جتنی آپ نے مشرق ومغرب کے درمیان کردی ہے۔ (بخاری)

مفت کے میگزین کی قدر کیجئے

تعمیرِ فکر

یقیناً آپ عنوان پڑھ کر چونک اٹھے ہوں گے کہ پانچ روپے میں ملنے والا میگزین مفت کیسے ہوا؟...... ان شاءاللہ تفصیل پڑھیں گے تو آپ بھی کہیں گے کہ یہ میگزین مفت ہی ہے۔ لیکن تفصیل پڑھنے سے قبل شمارہ نمبر **78** کے اداریے کے حوالے سے سامنے آنے والے ردعمل کا جائزہ بھی پیش خدمت کرنا ضروری ہے۔ شمارہ **78** کے اداریے کے حوالے سے پہلا ردعمل تو ٹیلی فون کے ذریعے سامنے آیا، پہلا فون ہی یہ تھا کہ میگزین کے ساتھ تعاون کی عملی شکل کیا ہوگی؟...... مطلب یہ کہ ادارے کی اپیل پر بہت سے احباب نے مزید وجوہات معلوم کرنے کی بجائے بلاتاخیر یہی سوال کیا کہ میگزین کے ساتھ عملی تعاون کی صورت کیا ہوسکتی ہے؟ الحمدللہ ہمیں بہت ہی حوصلہ ملا کہ ہماری اپیل رائیگاں نہیں گئی۔ باقی جو ردِّعمل سامنے آئے وہ ملے جلے ہیں، یعنی بہت سوں نے میگزین کی قیمت بڑھانے پر اتفاق کیا ہے بعض نے اختلاف کرتے ہوئے بعض خدشات کا اظہار کیا ہے۔

مثلاً:

☆ میگزین کو مزید خسارہ ہوا تو پھر قیمت بڑھائی جائے گی۔

☆ موجودہ قیمت بھی کم نہیں اس لئے کہ مارکیٹ میں آٹھ صفحات والے اخبار تین روپے میں مل رہے ہیں۔

☆ دیگر اخبارات کے ساتھ جو میگزین ہوتے ہیں وہ صفحات اور سائز کے اعتبار سے بڑے ہوتے ہیں، لیکن اسلام اخبار کے مقابلے میں ان کی قیمت بہت مناسب ہوتی ہے۔

☆ قیمت بڑھانے سے حلقۂ قارئین کم ہوسکتا ہے...... وغیرہ وغیرہ۔

ان خدشات پر عرض ہے کہ:

● پہلی بات تو یہ ہے کہ ہمیں امید ہے کہ ان شاءاللہ خسارے پر قابو پالیا جائے گا۔

● دوسری بات کہ زیادہ صفحات والے اخبار تین روپے میں مل رہے ہیں شاید آپ حضرات کے علم میں ہو کہ کئی ایک کم قیمت والے اخبارات کے مالکان خود بھی صاحب حیثیت لوگ ہیں اور ان کے اخبارات کو اشتہار بھی خوب ملتے ہیں، اس لئے کہ ان کے ہاں جائز و ناجائز کاروبار یا اشتہار کی کوئی حد بندی نہیں جیسا بھی اشتہار مل جائے لگا دیا جاتا ہے۔

● جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ دیگر اخبارات کے میگزین ضخامت اور سائز میں بڑے ہوتے ہیں جبکہ "خواتین کا اسلام" اور "بچوں کا اسلام" میگزین کم سائز اور کم ضخامت کے ہوتے ہیں تو سوال یہ ہے کہ جن میگزین کا حوالہ دیا گیا وہ مقصدی اعتبار سے کتنے مفید ہوتے ہیں؟ آپ دیکھیں گے کہ ان میگزینوں پر آدھے صفحات پر تو جناتی عاملوں اور عجیب وغریب قسم کی دوائیوں کے اشتہارات ہوتے ہیں اور باقی صفحات میں چھپا ہوا مواد حقیقتاً چھپانے کے قابل ہوتا ہے نہ کہ چھاپنے کے۔

اچھا چلتے چلتے آپ کو اس سوال کا جواب بھی دے دیا جائے جو شمارہ نمبر **78** میں ادھورا رہ گیا تھا اور ایک خاتون نے لکھا کہ "اسے بھی آپ لوگ حل کردیتے" سو جناب عرض ہے کہ تقریباً دو لاکھ سے زائد میگزین میں اندازاً دس ہزار کلو کاغذ استعمال ہوتا ہے۔ ایک کلو کاغذ کی قیمت چوالیس روپے ہے، چوالیس کو دس ہزار سے ضرب دیں تو حاصل ضرب چار لاکھ چالیس ہزار **(440000)** روپے آتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ ایک میگزین صرف کاغذ کی قیمت کے اعتبار سے **2.50** روپے میں پڑا۔ اب اس میں کلر پرنٹنگ، کمپوزنگ، ڈیزائننگ اور دیگر اخراجات کو شامل کرلیں تو بات کہاں کی کہاں جا پہنچے گی۔

آپ سے ہم نے ایک میگزین پر مثال کے طور پر پانچ روپے وصول کیے، ان میں **2.50** روپے تو کاغذ کی مد میں چلے گئے۔ باقی ڈھائی روپے ایجنٹوں، پریس والوں، کام کرنے والے کارکنان اور دیگر اخراجات میں تقسیم ہوئے، ادارے کے ہاتھ کچھ آیا تو صرف خسارہ۔

اب اس ساری تفصیل سے معلوم ہوا کہ ادارہ اصلاً اپنی خدمات مفت فراہم کررہا ہے۔ حاصل وصول کچھ بھی نہیں۔ ہاں آپ حضرات کی ڈھیر ساری دعائیں ضرور ملتی ہیں۔ اس بات کا ہمیں اعتراف ہے کہ اس سلسلے میں ہمارے قارئین و قاریات نے کبھی بخل سے کام نہیں لیا۔

اوپر ذکر کردہ تمام صورت حال آپ کے سامنے صرف اس لئے رکھی گئی تاکہ جن حضرات کو کچھ اشکالات ہیں وہ دور ہوجائیں۔

بہت سے حضرات نے تعاون کی خواہش کا بھی اظہار کیا ہے، ان حضرات کی آسانی کے لئے اکاؤنٹ نمبر دیا جارہا ہے، ہمارے یہ مہربان جیسا بھی اور جتنا بھی تعاون کرنا چاہیں وہ اس اکاؤنٹ کے ذریعے کرسکتے ہیں۔

چیک بنام اسلام ویلفیئر فاؤنڈیشن، مسلم کمرشل بینک کرنٹ اکاؤنٹ نمبر **1741-7** ہادی مارکیٹ برانچ کراچی۔ کوڈ نمبر **(1236)**

اور آخر میں اطلاع کہ:

شمارہ نمبر **81** سے میگزین اخبار کے ساتھ آٹھ روپے میں ملے گا اور علیحدہ چھ روپے میں۔

والسلام

محمد احمد حافظ

خط وکتابت کا پتہ "خواتین کا اسلام" دفتر روزنامہ اسلام ناظم آباد 4 کراچی
ای میل: islamforwomen@hotmail.com فیکس: 021-6622240 فون: 021-6683301

خواتین کا اسلام انٹر نیٹ پر بھی
www.dailyislam.net.pk

انجن کا گریس اگر ہاتھ کو لگ جائے تو وضو کا حکم

سوال: سائیکل یا کسی بھی انجن کو دیا جانے والا تیل یا گریس ہاتھوں کو لگ جائے تو اس کا کیا حکم ہے؟

جواب: اگر گریس وغیرہ کی تہ جسم پر نہیں جمی صرف چکناہٹ ہے تو اس کا حکم وہی ہے جو عام تیل کا۔ یعنی اس سے وضو اور غسل کی صحت پر کوئی اثر نہ پڑے گا اور اگر اس طرح تہ جم گئی ہے جیسے مہندی کا لیپ تو اسے صاف کئے بغیر وضو یا غسل نہ ہوگا۔

تین طلاق کا مسئلہ:

سوال: میری شادی کو چار سال ہوگئے ہیں۔ شادی کے ایک سال بعد ہمارا میاں بیوی کا جھگڑا ہوا جس میں میاں نے مجھے ایک طلاق دی، لیکن پھر رجوع کرلیا۔ پھر دو سال بعد جھگڑا ہوا اس وقت میرے میاں نے شراب پی رکھی تھی۔ نشے میں دھت تھے، اسی حالت میں دوسری طلاق دیدی، لیکن رجوع کرلیا۔ اب سال بعد پھر جھگڑا ہوا وہ اسی طرح شراب میں مدہوش تھے اب کی بار انہوں نے ۳-۴ بار طلاق دیدی۔ جب ہوش میں آئے اور ان کو بتایا گیا تو مکر گئے کہ میں نے کوئی طلاق نہیں دی اور یہ کہ میں ہوش میں نہ تھا۔ اب آئندہ کبھی طلاق کا لفظ زبان پر نہ لاؤں گا وغیرہ۔ مجھے فتویٰ دیجئے کہ ان کے ساتھ رہنا جائز ہے یا نہیں؟ (آپ کی پریشان بیٹی حمیرا طیب۔ دیپال پور)

جواب: آپ کا اس شخص کے ساتھ رہنا جائز نہیں۔ اس لئے کہ آپ پر تینوں طلاقیں واقع ہوگئی ہیں۔ اب دونوں ایک دوسرے کے حق میں قطعی حرام اور اجنبی ہیں۔ عدت گزرنے کے بعد آپ جہاں چاہیں دوسری جگہ نکاح کرسکتی ہیں۔ اس شخص کے لئے رجوع کی گنجائش نہیں۔ تین طلاق دینے کے بعد اب اس کا یہ کہنا کہ میں ہوش میں نہ تھا... عذر گناہ بدتر از گناہ کا مصداق ہے۔ یہ درست ہے کہ شراب پینے کے سبب اسے کسی چیز کا ہوش نہ تھا، لیکن اس سے اصل مسئلہ پر کوئی اثر نہیں پڑتا اس لئے کہ اس کا حکم بعینہ وہی ہے جو ہوش مند اور صحیح الحواس انسان کا ہے: وقال جمهور الفقهاء (غير المذكورين) يفرق بين السكر بمباح فليس لعبارته اى اعتبار و بين السكر بمحرم فتقبل عبارته زجراً له وعقابا على تسببه فى تعطيل عقله فتعد تصرفاته من قول او فعل صحيحة نافذة عقابا و زجرا له ولأمثاله سواء فى ذلك الزواج والطلاق والبيع والشراء والاجارة والرهن والكفالة ونحوها. (الفقه الاسلامى وادلته ۱۲۹/۴)

باقی تین طلاقوں کے وقوع کا مسئلہ خواہ وہ متفرق دی جائیں یا اکٹھی، صحابہ و تابعین اور ائمہ مجتہدین سمیت پوری امت کا اجماعی مسئلہ ہے: وقد اختلف العلماء فيمن قال لامرأته انت طالق ثلثاً فقال الشافعى ومالك و ابو حنيفة و احمد وجماهير العلماء من السلف والخلف يقع

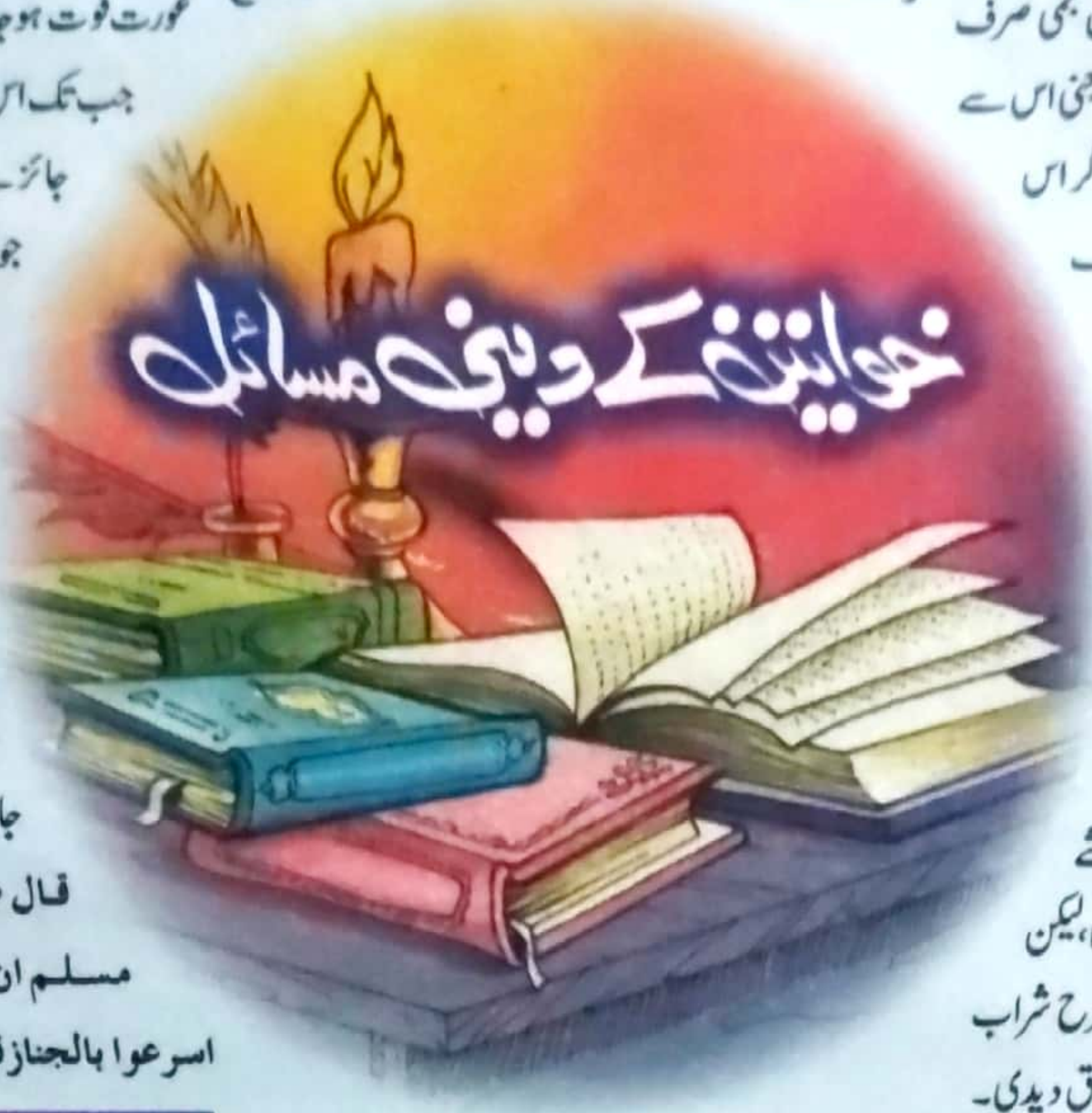

الثلاث. (شرح صحيح مسلم للامام النووىؒ ۱/۴۷۸)

مولانا مفتی محمد ابراہیم صادق آبادی

بدعات کا حکم:

سوال: ہمارے علاقے میں کچھ علماء ہیں جو اپنی نسبت علماء دیوبند کی طرف جتلاتے ہیں، لیکن وہ سنتوں کے بعد اجتماعی دعاء کرواتے ہیں۔ کسی کے مرنے پر جمعرات، چالیسواں وغیرہ رسوم میں شرکت کرتے ہیں۔ کھانا سامنے رکھ کر ختم بھی پڑھتے ہیں۔ نیز لوگوں کے گھروں میں جا جا کر ختم قرآن کرتے ہیں۔ اس پر رقم وصول کرتے ہیں۔ کھانا کھاتے ہیں، ان لوگوں کے متعلق آپ کی کیا رائے ہے؟ اور ختم قرآن پر ملنے والی رقم یا کھانے کے متعلق کیا ارشاد ہے؟ (لیاقت علی مالاکنڈ ایجنسی)

جواب: یہ تمام کام بدعات اور ان کے مرتکب بدعتی ہیں۔ خواہ وہ دیوبندی کہلوائیں یا بریلوی، بلکہ دیوبندی کہلوا کر ایسی حرکتیں کرنا زیادہ مذموم اور قابل ملامت ہے کہ ایک شخص اپنے عقیدہ و مسلک اور ضمیر کے خلاف محض مخلوق کی خاطر ایک ناجائز کام کررہا ہے۔ عوام کے لئے ان لوگوں کی تقلید جائز نہیں۔ مسلک علماء دیوبند کو سمجھنے کے لئے اکابر دیوبند (بالخصوص حضرت گنگوہی اور حضرت تھانوی قدس سرہما) کی کتب اور ان کی سیرت کا مطالعہ ضروری ہے۔ ختم قرآن کسی کے ایصال ثواب کے لئے کیا جائے تو اس پر اجرت خواہ رقم کی صورت میں ہو یا کھانے کی صورت میں لینا جائز نہیں، ایسی اجرت کی پڑھائی کا پڑھنے والے کو بھی کوئی ثواب نہیں، آگے دوسروں کو ایصال ثواب کیا کرے گا؟

تدفین سے پہلے ختم قرآن:

سوال: ہمارے علاقے میں یہ بھی رسم ہے کہ کوئی مرد و عورت فوت ہوجائے تو مردے کو اس وقت تک نہیں دفناتے جب تک اس کے لئے قرآن مجید ختم نہ کیا جائے۔ یہ فعل جائز ہے یا نہیں؟ (ایضاً)

جواب: میت کے لئے تلاوت قرآن مجید یا کسی بھی نیک عمل کا ایصال ثواب تو جائز بلکہ باعثِ اجر و ثواب ہے، لیکن اس کام کے لئے میت کو روکے رکھنا اور تدفین میں تاخیر کرنا ناجائز اور گناہ ہے۔ حدیث کی رو سے مسلمان میت کی تکفین و تدفین جس قدر جلد ممکن ہو کردی جائے:

قال صلى الله عليه وسلم لا ينبغى لجيفة مسلم ان تبقى بين ظهرانى اهله. (ابوداؤد)

اسرعوا بالجنازة. الحديث (متفق عليه)

ڈاڑھی منڈے کی امامت:

سوال: بعض مولانا صاحبان ڈاڑھی منڈاتے یا کٹواتے ہیں۔ ساتھ ہی امامت بھی کراتے اور درس قرآن وحدیث بھی دیتے ہیں۔ ان کے متعلق کیا حکم ہے؟ (ایضاً)

جواب: ڈاڑھی منڈانے یا کٹانے والے کو مولانا کہنا جائز نہیں۔ یہ شخص فاسق اور اللہ تعالیٰ کا باغی ہے۔ فاسق امامت، درس و تدریس وغیرہ کسی بھی دینی منصب کا اہل نہیں۔ جو لوگ ان کو ایسے منصب پر فائز کریں وہ سخت گنہگار ہیں۔ اس قسم کے نااہل لوگوں کا ایسے مقدس دینی مناصب سنبھالنا، امت کی بدنصیبی اور قرب قیامت کی علامت ہے:

قال صلى الله عليه وسلم اذا وسد الامر الى غير اهله فانتظر الساعة. الحديث (بخارى)

کن رشتہ داروں سے پردہ معاف ہے؟:

سوال: درج ذیل رشتہ داروں میں کن کن سے پردہ ضروری ہے اور کن کن سے پردہ معاف ہے؟: سوتیلا باپ، سوتیلے بہن بھائی، سوتیلے بھانجے، سوتیلے بھتیجے، سوتیلی ماں کے بھائی، والد کے چچا اور ماموں (سگے اور سوتیلے) والدہ کے چچا اور ماموں (سگے اور سوتیلے)۔ (ایک بیٹی)

جواب: ان میں سوتیلی ماں کے بھائیوں سے پردہ فرض ہے۔ باقی کسی سے نہیں، البتہ اگر ان میں سے کوئی شخص ایسا بے دین اور فاسق ہو کہ کسی کی عزت و حرمت کا اسے لحاظ نہ ہو تو اس سے نامحرموں کی طرح پردہ ضروری ہے۔

نبی پیارا ادائیں پیاری

ام ہریرہ

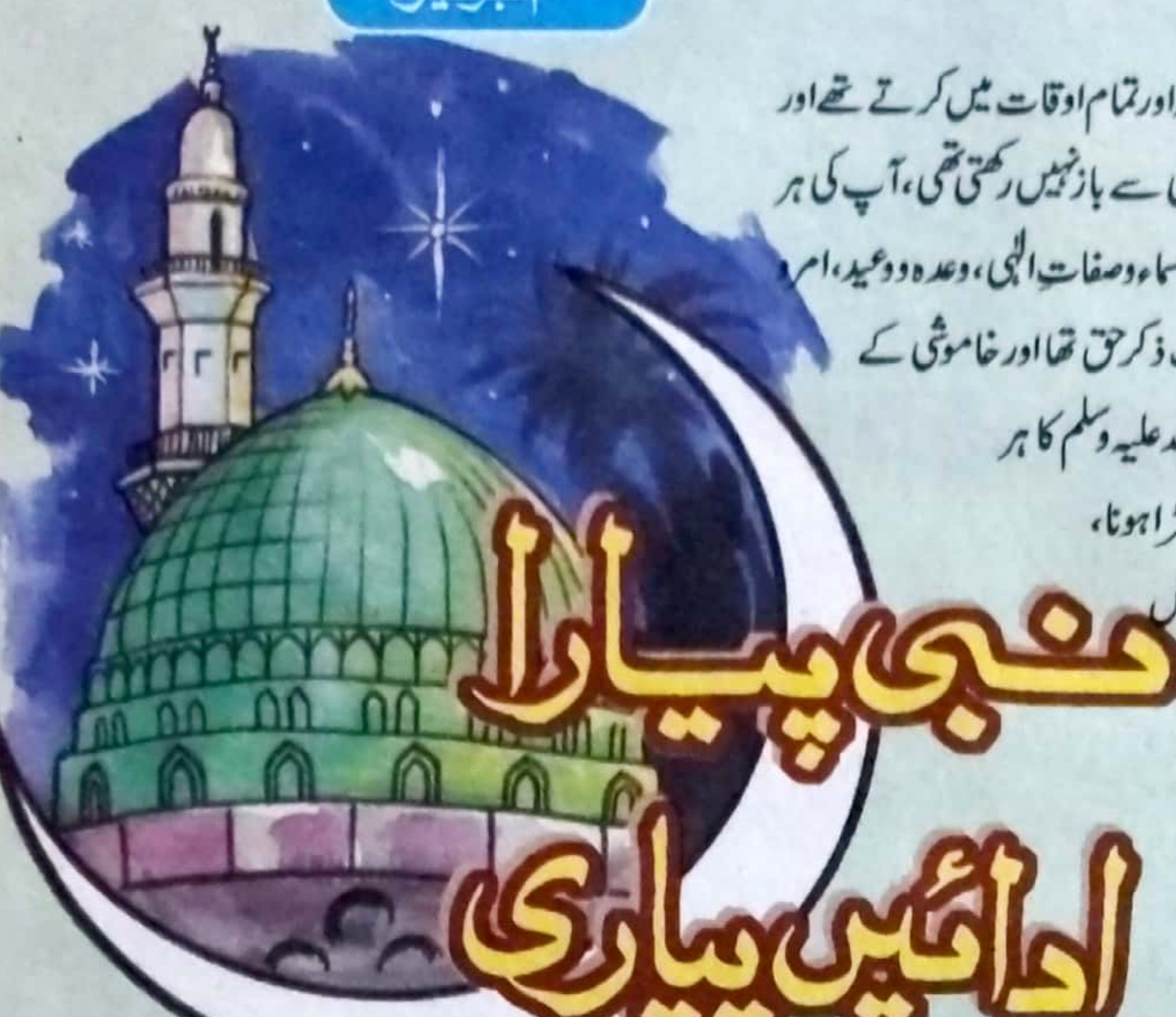

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کا ذکر ہر لحہ اور تمام اوقات میں کرتے تھے اور ہمیشہ یادِ الٰہی میں مشغول رہتے تھے اور کوئی چیز آپ کو یادِ الٰہی سے باز نہیں رکھتی تھی، آپ کی ہر بات یادِ حق، حمد و ثناء، تسبیح و تحمید، تکبیر و تہلیل میں ہوتی تھی اور اسماء و صفاتِ الٰہی، وعدہ و وعید، امر و نہی، احکام شریعت کی تعلیم، ذکر جنت اور تذکرہ جہنم یہ سب ذکر حق تھا اور خاموشی کے وقت اللہ تعالیٰ کی یاد قلب اطہر میں رہتی تھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر سانس، آپ کے قلب و زبان مبارک، آپ کا اٹھنا بیٹھنا، کھڑا ہونا، کھانا پینا، سونگھنا، آنا جانا، سفر و اقامت، پیدل و سواری، غرض کہ کوئی بھی حالت ذکر حق سے جدا نہیں ہوتی تھی۔ دن اور رات کے اعمال و اشغال، وقت تہجد سے سونے کے وقت تک، مختلف اوقات و لمحات میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم دعائیں پڑھتے تھے۔ یہی دعائیں تمام دینی و دنیوی مقاصد کے لئے بہترین تاثیر رکھتی ہیں۔

اولاد کی تعلیم و تربیت

شکیلہ بیگم

اسلام نے جس طرح ماں باپ کے حقوق مقرر کیے ہیں اسی طرح سے ماں باپ پر بھی اولاد کے کچھ حقوق رکھے ہیں۔ اولاد کو کھلانے پلانے پہنانے سے متعلق جو حق ہے اس کا احساس ہمیں فطری اور طبعی طور پر رہتا ہے۔ اولاد کے جس حق کی ادائیگی میں عموماً ہم لوگوں سے کوتاہی ہوتی ہے وہ ان کی دینی اور اخلاقی تربیت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہم پر فرض کیا ہے کہ ہم اپنی اولاد اور اہل و عیال کی تربیت اور نگرانی اس طرح کریں کہ مرنے کے بعد وہ جہنم میں نہ جائیں۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں ”اے ایمان والو! اپنے آپ کو اور اپنی آل و اولاد کو جہنم کی آگ سے بچاؤ“۔

اولاد کی اچھی تربیت کی فضیلت بیان کرتے ہوئے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”باپ کی طرف سے اولاد کے لیے اس سے بہتر کوئی عطیہ نہیں ہے کہ وہ ان کی اچھی تربیت کرے۔“

بعض لوگوں کو اپنی اولاد میں لڑکوں سے زیادہ محبت اور دلچسپی ہوتی ہے اور بیچاری لڑکیوں کو وہ بوجھ سمجھتے ہیں اور اس لئے ان کی خبر گیری اور تربیت میں کوتاہی کرتے ہیں۔ اسلام میں لڑکیوں کی بھی اچھی تربیت کی خصوصی تاکید کی گئی ہے، جس شخص کے بیٹیاں یا بہنیں ہوں اور وہ ان کے ساتھ بہت اچھا سلوک کرے، ان کو اچھی تربیت دے اور مناسب جگہ ان کی شادی کرائے تو اللہ تعالیٰ اس کو جنت میں داخل کرے گا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک ارشاد کا مفہوم ہے کہ ایک شخص کا اپنی اولاد کو ادب سکھانا صدقہ دینے سے افضل ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اولاد کے ساتھ سب سے بڑھ کر سلوک یہ ہے کہ ان کو ادب سکھایا جائے۔ اچھی تربیت کی جائے۔ ان کے اچھے اور بامعنی نام رکھے جائیں۔ حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگو! تم قیامت میں اپنے اور اپنے باپ کے نام سے پکارے جاؤ گے سو تم اپنا نام اچھا رکھو۔ (ابوداؤد) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس نام میں عبدیت اور اللہ تعالیٰ کی تعریف کا ظہور ہو وہ نام اللہ کو بہت پیارا ہے۔ (بخاری)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابو سلمٰی کی صاحبزادی کا نام برہ تھا۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا نام بدل کر زینب رکھا، اسی طرح حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی کا نام عاصیہ تھا۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا نام بدل کر جمیلہ رکھا۔ (بخاری و مسلم) غرض یہ کہ جو نام ایسا تھا، جس سے اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دوری یا اپنے نفس کی بڑائی معلوم ہوتی تھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس نام کو بدل کر اس کی جگہ اچھا نام رکھ دیا کرتے جیسا کہ ایک شخص کا نام حرب (لڑائی) تھا۔ آپ نے ان کا نام سلم (صلح) رکھ دیا۔ لیکن آج فیشن کے نام پر مزاج بدلتا جا رہا ہے۔ اولاد کی تعلیم و تربیت سے بے فکری کی وجہ سے آج ہم اچھے ناموں کی بجائے لاڈ پیار سے اڈو، گڈو، لڈو وغیرہ سے پکارتے ہیں جو شان مسلمان کے خلاف ہے۔

اہل فکر اور تاریخ پر گہری نظر رکھنے والوں کا کہنا ہے کہ جس قوم کی نئی نسل بگڑ جاتی ہے تو اس قوم کا سارا نظام بگڑ جاتا ہے۔ ایسا ہی کچھ معاملہ آج ہم مسلمانوں کے ساتھ ہو رہا ہے، ہم احکام خداوندی پر عمل پیرا ہونے کی بجائے دنیا کی محبت کو اپنائے ہوئے ہیں۔ ہماری بچیاں فیشن کے نام پر بے حیائی کو اپناتی جا رہی ہیں جو اسلامی تعلیمات و کردار سے بیگانگی کا نتیجہ ہے۔ ایسے حالات میں ماں باپ اور سرپرستوں کو چاہئے کہ وہ اپنے بچوں پر گہری نظر رکھیں۔ انہیں تعلیم و تربیت اور کردار و اخلاق کے زیور سے آراستہ کریں اس لیے کہ اللہ تعالیٰ ان ماں باپ سے خوش ہوتا ہے جن کے بچے ادب و اخلاق کی دولت سے مالا مال ہوتے ہیں۔

ماں باپ نے اولاد کو تمام چیزیں فراہم کرنے کے بعد اگر علم دین، تربیت و اخلاق سے محروم رکھا تو انہوں نے اپنی اولاد کا حق ادا نہیں کیا اس لیے مسلمان والدین پر لازم ہے کہ وہ بچوں کی تعلیم و تربیت پر خصوصی توجہ دیں تا کہ معاشرے میں اصلاحی انقلاب رونما ہو سکے۔

کشکول

گلِ گلبن اور گلِ گلدستہ:

گل گلبن باوقار ہوتا ہے، باعث افتخار ہوتا ہے، موجب بہار ہوتا ہے، اس پر نکھار ہوتا ہے، باعث تزئین ہوتا ہے باعث تسکین ہوتا ہے، اس میں نکہت ہوتی ہے لطافت ہوتی ہے، مامون ہوتا ہے سربلند ہوتا ہے، اس کی اپنی ایک وقعت ہوتی ہے، عظمت ہوتی ہے، اس کے تقدس میں تصنع شامل نہیں ہوتا، اس کی معصومیت میں آمیزش نہیں ہوتی، اس کے رنگ میں ملاوٹ نہیں ہوتی، وہ حساس اور لمس و مساس سے پاک ہوتا ہے۔ اس کا اپنی مٹی سے رشتہ ہوتا ہے اور اس کا جینا مرنا اسی کے لئے ہوتا ہے۔ جب کہ گل گلدستہ محض آرائشی و نمائشی ہوتا ہے اسی لئے لمس و مساس سے محفوظ رہنا اس کے بس میں نہیں ہوتا۔ سجنے و زیبائش کی شدید خواہش اس سے تازگی، لطافت، نزاکت، نکہت و وقعت سب کچھ چھین لیتی ہے۔ اس کا حسن ماند پڑ جاتا ہے اول تو ولایتی (پیوندی) گلابوں میں خوشبو ہوتی ہی نہیں اور اگر ہو تو بھی مقام بدلنے سے عنقا ہو جاتی ہے۔ مٹی سے انقطاع کی بناء پر غریب الدیار و سبکسار ہو کر رہ جاتا ہے اور مرجھانے کے بعد اس کے اجزا منتشر ہو جاتے ہیں۔ جو سمیٹے ہی نہیں جا سکتے۔

(بنت مسکین علی۔ سرائے صالح)

زندگی:

جسم کی کوئی حیثیت نہیں، زندہ رہنے والی چیز تو روح ہے، اگر زندگی میں کبھی ان دونوں میں سے کسی ایک کا انتخاب کرنا پڑے تو جسم کو کبھی اولیت مت دینا، اس پر لگے داغ اور اذیت کے تمام نشانات کبھی نہ کبھی اپنی موت مر جاتے ہیں۔ لیکن روح کا معاملہ بالکل الگ ہے، اسے کبھی داغدار مت ہونے دینا، ورنہ ساری زندگی جہنم کا ایندھن بنے رہو گے۔

(نوشین قیصرانی)

سلیقۂ گفتار:

ایک شخص خلیفہ مامون کو راستے میں ملا اور کہنے لگا: ”میں ایک عرب ہوں۔“

”یہ کوئی عجیب بات نہیں۔“ مامون نے کہا۔

”میں حج کو جانا چاہتا ہوں۔“ اس شخص نے کہا۔

”راستہ سامنے ہے چلے جاؤ۔“ مامون نے جواب دیا۔

”میرے پاس پیسے نہیں“ وہ کہنے لگا۔

”تو تم پر حج فرض ہی نہیں رہا۔“ مامون نے کہا۔

”اس پر اس شخص نے برجستہ کہا: ”میں آپ سے فتویٰ لینے نہیں ہدیہ لینے آیا تھا۔“ مامون ہنس پڑا اور اسے انعام دیا۔ (از ”تراشے“ مفتی تقی عثمانی ص ۹۰) (فاطمہ بنت نصر اللہ۔ رحیم یار خان)

اقوالِ زریں:

* غیبت عمل کو کھا جاتی ہے۔ * توبہ گناہ کو کھا جاتی ہے۔
* نیکی بدی کو کھا جاتی ہے۔ * جھوٹ رزق کو کھا جاتا ہے۔
* عدل ظلم کو کھا جاتا ہے

(نوشین سلیم، حلیمہ سلیم۔ گڑھی حبیب اللہ)

”قسمت“

* قسمت وہ مارکیٹ ہے جہاں جدوجہد چیزوں کی قیمت کو بڑھاتی ہے اور کاہلی انہیں گھٹاتی ہے۔ * قسمت انسان اور جدوجہد کے درمیان ایک متحرک لنگر ہے۔ * قسمت ملکیت کے طور پر نہیں بلکہ آزمائش کے طور پر تمہارے پاس آتی ہے۔ * قسمت ہم سے وہی کچھ چھینتی ہے جو ہم کو دیتی ہے۔ * قسمت ہمارے معاملات کو ہماری آرزوؤں، تمناؤں سے بہتر طور پر چلاتی ہے۔

(بنت محمد یوسف۔ کراچی)

اب بھی وقت ہے

آپ نے پڑھا ہو گا ورنہ سنا ضرور ہو گا کہ مشہور محدث ابن شاہین نے صرف روشنائی اتنی استعمال کی کہ اس کی قیمت ”سات سو“ درہم بنتی تھی، امام محمد رحمہ اللہ کی تالیفات ایک ہزار کے قریب ہیں۔ ابن جریر رحمہ اللہ نے زندگی میں تین لاکھ اٹھاون ہزار اوراق لکھے۔ علامہ باقلانی نے صرف معتزلہ کی رد میں ستر ہزار اوراق لکھے۔ امام غزالی رحمہ اللہ نے ۷۸ کتابیں لکھیں جن میں صرف ”یاقوت التاویل“ چالیس جلدوں میں ہے۔ علامہ ابن جوزی رحمہ اللہ کے آخری غسل کے واسطے پانی گرم کرنے کے لئے وہ برادہ کافی ہو گیا تھا جو صرف حدیث لکھتے ہوئے ان کے قلم بنانے میں جمع ہو گیا تھا۔ مشہور مسلمان فلسفی اور طبیب ”ابن سینا“ کی تصانیف میں سے ”الحاصل والمحصول“ بیس جلدوں میں ”الانصاف“ بیس جلدوں میں ”الشفاء“ اٹھارہ جلدوں میں ”لسان العرب“ دس جلدوں میں اور اس طرح دیگر کئی تصانیف کئی کئی جلدوں میں ہیں۔ نویں صدی کے مشہور محدث حافظ ابن حجر عسقلانی کی فتح الباری شرح البخاری چودہ جلدوں میں ”تہذیب التہذیب“ بارہ جلدوں میں ”الاصابہ“ نو جلدوں میں ”لسان المیزان“ چار جلدوں میں اور ”تغلیق التعلیق“ پانچ جلدوں میں ہے۔ اور یہ بھی زمانے کی خرد برد سے بچا ہوا وہ ذخیرہ ہے جس کا بڑا حصہ یورپ کے کتب خانوں کی زینت ہے۔ جس کو دیکھ کر اقبال نے بڑے درد سے کہا تھا۔

مگر وہ علم کے موتی، کتابیں اپنے آباء کی
جو دیکھیں ان کو یورپ میں تو دل ہوتا ہے سیپارہ

اور یہ نہیں کہا جا سکتا کہ تصنیف کے اس مشغلہ کے ساتھ ان کی زندگی دیگر ضروریات سے فارغ تھی...... جہاں یہ عظیم تصنیفی کاموں کا تذکرہ ہے وہیں سوانح نگار مؤرخین یہ بھی لکھتے ہیں کہ شب و روز سینکڑوں نوافل ان کا معمول تھے، آخری شب ”بیداریٔ آہ سحرگاہی“ کی پابندی تھی، مختصر مدت میں قرآن شریف کا ختم معمولات زندگی کا حصہ تھا، اقرباء کی ادائیگی حقوق کا اہتمام تھا، طلبہ اور عوام کے لئے علمی مشغلہ کا مستقل انتظام تھا۔ آج کے دور کی سہولتیں اس زمانے میں ناپید تھیں وہ زندگی اگرچہ قوت و صلاحیت کی زندگی تھی تاہم مشکلات و مشقت سے خالی نہ تھی۔ زندگی کی ہر قوت کو ایک مشقت کا سامنا تھا اور ہر صلاحیت ایک صعوبت کے مقابل تھی...... سفر کے لئے زمین پر دوڑنے اور ہوا میں اڑنے والے دور جدید کے ذرائع کا وجود کیا معنی، تصور تک نہ تھا، لکھنے کے لئے آج کا رواں دواں قلم ایجاد نہ ہوا تھا، وہ نرکل کی لکڑی اور دوات، جہاں سطر در سطر قلم روشنائی میں ڈبونے کا محتاج تھا۔ پھر کاغذ کی یہ فراوانی کہاں...... ! یہ نرکل کے اس قلم کی کرامت تھی یا اہل قلم کے کمال و محنت کا نتیجہ کہ چمڑوں اور ہڈیوں کی ناہموار سطح پر بھی اس کا تیز رفتار سفر جاری رہتا۔ اس زندگی کی راتیں روشنی کی زبوں حالی کا شکار تھیں، کہاں آج یہ بجلی کا جھلمل کرتا ہوا عالم اور کہاں وہ ٹمٹماتے چراغ کی اداس روشنی! قارئین کرام یہ سب کچھ وقت کی قدر و قیمت کا نتیجہ تھا۔

(مرسلہ: بنت مفتی عبدالرؤف صاحب)

تیاری

زندگی یہ چار دن کی ہے
چار دن کے واسطے
ہم کیسے کیسے کام کرتے ہیں
نہ کچھ آرام کرتے ہیں
نہیں سوچتے کہ اس سے آگے ہم کو جانا ہے
جہاں ہمدم نہ کوئی ہم نشین
ہمارے کام آئے گا
فقط ہم ہوں گے اور
ہمارے اعمال ہوں گے
جن کے بارے میں کبھی سوچا نہیں ہم نے
آج جو کچھ بھی کمایا...... سب گنوایا
نہ ہمارے کام آیا
یہ بنگلہ، کار، کوٹھی، بینک بیلنس
ہم سے پچھلے لے اڑے سب؟
اور ہم نے کیا اپنی قبر کی تیاری کی ہے؟

(عائشہ خورشید)

حکمت کی چوڑیاں

بنت عارف اللہ

ایک عرب شوہر نے اپنی نئی نویلی دلہن کو ”چار“ عربی اشعار میں بہت ہی اچھے اور بہت ہی پیارے انداز میں نصیحتیں کی ہیں، ہم ان کو ہر مسلمان بہن کے لئے دلہن بننے سے پہلے اور اگر بن چکی ہوں تو اب بھی ان کی خدمت میں پیش کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ تمام مسلمان بہنوں کو کسی کے نکاح میں آچکی ہیں یا آنے والی ہیں ان پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

خذالعفو منی تستدیمی مودتی
ولا تنطقی فی وقت حین أغضب

کبھی مجھ سے غلطی ہوجائے تو معافی اور چشم پوشی سے کام لینا تاکہ تیری محبت میرے ساتھ ہمیشہ کے لئے رہے اور جب میں غصہ میں ہوں تو اس وقت میرے سامنے جواب بالکل مت دینا۔

ولا تنقرینی نقرک الدف مرۃً
فانک لا تدرینَ کیف المغیب

مجھے اس طرح مت بجانا جس طرح تم ڈھول بجاتی ہو تمہیں کیا معلوم کہ اس میں کیسی آواز نکلے یعنی اگر تم غصے کے وقت چپ نہ ہوئیں تو ہوسکتا ہے میرے منہ سے ایسی بات یا الفاظ میری بے احتیاطی کی وجہ سے نکل جائیں، جس سے عمر بھر تمہیں پریشانی اٹھانا پڑے اور مجھے بھی۔

ولا تکثری الشکوی فتذهب بالهوی
ویاباک قلبی والقلوب تتلقب

شکوہ شکایت کی کثرت بری چیز ہے، اس سے میاں بیوی کے درمیان محبت ختم ہوجاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ تمہاری حفاظت کریں اگر تم بھی اس میں مبتلا ہوگئیں تو میرا دل تم سے نفرت کرنے لگے گا اور دلوں کو بدلنے میں خیالات کو آنے جانے میں دیر نہیں لگا کرتی۔ انسان کے ہر سانس کے ساتھ نیا خیال اندر جاتا ہے۔ اس لئے شکوہ شکایت محبت کو نفرت سے بدل دیتے ہیں۔

فانی رأیت الحب فی القلب والاذی
اذا اجتمعا لم یلبث الحب یذهب

مَیں نے تو یہ دیکھا ہے کہ شوہر کی طرف سے محبت اور بیوی کی طرف سے نافرمانی کی تکلیف یا شکوہ شکایت یا شوہر کے غصہ کے وقت خود بھی غصہ میں آجانا جواب پہ جواب دیتے جانا یہ دونوں باتیں اگر جمع اور یکجا ہوجائیں تو شوہر کی محبت ایسی بیوی سے ختم ہوجاتی ہے۔

اشعار کا خلاصہ:

ا۔ اگر شوہر کی محبت چاہتی ہو تو میری نصیحتوں کو ان شعروں میں ہمیشہ یاد رکھنا جس کا خلاصہ دوبارہ سن لو۔ شوہر کی غلطیوں کوتاہیوں کو فوراً معاف کردینا، دل میں ان کو مت رکھنا۔

۲۔ شوہر کے غصہ کے وقت خاموش رہنا، اپنی غلطی کا اقرار و اعتراف کرلینا چاہئے۔ اپنی غلطی بھی نہ ہو تب بھی یہ کہنا کہ آیندہ ایسا نہیں ہوگا جیسے آپ کہیں گے ویسے ہی کروں گی۔

۳۔ شکوے شکایت مت کرنا، شوہر کے گھر میں جو کچھ اللہ تعالیٰ دے اس پر شکر کرنا اور جو ساس نند دیورانی کی طرف سے تکالیف ہوں، ان پر صبر کرنا۔ اللہ سے مدد مانگتے رہنا۔ کبھی کبھی شوہر کا مزاج دیکھ کر کہنے میں حرج نہیں، لیکن ایسا نہ ہو کہ شوہر تھکا ہوا گھر پر آئے اور بیوی کی طرف سے شکایتیں شروع ہوجائیں کہ آپ کی ماں نے یہ کہا، آپ کی بہن نے مجھے اس طرح ڈانٹا، بچہ اتنا شریر ہے بات نہیں مانتا، آپ میرا ساتھ نہیں دیتے وغیرہ اس طرح شکایت مت کرنا۔

۴۔ ان شکایتوں سے شوہر کو تکلیف ہوگی اور جو رہی سہی محبت ہوگی وہ بھی ختم ہوجائے گی۔ اس لیے کہ تکلیف اور محبت ایک ہی برتن میں جمع نہیں ہوسکتیں۔

منتخب اشعار

انتخاب: سیدہ مریم بی بی

دھودیا اشکِ ندامت نے گناہوں کو مرے
تر ہوا دامن تو بارے ”پاک دامن“ ہوگیا
مومن

☆......☆......☆

منفعل ہوکے گناہوں پہ ذرا رو تو سہی
نارِ دوزخ کو بجھادے گا یہ آنسو تیرا
نامعلوم

☆......☆......☆

درحقیقت دل نہیں جس میں نہ ہو احساسِ درد
دیدۂ بے نور ہے وہ چشم جو پُرنَم نہیں
ظہیر

☆......☆......☆

سہواً ہوئی ہیں معصیتیں مجھ سے بے شمار
یارب! مرے حساب میں لاکھوں کی بھول ہے
نامعلوم

☆......☆......☆

صبا کا چلنا، گلوں کا ہنسنا، یہ رنگ سارے ہیں دم کے مہماں
نظر کے پھرتے ہی اس چمن میں ہوا بھی ان کی نہ پائیں گے ہم

چنوں کا شوق اور علم کا جنون

حضرت علامہ انور شاہ کشمیری نور اللہ مرقدہ اکابرین امت میں سے ہیں۔ شیخ الاسلام امام غزالی اور شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہما اللہ کے بعد علمی جلالت اور قدر و منزلت حضرت انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ کو نصیب ہوئی ہے۔ ان کے فرزند حضرت مولانا انظر شاہ نے ایک پرلطف واقعہ لکھا ہے کہ ایک بار ہم سب بچے مکان کے صحن میں بھنے ہوئے چنے کھا رہے تھے کہ والد صاحب جنہیں اس زمانے میں بواسیر کا شدید دورہ لاحق تھا اپنے کمرے سے عشاء کے وضو کے لئے باہر تشریف لائے اور سیدھے آکر ہمارے قریب بیٹھ گئے اور چنوں کی فرمائش کی۔ بچوں نے چینی کی طشتری میں چنے نکال کر دیئے، آپ انہیں تناول فرمارہے تھے کہ ماموں حکیم محفوظ علی مزاج پرسی کے لئے اچانک آگئے۔ عرض کیا حضرت بواسیر کی شدت میں آپ چنے استعمال فرمارہے ہیں یہ تو بے حد مضر ہیں، فرمایا:

”مولوی صاحب! فلاں کتاب کے حاشیے پر لکھا ہے کہ فلاں صورت میں اگر بواسیر ہو تو چنا مضر نہیں“

حکیم صاحب نے نشان زد کتاب دیکھی تو آپ کی بے نظیر علمی وسعت کے معترف ہوگئے۔ حقیقت یہ ہے کہ آپ علم کے بحر ناپیدا کنار تھے اور آپ کی علمی جستجو کا دائرہ صرف قرآن وحدیث اور فقہ تک محدود نہیں تھا بلکہ دیگر علوم پر بھی آپ کی گہری نگاہ تھی۔

(مرسلہ: بنت عبداللہ کا بلگرامی)

وطنِ عزیز کی ماؤں کے نام

شوکت آرا

''ماں'' کتنا تقدس ہے اس لفظ میں روزِ اول سے روزِ ابد تک نہ اس لفظ کے معنی بدل سکے نہ ''عملِ تخلیق''، جس سے گزر کر پہلے ماں وجود میں آتی ہے اور پھر خود اس عملِ تخلیق سے گزر کر ماں بنتی ہے۔ ماں مشرقی ہو، مغربی ہو، افریقن ہو یا امریکن، چینی ہو یا جاپانی، روسی ہو یا افغانی، پاکستانی ہو یا ہندوستانی، عربی ہو یا عجمی، گوری ہو یا کالی، ماں کے نام مختلف ہو سکتے ہیں، لیکن ''عمل'' میں سرِ مو فرق نہیں۔ ''عملِ تخلیق'' نظامِ قدرت کی اٹل حقیقت ہے، جس سے کوئی قوم ملت کوئی بشر منہ نہیں پھیر سکتا۔

جس طرح بارِ امانت (ہدایت، ایمان) کے حامل ہونے سے سب چیزوں نے انکار کر دیا تو یہ امانت حضرت آدم علیہ السلام اور ان کی اولاد کے حوالے کی گئی۔ اسی طرح تخلیقِ بشر کی امانت ماں کے سپرد کر دی گئی۔ سبحان اللہ! کیا مقام ہے کیا انعام ہے جو اللہ تعالیٰ نے صرف اور صرف ماں کی صورت میں عورت کو بخشا۔ کتنا بڑا اعزاز کتنا بڑا رتبہ ہے جو عورت کو ودیعت کیا گیا۔ گویا بشر کی زمام عورت کے ہاتھ میں دے دی۔ ہر ذی روح کا پہلا مقام شکمِ مادر ہے۔ پھر جنم کے عمل سے بھی عورت ہی گزرتی ہے۔ کوکھ سے ''پالنے'' تک اور پالنے سے پاؤں پر کھڑا ہونے تک ماں ہی ممد و معاون ہوتی ہے۔ بچے کی پہلی درسگاہ ماں کی گود ہی ہوتی ہے۔ اس گود سے کون انکار کر سکتا ہے۔ اولیاء، انبیاء، دانشمند، فلاسفر، سائنسدان سب ہی اس گود کے محتاج رہے۔ سبحان اللہ! اس گود میں پرورش پانے والوں نے کیا کیا مقام حاصل کیے۔

نبی و پیمبر پہلے اسی ماتا کی چھاؤں تلے
اور رکھ دی خدا نے جنت اسی کے پاؤں تلے

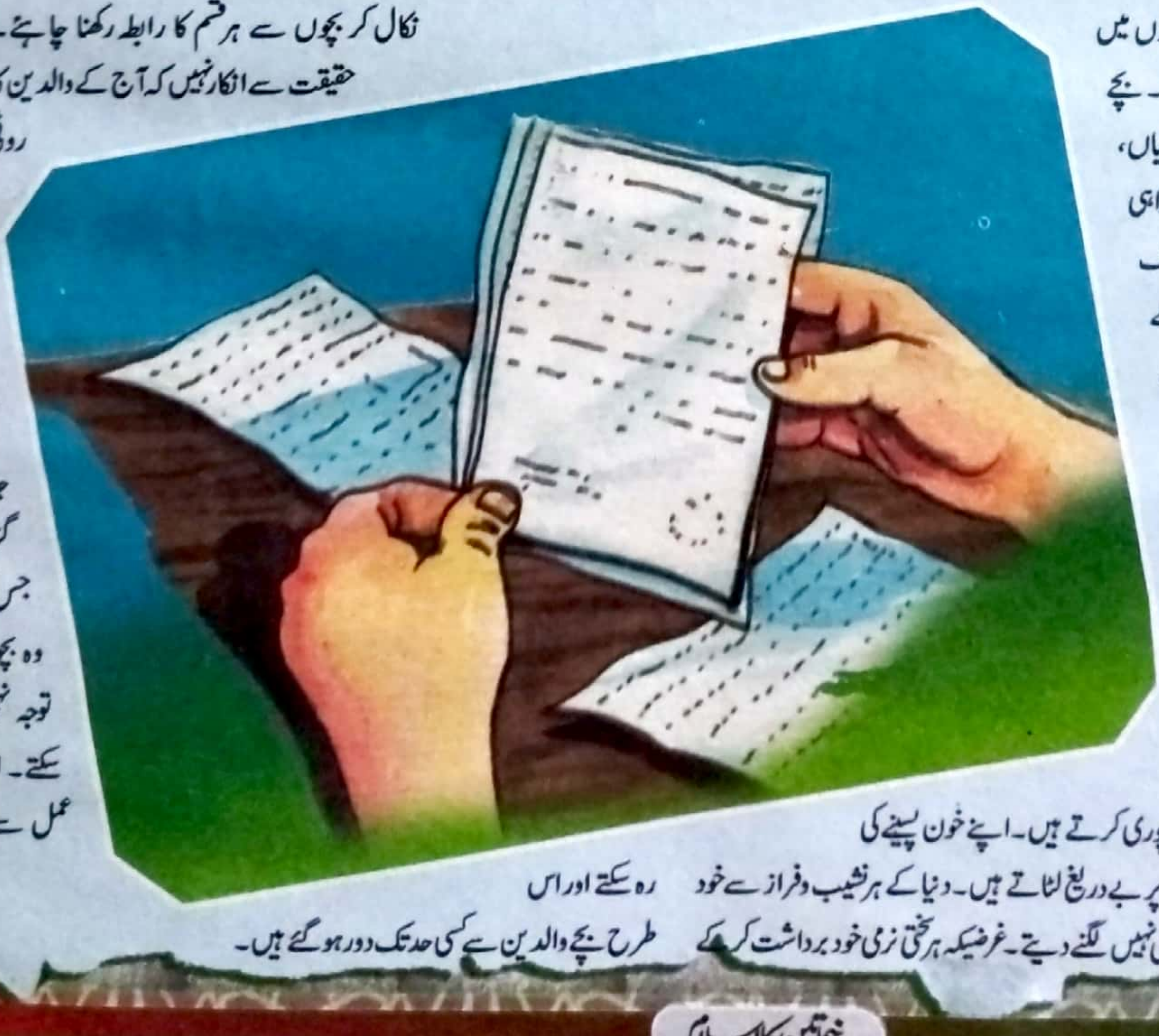

یہ بچے ہی تو ہیں دوسرے معنوں میں اولاد جو ذاتِ ایزدی کا انعام ہے۔ بچے کی پیدائش پر منائی جانے والی خوشیاں، مبارک سلامت کی صدائیں گواہی دیتی ہیں کہ رب العالمین کی طرف سے ودیعت کیا گیا یہ تحفہ انسان کے لیے کتنا باعثِ مسرت و راحت ہے۔ اس نعمت کو پانے کے بعد انسان پھولے نہیں سماتا اور اس کو پروان چڑھانے کے لیے کیا کیا منصوبے نہیں بناتا۔ امیر ہو یا غریب بچہ ہر ایک کی تمناؤں کا محور و مرکز ہوتا ہے۔ یہ ماں باپ خود ہر نعمت سے محروم رہ کر بچے کی ہر ضرورت پوری کرتے ہیں۔ اپنے خون پسینے کی کمائی اس کی پرورش اور آسائشوں پر بے دریغ لٹاتے ہیں۔ دنیا کے ہر نشیب و فراز سے خود گزرتے ہیں لیکن بچے کو گرم ہوا بھی نہیں لگنے دیتے۔ غرضیکہ ہر سختی نرمی خود برداشت کر کے بچے کو سکھ، چین، آرام و آسائش کے جھولے میں جھولا جھلا کر پاؤں پر کھڑا ہونا سکھاتے ہیں۔ گویا کہ اس کو اپنی تربیت کا شاہکار بناتے ہیں۔

جس طرح اللہ تعالیٰ انسان کو اپنے اشرف المخلوقات کے مقام پر دیکھنا چاہتا ہے۔ جس طرح ایک مصور اپنی تخلیق کی تعریف چاہتا ہے۔ اسی طرح والدین بھی اپنی تخلیق یعنی اپنی اولاد کو کسی کمتر مقام پر نہیں دیکھنا چاہتے۔

آج کے والدین بھی اپنے بچوں کی کامیابیوں پر فخر کرتے ہیں۔ وہ بھی چاہتے ہیں کہ ان کے بچے اخلاق و کردار کا اعلیٰ نمونہ ہوں۔ وہ دنیا کے ہر میدان میں کامیاب و کامران ہوں اور کامیاب و بامقصد زندگی گزاریں۔ مقصدیت ہی انسان کو زندہ رہنے کی ترغیب دیتی ہے اور اولاد کی صحیح تربیت و نشوونما سے بڑا مقصد کیا ہوگا اور یہ ذمہ داری ماں اور باپ دونوں کی ہے۔ ماں نئے زمانے کی ہو یا پرانے کی آخر ماں ہے اور اپنے فرائض سے جب ہی عہدہ برآ ہو سکتی ہے جب بچے کی صحیح تربیت کر سکے۔ آج کی ماں کی زندگی میں ایک نمایاں تبدیلی یہ آگئی کہ اس کا وقت تقسیم ہو گیا۔ پہلی مائیں صرف گھریلو مائیں تھیں۔ جن کی نگاہیں صبح سے شام تک بچے کے تعاقب میں رہتی تھیں اور وہ ہر قدم پر بچے کی رہبری کرتی تھیں۔ بچے کی پرورش سے لے کر تعلیم تک کے تمام پہلو ماں کے سامنے ہوتے، جن کی حسبِ ضرورت اصلاح ہوتی رہتی تھی۔ اچھے اخلاق اور اچھے کردار کی افادیت سب مائیں ہی سکھاتی تھیں۔ لہٰذا یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ آج کی ماں تخلیق اور پرورش کے اس سارے عمل سے گزر کر اپنے شاہکار کی تصویر بگاڑ لے۔ لیکن افسوس ایسا ہو رہا ہے اور یہی وجہ ہے کہ بچے ذہنی ارتقاء کی بجائے انحطاط کا شکار ہو گئے۔

آج کے ہمارے بچے بڑے ذی شعور، باہوش اور اعلیٰ فہم و فراست کے مالک ہیں، لیکن صرف رخ دینے کی بات ہے۔ موجودہ سائنسی دور کی ایجادات کی وجہ سے ہمارے بچے ہم سے زیادہ علم رکھتے ہیں، لیکن پھر بھی عام زندگی میں انہیں رہبری کی ضرورت ہے اور والدین کو ہر صورت وقت نکال کر بچوں سے ہر قسم کا رابطہ رکھنا چاہیے۔ اگرچہ اس حقیقت سے انکار نہیں کہ آج کے والدین کا بیشتر وقت روٹی، روزی کمانے اور معیارِ زندگی بلند کرنے کی جدوجہد میں گزر جاتا ہے جس کی وجہ سے وہ بچوں کو پوری توجہ نہیں دے سکتے۔ ان کے ہر عمل سے باخبر نہیں رہ سکتے اور اس طرح بچے والدین سے کسی حد تک دور ہو گئے ہیں۔

دوسری وجہ بچوں کی مصروفیات ہیں۔ بچوں کا کچھ وقت اسکول میں گزر جاتا ہے۔ گھر میں آکر بھی وہ گھر میں نہیں ہوتے۔ کیونکہ گھر کے اوقات کی تقسیم بھی کچھ اس طرح سے ہے کہ کھانے وغیرہ سے فارغ ہونے کے فوراً بعد ہوم ورک، کھیل کود وغیرہ۔ لہٰذا ماں باپ بھی منتظر ہی رہتے ہیں کہ اپنے بچے کے ساتھ کب دل کی بات کریں۔ دونوں فریق اپنی اپنی مصروفیات کی مجبوریوں میں مقید ایک دوسرے سے دور ہوگئے اور یوں ایک نسل کی رسائی دوسری نسل تک ناممکن تو نہیں، مشکل ضرور ہوگئی، لیکن ان مشکلات کے باوجود بھی ہمیں اپنے بچوں کو سنبھالنا ہے۔ اُن کو مقصد حیات اور اپنی اعلیٰ اقدار سے آگاہ کرنا ہے۔ یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ ہم اپنی اس نعمت کو جسے قدرت نے اپنی خاص مہربانی سے ہمیں ودیعت کیا ہے حصولِ زندگی کی تگ ودو میں گنوا بیٹھیں اور جب وہ بچہ ہماری ہی کوتاہی سے بے راہ رو ہوجائے تو ہم تمام عمر کے لیے ایسا ناسور پال لیں، جس کا علاج ناممکن ہوجائے اور ہم تاحیات اپنی کوتاہی اور کوتاہ اندیشی کا ماتم کرتے رہیں۔ یہ دکھ ان سے پوچھیے جن کے بچے کسی وجہ سے بری صحبت، بری عادات، برے اخلاق وکردار کا شکار ہوجاتے ہیں۔ ان کے والدین روزانہ موت کی اذیت سے گزرتے ہیں لیکن مر نہیں سکتے۔ بعض تو اس حد تک نالاں ہوتے ہیں کہ اپنی موت کی دعائیں مانگتے ہیں کہ ایسی اولاد سے موت اچھی۔ ایسی صورت میں ہم اپنے بچوں کو تنقید کا نشانہ بناتے ہیں اور اپنی کوتاہیوں کا الزام بچوں کے سر تھوپ دیتے ہیں۔ بچے تو بچے ہیں، معصوم روحیں جو قدرت نے ہمیں انعام کردیں بالکل کورے کاغذ کی طرح۔ یہ والدین کا کام ہے کہ اُس پر کیا نقش ونگار بناتے ہیں اور اس پر کون سے نام لکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا نام لکھتے ہیں، ادب واحترام کے معنی سمجھاتے ہیں، پیار ومحبت کے نغمے رقم کرتے ہیں، خدمت وبے غرضی کے جذبے کے معنی سمجھاتے ہیں، جذبہ حب الوطنی کے معنی لکھتے ہیں، حقوق اللہ اور حقوق العباد کے معنی سمجھاتے ہیں یا اس کا عکس کندہ کرتے ہیں۔ بچے کی صورت میں ہمیں یہ ذہن ناکندہ تراش ودیعت ہوا۔ اس پر ہم جو کچھ کندہ کریں گے وہی پڑھیں گے اور وہی کچھ دنیا والے پڑھیں گے۔ پھر ہمیں بچوں سے گلہ کیوں؟ شکوہ کیوں؟ ہم جو کچھ بوئیں گے وہی کاٹیں گے۔ خدانخواستہ بچہ بے راہ رو ہو بھی جائے تو اس کا ساتھ نہ چھوڑیں۔ اسے مطعون کرنے کی بجائے اپنے پیار کا یقین دلاتے رہیں۔ کسی بھی بیمار ذہن کا علاج ”نفرت“ نہیں، محبت ہے، ”صبر آزمحبت۔“

شاہراہِ حیات پُرخار وناہموار ہے۔ جگہ جگہ عیاری ومکاری، بدکاری وبے راہ روی کے جال بچھے ہوئے ہیں۔ ایسا نہ ہو آپ کی نفرت آپ کے بچے کو کسی ایسے گڑھے میں پناہ لینے پر مجبور کردے جہاں سے واپسی کا راستہ گھر کی بجائے کسی برائی کے اڈے کو جاتا ہو۔ اس لیے ضروری ہے کہ بچوں کے ساتھ ہمارا رابطہ مضبوط بنیاد پر ہو۔ آج پوری ملت کی بے راہ روی سب کے سامنے ہے۔ اگر اس طوفان کو رخ نہ دیا گیا تو ہم کس قوم اور کس پاکستان کا ذکر کریں گے۔ ہماری ”اقدار کیا ہیں؟“ ”ہم کون ہیں؟ کیا تھے اور“ ہماری شناخت کیا ہے؟“ اپنے بچوں کو توجہ دیجیے۔ وقت دیجیے اور اپنی بے پناہ محبت کا یقین دلائیے۔ کوشش کیجیے آپ کے بچے آپ کے لیے اور ملک وقوم کے لیے باعث فخر ہوں۔

ایک بہو کی فریاد

ساس کے نام

زوجہ محمد ناصر

بیٹی ایک ایسا نام ہے جو پیدا ہوتے ہی ماں باپ کو پریشان کردیتا ہے کیوں؟ حالانکہ بیٹیاں تو اللہ تعالیٰ کی رحمت ہوتی ہیں اور بیٹے اللہ تعالیٰ کی نعمت۔ روزِ محشر رحمتوں کا کوئی حساب کتاب نہیں ہوگا جبکہ نعمتوں کا پورا پورا حساب لیا جائے گا پھر بھی لوگ رحمت کو ہی زحمت کیوں سمجھتے ہیں؟ ماں باپ کو بیٹیاں بہت ہی پیاری ہوتی ہیں مگر والدین کو ان کے دکھ بڑے لگتے ہیں۔ جس آنگن میں یہ جنم لیتی ہیں، جہاں والدین کے پیار میں، نازوں میں پلتی ہیں، جس آنگن کی خوشبو ان کے اندر رچ بس جاتی ہے تب انہیں اچانک پتہ چلتا ہے کہ وہ تو والدین کے گھر مہمان ہیں، انہیں ایک دن رخصت ہونا ہے اور سسرال ہی ان کا اصل گھر ہے۔ مگر سسرال جاتے ہی ساس بہو کو احساس دلاتی ہے کہ یہ گھر بھی اس کا اپنا نہیں ہے۔ ایک لڑکی جو اپنے، بہت پیارے رشتوں کو چھوڑ کر نئی جگہ صرف لڑکے کی خاطر یعنی شوہر کے لئے آتی ہے مگر ساس یہ برداشت نہیں کرپاتی کہ بہو اپنے میاں کے پاس بیٹھ جائے، وہ سمجھتی ہے کہ میرا بیٹا مجھ سے دور ہورہا ہے۔ اس کے اندر ایک خوف سا رہتا ہے حالانکہ ایسا نہیں ہے۔ ماں کی محبت بیٹے کے دل سے ختم نہیں ہوتی البتہ تقسیم ہوجاتی ہے اور اس محبت میں اس کی بیوی شریک بن جاتی ہے، مگر ماں چاہتی ہے کہ میرا بیٹا پہلے جیسا ہی رہے۔ اس طرح ساس بہو کی دشمن بن جاتی ہے اور اسے احساس دلاتی رہتی ہے کہ وہ اس گھر میں صرف خدمت کرنے آئی ہے۔ وہ کام کاج جو پہلے گھر میں روٹین سے ہوا کرتے تھے۔ اب رک جاتے ہیں اور فساد پڑ جاتا ہے کہ بہو کام نہیں کرتی اور یوں بہو قصوروار بن جاتی ہے۔ اگر ساس، بہو کو بیٹی بنا کرلائے تو پھر کوئی بہو بھی ایسی نہ ہوگی جو صحیح معنوں میں بہو بنے، سسرال والے بہو کو بہو بننے پر مجبور کردیتے ہیں۔ ایک عورت کا قصہ میں آپ کو سناتی ہوں، آپ خود سمجھ جائیں گے کہ ماں اور ساس میں کیوں فرق ہے؟ ایک عورت اپنے بیٹے اور بیٹی کی اکٹھی شادی کراتی ہے، محلے کی عورتیں مبارک دینے آتی ہیں کچھ عرصے بعد بیٹی کے بارے میں پوچھتی ہیں کہ داماد کیسا ہے؟ عورت بڑی خوشی سے بتاتی ہے کہ، بہت ہی پیارا بچہ ہے، میری بیٹی کا بہت دھیان رکھتا ہے، ہر وقت ناز اٹھاتے تھکتا نہیں ہے۔ کیا مجال جو ایک منٹ کی جدائی بھی برداشت کرے؟ عورتیں کہتی ہیں شکر کرو، بہن اچھا لڑکا مل گیا اس لئے تو کہتے ہیں (جس کی جائی خوش اس کی مائی خوش)...... ارے، بہن بیٹے کا سناؤ بہو کیسی ہے؟ سنا ہے، بہت خوبصورت ہے، ہم تو اسے ہی دیکھنے آئی ہیں۔ (عورت ناک چڑھا کر) ارے، بہن! کیا بتاؤں خوبصورت بیوی کیا ملی میرا بیٹا تو دیوانہ ہوگیا۔ بیوی کے آگے پیچھے چکر لگاتے نہیں تھکتا، سارا دن اسی کے پاس بیٹھا رہتا ہے۔ ماں تو اسے یاد ہی نہیں زمانہ ہی کچھ ایسا آگیا ہے۔ اب ماں کو کون پوچھے؟ ذرا سوچیے! اس عورت کے بارے میں وہی کام بیٹا کررہا ہے، وہی داماد کررہا ہے، داماد اچھا لگ رہا ہے، بیٹا برا لگ رہا ہے کیوں؟ اس لیے کہ بیٹی کے لیے دل میں پیار ہے مگر بہو کے لیے نہیں۔

تمام ساسوں سے میری گزارش ہے کہ ماں والا جذبہ پیدا کریں، آپ کی بہو خود بخود بیٹی بن جائے گی کیونکہ لڑکی کو سسرال میں پیار والا ماحول نہ ملے تو کوئی لڑکی کتنی بھی ذہین ہو اور خوبصورت کیوں نہ ہو اپنے ہی گھر میں ساس کے لئے اچھی بہو، شوہر کے لیے اچھی بیوی اور بچوں کے لئے اچھی ماں ثابت نہیں ہوتی۔ آپ اگر بیٹے کی محبت چاہتی ہیں تو بہو کو بھی بیٹی بنانا پڑے گا ورنہ دونوں سے ہاتھ دھو بیٹھو گی۔

پہلے بہو اور بیٹے کو سر پر بٹھائیں
بیٹا بیوی کی مانے تو پھر منہ بنائیں
بہو ناگن لگے پھر تو ساس کیا کرے
تنگ آکر کہے پھر انہیں لے خدا
انہیں لے لے خدا، انہیں لے لے خدا

اِس ہاتھ دے اُس ہاتھ لے

سیما انجم فرید

مریم بیٹا! جی ابو ابھی آئی۔ یہ کہتی ہوئی مریم کچن سے نمودار ہوئی وقار صاحب کہ ہاتھ میں اس نے کالج فارم دیکھے تو خوشی سے ان کی طرف لپک کر آئی۔ ابو میرا داخلہ ہوگیا۔ وقار صاحب نے مسکراتے ہوئے جواب دیا بیٹا! ابھی تو فارم لایا ہوں تم اپنی مرضی سے مضمون چن لو یہ ایک پرائیوٹ کالج ہے یہاں داخل کروانے کا یہ مقصد ہے کہ ماحول دینی ہے۔ تم وہاں جو مضامین رکھو گی تو ایک اضافی پیریڈ قرآن مجید کی تفسیر کا ہوگا، مریم کی امی دوران گفتگو وہاں آچکی تھیں تو تیزی سے بولیں اس اضافی پریڈ کی کیا ضرورت! میری بیٹی نے تو آٹھ سال کی عمر میں ماشاءاللہ سے قرآن مجید پڑھ لیا تھا۔ اتنی روانی سے عربی پڑھتی ہے۔

وقار صاحب نے ان پر ایک طنزیہ نظر ڈالتے ہوئے کہا ''تو گویا مریم کی قرآن کی تعلیم بس عربی تک پڑھنے کی تھی'' بیگم وقار ان کی بات سن کر پہلو بدل کر رہ گئیں۔

میٹرک تک تو مریم نے اپنی امی کی مرضی کے اسکول میں پڑھا تھا۔ جہاں کا نصاب یورپین نصاب کے مطابق تھا، اسلامیات کی کتاب صرف رٹائی جاتی تھی اور پڑھانے کا انداز نہایت خشک تھا۔

مریم نے اب کالج جانا شروع کردیا۔ تمام اساتذہ کا انداز سادہ اور دلنشین تھا، لباس میں بھی سادگی تھی۔ قرآن کی تفسیر کا پیریڈ ہفتے میں دو دن ہوتا تھا۔ مسز ضیاء قرآن مجید کے اہم موضوعات پر بات کرتی تھیں۔ آج مسز ضیاء نے سورۂ آل عمران کی اس آیت کا ذکر کیا۔ ''جب تک تم اپنی پسندیدہ چیز سے اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ نہ کروگے ہرگز بھلائی نہ پاؤ گے اور تم جو خرچ کرو اسے اللہ تعالیٰ بخوبی جانتا ہے۔''

مسز ضیاء پھر اس آیت کے حوالے سے تفصیل بتانے لگیں کہ ہمیں اللہ تعالیٰ کی راہ میں بہترین سے بہترین چیز دینی چاہئے۔ مریم نے مسز ضیاء سے پوچھا کہ میڈم ہمیں اللہ تعالیٰ کی راہ میں کس کی مدد کرنی چاہئے تو انہوں نے کہا کہ سب سے پہلے تو آپ کے اردگرد اگر مستحق لوگ ہیں جیسے پڑوسی، رشتے دار، دوست، کوئی بیوہ، یتیم یا مجاہدوں کی مدد کے لئے کچھ کرنا۔ مسز ضیاء کہنے لگیں قرآن کے یہ احکام ہر مسلمان کے لئے عملی نمونہ ہونے چاہئیں۔ مسلمان کو اگر اللہ تعالیٰ نے مال دے رکھا ہو تو بخل سے کام نہ لے۔ حدیث میں بخل کو ہلاکت کا باعث قرار دیا گیا ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی دن ایسا نہیں ہوتا جو بندوں پر گزرے اور جس دن صبح کو دو فرشتے (آسمان سے) نہ اترتے ہوں۔ ان میں سے ایک دعا کرتا ہے اللہ (اپنی راہ میں) خرچ کرنے والے کو اس کا بدل عطا فرما اور دوسرا یہ دعا کرتا ہے کہ اے اللہ بخیل کا مال تباہ کردے۔

مریم پر مسز ضیاء کی باتوں کا گہرا اثر ہوا، گھر آکر وہ روزمرہ کے معمولات پر غور کرنے لگی، صدر میں اس کے والد کی کپڑے کی دکان تھی، گھر میں خوشحالی تھی۔ مریم ان کی اکلوتی اولاد تھی کسی چیز کی کمی نہ تھی۔ اس کی امی اللہ تعالیٰ کی راہ میں وہ چیز نکالتی تھیں جو خود ان کے لیے بے کار ہو چکی ہو۔ مریم سوچ رہی تھی کہ ابھی کچھ دن پہلے اس کی امی نئے کپڑوں کی خریداری کا ذکر کر رہی تھیں کہ خاندان میں کچھ تقریبات اکٹھی آرہی ہیں اس لئے اپنے اور مریم کے نئے جوڑے بنانے ہیں۔ وقار صاحب نے سوالیہ انداز میں پوچھا ارے تمہارے ان کپڑوں کا کیا ہوا جو پچھلے سال بنائے تھے اور کپڑوں سے تو تمہاری الماری بھری پڑی ہے۔''

ارے وہ سب تو آوٹ آف فیشن ہوگئے۔'' بیگم وقار چمک کر بولیں

وقار صاحب کو یاد آیا کہ ان کا سیلز مین عمر اپنی یتیم بھانجیوں کی شادی کا ذکر کر رہا تھا کہ اگر کچھ جوڑے اچھی حالت کے مل جائیں تو ان غریب کی بھی مدد ہو جائے۔ وقار صاحب نے لوہا گرم دیکھ کر اس وقت بیگم وقار سے ذکر کردیا۔ بیگم وقار اپنا منہ کھول کر اظہار کرچکی تھیں، اس لئے چاروناچار الماری کھول کر کھڑی ہوگئیں۔ اب جو جوڑوں پر نظر ڈالی تو ہر جوڑے پر دل آرہا۔ ارے اس پر تو کالے اور گولڈن موتیوں کا کام کتنا اچھا لگ رہا ہے اور اس سوٹ پر گوٹے کا کام تو میں نے ملتان سے کروایا تھا اور اس سوٹ کا کلرفل دوپٹہ کتنا پیارا لگتا ہے۔ ابھی تو میرے سوٹ اتنے خراب نہیں ہوئے۔ آپ ان لڑکیوں کی کچھ پیسوں سے مدد کردیں۔ یہ کہہ کر کھٹاک سے الماری بند کردی۔

وقار صاحب ٹھنڈی سانس لے کر رہ گئے۔ انہوں نے پھر خود کچھ نئے جوڑوں کا انتظام کیا اور ان یتیم لڑکیوں کی مدد کی۔

مریم کو کل کا تازہ واقعہ بھی یاد آیا۔ مریم کی امی چھٹی کے روز گھر میں خاص قسم کے کھانے کا اہتمام کرتیں۔ آج چکن پلاؤ، کباب اور مٹن کڑاہی تھی۔ گھر والے جب کھانے کے لئے بیٹھے تو وقار صاحب نے بیگم وقار سے کہا کہ ماسی رحمت کو بھی کچھ تازہ کھانے میں سے دے دو...... ماسی رحمت ان کے گھر کام کرتی تھیں۔ ارے جو کل کے بچے ہوئے کھانے فریج میں رکھے ہیں وہ کون کھائے گا؟ بیگم وقار تیزی سے بولیں اور ماسی رحمت کو فریج کا کھانا گرم کر کے دے دیا۔

مریم ہوش سنبھالنے کے بعد سے گھر میں ایسے منظر دیکھتی آرہی تھی، لیکن آج اس کے دل کی آنکھیں کھل چکی تھیں۔ آج وہ گہری سوچ میں ڈوبی ہوئی تھی۔ اسے یہ حدیث یاد آرہی تھی جو مسز ضیاء نے بتائی تھی۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''رشک صرف دو آدمیوں پر ہی کیا جاسکتا ہے کہ ایک تو وہ شخص جسے اللہ نے قرآن کے علم سے نوازا ہو اور وہ دن رات اس کی تلاوت میں مشغول رہتا ہو۔ دوسرا وہ جسے اللہ نے مال عطا کیا ہو اور وہ اچھے کاموں میں خرچ کرتا ہو۔''

بیگم وقار کافی دیر سے مریم اور اس کے ابو کا انتظار کر رہی تھیں۔ مریم گرمیوں کے کپڑوں کی خریداری کے لئے گئی ہوئی تھی۔ بیگم وقار تو مریم کے لئے ہر روز نیا سوٹ چاہتی تھیں، گاڑی رکنے کی آواز آئی دونوں لدے پھندے اندر آئے۔ مریم نے پانچ شاپنگ بیگ ماں کو پکڑائے۔ انہوں نے شاپنگ بیگ کھولے تو ہر بیگ میں ایک ڈیزائن کے دو جوڑے دیکھے تو وہ حیران ہوکر پوچھنے لگیں کہ مریم تم نے ایک جیسے دو سوٹ کیوں لیے؟

تو مریم نے کہا کہ پیاری امی!

پڑوس میں جو یتیم نجمہ ہے جسے ہر سال آپ میرے پرانے سوٹ دیتی ہیں، اس کے لئے لائی ہوں۔

ارے ایک ساتھ اکٹھے پانچ سوٹ۔ بیگم وقار بلبلا اٹھیں کوئی ضرورت نہیں غریب کا دماغ خراب کرنے کی تم پرانے کپڑے اسے دے دو، مریم نے ایک نظر ان پر ڈال کر کہا پیاری امی! پہلے میں آپ کی نظر سے دیکھتی تھی۔

اب اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے قرآن کی تعلیم نے میرے دل کی آنکھیں کھول دی ہیں۔ اب اللہ تعالیٰ کی راہ میں گھسے ہوئے سوٹ یا فریج کے پرانے کھانے نہیں جائیں گے بلکہ ہم جو پہنتے اور کھاتے ہیں وہی کسی مستحق کو دیں گے اور مجھے یقین ہے کہ آپ میری محبت میں سب سے اچھا مجھے دینا چاہتی ہیں تو اللہ تعالیٰ جو سب سے زیادہ حق رکھتا ہے کیا آپ اس کی راہ میں سب سے اچھا نہیں دیں گی...... بیگم وقار کی آنکھوں میں شرمندگی کے آنسو آگئے۔ انہوں نے مریم کو پیار سے گلے لگایا اور بولیں کہ اب اس گھر میں وہی ہوگا جو اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔ وقار صاحب یہ دیکھ کر نمناک آنکھوں سے طمانیت سے مسکرائے کہ وہ جو سالوں کی محنت سے بیوی کو دین کا عملی راستہ نہ سمجھا سکے آج ان کی بیٹی نے یہ کام کردیا۔ آج مریم کو دینی کالج میں داخل کروانے کا مقصد پورا ہوگیا تھا۔

محبت وعقیدت کے قلم سے ایک قابل قدر اور عظیم المرتبت ماں کیلئے خراج تحسین

امی عائشہ رضی اللہ عنہا

فدا ہا ابی و امی

محبوب دو جہاں ﷺ کی محبوب رفیقہ حیات کی سرگزشت حیات

- ایک بے مثال ماں کی سیرت طیبہ کا نقشہ اور منظر
- سیرت وعادات کی ایک جھلک
- روحانی اولاد کیلئے ایک بہترین مشعل راہ

مؤلف: مولانا عبدالمالک
مدرس دارالعلوم الصفہ سعید آباد کراچی

ناشر: اسلامی کتب خانہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی
021-4927159

اُمید کا پھل

ع۔ص پراچہ

شادی...... شادی۔ میں تنگ آ گیا ہوں اس نام سے، نہیں کرنی مجھے شادی۔ آپ لوگوں نے شادی کو کھیل بنا رکھا ہے۔ کتنی شادیاں کروائیں گی میری، دو شادیاں تو کر چکا ہوں اگر اولاد میری قسمت میں نہیں تو کسی صورت میں بھی نہیں ہوگی اور اگر قسمت میں ہے تو انہی میں سے ہو جائے گی۔ آصف جب بھی گھر آتا تو اسی بات کا رونا رویا جاتا کہ اولاد نہیں ہے۔ دونوں بہنوں اور ماں کا تقاضا تھا کہ وہ شادی کرے کیونکہ انہوں نے بہت انتظار کیا، لیکن اولاد نہ ہوئی۔

آصف کی سات سال پہلے نادیہ سے شادی ہوئی تھی نادیہ اس کی تایازاد تھی۔ نادیہ بہت اچھی بیوی، بھابی اور بہو ثابت ہوئی، گھر آتے ہی تمام ذمہ داریاں سنبھال لیں۔ لیکن چار سال گزرنے کے باوجود اس کے ہاں کوئی اولاد نہ ہوئی۔ گھر والوں نے آصف سے کہا کہ وہ دوسری شادی کر لے لیکن وہ کسی طور پر رضامند نہ ہوا۔ اس کے گھر والوں نے نادیہ پر ظلم کرنا شروع کر دیا اور اس سے کہا کہ وہ اسے مجبور کرے ورنہ اسے جان سے مار ڈالیں گے۔ پھر آخر کار نادیہ کے مجبور کرنے پر اس نے صبا سے شادی کر لی۔ آصف نے نادیہ سے عہد لیا کہ وہ اسے کبھی بھی نہیں چھوڑے گا اور وہ اس میں اور صبا میں کوئی فرق نہیں رکھے گا۔

اب صبا سے شادی کیئے ہوئے تین سال گزر رے گئے، لیکن اولاد نہ ہوئی، پھر گھر والوں کا اصرار بڑھتا چلا گیا کہ وہ اور شادی کرے۔ اس کے گھر والوں کو نادیہ کے ساتھ ساتھ صبا سے بھی نفرت ہو گئی۔ ان کا ایک ہی بیٹا تھا اور وہ بھی اولاد سے محروم تھا۔ ''بیٹا! میں تمہیں کبھی معاف نہیں کروں گی تمہیں دوزخ میں جلنا ہوگا تمہیں ماں کی خوشی عزیز نہیں، بیٹے تو ماں کی خوشی پر قربان ہو جاتے ہیں، مجھے بہت شوق ہے پوتے پوتیاں کھلانے کا، بیٹا میں تمہارے آگے ہاتھ جوڑتی ہوں میری بات مان لو، ان دونوں کو چھوڑ دو یہ تمہارے کام کی نہیں ہیں تم اور شادی کر لو۔ تم یہی کہتے ہو کہ یہ سارا بوجھ میں کیسے جھیلوں گا تین تین بیویوں کا تو تم نادیہ اور صبا کو چھوڑ دو، عظمیٰ سے شادی کر لو'' آصف کی ماں نے احتجاج کرتے ہوئے کہا۔

آصف چپ کر کے نادیہ کے کمرے میں چلا آیا۔ نادیہ بیٹھی رو رہی تھی۔ آصف اللہ تعالیٰ کے لئے مجھے مت چھوڑنا میں تمہارا بوجھ نہیں بنوں گی۔ نادیہ تم نے یہ کیسے سوچ لیا کہ میں تمہیں چھوڑ دوں گا کبھی بھی نہیں۔ میں ایسا سوچوں گا بھی نہیں۔ میں تو انہیں ٹالنے کیلئے کہہ رہا تھا کہ بوجھ کیسے اٹھاؤں گا۔ اولاد تو اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہوتی ہے کیا پتہ اللہ تعالیٰ تمہیں ہی اولاد سے نواز دے۔ اچھا چپ کر جاؤ میں ذرا صبا کے کمرے میں جا رہا ہوں، تم فکر نہ کرو اللہ تعالیٰ بہتر کرے گا۔

صبا اندر بیٹھی رو رہی تھی۔ ''صبا کیوں رو رہی ہو؟ تم تو بہت صبر والی تھی۔'' ''ہاں میرے سرتاج! جب گھر لٹ رہا ہو تو صبر نہیں رہتا۔ مجھے طلاق نہ دینا میں تمہاری اور تمہاری بیوی کی خدمت کروں گی، میں اپنا بوجھ خود اٹھا لوں گی، کبھی شکوہ نہ کروں گی۔'' ارے صبا! تم نے یہ کیسے سوچ لیا کہ میں تمہیں چھوڑ دوں گا تم نے تو مجھے محبت دی، میری خدمت کی، میرے گھر والوں کی خدمت کی، مجھے ہمیشہ راحت پہنچائی، ان تین سالوں میں تم نے کبھی نہ مجھ سے لڑائی کی اور نہ نادیہ سے اور نہ ہی کبھی کسی اور سے، تم میری زندگی کا حصہ ہو، اب پریشان مت ہونا۔ یہ کہہ کر آصف باہر آ گیا۔ امی جیسا آپ چاہیں گی ویسا ہی ہوگا، لیکن میری ایک شرط ہے کہ میں نادیہ اور صبا کو اپنے ساتھ ہی رکھوں گا اور اگر تیسری شادی کرنے پر بھی اولاد نہ ہوئی تو پھر میں کبھی شادی نہیں کروں گا اور نہ ہی ان سب کو چھوڑوں گا۔ بیٹا مجھے تمہاری ہر شرط منظور ہے، پر شادی کر لو۔

نادیہ ادھر آؤ آصف نے نادیہ کو پکارا تو وہ آنسو صاف کرتی ہوئی صحن میں آ گئی۔ پھر اس نے صبا کو پکارا تو وہ بھی صحن میں آ گئی، اس کی ہچکی بندھ رہی تھی رو رو کر۔ سب غور سے میری بات سن لو۔ نادیہ تم بھی صبا تم بھی امی اور باجی آپ لوگ بھی کہ اگر آپ میں سے کسی نے آپس میں لڑائی کی یا ایک دوسری کو طعنہ دیا تو میں یہ گھر اور آپ سب کو چھوڑ کر یہاں سے ہمیشہ کے لئے چلا جاؤں گا میں پہلے ہی بہت پریشان ہوں۔

عظمیٰ بیاہ کر آصف کے گھر آ گئی۔ آصف نے شادی کے پہلے دن ہی عظمیٰ کو مخاطب کر کے کہہ دیا کہ ''تم اس گھر میں تو آئی ہو لیکن تمہیں یہ بھی پتہ ہوگا کہ دو سوتنیں پہلے بھی موجود ہیں اور اب تم تیسری عورت ہو جو میری زندگی میں آئی ہو، اس بات کا خاص خیال رکھنا کہ آپ سب آپس میں لڑائی مت کرنا ورنہ میں یہ گھر چھوڑ جاؤں گا۔ یہ میں نے انہیں بھی سمجھا دیا ہے اور تمہیں بھی''۔ عظمیٰ ہر وقت چپ چاپ رہتی، کبھی بھی کسی سے کوئی بات نہ کرتی، ہر وقت کمرے میں گھسی رہتی، اسے کسی سے کوئی دلچسپی نہ تھی۔ یونہی کرتے کرتے سال گزرتے گئے، لیکن اس کے آنگن میں کوئی پھول نہ کھلا۔ اماں یہ خوشیاں دیکھے بغیر ہی اس دنیا سے چلی گئیں، سات سال کے طویل عرصہ میں اس کے ہاں کوئی اولاد نہ ہوئی۔ پھر ایک دن اچانک آصف کو دفتر میں فون آیا کہ نادیہ کی طبیعت خراب ہے اور اسے ہسپتال لے جانا ہے، یہ فون صبا نے کیا تھا۔ آصف فوراً گھر پہنچا تو نادیہ کو ہسپتال لے گئے۔ ڈاکٹر نے خوشخبری سنائی۔ آج وہ بہت خوش تھا کیونکہ آج 14 سال بعد اسے ایسی خبر ملی جس کو سننے کو سب ترس رہے تھے، لیکن آج ماں زندہ نہ تھی جسے بہت خواہش تھی، اب ہر طرف خوشیاں ہی خوشیاں بکھری ہوئی تھیں، لیکن عظمیٰ جو اولاد کے لئے بیاہی گئی تھی وہ بانجھ تھی۔ نادیہ کے ہاں بہت پیارا سا بیٹا ہوا اور کچھ عرصہ بعد صبا کے ہاں بھی بیٹا ہوا، لیکن کچھ عرصہ بعد وہ اس دنیا سے چلی گئی۔ نادیہ بہت رو رہی تھی کیونکہ ہر مشکل میں صبا ہی نے اس کا ساتھ دیا، وہ 10 سال اس کے ساتھ رہی، لیکن ہمیشہ بہنوں کی طرح ہر وقت اس سے محبت و پیار سے پیش آتی۔ دس سال کی رفاقت ختم ہو گئی وہ اکیلی رہ گئی۔ عظمیٰ کا رویہ ایسا ہی رہا۔ اب تو وہ ہر وقت کمرہ بند کئے رکھتی۔

نادیہ صبا کے بیٹے کو بھی اپنے ہی بیٹے جیسا پیار کرتی اور ہمیشہ اس کو احسان ہی کہتی تھی کیونکہ وہ صبا کے احسان کا بدلہ احسان ہی تھا۔ وہ پھر سے نادیہ آصف ہی بن گئی جو آصف کی تھی، لیکن اس کے دل میں صبا کی جدائی کا بہت دکھ تھا۔ ہمیشہ یہی کہتی تھی کہ اگر آج صبا بھی ہوتی تو زندگی بہت خوشگوار ہوتی۔ میری بہن صبا! آج میں تمہارے بغیر اکیلی ہوں، تم نے ہمیشہ میرا دکھ بانٹا۔ ہاں صبا! تمہاری نشانی تمہارا بیٹا اور میرا بیٹا۔ ہم دونوں کے بیٹے۔ ہمارا صبر رنگ لایا ہم نے اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کیا اس نے ہمیں امید کا پھل عطا کیا۔

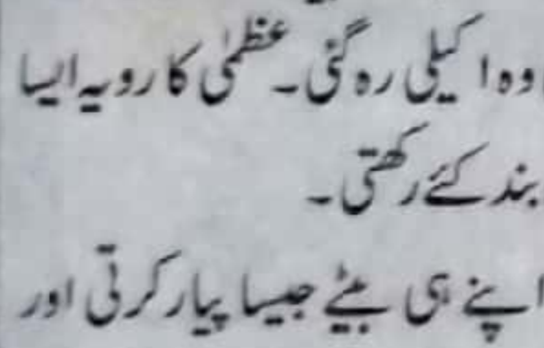

واضح فرق

صرف چند یوم میں

فری ہوم ڈیلیوری سروس

Slimming Ice Tea

2 کپ روزانہ استعمال سے بڑھا ہوا پیٹ اور وزن کم کریں

بغیر ڈائٹنگ ۔ بغیر ورزش ۔ بغیر سائیڈ افیکٹس

گرما گرم موسم میں ٹھنڈی ٹھنڈی چائے

کراچی 0300-2184131

لاہور 0300-4577957

ملتان 061-518811 منڈی بہاؤالدین 501276

رحیم یار خان 0731-78812 ڈی جی خان 0641-468866

فیئر فٹنس

چائے صبح کی ناگزیر ضرورت نہیں

فرحت جہاں

چائے کی مقبولیت کی ایک اہم وجہ نت نئی خوشبو والی چائے کے برانڈ ہیں، پسندیدہ خوش بو کی مہکتی اور مزے دار چائے کے گھونٹ فرحت بخش بلکہ صحت بخش بھی ثابت ہوتے ہیں۔

سردی کے موسم میں چائے پینے کے بعد جسم میں حرارت کی لہر دوڑ جاتی ہے اور موسم کی کلفتیں گریز پا نظر آتی ہیں۔ اس طرح زعفران آمیز چائے بھی سردی کے زکام کے لیے بہت مفید ثابت ہوتی ہیں۔ اس کے علاوہ گرمیوں کے موسم میں آپ چائے میں لیموں اور برف ملا کر پی سکتے ہیں۔ اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ مختلف خوشبوؤں کے ساتھ چائے کا نباہ ہو جاتا ہے جبکہ کافی کے لیے یہ مشکل ہے بلکہ اب تو چائے میں بھی تھوڑی کافی کی آمیزش بھی گوارا کر لی جاتی ہے۔

چائے سے مراد تین قسم کی چائے ہوتی ہے۔ سبز اولونگ اور سیاہ چائے۔ یہ ایک پودے ''کیملیا سائی نین سس'' کی پتیاں ہوتی ہیں۔ خوش بودار سیاہ چائے میں پھولوں کی پتیاں اور خوشبودار تیل ملا دیے جاتے ہیں، اس کے علاوہ نباتاتی چائے میں چائے کی بجائے کسی اور پودے کی پتیاں شامل ہوتی ہیں۔ اس لیے ان کی اپنی دوائی خصوصیات ہوتی ہیں جیسے آپ بنفشہ کے جوشاندے کو چائے کہہ سکتے ہیں۔

سائنس دانوں کے مطابق چائے پینے والوں کے لیے ان مرکبات سے قلب کے امراض اور سرطان کے خطرات بہت کم ہو جاتے ہیں۔ چائے کی شفائی خصوصیات کے سلسلے میں اب تک نصف درجن سے زیادہ طبی جائزے لیے جا چکے ہیں، جن کے نتائج سے اسے قطعی طور پر مانع امراضِ قلب اور سرطان قرار نہیں دیا جا سکتا، لیکن ان سے اتنا ضرور ثابت ہوتا ہے کہ چائے کے باقاعدہ استعمال سے نقصان نہیں ہوتا بلکہ فائدہ ہی ہوتا ہے۔ ایک مطالعے سے یہ بات سامنے آئی ہے کہ چھ ماہ تک فی ہفتہ کم از کم ایک پیالی سبز چائے پینے والے **900** چینی، سبز چائے نہ پینے والوں کے مقابلے میں غذائی نالی کے سرطان سے محفوظ پائے گئے۔ اسی قسم کے مختصر اور محدود ایسے ہی مطالعوں سے یہ بات بھی سامنے آئی ہے کہ سبز چائے پینے والے، معدے، بانقراس (لبلبہ) جلد اور پھیپھڑوں کے سرطان سے بھی محفوظ پائے گئے ہیں۔

کہا جاتا ہے کہ چائے سے وہی فائدے حاصل ہوتے ہیں بلکہ چائے پالک کے جوشاندے سے زیادہ خون کی چکنائیاں اور بلڈ پریشر کم کرتی ہے۔ اس وجہ سے کہا جاتا ہے کہ چائے پینے کے فائدے بھی ہیں، لیکن یہ جسم کی ناگزیر ضرورت نہیں ہے۔

کیا آپ کے بچے کو بخار ہو گیا ہے؟

ننھے منھے گول مٹول پیارے بچوں کی صحت ماں باپ کے لئے تسلی کا باعث بنتی ہے۔

چھوٹے بچوں کو بخار ہو جائے تو پورا گھرانہ پریشانی میں مبتلا ہو جاتا ہے...... ایک سمجھ دار ماں بچے میں بخار کی ابتدائی علامات دیکھ کر فوراً بھانپ لیتی ہے اور بخار کی روک تھام کے لئے تگ و دو کرنے لگتی ہے۔

بخار میں بچے کا جسم گرم ہو جاتا ہے، وہ زیادہ رونے لگتا ہے اور دودھ پینے میں اس کی دلچسپی بالکل ختم ہو جاتی ہے۔ ایسا ہے تو بچے کے جسم کا ٹمپریچر فوراً معلوم کرنا چاہئے اور مندرجہ ذیل باتوں پر عمل کریں:

❁ زیادہ تیز بخار ہو تو ٹھنڈے پانی کی پٹیاں جسم پر لگانے سے ٹمپریچر کم ہو جاتا ہے۔

❁ پٹیوں سے بخار کم ہو جائے تو پھر بخار ختم کرنے والی کوئی دوا مثلاً پیراسٹامول شربت وغیرہ دینا چاہئے۔

❁ چھوٹے بچوں کو دوا کے طور پر اسپرین یا ڈسپرین وغیرہ بالکل نہ دی جائے، اس سے دماغی بیماری واقع ہو سکتی ہے۔

❁ 6 یا 7 ماہ کی عمر میں جب بچے کے دانت نکلنا شروع ہوتے ہیں تو اس وقت بھی بخار ہو سکتا ہے یا حفاظتی ٹیکے لگوانے کے بعد بخار ہو سکتا ہے۔ دونوں صورتوں میں بخار ہو سکتا ہے۔ اس حالت میں پیراسٹامول شربت پلا دینا کافی ہوتا ہے۔

❁ بخار کے دوران بچے کی صفائی کا خاص طور پر خیال رکھا جائے۔

❁ بخار کے دوران اینٹی بائیوٹک دوا کا استعمال ڈاکٹر کے مشورے کے بغیر نہ کیا جائے۔

(مرسلہ: بنت عبدالحکیم بورے والا)

ساگ رے ساگ

عظمیٰ گیلانی لاہور

ایک وقت تھا کہ گھروں میں مٹی کی بڑی سی ہانڈی میں ساگ پکایا جاتا تھا۔ بڑی بوڑھیاں بازار سے ساگ کے پتے چن چن کر خرید کے لاتیں، گھر آ کر ایک خاتون ساگ کے پتے اچھی طرح صاف کرتی دوسری ''دات'' کے ساتھ کاٹتی جاتیں اور ساتھ ہی چولہے پر چڑھی ہانڈی میں ڈالتی جاتیں۔ جب ساگ ایک حد تک پک جاتا تو اس میں خوب گھوٹا لگایا جاتا اور جب یکجان ہو جاتا تو چولہے سے نیچے اتار لیا جاتا۔ گرم گرم ساگ کی لپٹیں صرف گھر کو ہی نہیں اڑوس پڑوس کو بھی اپنی لپیٹ میں لے لیتیں۔ ساگ پکانے کے بعد گھر والے پڑوسیوں کے ہاں ساگ کا ''تحفہ'' بھجوانا اپنا فرض تصور کرتے تھے۔ خود جب کھانے کا موڈ ہوتا تو پہلے پیاز کا تڑکہ تیار کر کے ساگ میں ڈالا جاتا ہے اور اس کے بعد ساگ میں مکھن کا بڑا سا پیڑا ڈال کر پیش کیا جاتا۔ مگر اب یہ روایت کہیں کہیں رہ گئی ہے۔ اکثر لوگ تو اب اس کا ذائقہ تک بھول چکے ہیں۔ اس کی ایک بڑی وجہ ماڈرن کھانوں کی بہتات بھی ہے۔ حالانکہ ساگ بہت ہی مقوی غذا ہے۔

ماہرین خوراک نے تجربات کے بعد بتایا ہے کہ جتنا بھی ہرے پتوں کا رنگ ہے وہ کھانے کے بعد جسم کے اندر خون بن جاتا ہے۔ دودھ جس کی افادیت کی ساری دنیا قائل ہے دیکھا جائے تو اصل میں ہرے پتوں کا رس ہے جسے کھا کر گائے دودھ میں تبدیل کر دیتی ہے۔ ساگوں میں سوڈیم کیلشیم، کلورین، فاسفورس، فولاد اور وٹامن اے، بی، سی موجود ہوتے ہیں۔ پاکیزہ خون پیدا کرنے کے لئے تمام ساگ اعلیٰ مقاصد رکھتے ہیں۔ آپ بھی آج ساگ پکا کر اس کا لطف تو اٹھا کر دیکھئے۔

آپ کا دستر خوان

گلاب جامن:

اشیاء: پھیکا ماوا ایک پاؤ۔ میدہ تین کھانے کے چمچ۔ انڈہ ایک عدد۔ چینی تین پیالی۔ زردے کا رنگ دو چٹکی۔ کھانے کا سوڈا 1 چٹکی۔ سبز الائچی پسی ہوئی 1 چمچ۔ پانی تین کپ۔ گھی/تیل ڈیپ فرائی کے لئے۔ پستہ 10 عدد باریک کٹا ہوا۔

ترکیب: پھیکے سفید ماوے میں میدہ، زردے کا رنگ، الائچی، کھانے کا سوڈا، دو کھانے کے چمچ گھی اور انڈا مکس کر کے اچھی طرح گوندھ لیں۔ اس آمیزے کو پندرہ منٹ پڑا رہنے دیں پھر درمیانے سائز کے لڈو بنالیں۔ ہلکی آنچ پر کڑاہی میں گھی گرم کریں اور اس میں لڈو تلتی جائیں۔ رنگ گہرا بھورا ہونے پر نکال لیں۔ ایک دیگچی میں تین کپ پانی میں تین کپ چینی شامل کر کے شیرہ بنالیں پھر اس کو اتنا پکائیں کہ دو تار کا شیرہ بن جائے۔ اس کے بعد گلاب جامن تل تل کر شیرے میں ڈالتی جائیں۔ جب سب تل جائیں تو شیرے میں اوپر پستہ چھڑک کر پندرہ منٹ کے لئے گلاب جامن اسی شیرے میں ہی رہنے دیں۔ لذیذ گلاب جامن تیار ہیں۔

رس ملائی:

اشیاء: تازہ دودھ دو کلو۔ ملک پاؤڈر (سوکھا دودھ) تین کپ۔ انڈے دو عدد۔ الائچی کے دانے پسے ہوئے آدھا کھانے کا چمچہ۔ چینی 1 کپ۔ بیکنگ پاؤڈر 1 کھانے کا چمچہ۔ بادام 6 سے آٹھ باریک کٹے ہوئے (چھلکے اتار کر)۔ پستہ 4 یا 6 عدد کٹے ہوئے۔

ترکیب: ملک پاؤڈر میں بیکنگ پاؤڈر مکس کر کے انڈوں کی مدد سے سخت سا گوندھ لیں۔ پہلے ایک انڈہ ڈال کر سخت گوندھیں اگر ایک انڈے سے آمیزہ گوندھ جائے اور لچکدار ہو تو ٹھیک ہے ورنہ دوسرا آدھا انڈا مزید ڈال کر گوندھیں۔ اب اس سے پندرہ بیس چھوٹی چھوٹی گول یا لمبی گولیاں بنا کر ڈھک کر رکھ دیں۔ پھر ایک دیگچی میں دودھ میں چینی اور الائچی ڈال کر جوش دے کر آنچ دھیمی کر کے گاڑھا سا ہونے تک تقریباً آدھا گھنٹہ پکنے دیں، پھر اس میں بادام پستہ اور ملک پاؤڈر کی گولیاں ایک ایک کر کے ڈال کر ان کو پھولنے پر الٹتے پلٹتے رہیں۔ پھر اتار کر ٹھنڈا ہونے پر فریج میں رکھ کر مزید ٹھنڈا کر کے نوش فرمائیں۔

نمک پارے:

اشیاء: میدہ دو کپ۔ سفید زیرہ موٹا پسا ہوا۔ نمک آدھا کھانے کا چمچہ۔ میٹھا سوڈا آدھا کھانے کا چمچہ۔ سرخ مرچ آدھا کھانے کا چمچہ۔ تیل/گھی تلنے کے لئے حسب ضرورت۔

ترکیب: میدے میں تمام اشیاء مکس کر کے ذرا سخت سا گوندھ لیں۔ پندرہ منٹ کے بعد روٹی کی طرح پیڑے بنا کر بیل لیں، پھر چھری کی مدد سے لمبائی میں ڈیڑھ انچ چوڑی پٹیاں کاٹ کر انہیں نمک پاروں کے ڈیزائن کی طرح آڑے پیس کاٹ کر پہلے سے گرم تیل میں ہلکی آنچ پر تلتی جائیں، ہلکے سے براؤن ہونے پر نکال لیں۔ اصلی نمک پارے تیار ہو جائیں گے۔

بنگالی رس گلے:

اشیاء: دودھ ایک کلو۔ کھویا ایک پاؤ۔ میدہ ایک پیالی۔ چینی تین پیالی۔ الائچی آٹھ عدد۔ پھٹکری ایک چمچ۔

ترکیب: دودھ کو پکنے کے لیے رکھ دیں اور پکنے پر اس میں پھٹکری ڈال دیں۔ جب دودھ پھٹ جائے تو اتار لیں اور نچوڑ کر پنیر تیار کریں۔ اب اس میں کھویا اور میدہ ملا کر کافی دیر تک ہاتھ کی ہتھیلی سے مسلیں جتنا زیادہ سے زیادہ اسے مسلا جائے گا اتنا ہی رس گلہ نرم ہوگا، اس کے بعد الائچی چھیل کر اس کے دانے نکال لیں اور رس گلے بناتے وقت درمیان میں دو دو دانے ڈالتے جائیں۔ اب چینی میں پانی ڈال کر چاشنی تیار کر لیں اور تیار ہونے پر رس گلے اس میں ڈالتی جائیں جب رس گلے پھول جائیں تو اتار لیں اور ٹھنڈے ہونے پر پیش کریں۔

آلو کے پراٹھے:

اشیاء: آلو آدھا کلو۔ آٹا تین کپ۔ ہری مرچ 6 عدد۔ پیاز دو عدد۔ گرم مصالحہ ایک چمچ۔ دھنیا ایک چمچ۔ تیل حسب ضرورت۔ میدہ تین کپ۔ ادرک ایک چمچ۔ ہرا دھنیا حسب ضرورت۔ سفید زیرہ ایک چمچ۔

ترکیب: میدہ اور آٹا ایک برتن میں ڈال کر اچھی طرح گوندھیں اور آٹے میں دو چمچ نمک ڈالیں۔ اب آلو ابال کر چھیل لیں اور باریک پیس لیں اور ساتھ ہی مرچیں، گرم مصالحہ، نمک، زیرہ، دھنیا، سب کو پیس کر ملا لیں۔ پھر پیاز، ادرک، ہرا دھنیا، ہری مرچیں، باریک باریک کاٹ کر اس میں ملا لیں۔ اب آٹے کے چھوٹے چھوٹے پیڑے بنا کر رکھیں۔ ایک پیڑا بیل کر اس پر آلو کی تہہ لگا دیں۔ پھر دوسرا پیڑا بیل کر پہلے کے اوپر رکھ کر کنارے اچھی طرح ملا لیں۔ پھر پہلے سے گرم کیے ہوئے توے پر تیل ڈال کر پراٹھے کو اس میں ڈال دیں جب پک جائے تو اتار لیں، اس طرح آلو کے پراٹھے تیار ہوتے جائیں گے۔

قیمے کے پکوڑے:

اشیاء: قیمہ 1 پاؤ، بیسن 1 کپ۔ پیاز دو عدد۔ آلو پاؤ۔ لیموں دو عدد۔ پالک ایک گڈی۔ سبز مرچ تین عدد۔ سرخ مرچ ایک چمچ۔ دھنیا حسب ضرورت۔ انار دانہ ایک چمچ۔ نمک حسب ذائقہ۔

ترکیب: سب سے پہلے قیمے کو ایک بڑے پیالے میں ڈالیں، پھر اس میں پیاز، آلو، پالک، دھنیا اور سبز مرچیں باریک کاٹ کر ڈال دیں۔ اس کے بعد دونوں لیموں کا رس نکال کر اس میں شامل کر دیں، پھر اس میں تمام مصالحہ جات ڈال کر اچھی طرح مکس کریں۔ اس تمام مکسچر کو آدھے گھنٹے کے لیے رکھ دیں، پھر ان کو پکوڑوں کی طرح تیل میں تل لیں قیمے کے پکوڑے تیار ہو جائیں گے۔

کریم ملائی:

اشیاء: دودھ ایک پاؤ۔ انڈے دو عدد۔ چینی حسب ذائقہ۔

ترکیب: کسی برتن میں انڈے توڑ کر اس میں چینی ملا لیں اور خوب اچھی طرح اس آمیزے کو پھینٹیں، اس کے بعد اس میں دودھ ڈال دیں۔ دودھ ڈالنے کے بعد کسی چھلنی میں اس آمیزے کو چھان لیں اور اس آمیزے کو بہت ہلکی آنچ پر پکائیں پھر 25 منٹ بعد اسے کسی برتن میں نکال کر فریج میں رکھ دیں اور ٹھنڈا ہونے پر نوش کریں۔

م بنت شبیر احمد قریشی۔ جویریہ اختر، مصباح عروج

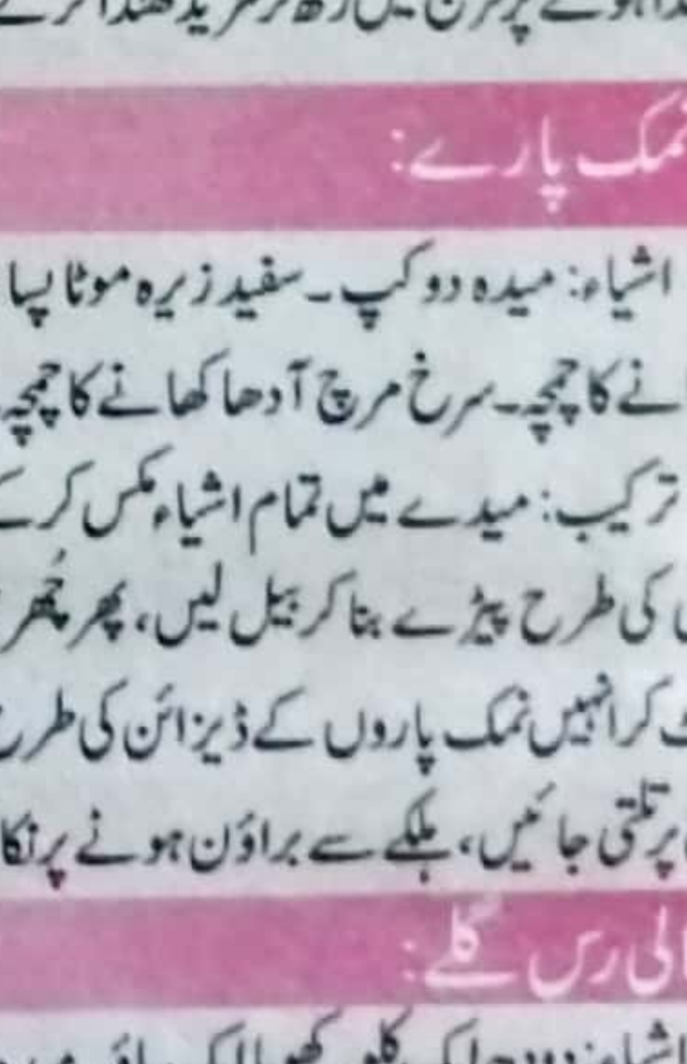
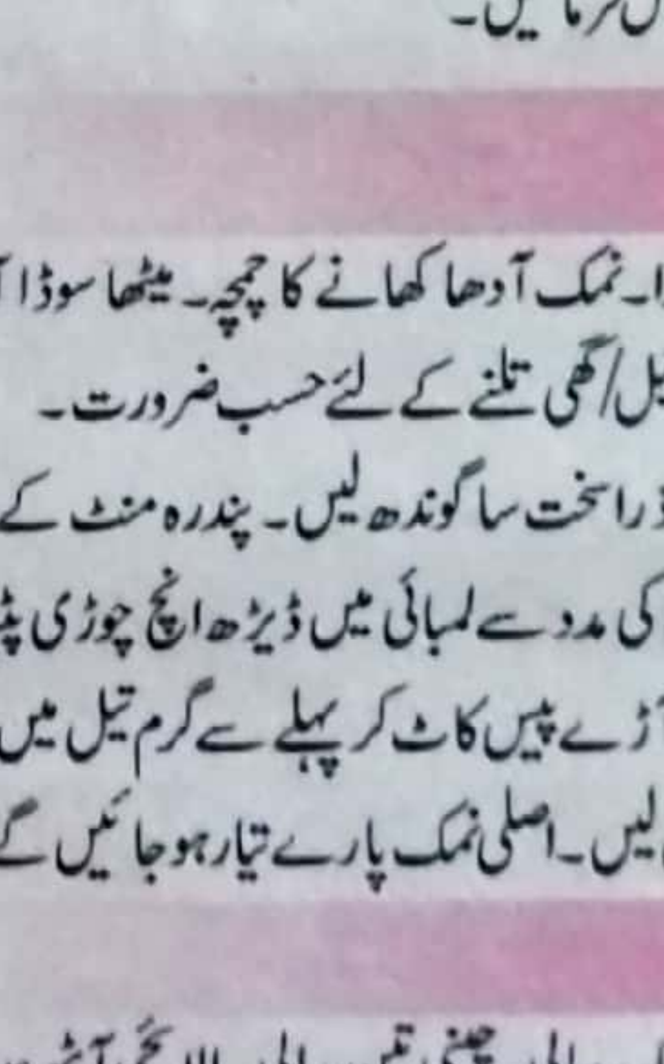
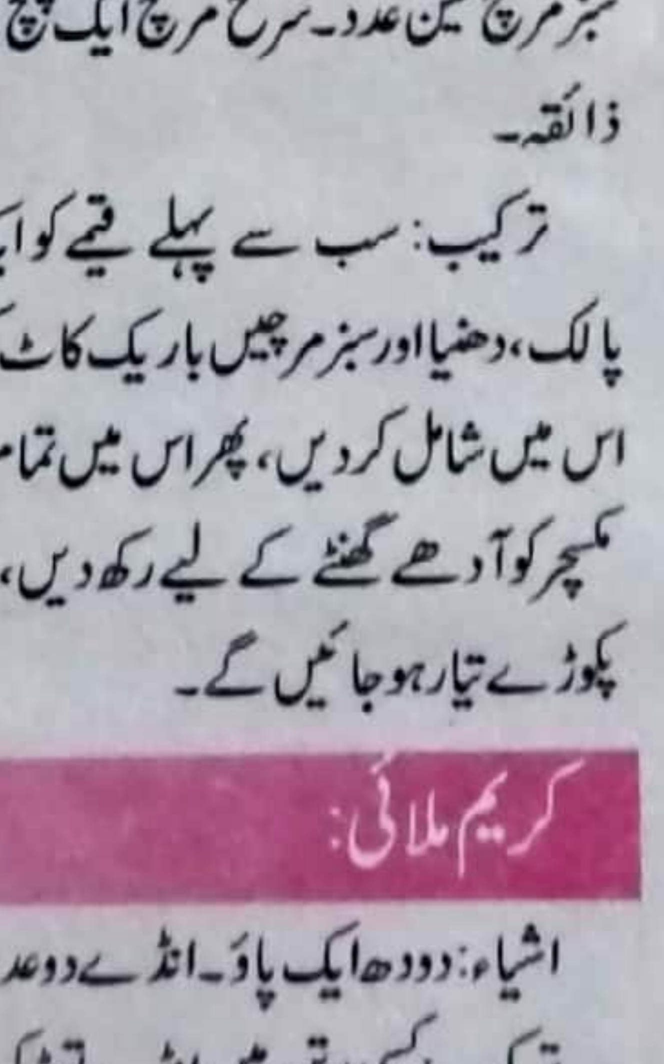
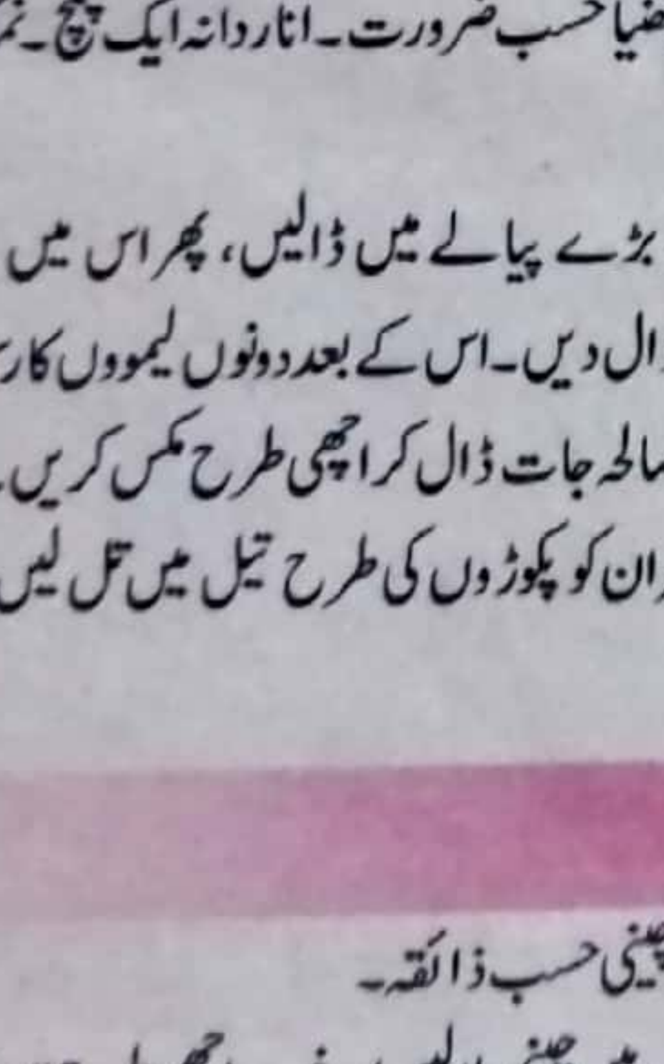

گھریلو چٹکلے

☆ مولی کے بیج پیس کر رکھ لیں تھوڑے سے دہی میں ملا کر چہرے پر خوب ملیں چند روز ایسا کرنے سے دھبے دور ہو جائیں گے۔ ☆ پھولوں کو دیر تک تر و تازہ رکھنے کا آسان طریقہ یہ ہے کہ ایک یا دو کوئلے پھولوں کے پانی میں ڈال دیں پھول تازہ رہیں گے۔ پھولوں کو تازہ رکھنے کا ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ گل دستے میں صابن کے فالتو ٹکڑے رکھ دیے جائیں۔ ☆ انڈے ابالتے وقت اگر پانی میں ایک چمچ نمک ڈال دیں تو چھلکا آسانی سے اتر جائے گا۔ ☆ پلاسٹک کے بنے ہوئے برتن مثلاً جگ گلاس وغیرہ اکثر پیلے پڑ جاتے ہیں، ان کی پیلاہٹ دور کرنے کے لئے نیم گرم پانی میں نمک ملا کر اس سے پلاسٹک کے برتنوں کو دھویا جائے تو وہ دوبارہ نئے نظر آنے لگتے ہیں۔ ☆ اگر آپ ٹائم پیس کی آواز تیز کرنا چاہتے ہیں تو اسے چینی کے کسی برتن میں رکھ دیں، اس طریقے سے آواز تیز ہو جائے گی اور اگر آپ اس کی آواز کم کرنے کے خواہشمند ہوں تو ٹائم پیس کو ربڑ کے ٹکڑے پر رکھ دیں آواز کم ہو جائے گی۔ ☆ گوندھے ہوئے آٹے کو خمیرہ ہونے سے بچانے کے لئے اس پر ہر طرف سے گھی کی ہلکی سی تہ چڑھادی جائے تو یہ خمیرہ نہ ہوگا کیونکہ خمیرہ کرنے والے جراثیم چکنائی کی تہ کی وجہ سے آٹے کے مسامات میں داخل نہیں ہو سکتے اور آٹا خمیرہ ہونے کا خطرہ باقی نہیں رہتا۔ ☆ آئینہ صاف کرنے کے روئی کو پیٹرول میں بھگو کر لگائیں، تھوڑی دیر میں دھبے جاتے رہیں گے۔ ☆ گلیسرین میں لیموں کا عرق ملا کر پاؤں کے دھبوں پر مالش کریں، کچھ دیر بعد پانی سے پاؤں کو دھولیں بالکل صاف ہو جائیں گے۔ ☆ ایک گلاس پانی میں ایک چمچ سرکہ ملا کر پینے سے نیند خوب آتی ہے اسی طرح ثابت سوکھا دھنیا تھوڑا سا چبانے سے بھی نیند بہت آتی ہے۔ جو لوگ ٹینشن کا شکار ہیں، ان کے لیے یہ ٹوٹکا بہترین شے ہے۔ ☆ ریٹھا کی گری 6 عدد پیس لیں، گرم پانی میں اس سفوف کو ملا کر زیور کو آدھا گھنٹہ بھگو دیں، پھر برش سے آہستہ آہستہ صاف کر لیں۔ (عمارہ کنول، جھنگ ۔طاہرہ بٹ، اوکاڑہ)

نسخہ:

مریض: ڈاکٹر صاحب! مجھے کسی ایسی چیز کی ضرورت ہے، جس سے میری سستی دور ہو جائے، میں چاق و چوبند ہو جاؤں، کیا آپ نے میرے نسخے میں کوئی ایسی چیز شامل کر دی ہے۔

ڈاکٹر: وہ چیز نسخے میں نہیں بل میں شامل کروں گا۔ (اخت حافظ عبید اللہ، بٹ گرام)

کانپور کے بچے کی معصومانہ توبہ:

کانپور میں ایک بچہ تھا، وہ اپنے باپ سے بہت پیسے مانگتا تھا، ہر وقت ہی پیسوں کے لیے تنگ کرتا تھا۔ ایک دن ان کے گھر کوئی عالم آئے تو اس کے والد نے ان سے کہا کہ اس بچے کو سمجھائیں کہ یہ مجھ سے پیسے بہت مانگتا ہے۔ انہوں نے اس کو کافی سمجھایا کہ اس طرح والد کو تنگ نہ کیا کرو اور پہلے جو تنگ کر چکے ہوں اس پر تو معافی مانگ لو۔ اس نے ساری بات سن کر اپنے کان دونوں ہاتھوں سے پکڑ لیے اور کہنے لگا کہ میں اس گناہ سے معافی مانگتا ہوں۔ مجھے اللہ تعالیٰ معاف فرمادے۔ سب گھر والے خوش ہو گئے کہ بہت اچھا ہوا۔ اس کے بعد اس نے ہاتھ نیچے کیئے اور اپنے باپ کو کہنی مار کر کہنے لگا، اب تو میں نے توبہ کر لی ہے۔ اب تو مجھے پیسے دے دو۔ (اہلیہ محمد طارق)

ایسا خوف:

روس افغان جنگ کے دوران ایک دن روس کا صدر ''گورباچوف'' حجام کے سامنے حجامت کی غرض سے بیٹھا ہوا تھا۔ تھوڑی دیر کے بعد باتوں ہی باتوں میں حجام نے صدر سے پوچھا کہ افغانستان میں کیا حالات ہیں؟ گورباچوف نے کہا بس تھوڑے ہی دن ہیں پھر افغانستان میں اپنا ہی راج ہوگا۔ تھوڑی دیر کے بعد حجام نے پھر وہی سوال کیا کہ جناب افغانستان میں روسی فوج کے کیا حالات ہیں؟ صدر نے پھر وہی جواب دھرایا، لیکن حجام وقفے وقفے سے ایک ہی سوال دہرائے جا رہا تھا بالآخر صدر غصے سے چیخ اٹھے کہ تمہاری جرأت تم ایک سپر پاور مملکت کے صدر کا مذاق اڑا رہے ہو تو اس حجام نے اپنی مسکراہٹ دباتے ہوئے کہا کہ جناب صدر بات دراصل کچھ یوں ہے کہ مجھے آپ کی حجامت کرتے ہوئے کافی مشکل پیش آرہی تھی اور جیسے ہی میں افغانستان کا نام لیتا تھا آپ کے سر کا رواں رواں کھڑا ہو جاتا تھا اور مجھے حجامت بنانے میں بڑی آسانی ہو جاتی تھی، لہٰذا گستاخی معاف۔ (بنت عثمانی۔ فیصل آباد)

زیرِ لب

کنجوسی:

میاں بیوی گھومتے ہوئے ایک ہوٹل کے سامنے سے گزرے۔

شوہر نے بیوی سے کہا: ''کیا خیال ہے ایک ایک آئسکریم اور ہو جائے؟''۔

بیوی نے طنزیہ کہا: ''آپ تو ایسا پوچھ رہے ہیں جیسے ایک آئسکریم کھا چکے ہیں۔''

شوہر نے کہا: ''بھول گئی سات سال پہلے جب ہم آئے تھے تو اسی ہوٹل سے آئسکریم کھائی تھی۔''

مضمون بھیجنے والی قاریات

اخت عبد الہادی، کراچی۔ س بنت الیاس، لاہور۔ ام حسن بلال۔ اخت ابرار احمد کاشمیری، بھمبر۔ ام کلیم اللہ، سرگودھا۔ حمیرا ناز بنت عبد الستار، چکوال۔ بنت جمیل۔ بنت مولانا عزیز الرحمٰن، پنڈی سرہال۔ اہلیہ قاری حفیظ الرحمٰن رحیمی، ملتان۔ ہاجرہ ام حمیرہ، گڈو بیراج۔ پروین سرفراز، بہاول پور۔ ف بنت محمد صالح بستی عثمان والی۔ بنت بشیر احمد اعوان۔ صائمہ اور عائشہ، سرگودھا۔ شاہدہ کاکڑ، کوئٹہ۔ بنت مولانا محمد سلیمان، نیوملتان۔ اخت عثمان غنی، گوجرانوالہ۔ اہلیہ سہیل، لاہور۔ آمنہ، صادق آباد۔ بنت جاوید عالم عثمانی، جھنگ۔ بنت عباس احمد، شورکوٹ۔ ذکیہ زوجہ عبد اللطیف، ترنڈہ۔ ع کاکڑ، کوئٹہ۔ بنت حافظ محمود قریشی، کراچی۔ ماریہ رشید، صادق آباد۔ ہمشیرہ رئیس احمد۔ ز بنت فیض اللہ، گلشن حدید۔ عظمیٰ اسلام بنت شیخ غلام حیدر، میانوالی۔ ا، ا، ج، ٹنڈو آدم۔ ب، ا، ڈیرہ غازی خان۔ بنت نزیرا جمیری۔ ام ہانی فاطمہ۔ صفیہ عبد الخالق، لاہور۔ رابعہ سلیم۔ اسماء رحمٰن، کراچی۔

اس راہ میں کتنا سکون ہے

بے پردگی سے پردے کی طرف

فرحت جہاں

بچپن میں جب بڑی عورتوں کو پردے میں دیکھتی تو مجھے اس بات کا تجسس رہتا کہ یہ کچھ مردوں سے پردہ کرتی اور کچھ سے نہیں اسی طرح کسی کے سامنے چاہتی ہیں لیتی ہیں، کسی کے سامنے نہیں، جن سے پردہ نہیں کرتی ہیں کی کیا وجہ ہے؟ اور جن سے کرتی ہیں اس کی کیا وجہ ہے؟ مجھے کوئی تسلی بخش جواب نہیں مل سکا۔ مجھے گھر کی طرف کوئی پابندی نہیں تھی میں کالج جاتے وقت باریک سی چادر پر اوڑھ لیتی تھی۔ جب مجھے کوئی کہتا کہ اب کالج میں آگئی چہرے کو چھپایا کرو تو میں کہتی جب پردہ کروں گی تو مکمل وں گی حالانکہ مجھے شرعی پردے تو کیا پردے اور ستر کے ی احکام کے بارے میں بھی کچھ علم نہ تھا کچھ عرصے کے بعد کے کہنے پر رواجی پردہ (جس سے جہاں جی چاہتا کرلیتی جس وقت نہ چاہتا نہ کرتی) شروع کیا۔ ایک دن بھائی گھر میں ضرب مؤمن لائے، مجھے مطالعے کا شوق تھا اور ڈائجسٹ پڑھا کرتی تھی، بھائی نے کہا کہ ڈائجسٹ کی جگہ اسے پڑھا کرو۔ جب ضرب مومن پڑھتی تو اچھا لگنے لگا اور میرا رجحان دین کی طرف بڑھنے لگا۔ اس دوران حضرت اقدس مفتی رشید احمد نور اللہ مرقدہ کے مواعظ پڑھے۔ قرآن پاک ایک معلمہ صاحبہ سے ترجمے کے ساتھ پڑھنا شروع کیا تو آخرت کی فکر بڑھنے لگی، جب سورۂ نور اور سورۂ احزاب پڑھی تو مجھے پردے کی اصل وجہ اور مقصد سمجھ میں آیا اور ارادہ کرلیا کہ اس کے مطابق پردہ کروں گی، لیکن ایک اَن جانا سا خوف تھا کہ قائم رہ بھی سکوں گی یا نہیں۔

حضرت اقدس کی کتاب ''اللہ کے باغی مسلمان'' اور دوسرے مواعظ سے بہت فائدہ ہوا، اس شعر نے مہمیز کا کام کیا

سمجھ کر دل کو پابند علائق کر
یہ دیوانہ اڑا دیتا ہے ہر زنجیر کے ٹکڑے

بس اسی دن سے ارادہ کیا اور عمل شروع کردیا۔ اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے دین سے تعلق میں اضافہ ہوا۔ اب عالمہ بن کر مزید علم حاصل کرنے کی کوشش کررہی ہوں۔ میری دوست میرے پردے کا مذاق اڑاتی ہیں، کہتی ہیں اچھی بھلی تھیں یہ کیا مُلوانی بن گئی ہو اور مختلف مثالیں دیتی ہیں کہ انسان کا دل صاف ہونا چاہئے پردے میں کیا ہے؟ فلاں کی بیٹی پردہ کرتی ہے، جرابیں دستانے پہنتی ہے اور وہ ایسی ایسی...... ہے۔ ضروری نہیں کہ پردہ کرنے والی سب لڑکیاں ہی گناہوں سے محفوظ ہوں، میں انہیں کہتی ہوں کہ اگر وہ ایسا کرتی ہیں تو اس میں پردے کا کیا قصور؟ جو شرعی پردہ کرے گی یہ ممکن ہی نہیں کہ وہ غلط کاموں کی طرف جائے۔ یہ تو کوئی بھی عورت شرعی پردہ کرکے ہی دیکھ سکتی ہے اس میں کتنا سکون ہے، اس کا اندازہ اس پر عمل کرنے والیاں ہی کرسکتی ہیں۔

زیبی جیولرز

علماء کرام کے لئے خصوصی رعایت

35 فیصد رعایت گھائی پر
40 فیصد رعایت مزدوری پر

نوٹ: زکوٰۃ کے حساب کیلئے فون پر رابطہ کرسکتے ہیں

ZAIBY JEWELLERS

S.B. 7/70 Zaibunnisa Street, Saddar, Karachi-74400.
Voic: 5677786,5215455, Fax: + 92(21) 5675967
E-mail: nain888@hotmail.com

○ القرآن کورسز کے دو مقاصد ہیں ○ 1) خواتین میں دینی شعور کی بیداری 2) غلبہ اسلام کی جدوجہد (مفتی شامزئیؒ)

وفاق المدارس العربیہ پاکستان سے ملحقہ دینی اداروں کی عالمات وطالبات کیلئے

القرآن کورسز کی

21 روزہ فنِ خطابت کلاسز

زیرِ نگرانی

محترمہ کلثوم الطاف

فاضلہ جامعہ یوسفیہ بنوریہ شرف آباد

آغاز کلاسز 24 ستمبر 2004ء، اوقات صبح 9 تا 12 بجے

بمقام: مفتی محمودؒ ہال، مدرسہ تعلیم القرآن للبنات گلی نمبر 2 برنس روڈ کراچی

خصوصیات کورس

☆ فنِ خطابت کی مبادیات پر ایک نظر ☆ عمومی مجالس میں خطاب کیسے کیا جائے؟
☆ درس قرآن حکیم کی مجالس میں ترجمہ وتفسیر کیسے کی جائے؟
☆ علمی مذاکروں میں فریق مخالف کے بالمقابل اپنے موقف کا اظہار کیسے کیا جائے؟
☆ اعلیٰ تعلیم یافتہ طبقہ میں اسلوب بیان اور تقریری مواد کیا ہونا چاہئے؟

یہ سب کچھ عملی طور پر سیکھیں اور غلبہ اسلام کی جدوجہد میں شریک سفر ہوجائیں

رابطہ 2631008-2634781
0300-2167586

الداعی الی الخیر القرآن کورسز ٹرسٹ ورک پاکستان

ہر بدھ کو روزنامہ اسلام کے ساتھ شائع ہوتا ہے

خواتین کا اسلام

روزنامہ اسلام

81

بدھ 6 شعبان 1425ھ مطابق 22 ستمبر 2004ء

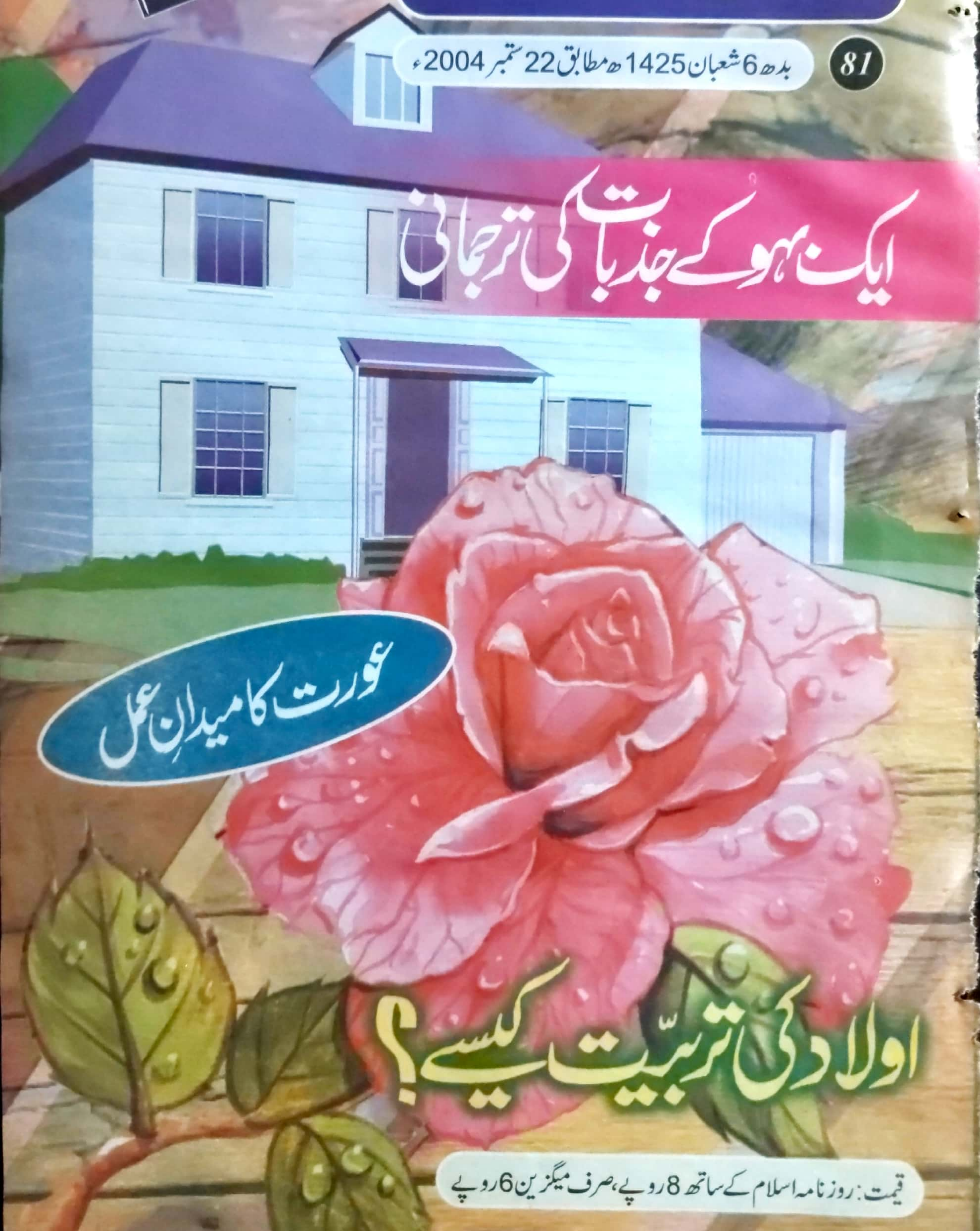

قیمت: روزنامہ اسلام کے ساتھ 8 روپے، صرف میگزین 6 روپے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

درسِ قرآن و حدیث

سَخَط

مولانا محمد اسلم شیخوپوری

عربی زبان میں ''سخط'' کا لفظ غضب اور ناراضگی کے معنی میں استعمال ہوتا ہے، اصطلاح میں اللہ تعالیٰ کی ایسی سخت ناراضگی پر اس کا اطلاق ہوتا ہے، جس کی وجہ سے بندہ عذاب کا مستحق ہو جاتا ہے، سخط اور غضب میں یہ فرق کیا گیا ہے کہ سخط صرف بڑوں کی طرف سے ہوتا ہے جبکہ غضب چھوٹوں اور بڑوں دونوں کی طرف سے ہوسکتا ہے۔ قرآن کریم میں چند مقامات پر سخط کا لفظ مختلف صیغوں میں استعمال ہوا ہے، سورۂ آل عمران میں ہے ''کیا جس شخص نے اللہ کی رضا کی پیروی کی وہ اس کی طرح ہوسکتا ہے جو اللہ کی ناراضگی (سخط) کا مستحق ہو، اس کا ٹھکانہ جہنم ہے اور وہ لوٹنے کی بہت بری جگہ ہے۔''

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم محبوبیت اور تقرّب کے بلند ترین مقام پر فائز ہونے کے باوجود اللہ تعالیٰ کی ناراضگی سے پناہ مانگا کرتے تھے، صحیح مسلم میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک شب میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بستر پر نہ پا کر ادھر اُدھر تلاش کیا تو میرا ہاتھ آپ کے قدموں پر پڑا جو کہ اٹھے ہوئے تھے اور آپ سجدہ میں یہ دعا مانگ رہے تھے ''اے اللہ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں تیری رضا کے ساتھ تیری ناراضگی سے، تیری عافیت کے ساتھ، تیرے عذاب سے اور تیری ذات کے ساتھ تجھی سے، میں ویسے تیری تعریف نہیں کرسکتا جیسے تو نے اپنی تعریف خود کی ہے۔''

اسی طرح حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا مانگا کرتے تھے ''اے اللہ! میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں تیری نعمت کے زوال سے، تیری عافیت کے بدل جانے سے، تیری اچانک پکڑ سے اور تیری ہر قسم کی ناراضگی سے۔''

ان دونوں دعاؤں میں ہم نے جہاں ناراضگی کے لفظ کے ساتھ ترجمہ کیا ہے وہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ''سخط'' کا لفظ استعمال فرمایا ہے۔ ایک سچے مسلمان کی نظر میں سب سے زیادہ اہمیت اللہ تعالیٰ کی رضا کو حاصل ہے اور سب سے زیادہ مہلک اور خطرناک چیز اللہ تعالیٰ کی ناراضگی ہے، اس کی نظر میں اللہ تعالیٰ کو ناراض کرنے کے مقابلے میں ساری دنیا کو ناراض کرنا آسان ہے خواہ اس کے قلبی دوست، قریبی رشتہ دار اور صاحبِ اختیار حکمران اور وڈیرے ہی کیوں نہ ہوں، ایسے شخص کے مسائل اللہ تعالیٰ خود حل فرماتا ہے اور اسے انسانوں کا محتاج ہونے اور ان کے سامنے ہاتھ پھیلانے سے بچا لیتا ہے، جب اللہ تعالیٰ اس کی حفاظت کا ارادہ فرمالیتا ہے تو کسی بڑے سے بڑے کی ناراضگی اس کا کچھ بھی بگاڑ نہیں سکتی، اس کے برعکس جو شخص ہر وقت انسانوں کو راضی کرنے کی فکر میں لگا رہتا ہے۔ یہاں تک کہ انسانوں کو خوش کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ کو ناراض کرنا پڑے تو وہ اس سے بھی دریغ نہیں کرتا، ایسا شخص ہر وقت پریشان رہتا ہے، اس کی ساری کوشش کے باوجود انسان بھی اس سے خوش نہیں ہوتے دوسری جانب اللہ تعالیٰ اس سے ناراض ہو جاتا ہے، جامع ترمذی میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ ''جو شخص انسانوں کی ناراضگی کے باوجود اللہ کی رضا کا طلب گار ہوگا، اسے اللہ انسانوں کا محتاج ہونے سے بچالے گا اور جو شخص اللہ کو ناراض کر کے انسانوں کو راضی کرنے کی کوشش کرے گا اسے اللہ انسانوں کے حوالے کر دے گا۔''

یوں تو اللہ تعالیٰ کے غضب کو دعوت دینے والے اعمال بہت سارے ہیں، لیکن ان میں سے چند اعمال کا ذکر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خاص طور پر ''سخط'' کے عنوان سے کیا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''رب کی رضا والد کی رضا میں اور رب کی ناراضگی والد کی ناراضگی میں ہے'' یعنی جو شخص کسی شرعی وجہ کے بغیر والد کو ناراض کرے گا، اللہ تعالیٰ اس سے ناراض ہو جائے گا۔

ابن ماجہ میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''جو شخص ظلم وستم میں مدد کرے گا وہ مسلسل اللہ کے غضب میں رہے گا جب تک کہ اس سے باز نہ آجائے۔''

بندگانِ خدا پر ظلم بہت بڑا گناہ ہے، جو لوگ ظلم کا ارتکاب کرتے ہیں یا ظالموں کے معاون ثابت ہوتے ہیں وہ سب غضبِ الٰہی کا نشانہ بنتے ہیں۔

اسی سے ملتی جلتی ایک روایت صحیح مسلم میں بھی ہے، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''اگر طویل زمانہ گزر گیا تو ممکن ہے تم ایسے لوگوں کو دیکھو جن کے ہاتھوں میں گائے کی دم جیسی چیزیں ہوں گی، ان کی صبح بھی اللہ کے غضب میں اور شام بھی اللہ کے غضب میں گزرے گی۔''

اس حدیث میں ان ظالم حکمرانوں اور ان کے کارندوں کی طرف اشارہ ہے، جن کے ہاتھوں میں کوڑے ہوں گے اور وہ محض اپنی ہیبت اور دبدبہ رعایا پر بٹھانے کے لیے ان کی پیٹھوں پر برسائیں گے اور چھوٹی چھوٹی باتوں پر انہیں سخت سزائیں دیں گے۔

اعمال وافعال کے علاوہ بسا اوقات انسان کی زبان سے ایسے اقوال بھی نکل جاتے ہیں، جو اسے اللہ تعالیٰ کے غضب اور دوزخ کا مستحق بنا دیتے ہیں، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''بندہ اپنی زبان سے اللہ تعالیٰ کی رضا کا کوئی ایسا کلمہ بول دیتا ہے، جس کی عظمت سے وہ بے خبر ہوتا ہے، لیکن اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے اس کے درجات کو بلند کر دیتا ہے، اس کے برعکس وہ بعض اوقات اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا سبب بننے والی کوئی بات کہہ دیتا ہے، جس کی مضرت کی طرف اس کا دھیان نہیں جاتا، مگر وہی بات اسے دوزخ میں لے جانے کا سبب بن جاتی ہے۔'' (بخاری)

کفر وشرک کا کلمہ، دل دکھانے والی بات، اجتماعیت اور اتحاد کو انتشار اور فساد میں تبدیل کرنے والا کلام، احکامِ الٰہیہ اور ارشاداتِ نبویہ کا استہزاء یہ سب ایسی باتیں ہیں جو رب کے غضب کو دعوت دینے والی ہیں جبکہ کلمہ طیبہ، ذکر واستغفار، عیادت اور تعزیت، صلح اور محبت کے لیے ہونے والی بات چیت انسان کو اللہ تعالیٰ کی رحمت کا مستحق بنا دیتی ہے۔

یہاں ایک آخری نکتہ یہ ملحوظ رکھنے کا ہے کہ انسان کے اعمال خواہ کتنے ہی اچھے کیوں نہ ہوں اسے ہر وقت دھڑکا لگا رہتا ہے کہ اس سے کوئی ایسی حرکت، کوئی ایسا عمل، کوئی ایسی بات سرزد نہ ہو جائے جو اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا سبب بن جائے کیونکہ بے شمار لوگ ایسے ہیں جو صراطِ مستقیم پر چلتے چلتے ہٹ جاتے ہیں، ہدایت کی شاہراہ چھوڑ کر ضلالت کی پگڈنڈیوں پر چلنے لگتے ہیں، رضا کی بلندی پر چڑھتے چڑھتے غضب کی پستی میں جا گرتے ہیں، لیکن ایک دن آئے گا جب سچے مؤمن کا یہ اندیشہ اور وسوسہ ختم ہو جائے گا۔ وہ دن اس کے لیے بے پناہ مسرت کا دن ہوگا، وہ مسرت کی اس خبر کے مقابلے میں جنت کی ساری نعمتوں کو بھی ہیچ سمجھے گا۔ بخاری اور مسلم میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب جنتیوں کو جنت کی نعمتیں عطا کر دی جائیں گی تو اللہ تعالیٰ ان سے کہے گا کہ میرے پاس تمہارے لیے ان نعمتوں سے بھی ایک افضل چیز ہے، وہ سوال کریں گے کہ ان نعمتوں سے بہتر چیز کون سی ہے؟ اللہ فرمائے گا میری رضا! آج کے بعد میں کبھی بھی تم سے ناراض نہیں ہوں گا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو بھی کونین کی یہ عظیم ترین نعمت عطا فرمائے۔

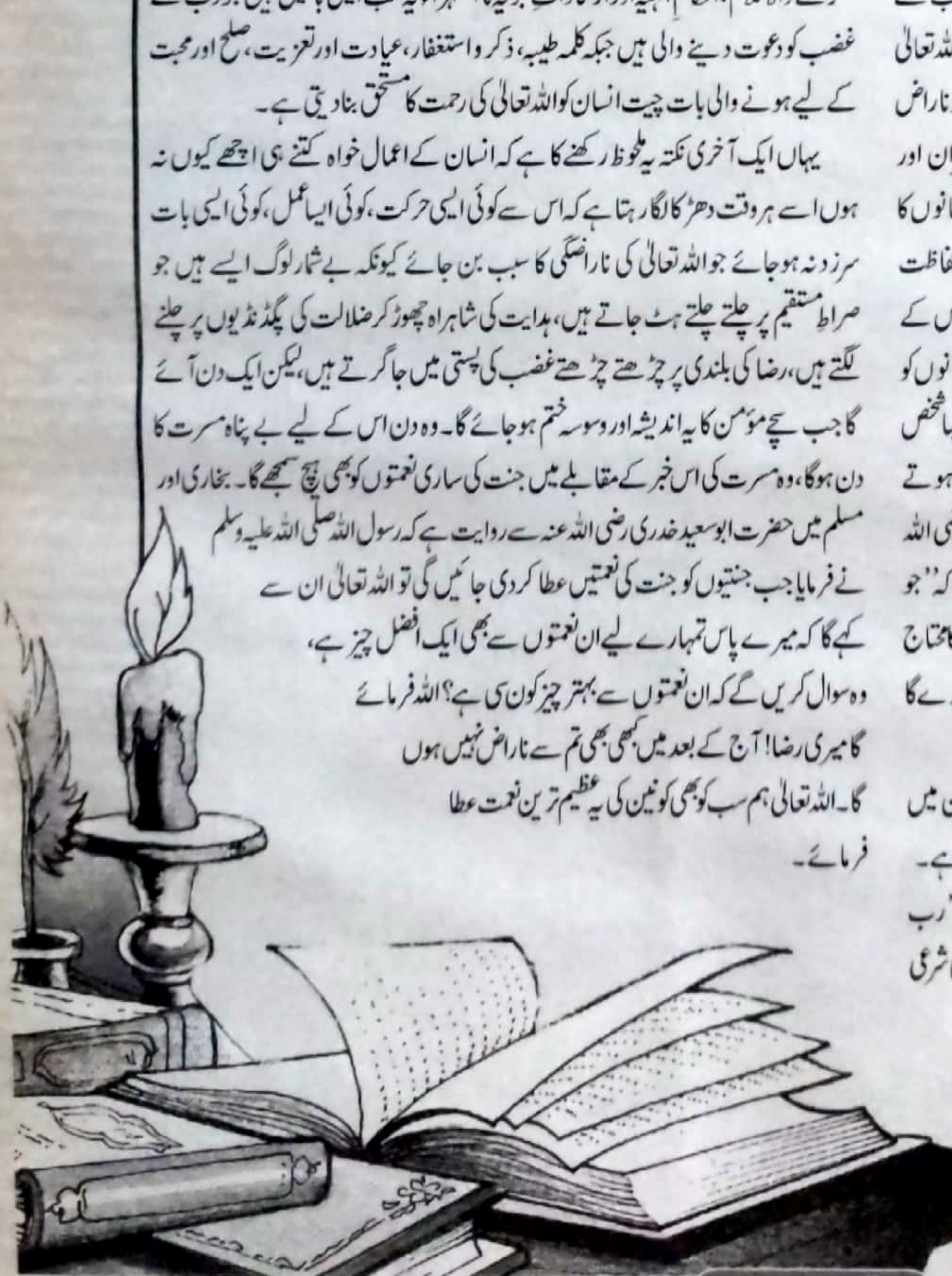

کسی بیمار کی عیادت کے وقت کی دُعا

اَذْهِبِ الْبَاْسَ رَبَّ النَّاسِ وَاشْفِ اَنْتَ الشَّافِيْ لَا شِفَاءَ اِلَّا شِفَاءُكَ شِفَاءً لَا يُغَادِرُ سَقَمًا۔ (بخاری و مسلم)

ترجمہ: اے سب آدمیوں کے پروردگار! اس بندے کی تکلیف دور فرمادے، تو ہی شفا دینے والا ہے، بس تیری ہی شفاء، شفاء ہے، ایسی کامل شفا عطاء فرما جو بیماری کا بالکل اثر نہ چھوڑے۔

تعمیر فکر

عورت کا میدانِ عمل

عورت کا دائرہ کار کیا ہے؟...... اس کا اصل میدان کون سا ہے؟...... عہد حاضر میں ایک عورت ذاتی، خاندانی اور معاشرتی ذمہ داریوں سے کس طرح عہدہ برآ ہوسکتی ہے؟...... وہ سیاسی، سماجی اور رفاہی سرگرمیوں میں کیونکر حصہ لے سکتی ہے؟...... اسلام اس سلسلے میں عورت کے لئے کیا ہدایات دیتا ہے؟...... یہ اس دور کے چبھتے ہوئے سوالات ہیں جو خاص طور پر جدید تعلیم یافتہ افراد کے ذہنوں میں اکثر و بیشتر کلبلاتے رہتے ہیں۔

ہمارے معاشرے میں تین طرح کے گروہ ہیں:

۱۔ ایک گروہ تو وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کے احکام کی علانیہ بغاوت کر رہا ہے۔ اس کے نزدیک پردہ وحجاب، عورت کی گھریلو ذمہ داریوں اور سماجی تعلقات کے بارے میں وہی تصورات درست ہیں جو مغرب سے درآمد شدہ ہیں۔ یہ گروہ زبان سے تو نہیں کہتا، لیکن عملاً کتاب وسنت کا باغی ہے اور مغربی تہذیب کا زبردست دلدادہ ہے۔

۲۔ دوسرا گروہ وہ ہے جو اپنی فلاح وکامرانی اسی بات میں تصور کرتا ہے کہ کتاب وسنت کی مکمل پیروی کی جائے اور علماء وفقہاء کی ان تشریحات کا پابند رہا جائے جو انہوں نے کتاب و سنت کی کی ہیں۔

۳۔ ایک تیسرا گروہ ہے جو دینی احکام کی تعبیر وتشریح اپنی عقل کے مطابق کرتا ہے تاکہ ماڈرن دور کے تقاضے بھی پورے ہوتے رہیں اور دین بھی ہاتھ سے نہ چھوٹے۔ یہ گروہ عامۃ الناس کو بعض ایسی بنیادیں فراہم کرتا ہے جن کی بناء پر ماڈرن دنیا کے ساتھ رہتے ہوئے اور ماڈرن تصورات کا احترام کرتے ہوئے دینی احکام کو بجالایا جائے۔

پہلے دو گروہ تو اپنی جگہ نہایت واضح ہیں یعنی اول الذکر کی اللہ ورسول سے بغاوت اور ثانی الذکر کی اطاعت وبندگی، ان کے متعلق کوئی بھی آدمی شک وشبے، دھوکے اور فریب میں مبتلا نہیں ہوسکتا۔ بات تیسرے گروہ کی ہے، جس کا مغالطہ اور فریب نہایت گہرا اور جن کا عمل مآل کے اعتبار سے بہت خطرناک ہے، اس لئے کہ وہ اپنے عمل بد کو "اسلامی نقطۂ نظر" کا جامہ پہنا کر معاشرے میں عام کر رہا ہے، جس سے آزادی پسند طبیعتوں کو شرعی حدود وقیود سے فرار کی راہ مل رہی ہے۔

گزشتہ دنوں ایک معروف نیم مذہبی سیاسی جماعت کے شعبہ خواتین کی طرف سے ہمیں ایک مضمون موصول ہوا جو اوپر ذکر کردہ فکری کج روی کا مکمل غماز تھا۔ اس مضمون کا حاصل یہ تھا کہ:

"عورتوں کو تحریر وتقریر کی مکمل آزادی ہے، وہ اپنی انجمنیں بنا سکتی ہے، وہ اپنی ذہانت و قابلیت کی بناء پر کسی بھی مخصوص علم وفن میں مہارت اور کسی بھی شعبہ زندگی کے معاملات میں بھرپور سرگرمی دکھا سکتی ہے۔ پردے کی پابندی کے ساتھ عورت کالج، اسکول، جامعات، اسپتال، پولیس، فوجی تربیت وغیرہ میں حصہ لے سکتی ہے۔ ریاست کی کابینہ میں عورتیں شمولیت اختیار کرسکتی ہیں (چنانچہ اسی سلسلے میں بطور تحسین اس بات کا ذکر مضمون میں موجود ہے کہ) تنظیم سے وابستہ خواتین نہ صرف یہ کہ اسکولوں، کالجوں، یونیورسٹیوں میں تعلیم حاصل کررہی ہیں بلکہ بہ حیثیت ڈاکٹر، وکیل، استاذ، صحافی، ریسرچر متعدد شعبہ جات میں خدمات انجام دے رہی ہیں، نیز اپنی خانگی ذمہ داریوں کو مقابلتاً زیادہ احسن طریقے سے انجام دینے کے ساتھ بے شمار سماجی سرگرمیاں اختیار کئے ہوئے ہیں۔"

اس اقتباس میں پیش کردہ فکری آوارگی کو اسلامی نقطۂ نظر کے نام سے پیش کیا گیا ہے جو یقیناً سراسر فریب ہے، اسلام ایسی تمام گمراہیوں سے بری ہے۔

اس طویل اقتباس سے جو بات سامنے آئی اس کی ایک سطری تعبیر یوں ہوسکتی ہے کہ "عورت ہر اس کام میں حصہ لے سکتی ہے جو اصلاً مردوں کے حصے کا ہے، بس ایک شرط ہے کہ عورت حجاب میں ہو"۔ دیکھا جائے تو مغربی تہذیب بھی تو یہی کہتی ہے کہ تمام شعبہ ہائے زندگی میں سرگرمی کے ساتھ حصہ لینا عورت کا حق ہے اور مغرب کا یہی فلسفہ بدعورت کو گھر سے نکال کر بازار کی جنس بنانے کا سبب بنا ہے، فرق صرف اتنا ہوا کہ اس کے ہاں عورت ننگی ہے آپ نے حجاب پہنا کر اسے گھر سے نکلنے کا بے سروپا جواز فراہم کردیا۔

سوال یہ ہے کہ:

کیا اسلام نے عورت کو حجاب پہن کر تمام امورِ حیات میں حصہ لینے کی اجازت دی ہے؟

کیا محض حجاب عورت کے لئے مخلوط ماحول میں کسی قسم کی ڈھال کا کام کرسکتا ہے؟

کیا محض حجاب اختیار کرلینے سے صنف نازک پر عائد تمام تر شرعی تقاضے پورے ہوجاتے ہیں؟

ظاہر ہے ان تمام سوالوں کا جواب نفی میں ہے اور اسلام کی طرف سے عورت کو دیئے گئے مقام اور متعین کئے گئے دائرۂ کار سے زبردست ناواقفی کی دلیل ہے۔

اسلام نے عورت کے لئے جو دائرۂ کار تعین کیا ہے اس کے خدوخال کچھ یوں ہیں:

۱۔ اسلام نے عورت کو گھروں میں جم کر بیٹھ رہنے کا حکم فرمایا ہے جیسا کہ سورۂ احزاب میں ہے وَقَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ

۲۔ شوہر کے گھربار کی نگرانی اور اولاد کی تربیت و پرورش عورت کی ذمہ داری ہے جیسا کہ حدیث شریف میں آتا ہے وَالْمَرْاَةُ رَاعِيَةٌ عَلٰى بَيْتِ بَعْلِهَا وَوَلَدِهٖ وَهِيَ مَسْئُوْلَةٌ عَنْهُمْ کہ عورت اپنے شوہر کے گھر اور اس کے بچوں کی نگران بنائی گئی ہے اور اس سے ان چیزوں کی بابت پوچھ ہوگی۔

۳۔ شرعی پردے کی پابندی (يٰاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَبَنٰتِكَ وَنِسَاءِ الْمُؤْمِنِيْنَ يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ)

۴۔ شوہر کی فرماں برداری: چنانچہ ایک حدیث میں فرمایا گیا کہ اس عورت کی نماز قبول نہیں ہوتی جس کا شوہر اس سے ناراض ہو۔ (مشکوٰۃ)

۵۔ نامحرم کے ساتھ خلوت کی ممانعت، حدیث شریف میں ہے: "خبردار! کوئی مرد کسی اجنبی عورت کے ساتھ تنہائی میں نہ رہے کیونکہ تیسرا ان دونوں کا شیطان ہوتا ہے۔" (باقی آئندہ)

خط وکتابت کا پتہ "خواتین کا اسلام" دفتر روزنامہ اسلام ناظم آباد 4 کراچی
ای میل islamforwomen@hotmail.com فیکس 021-6622240 فون 021-6683301
خواتین کا اسلام انٹرنیٹ پر بھی
www.dailyislam.net.pk

مولانا مفتی محمد ابراہیم صادق آبادی

ولی نکاح کون ہے؟:

سوال: ایک عورت کو اس کے خاوند نے طلاق دیدی جبکہ وہ حاملہ تھی۔ اسے بچی پیدا ہوئی۔ وہ والدہ کے ہاں ہی رہی، پلی بڑھی، اب چودہ برس کی ہوچکی ہے۔ اس دوران والد نے اس کی کوئی خبر گیری نہ کی۔ اب بچی جوان ہے، اس کے مصارف اور نکاح سے متعلق شرعی حکم کیا ہے؟ (ایضاً)

جواب: بچی جتنا عرصہ اپنی والدہ کے ہاں رہی اس کے مصارف والد کے ذمہ تھے۔ اب جوان ہوگئی تو اس کے نکاح کا اختیار والد کو ہے۔ ہاں اگر والد سیّی الاختیار ہے، اسے بچی کی خیر خواہی مدنظر نہیں تو یہ اختیار بچی کے دادا کو منتقل ہو جائے گا۔ بچی کا دادا نہ ہوتو بچی کے بھائی کو (جو عاقل و بالغ ہو) وہ نہ ہوتو بھتیجے کو وہ نہ ہوتو چچا کو۔ رشتہ خواہ کوئی کرے جوان بچی پر جبر و اکراہ کا حق کسی کو نہیں۔ جہاں اس کا رشتہ کیا جائے اس سے اجازت حاصل کرنا ضروری ہے:

اخرج الجماعة و البخاری عن نافع بن جبیر عن ابن عباس قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسل: الایم احق بنفسها من ولیها والبکر تستأذن فی نفسها واذنها صماتها انتهی. (نصب الرایة ۱۸۲/۳)

مسئلہ کی وضاحت:

سوال: بہشتی زیور میں بعض جگہ لکھا ہے کہ اگر کوئی فلاں کام کرے تو اس کی نماز ہی نہیں ہوتی۔ اس کا کیا مطلب ہے؟ نماز پر اجر و ثواب نہیں یا یہ کہ دوبارہ ادائیگی ضروری ہے؟ (س۔ الیاس۔ لاہور)

جواب: نماز نہ ہونے کا مطلب واضح ہے کہ اس نماز کا پڑھنا نہ پڑھنا برابر ہے، پھر سے اس کی ادائیگی ضروری ہے۔

نماز میں کتنی آواز سے قراءت کی جائے؟:

سوال: نماز میں کتنی اونچی آواز سے قراءت کرنی چاہئے؟ نیز نماز سے باہر عورتیں بلند آواز سے قراءت کرسکتی ہیں جبکہ وہاں کوئی نامحرم موجود نہ ہو؟ (ایضاً)

جواب: آواز نکالنا ضروری نہیں۔ حروف صحیح طریقے سے ادا ہوں۔ اتنا ہی کافی ہے کذافی احسن الفتاویٰ ج ۳ ص ۷۵۔ اگر کوئی نامحرم نہ ہوتو عورت اس قدر آواز سے قرآن کی تلاوت کرسکتی ہے کہ گھر سے باہر آواز سنائی نہ دے۔

ان افعال کا حکم کیا ہے؟:

سوال: ان افعال کے متعلق شرعی حکم کیا ہے؟ (۱) مزاروں پر عرس منانا، مزاروں کا طواف کرنا۔ (۲) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق یہ عقیدہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہر جگہ حاضر ناظر ہیں۔ (۳) کسی کو ہاتھ دکھا کر قسمت کا حال دریافت کرنا؟ (ایضاً)

جواب: (۱) سخت گناہ اور بدعت ہے۔ (۲) یہ شرکیہ عقیدہ ہے۔ (۳) سخت گناہ ہے۔ ایک حدیث میں اس کو کفر سے تعبیر کیا گیا ہے۔ دوسری حدیث میں ہے کہ چالیس روز تک ایسے شخص کی نماز قبول نہیں ہوتی۔ من اتی عرافاً او کاهنا فصدقه بما یقول فقد کفر بما انزل علی محمد صلی الله علیه وسلم. (احمد، حاکم) من اتی عرافا فسأله عن شیء لم تقبل له صلاة اربعین لیلة. (مسلم. احمد)

سر پر مہندی کا لیپ ہوتو مسح نہ ہوگا:

سوال: اگر کسی کے سر پر مہندی لگی ہوتو وضو ہوگا یا نہیں؟ اس لئے کہ مسح تو مہندی پر ہوگا اور بالوں تک پانی نہیں پہنچے گا؟ (ب۔ محمد رفیق)

جواب: اگر سر پر مہندی کا لیپ ہے تو مسح نہیں ہوگا۔ اس لئے وضو کر کے مہندی لگائیں اور دوبارہ وضو کی ضرورت پیش آنے پر صاف کرلیں۔ البتہ مہندی دھوکر صاف کرلی جائے تو مہندی کا محض رنگ مسح سے مانع نہیں۔

باریک لباس پہننا:

سوال: ہلکی لان اور کاٹن کے کپڑے نئے پہنیں تو جسم کی رنگت معلوم ہوتی ہے، لیکن دو تین بار پہننے اور دھونے کے بعد کپڑا ابھر جاتا ہے۔ کیا ایسے کپڑے کا استعمال اور اس کی سلائی جائز ہے؟ (ہمشیرہ محمد عمران فاروقی)

جواب: اگر یہ کپڑا بہت باریک ہے اور جلد کی رنگت صاف نظر آتی ہے تو اس کا استعمال ناجائز ہے اگر ایسا نہیں تو جائز ہے۔ سلائی دوسری میں جائز ہے اور پہلی صورت میں جس خاتون کے بارے میں یقینی طور پر معلوم ہو کہ وہ اسے شمیز کے بغیر پہنے گی اس کے لئے سینے سے اجتناب کیا جائے۔ کچھ معلوم نہ ہو یا وہ شمیز پہننے کی تصریح کردے یا ویسے معلوم ہو کہ وہ شمیز پہنتی ہے تو سینا جائز ہے۔

باریک لباس کی سلائی:

سوال: بسا اوقات خواتین باریک کپڑا سلائی کے لئے لاتی ہیں اور کہتی ہیں کہ ہم شمیز کے ساتھ اس کو استعمال کریں گی جبکہ شمیز آدھے بازو کی بھی ہوتی ہے، جس میں نماز جائز نہیں تو اس باریک کپڑے کی سلائی جائز ہے یا نہیں؟ (ایضاً)

جواب: سلائی جائز ہے اگر کوئی خاتون آدھے بازو کی شمیز پہن کر اپنی نماز ضائع کرتی ہے تو گناہ اس پر ہے؟

چیونٹیوں کا کچلا جانا:

سوال: فرش پر ہم پونچا لگا رہی ہوتی ہیں اس دوران چیونٹیاں نیچے آکر رگڑی جاتی ہیں کیا اس کا گناہ ہوگا؟ (ایضاً)

جواب: قصداً نہ رگڑیں بلاقصد رگڑی جائیں تو آپ پر گناہ نہیں۔

باریک لباس:

سوال: گرمیوں میں عموماً لوگ کاٹن یا لان کے کپڑے پہنتے ہیں، ان میں بعض کپڑے اس قدر باریک ہوتے ہیں کہ ان سے جلد کی رنگت تو نظر نہیں آتی، لیکن چلتے پھرتے جسم کے اعضاء جھلکتے ہیں۔ کیا ایسے کپڑوں کا استعمال جائز ہے؟ (س۔ الیاس، لاہور)

جواب: ایسے کپڑوں کا استعمال جائز ہے۔

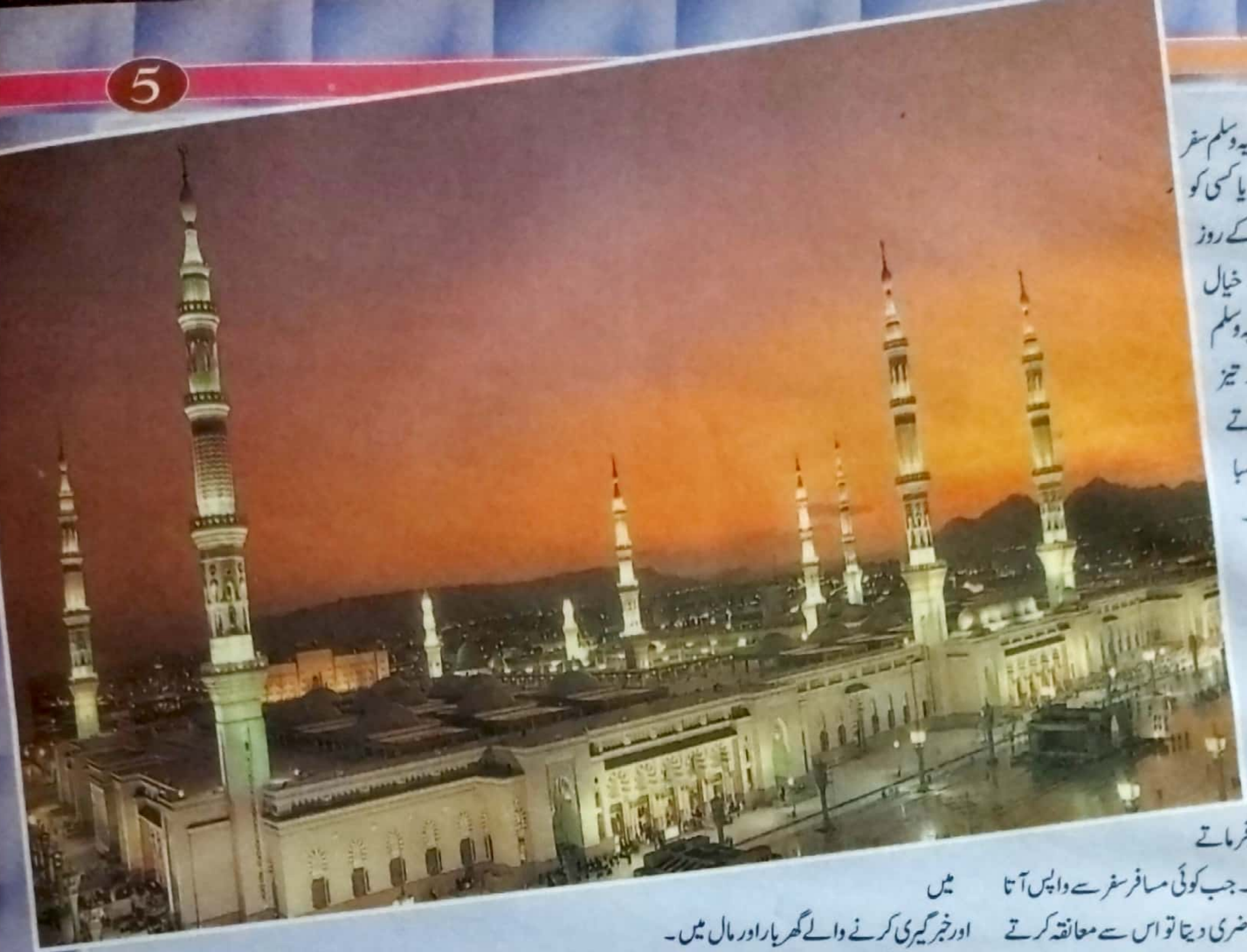

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے معمولاتِ سفر

اُمید افشاں صغیر

سفر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ہمراہیوں کے ساتھ ہوتے اور کوئی کام سب کو کرنا ہوتا (مثلاً کھانا پکانا وغیرہ) تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کام کاج میں ضرور حصہ لیتے۔ مثلاً ایک پڑاؤ پر سب اصحاب نے کھانا پکانے کا ارادہ کیا اور ہر ایک نے ایک ایک کام اپنے ذمہ لیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے لکڑیاں چن کر لانے کا کام اپنے ذمہ لیا۔ سفر سے واپسی پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سیدھے مکان کے اندر تشریف نہیں لے جاتے تھے بلکہ پہلے مسجد میں جا کر نماز دوگانہ ادا فرماتے اور پھر گھر تشریف لے جاتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر میں جاتے یا جہاد کے لیے تو اصحاب میں سے کسی ایک صحابی کو اپنے ہمراہ سواری پر بٹھاتے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم سفر کے لیے روانہ ہوتے اور سواری پر اچھی طرح بیٹھ جاتے تو تین مرتبہ اللہ اکبر کہتے اور پھر یہ الفاظ دعا زبان مبارک پر ہوتے۔ اللہ پاک ہے جس نے اس کو ہمارے قبضہ میں دے دیا اور اس کی قدرت کے بغیر ہم اسے قبضہ میں کرنے والے نہ تھے اور بلا شبہ ہم کو اپنے رب کی طرف جانا ہے۔ اے اللہ! ہم آپ سے اس سفر میں نیکی اور پرہیزگاری کا سوال کرتے ہیں اور ان اعمال کا سوال کرتے ہیں، جن سے آپ راضی ہوں۔ اے اللہ! ہمارے اس سفر کو ہم پر آسان فرما اور زمین کی مسافت کو ہم پر آسان فرما۔ اے اللہ! آپ ہی رفیق ہیں سفر میں اور خبر گیری کرنے والے گھر بار اور مال میں۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم سفر سے واپس تشریف لاتے تو یہی دعا پڑھتے، مگر اس کے ساتھ یہ الفاظ بڑھا دیتے۔ ترجمہ: ہم سفر سے لوٹنے والے ہیں، توبہ کرنے والے ہیں، عبادت کرنے والے ہیں، اپنے پروردگار کی حمد کرنے والے ہیں۔

جب کسی بلندی پر چڑھتے تو تین مرتبہ اللہ اکبر کہتے اور فرماتے۔ اے اللہ! اس بلندی پر شرف آپ ہی کے لیے ہے اور آپ کے لیے ہر حال میں تعریف ہے اور جب سواری کسی پستی میں اترتی تو تین مرتبہ فرماتے۔ سبحان اللہ! رکاب میں پاؤں رکھتے وقت فرماتے۔ بسم اللہ...... جس شہر یا گاؤں میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قیام کا ارادہ ہوتا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کو دور سے دیکھ لیتے تو زبان مبارک پر یہ الفاظ ہوتے۔ الّلھم بارک لنا فیھا. (تین مرتبہ کہتے) اور جب اس میں داخل ہونے لگتے تو فرماتے۔ اے اللہ! نصیب کیجئے، ہمیں ثمرات اس کے اور ہمیں عزیز کر دیجئے اہل شہر کے نزدیک اور ہمیں اہل شہر کے نیک لوگوں کی محبت دیجئے۔

اور جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کسی شخص کو رخصت فرماتے تو یہ الفاظ زبان مبارک پر ہوتے۔ ''اللہ کے سپرد کرتا ہوں میں تیرے دین کو اور تیری قابل حفاظت چیزوں کو اور تیرے اعمال کے انجاموں کو''۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی سفر سے واپس ہوتے اور اپنے گھر والوں میں تشریف لے جاتے تو فرماتے:

ترجمہ: بہت بہت توبہ کرتے ہیں ہم اپنے رب کی طرف رجوع کرتے ہیں ہم، کہ نہ چھوڑے ہم میں کوئی گناہ'' جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم سفر کرتے تو ابتدائی دن میں نکلتے اور اللہ تعالیٰ سے دعا فرماتے کہ آپ کی امت کو سویرے سویرے سفر کو جانے میں برکت دے۔ اگر مسافر تین ہوتے تو ان کو فرماتے تو ایک کو امیر بنا لیں۔ صلی اللہ علیہ وسلم

آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سفر کے لئے خود روانہ ہوتے یا کسی کو روانہ فرماتے تو جمعرات کے روز روانگی کے لئے مناسب خیال فرماتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سفر میں سواری کو زیادہ تر تیز رفتاری سے چلانا پسند فرماتے اور جب دیکھتے کہ راستہ لمبا ہے تو رفتار اور تیز کر دیتے۔ سفر میں کہیں پڑاؤ کر کے روانہ ہوتے تو عادتِ طیبہ تھی کہ صبح کے وقت کوچ فرماتے۔ سفر میں کتنی ہی کم مدت کے لیے ٹھہرتے جب تک نماز دوگانہ ادا نہ فرماتے وہاں سے روانہ نہ ہوتے۔ جب کوئی مسافر سفر سے واپس آتا اور خدمتِ اقدس میں حاضری دیتا تو اس سے معانقہ کرتے اور اس کی پیشانی پر بوسہ دیتے۔

دُعا

ساجدہ انجم، شیخوپورہ

دھوپ کی تپش سے نجات دے مجھے
الٰہی بہار جیسی شال دے مجھے
ٹھیس پہنچی ہے بہت بھروسے کو میرے
پھر اپنی نظر اپنا اعتبار دے مجھے
نیست و نابود کردوں نفرتیں سب
محبت کی ایسی ذوالفقار دے مجھے
تیری نظر سے پوشیدہ۔ کچھ نہیں
اپنے کرم سے اچھی خصال دے مجھے
ٹھیس پہنچے نہ آنگن کو میرے کبھی
سچ کی ایسی مضبوط دیوار دے مجھے
چھٹ جائیں سب تاریکیاں
ایسے خورشید و ماہتاب دے مجھے
پھول کھلا دے جو پت جھڑ میں
فصلِ گل کی تازہ بہار دے مجھے
دعائیں بدل دیتی ہیں تقدیر کو گر
میرے سوالوں کا پھر جواب دے مجھے
تو بڑا بے نیاز ہے مولا!
ہرے ربن سے بندھا گلاب دے مجھے

کشکول

تاثیر میرے لہجے کی!

"خدا کا رزق تو ہرگز زمین پر کم نہیں لوگو!
مگر یہ کاٹنے والے، مگر یہ بانٹنے والے"

انسان اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ منصب کا ناجائز استعمال کرتے ہوئے یہ کبھی نہیں سوچتا کہ جو کچھ وہ کر رہا ہے وہ لوح محفوظ میں جوں کا توں درج ہو رہا ہے اور اس فانی دنیا کے ساتھ ساتھ اس غیر فانی جہاں میں بھی ہر انسان اپنے اعمال کا پھل پائے گا۔ ببول بو کر پھولوں کی نرمی کا خواہش مند ہمیشہ اضطرار سے جھولی بھرتا ہے، کسی کو زخم دے کر مسکراہٹ حاصل کرنے کی تمنا عبث ہے۔ اے کاش! اگر انسان سوچ لے کہ وہ نائب خدا ہے تو دنیا میں امن کی فاختہ کو خون میں ڈبونے والے خود بخود فنا ہو جائیں۔ اپنی زندگی کا ایک اصول بنا لیجئے کہ کسی کے ساتھ بھی برا کرنے میں آپ کبھی پہل نہیں کریں گے۔ یقین جانیے آپ ہمیشہ سرخرو رہیں گے۔ (نادیہ یمنیٰ عثمانی، ماڈل کالونی کراچی)

کلماتِ دانش:

☆ حریص کی آنکھوں کو قبر کی مٹی کے سوا کوئی چیز نہیں بھر سکتی۔ ☆ احسان ہر جگہ بہتر ہے مگر ہمسائے کے ساتھ بہترین ہے۔ ☆ وہ شخص موت کے لیے تیار نہ ہوا جسے یہ خیال ہو کہ وہ کل تک زندہ رہے گا۔ ☆ کسی سوال کا جواب معلوم نہ ہو تو لاعلمی کا اظہار کر دینا نصف علم ہے۔ ☆ معافی نہایت اچھا انتقام ہے۔ ☆ زندگی میں تین چیزیں نہایت سخت ہیں خوف مرگ، شدتِ مرض اور ذلتِ قرض۔ ☆ حرام کا ایک لقمہ چھوڑ دینا دو سو رکعت نفل پڑھنے سے زیادہ پسندیدہ ہے۔ ☆ موت کو یاد کرنا نفس کی تمام بیماریوں کی دوا ہے۔ ☆ گناہ سے توبہ کرنا واجب مگر گناہ سے بچنا واجب تر ہے۔ ☆ مؤذن منادیٔ رحمان ہے اور گویا منادیٔ شیطان۔ ☆ گناہ کے بعد ندامت بھی توبہ کی ایک شاخ ہے۔ (بنت شاہد۔ ملتان)

وہ کون؟

جس کی آغوش میں حیات پروان چڑھتی ہے، ہنستی کھیلتی اٹکھیلیاں کرتی ہے، وہی تو ہے جو حیات بخش ہے، روشناس خلائق کراتی ہے، نشیب و فراز حیات سے آگاہ کرتی ہے، زیست کے سربستہ اسرار و رموز سے پردہ ہٹا کر ان کی سترکشائی کرتی ہے، حوادث زمانہ کا جرأت سے مقابلہ کر کے زندگی کے تار و پود بنتی ہے، سہانے سپنے دیکھتی ہے، خوابوں کے محل تعمیر کرتی ہے اور ان میں اپنے شہزادے کو بٹھاتی ہے، سامان آرائش و زیبائش فراہم کرنے کے لئے سر پھوڑتی ہے، در و دیوار سجاتی ہے، مورچھل ہاتھ میں لئے ہوا دیتی ہے، گرد اڑاتی ہے، آنکھوں کا فرش بچھاتی ہے، اپنے شہزادے کی خاطر دریا میں چھلانگ لگاتی ہے، آگ میں کود پڑتی ہے، کوہ سے ٹکراتی ہے، نہنگ کا سینہ چاک کرنے کے لئے لپکتی ہے، وہ جو اپنی ہستی کو مٹا کر زندگی بخشتی ہے، وہ جو الفتوں کا محور، محبتوں کا سرچشمہ، ایثار کا پہاڑ، عافیتوں کا سمندر، تواضع کا مجسمہ، صبر و عفو کا پیکر، استقلال کا آسمانی زور، اُنس کا منبع ہے، جہاں سے چشمے پھوٹ کر باہمی تعاون سے بحر کی صورت اختیار کر لیتے ہیں، وہ گل سے زیادہ نازک اور خوشبودار ہے، جس کی خوشبو چار سو پھیلی ہوئی ہے، مگر اسے گل سے اس لئے تشبیہ نہیں دی جا سکتی کہ گل کے ساتھ خار ہوتے ہیں جب کہ وہ اس عیب سے پاک ہے۔ (مضمون "وہ" سے اقتباس) (بنت مسکین علی سرائے صالح)

انسان:

جب کبھی پہاڑ کا دل بھر جاتا ہے تو وہ آتش فشاں بن کر پھٹ جاتا ہے، آسمان بارش کی صورت میں رو پڑتا ہے، پھول دھوپ میں مرجھانے لگتے ہیں، لیکن انسان کتنا بے بس ہے کہ نہ تو وہ آتش فشاں ہے کہ پھٹ پڑے، نہ وہ آسمان ہے کہ رو پڑے اور نہ وہ گل ہے کہ مرجھا جائے۔ دکھ انسان کو اندر ہی اندر کھا جاتا ہے اور پھر انسان ایک نہ ایک دن ٹوٹ کر بکھر جاتا ہے۔ (نوشین رشید قیصرانی)

یاد رکھنے کی باتیں:

- علم بغیر عمل کے وبال اور عمل بغیر علم کے گمراہی ہے۔
- مصیبت آئے تو صبر اور نماز کا سہارا لو۔
- اللہ تعالیٰ کے نزدیک دو قطروں سے زیادہ کوئی قطرہ پسندیدہ نہیں ایک آنسو کا قطرہ جو خدا کے خوف سے نکلا ہو اور دوسرا خون کا قطرہ جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں بہا ہو۔ (ثوبیہ بنت عبدالجبار۔ ٹوبہ ٹیک سنگھ)

جیسا باپ ویسا بیٹا:

حضرت امیر المؤمنین عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ ابھی اپنے بستر پر پہلو کے بل لیٹے ہی تھے کہ ان کا سترہ سالہ (صالح بیٹا) عبدالملک کمرے میں داخل ہوا اور کہا: امیر المؤمنین آپ کیا کرنا چاہتے ہیں؟

فرمایا: بیٹے میں تھوڑی دیر سونا چاہتا ہوں اس لئے کہ اب میرے جسم میں طاقت نہیں ہے میں بہت تھک چکا ہوں۔

بیٹے نے کہا: امیر المؤمنین کیا آپ مظلوم لوگوں کی فریاد سنے بغیر ہی سونا چاہتے ہیں؟ ان کا وہ مال جو ظلم سے چھینا گیا ہے انہیں واپس کون دلائے گا؟

فرمایا: بیٹا! چونکہ میں تمہارے چچا خلیفہ سلیمان کی وفات کی وجہ سے گزشتہ ساری رات جاگتا رہا۔ تھکاوٹ کی وجہ سے میرے جسم میں طاقت نہیں ہے۔ ان شاء اللہ تھوڑا آرام کرنے کے بعد نماز ظہر لوگوں کے ساتھ پڑھوں گا اور پھر یقیناً مظلوموں کی فریاد رسی ہوگی اور ہر ایک کو اس کا حق دیا جائے گا۔ کوئی محروم نہیں رہے گا۔ بیٹے نے کہا:

امیر المؤمنین! اس کی کون ضمانت دیتا ہے کہ آپ ظہر تک زندہ رہیں گے۔ بیٹے کی یہ بات سن کر حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ تڑپ اٹھے۔ آنکھوں سے نیند جاتی رہی، تھکے ہوئے جسم میں توانائی لوٹ آئی اور یکدم جست لگا کر بیٹھ گئے اور فرمایا کہ بیٹا! ذرا میرے قریب آؤ۔ بیٹا قریب ہوا تو اسے گلے لگا کر پیشانی کو بوسہ دیا اور فرمایا: اللہ کا شکر ہے جس نے مجھے ایسا نیک فرزند عطا کیا جو دینی معاملے میں میری اعانت کرتا ہے، پھر آپ اٹھے حکم دیا کہ یہ اعلان کر دیا جائے کہ جس پر کوئی ظلم ہوا ہے وہ اپنا مقدمہ خلیفہ کے سامنے آ کر پیش کرے۔ (مرسلہ: بنت مفتی عبدالمجید۔ نوری ٹاؤن کراچی)

اپنی آبرو بچانے والی عورت:

ہادیٔ برحق محسن اعظم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ: جو عورت اپنے مرد کے لئے بناؤ سنگھار کرے اس کو دو برس کی عبادت کرنے کا ثواب ملے گا اور جو عورت بے اجازت اپنے شوہر کے گھر سے باہر جائے تو زمین و آسمان اور فرشتے اس پر لعنت کرتے ہیں جب تک وہ واپس نہ آئے اور جو عورت غیر مرد کو اپنا بدن دکھاتی ہے تو اس کی ہر نظر بد کے بدلے اس عورت پر تین سو ساٹھ لعنتیں برستی ہیں اور جو عورت غیر مرد سے پردہ کرے گی اور اپنے بدن کو چھپائے گی اس کو دوزخ نہ جلائے گی اور جو عورت اپنے مرد کے پیچھے بھی اپنی آبرو بچائے گی اس پر دوزخ حرام ہے اور جب کوئی عورت اپنے مرد کو دنیا میں تکلیف دیتی ہے تو جنت میں جو حوریں مرد کو ملیں گی وہ کہتی ہیں کہ خدا تجھے غارت کرے یہ تو تیرے پاس کچھ دنوں کا مہمان ہے، بہت جلد ہمارے پاس آجائے گا۔ (مرسلہ: فرحانہ بنت عبدالستار بندھانی۔ نواں گوٹھ سکھر)

نماز:

پھول رحمت کے کھلاتی ہے نماز
رستہ جنت کا دکھاتی ہے نماز
آگ دوزخ کی بجھاتی ہے نماز
ہر برائی سے بچاتی ہے نماز
شاہ و گدا میں بھی نہیں رکھتی تمیز
فرق دنیا کے مٹاتی ہے نماز
سوہنے رب سے مسلمانو! سنو
ہر نمازی کو ملاتی ہے نماز
درس دیتی ہے طہارت کا نماز
پاک رہنا بھی سکھاتی ہے نماز
وقت کا پابند نظم کا خوگر
ہر نماز کو بناتی ہے نماز

مرسلہ: محمد عثمان عظیم بٹ۔ ٹوبہ ٹیک سنگھ

اولاد کی تربیت کیسے؟

اولاد اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے، اس کی ناقدری سے اجتناب کریں اور قدر کیجئے۔ اس کو بددعائیں دینا نعمت کی ناقدری ہے۔ بچہ غلطی کرے آپ کو تکلیف پہنچائے آپ کسی حال میں بھی اسے بددعا نہ دیں۔ شیطان دھوکہ دیتا ہے، ماں کے دل میں یہ بات ڈالتا ہے کہ بددعا نہیں دے رہی بلکہ صرف زبان سے کہہ رہی ہوں اور دھوکے میں آ کر اور زبان سے برے الفاظ کہہ جاتی ہے۔ بچہ آپ کو تنگ کرے تو آپ بدلے میں ہدایت کی دعائیں دیں۔ برائی کا بدلہ اچھائی سے دینا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے۔

جو عاصی کو کملی میں اپنی چھپالے
جو دشمن کو بھی زخم کھا کے دعا دے

بددعا کا اثر:

ایک عورت نے اپنے بیٹے کو غصے میں آکر بددعا دی کہ ''تو مرجاتا تو اچھا تھا'' یہ الفاظ اللہ تعالیٰ نے قبول کر لیے، مگر بچے کو اس وقت موت نہیں دی بلکہ اس بچے کو پہلے اللہ تعالیٰ نے نیک بنایا۔ عین جوانی کا وقت آیا تو وہ لوگوں میں اتنا نیک اور معزز تھا کہ لوگ اس کا نام لیتے ''بیٹا ہو تو ایسا''۔ اب ماں نے اس کی شادی کا پروگرام بنایا۔ جب شادی کی تیاریاں کیں اور شادی میں چند دن رہ گئے تو اللہ تعالیٰ نے بیٹے کو موت دے دی۔ اب ماں کا رو رو کر برا حال ہو گیا کہ جوان بیٹا رخصت ہو گیا۔ کسی اللہ والے کو اللہ تعالیٰ نے خواب میں بتایا کہ ہم نے اس کی دعا کو ہی قبول کیا تھا جو اس نے بچپن میں کہا تھا کہ تو مرجاتا تو اچھا تھا۔ ہم نے نعمت اس وقت واپس نہیں لی، پہلے بھرپور بننے دیا، جب عین شباب کے عالم میں یہ پہنچا، یہ نعمت پک کے تیار ہو گئی تو ہم نے اس وقت پھل توڑا تاکہ ماں کو سمجھ آجائے کہ اس نے کس نعمت کی ناقدری کی۔

مارنا کوئی حل نہیں، مارنے سے گریز کریں:

آپ بے شک بچے کو ڈانٹ لیجئے، دھمکا لیجئے، ایسا چہرہ بنا لیجئے جیسے بڑے غصے میں ہوں، لیکن بچوں کو مارنے سے گریز کریں، مارنا کوئی حل نہیں ہوتا۔ یہ تو ایسا ہے کہ جو بچے کو مارتا ہے وہ تسلیم کر لیتا ہے کہ میں بچے کو سمجھانے میں شکست کھا گیا۔ جب کوئی بچے کو سمجھانے میں ناکام ہو جاتا ہے تب وہ بچے پر ہاتھ اٹھاتا ہے۔ مارنے سے بچے نہیں سمجھا کرتے اس لیے بچے کو مارنے کے بجائے سمجھانے اور ڈانٹنے کی حد تک رہیں۔ ہاں اگر کوئی اتنا بڑا جرم کردے جس پر سزا دینا ضروری سمجھا جاتا ہو تو پھر تھوڑی بہت تنبیہ کرنی چاہیے تاہم حتی الوسع سمجھانے کی کوشش کیجئے۔

جھوٹ سے بچیے:

بچے سے جھوٹ بولنے سے اجتناب کریں بعض عورتیں بچوں کو جھوٹا دھمکاتی اور ڈراتی ہیں۔ اس سے بچہ ایک دو دفعہ تو ڈرے گا، لیکن دل میں آپ کو جھوٹا سمجھے گا پھر ہر بات میں

بنتِ عبدالسبحان

جھوٹ کا شک کرے گا، اسی طرح کبھی جھوٹا وعدہ نہ کریں، اگر وعدہ پورا نہیں کر سکتی تو کبھی وعدہ نہ کریں ورنہ اس سے آپ بچے کو جھوٹ بولنا سکھاتی ہیں۔ اسے جھوٹ بولنے میں مدد دیتی اور اس کے لئے جھوٹ کی راہ ہموار کرتی ہیں۔ بچہ جھوٹ بولنے کا عادی بن جائے گا اور اس کا گناہ آپ کو ملے گا۔

بچے کو اللہ تعالیٰ سے ڈرائیں:

اگر بچے کو ڈرانا ہو تو اللہ تعالیٰ سے ڈرائیں کہ بیٹا! اللہ تعالیٰ ناراض ہوتے ہیں۔ صرف ایک اللہ تعالیٰ کا خوف دل میں بٹھائیے، کسی اور کا خوف دل میں بٹھانے کی کیا ضرورت ہے؟ اللہ تعالیٰ کا خوف ایسی نعمت ہے جو دل میں بیٹھ گیا تو اللہ تعالیٰ کے خوف سے بچہ شریعت کی ہر بات پر عمل کرتا چلا جائے گا۔

ہر وقت ڈانٹ اچھی نہیں:

کئی مرتبہ مائیں کہتی ہیں کہ بچہ بات نہیں مانتا۔ وجہ یہ ہوتی ہے کہ تربیت اچھی نہیں ہوتی، بچے کو ہر بات پر ڈانٹا ہی جاتا ہے، فقط تنقید ہی کی جاتی ہے۔ جب وہ جوان ہوتا ہے تو اسے ڈانٹوں کی پرواہ نہیں ہوتی اور ڈانٹ اس کے لئے کوئی اثر نہیں رکھتی۔

بچوں سے بات صرف حکم سے نہیں گُر سے منوائیں:

ایک اور نقطہ ذہن میں رکھئے، بچوں سے بات منوانے کا گر ڈھونڈیں اور بچوں کو کھلم کھلا آرڈر نہ دیں کہ میرا حکم مانو اور ایسے ہی کرو۔ اگر بچے نے حکم پورا نہ کیا تو وہ آپ کی وجہ سے گناہ گار بنے گا۔ بڑے بزرگ لوگوں کا طریقہ یہ ہوتا ہے کہ وہ بچوں کو پیار بھرے انداز میں کہتے ہیں ''بیٹا اگر تم ایسا کردو تو مجھے بڑی خوشی ہوگی''، ''بیٹا اگر آپ ایسا کردو تو میں بڑی دعائیں دوں گی'' جب آپ اس طرح بات کریں گی تو اگر اس نے بات مان لی تو واقعی اس کو دعائیں مل جائیں گی اور نہ بھی مانی تو کم از کم وہ گناہ کا مرتکب تو نہیں ہوگا۔ اس پر نہ ماننے اور نافرمانی کی نحوست تو نہیں پڑے گی۔ مشورے کے انداز میں بات اور کام کہیں تاکہ ماننے پر اجر ملے اور نہ ماننے سے نافرمانی کا داغ اس پر نہ لگے۔ ماں تو بہت ممتا والی ہوتی ہے، کبھی بھی بچے کے نقصان کو پسند نہیں کرتی۔

طعنہ زہر میں بجھا تیر:

بچے کو کبھی طعنہ نہ دیں، وہ کبھی کوئی غلطی کر بیٹھے تو اسے گناہ اور غلطی کا طعنہ نہ دیں۔ ویسے بھی طعنہ دین میں منع ہے اور بچے کے لئے تو یہ زہر میں بجھے ہوئے تیر کی مانند ہے۔

نظام الاوقات بنائیے:

بچوں کا نظام الاوقات بنا دیں کہ اس وقت کھیلنا، اس وقت پڑھنا، اس وقت سونا اور اس وقت کھانا کھانا ہے۔ بچے کی اچھی تربیت یہی ہے۔ اس کا بھی خیال رکھیں کہ بچے کی صحت اچھی ہو جب صحت اچھی ہوگی تو دماغ بھی اچھا ہوگا اور ایک اچھا دماغ ہمیشہ ایک اچھے بدن میں ہوا کرتا ہے۔

رشتوں کے لئے معیارِ انتخاب:

اب جب بڑے ہو جائیں، جوانی کی عمر کو پہنچیں، شادی کا وقت ہونے لگے تو آپ ان کے لئے رشتے ڈھونڈیں۔ بچے کی پسند کا بھی خیال رکھیں مگر خاص اہم خوبی جو موجود ہونا لازم ہے۔ وہ یہ کہ اگر بیٹے کے لئے لڑکی ڈھونڈیں تو وہ ایسی جس کے دل میں خوف خدا ہو، ایسی لڑکی ہمیشہ آپ اور آپ کے بیٹے کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ کو بھی خوش رکھے گی اور اگر بیٹی کے لئے داماد دیکھیں تو وہ بھی ایسا جس کے دل میں خوف خدا ہو۔ کیونکہ وہی آپ کو اور آپ کی بیٹی کو بھی خوش رکھے گا۔ اس نکتے کو مدنظر رکھنے سے آپ کے گھر میں ایک اچھے فرد کا اضافہ ہوگا۔ (بہو، داماد کی صورت میں) اور سب غم غلط ہو جائیں گے۔

(استفادہ از: ''خواتین کے تربیتی بیانات'')

سلمیٰ شاہ

عصری تعلیم اور خواتین

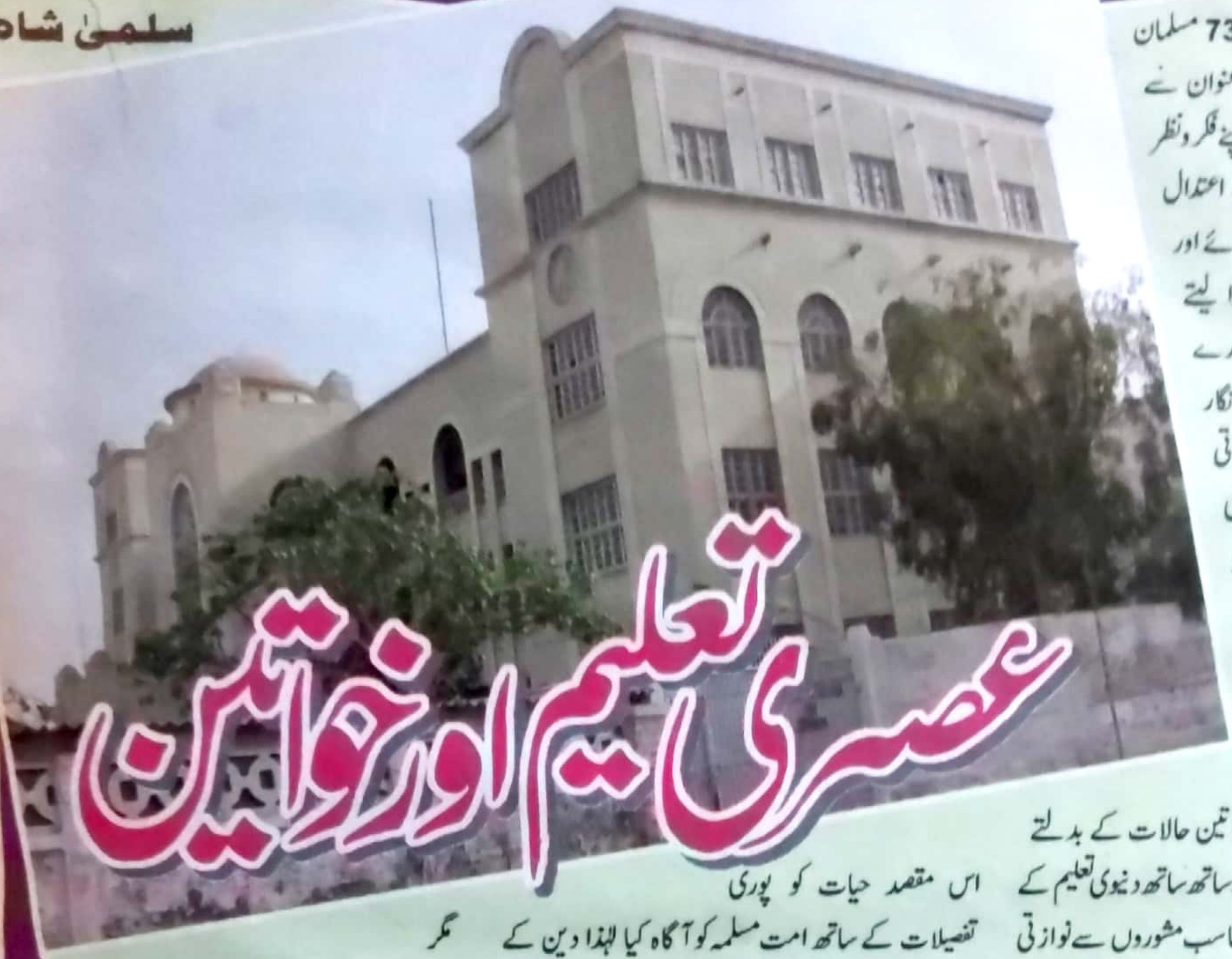

خواتین کا اسلام شمارہ نمبر 73 مسلمان لڑکیوں کی دنیاوی تعلیم کے عنوان نے محترمہ حمنیٰ فرح صاحبہ نے اپنے فکر و نظر اور تجربے کے حوالے سے اعتدال پسندی کے دامن کو تھامتے ہوئے اور اسلامی روشن خیالی کا سہارا لیتے ہوئے بعض مناسب مشورے دئے ہیں۔ یقیناً مضمون نگار اسلامی فکر و نظر کی حامل نظر آتی ہیں۔ اسکول اور کالج کی راہوں سے گزر کر دینی و عصری تعلیم کے امتزاج کو برقرار رکھنا بہت مشکل ہوتا ہے۔ ہمارے معاشرے میں بہت ساری ہماری نسلِ نو کی خواتین حالات کے بدلتے دھارے میں دینی تعلیم کے ساتھ ساتھ دنیوی تعلیم کے حوالے سے جو وقتاً فوقتاً مناسب مشوروں سے نوازتی ہیں انہیں (مشوروں کو) اسی نظر سے دیکھنا چاہئے کہ میٹھے بادام کو قبول کرتے ہوئے کڑوے بادام پھینکے جائیں اور ویسے بھی ہماری اپنی نظریاتی و فکری پرواز (ناقص العقلی کے باعث) محدود سوچ اور تجربات کی آئینہ دار ہوتی ہے۔ اندریں حالات ہمیں جدید تقاضوں کو پیش نظر رکھتے ہوئے پورے وقار اور سنجیدگی کے ساتھ اس امر کا جائزہ حقیقت پسندی کے ذیل میں لینا چاہئے بہت سارے ایسے مخفی گوشے ہماری نظروں سے عموماً اوجھل رہ جاتے ہیں جن کو سرسری نظر سے نہیں پرکھا جاسکتا۔ بسا اوقات کسی بھی نظریے کو اپناتے ہوئے بنیادی تعبیر کی غلطی سے اگلے سارے دلائل اُسی (نظریے) کے اردگرد گھومتے ہیں۔ مسئلہ یہ نہیں کہ عصری تقاضوں کو پیش نظر رکھتے ہوئے عورتوں کو زیور تعلیم سے آراستہ کیا جائے یا نہیں؟ اس حقیقت پر کبھی دو رائے نہیں رہیں کیونکہ تعلیم ہر مرد و عورت کا بنیادی حق ہے اور تعلیم کے بغیر انسان جانور محض ہے مگر مسئلہ یہ ہے کہ وہ کون سی تعلیم ہے جس کے بغیر ہم انسانیت اور اخلاقیات کا ادارک نہیں کر سکتے اس کے لئے ہمیں بنیادی طور پر اپنے مقصد حیات کو سمجھنا اور جاننا ہوگا اور یہ دلائل کی وہ بنیاد ہے جس پر سارے نظریے کی عمارت قائم ہے بطور ایک مسلمان کے جب ہمارا عقیدہ ہے کہ قرآن مجید ہی وہ مقدس کتاب ہے جو ساری انسانیت کے لئے مثلِ آب حیات ہے قرآن پاک میں اللہ عزوجل نے ہمیں ہمارا مقصد حیات واضح اور دوٹوک الفاظ میں بیان کردیا ہے اور خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی عملی زندگی (جس کو قرآن کریم نے اسوہ حسنہ قرار دیا ہے) سے اس مقصد حیات کو پوری تفصیلات کے ساتھ امت مسلمہ کو آگاہ کیا لہٰذا دین کے سارے ابواب پر عمل کرنا اُن کو اوڑھنا بچھونا بنانا ہمارا مقصد حیات ہے، دنیوی حوالے سے جو ہماری ضروریات اب ہیں تو ایسی ہی ضروریات اپنے دور میں صحابیات اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی بھی تھیں۔ دین اور دنیا کو اُن حضرات نے بھی جمع کر رکھا تھا بلکہ اپنے دور میں اُن حضرات نے حکومت بھی قائم کی تھی اور وہ شاہی آداب سے پوری واقفیت رکھتے تھے اُن کے دور حکومت میں بھی امور حکومت چلانے کے لئے تمام شعبے کام کر رہے تھے۔ لیکن ہماری طرح اُن میں شوخیاں اور عصری ٹھاٹھ باٹھ نہیں تھی جو آج ہم نے اپنا رکھی ہے لہٰذا یہ اعتراض کرنا کہ وہ دور کچھ اور طرح کا تھا اور موجودہ معاشرتی اقدار اور ضروریات یکسر بدل گئی ہیں اور اس دور پر اس دور کو قیاس نہیں کرنا چاہئے تو اس اعتراض کا جواب یہ ہے کہ ہر دور کی ضروریات کا لحاظ کرنا مانا کہ وقت کا تقاضا کہلایا ہے مگر ضروریات کا تعین کرنا بھی تو ضروری ہے پھر اس تعین کی ترجیحات بھی فکر و نظر کے اعتبار سے مختلف ہیں، ہمارے پاس اس کے پرکھنے اور جانچنے کا معیار شریعت مطہرہ کے سوا کچھ نہیں کیونکہ ہم جس قدر بھی اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی عقل و ذہانت کے اعلیٰ معیار پر فائز ہوں پھر بھی آخر ناقص العقل ہیں شریعت چاہتی ہے کہ اصلاح معاشرہ ہو اور یہ اصلاح کوئی مصلح ہی کر سکتا ہے۔

عصری تقاضوں کے حوالے سے جس کا ہم اظہار کرتے ہیں یہ کوئی دلیل شرعی نہیں ہے بلکہ حالات سے متاثر ہونے کا ایک مہذب تاثر ہے جس کو بنیاد بنا کر ہر کوئی یہ کہتا نظر آتا ہے کہ علمائے کرام تنگ نظر ہیں، قدامت پرست ہیں اور دقیانوسی خیالات کے حامل ہیں۔ حالانکہ علماء نے کبھی بھی عصری تعلیم کے حصول سے روکا نہیں بلکہ عصری چیلنجوں کا مقابلہ کرنے کے لئے جدید ٹیکنالوجی کے حصول پر زور دیا ہے مگر کیا اس کے لئے یہ بھی ضروری ہے ہم اپنے دوپٹے اتار کر فیشن ایبل لباس پہن کر مادر پدر آزاد ہو جائیں، اگر کوئی یہ کہے کہ اس تعلیم کا حصول یونیورسٹیوں اور کالجوں میں داخل ہوئے بغیر ناممکن ہے تو اس حقیقت کو تسلیم کئے بغیر کوئی چارہ نہیں کہ جدید ٹیکنالوجی کی تعلیم انہی اداروں میں ہی حاصل کی جاسکتی ہے لیکن کیا اس کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ عورتیں بھی اس تعلیم میں مردوں کے شانہ بشانہ چلیں۔ تمام حدود شرعیہ کو پھلانگتے ہوئے اسے وقت کا تقاضا قرار دینا محض سینہ زوری ہے جو دلیل کی طاقت سے ہٹ کر ہے۔ ہر معاملے میں وقتی اور عصری تقاضوں کو دلیل بنا کر پیش کرنا ضرورت سے زیادہ مرعوب ہونا ہے اگر جدید علوم و فنون کا حصول مردوں پر چھوڑ دیا جائے تو قیامت کے روز عورتوں سے عصری تعلیم کے حصول کے حوالے سے کوئی سوال نہیں ہوگا۔ البتہ میڈیکل کے شعبہ میں خواتین کا داخلہ حدود شرعیہ میں رہتے ہوئے ایک ضرورت ضرور کہا جاسکتا ہے مگر اس کے لئے چونکہ الگ کالج یونیورسٹیاں نہیں ہیں لہٰذا محض اس مفروضہ پر کہ خواتین باپردہ ہو کر تعلیم حاصل کر سکتی ہیں امر محال ہے کیونکہ ہمارے اس فحاشی و عریانی سے مرکب زہر آلودہ ماحول میں عزت نفس کا برقرار رکھنا ناممکن ہو گیا ہے جبکہ شریعت مطہرہ نے مرد ڈاکٹرز اور حکماء کو بیماری کے باعث عورتوں کے علاج معالجے کی اجازت دی ہے۔ (باقی صفحہ ۱۵ پر)

معزز خواتین اسلام! اس وقت امت مسلمہ جن مسائل و مشکلات سے دوچار ہے آپ جانتی ہی ہیں مگر محض جان لینا کچھ اہمیت نہیں رکھتا بلکہ ان مسائل کے حل کے لئے آپ کا کردار سب سے زیادہ اہمیت کا حامل ہے اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ مرد کا اس سلسلے میں کوئی اہم کردار نہیں یہاں اس بات کی بھی تھوڑی سی وضاحت ہو جائے کہ مرد کو عورت پر جو فوقیت دی گئی ہے اس میں حکمت پوشیدہ ہے کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے مرد کو جسمانی طور پر طاقتور بنایا ہے نیز اس میں حوصلہ اور برداشت کا مادہ زیادہ رکھا ہے اور جو قرآن مجید فرقان حمید نے مرد کو "قوامون علی النساء" کہا ہے تو اس لحاظ سے بھی مرد پر ذمہ داریوں کا بوجھ زیادہ ہے اور مرد کو نگران بنانے سے عورت کے مقام و مرتبہ اور ان حقوق میں قطعاً کوئی کمی نہیں آتی جو اسلام اسے دیتا ہے مرد اور عورت کو اللہ تعالیٰ نے الگ الگ فرائض تفویض کئے ہیں، گو ان کے دائرہ کار تو جدا ہیں مگر درحقیقت دونوں کے دائرہ کار ایک دوسرے کے لئے لازم و ملزوم ہیں کسی ایک کی کامیابی یا ناکامی دوسرے کی شمولیت کے بغیر ممکن نہیں کسی ایک کا فعل یا قول دوسرے پر براہ راست اثر انداز ہوتا ہے۔

آپ یوں سمجھئے ماں کے روپ میں آپ کے قدموں تلے جنت ہے جبکہ بیٹی کے روپ میں آپ گھنی رحمت، بہن کے روپ میں سراپا محبت، بیوی کے روپ میں گھر کی راحت ہیں۔ اس لئے بغیر تردد کے آپ اس بات کو مان لیں کہ آپ کے یہی روپ آپ کا نہایت اہم کردار ہیں اگر آپ اپنے ان کرداروں کو اسلامی تعلیمات کے مطابق پوری ذمہ داری اور وفاداری سے ادا کریں تو یہ موجودہ صورتحال میں تبدیلی اور ایک اسلامی معاشرے کی تشکیل میں سب سے بڑھ کر آپ کے معاون ہیں، آپ کا یہی ہتھیار چراغ کفر کو بجھانے اور ظلم کی یلغار کو روکنے کے لئے کارگر اور امت مسلمہ میں بیداری کی لہر دوڑانے کے لئے کارفرما ہو گا مگر اس کے لئے ضروری ہے کہ آپ سب سے پہلے پوری ایمانداری کے ساتھ اپنا محاسبہ کریں خصوصاً ایک ماں کی حیثیت سے کہ نسلوں کی تربیت و پرورش کا جو فریضہ آپ کو سونپا گیا ہے کیا اسے کما حقہ پورا کر رہی ہیں؟ کیا اپنی اولاد میں وہ جذبہ اخلاص پروان چڑھا رہی ہیں جو انہیں مذہب وملت کا وفادار اور دین اسلام کی چوکھٹ کا چوکیدار بنا دے؟ اگر آپ کا جواب اثبات میں ہے تو خود کو مزید سنوار لیں اگر نفی میں ہے تو آپ جہاں اور جس مقام پر ہیں خود کو بدلنے کا آغاز کر دیں، مغربیت کے طوق سے خود کو آزاد کر لیں، جدیدیت کی شرانگیزیوں سے دامن بچائیں، روشن خیالی کا لبادہ اتار پھینکیں، دلوں سے دنیاوی خواہشات کو نکال کر انہیں اللہ تعالیٰ کی محبت سے آباد کر لیں، اپنے دماغوں کو دنیاداری کے دھندوں سے چھڑا کر اس میں اخروی کامیابی کے حصول کی فکر پیدا کریں اور اسلام کی عظیم الشان روایات کی امین بن جائیں، اسلام پر جو دور خزاں آیا ہوا ہے اس کو بہاروں میں بدلنے کے لئے قرون اولیٰ کی خواتین کی مثال ہو جائیں۔ امہات المومنین کی پاکیزہ اور روشن زندگیوں کو آنکھوں میں بھر لیں، ام خنساء کی یاد تازہ کر دیں، خولہ بنت ازور کی بہادری کو ازبر کر لیں (رضی اللہ تعالیٰ عنھن)۔

کبریٰ غلام رسول

میری مکرمات! امت مسلمہ کی بدحالی آپ سے ڈھکی چھپی نہیں، یہ جو چار سو جبر کی دھند پھیلی ہے، یہ جو ظلمتوں کے بادل بلاد اسلامیہ پہ چھائے ہوئے ہیں، یہ جو قہر کی آندھیاں سب کچھ ملیامیٹ کرنے کے درپے ہیں ان کے خاتمے کے لئے آپ کو قربانیوں کے نئے باب رقم کرنے ہوں گے کہ یہ ستم رسیدہ دور آپ سے قربانیاں چاہتا ہے، یہ شام شام زندگی روشن چراغوں کا مطالبہ کرتی ہے، یہ تار تار ردائیں حفاظتوں کی ضمانت مانگتی ہیں، یہ کڑی دھوپ سایۂ دیوار چاہتی ہے اور ملت اسلامیہ آپ کے سامنے دامن پھیلائے کسی محمد بن قاسم کی طالب ہے، قیصر وکسریٰ کی سلطنتوں کو زیروزبر کرنے والے جراتوں کے پیکر آپ کی گود میں دیکھنے کی متمنی ہے، چاہتی ہے کہ کوئی صلاح الدین ایوبی جیسا ہیرو مل جائے، کوئی نور الدین زنگی کی مثل ہو جائے، کوئی ٹیپو سلطان کا عکس بن جائے، کوئی خالدؓ بن ولید کا پرتو مل جائے، کوئی عقبہ بن نافع کا جانشین اٹھے اور کشتوں کے پشتے لگاتا، فتح کے علم لہراتا بالآخر بحر اوقیانوس کے کنارے کھڑا ہو کر مخاطب ہو کہ "اے اللہ! اگر سمندر میری راہ میں حائل نہ ہوتا اور زمین ختم نہ ہو جاتی تو میں فتح کے پرچم اڑاتا، تیری توحید کا نعرہ بلند کرتا آگے ہی آگے بڑھتا جاتا۔"

ویران ساحل منتظر ہیں کہ کوئی طارق بن زیاد آئے اپنی سپاہ کو کشتیاں جلانے کا حکم دے اور بے ساختہ کہے کہ "ہر ملک ملک ماست کہ ملک خدائے ماست" اور پھر اندلس وفرانس پر اسلام کا جھنڈا لہرا دے۔

میری معززات! یہ وقت کی پکار ہے، حالات کا تقاضا ہے کہ آپ مجسم ایثار ہو جائیں اپنی ذاتی خواہشات وضروریات پر امت مسلمہ کی ضرورت کو ترجیح دے ڈالیں، انفرادیت کو چھوڑ کر اجتماعیت کا نعرہ بلند کر دیں، دنیاوی لذتوں سے کنارہ کش ہو کر فوز عظیم کا سودا کر لیں، اپنے احساس زیاں اور احساس درد کو بیدار کریں، عزم مصمم اور یقین محکم سے حالات کا رخ موڑ دیں، دلوں کو کشکول کر کے خدا سے رحم کی اپیل کریں اور پختہ ایمان رکھیں کہ وہ پھیلے ہاتھوں کو خالی نہیں لوٹاتا، مانگنے والوں کو مایوس نہیں کرتا، آپ بھی مایوس مت ہونا بلکہ ایسا کرنا کہ امت مسلمہ کے دامن کی سیاہی کو اپنے آنچلوں سے پونچھ ڈالنا، اس کے تھکے زرد چہرے کو توانائیاں مہیا کر دینا، اس کے ویران گلستان کو اپنے آنگن کے پھولوں سے مہکا دینا، اس کے بھٹکے ہوئے قافلے کو نیک قیادت کی ضرورت ہے آپ یہ ضرورت پوری کرنے کی سعی کرنا اور دعا کرنا کہ اللہ تعالیٰ آپ کی ان کوششوں اور جذبوں کو اپنی بارگاہ میں قبول کرلے اور یوم حشر کو شفاعت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا حق دار کر دے۔

یہاں اس بات کو ذہن میں رکھیں کہ کسی بھی اعلیٰ مقصد کی ابتدا میں بے شمار رکاوٹیں پاؤں سے لپٹی دکھائی دیتی ہیں، ان گنت سنگ گراں راہ میں حائل نظر آتے ہیں، بہت سے کانٹے اگے ہوتے ہیں ان سب کو یکلخت تو ختم نہیں کیا جا سکتا لہٰذا ایک ایک کر کے رکاوٹوں اور پتھروں کو راہ سے ہٹائیں، ایک ایک کر کے سارے کانٹے چن لیں۔ اس کے لئے نسل نو کی دینی خطوط پر تربیت کا فریضہ سرانجام دینے کے لئے راہ عمل پر قدم رکھ دیں، میں خلوص وایقان سے دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو استعانت واستقامت دے۔ دین مبین کی صحیح سمجھ اور محبت عطا کرے اور آپ سب کے دلوں میں یہ بات راسخ کر دے کہ یہ فتح یابی کا سفر، کامرانی کی منزل اور سرخروئی کی دھن ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر گھڑی میں، ہر گام پر آپ کا حامی و ناصر اور حافظ و مددگار رہو۔

مکافاتِ عمل

عبدالرؤف نفیسی

آج پھر تمہارے باپ نے مجھے نصیحتیں کرکے اور پرانے لوگوں کی باتیں سنا کر زچ کیا اور میرا وقت ضائع کیا"۔ بیگم ہاشم نے ہاشم خان کے گھر میں داخل ہوتے ہی شکایات کا انبار لگا دیا......

میں نے کئی مرتبہ کہا ہے کہ اپنے باپ کو سمجھاؤ کہ یہ جدید دور ہے کوئی پتھر کا زمانہ نہیں پرانے نظریات اور خیالات کو اب ترک کر دیا جائے تو بہتر ہوگا، اور پھر میں کوئی ان پڑھ یا جاہل عورت نہیں گریجویٹ ہوں اور سب اچھا برا سمجھتی ہوں......

ہاشم خان نے بیگم صاحبہ کی تمام باتیں خاموشی سے سن کر اسے سمجھانے کی کوشش کی دیکھو بیگم!...... بڑے بزرگوں کی باتوں کا برا نہیں مناتے، آخر ان کی باتیں سن لینے میں تمہارا کیا نقصان ہے؟ اصل تو یہ ہے کہ تم ان کی باتوں پر عمل کرو اگر یہ تمہارے بس میں نہیں تو کم از کم ان باتوں کو سن ہی لیا کرو۔

خود ہی بیٹھ کر سن لیا کریں بزرگوں کے اقوال، ہمارے پاس اتنا فضول وقت نہیں...... بیگم ہاشم نے لاپرواہی سے طنزاً کہا......

ہاشم خان نے ٹھنڈا سانس لیا اور اپنے کمرے میں چلا گیا۔

OOO

ہاشم خان اپنے والد قاسم خان کی اکلوتی اولاد تھا جس کی والدہ فوت ہو چکی تھی۔ قاسم خان خاصے مالدار آدمی تھے اب ان کی ساری جائیداد کا وارث ان کا بیٹا ہاشم ہی تھا...... قاسم خان اپنی بیوی کی وفات کے بعد تنہا ہو گئے تھے گھر میں ایک بیٹا ایک پوتا اور بہو تھی...... قاسم خان کی بہو ایک ماڈرن خاندان کی عورت تھی جسے فیشن، شاپنگ، فضول خرچی کے علاوہ کوئی کام نہ تھا گھر میں کسی چیز کی کمی تو تھی نہیں، قاسم خان کے والدین اس کی جوانی میں فوت ہوئے جوانی کے نشہ اور دنیوی مصروفیات کی وجہ سے قاسم خان اپنے والدین کی خدمت نہیں کر سکا تھا، اس کی بیوی بھی جھگڑالو قسم کی عورت تھی جس نے اپنی ساس سسر کی کوئی خدمت نہ کی، اب وہی برتاؤ اور صلہ قاسم خان کو مل رہا تھا قاسم خان چاہتا تھا کہ یہ سلسلہ ختم ہو میرے بعد یہی سلوک میرے بیٹے سے نہ ہو اس لئے وہ اپنی بہو کو سمجھانے کی کوشش کرتا رہتا تھا۔ لیکن اس کی بہو اس کی باتوں کو خاطر میں نہ لاتی، اس کی ایک وجہ تو یہ بھی تھی کہ قاسم خان اب فالج کا مریض تھا، اس کی ایک ٹانگ فالج زدہ تھی اور وہ وہیل چیئر پر چلتا پھرتا تھا۔

قاسم خان کی بہو ایک تو اس کی خدمت سے بالکل اجتناب کرتی تھی، اسے کھانا چائے اور کپڑے وغیرہ سب ملازمہ پکڑاتی تھی...... دوسرے قاسم خان اسے ننگے سر گھومنے، فضول خرچی سے بچنے، اونچی آواز میں ڈیک چلانے اور فون پر بلا ضرورت گھنٹوں گپیں ہانکنے سے منع کرتا تو بیگم ہاشم خان کو آگ سی لگ جاتی اس کا بس نہیں چلتا تھا ورنہ وہ قاسم خان کو اٹھوا کر باہر پھنکوا دیتی...... بلکہ کئی مرتبہ وہ ہاشم خان کو ایسا مشورہ دے چکی تھی کہ اس بوڑھے کو ایدھی سینٹر میں داخل کرا دو، اور قاسم خان اکثر اپنے بیٹے ہاشم خان کو صدقہ خیرات کرنے اور مکمل زکوۃ ادا کرنے کا کہتا تو بیگم ہاشم کو زہر لگتا، وہ صدقہ خیرات اور زکوۃ کو فضول سمجھتی تھی اس لئے وہ جلد اس بوڑھے سے نجات حاصل کرنا چاہتی تھی کہ وہ اس کی دولت کی مالک بن جائے...... اور کوئی روک ٹوک کرنے والا بھی نہ ہو۔

OOO

ہاشم خان آج کام پر نہیں گئے تھے قاسم خان وہیل چیئر پر باہر صحن میں آ گئے انہوں نے دیکھا کہ ان کا پوتا ناظم خان اپنی والدہ بیگم ہاشم سے جھگڑ رہا تھا جس کی عمر قریباً 8 سال تھی وہ اپنی ماں سے کسی چیز کے خریدنے کے لئے 500 روپے مانگ رہا تھا مگر بیگم ہاشم اسے اتنی زیادہ رقم دینے سے انکاری تھی کہ بیٹا اتنی رقم سے تم کیا خریدو گے تمہارے پاس کس چیز کی کمی ہے، میں تمہارے ساتھ چلتی ہوں، مگر ناظم اپنے کسی دوست کے ساتھ جانے پر بہ ضد تھا، قاسم خان یہ منظر دیکھ رہا تھا کہ اس کا پوتا ناظم اپنی ماں کو جوتا اٹھا کر مارنے کی کوشش کر رہا ہے اور ماں کے منع کرنے کے باوجود کسی بات کو ماننے کی بجائے اپنے مطالبے کو پورا کرنے پر بہ ضد ہے۔

یہ منظر دیکھ کر قاسم خان کی آنکھوں میں آنسو آ گئے اور اس نے اپنی بہو کو مخاطب کر کے کہا کہ دیکھو بہو یہ مکافات عمل ہے یعنی دنیا میں جو سلوک ہم اپنے ماں باپ سے کریں گے ہماری اولاد اس سے بڑھ کر ہمارے ساتھ کرے گی اور یہ دستور ہے کہ ہم اگر اپنے بڑوں کا کہنا مانیں گے تو چھوٹے ہمارا کہا مانیں گے، جو ہم بوئیں گے وہی کاٹیں گے، اور آج میرے ساتھ جو یہ برتاؤ ہو رہا ہے میرے اپنے کیے کی سزا ہے، اور میرے اعمال کا بدلہ ہے، ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کا مفہوم ہے کہ تمہارے ماں باپ تمہارے لئے جنت ہیں اور جہنم بھی، یعنی اگر تم اپنے ماں باپ کی اس وقت خدمت کرو گے جب وہ بوڑھے ہو جائیں تو یہ تمہارے لئے جنت کا ذریعہ بنیں گے اور اگر تم ان کی نافرمانی کرو، ان کی خدمت نہ کرو، ان کو اپنے لئے بوجھ سمجھو تو یہ تمہارے لئے جہنم میں جانے کا سبب ہوگا...... اور ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص نے روزانہ صبح اپنے ماں باپ کو محبت کی نگاہ سے دیکھا تو اسے ایک حج اور عمرہ کا ثواب ملے گا...... قاسم خان مسلسل بول رہا تھا اور اس کی آنکھیں پانی برسا رہی تھیں بیگم ہاشم گم صم کھڑی سن رہی تھی...... اسی اثناء میں ہاشم خان بھی باہر صحن میں آ گئے قاسم خان نے اپنے بیٹے کو مخاطب کر کے کہا کہ بیٹا! تمہیں یاد ہوگا تمہاری والدہ میرے ماں باپ کی خدمت سے کتراتی تھی اور اسے مصیبت اور بوجھ سمجھتی تھی، بلکہ ان سے جھگڑا رہتا تھا اور میں نے بھی کبھی تمہاری والدہ کو نہیں منع کیا تھا، اور اپنی والدہ کی بجائے ہمیشہ اپنی بیوی کی بات کو ترجیح دی اور یہی میری بڑی غلطی تھی اور یہ ماں باپ کی نافرمانی اور خدمت سے روگردانی تھی۔ تمہیں یاد ہوگا کہ تمہاری والدہ اور میری والدہ کا کبھی کبھار جھگڑا ہوتا تو اپنی والدہ کی شکایت کا میں نے کبھی ازالہ نہ کیا اور اپنی بیوی کو نہ ڈانٹا...... جس کا خمیازہ اب مجھے بھگتنا پڑ رہا ہے کہ میری بہو اب مجھے ڈانٹتی بھی ہے اور بوجھ بھی سمجھتی ہے، مجھے اچھوت سمجھ رکھا ہے کہ اپنے ہاتھ سے کھانا چائے پانی وغیرہ دینا بھی گوارا نہیں، جبکہ میرے کمائے ہوئے مال سے مجھے خرچ کرنے کی اجازت نہیں، اور آج میں نے دیکھا ہے تمہارا 8 سالہ بیٹا ناظم اپنی ماں کو جوتے مار رہا تھا، اور یاد رکھو کل کو یہی تمہارا بیٹا تمہیں اپنے گھر سے بھی نکال دے گا کیونکہ یہ مکافات عمل ہے اور یہ ہو کر رہے گا......

ہاشم خان سے مزید ضبط نہ ہو سکا اس نے بے ساختہ پوچھا کہ اگر ہم توبہ کر لیں اور آپ کی خدمت کریں تو...... قاسم خان نے کہا کہ پھر اللہ بہت معاف کرنے والا ہے، وہ انسان کی توبہ قبول کرنے والا ہے...... ہاشم خان نے بیگم کی طرف دیکھا جو اپنے سسر کی باتیں اور اپنے بیٹے کی حرکت پر انتہائی نادم اور شرمندہ تھی ایک دم بولی کہ میں بڑی غلطی پر تھی۔ آگے بڑھ کر قاسم خان کے پاؤں پکڑ کر کہا کہ مجھے معاف کر دیں۔ ناظم بیٹے کی حرکت اور آپ کے حالات سن کر مجھے سمجھ آ گئی آئندہ میں آپ کی ہر قسم کی خدمت کروں گی مجھے معاف کر دیں......

میں آپ کو اپنے باپ کے برابر عزت اور مقام دوں گی...... یہ سن کر ہاشم خان نے آگے بڑھ کر اپنے والد سے معافی مانگی اور بیگم کو شاباش دی...... ناظم نے آگے بڑھ کر اپنی ماں سے معافی مانگی اور وعدہ کیا کہ آئندہ میں آپ سے نہیں لڑوں گا اور آپ کی ہر بات مانوں گا...... بیگم ہاشم کی آنکھوں میں خوشی کے آنسو تھے اس نے ناظم کو گلے لگا لیا، قاسم خان نے بھی خوشی کے آنسو پونچھ کر کہا کہ دیکھا بیٹی بڑوں کے ادب کا نتیجہ...... پھر ہاشم اور بیگم نے قاسم خان کو اپنے ساتھ شفٹ کر لیا اور ان کا گھر ایک پر سکون گھر بن گیا۔

حیا کی قدر

امۃ اللہ

تائبہ.. کا گھرانہ اپنے علاقے میں دیندار گھرانہ مشہور تھا۔ اس کے والد اچھے پڑھے لکھے اور ایک دینی جماعت سے وابستہ تھے، اس کے ایک چچا عالم دین تھے... اس کی ماں بھی بہت سے دینی پروگراموں میں خوشی اور جوش و جذبے سے شریک ہوتی۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس کی اور اس جیسی بہت سی دوسری لڑکیوں کی سعادت ابدی کے لئے لڑکیوں کا ایک دینی مدرسہ اس کے علاقے میں قائم ہوا تو تائبہ کے والدین نے بھی اپنی لڑکی کو اس مدرسے میں داخل کروایا۔ اس کی ذہانت اور محنت پر بہت سی لڑکیاں رشک کرتیں چنانچہ بہت جلدی اس نے قرآن پاک حفظ کرلیا..... اس کے بعد بڑے شوق سے اس نے درس نظامی شروع کیا بالآخر اس کی سعادت کا وہ دن بھی آ گیا جب وہ عالمہ بن گئی...... ویسے وہ میرے علاقے کی تھی اور میں اسے ایک عام سی لڑکی سمجھ کر کوئی خاص اہمیت نہ دیتی تھی، لیکن جب اس نے حافظہ بننے کے بعد عالمہ کے کورس میں داخلہ لیا تو اب وہ مجھے بہت پیاری لگتی اور وہ بھی کسی طرح مجھ سے مانوس ہوگئی۔ اب تو جس وقت بھی گھر آتی مجھ سے ضرور ملتی۔ میرے ساتھ کافی دیر تک دین کی باتیں کرتی اور وہ مجھے بار بار کہتی بہن امۃ اللہ! میرا جی چاہتا ہے کہ میں ساری زندگی دین سیکھتی رہوں اور میرا علم بڑھتا رہے۔ وہ مدرسے میں سارا دن مصروف رہنے کے بعد بھی پڑھنے سے نہ اکتاتی بلکہ گھر میں بھی آکر بس کتابیں لے کر بیٹھ جاتی اور رات کو بھی دیر تک پڑھتی رہتی......

اب تائبہ کے والدین کے پاس اس کے رشتے کے پیغام آنے لگے۔ اگرچہ اس سے پہلے بھی ان کے پاس رشتے کے پیغام آتے رہے، لیکن وہ یہ کہہ کر ٹال دیتے کہ ابھی ہماری بچی پڑھ رہی ہے، لیکن اب ان کے پاس یہ عذر بھی نہیں تھا...... تائبہ کی والدہ کی خواہش تھی کہ تائبہ کا رشتہ اس کے کزن عمیر سے ہوجائے۔ عمیر ان پڑھ ہونے کے ساتھ ساتھ کوئی زیادہ دیندار بھی نہ تھا...... لیکن تائبہ اور اس کے والد کی چاہت تھی کہ اس کا رشتہ کسی عالم سے ہوجائے۔ اللہ اللہ کر کے ایک عالم کا رشتہ آیا تو اس کے والد نے بخوشی قبول کرلیا۔ اب تائبہ بہت خوش خوش رہنے لگی ایک دن تائبہ میرے پاس آئی تو نہایت خوش ہو کر کہا بہن امۃ اللہ! اب ان شاء اللہ میری دلی خواہش پوری ہوگی اور میں ساری زندگی پڑھ سکوں گی اور اپنے علم میں اضافہ کروں گی، لیکن اس رشتہ میں تائبہ کی ماں نے بڑے زور سے مخالفت کی اور وہ ضد کرنے لگی کہ میں اپنی بیٹی کا رشتہ اپنے خاندان ہی میں کروں گی۔ خاندان سے باہر غیروں میں نہیں ہونے دوں گی...... میں نے بھی کئی بار خالہ جمیلہ کو سمجھانے کی کوشش کی کہ تائبہ ما شاء اللہ عالمہ و حافظہ ہے اس کا رشتہ ایک عالم سے بہت مناسب ہے جبکہ وہ خود بھی یہی چاہتی ہے۔ آپ اس رشتہ میں رکاوٹ نہ ڈالیں۔ ویسے بھی تمام مسلمان آپس میں ایک ہیں۔ ایک دوسرے کے غیر نہیں، لیکن وہ قومیت اور خاندان کے بت کی پوجا سے باز نہ آئی...... اور تائبہ کے والد بھی خالہ جمیلہ کی ہر وقت بے جا لڑائی اور جھگڑے سے کچھ ایسے سہمے ہوئے تھے کہ وہ اپنا شرعی و معاشرتی حق برملا استعمال نہ کرسکے...... خالہ جمیلہ کو نرمی سے سمجھاتے اور اس کی منتیں کرتے رہے...... بالآخر انہوں نے تنگ و مجبور ہو کر ایک دن اس عالم صاحب کے خاندان کو بتایا کہ...... اب میرے بس میں نہیں رہا۔ لڑکی کی ماں نہیں مانتی لہٰذا آپ ہماری طرف سے انکار ہی سمجھیں......

جب یہ خبر تائبہ کو ہوئی تو اس کی خوشیوں کا چاند یکسر غموں کے گھپ اندھیروں میں ڈوب گیا...... بالآخر شیطان نے دیندار گھرانے سے بھی قومیت کے بت کی پوجا کروالی...... اور کچھ دنوں بعد اس کی ماں نے اس کا رشتہ اس کے کزن عمیر سے کردیا...... اب تائبہ کا رات دن رونے میں گزرتا۔ نہ پڑھنے میں دل لگتا اور نہ ہی گھر میں جی لگتا۔ جب اس کی رخصتی میں پندرہ دن باقی تھے تو وہ میرے پاس آئی اور ایک سرد سی آہ نکال کر کہا...... بہن امۃ اب میری بربادی کے صرف پندرہ دن باقی ہیں۔ آگے بات تو وہ نہ کرسکی لیکن جس درد سے وہ میرے پاس آنسو بہا کر روتی رہی اس کی آہ و گریہ نے اس وقت بھی مجھے رلایا اور اب بھی جب کبھی مجھے اس کی وہ حالت یاد آتی ہے تو میں اپنے آنسوؤں کو نہیں روک سکتی۔ یہ تو ایک تائبہ کا حال ہے۔ جس نے حیا کا دامن نہ چھوڑا اگرچہ اس کو اپنی آرزوؤں کا خون کرنا پڑا اور روتے ہوئے اپنے سہاگ کو گلے لگایا، لیکن تائبہ جیسی کتنی باحیا لڑکیاں ہوں گی جن کے عاقبت نااندیش والدین اسی طرح ان کی آرزوؤں کا خون کر کے ان کی زندگیوں کو جہنم کدہ بنا رہے ہیں۔ ان کو اس کم یاب حیا کی قدر نہیں۔ میری حقیر سی درخواست ہے کہ مغرب زدہ دور میں مشرقی لڑکی کی شرم و حیا کی قدر کرنی چاہئے اور اس کے جذبات کا احساس کرتے ہوئے اس کی زندگی کے بارے میں والدین کو سوچنا چاہئے کہیں ایسا نہ ہو کہ والدین کے عاقبت نااندیشانہ فیصلوں سے مجبور ہو کر یہ بھی مغرب سے ڈسی ہوئی حیا باختہ لڑکی کی طرح باغیانہ سوچ پر اتر آئے۔

حسد کے اثرات

(مرسلہ: سعدیہ انجم سکھر)

چچو کی ملیاں میں رہنے والا چراغ دین اپنے بھائی سے ملنے کے لئے پہلی بار کراچی آیا۔ شام کو اس کا بھائی ڈیفنس کی سیر کرانے لے گیا۔ ڈیفنس سے گزرتے ہوئے چراغ دین کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں، ایسی ایسی جگمگ جگمگ کرتی ہوئی روشنیاں کہ جشن چراغاں کو شرما دیں اور ایک سے بڑھ کر ایک کوٹھیاں اور بنگلے کہ تاج محل کو پیچھے چھوڑ دیں۔

''میں نے تو کبھی خواب میں بھی نہ سوچا تھا کہ پاکستان میں ایسے علاقے بھی پائے جاتے ہیں جہاں خوش حالی ہی خوش حالی ہے۔''

چراغ دین نے اپنے بھائی کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

بھائی نے جواب دیا:

''یہ روشنیاں خوش حالی نے نہیں کرائی ہیں اور نہ ہی یہ بنگلے خوش حالی کی وجہ سے ہیں بلکہ یہ اثرات ہیں جلن ہی جلن اور حسد ہی حسد کرے۔''

ایک بہو کے جذبات کی ترجمانی

بنت مفتی عبدالرؤف سکھروی

پرواز ہے دونوں کی اسی ایک فضا میں
کرگس کا جہاں اور ہے شاہیں کا جہاں اور

علامہ اقبال مرحوم رحمہ اللہ سے دلی معذرت کے ساتھ ہم اس شعر کو بدل رہے ہیں۔ موقع کی مناسبت سے۔

راج ہے دونوں کا اسی ایک مکاں میں
ساس کا جہاں اور ہے، بہو کا جہاں اور

جی ہاں! اگر مجبوری نہ ہوتی تو ہم کبھی بھی اقبال مرحوم کے شعر کے ساتھ چھیڑ چھاڑ نہ کرتے، مگر جب معاملہ آیا ساس بہو کا تو مجبوراً یہ قدم بھی اٹھانا پڑا۔ درحقیقت بات بھی کچھ ایسی ہی ہے، بندی کو اگرچہ (خدا گواہ ہے) ساس بننے کا تجربہ قطعی نہیں ہے اور نہ ہمارے اردگرد فی الحال کسی نے یہ مرحلہ سر کیا ہے، لیکن سنی ہوئی اور کچھ دیکھی ہوئی حالتوں کے پیش نظر ایک مضمون "ساسوں کے جذبات کی ترجمانی" کے طور پر لکھ دیا "حلقۂ سہیلیوں" میں سے ایک کا اصرار تھا کہ علامہ اقبال مرحوم کے "شکوہ جوابِ شکوہ" کی طرح ساس کے شکوے کے جواب میں "بہو کا شکوہ" بھی لکھو۔ بہت کہا کہ یہ کام کوئی اور اللہ تعالیٰ کی بندی زیادہ اچھے طریقے سے انجام دے سکتی ہے کیوں کہ ہمارے سرپرستوں کے حلقے میں محترمہ ساس نام کا کوئی کردار موجود نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کو ایسا ہی منظور تھا۔ اس لیے ہم نام کی بہو ہیں۔ "اصل بہو" کا مزہ ہم نے نہیں چکھا۔

بہر حال اب اصل موضوع کی طرف آتے ہیں، جس طرح ساسوں کے حقوق ہیں اور انہوں نے اپنے جذبات کا اظہار کیا ہے اور اپنے اوپر ہونے والے ظلم کو روکنے کی اپیل کی ہے تو اسی طرح بہوؤں کے بھی کچھ احساسات اور جذبات ہیں۔ ان کی بھی امنگیں اور آرزوئیں ہیں جو بقول بہوؤں کے سسرال کی دہلیز پر قدم رکھتے ہی فنا کے گھاٹ اتر جاتی ہیں، ساری خواہشات کا گلا گھونٹ کر ہی سسرال میں سکھ ملتا ہے بلکہ ہاں! سکھ تو پھر بھی کہاں ملتا ہے؟ اگر بہو ساری عمر بھی گھر کی دیکھ بھال کرتی رہے اور اس گھر کا خیال رکھے تو یہ کہہ کر اس کی قدر دانی کی جاتی ہے کہ "یہ تو اس گھر کی بہو ہے اور یہی اس کا اصل گھر ہے، یہاں کا سارا کام تو اس کے فرائض میں داخل ہے اگر یہ نہیں کرے گی تو پھر کون کرے گا؟" اور اگر بہو سے کوئی کوتاہی ہو جائے تو کہا جائے گا کہ "یہ اس کا اپنا گھر نہیں ہے کہ جو چاہے اور جیسا چاہے آزادی سے کرتی پھرے، یہ سسرال ہے ذرا سوچ سمجھ کر رہنا ہوگا۔" گویا یہ جتایا جاتا ہے کہ وہ اس گھر کو اپنے گھر کی طرح نہ سمجھے۔ اب کوئی بتائے کہ پھر اس کا "اصل گھر" کون سا ہے؟ لوگوں کے رویے دوہرے ہونے کی وجہ سے وہ نہ سسرال کو اپنا گھر کہہ سکتی ہے اور نہ میکے کو "اپنا گھر" کہہ سکتی ہے۔ اگر میکے کو اپنا گھر کہے گی تو طعنہ ملے گا کہ "کھاتی پیتی اور رہتی سہتی تو شوہر کے در پر ہے اور گن گاتی ہے اپنے میکے کے۔ یہاں رہ کر بھی اس گھر کو اپنا گھر نہیں سمجھتی تو کیا یہ مہمان بن کر آئی ہے؟ اگر مہمان ہے تو جائے اپنے ماں باپ کے گھر۔" گویا کہیں کوئی جائے فرار نہیں۔ اب بہو کرے تو کیا کرے......؟؟

اوپر سے ان "قدیم عائلی قوانین" کی پاسداری ایک دردِ سر بن جاتی ہے جو صرف اور صرف بہو کا وجود گھر میں ہونے کی صورت میں لاگو ہوتے ہیں، اگر بہو گھر میں نہ ہو تو وہ باقی افرادِ خانہ پر جاری نہیں ہوتے، ایسا محض چند گھرانوں میں ہی ہوتا ہے جہاں نندیں بھی بھابھیوں کی موجودگی میں گھر کے کام کاج میں معقول حصہ لیتی ہوں، ورنہ ہوتا یہ ہے کہ ادھر بہو نے گھر میں قدم رکھا ادھر ساس کی آئینی شقوں میں ترمیم ہوئی۔ نہ صرف نئے کام کاج اس کے ذمے لگائے جاتے ہیں بلکہ وہ کام بھی جو پہلے سے ساس نندیں کرتی تھیں اب ان کی ذمہ داری بھی بہو کی گردن پر آ پڑتی ہے۔ مثلاً اگر ساس سسر کو پہلے بیٹی ناشتہ دیتی تھی تو اب بہو دے گی...... سوال یہ ہے کہ کیا بہو کے سسرال میں آتے ہی بیٹیوں یعنی نندوں اور ساس کی ساری ذمہ داریاں ختم ہو جاتی ہیں......؟ اور یک لخت سارے معاملات سے ان کا تعلق ختم ہو جاتا ہے......؟ مگر کہاں! یہ معاملہ صرف اور صرف گھریلو کام کاج تک محدود ہوتا ہے ورنہ گھر کے دوسرے امور باورچی خانے کے سودا سلف سے لیکر دیگر خانگی معاملات عملی طور پر ساس ہی کے قبضے میں ہوتے ہیں، جن میں بہو زبانی یا عملی طور پر کبھی بھی شامل نہیں ہو سکتی، نہ مداخلت کر سکتی ہے...... اس کو دور ہی رکھا جاتا ہے...... اس کے اختیارات کی حدود یہ ہیں "وہ وہی پکائے گی جس کا حکم دربار شاہی سے آئے گا...... وہ وہی پہنے گی جس کی اجازت سرکار سے حاصل ہوگی...... اور وہی کھائے گی جو اس "کوچۂ بے اعلیٰ" سے ملے گا۔ (الا ماشاء اللہ)

قصہ مختصر...... یہاں "الزام برائے الزام" ہمارا موضوع نہیں۔ بلکہ حقیقت بیان کرنا مقصود ہے اور ساسوں کے طبقے کی زیادتیاں بھی...... ہمیں اندازہ ہے کہ ساسوں کے جذبات پڑھ کر بہت سی بہوؤں کے سینوں پر سانپ لوٹ گئے ہوں گے...... اور وہ بے قرار ہوں گی کہ ہم بھی جواباً کچھ کہیں...... مگر میری گزارش یہی ہے کہ "الزام در الزام" کا کوئی فائدہ نہیں بلکہ نقصان ہی ہے۔ اس سے کسی فرد کی اصلاح ممکن نہیں۔ یہاں ہم ان چند ناپسندیدہ امور کا تذکرہ مناسب سمجھیں گے، جن کی وجہ سے اکثر بہویں ناخوش دکھائی دیتی ہیں اور وہ حالات میں بہتری چاہتی ہیں۔

جیسا کہ ہم نے عرض کیا کہ عموماً بہوؤں کو سسرال میں ان کا جائز مقام نہیں دیا جاتا اور ان کو صرف بیگاری کارکن کی طرح گھریلو کام کاج کی حد تک محدود رکھا جاتا ہے، زیادہ سے زیادہ یہ ہوگا کہ وہ اپنی حد تک پہننے اوڑھنے میں یا کھانے پینے میں آزاد ہوں گی لیکن آنے جانے پر پھر بھی پابندی ہوگی...... بعض جگہ بہو کو بھی صرف ان ہی گھرانوں میں جانے کی اجازت ہوتی ہے جو ساس کے "دائرہ الفت" میں آتے ہوں گے۔ اور اگر کوئی گھرانہ بہو کا کتنا ہی قریب کیوں نہ ہو، لیکن چونکہ ساس کا پسندیدہ نہیں ہے تو بہو بھی وہاں نہیں جا سکتی ایک تو یہ امر ہوا۔ دوسری بات جو انتہائی اہم امر ہے اور جس میں گڑبڑ کی وجہ سے بسا اوقات بہو کا معاملہ اپنے شوہر سے بھی بگڑ جاتا ہے...... وہ یہ ہے کہ ساس جب بہو کی کوئی برائی یا خامی دیکھتی ہیں تو براہ راست بہو کو سمجھانے کی بجائے یا اس کو تنبیہ کرنے کی بجائے اس موقع پر خاموش رہتی ہے۔ اس پر بہو یہ سمجھتی ہے کہ چلو معاملہ رفع دفع ہوا وہ آئندہ احتیاط کرے گی...... لیکن ہوتا کیا ہے؟ کہ جب بیٹا گھر پر آئے گا اس کے آگے بہو کی غیر موجودگی میں اس کوتاہی کو اس انداز سے نمک مرچ لگا کر پیش کیا جاتا ہے کہ سارا الزام بہو پر آتا ہے اور اپنی شرافت و ایمانداری اور خیر خواہی کی کچھ ایسی تصویر پیش کی جاتی ہے کہ بیٹا سمجھتا ہے کہ (باقی صفحہ ۱۴)

اسپیشل بریانی

عموماً گھر میں جو بریانی پکائی جاتی ہے۔اس میں اور بازار کی بریانی میں کچھ فرق رہتا ہی ہے۔ ہم آپ کو آج ایسی ترکیب بتاتے ہیں کہ بازار کی بریانی ان شاء اللہ آپ کی بنائی ہوئی بریانی کے سامنے پھیکی ہوگی۔ آپ بریانی بنائیے اور مزے سے سب گھر والوں کو کھلائیے۔

اشیاء: چاول سپر شاہین سیلا تین پاؤ۔ گائے کا گوشت تین پاؤ۔ آلو آدھا کلو۔ ٹماٹر بڑے 4 عدد۔ پیاز بڑے دو عدد۔ لہسن پسا ہوا دو کھانے کے چمچ۔ ادرک پسی ہوئی 1 کھانے کا چمچ اور 1 انچ کا ٹکڑا باریک کٹی ہوئی۔ کالی مرچ 15 دانے۔ لونگ 8 عدد۔ دار چینی 4-3 درمیانے ٹکڑے۔ کالی الائچی 4 عدد۔ سفید الائچی 4 عدد۔ جاوتری 7-6 ٹکڑے۔ جائفل 1 عدد۔ پھول بادیان 7-6 عدد۔ اجینو موتو حلال 1 کھانے کا چمچہ۔ سفید زیرہ کھانے کا ڈیڑھ چمچہ۔ زردرنگ کھانے کا ڈیڑھ چمچہ۔ پودینہ آدھی گٹھی۔ کیوڑہ 1 کپ چھوٹا۔ ہری مرچ 10 عدد۔ سرخ مرچ ڈیڑھ چمچہ۔ ہلدی 1 چمچہ۔ گرم مصالحہ آدھا کھانے کا چمچہ۔ نمک حسب ضرورت۔ لیموں 3 عدد۔ تیل/ گھی 1 کپ۔

ترکیب تیاری: چاول پہلے سے دو گھنٹے کے لئے بھگو دیں۔ ایک ٹرے میں سب چیزیں تیار رکھیں۔ ایک بڑے پتیلے میں تیل ڈال کر پیاز باریک کاٹ کر رکھیں۔ ٹرے میں ایک سائڈ پر ٹماٹر دو حصوں میں کاٹ کر اس کے ٹکڑے کر لیں، تین مرچیں کاٹ لیں باقی ثابت رکھ لیں، کالی الائچی کے بیج، جاوتری اور جائفل چھلکا اتار کر باریک کوٹ لیں، کالی الائچی کے چھلکے اور سب مصالحے فاصلے سے ٹرے میں رکھ لیں، آلو چھیل کر بڑے ٹکڑوں میں کاٹ کر پانی میں ڈال کر رکھ دیں، پودینے پتیاں بھی علیحدہ پانی میں بھگو دیں، لیموں کا رس کپ میں نکال لیں۔

پیاز آہستہ آنچ پر ہلکے براؤن کر کے اس میں لہسن کا پیسٹ اور ادرک کا پیسٹ شامل کر دیں۔ ان کے براؤن ہونے پر آدھے ٹماٹر، 1 چمچہ نمک، سرخ اور ہری کٹی مرچیں، ہلدی شامل کریں۔ ساتھ ہی پھول بادیان، جائفل والا پسا مصالحہ، سفید الائچی، کالی الائچی کے چھلکے، اجینو موتو، لونگ، کالی مرچ اور دار چینی ڈال دیں۔ پھر گوشت ڈال کر دھیمی آنچ پر دس سے پندرہ منٹ پانی کا چھینٹا دے کر بھونیں۔ (مرغی کا گوشت ہو تو پہلے آلو ڈال کر بھون کر دو کپ پانی ڈال کر پکنے دیں یہاں تک کہ وہ گلنے کے قریب ہو جائیں اور پانی سوکھ کر گھی چھوڑ دے تو مرغی کا گوشت شامل کر کے دس سے پندرہ منٹ بھونیں۔ اس میں پانی نہیں ڈالنا) اب گائے کے گوشت میں تین گلاس پانی ڈال دیں۔ جب گلنے کے قریب ہو جائے تو آلو شامل کر دیں۔ آلو شوربے میں ڈوبے رہیں، کم شوربہ ہو تو مزید پانی ڈال لیں اور نمک چکھ لیں، کم ہو تو اندازے سے ڈال لیں اور آنچ ذرا تیز کر دیں۔ اب دوسری بڑی پتیلی میں چاول اور 9-8 گلاس پانی، نمک دو کھانے کے چمچ، تیار پودینے کی آدھی پتیاں اور آدھا لیموں کا رس شامل کر کے تیز آنچ پر چڑھا دیں۔ اب آلوؤں کو دیکھیں آلو گل جائیں اور کچھ شوربہ بھی موجود ہے تو فکر کی کوئی بات نہیں، یہ ہونا ضروری ہے اب اس میں آپ بقیہ ٹماٹر، کٹی ہوئی ادرک، ثابت ہری مرچ، پودینے کی پتیاں، زیرہ، کیوڑہ، گرم مصالحہ پسا ہوا آدھا چمچ، لیموں کا رس اور زردے کا رنگ شامل کر کے اچھی طرح چمچ چلائیں اور اس کو دھیمی آنچ پر پکنے دیں تقریباً ایک منٹ تک۔ اب آ جائیں چاولوں کی طرف، ایک دو ابال آنے پر چاولوں کو چھڑی کی مدد سے اچھی طرح ہلائیں اور چولہا بند کر دیں اور چھوڑے سوراخوں والی پلاسٹک کی ٹوکری میں ان چاولوں کو پانی سمیت انڈیل دیں۔ پانچ منٹ پانی نچڑنے دیں۔

قورمے والا چولہا دھیمی آنچ میں جلتا رہے اس میں سے آدھا قورمہ نکال لیں اور کفگیر کی مدد سے سب چاول بقیہ چولہے والے قورمہ کے اوپر ڈال کر باقی قورمہ بھی چاولوں پر ڈال کر چمچ سے برابر کر دیں۔ پھر ڈھکن کو سوتی موٹے کپڑے میں لپیٹ کر دیگچی پر رکھ کر کوئی بھاری چیز رکھ دیں۔ پانچ منٹ کے بعد ڈھکن ہٹا کر کفگیر سے بریانی کو تھوڑے تھوڑے فاصلے سے ہلا کر دوبارہ دم دے دیں۔ دس منٹ کے بعد دیکھیں کہ چاول اچھی طرح پک گئے ہیں (بصورت دیگر مزید دم دیں) تو سب کو مکس کر لیں اور چولہے سے اتار لیں۔ لیجئے! اسپیشل بریانی تیار ہے۔

بنانا ٹرائفل

اجزاء: کیلے آٹھ عدد۔ دودھ ایک کلو۔ کسٹرڈ پاؤڈر دو چمچ (کھانے کے)۔ شکر حسب منشاء، ونیلا ایسنز دو قطرے۔ بادام۔ کھویا۔ پستہ کشمش وغیرہ۔

دودھ میں شکر ملا لیں، کسٹرڈ پاؤڈر کو پانی میں حل کر کے ابلتے دودھ میں ڈالیں جب گاڑھا ہونے لگے تو ونیلا ایسنز ڈال کر چولہا بند کر لیں اور ٹھنڈا ہونے دیں (فریج میں نہ رکھیں) کیلوں کے چھلکے اتار کر لمبائی میں آدھا کاٹ کر ایک (Glassdish) میں کیلے کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے کاٹ کر اچھی طرح تہہ بچھالیں۔ اس پر آدھا خشک میوہ چھڑک لیں اب کسٹرڈ ڈال لیں اور فریج میں دو گھنٹے کے لئے رکھیں۔ جب کسٹرڈ تھوڑا جم جائے تو اس پر پھینٹی ہوئی فریش کریم اچھی طرح تہہ کی صورت میں بچھا دیں۔ باقی خشک میوہ چھڑک کر مزید دو گھنٹے فریج میں رکھیں۔ 7 سے آٹھ افراد کے لئے کافی ہے۔ سویٹ ڈش کے طور پر پیش کریں۔ (مرسلہ: عائشہ اسد۔ ملتان)

دستر خوان کیسے لگایا جائے؟

دستر خوان لگاتے وقت اس بات کا خاص خیال رکھیں کہ چمچ کے دستے، پلیٹ یا پیالی کے کنڈے کا رخ اور دیگر اشیاء کا رخ انہیں استعمال کرنے والے کے دائیں طرف رہے۔ میز پر کھانا رکھتے وقت اس بات کا خیال رکھیں کہ میز پر چیزوں کی بھرمار نہ ہو جو کھانے گرم کھائے جاتے ہیں انہیں گرم ہی پیش کیا جائے اور جو کھانے ٹھنڈے کھانے ہوں انہیں ٹھنڈا کر کے پیش کریں اس طرح کھانے کا لطف دوبالا ہو جاتا ہے، اگر کھانے میں روٹی اور سالن ہی ہے تو اس کے لئے ایک بڑی پلیٹ، ایک درمیانی پلیٹ اور ایک گلاس کی ضرورت ہوگی درمیانی پلیٹ دائیں ہاتھ اور بڑی پلیٹ بائیں ہاتھ اور گلاس تین چوتھائی پانی سے بھر کر درمیانی پلیٹ کے اوپر کی طرف دائیں ہاتھ کو رکھیں، اگر کھانے کے ساتھ سوپ بھی ہو تو بڑی پلیٹ کے اوپر ہی سوپ کے لئے پرچ پیالی رکھی جائے گی اسی طرح اگر چاول بھی پیش کرنے ہوں تو پھر گہری پلیٹ کی ضرورت نہیں درمیانی اور بڑی پلیٹ کے درمیان اوپر کی طرف نیم گرم پانی کا پیالہ رکھیں تاکہ چاول کھا کر انگلیاں دھوئی جا سکیں۔ میٹھے پکوان کے لئے ذرا گہرا پیالہ اور چمچ اس وقت رکھیں جب میٹھے پکوان کا برتن رکھا جائے اور کھانے کے استعمال شدہ برتن اٹھائے جا چکے ہوں۔ دستر خوان کے درمیان میں کسی گہرے پلیٹ نما گلدان میں پھول سجائیں، کھانے کے ڈونگے، ڈشیں، سلاد، چٹنی، اچار وغیرہ دستر خوان یا میز کے درمیانی حصے میں رکھے جاتے ہیں تاکہ افراد حسب منشا چاروں طرف سے ہاتھ بڑھا کر کھانا لے سکیں۔ (مرسلہ: صائمہ، عائشہ۔ سرگودھا)

بنت شبیر احمد قریشی

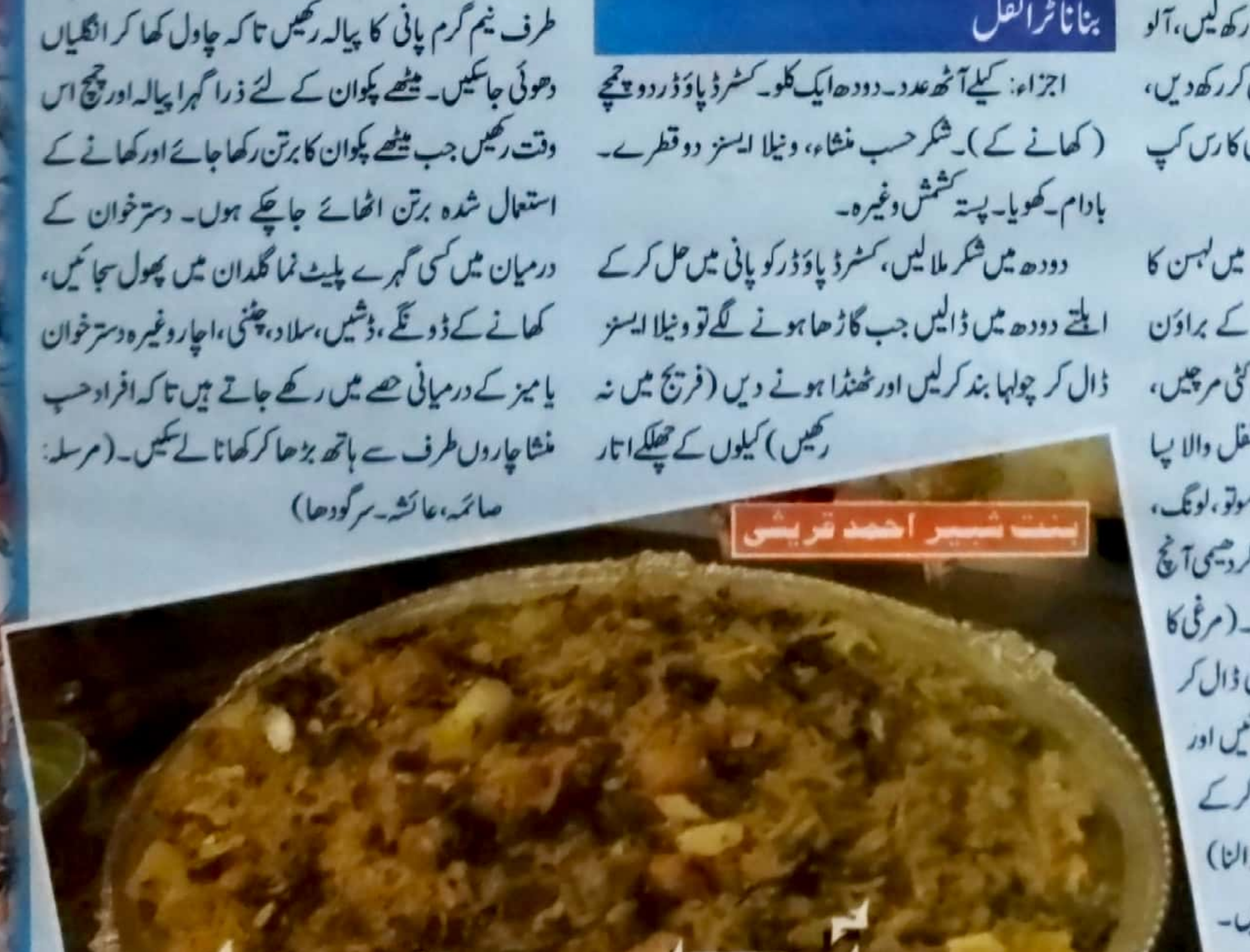

وٹامن کہاں سے لائیں؟

آج کل ایک ریت سی چل پڑی ہے کہ جسمانی طاقت حاصل کرنے کے لئے لوگ گولیوں، انجکشنوں اور سیرپ وغیرہ کی مدد لیتے ہیں خاص طور پر حاملہ اور دودھ پلانے والی خواتین ایسی قوت بخش گولیوں کا زیادہ استعمال کرتی ہیں۔ اگر چہ اس ذریعے سے انسانی جسم کو فوری قوت حاصل ہو جاتی ہے لیکن وہ دیرپا نہیں ہوتی بلکہ بعض اوقات نقصان دہ ہوتی ہے۔

وٹامنز حاصل کرنے کا سب سے بہترین ذریعہ پھل، سبزیاں، گوشت وغیرہ ہے۔ منہ کے ذریعے کھائی جانے والی خوراک زیادہ بہتر اثر رکھتی ہے اس لئے کہ یہ طریقہ فطرت کے عین مطابق ہے۔ قدرت نے پھلوں اور سبزیوں میں وہ تمام ضروری اجزاء وافر مقدار میں رکھ دئے ہیں جو مصنوعی طریقے سے کشید کئے جاتے ہیں۔ قدرتی غذا کھانے کا ایک فائدہ یہ بھی ہوتا ہے کہ انسان مہنگی ادویات خریدنے سے بچا رہتا ہے اور اس کا گھریلو بجٹ بھی متاثر نہیں ہوتا۔ اگر ایک غریب یا متوسط طبقے کا خاندان گوشت اور مچھلی جیسی مہنگی غذائیں خریدنے کی سکت نہیں رکھتا تو مکئی، چاول، مٹر جیسی پھلیاں اور دالیں وغیرہ استعمال کر سکتا ہے۔

زیادہ وٹامن، زیادہ معدنیات اور زیادہ لحمیات کم قیمت پر یوں حاصل کئے جا سکتے ہیں:

✸ دو سال تک کی عمر کے بچے کے لئے ماں کے دودھ کے علاوہ کوئی نعم البدل نہیں۔ یہ ایک مکمل غذا ہے جبکہ پیک دودھ اس جیسی قدر و قیمت ہرگز نہیں رکھتا۔

✸ انڈے اور مرغیاں (دیسی) انڈوں کے چھلکے اگر صاف کر کے باریک پیس لئے جائیں اور وقتاً فوقتاً اس کا کھانوں میں استعمال کیا جائے تو یہ حاملہ عورتوں کے لئے بہترین کیلشیم ہیں۔

✸ پھلیاں، مٹر، مسور، دالیں، اگر پکانے سے پہلے پھوٹنے دئے جائیں تو وٹامن اور بڑھ جاتے ہیں۔

✸ گہرے ہرے پتوں والی سبزیاں، ان میں لحمیات، فولاد اور وٹامن اے کافی مقدار میں ہوتے ہیں۔

✸ چاول، گندم، مکئی، باجرہ وغیرہ، گندم کی پسائی کے بعد اگر بھوسی علیحدہ نہ کی جائے تو یہ زبردست غذا ہے۔

✸ بہت سے جنگلی پھلوں سے بھی وٹامن حاصل ہوتے ہیں۔

مضامین بھیجنے والی قاریات وقارئین کے نام

بنت عبدالواحد، حاصل پور۔ بنت مولانا غلام یٰسین، لاہور۔ ام سعد، حیدر آباد۔ بنت حاجی عبدالرزاق، ٹوبہ ٹیک سنگھ۔ بنت تقی اول، جامعہ عائشہ صدیقہ فیصل آباد۔ بنت عبداللہ، کراچی۔ ز، بنت بخت رواں، یوسفیہ بنوریہ کراچی۔ اخت لقمان علی، گوجرخان۔ بنت ظاہر شاہ، کراچی۔ بنت ساجد محمود اعوان، اٹک۔ اہلیہ حکیم محمد عمر فاروق، منگلا۔ بنت مولانا خلیل الرحمٰن۔ نیر نور، چوٹی زیریں۔ بنت مولانا عبدالودود، جہلم۔ بنت حافظ رشید احمد، لاہور۔ ہمشیرہ ابرار احمد۔ بنت یوسف۔ ہمشیرہ حافظ محمد علی، کراچی۔ مفتی محمد اسرار، کراچی۔ سید عبدالوہاب علوی، اسلام آباد۔ سجاد بشیر بٹ، دیپال پور۔ بنت دہلوی۔ ثناء اللہ قریشی، لانڈھی۔ اہلیہ اکمل خان، لاہور۔ ہمشیرہ رفیق شنواری، ملتان۔ بنت ملک عبدالرحیم کنڈی، ٹانک۔ ندیم اقبال، شجاع آباد۔ بنت قاری نصیر الدین، سرگودھا۔ محمد آصف، نواب شاہ۔ بنت قاری منظور حسین، سرگودھا۔ ناہید گل بنت محمد حنیف، ٹوبہ ٹیک سنگھ۔ بنت عبدالحفیظ، حیدر آباد۔ زوجہ منظور احمد، کوئٹہ۔ رابعہ سلیم، کراچی۔ س، ب موسیٰ، کراچی۔ م، ھ، پنڈی بھٹیاں۔ طالبات جامعہ حفصہ للبنات، کوٹ عبدالمالک۔ اہلیہ اطہر الٰہی عثمان، لاہور۔ فوزیہ قمر، بہاول پور۔ ام فائزہ۔ بلبلی مختار، ملتان۔ ثوبیہ بنت عبدالجبار، ٹوبہ ٹیک سنگھ۔ زوجہ قاری فاروق احمد، صوابی۔ بنت عائشہ، کراچی۔ بنت حوا، ٹوبہ ٹیک سنگھ۔ اہلیہ قاری محمد عبداللہ، ملتان۔ پروفیسر رضیہ قریشی، کراچی۔ بنت مختار، فیصل آباد۔ صائمہ ملک، کراچی۔ ام مصعب، کراچی۔ بنت ڈاکٹر محمد دین، پشاور۔ نادیہ یمنی عثمانی، کراچی۔ پروفیسر غلام حیدر، میانوالی۔ اہلیہ آزاد بھٹی، تلہ گنگ۔ عائشہ صدیقہ، ساہیوال۔ ہمشیرہ منیر الزمان صدیقی، شہداد کوٹ۔ بنت مقصود احمد، شیر شاہ۔ بنت بتول، خانیوال۔ ش امین، پنڈی گھیب۔ ابوحمزہ مولانا محمد نذیر ہزاروی، مانسہرہ۔ ایک بیٹی، ٹیکسلا۔ راشدہ یوسف، ملتان۔ وسیم اختر، واہ کینٹ۔ بنت عبدالحکیم، راولپنڈی۔ ہمشیرہ حافظ محمد شہباز۔ ط، خیر پور۔ زوجہ نور نبی، ٹنڈو جام۔

''بیوی تو غیر ہے، باہر کی آئی ہوئی ہے، اس کو ہم لوگوں سے کیا ہمدردی ہو سکتی ہے؟ اور وہ ہمارے گھریلو معاملات کو کہاں سمجھ سکتی ہے جیسا کہ میری ماں اور بہنیں وغیرہ سمجھتی ہیں لہٰذا بیوی ہی قصوروار ہے۔ اس طرح اس کا دل اپنی بیوی کی طرف سے کھٹا ہونے لگتا ہے اور بہو لاکھ چاہے اپنی صفائی پیش کرے تو بھی اس کا دل صاف نہیں ہوتا۔ انصاف کا پہلو یہ ہے کہ ''اگر کچھ کہنا ہی ہے اور واقعی اگر نیت خیر خواہی کی ہے تو بہو اور بیٹے دونوں کو سامنے بٹھایا جائے اور بہو کی غلطی بتا کر پھر بہو کا مدعا بھی سنا جائے اور اگر کوئی غلط فہمی کی وجہ سے بہو سے کوئی غلطی ہو گئی ہے تو اس نااتفاقی کا فوری طور پر ازالہ کر دیا جائے۔ اس طرح بات بڑھنے سے پہلے ختم ہو جائے گی...... اور بہو کی طرف سے بیٹے کا دل بھی خراب نہیں ہوگا۔ تیسری بات جواب روزِ روشن کی طرح عیاں ہو چکی ہے کہ ''ساس کے طبقے'' کو اپنے اذہان بدلنے ہوں گے...... انہیں حالات سے سمجھوتہ کرنا ہوگا، یہ دور ایسا ہے کہ اس میں ہر شخص آزاد رہنا پسند کرتا ہے...... اب یہی مزاج بن گیا ہے کہ کوئی کسی کے معاملے میں بے جا مداخلت کو پسند نہیں کرتا ہے۔ جب کوئی

بقیہ: ایک بہو کے جذبات

بھی پسند نہیں کرتا تھا کہ ساس خود بھی پسند نہیں کرتی کہ بہو اس کے معاملات میں دخل اندازی کرے تو اس ''کوئی'' میں بہوؤں کا طبقہ بھی شامل ہے...... آج بہو یہ نہیں دیکھتی کہ یہ سسرال ہے اور یہاں کے قوانین کیا ہیں؟ آج کی بہو کا موقف یہ ہے کہ ''جب ساس اور نند اپنی مرضی سے اٹھتی بیٹھتی ہیں...... اپنی مرضی سے کھاتی پیتی ہیں...... اپنی مرضی سے پہنتی اوڑھتی ہیں...... اپنی مرضی سے آتی جاتی ہیں اور اپنی مرضی سے میل ملاقات کرتی ہیں تو پھر......! مجھے یہ آزادی کیوں حاصل نہیں...... ؟ کیا میں انسان نہیں ہوں...... ؟ کیا یہ میرا گھر نہیں ہے...... ؟ اگر یہ سب تسلیم ہے تو پھر میرا بھی وہی حق ہے جو دیگر افراد خانہ کا ہے اور مجھے بھی اتنی ہی آزادی حاصل ہے جو ساس اور نند کو حاصل ہے۔

چنانچہ اب یہ سب کچھ ساسوں کو تسلیم کرنا ہوگا...... اپنا دامن وسیع کرنا ہوگا...... انہیں بہوؤں پر لاگو ناجائز قوانین تبدیل کرنے ہوں گے...... انہیں گھر کے فرد کی طرح درجہ دینا ہوگا...... ہر ایک کو اپنا محاسبہ کر کے اپنے اندر تبدیلی لانی ہوگی...... اپنی قدیم روایات اور اقدار میں اور قدیم گھریلو قوانین میں تبدیلی کرنی ہوگی...... بہو کو بیٹی سمجھ کر ویسی ہی عزت ویسی ہی قدر و منزلت اور مقام سے نوازنا ہوگا...... اور یہ طریقہ اختیار کرنے پر ساس یہ نہ سمجھے کہ وہ اپنے مقام سے محروم ہو گئی ہے...... بہو کی ذمہ داری جب بیٹی کے برابر ہو جائے گی تو نہ بہو بہو رہے گی اور نہ ساس ساس! جی ہاں!...... اور گھروں کا نظام درست ہو جائے گا...... لڑائی جھگڑے ختم ہو جائیں گے...... سکون اور امن کا دور دورا ہوگا...... اور اگر ایسا نہیں کیا تو پھر سن لیجئے! آج بھی وہی ہوگا جو کل تک ہوتا رہا تھا اور اب بھی ہو رہا ہے۔ آج بھی بہو چولہے میں جلے گی...... اور ساس بھی اپنے جائز حقوق سے محروم ہوتی رہے گی...... آج بھی بہو پر پابندیاں بدستور رہیں گی اور نتیجۃً ساس کی بھی مداخلت گھریلو امور میں کم ہوتی جائے گی...... جہاں ساس ''سیر'' ہوگی تو وہاں بہو ''سوا سیر'' کا کردار ادا کرے گی۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو باہم شیر و شکر بنا دیں۔ (آمین)

ہماری دعائیں آپ کے ساتھ ہیں:

ہمارا پیارا میگزین ''خواتین کا اسلام'' شمارہ نمبر 78 ہاتھ میں آتے ہی دل بے حد مغموم سا ہوگیا۔ رسالہ ہاتھ آتے ہی میرا معمول یہ ہے کہ دعا کے بعد ''تعمیر فکر'' پھر ''خواتین کے دینی مسائل'' پھر اس کے بعد باقی رسالہ پڑھتی ہوں اور آج ''تعمیر فکر'' پڑھنے کے بعد ہی دل نہ چاہا کہ آگے کچھ بھی پڑھوں۔ آج اگر ہمارا یہ محبوب میگزین مالی خسارے کی وجہ سے بند ہوجاتا ہے تو یوں سمجھئے کہ ہمارا دین ہم سے بہت دور ہوجائے گا۔ ہم اپنے رب سے اور ایمان سے کمزور ہوجائیں گے۔ خدارا! اسے بند مت ہونے دیجئے، کاش! ہم اتنے مالدار ہوتے کہ اس میگزین کی مالی اعانت کر سکتے، لیکن اتنا ضرور ہے کہ ہم دو بلکہ دس روپے کے اضافے کے ساتھ اس کو خریدیں گے۔ آپ بلا خوف وخطر بخوشی اس رسالے کی قیمت بڑھا دیجئے، میرا خیال ہے کہ میری طرح کوئی بھی خاتون اس کی بڑھتی ہوئی رقم دینے سے دل میلا نہ کرے گی اور خاص طور پر آج کا ''تعمیر فکر'' پڑھنے کے بعد۔ دوسرا مشورہ یہ بھی ہے کہ آپ کم چوڑائی والے لمبائی کی صورت میں اشتہار ضرور دیجئے، جس سے ہمارا میگزین زیادہ متاثر نہ ہو اور دل اس بات کی گواہی دے رہا ہے کہ آپ کے آج کے ''تعمیر فکر'' پڑھنے کے بعد بہت سے صاحب حیثیت قارئین بھی ضرور اس کی مدد کے لئے آئیں گے۔ آپ ہرگز فکر مند نہ ہوں اللہ تعالیٰ ضرور بہ ضرور بہتری کی کوئی صورت نکالیں گے۔ ہم تمام قاریات کی دعائیں آپ کے ساتھ ہیں اور دعا مومن کا بہت بڑا ہتھیار ہے۔ (فوزیہ اکرم، بہاولپور)

ہدیۂ خلوص:

محمد احمد حافظ صاحب کا مضمون تعمیر فکر پڑھا یقین جانئے آنکھوں میں آنسو آگئے، صرف اس لئے کہ آج ہم مسلمانوں کی یہ حالت ہے کہ دنیاوی ناجائز باتوں اور رواجوں میں ہم لوگ کتنا خرچ کرتے ہیں مگر دین کو پھیلانے والے ادارے جو صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کو مدنظر رکھتے ہوئے اور اپنی آخرت سنوارنے کے لئے دین کی اشاعت کرتے ہیں ان کے ساتھ تعاون نہیں کیا جارہا۔ میں ایک ادنیٰ سا قاری ہوں جو مسلسل ضرب مومن، اخبار اسلام جس میں خواتین کا اسلام اور بچوں کا اسلام بھی شامل ہیں لیتا ہوں، یقین جانئے کہ ان تمام چیزوں کے پڑھنے سے اتنی معلومات ہوئی ہیں جو بیان سے باہر ہیں۔ میں بالکل خلوص کے ساتھ عرض کروں گا اخبار کم از کم دس روپے کا ہونا چاہئے کیونکہ اس وقت اتنے پیارے اخبار جن کا کوئی ثانی نہیں ہے، جن میں ہر بات قرآن وحدیث کے مطابق تحریر کی جاتی ہے، جس سے ہمیں دنیاوی معلومات کے ساتھ ساتھ دین کی بھی صحیح معنوں میں معلومات حاصل ہوتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ادارے کے تمام لوگوں کو اپنے فضل وکرم سے توفیق دے کہ وہ زیادہ سے زیادہ محنت کرکے ان اخباروں کو جاری رکھیں تاکہ ہم جیسے لوگوں کو بھی دین سے تعلق قائم رکھنے کی اللہ پاک توفیق دیں۔ (حاجی محمد مشتاق زرگر۔ میرپور آزاد کشمیر)

بدھ کے دن اخبار دس روپے کا کردیں:

آج مورخہ پہلی ستمبر کے ''خواتین کا اسلام'' میں آپ کا اداریہ پڑھا، دل کو بہت ہی رنج ہوا کہ آپ نے صرف ایک روپیہ بڑھا کر سات سے آٹھ روپے قیمت کرنے کی بات کی ہے۔ جناب عالی! آپ بدھ کا اخبار بمع ''خواتین کا اسلام'' کی قیمت فوراً دس روپے کردیں۔ وجہ اس کی یہ ہے کہ آج جتنی بھی مہنگائی ہو خواتین بڑے آرام سے پانچ پانچ سو کے ''سوٹ'' خرید لیتی ہے۔ غریب سے غریب گھرانوں میں آئے دن پچیس پچیس روپے کی ''پیپسی'' اور ''کوک'' کی لیٹر والی بوتلیں منگا کر پی جاتی ہیں۔ یہ سب آنکھوں دیکھا حال لکھا جارہا ہے۔ متوسط اور غریب گھرانوں کے بچے دن رات بازار سے غیر معیاری ''چپس'' اور دوسری اشیاء لے کر کھاتے رہتے ہیں۔ اگر یہ سب فضول خرچیاں کی جاسکتی ہیں تو بدھ کا اخبار دس روپے میں سب خرید سکتے ہیں۔ دوسری اہم بات یہ کہ بے دین ماحول کے اسکولوں میں پڑھانے، شادی بیاہ میں لاکھوں روپیہ خرچ کرنے کے لئے ہر ایک کے پاس پیسہ ہے اور تو اور اب تو گھروں میں کام کرنے والی ماسیاں کہتی ہیں کہ شادی کے لئے لاکھ روپیہ ہونا چاہئے۔ ان سب باتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے۔ آپ فوراً ''ضرب مؤمن''، ''خواتین کا اسلام'' اور ''بچوں کا اسلام'' کی قیمت دس روپے کریں۔ (بنت تاثیر احمد۔ کراچی)

ایمان کو قوت ملتی ہے:

''خواتین کا اسلام'' میں پہلی بار شرکت کررہی ہوں۔ یہ میرا پسندیدہ رسالہ ہے، اس کے تمام سلسلے بہت اچھے ہیں، اس میں سوالات کا سلسلہ بھی شروع کیا جائے۔ ''خواتین کا اسلام'' پڑھ کر ایمان کو تقویت ملتی ہے، اور صحابیات رضی اللہ تعالیٰ عنہن جیسا بننے کی خواہش پیدا ہوتی ہے، اللہ تعالیٰ ہمیں ان جیسا بننے کی توفیق عطا فرمائے۔ رسالے میں جدہ کا ایڈریس ضرور شائع کریں جہاں سے ''بچوں کا اسلام'' اور ''خواتین کا اسلام'' ملتا ہے، اللہ تعالیٰ خواتین کا اسلام کو دن دگنی رات چگنی ترقی عطا فرمائے اور آپ کی دینی خدمات کو قبول فرمائے۔ تمام ٹیم کے لئے بہت ساری دعائیں۔ (ع۔ عطاء الرحمٰن، جدہ، السعودیہ العربیہ)

☆ جدہ میں اخبار ملنے کا ایڈریس یہ ہے: الادبیہ پبلشر اینڈ ڈسٹری بیوٹرز جدہ۔ پی او بکس 41073 فون: 0096626715788

بقیہ: عصری تعلیم اور خواتین

مخلوط طرز تعلیم میں حدود شرعیہ کو پامال کردیا جاتا ہے۔ کیا حدود شرعیہ اس تعلیم کے مقابلے میں ہیچ ہیں؟ اگر نہیں (اور یقیناً نہیں) تو پھر وہ دلائل جن پر عصری تعلیم کے حوالے سے جو زوردار موقف اپنایا جاتا ہے کمزور ٹھہرتے ہیں۔ ہمارا مطمح نظر فقط یہ ہے کہ عصری تعلیم کے حوالے سے ہم جس مرعوبیت کا شکار ہیں اُس سے نکلا جائے اور دلائل کی وہ بلند و بالا عمارت جو محض تصورات کی دنیا میں دیکھی جاسکتی ہے حقیقت سے کوسوں دور ہے۔ اصل مسئلہ یہ ہے کہ نہ تو عصری تعلیم کے حوالے سے ہم کسی فکر ونظر کے حامل ہیں نہ ہی جدید ٹیکنالوجی ہمارا منتہائے نظر ہے بلکہ ڈگریوں کا حصول ہماری سردردی ہے اور اسی کے پیچھے ہم دن رات ایک کئے ہوئے ہیں چونکہ ان اعلیٰ ڈگریوں سے ہماری تصوراتی شہرت وعزت وابستہ ہے اور ہم فقط اسے ہی ترقی کی معراج سمجھے بیٹھے ہیں اسی شہرت وعزت کے حصول کی وجہ سے سارے دلائل کا زور عصری چیلنج کے حوالے سے دیتے تھکتے نہیں ہیں ورنہ عورت آج معاشرے کے فساد میں جتنی استعمال ہورہی ہے وہ کسی سے مخفی نہیں ہے۔ فحاشی وعریانی کے اٹھتے ہوئے سیلاب میں کالجوں اور یونیورسٹیوں کے مخلوط طرز تعلیم کا بنیادی کردار ہم سب کے سامنے کھل کر آرہا ہے اہل فکر ونظر حقائق سے آنکھیں نہیں چرایا کرتے، کوئی اپنی ذہنی تسکین کے لئے یا معاشرتی چمک دمک سے مرعوب ہوکر عصری تعلیم کو بہر طور پر (خواہ حدود شرعیہ کی دھجیاں بکھر جائیں) حاصل کرنے پر مصر ہیں تو ''دل کے بہلانے کو غالب یہ خیال اچھا ہے'' کے مصداق لوگ اپنے فکر پر لاکھ اصرار کریں مگر اس سے حقائق نہیں بدل سکتے تو پھر ہم اپنے من پسند دلائل کے عجب میں کیوں مبتلا ہیں؟ حقائق کا سامنا کیوں نہیں کرتے خواہ مخواہ ایسے دلائل پر اصرار کرتے ہیں جو حقیقت کی طاقت سے خالی ہیں۔ ہم جس قدر بھی تعلیم حاصل کرلیں آخر ملازمت ہی منزل ٹھہرتی ہے اور ملازمت خواتین کی سردردی نہیں ہے۔ تو پھر یہ ہی عصری تعلیم ''تعلیم'' نہیں کہلائی بلکہ فنی اور کاریگری کا متبادل کہلائی۔ یا پھر بعنوان دیگر اس فنی تعلیم کو محض ریاکاری قرار دیا جائے کہ ایف اے، بی اے ڈگریوں کی حامل عورتیں یہ سمجھتی ہیں کہ معاشرے میں پڑھا لکھا تہذیب یافتہ کہلوانے کے لئے عصری تعلیم تیر بہدف نسخہ ہے اور اسی تعلیم سے عزت وشہرت وابستہ ہے تو پھر ہم یوں کیوں نہیں کہہ دیتے کہ یہ جنگ ساری فلسفہ عزت وذلت کے عنوان سے ہے حالانکہ عزت وذلت کے خزانے اللہ رب العزت کے پاس ہیں۔ یہ عصری تعلیم حاصل کرنے کے سارے پاپڑ اسی واسطے بیلے جارہے ہیں کہ ہم شاہراہ عزت کے راہی ہیں جو کہ محض تصوراتی پرواز کے سوا کچھ نہیں۔ ڈگریوں کے حصول کے سوا اور کوئی مقصد نظر آتا ہے تو عصری تعلیم کی خواہشمند خواتین اپنے اُس مقصد سے ہمیں ضرور آگاہ کریں۔ ہاں اگر اس کا مقصد محض معلومات میں اضافہ ہو اس کے لئے کالج اور یونیورسٹی کے چکر کاٹنا کوئی ضروری نہیں اور نہ ہی اصل علم کے حصول پر کوئی پابندی ہے اور اصل جنرل علم شریعت مطہرہ کی روشنی میں دین کا علم ہے۔ جس کے حاصل کرنے والے کے نیچے فرشتے اپنے پر بچھا دیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی رحمتیں نازل ہوتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اصل حقائق پر نظر رکھتے ہوئے شریعت مطہرہ کا سچا اور کھرا غلام بنائے۔ (آمین ثم آمین)

پردے نے میری زندگی بدل دی

سمیعہ عبید

میں نے جس گھرانے میں آنکھ کھولی وہاں یہ رواج تھا کہ جب خاندان کی عورتیں گھروں سے باہر کسی کام کے سلسلے میں جاتیں تو چہرے پر نقاب وغیرہ اوڑھ لیتیں، لیکن یہ ایک روایتی سا پردہ یا نقاب تھا چونکہ بڑی بوڑھیاں پردہ کرتی آئی تھیں، لہٰذا ہم نے بھی اس کو اپنایا، لیکن گھر آئے مہمانوں، کزنوں وغیرہ سے کوئی پردہ نہ کیا جاتا۔ شادی سے پہلے تک میرا یہی معمول رہا، لیکن شادی کے بعد پردے نے جیسے میری زندگی بدل دی۔ میری شادی ایک عالمِ دین سے ہوئی، میری ساس حیات نہیں تھی۔ گھر میں میں بڑی بہو تھی۔ نندوں اور دیوروں کی دیکھ بھال میری ذمہ داری تھی۔ میں دیوروں سے بالکل بھائیوں کی طرح ملتی۔ کزنوں سے بھی آزادانہ ملنا جلنا تھا، لیکن پھر میرے خاوند نے پردے کے متعلق اللہ تعالیٰ کے احکام مجھے بتانے شروع کیے۔ وہ مجھ پر اس سلسلے میں کوئی سختی نہیں کرتے تھے، بلکہ آہستہ آہستہ سمجھاتے اور میں ان کی بات کو ہنسی میں ٹال دیتی کہ بھلا یہ کیسے ممکن ہے کہ میں ایک ہی گھر میں رہتے ہوئے اپنے دیوروں سے پردہ کروں اور کزنوں سے جن کے ساتھ کھیلے کودے اور ہر تقریب میں محفلیں جمائیں، ان سے میں کیسے پردہ کروں؟ یہ سب ناممکن سا لگا، لیکن وہ مجھے کتاب اللہ سے آیتیں پڑھ کر سناتے اور تحمل سے میری باتیں سنتے۔ میرا کہنا تھا کہ میں پردے سے محسوس ہونے والی گرمی برداشت نہیں کرسکتی، لیکن وہ مجھے جہنم کی گرمی یاد دلاتے۔ آہستہ آہستہ میں نے خود میں کچھ پرسکون اور خوشگوار سی تبدیلیاں محسوس کیں۔ پہلے جو میں بہت اونچی آواز سے بات کرتی تھی اب میں نے کافی حد تک اپنی آواز کو نارمل کرلیا تھا اور دیوروں اور کزنوں سے بھی احتیاط سے بات کرنے لگی، لیکن ابھی میرے دل کو تسلی نہیں ہوئی تھی چنانچہ میں نے قرآنِ پاک کو ترجمے سے پڑھنا شروع کیا، پھر میرے خاوند نے مجھے حضرت اقدس مفتی رشید احمد صاحب رحمہ اللہ کی کتابیں لاکر دیں جن میں ''شرعی پردہ'' اور ''چھ گناہ گار عورتیں'' نے میری زندگی بدل دی۔ میں نے جب پردہ نہ کرنے والی عورتوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ کے عذاب کو پڑھا تو مجھ پر کپکپی طاری ہوگئی۔ میرے دل نے فوراً فیصلہ دیا کہ اس ہولناک عذاب سے بہتر ہے کہ میں دنیا میں نقاب کی تھوڑی سی تکلیف برداشت کرلوں اور پھر اللہ تعالیٰ کے فضل سے میں نے شرعی پردہ شروع کردیا۔ ابتداء میں مجھے اپنے ہی کزنوں کے تیکھے کلمات کا سامنا کرنا پڑا۔ مثلاً ''نو سو چوہے کھا کے بلی حج کو چلی''، لیکن میرا دل مطمئن تھا۔ اسی طرح کا ایک واقعہ اسلام آباد میں میرے ساتھ پیش آیا۔ میں نقاب میں کھڑی تھی کہ میرے قریب ایک عورت آکر رکی اور مجھے نقاب میں دیکھ کر کہنے لگی۔ ''یہاں پر نقاب کرنے والیوں کی تذلیل کی جاتی ہے، آوازیں کسی جاتی ہیں، پتھر مارے جاتے ہیں۔'' میں نے جواب دیا۔ کوئی بات نہیں، ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام کے لئے پتھر کھائے، ہم بھی کھالیں گے تو سنت پوری ہوجائے گی۔ میرا جواب سن کر وہ عورت اپنا سا منہ لے کر رہ گئی۔ الغرض میں نے بہت سے تلخ جملے سنے، لیکن میں گھبرائی نہیں بلکہ میں نے اپنی بہنوں، کزنوں اور ہمسائیوں وغیرہ کو بھی شرعی پردے کی تبلیغ شروع کردی کی۔ اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے میری کزنوں نے بھی شرعی پردہ شروع کردیا ہے۔ گویا پوری پارٹی بن چکی ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اس پر قائم رکھے۔ آمین

زیبی جیولرز
نوٹ: زکوٰۃ کے حساب کیلئے فون پر رابطہ کر سکتے ہیں
ZAIBY JEWELLERS
S.B. 7/70 Zaibunnisa Street, Saddar, Karachi-74400.
Voic: 5677786,5215455, Fax: + 92(21) 5675967
E-mail: nain888@hotmail.com

زیرِ لب

عائشہ اسد۔ ملتان، صائمہ اور عاصمہ۔ سرگودھا

شکایت:

بس میں ایک سیلز مین اپنی دوائی کی تعریف کررہا تھا کہ وہ 20 سال سے یہ دوا بیچ رہا ہے۔ آج تک کسی نے شکایت نہیں کی۔

بس کے ایک کونے سے آواز آئی کہ ''مردے بھی شکایت کرتے ہیں کیا؟''

یہودی اور بم:

کسی ملک میں دو یہودی ایک ہوٹل کو تباہ کرنے کے لئے جارہے تھے۔ ایک جگہ سڑک پر گڑھے تھے، جس کی وجہ سے کار جھٹکے کھانے لگی۔ ایک یہودی نے دوسرے سے کہا:

ذرا آہستہ چلاؤ'' کہیں بم راستے میں نہ پھٹ جائے۔''

ساتھی نے جواب دیا: ''تم گھبراؤ نہیں ہمارے پاس دو بم اور بھی ہیں۔''

جوتا:

ایک صاحب کا جوتا چھوٹا تھا۔ چلنے میں تکلیف ہورہی تھی۔ کسی نے پوچھا: ''آپ نے یہ تنگ جوتا کہاں سے لیا؟''

وہ جلے بھنے تو پہلے ہی تھے بولے کہ درخت سے توڑا ہے۔ دوسرے صاحب بولے ''بڑی جلدی کی آپ نے چند ہفتے بعد توڑتے تو آپ کے ناپ کا ہوجاتا۔''

ہر بدھ کو روزنامہ اسلام کے ساتھ شائع ہوتا ہے

خواتین کا اسلام

روزنامہ اسلام

82

بدھ 13 شعبان 1425ھ مطابق 29 ستمبر 2004ء

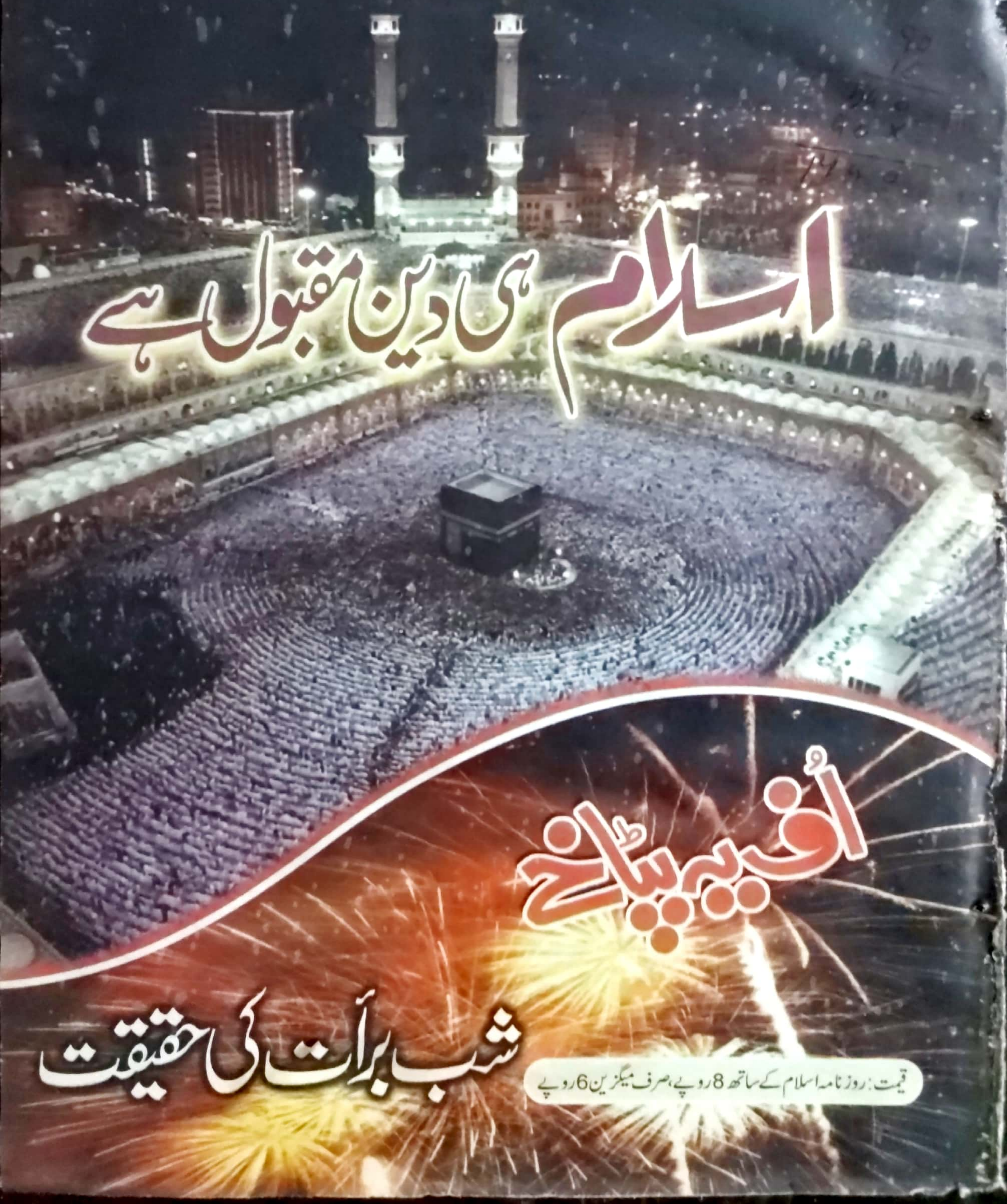

اسلام ہی دین مقبول ہے

اُف یہ پٹاخے

شب برأت کی حقیقت

قیمت: روزنامہ اسلام کے ساتھ 8 روپے، صرف میگزین 6 روپے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

درسِ قرآن و حدیث

سفاہت

مولانا محمد اسلم شیخوپوری

اردو میں سفاہت اور حماقت دونوں بے وقوفی کے معنی میں استعمال ہوتے ہیں۔ عربی میں سفاہت کا لفظ جہالت و اضطراب، جسمانی کمزوری، ہلکا پن اور حلم و بردباری کی ضد کے طور پر استعمال ہوتا ہے۔

امام جاحظ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ''سفاہت حلم کے اُلٹ ہے، غصّے کی تیزی، چھوٹی سی بات پر بھڑک اٹھنے، سزا دینے میں حد سے تجاوز کرنے، انتقام لینے میں جلدی کرنے، تھوڑی سی تکلیف پر ہائے واویلا کرنے اور فحش گالی گلوچ پر اس کا اطلاق ہوتا ہے۔''

امام جرجانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ''سفاہت اس بیوقوفی اور ہلکے پن کو کہتے ہیں جو خوشی اور غضب کی وجہ سے انسان پر طاری ہو جاتا ہے اور وہ انسان کو ایسے عمل پر آمادہ کر دیتا ہے جو عقل اور شریعت کے تقاضوں کے خلاف ہوتا ہے۔''

سفاہت سے سفیہ بنا ہے، جس کا معنی ہے بیوقوف، سفیہ کی ضد سفہاء ہے۔ قرآن کریم میں دو قسم کے لوگوں پر ''سفہاء'' کا اطلاق کیا گیا ہے۔

۱۔ جو دنیاوی معاملات میں حماقت اور بے عقلی کا مظاہرہ کریں جیسا کہ سورۂ نساء کی آیت ۵ میں یتیموں کے سرپرستوں اور وارثوں کو حکم دیا گیا ہے کہ ''اپنے اموال بے وقوفوں کے حوالے نہ کرو'' ظاہر ہے کہ یتیم کا جو موروثی مال و متاع ہے وہ ایک نہ ایک دن اس کے حوالے کیا جائے گا، یہ اس پر احسان نہیں بلکہ اس کا حق ہے، لیکن ناتجربہ کاری اور بے سمجھی ہی کے زمانے میں اگر روپیہ پیسہ، زمین اور جائیداد اس کے حوالے کر دی گئی تو اندیشہ ہے کہ وہ اسے عیش و عشرت میں اڑا دے گا، اس لیے حکم دیا گیا ہے کہ جب تک اس کے اندر دنیاوی معاملات میں سوجھ بوجھ اور عقلی پختگی کے آثار ظاہر نہ ہوں، اس وقت تک میراث میں جو اس کا حصہ بنتا ہے وہ اس کے حوالے نہ کیا جائے، اس وضاحت سے یہ بات بھی ثابت ہوتی ہے کہ فضول خرچی اور ناجائز مصرف پر مال اڑانے والا انسان بھی شریعت کی نظر میں بے وقوف شمار ہوتا ہے۔

۲۔ جو لوگ دینی اور اخروی معاملات میں ناسمجھی کا مظاہرہ کرتے ہیں قرآن کریم میں انہیں بھی ''سفہاء'' (بے وقوف) کہا گیا ہے، سورۂ بقرہ کی آیت ۱۳ میں ہے کہ ''جب ان (منافقوں) سے کہا جاتا ہے ایمان لے آؤ تو وہ کہتے ہیں کیا ہم ایمان لے آئیں جیسے بے وقوف ایمان لے آئے، سن لو! وہی ہیں بے وقوف لیکن وہ جانتے نہیں ہیں۔''

یہاں یہ نکتہ بھی قابلِ لحاظ ہے کہ منافقین، ایمان والوں کو اس وجہ سے بے وقوف کہتے تھے کہ انہوں نے ایمان کی خاطر مادی مفادات تج دیے تھے اور ایمانی رشتے پر سارے رشتوں اور تعلقات کو قربان کر دیا گیا تھا، لیکن قرآن نے جو منافقوں کو بے وقوف قرار دیا تو اس لیے کہ انہوں نے دنیا کو آخرت پر، عارضی زندگی کو حقیقی زندگی پر اور مادی مفادات کو ایمانی تقاضوں پر ترجیح دی، اس میں شک ہی کیا ہے کہ حقیقی بے وقوف وہی ہے جو دین اور آخرت کے معاملات میں ناسمجھی اور غیر سنجیدہ پن کا مظاہرہ کرتا ہے، دنیا کے امور میں بے وقوفی کا مظاہرہ کرنے سے تھوڑے سے روپے پیسے یا عارضی منافع کا نقصان ہوتا ہے جبکہ دین کے بارے میں سفاہت انسان کی دائمی زندگی پر اثر انداز ہوتی ہے، اس حوالے سے جتنی بڑی غلطی کا ارتکاب کیا جائے گا اتنا ہی زیادہ نقصان ہوگا، مثال کے طور پر یوں تو چھوٹے سے چھوٹا گناہ بھی حماقت ہے، لیکن کفر و شرک اتنی بڑی حماقت ہے کہ اگر اسی پر انسان کا خاتمہ ہو گیا تو اس کی تلافی کی کوئی صورت نہیں اور ایسے شخص کو تباہی و بربادی سے کوئی نہیں بچا سکتا۔

کسی ادیب کا قول ہے کہ ''ہر شخص کو اپنی عقل اور دوسرے کی دولت زیادہ دکھائی دیتی ہے۔'' اس قول کی سچائی کا عملی مشاہدہ ہم اس وقت کرتے ہیں جب ہم بڑے بڑے احمقوں کو دیکھتے ہیں کہ وہ عظیم ترین انسانوں اور عقل و خرد کی چلتی پھرتی تصویروں پر حماقت کی پھبتیاں کستے ہیں، حضرات انبیاء کرام علیہم السلام سے بڑا عقلمند اور مشرکوں سے بڑا بے وقوف دنیا میں کون ہو سکتا ہے؟ مگر یہ نامی گرامی بے وقوف اللہ تعالیٰ کے رسولوں کو بے وقوف تک کہنے سے باز نہیں آتے تھے، سورۂ ہود میں ہے کہ قومِ عاد نے حضرت ہود علیہ السلام سے کہا ''ہم تجھے سفاہت میں مبتلا دیکھتے ہیں اور ہم تجھے جھوٹوں میں سے سمجھتے ہیں'' اللہ تعالیٰ کے نبی نے کمال حلم و عقل سے کام لیتے ہوئے جواب دیا ''اے میری قوم! میں کسی قسم کی سفاہت میں مبتلا نہیں ہوں بلکہ میں تو رب العالمین کا رسول ہوں۔''

سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے احادیثِ مبارکہ میں ان حکمرانوں کو بھی ''سفہاء'' قرار دیا ہے جو شریعت سے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت سے دور ہوں گے اور گمراہ فرقوں کے ان بانیوں اور قائدین کو بھی ''سفہاء'' (بے وقوف) فرمایا ہے جو پرلے درجے کے مکار اور ریاکار ہوں گے اور دین کے نام پر لوگوں کو بے وقوف بنائیں گے۔ اس حوالے سے دو حدیثوں کا مطالعہ قارئین اور قاریات کے لیے مفید ثابت ہوگا۔

۱۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا ''اللہ تعالیٰ تجھے بے وقوفوں کی حکومت و امارت سے بچائے، انہوں نے سوال کیا کہ بے وقوفوں کی امارت سے کیا مراد ہے؟ آپ نے فرمایا میرے بعد ایسے امراء ہوں گے جو میری سیرت کی اقتداء نہیں کریں گے اور میری سنت پر عمل نہیں کریں گے جو لوگ ان کے جھوٹ کو سچ کہیں گے اور ظلم میں ان کی مدد کریں گے۔ ان کا میرے ساتھ اور میرا ان کے ساتھ کوئی تعلق نہیں اور نہ ہی وہ حوضِ کوثر پر آسکیں گے، لیکن جو لوگ ان کے جھوٹ کو سچ قرار نہیں دیں گے اور ظلم میں ان کے مددگار ثابت نہیں ہوں گے، وہ مجھ سے ہیں اور میں ان سے ہوں اور انہیں حوضِ کوثر پر میرے حضور پیش ہونے کی سعادت حاصل ہوگی۔'' اس حدیث میں مسلمانوں کے ان حکمرانوں کو بے وقوف کہا گیا ہے جو سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت اور سیرت کو چھوڑ کر اغیار کو اپنا آئیڈیل بنائیں گے اور ان کے طور طریقوں کو اپنائیں گے، اسی طرح ان خوشامدیوں کی بھی مذمت کی گئی ہے جو ایسے گمراہ اور ظالم حکمرانوں کی ہاں میں ہاں ملاتے ہیں، ان کے جھوٹ کو سچ اور ظلم کو عدل ثابت کرنے کے لئے دور کی کوڑی لاتے اور حقائق کو مسخ کرتے ہیں۔ دیکھا جائے تو آج عالمِ اسلام میں ایسے حکمرانوں کی بھی کمی نہیں جن کی زندگی میں سیرتِ نبویہ کی کوئی جھلک دکھائی نہیں دیتی اور ایسے درباریوں اور ضمیر فروشوں کی بھی کمی نہیں جو انہیں مسلمانوں کے حقوق غصب کرنے پر آمادہ کرتے ہیں۔

۲۔ دوسری حدیث جس میں چرب زبان، شہرت پسند، دولت پرست اور عیار و مکار لیڈروں اور خطیبوں کو بے وقوف قرار دیا گیا ہے وہ صحیح بخاری میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ ''میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ''آخری زمانے میں کچھ نوعمر لوگ سامنے آئیں گے جو عقل کے کچے اور بے وقوف ہوں گے، یوں تو وہ اللہ اور رسول کی باتیں کریں گے، لیکن ان کا ایمان ان کے حلق سے تجاوز نہیں کرے گا، تم انہیں جہاں بھی پاؤ انہیں مار ڈالو کیونکہ انہیں مار ڈالنے والے کو قیامت کے دن اجر و ثواب عطا کیا جائے گا۔''

اتفاق سے ہمارے زمانے میں اس قسم کے بے وقوف بھی بے شمار ہیں جو اپنے لیکچر اور بیان میں حوالوں کے طور پر قرآنی آیات بکثرت پڑھتے ہیں، احادیث کے بھی حوالے دیتے ہیں، لیکن وہ ذہنی اعتبار سے مغرب سے از حد مرعوب اور فکری گمراہیوں میں مبتلا ہیں اور چاہتے یہ ہیں کہ ساری قوم کو اسی گمراہی میں مبتلا کر دیں، وہ اپنی خواہشات اور ترجیحات کو کتاب و سنت کے تابع نہیں کرنا چاہتے بلکہ کتاب و سنت کو اپنی خواہشات کے تابع کرنے کی کوشش کرتے ہیں، یقیناً ایسے لوگوں سے بڑا بے وقوف کوئی نہیں ہو سکتا اگرچہ وہ اپنے آپ کو عقلمند ہی سمجھتے رہیں۔

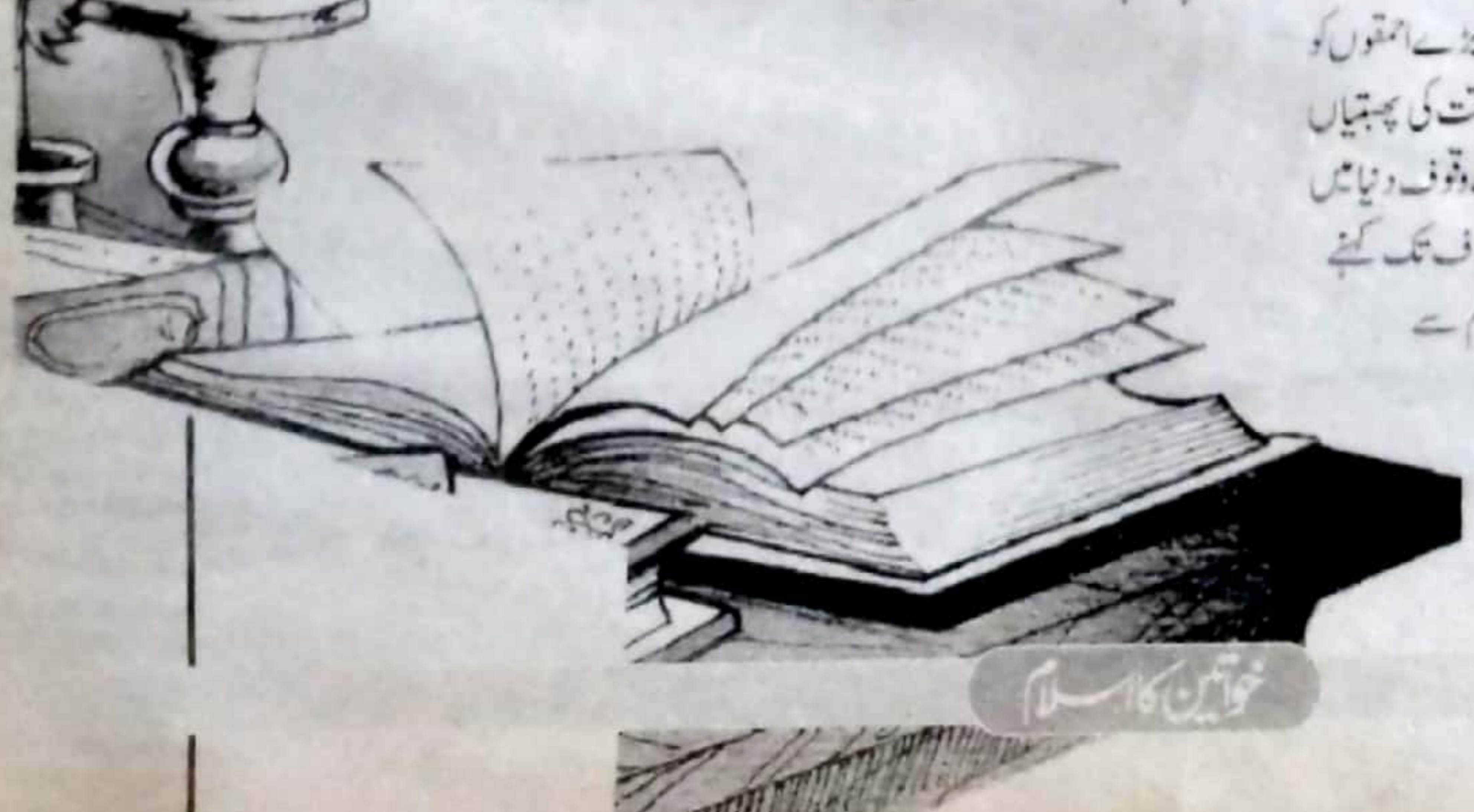

کھانا کھانے کے بعد کی دُعا

دعا

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَطْعَمَنِیْ هٰذَا الطَّعَامَ وَ رَزَقَنِیْهِ مِنْ غَیْرِ حَوْلٍ مِّنِّیْ وَلَا قُوَّةٍ. (ترمذی)

ترجمہ: ساری حمد اس اللہ کے لئے ہے جس نے مجھے یہ کھانا کھلایا اور میری اپنی سعی و تدبیر اور طاقت کے بغیر محض اپنے فضل سے مجھے عطا کیا۔

2

تعمیر فکر

عورت کا میدانِ عمل

گزشتہ ہفتے خواتین کے دائرۂ کار کے متعلق چند اصولی باتیں عرض کی گئی تھیں جن کا خلاصہ یہ تھا کہ:

(۱) قرآنی حکم کے مطابق عورتوں کو گھروں میں جم کر بیٹھنا ہے (۲) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورت کو گھر کی ملکہ اور نگران بتایا ہے (۳) عورت پر شرعی پردے کی لازمی پابندی ہے (۴) شوہر کی اطاعت واجب ہے (۵) اجنبی و نامحرم سے خلوت کی تاکیدی ممانعت ہے ...... یہ جو پانچ نمبر بتائے گئے ہیں اس کا یہ مطلب نہیں کہ ان کے علاوہ خواتین کے لئے دینی احکام نہیں، ضرور ہیں لیکن ہم نے مختصر طور پر بات سمجھانے کے لئے ان پانچ نمبروں کا ذکر کیا ہے...... اب آپ ان اصولی باتوں کے بعد یوں سمجھئے کہ:

(۱) ایک عورت صحافی بنے یا آفس سیکرٹری، کسی یونیورسٹی سے ڈگری کے حصول کے لئے گھر سے نکلے یا کہیں ریسرچر کی حیثیت سے پہنچے، فیکٹری میں ملازمت کرے یا ویمن پولیس کا شعبہ اختیار کر کے زمانے بھر کی تہمتیں اپنے سر دھرے، کیا اس کے لئے ممکن ہوگا کہ وہ روزانہ گھر سے باہر نکلے بغیر ان امور کی انجام دہی کر سکے؟ اگر ایسا ممکن نہیں اور اسے روزانہ تنہا گھر سے نکلنا ضروری ہے تو پھر "وقرن فی بیوتکن" پر عمل کیسے ممکن ہے؟ ایسی عورت اپنے عمل میں اور قرآنی حکم میں مطابقت کیسے پیدا کرے گی؟

(۲) عورت کو حدیث شریف میں گھر کی ملکہ اور نگران بتایا گیا ہے، کیا ایک ضعیف الاعضاء عورت جس کے ساتھ بعض صنفی عوارض بھی موجود ہیں کیا اس کے لئے ممکن ہے کہ مکمل صحت و تن درستی کے ساتھ زندگی کے کسی بھی شعبے میں "کارہائے نمایاں" انجام دے اور گھر کی نگرانی، بچوں کی تربیت و پرورش اور دیکھ ریکھ بھی کما حقہ کر سکے؟...... ایک عورت سے یہ تقاضا کہ وہ کالج اور یونیورسٹی میں پروفیسر بن کر خاندان کا نام "روشن" کرے یا آفس اور فیکٹری میں ملازمت کر کے پیسے کما کے لائے اور شام کو جب تھکی ہاری گھر پہنچے تو کھانا پکائے، والدین کی یا شوہر کی خدمت کرے، کپڑے دھوئے، برتن صاف کرے، شوہر کے آرام و راحت کا بھرپور خیال رکھے جبکہ مرد جب شام کو دن بھر کے کام کاج سے واپس لوٹتا ہے تو مزاج آسمان پہ ہوتا ہے اور کسی کام کو ہاتھ نہیں لگاتا تو پھر عورت پر دوہری ذمہ داریوں کا بوجھ کیوں؟

(۳) قرآنی حکم ہے کہ عورت پردہ و حجاب اختیار کرے، مروجہ حجاب نہیں کہ برقع پہن کر اور نقاب لگا کر بھی موجب فتنہ بن رہی ہوتی ہیں بلکہ شرعی پردہ، شریعت نے تو عورت کی آواز پر بھی پردہ رکھنے کا حکم دیا ہے، قرآن مجید میں اس کے متعلق واضح احکام موجود ہیں، برسبیل تذکرہ یہ بات بھی آپ کے علم میں رہے کہ بہت سی خواتین اس بات کی شاکی ہوتی ہیں کہ وہ گھر کی چاردیواری میں رہتے ہوئے شرعی پردے کی پابندی نہیں کر سکتی ہیں (الا ماشاء اللہ) اس لئے کہ ہر وقت مردوں کا آنا جانا لگا رہتا ہے۔ اب آپ فرمایئے کہ ایک فیکٹری میں مثال کے طور پر ہزار مرد اور سو عورتیں کام کرتی ہیں، تو کیا وہاں کسی بھی عورت کے لئے کام کرتے ہوئے شرعی پردے پر قائم رہنا ممکن ہے؟ ہمارے خیال میں پاکستان کے اندر کوئی فیکٹری ایسی نہیں جہاں غیر مردوں سے اختلاط سے بچا جا سکتا ہو اور نہ ہی خواتین کے لئے علیحدہ با پردہ انتظام ہوتا ہے۔

(۴) حدیث شریف میں عورت کے لئے شوہر کی اطاعت لازم قرار دی گئی ہے، ملازمت پیشہ خواتین کی نفسیات کا مطالعہ کرنے والے ماہرین کا کہنا ہے سب سے زیادہ جھگڑے ایسے گھرانوں میں ہوتے ہیں جہاں کی عورتیں کام پر جاتی ہوں۔ اس کی مختلف وجوہ ہوتی ہیں (الف) دوہری ذمہ داریاں نبھانے کے سبب سے ان میں مزاجی طور پر چڑچڑاپن اور حساسیت پیدا ہوتی ہے، جو جھگڑے کا باعث بنتے ہیں (ب) ملازمت پیشہ عورتیں خود کو مرد کے ہم پلہ و ہم مرتبہ سمجھنے لگتی ہیں۔ اس لئے کہ انہیں احساسِ تفاخر ہوتا ہے کہ جس طرح مرد کما کر لا رہا ہے اسی طرح وہ بھی کمائی لا رہی ہیں۔ جب عورت میں برابری کا احساس جنم لیتا ہے تو مرد اس بات کو اپنی بے عزتی خیال کرتے ہوئے عورت کی تذلیل پر اتر آتا ہے۔ عورت کی طرف سے شوہر کی اطاعت نہیں رہتی اور مرد کی طرف سے رافت و الفت ختم ہو جاتی ہے، اسی کشمکش میں پورا گھرانہ جہنم کدہ بن جاتا ہے۔

(۵) حدیث شریف میں اجنبی مرد کے ساتھ خلوت کو سختی سے منع فرمایا گیا ہے۔ اب آپ تمام شعبہ ہائے زندگی پر نظر ڈال لیجئے، کالج ہو کہ یونیورسٹی، عدالت ہو یا پارلیمنٹ، فیکٹری ہو یا دفتر یا سماجی انجمنیں ہوں۔ ان تمام جگہوں پر مردوں کی بہتات ہے۔ تو کیا ایک عورت کے لئے ممکن ہے کہ وہ اجنبیوں سے اختلاط اور نامحرموں کے ساتھ تنہائی اختیار کرنے سے گریز کر سکے؟...... اگر کالجوں، یونیورسٹیوں، فیکٹریوں اور دفتروں میں ہونے والے شرم ناک واقعات کی تفصیل میں جایا جائے تو نہایت بھیانک نتائج سامنے آئیں گے۔ پارلیمنٹ جیسا مقتدر ادارہ جہاں ماشاء اللہ سب کے سب پڑھے لکھے لوگ ہیں، جو قوم کے لیڈر اور قائد ہیں وہاں عورتوں کا 33 فی صد کوٹہ جو گل کھلا رہا ہے سب پر عیاں ہے۔ کل تک قومی اسمبلی اور پنجاب اسمبلی میں مرد و خواتین اراکین کے لو افیئر زبان زدعام تھے اور چند دن قبل سرحد اسمبلی کا ایک شرم ناک منظر اکثر اخبارات میں شائع ہوا کہ ایک مرد رکن اسمبلی خاتون رکن اسمبلی کے ہاتھ پہ ہاتھ دھرے نامعلوم عہد و پیمان میں مصروف ہیں۔

اس ساری تفصیل سے کیا معلوم نہیں ہو جاتا کہ عورت کے لئے گھر کی چاردیواری سے باہر کی دنیا اس کی شرم و حیا، عفت و عصمت اور دین و ایمان کی دشمن دنیا ہے، جو فتنہ و فساد کی منبع اور عورت کی نسوانیت کی قاتل ہے؟ بات دراصل وہی ہے جو قرآن و حدیث سے صاف طور پر واضح ہو جاتی ہے کہ عورت کا میدانِ عمل صرف "گھر" ہے جہاں اسے بطور ماں، بیوی، بہن اور بیٹی اپنا کردار نبھانا ہے۔

رہی یہ بات کہ اسلام عورت کو کن صورتوں میں گھر سے باہر نکلنے کی اجازت دیتا ہے؟ تعلیم حاصل کرنے کی اجازت کس حد تک ہے؟ عورت بیوہ ہو جائے اور آمدنی کا کوئی ذریعہ نہ ہو تو تلاشِ رزق میں عورت گھر سے نکل سکتی ہے کہ نہیں؟ طب و صحت کے حوالے سے عورتوں کے جو مسائل ہیں ان کے حل کے لئے کیا صورتیں ممکن ہیں اور سب سے بڑھ کر یہ کہ معاشی آسودگی حاصل کرنے کے لئے عورت پر بھی ذمہ داریاں ہیں یا صرف مرد ہی اس محنت کا پابند ہے؟...... ان تمام اشکالات کا حل ان شاء اللہ آئندہ شمارے میں۔

خط و کتابت کا پتہ "خواتین کا اسلام" دفتر روزنامہ اسلام ناظم آباد 4 کراچی

خواتین کے دینی مسائل

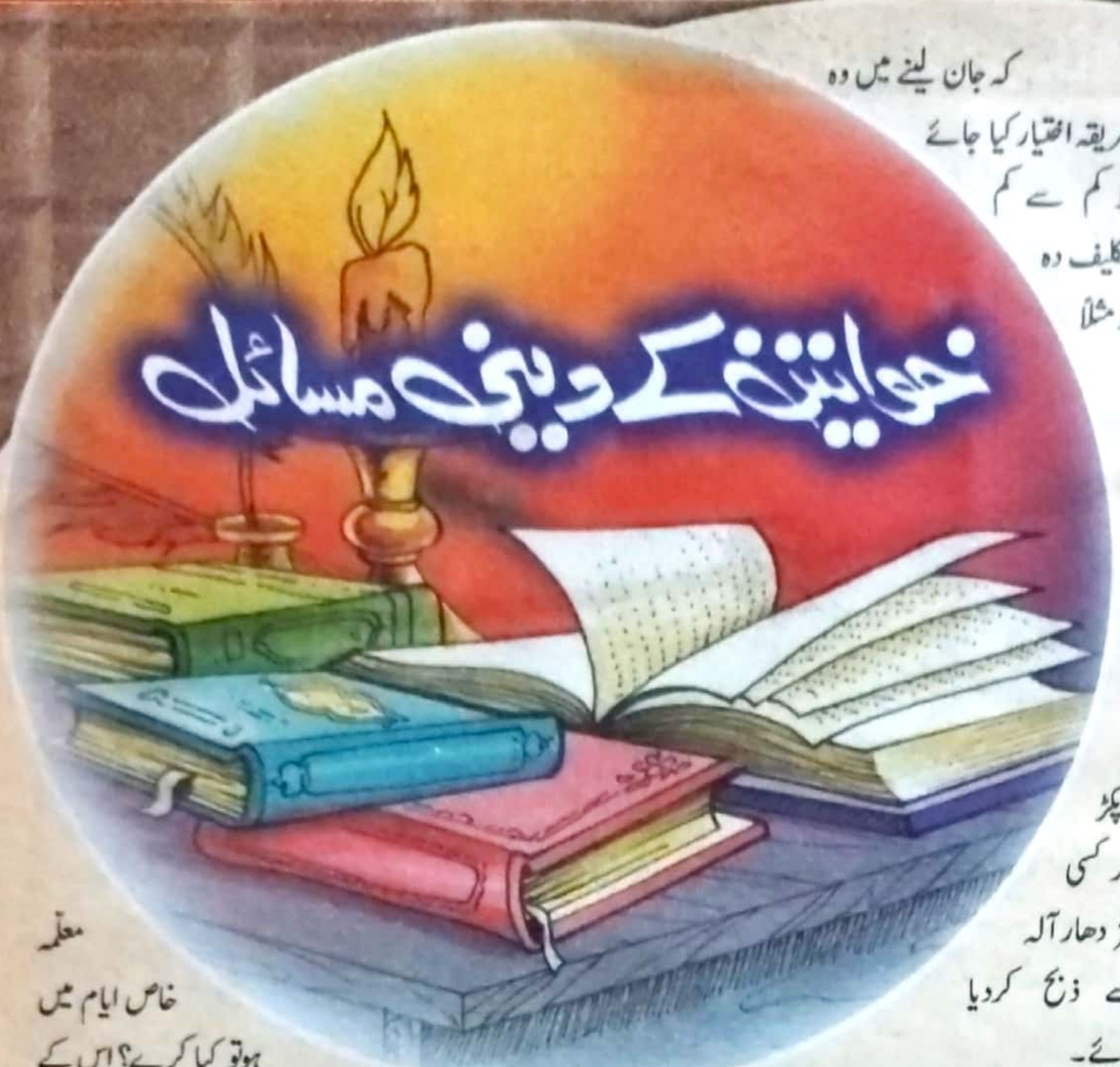

مولانا مفتی محمد ابراھیم صادق آبادی

قرآن مجید مجہول

طریقے سے پڑھنا:

سوال: قرآن مجید مجہول طریقے سے پڑھنا کیسا ہے؟ اگر کوئی نماز میں مجہول طریقے سے قرآن مجید پڑھتا ہے، لیکن ساتھ ساتھ معروف طریقے سے پڑھنے کی کوشش بھی جاری ہے تو کیا تصحیح کے بعد ان نمازوں کا اعادہ ضروری ہے؟ (ایضا)

جواب: حروف متشابہہ ظاء، ضاد، ذال، زا، سین، صاد، ثاء اور تاء وطاء میں فرق سیکھنا فرض ہے۔ تجوید کے دوسرے قواعد مثلاً اخفاء، اظہار، تفخیم وترقیق وغیرہ کا سیکھنا مندوب (مستحب) ہے۔ (احسن الفتاویٰ ج ۳ ص ۸۶) پس اگر اس قدر مجہول پڑھتا ہے کہ حروف متشابہہ میں بھی فرق نہیں کرتا اور اصلاح کی کوشش بھی نہیں کرتا تو اس کی نماز صحیح نہیں، اس پر تجوید سیکھنا فرض ہے، لیکن اگر مجہول پڑھتے ہوئے تجوید وتصحیح کی مسلسل کوشش کررہا ہے تو اس کی نماز ان شاء اللہ تعالیٰ قبول ہے اور گزشتہ نمازوں کا اعادہ بھی نہیں۔ جب تک تجوید بمقدارِ فرض سیکھ نہ لے اس کے لئے امامت جائز نہیں بلکہ اس دوران اپنی نمازیں بھی حتی المقدر جماعت سے ادا کرے۔

کہنیوں تک بازو چڑھانا:

سوال: گھر کے کام کاج مثلاً کپڑوں کی دھلائی، آٹا گوندھنے یا برتن دھونے کے دوران عورت کے لئے کہنیوں تک قمیص کے بازو چڑھالینا جائز ہے؟ (ایضا)

جواب: جائز ہے بشرطیکہ کوئی نامحرم نہ دیکھتا ہو۔

عورت کا اسکول میں پڑھانا:

سوال: مجھے ایک انگلش میڈیم اسکول سے پیشکش ہوئی ہے کہ لڑکے اور لڑکیوں کو تجوید القرآن پڑھادیں۔ کیا میرے لئے ان کو پڑھانا جائز ہے؟ (بنت ک۔ ر، کراچی)

جواب: اگر آپ کا اور کوئی ذریعہ معاش نہیں اور اسکول کی نوکری ناگزیر ہے تو لڑکیوں اور کمسن لڑکوں کو (جو آٹھ نو سال سے زائد کے نہ ہوں) تجوید پڑھاسکتی ہیں بشرطیکہ گھر سے اسکول تک چہرہ ڈھانپ کر باپردہ آتی جاتی رہیں، اگر لڑکے بڑی عمر کے ہیں تو ان کو پڑھانا جائز نہیں خواہ یہ پڑھائی پردہ کی اوٹ میں ہی ہو۔

بلی کو مارنا:

سوال: بلی اگر بہت تنگ کرتی ہو تو اسے مار ڈالنا جائز ہے؟ (بنت منظور حسین)

جواب: اگر اس کے شر وایذاء سے بچنے کی کوئی اور صورت کارگر نہ ہو تو قتل کرنا جائز ہے اور اس میں اس بات کی رعایت ضروری ہے کہ جان لینے میں وہ طریقہ اختیار کیا جائے جو کم سے کم تکلیف دہ ہو مثلاً پکڑ کر کسی تیز دھار آلہ سے ذبح کردیا جائے۔

کینہ رکھنے والے کے اعمال:

سوال: حدیث شریف میں ہے سوموار اور خمیس (جمعرات) کے روز اعمال نامے اللہ تعالیٰ کے حضور پیش کئے جاتے ہیں، ہر مؤمن کی مغفرت ہوجاتی ہے مگر باہم بغض وکینہ رکھنے والے دو شخص نہیں بخشے جاتے؟ تو ان کی نمازوں روزوں کے متعلق کیا حکم ہے؟ وہ باقی ہیں یا ضائع؟ (ایضا)

جواب: حدیث سے اتنا معلوم ہوتا ہے کہ باہم بغض و عداوت رکھنے والے افراد کے اعمال روک لئے جاتے ہیں اور مغفرت کا دروازہ ان پر بند رہتا ہے تاوقتیکہ صلح نہ کرلیں۔ حدیث میں یہ نہیں کہ ان کے اعمال نماز، روزہ وغیرہ ضائع ہوجاتے ہیں۔ (فیقال اترکوا ھذین) ای اوقفوا مغفرتھما (حتی یفیئا)...... ای حتی یرجعا من العداوۃ الی المحبۃ. (مرقاۃ ۸/۷۶۴)

سفر میں سنتوں کا حکم:

سوال: سفر میں سنت ونوافل پڑھیں یا چھوڑ دیں؟ (ایضا)

جواب: حدیث میں پڑھنا بھی ثابت ہے اور نہ پڑھنا بھی۔ اس لئے علماء نے تفصیل کی ہے کہ اگر سفر اطمینان کا ہے تو فرضوں کے ساتھ سنتیں بھی پڑھے اور سفر جلدی کا ہے تو صرف فرضوں پر اکتفا کرے، لیکن فجر کی سنتیں حتی الامکان ترک نہ کرے۔

حالت جنابت میں مسجد کی چھت پر چڑھنا:

سوال: جگہ کی قلت کی وجہ سے ہمارے ہاں بچیوں کا مدرسہ مسجد کی چھت پر قائم کیا گیا ہے۔ سوال یہ ہے کہ کوئی طالبہ یا معلمہ خاص ایام میں ہو تو کیا کرے؟ اس کے لئے مدرسہ میں جانا جائز ہے یا نہیں؟ (بنت حافظ نور احمد رحیمی۔ فیصل آباد)

جواب: مسجد کی چھت کا بھی وہی حکم ہے جو اس کے کمرے کا ہے لہٰذا اس پر جنبی اور حائضہ خواہ معلمہ ہو یا متعلمہ کا قدم رکھنا حرام ہے۔ ضرورت شدیدہ کے بغیر مسجد میں مدرسہ قائم کرنا جائز نہیں۔

نامحرم کو سلام کرنا:

سوال: شرعی پردہ کی پابند خاتون اپنے نامحرم رشتہ دار مثلاً خالو، پھوپھا، والد کے چچازاد وغیرہ کو پردہ میں سلام کرسکتی ہے؟ (بنت مختار۔ ٹوبہ ٹیک سنگھ)

جواب: قریبی رشتہ داروں کو سلام کرنے کی گنجائش ہے، بے محابا گفتگو یا ہنسی مزاح جائز نہیں۔ کسی فتنہ کا اندیشہ ہو تو سلام سے بھی اجتناب لازم ہے۔

بوڑھے سے بھی پردہ فرض ہے:

سوال: سنا ہے مرد بڑی عمر کو پہنچ جائے تو عورت اس کے سامنے چہرہ کھول سکتی ہے۔ مرد کتنی عمر کو پہنچے تو اس سے پردہ معاف ہوتا ہے؟ (ایضا)

جواب: جوان عورت کے لئے کسی مرد کے سامنے چہرہ کھولنا جائز نہیں، مرد خواہ کیسا ہی بوڑھا اور ضعیف ہو اس سے پردہ فرض ہے۔ ہاں اگر عورت بہت بوڑھی ہوجائے اور عمر کے اس پیٹے میں ہو کہ اسے دیکھ کر کسی مرد کو شہوانی خیال نہیں آتا تو اس کے لئے چہرہ کھولنے کی رخصت ہے اور اگر چہرہ کا پردہ کرے تو یہ ہمت وعزیمت کی بات ہے۔

اعلان: شعبان اور رمضان میں مسائل کی ڈاک بند رہے گی، دینی مسائل کے کالم کے لئے رمضان کے بعد ڈاک بھیجئے۔

شب برأت کی حقیقت

بنت محمد اسماعیل بالاکوٹیؒ

امت محمدیہ (علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام) سے پہلی امتوں کی بھی یہ حالت رہی ہے کہ ان کی طرف مبعوث کیے گئے نبی یا رسول کے وصال کو جب کچھ مدت گزر جاتی تو لوگ صحیح رہنمائی نہ ہونے کی وجہ سے دین کی بجائے رسوم اور عادات کو دین سمجھ کر اختیار کر لیتے تھے، لیکن اللہ تعالیٰ پھر سے کسی دوسرے پیغمبر کو بھیج کر اس دین کی حقیقی روح سے ان کو روشناس کراتے تھے آخر میں جب اللہ تعالیٰ نے نبوت کے سلسلے کو پورا کرنا چاہا تو جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو قیامت تک کے لئے دین اسلام دے کر مبعوث فرمایا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اقوال و افعال کے ذریعے پورے دین کو واضح طور پر بیان فرمادیا، چونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی رسول یا نبی نہیں آئے گا اس لئے دین کی رہنمائی کا علماء امت کو ذمہ دار بنایا گیا ہے اور عام لوگوں کو اس کا مکلف بنایا کہ وہ دین کے معاملات میں اہلِ دین اور علماء کرام کی طرف رجوع کریں۔ سابقہ امتوں کی طرح امت مسلمہ نے بھی زمانے کے گزرنے کے ساتھ ساتھ اصل دین سے ہٹ کر ایسی چیزوں کو اختیار کرنا شروع کردیا جن کا دین سے سرے سے کوئی تعلق ہی نہیں تھا یا دین کے کسی رکن کے ساتھ مشابہت تو رکھتی تھیں لیکن ان کو کسی مخصوص وقت کے ساتھ خاص کر دیا بلکہ ایسے افعال بھی بطورِ دین اسلامی معاشرے میں رائج ہو گئے ہیں جن کی براہ راست اسلامی شعائر پر زد پڑتی ہے۔ مثال کے طور پر چند ایسے افعال کا ذکر کیا جاتا ہے۔ ۲۲ رجب کو کچھ لوگ کونڈے کرنے کی رسم ادا کرتے ہیں حالانکہ یہ دشمنان صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی ایجاد ہے، وہ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات پر اظہار مسرت کے لئے ایسا کرتے ہیں جب کہ کم فہم مسلمانوں کو یہ سمجھایا جاتا ہے کہ حضرت جعفر صادق رحمہ اللہ تعالیٰ کی ولادت کی خوشی میں ایسا کیا جارہا ہے۔ حالانکہ ۲۲ رجب کو نہ ان کی ولادت ہوئی ہے اور نہ وفات۔ اسی طرح ۲۷ رجب کو شب معراج قرار دے کر اس دن روزہ رکھا جاتا ہے، باوجود اس کے شب معراج کے تعین میں اختلاف ہے اس کو یقینی طور پر ۲۷ رجب کو قرار دینا صحیح نہیں ہے۔ اسی طرح شعبان کی پندرہ تاریخ کی رات کو شب برأت کہنا، اس رات میں قرآن پاک کے نازل ہونے کا خیال رکھنا اور تقدیر یعنی پیدائش، موت، رزق اور کام وغیرہ کے متعلق اللہ تعالیٰ اسی رات میں فیصلہ فرماتے ہیں یہ اعتقاد رکھنا بھی صحیح نہیں ہے۔ شب برأت اور شب قدر ایک ہی رات ہے اور یہ رمضان المبارک کے مہینے میں ہوتی ہے۔ حضرت حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ سے منقول ہے ”یہی وہ رات ہے جس کے بارے میں قرآن کریم میں ”فیھا یفرق کل امر حکیم“ (اس رات میں ہر حکمت والے کام کو طے کیا جاتا ہے) اسی میں تقدیر کے فیصلے ہوتے ہیں، اللہ تعالیٰ اسی رات میں پیدائش، موت، رزق اور کام وغیرہ ہر چیز کا فیصلہ فرماتے ہیں۔“ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں: ”لیلۃ القدر میں لوحِ محفوظ سے سال بھر میں جو کچھ ہونے والا ہے لکھا جاتا ہے، موت، حیات، رزق، بارش حتیٰ کہ فلاں فلاں شخص حج کرے گا، اسی طرح تو کسی شخص کو بازاروں میں چلتا دیکھتا ہے حالانکہ اس کا نام اموات میں لکھا جاچکا ہے اور یہ سال بھر کے احکام کا اظہار ان ملائکہ کے لئے ہوتا ہے جن کے سپرد اسباب خلق ہیں۔“ جمہور علما کا یہ فیصلہ ہے کہ یہ لیلۃ القدر ہے اور لیلۃ القدر رمضان المبارک میں ہے۔ نزول قرآن کی وضاحت بھی اللہ تعالیٰ نے رمضان المبارک میں بیان فرمادی ہے۔ ”شھر رمضان الذی انزل فیه القرآن“ اب جو غیر رمضان میں قرآن پاک کے نازل ہونے کا اعتقاد رکھتا ہے وہ اس آیت کی تکذیب کرتا ہے۔ قاضی ابوبکر ابن العربی نے لکھا ہے کہ ”شبِ نصفِ شعبان کے بارے میں کوئی قابل اعتماد حدیث نہیں، نہ اس کی فضیلت کے بارے میں اور نہ اس میں تقدیر کے فیصلوں کے بارے میں اس لئے اس رات کی طرف کوئی التفات نہ کرو۔“

پندرہ شعبان کو قبرستان جانا، ان میں چراغاں کرنا اور صرف اسی رات کو مُردوں کو ایصال ثواب کرنا بدعت ہے۔ اس کے علاوہ اس میں بہت سارے مفاسد ہیں، مردوں اور عورتوں کا اکٹھا جانا اور وہاں پر مخلوط محفلیں جمانا، مُردوں کو آرام پہنچانے کے بجائے تکلیف پہنچانے کا باعث بنتا ہے۔ اسی طرح اس رات میں حلوہ پکانا، آتش بازی کرنا اور پٹاخے چھوڑنا یہ سراسر شریعت کے منافی اعمال ہیں، آگ سے کھیلنے کے عمل کو شیطان کا عمل کہا گیا ہے۔ پٹاخوں اور آتش بازی کے ذریعے دوسرے مسلمانوں کو آزار اور تکلیف پہنچانا حرام ہے پھر حرام کو عبادت سمجھنا بڑے خطرے کی بات ہے۔ اس موقع پر ان مروجہ رسوم کا ادا کرنا کیسا ہے؟ یہ پٹاخے اور آتش بازی کب اور کس نے شروع کی؟ اس کی تفصیل کے لئے حضرت اقدس مفتی رشید احمد رحمہ اللہ تعالیٰ کی تالیف ”سات مسائل“ کا مطالعہ کیجئے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے دین کی سمجھ عطا فرمائیں اور ایسی چیزوں سے بچائیں جن کا دین سے کوئی تعلق نہیں۔ آمین۔

اُف یہ پٹاخے

اُم مصعب۔ کراچی

آج کل کی شادیوں میں بم دار پٹاخے، فائرنگ اور انار پھوڑے جاتے ہیں۔ اس سے لوگوں کا ذہنی سکون برباد ہو کر رہ گیا ہے دن بہ دن ماحول بگڑتا ہی جارہا ہے بجائے سدھرنے کے۔ رات کے بارہ بجے، ایک بجے اب تو 2 بجے باراتیں آتی ہیں پھر جو یہ لوگ طوفان بدتمیزی برپا کرتے ہیں بینڈ باجے کے ساتھ دولہا کی گاڑی آتی ہے ہال سے ایک کلومیٹر دور سے بینڈ باجے والے آہستہ آہستہ آتے ہیں۔ پیچھے دولہا کی گاڑی ہوتی ہے پھر ہال کے قریب آنے پر تمام لڑکے ناچنا شروع کردیتے ہیں پھر وہ پٹاخے چھوڑے جاتے ہیں کہ میں تو کہتی ہوں مردے تک دہل جاتے ہوں گے، ایک ایک گھنٹے تک مسلسل پٹاخے چھوڑے جاتے ہیں۔ ہمارے آرکیڈ کے برابر میں شادی ہال ہے اس ہال کا نام باغ ہالار ہال ہے اس ہال سے منسلک باغ ہالار ہسپتال ہے یہ ہال مین روڈ پر ہے۔ ان پٹاخوں سے ہمارا ذہنی سکون تباہ ہو کر رہ گیا ہے، رات کے چار چار بجے تک ہلڑ مچی ہوتی ہے، اب تو کھلے عام فائرنگ کرتے ہیں اور اتنی فائرنگ کرتے ہیں کہ سوتے بچے اٹھ جاتے ہیں اور اس قدر روتے ہیں کہ چپ کرانا مشکل ہو جاتا ہے۔ فجر کی اذانیں ہو رہی ہوتی ہیں اور یہاں دلہن رخصت ہوتی ہے۔ جب یہ ہلڑ مچی ہوتی ہے تو سارا ٹریفک الگ جام ہو جاتا ہے، اکثر بس والے ہاتھا پائی پر اتر آتے ہیں کہ ان کی ایک پھلجڑی کی ایک چنگاری سے پٹرول آگ پکڑ سکتا ہے، حد سے زیادہ فائرنگ اور پٹاخوں سے اگر پولیس آجاتی ہے تو اس کی مٹھی گرم کر کے روانہ کردیا جاتا ہے۔ اکثر فائرنگ کے دوران بلڈنگ کے شیشے تک ٹوٹ چکے ہیں۔ ہمیں ایک رات بھی سکون سے نہیں ملتی، ہمارا یہ حال ہے تو ہسپتال کے مریضوں کا کیا حال ہوتا ہوگا۔ وہاں مریض علاج اور آرام کے لئے داخل ہوتے ہیں، ان کو ذہنی سکون کی ضرورت ہوتی ہے۔ ہسپتال میں میری خالہ ایڈمٹ تھیں، وہ پٹاخوں سے بری طرح ڈر جایا کرتی تھیں آخر انہی پٹاخوں سے انہیں ہارٹ اٹیک ہوگیا، بم دار پٹاخے اتنی زور سے پھٹتے ہیں کہ بعض اوقات تو ہم ڈر جاتے ہیں کہ خدانخواستہ بم باری تو نہیں ہو رہی کیونکہ آج کل کراچی کا یہی حال ہے اور ابھی شعبان میں شب برات منانے کے نام سے جو بم اور پٹاخے پھاڑے جارہے ہیں ان سے اللہ تعالیٰ کی پناہ، دن رات جو دھماکے کئے جارہے ہیں ان سے تو ہر جان دار شے کا سکون غارت ہو کر رہ گیا ہے۔ باوجود اس کے کہ آتش بازی اور پٹاخوں سے اب تک بے شمار حادثات رونما ہو چکے ہیں اور قیمتی جانیں ضائع ہو چکی ہیں، لیکن ارباب اختیار سوائے زبانی جمع خرچ کے کوئی اقدام نہیں کرتے۔ میرا مضمون لکھنے کا مقصد یہ ہے کہ خدارا! ہمارے حالوں پر اور ہسپتال کے مریضوں پر رحم کریں۔ اور یہ جو کچھ شادیوں اور دوسرے مواقع پر ہو رہا ہے وہ نہ کریں۔ اللہ تعالیٰ ایسا کرنے والوں کو ہدایت دے اور اپنے حفظ امان میں رکھے۔ (آمین)

کشکول

انوکھی شرارت:

جاحظ سے منقول ہے کہ ثمامہ نے بیان کیا کہ میں اپنے ایک دوست کے یہاں اس کی مزاج پرسی کے لیے گھر میں داخل ہوا اور اپنے گدھے کو دروازے پر چھوڑ دیا، میرے ساتھ کوئی غلام نہیں تھا جو گدھے کی حفاظت کرتا، پھر میں مکان سے باہر آیا تو دیکھا کہ اس پر ایک لڑکا بیٹھا ہے۔ میں نے کہا تم بغیر اجازت لئے گدھے پر سوار ہو بیٹھے۔ اس نے فی البدیہہ اپنی شرارت کی تاویل کے طور پر جواب دیا کہ مجھے یہ اندیشہ ہوا کہ یہ گدھا بھاگ جائے گا تو میں نے آپ کی خاطر اس کی حفاظت کی۔ میں نے غصہ سے کہا اچھا ہوتا نہ ٹھہرتا اور بھاگ جاتا، آپ کو اس کی فکر کرنے کی کیا ضرورت تھی؟ کہنے لگا اگر آپ کی اپنے گدھے کے بارے میں یہ رائے ہے تو اس پر عمل کر لیجئے اور سمجھ لیں کہ گدھا بھاگ ہی گیا اور مجھے تحفہ میں دے دیں اور اس پر میری طرف سے مزید شکریہ قبول کیجئے۔ میری سمجھ میں نہ آیا میں اسے کیا جواب دوں؟ (حوالہ: مثالی بچپن)

(رضوانہ اعوان، چشتیاں بہاول نگر)

حقائق:

- پتھر پھلدار درخت پر ہی پڑتے ہیں۔
- انسان کے برے اعمال اس کے دشمن ہیں۔
- قرابت داری کا پتہ مشکل وقت میں چلتا ہے۔
- آرام اور سکھ میں احباب کی بھرمار ہوتی ہے۔
- زبان کا گھاؤ تلوار کے گھاؤ سے سخت تر ہوتا ہے۔
- کاٹھ کی ہنڈیا بار بار چولہے پر نہیں چڑھتی۔

- دل اور زبان کے اختلاف کو نفاق کہتے ہیں۔
- جب تک آدمی گفتگو نہ کرے اس کے محاسن وعیوب پوشیدہ رہتے ہیں۔
- بکائن کو اگر شہد میں بھگو کر بھی بویا جائے تب بھی وہ میٹھا نہیں ہو سکتا۔
- تربیت و ماحول اور لقمہ کے اثرات بہت دیرپا ہوتے ہیں۔ (بنت مسکین۔ علی سرائے صالح)

ایک بڑھیا اور سنار:

ایک سنار کے پاس ایک بڑھیا آئی اور کہا بیٹا! مجھے ذرا اپنا کانٹا دے دو میں نے گھر جا کے سونا تولنا ہے۔ سنار نے کہا اماں میرے پاس چھلنی نہیں۔ بڑھیا نے کہا بیٹا مجھے ترازو کی ضرورت ہے چھلنی کی نہیں۔ سنار بولا اماں جھاڑو میرے گھر ہے دوکان پر نہیں۔ بڑھیا جھلا کر بولی۔ شریر کہیں کا مجھ سے مزاح کرتا ہے۔ کیا تجھے اللہ تعالیٰ کا خوف نہیں وہ اس بات پر قادر ہے کہ تجھے میرے جیسا کمزور کر دے اور مجھے تیری جوانی دے دے۔ اگر تو بہرہ ہے تو میں با آواز بلند کہتی ہوں کہ مجھے کانٹا چاہئے۔ کانٹا، چھلنی اور جھاڑو کی مجھے کوئی ضرورت نہیں۔ سنار نے کہا، اماں میں نے سن لیا جو آپ نے کہا کہ آپ کو سونا تولنے کے لئے کانٹا چاہئے مگر میں دیکھتا ہوں کہ آپ کے ہاتھ میں سونے کے ریزے پڑیا میں بند ہیں اور آپ کے رعشہ کی بیماری ہے اور آپ وہمی بھی ہیں۔ آپ کی نظر بھی کمزور ہے مجھے یقین ہے کہ جب آپ تولنے لگے گی تو آپ کے ہاتھ سے سونے کے ریزے ادھر ادھر گر جائیں گے جو آپ کو نظر نہیں آئیں گے، پھر انہیں اکٹھا کرنے کے لئے جھاڑو تلاش کریں گی اور خاک اکٹھی کر کے اسے چھلنی میں چھانیں گی اور پھر مجھے بلائیں گی کہ بیٹا آ کر دیکھنا کہ کوئی ریزہ تو نہیں رہ گیا مجھے اتنی فرصت نہیں کہ اس بکھیڑے میں پڑوں۔ معاف کرنا اماں میں کانٹا نہیں دے سکتا۔

(رابعہ ارشاد۔ اسلام آباد)

پیارا پاکستان

ملتان

ملتان کا نام کسی نے سنا ہو یا نہ سنا ہو، لیکن خواتین "ملتانی مٹی" کے حوالے سے ضرور جانتی ہوں گی، پھر بھی ہم تعارف کرائے دیتے ہیں۔ ملتان پاکستان کا ایک قدیم اور معروف شہر ہے، جس کا رقبہ **24** ہزار **827** مربع میل ہے۔ **1981** کی مردم شماری کے مطابق اس ڈویژن کی آبادی ایک کروڑ **27** لاکھ سے زیادہ تھی۔ ملتان کے متعلق شاہنامہ فردوسی میں لکھا ہے کہ یہ شہر چھ سو سال قبل مسیح میں ایک صوبائی مقام تھا۔ ہندوؤں کی روایات کے مطابق ملتان ان کے دیوی دیوتاؤں کا مسکن رہا ہے۔ اس کی مستند تاریخ اسکندر اعظم کے حملے سے ملتی ہے جو **350** سال قبل مسیح ہوا۔ بعض آثار قدیمہ کے ماہرین نے اندازہ لگایا ہے کہ یہ شہر **8** سو سال قبل مسیح بھی موجود تھا۔ ملتان کی اصل شہرت اسلامی دور میں ہوئی جب نوجوان عرب سپہ سالار محمد بن قاسم نے اسے **712** عیسوی میں فتح کیا۔ اس وقت یہاں تقریباً دس ہزار عرب آباد ہوئے۔ محمد بن قاسم نے یہاں ایک جامع مسجد کے علاوہ کئی مسجدیں اور مدرسے تعمیر کروائے۔ اس شہر کو شہر اولیاء بھی کہا جاتا ہے۔ یہاں حضرت بہاء الدین زکریا، شیخ صدر الدین عارف، شاہ رکن الدین، سید موسیٰ شہید، خیر العلماء حضرت مولانا خیر محمد جالندھری، امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہم اللہ آسودۂ خاک ہیں۔ یہاں پرانے شہر کے گرد قدیم فصیل اب بھی بہت سی جگہوں پر قائم ہے جس کے چھ دروازے ہیں جو سب کے سب مشہور ہیں۔ مثلاً دولت گیٹ، حرم گیٹ، بوہڑ گیٹ، دہلی گیٹ، پاک گیٹ، لاہوری گیٹ۔ اندرون شہر تنگ گلیوں اور تنگ بازاروں کی وجہ سے اچھا خاصا چمنستان ہے، لیکن فصیل سے باہر نکل کر شہر بہت پھیل گیا ہے۔ یہاں کے چار تحفے مشہور ہیں، گرد، گرما، گدا اور گورستان، لیکن صرف یہی نہیں بلکہ ملتانی کڑھائی، ملتانی سوہن حلوہ، ملتانی مٹی، آرائشی ٹائل، ملتانی چادریں اور دوپٹے، آرائشی ظروف بھی خاص تحفے ہیں۔ سید، قریشی، سیال، کمبوہ، آرائیں، جاٹ اور راجپوت اس شہر اور ضلع کی خاص قومیں ہیں۔ یہاں کے دو دینی مدرسے جامعہ خیر المدارس اور جامعہ قاسم العلوم پاکستان بھر میں معروف ہیں۔ یہاں بڑی دینی شخصیات امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری، حضرت مولانا خیر محمد جالندھری، مولانا محمد علی جالندھری، حضرت مولانا سید ابو معاویہ ابوذر بخاری، حضرت مولانا محمد عبداللہ ملتانی، شیخ الحدیث مولانا محمد شریف کاشمیری تھیں۔ یہاں خواتین کے بھی دینی ادارے موجود ہیں جہاں شب و روز دینی تعلیم دی جاتی ہے۔ یہ ایک شہر نہیں ایک تاریخ ہے جو ہزاروں سالوں پر محیط ہے۔

بچے دیر سے کیوں بولتے ہیں؟

بنتِ سراج

بلاشبہ بچے قدرت کا انمول تحفہ ہیں ان کی آمد سے جیسے گلشن میں بہار سی آجاتی ہیں، ہنستے مسکراتے اور کھیلتے ہوئے بچے کسے اچھے نہیں لگتے اور جب وہ بولنا سیکھتے ہیں تو گویا پھولوں کو زبان مل جاتی ہے۔ اگر بچہ صحت منداور چاق و چوبند ہے تو یہ والدین کے لیے ایک بڑی نعمت ہے۔

اکثر دیکھنے میں آتا ہے کہ بعض بچے صحت منداور چاق و چوبند ہونے کے باد جود بولنے میں دشواری محسوس کرتے ہیں۔ ماہرین کے مطابق اگر بچہ صحت مند ہے مگر بولنے میں اسے دشواری پیش آتی ہے تو فکر مند ہونے کی ضرورت ہر گز نہیں ہے، کیونکہ بولنے کا عمل ہر بچے میں مختلف ہوتا ہے البتہ اس مشکل پر قابو پانے کے کچھ طریقے بھی ہیں۔ اس سلسلے میں والدین کی رہنمائی سب سے اہم ہے وہ بچے کے بولنے کی استعداد بڑھانے میں اہم کردار ادا کر سکتے ہیں۔ پیدائش کے بعد سے ہی بچہ مختلف طریقوں سے اپنے جذبات کا اظہار کرنے کی کوشش کرتا ہے مثلاً مسکرانے، رونے اور غوں غوں کرنا یہ سب بولنے کی کوشش یا تیاری ہوتی ہے۔ جب بچہ غوں غوں کرنے لگے تو ماؤں کو چاہیے کہ وہ اس آواز کو سمجھیں، اسے دہرائیں اور اس کے بارے میں کچھ کہیں بھی، اس طرح سے ماں اور بچے کے درمیان باہمی ربط پیدا ہوتا ہے۔ اگر بچہ اپنی آواز نہیں سن سکتا یا والدین اس کے بولنے پر کسی ردعمل کا اظہار نہیں کرتے تو وہ اس عمل میں دلچسپی لینا چھوڑ دیتا ہے اور اپنے آپ میں یا اپنی دنیا میں مگن ہو جاتا ہے، لیکن جب بڑا ہوتا ہے تو ایسے بچے کو بولنے اور دوسروں کے ساتھ رابطہ کرنے میں مشکلات پیش آتی ہیں۔ والدین کے دلچسپی نہ لینے سے ایک منفی سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔ جب بچہ بولتا نہیں ہے تو والدین اس سے رابطہ کرنے کی کوشش بھی کم کرتے ہیں اور اس کے ساتھ کم وقت گزارتے ہیں۔ اس طرح اس کے بولنے اور سیکھنے کی صلاحیت میں مزید کمی آجاتی ہے۔ اس ضمن میں مائیں یہ کہتی ہیں کہ ان کی سمجھ میں نہیں آتا کہ وہ اتنے چھوٹے بچوں سے کیا بات کریں؟ اس کا آسان طریقہ یہ ہے کہ آپ جو کچھ کر رہی ہیں اس کے بارے میں بچوں کو بتاتی جائیں یعنی بچے کو کپڑے پہنا رہی ہوں، پاؤڈر لگا رہی ہوں یا اس کی مالش وغیرہ کر رہی ہوں۔ لیکن تھوڑا وقفہ دے کر بولیں تا کہ بچے کو اپنا ردعمل ظاہر کرنے کا موقع مل سکے۔ جب بچے کے کپڑے بدلیں یا اسے کچھ کھلائیں تو مسلسل بولیں اسے بتائیں کہ وہ کیا کھا رہا ہے، کیسے کپڑے پہن رہا ہے، جب والدین کسی چیز کے ساتھ اس کا نام لیتے جائیں گے تو بچے کو معلوم ہو جائے گا کہ اس چیز کا کیا نام ہے۔ اس طرح بچے خود بھی الفاظ بولنے لگیں گے اور دوسروں کی توجہ اپنی طرف مبذول کرا سکیں گے یعنی ایک طرح سے ان کے بولنے کی ابتداء ہوگی۔

جب والدین بچے سے باتیں کریں، تو جواب دینے کے لئے انہیں کچھ وقت دیں کیونکہ چھوٹے بچے کو سوچنے اور سمجھنے کے لیے کچھ وقت درکار ہوتا ہے اگر کوئی اور بچے سے کچھ پوچھتا ہے تو آپ اس کی طرف سے جواب نہ دیں۔ آپ کہیں جائیں یا کوئی آپ کے گھر آئے اور وہ بچے سے باتیں کرے تو اسے کرنے دیں اس طرح بچہ دوسروں کے ساتھ موثر طور پر رابطہ پیدا کر سکتا ہے اور اس کے بولنے میں اعتماد بھی حاصل ہوتا ہے۔ بچوں کے سامنے جب نئے الفاظ آتے ہیں تو وہ ہکلانے لگتے ہیں یا الفاظ صحیح طریقے سے استعمال نہیں کر پاتے۔ ایسی صورت میں ان کا مذاق نہیں اڑانا چاہیے بلکہ ان سے کہیں کہ کوئی بات نہیں یا انہیں درست الفاظ دہرا کے بتائیں۔ لڑکیاں عام طور پر لڑکوں کے مقابلے میں جلدی بولتی ہیں۔ بعض بچے دوسرے بچوں کے مقابلے میں زیادہ باتیں کرتے ہیں۔ یہ بات معلوم کرنا بھی اہم ہے کہ بچے سے جو کچھ کہا جا رہا ہے وہ اسے سمجھتا بھی ہے یا نہیں؟ کیا وہ معمولی ہدایات کو سمجھتا ہے؟ بچے کے کھیلنے کے طریقے میں شدت باعث تشویش ہو سکتی ہے۔ مثلاً بچہ کھیل میں انتہائی شرمیلے پن کا مظاہرہ کرتا ہے یا شدید جارحانہ طرز عمل کا مظاہرہ کرتا ہے۔

بعض بچوں میں بولنے کی صلاحیت دیر سے پیدا ہوتی ہے اور بعض بچے زبان دیر سے سیکھتے ہیں یعنی اپنے خیالات کو الفاظ میں ظاہر کرنے کی صلاحیت دیر سے پیدا ہوتی ہے۔ بعض بچوں میں یہ دونوں باتیں ہوتی ہیں اس لئے یہ معلوم کرنا چاہئے کہ جو کچھ ان سے کہا جاتا ہے کیا وہ سمجھ لیتے ہیں؟ یہ بھی دیکھنا چاہئے کہ آپ کا بچہ کھلونوں اور دوستوں میں دلچسپی لیتا ہے یا نہیں، کیا اسے اکثر نزلہ، زکام اور کان میں تکلیف تو نہیں رہتی؟ کان میں انفیکشن ہونے سے سماعت پر بھی اثر پڑ سکتا ہے، شروع میں اس کا معلوم ہونا مشکل ہوتا ہے۔ اس کی وجہ سے بھی زبان سیکھنے میں تاخیر ہو سکتی ہے۔ ایسی صورت میں والدین کو چاہئے کہ وہ لینگویج تھراپسٹ کو دکھائیں جو بچے کے بولنے اور زبان سیکھنے کی عمر کا تعین کرنے میں معاون ثابت ہوگا۔

ہر زبان میں مخصوص آوازیں ہوتی ہیں، جن میں سے کچھ آوازوں کو سیکھنا مشکل ہوتا ہے۔ اس آواز کی جگہ بچے دوسرے حروف کی آواز نکالتے ہیں۔ یہ مشکل آوازیں وہ بالآخر سیکھ لیتے ہیں۔ جب بچے تتلاتے ہیں تو یہ بہت اچھا لگتا ہے اور اپنی تتلاہٹ سے وہ اپنی طرف بڑوں کی توجہ مبذول کراتے ہیں۔ اس لئے بچوں کے تتلانے پر زیادہ توجہ نہ دی جائے بلکہ انہیں لفظ کا صحیح تلفظ بتایا جائے یعنی آپ صحیح لفظ بولیں تا کہ وہ صحیح آواز نکالنا سیکھ جائیں، سات آٹھ سال کی عمر میں بچے تتلا کر بولتے ہیں۔ یہ طرز عمل درست نہیں ہے۔ اس طرح بچے بڑے ہونے کے بعد بھی تتلاتے رہتے ہیں۔

کبھی بچے ایک حرف کو کئی بار دہراتے ہیں یا بیچ میں وقفہ دیتے ہیں یا بولنے میں اٹک جاتے ہیں جسے ہم ہکلانا کہتے ہیں۔ جب بچہ بولنا سیکھ رہا ہوتا ہے تو ایسا ہوتا ہے کیونکہ انہیں بعض آوازیں نکالنے میں مشکل پیش آتی ہے۔ اگر بچہ اس طرح بولتا ہے تو اسے نظر انداز کر دیں اور اس کی بات پوری ہونے کا اطمینان سے انتظار کریں، کوشش کریں کہ آپ اس کا جملہ پورا نہ کریں بلکہ اسے ہی کرنے دیں۔ عام طور پر الفاظ کو دہرانے اور بیچ میں وقفہ دینے کا عمل دو، ایک مہینے میں ختم ہو جاتا ہے۔ اگر ہکلانے کا عمل چھ مہینے سے زیادہ قائم رہتا ہے اور یہ عمل شدت اختیار کر لیتا ہے یا خاندان کے دوسرے افراد بھی ہکلاتے ہیں تو ڈاکٹر کو دکھانا چاہئے۔

پرانی کہاوتیں جدید ماحول کے مطابق

اپنی کھال میں مست: سوائے گدھے کے کون ہو سکتا ہے؟

فاتر العقل: وہ شخص جو یہ سمجھے کہ دنیا میں انصاف اور سچائی کا بول بالا ہو سکتا ہے۔

تعلیم ---- خواندگی: ایک متعدی بیماری، جس سے شعور جیسا مہلک مرض پیدا ہوتا ہے۔

مدح: وہ گفتگو جو افسر کے سامنے اس کے بارے میں کی جائے۔

مہر یا حق مہر: وہ "قرضہ" جو نہ دینے والا دے اور نہ مانگنے والا مانگے

نسیان: وہ بیماری جو کسی سے قرض لینے کے بعد انسان پر حملہ آور ہوتی ہے۔

خوش خوراک: آدم خور شیر یا چیتا۔ اس انسان کو بھی خوش خوراک کہا جاتا ہے جو سدا غم کھائے، دھوکے کھائے، کھائے، زخم کھائے، لیکن ڈھٹائی سے زندہ رہے۔ (مرسلہ: اختِ عبدالکریم ہاشمی لاہور)

اسلام ہی دین مقبول ہے

اسلام کے لغوی معنی سونپ دینا، حوالے کرنا اور فرماں برداری کے ہیں اس سے امن وسلامتی بھی مراد لیا جاتا ہے مگر ''قاموس القرآن'' کے مطابق اسلام کا اصل مطلب ہے اپنے آپ کو کسی کے حوالے کردینا ''المنجد'' میں اسلام کے معنی ہیں بغیر کسی پس و پیش کے امرونہی کی فرمانبرداری کرلینا، حافظ عمادالدین رحمہ اللہ تفسیر ابن کثیر میں فرماتے ہیں کہ اسلام ہر زمانے میں پیغمبر کی وحی کی تابعداری کا نام ہے علامہ شبیر احمد عثانی رحمہ اللہ تفسیر عثانی میں لکھتے ہیں کہ اسلام کے اصلی معنی سونپ دینے کے ہیں۔ لغوی اعتبار سے دین کا مطلب اطاعت و جزاء ہے مگر قرآن مجید نیز عربی زبان میں دین کا لفظ مختلف جگہوں پر مختلف معانی میں استعمال ہوا ہے لیکن عام طور پر دین مذہب کے معنی میں مستعمل ہے۔ اس طرح دین اسلام کا مطلب اللہ کی رضا وخوشنودی کے لئے سرتسلیم خم کرنا اور ظاہراً باطناً خدا کا مطیع وفرمانبردار ہونا ہے، اسلام کو دین حنیف مان کر خود کو اس کے مطابق ڈھالنا اور خدا کے احکام کو دل وجان سے قبول کرکے ان پر عمل پیرا ہونا ہے۔

اسلام ہی وہ دین ہے جو تمام انبیاء کی دعوت کا سرچشمہ رہا، اول تا آخر جتنے بھی نبی آئے اپنے لوگوں کو اسلام کی طرف بلاتے اور ایک خدا کی عبادت و بندگی کی تعلیم دیتے رہے پیغام ربانی دیانت داری اور ذمہ داری سے پہنچاتے رہے تاریخ انسانی کے مختلف ادوار میں مختلف انبیاء وقت و حالات کے تقاضوں کے مطابق بقدر ضرورت اس کی ترویج واشاعت کرتے رہے مگر ہر نبی کی نبوت قوم اور علاقے تک محدود اور وقتِ مخصوص تک کے لئے ہوتی تھی۔ وقت اپنی مقررہ رفتار سے جاری وساری تھا کہ دیکھتے ہی دیکھتے تاریکیاں بڑھ گئیں، انسانیت کی دھجیاں بکھر گئیں، معاشی استحصال، اخلاقی پستی اور حقوق کی پامالی آخری حدوں کو چھونے لگی، امن و پیار کے دریا خشک ہوگئے، عدل و زیادتی میں فرق مٹ گیا، حسب ونسب کا فخر کمزور کو روندنے لگا، قتل وغارت کا بازار گرم ہوگیا بچیوں کو زندہ درگور کرنے کی رسم نے آسمان ہلا دیا، کعبۃ اللہ بتوں سے بھر گیا اور کوئی آسمانی کتاب اور مذہب اپنی اصل حالت پر نہ رہا تو اللہ رب العزت نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین بنا کر عرب کی دھرتی پر مبعوث کیا، ان پر دین اسلام کی تکمیل فرمائی اور امت آخر الرسل کے حصے میں یہ نعمت عظمیٰ آئی، اس طرح حضرت ابراہیم خلیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یہ دعا مجسم روپ میں ڈھل گئی۔ اے ہمارے رب ان میں ایک رسول بھیج جو انہی میں سے ہو وہ ان پر تیری آیات کی تلاوت کرے انہیں کتاب وحکمت کی تعلیم دے اور ان کو پاکیزہ بنائے بلاشبہ تو غالب حکمت والا ہے۔ (البقر 125)

اب تمام نوع انسانی کے لئے بلا تفریق رنگ ونسل، قوم و وطن اور زماں ومکاں کے اسلام ہی دین قیم ہے، اسی کی پیروی ضروری ہے، یہی سچا اور مکمل دین ہے، اس کی تعلیمات زندگی کے تمام پہلوؤں اور گوشوں پر محیط ہیں اس میں ہر دور کے تقاضوں کے مطابق رشد وراہنمائی کا سامان موجود ہے اللہ جل جلالہ نے گزشتہ تمام شریعتوں اور کتابوں کو منسوخ کرکے قرآن کے احکام اور رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت وشریعت مطہرہ کو تمام انسانوں کے لئے صراطِ مستقیم بنا دیا ہے اور دین اسلام ہی کامل واکمل اور قیامت کی دیواروں تک نافذ العمل ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت عالمگیر ہے، وحی و رسالت کا سلسلہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہے، اللہ ذوالجلال نے واشگاف الفاظ میں تمام ادیان سابقہ کو ناقابل عمل قرار دے کر اسلام کو پسندیدہ کہہ کر مکمل کر دیا فرمایا: آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین مکمل کر دیا ہے اور تم پر اپنی نعمت تمام کر دی ہے اور تمہارے لئے دین اسلام کو پسند کیا ہے۔ (المائدہ 3)

جس وقت جبرائیل امین تکمیل دین کا سندیسہ لے کر آئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم میدان عرفہ میں اونٹنی پر سوار تھے ذوالحجہ کی 9 تاریخ، جمعہ کا مبارک دن اور غروب آفتاب سے پ اس کے 81 دن بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ر جا ملے، بخاری کی روایت ہے کہ ایک یہودی فاروق رضی اللہ عنہ سے کہا کہ تم جو اس آیت (الیو پڑھتے ہو اگر وہ ہم یہودیوں پر نازل ہوتی تو ہم ا مقرر کرتے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا مجھے آیت کب اور کہاں اتری، اس وقت آپ صلی اللہ تشریف رکھتے تھے؟ یہ آیت یوم عرفہ کو اتری اور عرفات میں تھے اسی میدان عرفات میں آپ صلی نے ایک بے مثال اور باکمال خطبہ دیا جو خطبۃ الو سے موسوم ومعروف ہے یہ خطبہ اسلام کا بنیادی منش ہر حرف بحر بیکراں کا مفہوم رکھتا ہے بیش قیمت اور خطبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جامع ترین کلما ثبوت ہے انسانیت کی معراج کو چھو جانے والے ہے یہ خطبہ اسلامی قوانین واحکام کا مختصر و پر مغز خا کر وبلاغت کا نمونہ ہے فرمایا:

مسلمان کی جان ومال اور آبرو محترم ہے، ظلم حرام

نسب پر فخر کو کچھ اہمیت نہیں، نسلی وعلاقائی، جغرافیائی تعصب مٹ چکا ہے سب رسمیں، باتیں اور دشمنیاں ختم ہو چکی ہیں سود وا اسلام میں کوئی گنجائش نہیں، آپ نے عدل ومساو فرمایا بزرگی کا معیار صرف تقویٰ ہے ایک دوسرے خیال ضروری ہے عورت تمہارے نیک ونرم سلوک ک اسلامی عبادات کی ادائیگی پر زور دیا اور اس بات پر

بنت علی احمد چوہان

''خواتین کا اسلام'' شمارہ نمبر 78 ''تعمیر فکر'' میں جناب محمد احمد حافظ صاحب کا کالم بعنوان ''اپنے پسندیدہ میگزین کو خسارے سے بچایئے'' پڑھا۔ اس میں کالم نگار نے نہایت مدلل انداز میں میگزین کا مقدمہ ہمارے سامنے رکھا۔ اس میں سب سے زیادہ تشویشناک بات یہ تھی کہ ''مہنگائی کے ہاتھوں ہمارے پسندیدہ میگزین مسلسل خسارے میں جا رہے ہیں اگر کچھ عرصہ مزید یہی صورتحال رہی تو ممکن ہے کہ انہیں بند کرنا پڑے۔'' (اللہ نہ کرے)

ہفت روزہ ضرب مؤمن خارزار صحافت میں حضرت اقدس مفتی رشید احمد صاحب رحمہ اللہ کا روشن کیا ہوا وہ چراغ ہے جس کی روشنی سے ایک جہاں مستفید ہو رہا ہے اور پھر اس چراغ سے مزید روشنی کی کرنیں روزنامہ اسلام، خواتین کا اسلام، ''بچوں کا اسلام'' اور ''The Truth'' کی صورت میں ہر سو پھیل گئیں۔ ان جرائد واخبارات کی مسلسل کاوشوں اور اللہ تعالیٰ کی مدد ونصرت سے ایک معاشرہ سدھر گیا۔ آپ جانتے ہیں کہ اتنی کم قیمت پر اتنا معیاری اور تعمیری میگزین ہم اتنے عرصے سے پڑھ رہے ہیں اگر آپ اس میگزین کا موازنہ کسی دوسرے جریدے سے کریں تو یہ میگزین ہر لحاظ سے بھاری رہے گا۔ اب اس لحاظ سے ہم اگر میگزین کی قیمت صرف دو روپے ادا کرتے ہیں تو یہ ہم اس کا حق ادا نہیں کرتے اور 1 روپے کی اضافی قیمت پر قارئین کو کوئی اعتراض نہیں کرنا چاہئے۔ قارئین کو بھی اخبار کی مشکلات کا اندازہ کرنا چاہئے۔ 1 روپے کا اضافہ کوئی گھبرانے والی بات نہیں ہیں۔ اگر الگ میگزین 6 روپے کا خریدیں گے تو اس میں کوئی حرج نہیں اکثر لوگ فضول اور لغو ڈائجسٹ اور رسائل پر بھی تو بیک وقت 40،

یہاں کے حاضر غائب تک یہ پیغام پہنچادیں پھر حاضرین کو مخاطب کر کے فرمایا میرے بارے میں تم سے سوال ہوگا کیا جواب دو گے انہوں نے کہا ہم شہادت دیں گے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے امانت پہنچادی حق ادا کر دیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین مرتبہ یہ الفاظ دہرائے ''خدایا گواہ رہنا''

نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دین حق پوری امانت و دیانت داری سے پہنچا دیا ہے اور اللہ نے اپنی برتر و بہترین اور اعلیٰ و افضل نعمت کو پورا کر دیا ہے اب یوم الدین تک اقوام عالم کو کسی اور دین کی احتیاج نہیں، اسلام بلا شک وشبہ تمام کائنات انسانی کے لئے کافی ووافی ہے اب اس میں کسی قسم کے تغیر کی قطعاً کوئی ضرورت نہیں اس کی آفاقی تعلیمات کے سایۂ عاطفت میں سب انسان محفوظ و مامون ہیں اسلام ہی دین محکم اور انسانیت کی فلاح وکامیابی کا ضامن ہے اس کے تمام احکام اور اصول و مبادی انسانی فطرت کے عین مطابق ہیں ان کی انجام دہی میں کسی قسم کی کوئی تنگی یا مشکل نہیں اسلام اپنے دامن مہربان میں اپنے پیروکاروں کے لئے کشادگی و آسانی رکھتا ہے۔ اس میں رنگ و زبان کی اہمیت نہیں علاقہ ونسل کا اعتبار نہیں، مال و دولت معیار نہیں، فخر وغرور کو سر اٹھانے کی اجازت نہیں، دنیاوی مقام و مرتبہ کے لحاظ سے بڑا ہونا بھی سعادت نہیں، شاہ و گدا میں تفاوت نہیں، مسکین و امیر میں بُعد نہیں، ادنیٰ و اعلیٰ میں فرق نہیں، فقیر و غنی اس کے دربار میں برابر ہیں چھوٹے اور بڑے ایک ہی صف میں کھڑے ہیں پاؤں اور کندھے سے کندھا ملائے اس کی بارگاہ میں حاضر ہیں، شرف و بزرگی کا پیمانہ صرف خوف خدا ہے کسوٹی اعمال صالحہ ہیں نیتوں کا خالص و بے ریا ہونا اور عجز وانکساری کا پیکر ہونا ہی مطلوب ہے جو جتنا زیادہ خود کو اسلام کی تعلیمات اور سنت مقدسہ کے مطابق ڈھال لے وہ خدا کے ہاں اسی قدر زیادہ صاحب عزت و وقار ہے اور خدا کی بے بہا رحمت اور خاص لطف وکرم ہے اس انسان پر جسے قبول اسلام کی توفیق دی۔

جس شخص کو اللہ ہدایت دینا چاہے اس کا سینہ اسلام کے لئے کھول دیتا ہے (انعام 125)

اسلام جس دل میں اتر جائے اللہ اس دل کو اپنی محبت واطاعت سے مزین کر دیتا ہے اسے مومنانہ فہم وفراست عطا کرتا ہے اسلامی احکام پر عمل داری اس کے لئے آسان کر دیتا ہے، اسے روحانی و جسمانی آسودگی بخشتا ہے۔ ایک دوسرے مقام پر ارشاد ہے:

بھلا وہ شخص جس کا سینہ اللہ نے اسلام کے لئے کھول دیا ہو اور وہ اپنے رب کی طرف سے روشنی پر ہو (کیا اسی جیسا ہے جو سبق نہیں لیتا)۔ (الذمر 22)

وضاحت کی گئی ہے کہ وہ شخص جس کا سینہ قبول اسلام کے لئے زرخیز ہو چکا ہو وہ اس شخص سے کلی طور پر جدا ہے جس نے اسلام کو قبول نہیں کیا، اسلام کا ماننے والا اپنے خدا کی طرف سے شفاف و روشن راہ پر ہے اس کے راستے سے ظلمتوں کا گزر نہیں۔ فوزاً عظیما کا ہتھیار بصورت اسلام اس کے ہاتھوں میں ہے وہ ایک ایسے چراغ کو تھامے ہے جس کا اجالا ان مٹ اور ابدی ہے جو اسے ہر آن بھٹکنے سے بچاتا اور دین حنیف پر کاربند رکھتا ہے اور قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اسلام کی بابت ہی سوال کرے گا اسی کی اساس پر جزاء وسزا کے احکام نافذ کرے گا یوم الفصل کے فیصلے اسی دین اسلام پر کئے جائیں گے کیونکہ یہی آخری وکامل دین ہے اللہ وحدہٗ لاشریک اس دن کوئی اور دین بالکل بھی قبول نہیں کرے گا۔

اور جو اسلام کے علاوہ کوئی اور دین چاہے تو اس سے ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا اور وہ آخرت میں نقصان اٹھائے گا۔ (آل عمران۔85)

کبریٰ غلام رسول

جس طرح آخرت کی کامیابی علیین ہے اسی طرح آخرت کی ناکامی اسفل السافلین ہے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ تمام روئے زمین کے انسانوں کے لئے اسلام ہی باعث نجات ہے یہ ہر لحاظ سے سچا اور مکمل دین ہے۔

بے شک اللہ کے نزدیک دین اسلام ہی ہے۔ (آل عمران۔19)

لہٰذا اس میں تبدیلی وتحریف ممکن نہیں اضافہ وترمیم کی اس کو ضرورت نہیں اس میں کوئی کمی نہیں اس لئے اسلام کو مغلوب کرنے کی ہر سعی لاحاصل ہے اس کو ختم کرنے کی ہر کوشش رائیگاں ہے اور آج یہ بھاری ذمہ داری تمام مسلمانوں پر عائد

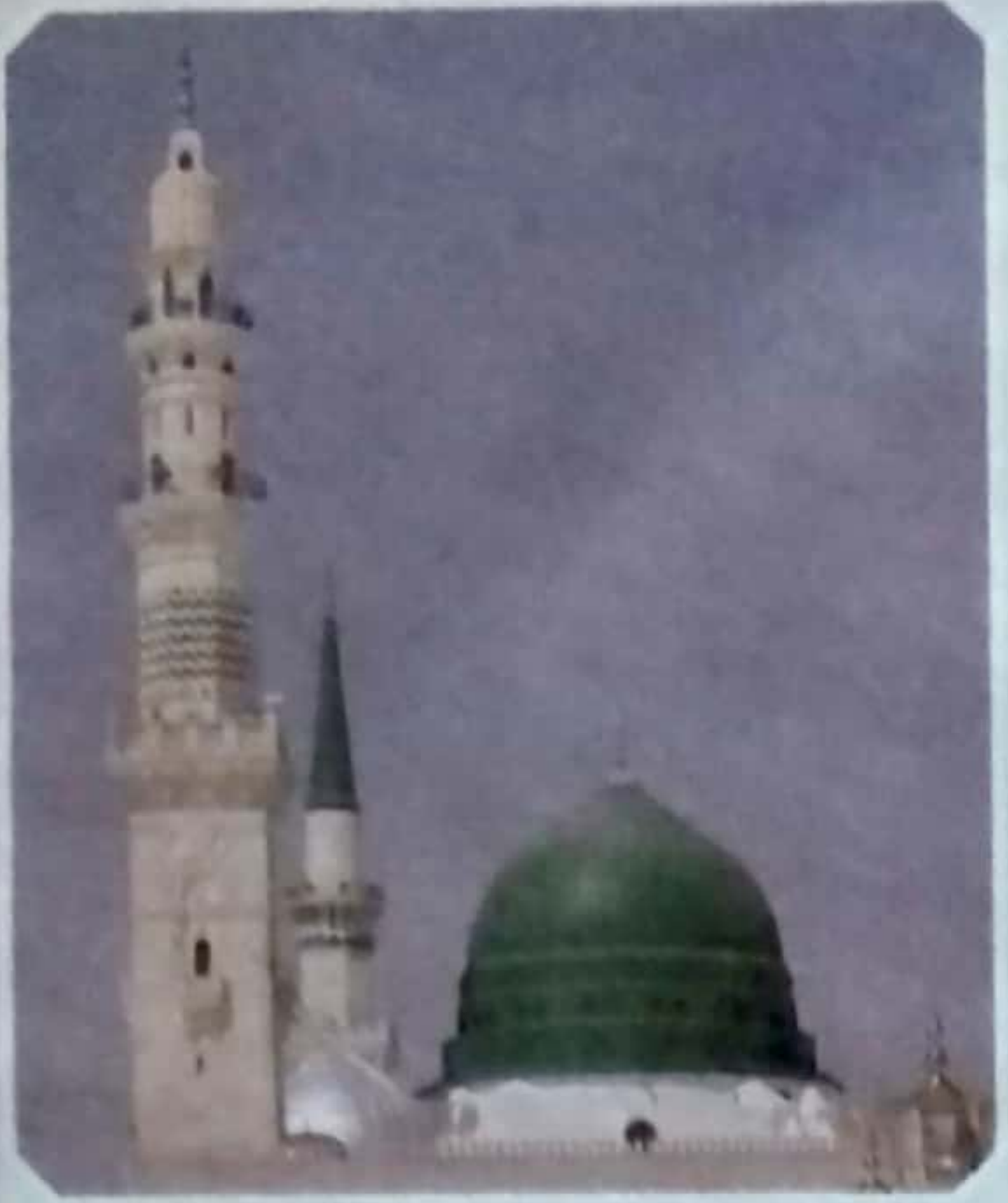

ہوتی ہے کہ وہ اسلام کی دعوت وتبلیغ کے لئے بھرپور کردار ادا کریں، اس کی اشاعت کے لئے انفرادی و اجتماعی ہر دو سطح پر منظم کوششیں کریں، اپنے تمام وسائل بروئے کار لا کر اسے غالب کرنے کی ہر ممکن جدوجہد کریں، دنیا کے اغراض ومقاصد کو نہیں اخروی مفاد کو مدنظر رکھیں، اسلام ''انما المؤمنون اخوۃ'' کا پیامبر اور ''رحماء بینھم'' کا مظہر ہے چنانچہ مسلمانوں کو چاہئے کہ ہر اختلاف وعداوت سے بالا ہو کر عدل و محبت کو فروغ دیں اور خود کو اسلام کے لازوال رشتے میں باندھ لیں، تعصب وفرقہ واریت کو چھوڑ کر واعتصموا بحبل اللہ جمیعاً کے فارمولے کو اپنائیں، اسلام کی حقیقی روح کو سمجھ کر اس پر عمل پیرا ہوں، زندگی کے ہر گوشے اور لمحے کے لئے اسی سے رہنمائی طلب کریں، بے راہ روی اور بدعت سے دامن بچائیں باہمی تعلقات میں ایثار وقربانی اور رواداری جیسے اصول ذریں کو یاد رکھیں حقوق وفرائض کی بجا آوری خوش دلی سے کریں۔ جہاں تک ہو سکے احکام خدا اور سول کے آگے اپنی گردنیں خم کر دیں خود کو جدیدیت کے رنگ میں نہیں اسلام کے رنگ میں رنگ لیں روشن خیال ہونے پر نہیں مسلمان ہونے پر فخر کریں اس عظیم نعمت پر ہمہ وقت خدا عزوجل کے مشکور بنیں کہ اس نے ہمیں دین اسلام عطا کیا ہے اور ہم ہی اس دینِ حق کے اصل وارث ہیں، لہٰذا جیسے بھی حالات ہوں نوائب ومصائب ہوں اس کی سربلندی کے لئے مصروف کار رہیں اور اپنے اخلاص وعمل سے غیر مسلموں کو اسلام کی طرف مائل کریں، اپنے اسلامی سانچے میں ڈھلے رویوں سے ان کے شکوک و شبہات دور کریں، انہیں بتائیں کہ اسلام نرمی وراحت کا دین ہے اس میں سختی وتشدد نہیں یہ خالص اسلامی تعلیمات واحکامات کا حامل ہے اس میں جھوٹ اور افتراء کی ذرہ برابر آمیزش نہیں، یہ آغاز سے آج تک اپنی اصلی حالت میں ہے ردوبدل سے اس کا کچھ واسطہ نہیں، اسی طریقے سے اسلام کی حقانیت غیر مسلموں کو اپنی طرف متوجہ کر سکتی ہے اس کی الوہی کشش انکے قدم اپنی جانب موڑ سکتی ہے، ان کے لئے قبول اسلام کا سبب بن سکتی ہے مگر اس کے لئے ضروری ہے کہ فرداً فرداً سب مسلمان اپنے جواں ہمت جذبوں سے اشاعت دین کا مقدس ومحترم فریضہ انجام دیں اور اس راہ میں آنے والی سب کلفتوں اور صعوبتوں کو خندہ پیشانی سے سہہ لیں اور اقوام عالم سے منوا کر دم لیں کہ اسلام ہی سچا اور خدا کے ہاں مقبول دین ہے صرف اس کی پیروی میں فلاح ونجات کا راز ہے۔

چراغ بجھنے نہ پائے

50 روپے خرچ کرتے ہیں حتی کہ مالی طور پر کمزور گھرانوں میں بھی اخبار جہاں اور فیملی میگزینز کی بھرمار ہوتی ہے (میرے اپنے علم میں کئی گھرانے ایسے ہیں) یہ میں کسی پر تنقید نہیں کر رہی بلکہ یہ معاشرے میں پائی جانے والی ایک اہم خامی ہے کہ دینی کاموں کے وقت یہ لوگ مہنگائی کا رونا رونے بیٹھ جاتے ہیں جبکہ فضول کاموں پر نہ مہنگائی کا آسیب ڈراتا ہے اور نہ کوئی اور بات۔ خیر! بات دور نکل گئی ہم عرض کر رہے تھے کہ ادارہ مالی مشکلات کا شکار ہے۔ قارئین! اگر اپنے اشتہارات کے لیے اس ادارے کے ساتھ تعاون کریں تو نہ صرف یہ میگزین یونہی ہمارے زندگیاں راہِ حق پر ڈالتا رہے گا بلکہ آپ کے حصے میں بھی دعوت دین کی اشاعت کا کام آئے گا۔ خواتین فی سبیل اللہ تعاون کے لیے بھی اپنے گھر کے افراد کو ترغیب دیں کہ وہ میگزین کے ساتھ تعاون کر کے حق پسندی کا ثبوت دیں۔

ہماری قارئینِ خواتین کا اسلام سے التماس ہے کہ وہ قیمت میں اضافے کو خوش دلی سے قبول کریں اور حضرت اقدس رشید احمد صاحب رحمہ اللہ کے روشن کردہ چراغ کو روشنی کو روشن رکھیں بلکہ اسے مزید تشہیر کرنے کے لئے ادارے کے ساتھ عملی تعاون کریں کہ

دیکھنا چراغ بجھنے نہ پائے

اب پچھتائے کیا ہوت

"نبیل کی شادی سمیعہ سے ہی ہوگی، یہ میرا آخری فیصلہ ہے۔" زاہد صاحب نے حتمی انداز میں کہا۔

"یہ کیا کہہ رہے ہیں آپ! سمیعہ کی شادی ہمارے نبیل سے کیسے ہو سکتی ہے؟ ہمارا بیٹا ماشاءاللہ ایم بی اے ہے اور سمیعہ صرف میٹرک پاس ہے۔" نفیسہ بیگم نے ماتھے پر بل ڈالتے ہوئے کہا۔

"اس نے میٹرک کے بعد درس نظامی کیا ہے جو ایم اے کے برابر ہوتا ہے ویسے بھی وہ گھر کی بچی ہے۔ اُس کے عادات و اطوار کے بارے میں ہم جانتے ہیں۔"

"مجھے وہ نبیل کے لئے بالکل بھی موزوں نہیں لگتی آپ کی تو وہ بھانجی ہے۔ اس لئے آپ کو تو وہ ضرور پسند ہوگی ویسے میں آپ کو بتا دیتی ہوں کہ نبیل بھی اسے پسند نہیں کرے گا۔ وہ یونیورسٹی کا پڑھا ہوا ماڈرن لڑکا ہے جبکہ سمیعہ ایک گھریلو لڑکی ہے۔"

"میں اس موضوع پر مزید کوئی بات نہیں سننا چاہتا۔ بات بھانجی کی نہیں، دینداری کی ہے۔ اگر وہ تمہاری بھانجی ہوتی تب بھی میرا فیصلہ یہی ہوتا۔ اور رہی بات نبیل کی تو اس سے میں خود بات کرلوں گا۔ میرے خیال میں اسے بھی کوئی اعتراض نہیں ہوگا۔" زاہد صاحب نے بات ختم کرتے ہوئے کہا۔

***

نفیسہ بیگم بالکل نہیں چاہتی تھیں کہ اُن کے بیٹے کی شادی ان کی نند کی بیٹی سے ہو لیکن اپنے شوہر سے وہ اس سلسلے میں زیادہ بحث نہیں کرسکتی تھیں۔ وہ تو ہر قیمت پر سمیعہ ہی کو اپنی بہو بنانا چاہتے تھے۔ نبیل سے جب زاہد صاحب نے بات کی تو اس نے کوئی اعتراض نہیں کیا۔ عطیہ پھوپھو بچپن سے ہی اسے بہت چاہتی تھیں البتہ سمیعہ کو اس نے کافی عرصہ پہلے دیکھا تھا کیونکہ جب سے اس نے مدرسے میں داخلہ لیا تھا اس وقت سے اس نے شرعی پردہ کرلیا تھا۔ لیکن نبیل کو اس بات پر کوئی اعتراض نہ تھا۔

*

زاہد صاحب اگلے ہی دن اپنی بہن کے گھر گئے اور رشتے کی بات کی۔ بہن کو بھلا کیا اعتراض ہونا تھا۔ بات پکی ہوگئی اور دو ماہ کے بعد شادی کی تاریخ بھی طے کردی گئی۔

دن پر لگا کر اڑ گئے۔ شادی میں صرف ایک ہفتہ باقی رہ گیا کہ اچانک زاہد صاحب کو دل کا دورہ پڑا اور وہ اپنے خالق حقیقی سے جاملے۔ شادی کا گھر ماتم کا گھر بن گیا۔ نفیسہ بیگم عدت میں تھیں اور نبیل کی شادی کی بات ان کی عدت تک ملتوی ہوگئی۔

*

وقت اپنی رفتار سے گزرتا رہا اور نفیسہ بیگم کی عدت ختم ہوگئی۔ آخر ان کی عدت کو ختم ہوئے بھی ہفتہ گزر گیا تو عطیہ بیگم نے سوچا کہ خود ہی جا کر بھابھی سے بات کرلیں کہ وہ اپنی امانت لے جائیں۔ جب وہ بھائی کے گھر گئیں تو انہیں سب کچھ بدلا ہوا نظر آیا۔ نفیسہ بیگم کی بہن آسیہ اور بھانجی ماریہ لندن سے آئی ہوئی تھیں اور نفیسہ بیگم ان کے آگے بچھی جارہی تھیں۔ آخر ڈرتے ڈرتے عطیہ بیگم نے شادی کی بات کی تو نفیسہ بیگم کہنے لگیں "دیکھو عطیہ! میں اور نبیل تو پہلے ہی اس رشتے کے خلاف تھے تمہارے بھائی نے ہماری مرضی کے خلاف یہ رشتے طے کیا تھا۔ اب جبکہ وہ اس دنیا میں نہیں ہیں تو تم ہماری طرف سے انکار سمجھو اور جلد ہی کوئی اچھا لڑکا دیکھ کر اپنی بیٹی کی شادی کردو۔" نفیسہ بیگم نے انداز بے نیازی سے کہا۔ تو دوسری طرف عطیہ بیگم کی آنکھوں میں آنسو آگئے اور وہ فوراً اٹھ کر چلی گئیں۔

*

کچھ عرصے کے بعد نفیسہ بیگم نے نبیل کی شادی نہایت دھوم دھام سے اپنی بھانجی ماریہ سے کردی۔ نبیل نے دبے لفظوں میں ماں سے باپ کی خواہش کا اظہار کیا تو انہوں نے اسے ڈانٹ کر چپ کروادیا۔ وقت اپنے مخصوص رفتار پر چلتا رہا۔

"ماریہ بیٹی! مجھے صبح سے کچھ بخار محسوس ہورہا ہے تم دوپہر میں میرے لئے چاول بنالینا۔"

نفیسہ بیگم نے بہو کے کمرے میں داخل ہوتے ہوئے کہا۔

"آنٹی مجھے تو ایک دوست کی شادی میں بہت ضروری جانا ہے اور میں پہلے ہی لیٹ ہوچکی ہوں۔ آپ فریج میں سے دودھ اور ڈبل روٹی نکال کر کھا لیجئے گا۔" ماریہ نے پرس کندھے پر ڈالتے ہوئے کہا۔

*

"بیٹا! ذرا ٹی وی کی آواز آہستہ کردو میں نے نماز پڑھنی ہے۔" نفیسہ بیگم نے اپنے پوتے اور پوتی سے کہا جو ٹی وی دیکھنے میں مصروف تھے۔ "ہم اپنے کمرے میں ٹی وی دیکھ رہے ہیں آپ اپنے کمرے میں نماز پڑھیں۔ ہم نے آپ کو منع کیا ہے۔"

ام سدرہ نعیم خان

نفیسہ بیگم کے بڑے پوتے راحیل نے کہا۔

"بہو تم ہی انہیں سمجھاؤ کہ ٹی وی ذرا ہلکی آواز میں لگائیں۔"

"آپ بھی کمال کرتی ہیں۔ سارا دن تو بچے پڑھائی میں مصروف ہوتے ہیں۔ اس وقت کچھ دیر کے لئے وہ ٹی وی دیکھ لیتے ہیں تو کون سی قیامت آگئی آپ کو اگر ٹی وی کی آواز تنگ ہی کرتی ہے تو آپ چھت پر سکون کے ساتھ عبادت کرلیا کریں"، ماریہ نے تیوری چڑھاتے ہوئے کہا تو وہ بالکل خاموش ہوگئیں۔

*

"ماریہ بیٹی! کہیں جارہی ہو" "جی آنٹی آج ایک پارٹی میں جانا ہے، کافی زیادہ لوگ جمع ہورہے ہیں۔ نبیل آئیں تو آپ انہیں بتا دیجئے گا، بچوں کو وہ سنبھال لیں گے اور کھانا بھی بازار سے لے آئیں گے۔" ماریہ نے جلدی جلدی کہا۔

"لیکن بیٹا تم ....." "آنٹی آکر بات ہوگی، او کے اللہ حافظ"۔

ماریہ نے جلدی سے باہر نکلتے ہوئے کہا۔

*

صبح کے دس بج رہے تھے اور فون کی گھنٹی مسلسل بج رہی تھی۔ ماریہ اور بچے سو رہے تھے اس لئے مجبوراً نفیسہ بیگم کو فون اٹھانا پڑا۔ دوسری طرف ان کی بہت اچھی دوست نگہت بات کررہی تھی۔ نگہت بیگم ان کے پڑوس میں رہتی تھیں۔ دونوں میں بہت محبت تھی، تقریباً دس سال پہلے ان لوگوں کا تبادلہ کراچی ہوگیا تب سے وہ کراچی میں تھیں۔ آج انہوں نے بتایا کہ وہ لاہور آئی ہوئی ہیں اور ان سے ملنا چاہتی ہیں۔ نفیسہ بیگم نے کل ہی ملنے کا وعدہ کیا اور گھر کا پتہ وغیرہ لے لیا۔

*

اگلے دن وہ اپنی سہیلی کے دروازے پر تھیں۔ گھنٹی بجانے پر جس نے دروازہ کھولا اسے دیکھ کر نفیسہ بیگم چونک گئیں۔ "السلام علیکم ممانی جان" سمیعہ نے ادب سے سلام کیا۔ فیروزی کاٹن کے دوپٹے میں اس کا چہرہ بہت پُرنور لگ رہا تھا۔ وہ انہیں ڈرائنگ روم لے کر آئی جہاں ان کی سہیلی ان کا انتظار کررہی تھیں۔ پرانی سہیلیاں ایک دوسرے کو مل کر بہت خوش ہوئیں۔ تھوڑی دیر بعد سمیعہ چائے کے ساتھ بہت سارے لوازمات لے کر آئی، سب چیزیں گھر کی بنی ہوئی تھیں۔ "نفیسہ یہ میری بہو سمیعہ ہے۔" نگہت بیگم نے تعارف کرواتے ہوئے کہا "ماشاءاللہ بہت اچھی سمجھدار اور سگھڑ لڑکی ہے۔"

"اچھا اسد کی بیوی جو نبیل کا ہم عمر ہے، کیا کررہا ہے آج کل وہ؟" نفیسہ بیگم نے پوچھا۔

"ماشاءاللہ انجینئر ہے اور اب اس کا تبادلہ لاہور ہوگیا ہے۔"

اتنی دیر میں دو خوبصورت سے بچے کمرے میں داخل ہوئے اور نہایت ادب سے سلام کیا۔ نفیسہ بیگم نے دونوں کے سر پر شفقت سے ہاتھ پھیرا۔ نگہت نے بتایا کہ یہ میرا پوتا حمزہ اور پوتی حرا ہے۔ حرا نے شلوار قمیض کے اوپر اسکارف اوڑھا ہوا تھا۔ انہیں بے اختیار اپنی پوتی یاد آئی جو ہمیشہ جینز یا فراک میں ہی ملبوس رہتی تھی۔ نام تو انہوں نے بھی اپنے پوتے پوتی کے بڑے خوبصورت رکھے تھے۔ راحیل اور زینب جو ماں نے بگاڑ کر بنی اور ہنی کردئے تھے۔ نفیسہ بیگم کا دن ان کے گھر بہت اچھا گزرا۔ شام کو وہ جب گھر جانے کے لئے نکلیں تو سمیعہ محلے کی بچیوں کو صحن میں قرآن مجید پڑھا رہی تھی۔ پورے گھر میں قرآن کی دلفریب آواز گونج رہی تھی، انہیں اپنا گھر یاد آیا جہاں اس وقت گانوں کی آوازوں سے کانوں کے پردے پھٹے جارہے ہوتے ہیں۔ واپسی کا سفر نفیسہ بیگم کے لئے بہت مشکل تھا۔ وہ اس وقت کو یاد کرکے پچھتا رہی تھیں جب انہوں نے سمیعہ سے نبیل کے رشتے کے لئے انکار کیا تھا اور اپنے مرحوم میاں کی خواہش کا بھی کوئی خیال نہیں کیا تھا۔ اب ان کا بیٹا پیسے بنانے کی مشین بن چکا تھا۔ بہو کو اپنے سیر سپاٹوں سے فرصت نہیں تھی۔ اور بچے بھی دادی کو کوئی اہمیت نہیں دیتے تھے۔ یہ سب سوچ کر ان کی آنکھوں میں آنسو آگئے اور وہ سوچنے لگیں کہ یہ پچھتاوا ہی اب میرا مقدر ہے۔ لیکن اب پچھتائے کیا ہوت۔

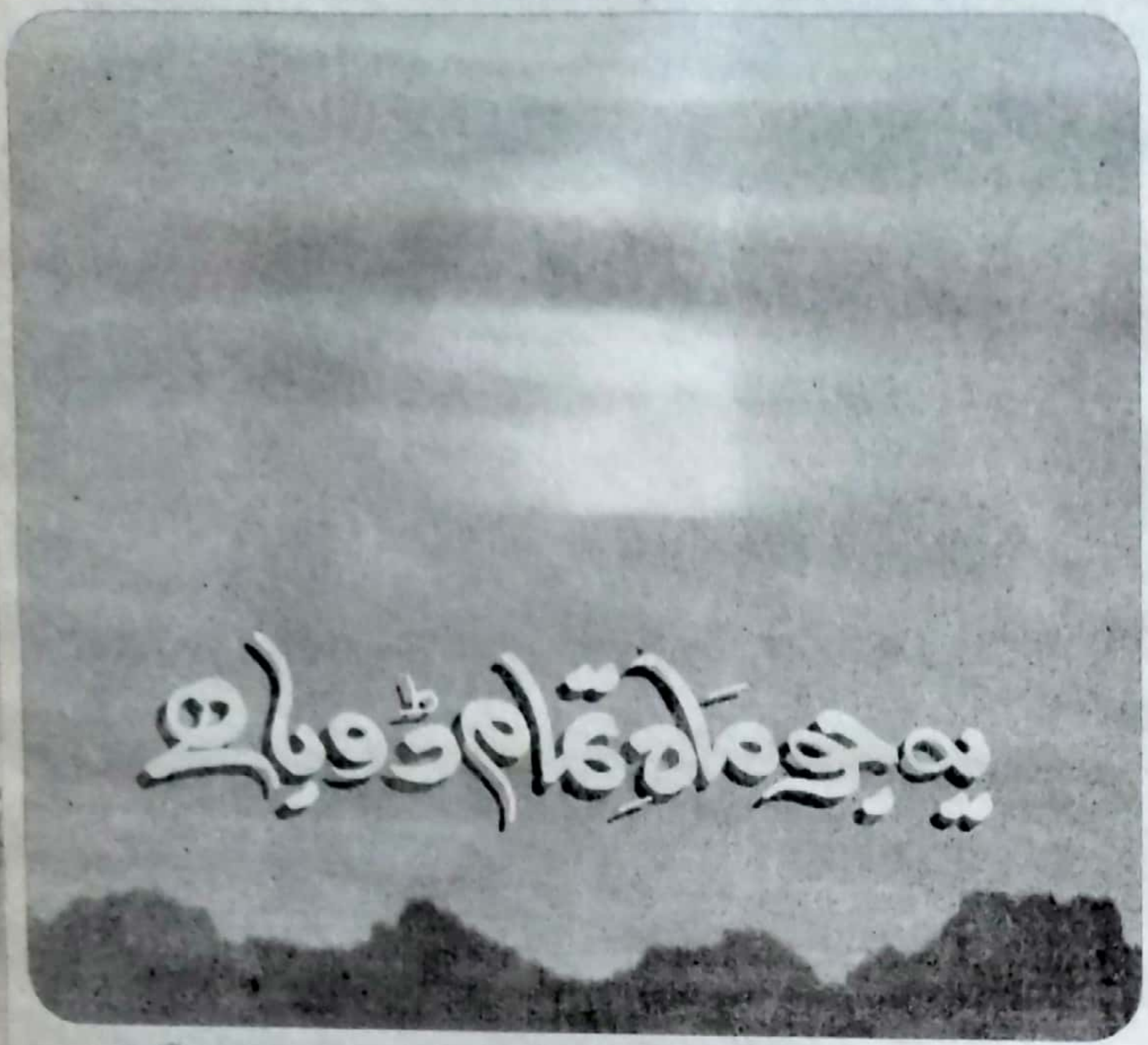

نادیہ یمنیٰ عثمانی

وہ جس کے نقشِ قدم سے چراغ جلتے تھے
چراغ جلے تو خود بن گیا دھواں وہ شخص

''زندگی اور موت صرف اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے کوئی سپر پاور مسلمانوں کو نقصان نہیں پہنچا سکتی۔ پورے عالم اسلام کے لئے یہ وقت انتہائی نازک ہے۔ اس پرخطر دور اہے پر ہمیں صرف اپنے ایمان کی حفاظت کرنا ہے۔ اپنے مذہب کا وقار بلند کرنا ہے۔ سب سے پہلے پاکستان کا نعرہ غلط ہے۔ سب سے پہلے اسلام ہے...... کیونکہ اسلام ہی وہ جذبہ محرکہ تھا جس کی وجہ سے مسلمانوں نے قیام پاکستان کا مطالبہ کیا، اس جوہر کے بغیر نظریۂ پاکستان، تحریکِ پاکستان اور خود پاکستان کا کوئی جواز نہیں تھا۔ پاکستان صرف اور صرف اسلام کے نام پر حاصل کیا گیا ہے اور نظریۂ پاکستان کا پورا ڈھانچہ اسی پر کھڑا ہے۔ آج طاغوتی قوتیں مسلمانوں کو کچلنے کے درپے ہیں۔ امریکا کسی بدمست ہاتھی کی طرح مسلمانوں کو پچھاڑ کھانے پر تیار بیٹھا ہے۔ یہودی و قادیانی فتنے امتِ مسلمہ کے خلاف سازشوں میں مصروفِ عمل ہیں، مگر ہمیں کسی سپر پاور سے نہیں ڈرنا، ناجائز کاموں میں کسی حکومت کا ساتھ نہیں دینا۔ سب سے بڑا اللہ تعالیٰ ہے اور اللہ تعالیٰ کو اپنی برابری پسند نہیں۔ ہم باطل کے آگے نہیں جھکیں گے، حق و باطل کی جنگ جاری رہے گی۔'' وہ اس وقت عزم و استقلال کی بلند و بالا چٹان بنے ہوئے تھے۔ سچائی پر مبنی ان لفظوں کو سن کر کتنے ہی لوگ ایک جھٹکے سے جیسے ہوش میں آگئے۔ مفتی عبداللہ ہاشمی کے اس پرجوش اور کھرے بیان پر پورے پریس میں کھلبلی مچ گئی۔ صحافی ادھر سے ادھر چکراتے پھر رہے تھے۔ سچائی تحریر کرتے ہوئے سب کے قلم کپکپا گئے۔ ان کا بیان حکومت کے منہ پر ایک زبردست طمانچہ تھا۔

آج معاذ اپنے استاد مفتی عبداللہ سے ملنے کو بے تاب تھا کیونکہ زندگی میں پہلی بار اسے عمرہ کرنے کی سعادت نصیب ہو رہی تھی اور آج رات ساڑھے گیارہ بجے کی فلائٹ سے اسے مکہ مکرمہ روانہ ہونا تھا۔ اپنے محترم استاد کی دعاؤں تلے رخصت ہونے کی خواہش میں وہ وقت سے پہلے مدرسے پہنچنے کی کوشش میں تھا۔ آج اسے بہت سی باتیں ان سے کرنی تھیں، لیکن نامعلوم رکاوٹیں اس کے راستے میں حائل کھڑی تھیں، ڈرائیونگ کرتے ہوئے اسے بے پناہ گھبراہٹ سی ہو رہی تھی، دو دفعہ اس کی گاڑی ٹرالر سے ٹکراتے ہوئے بال بال بچی۔ ''کیا کر رہے ہو معاذ؟ دھیان سے گاڑی چلاؤ'' اس کے ساتھ فرنٹ سیٹ پر بیٹھے دوست علی نے چیخ کر کہا ''نجانے کیوں میرا دل بیٹھا جا رہا ہے۔ اس سے پہلے تو ایسا کبھی نہیں ہوا'' معاذ نے یہ کہتے ہوئے گہری سانس لی، مدرسے کا فاصلہ اب چند منٹ کا ہی تھا۔

طارق مرزا نے پانچ سال قبل مفتی عبداللہ ہاشمی صاحب کے ہاتھ پر بیعت کی اور اسلام میں داخل ہوا تھا۔ پہلے اس کا تعلق قادیانی مذہب سے تھا۔ لندن میں مفتی صاحب سے ایک ملاقات کے بعد ہی اس کے قدم بے اختیار اسلام کی جانب کھنچتے چلے گئے کیونکہ زندگی کے بائیس سال اس نے گمراہی میں گزارے تھے۔ ان کی روحانیت اور اخلاق و کردار نے اس کی زندگی میں انقلاب برپا کر دیا۔ اس نے نبوت کے جھوٹے دعوے داروں پر لعنت بھیج کر اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کا زبان و دل سے اقرار کر لیا۔ ماضی کا قادیانی طارق مرزا حال کا سچا باعمل مسلمان معاذ تھا۔ مفتی صاحب اس کے ہر دل عزیز اور محترم استاد تھے، انہوں نے معاذ کو اسلامی تعلیمات سے روشناس کروا کر اس کے دل و دماغ پر چھائے غبار کو دھو ڈالا تھا، انہی کی کوششوں سے وہ آج دارالعلوم میں درجہ رابعہ کا طالب علم تھا۔

مدرسے کے باہر لوگوں کا ہجوم دیکھ کر وہ دونوں مجمع کو چیرتے ہوئے اندر گھس گئے ہر طرف ایک بھگدڑ سی مچی تھی۔ ''مفتی عبداللہ ہاشمی کو آج صبح ساڑھے آٹھ بجے دہشت گردوں نے شہید کر دیا۔'' کوئی طالب علم روتا ہوا اسے بتانے لگا۔ ''کیوں؟...... کیسے؟'' بمشکل دو لفظ اس کے لبوں سے ادا ہوئے باقی الفاظ آنسوؤں میں گم ہو گئے دل کو جیسے کسی نے مٹھی میں لے کر مسل دیا ہو۔ حکومت کے ایک اشارے پر بے رحم سفاک لوگوں نے اس فرشتہ صفت معصوم ہستی کو گولیوں سے چھلنی کر کے لاکھوں طالب علموں کے سروں سے سائبان کھینچ لیا۔ ان کے عقیدت مندوں کا ایک سیل رواں تھا جو امڈا ہی چلا آ رہا تھا، مشتعل لوگوں اور طالب علموں کو بڑی مشکلوں سے مدرسے کی انتظامیہ نے کنٹرول کر رکھا تھا۔ کیسی حکومت؟ کیسا قانون؟ جہاں کسی کی جان محفوظ نہیں، نہ جانے کس بدقسمت نے ان کے خون سے اپنے ہاتھ رنگے تھے۔

مفتی عبداللہ ہاشمی کا جسدِ خاکی آخری آرام گاہ کی طرف لے جاتے ہوئے معاذ تڑپ تڑپ کر رونے لگا اس کے عظیم محسن اور استاد جو اس کے لئے باپ جیسے تھے جنہوں نے اس کی اندھیری زندگی کو روشن کیا، وہ آج اسے اکیلا چھوڑ کر جا رہے تھے جہاں سے واپسی نہیں ہوتی، جہاں صرف ایک ہی دفعہ جایا جاتا ہے۔ کبھی نہ آنے کے لئے۔ قبرستان سے واپسی پر سب افسردہ تھے، صدمے سے نڈھال، انہیں مرحوم کہتے ہوئے دل بوجھل ہو رہا تھا۔ ''کیسے بھلائیں گے انہیں ہم؟ میں کیسے یقین کر لوں کہ وہ اب ہم میں نہیں رہے، آج تو مجھے ان سے ملنا تھا۔ مجھے اُن کی دعاؤں کی ضرورت تھی۔ میری زندگی کے پانچ سال ان کی دعاؤں سے روشن ہوئے مگر اب......!!'' معاذ، علی کے کندھے پر سر ٹکا کر سسکنے لگا۔

''حوصلہ کرو معاذ...... حوصلہ، اس دکھ کا مداوا لفظوں سے نہیں ہو سکتا، بس صبر کی دعا کرو۔ ایسے علمی کمالات والے، اسلام کے مخلص شیدائی، پاکیزہ و بلند کردار والے لوگ صدیوں بعد پیدا ہوتے ہیں۔ انہوں نے جو چراغ روشن کئے وہ ایک جہاں میں اجالا کر رہے ہیں، ایسے چراغ جو ایثار کی علامت ہیں جو خود جل کر دوسروں کو روشنی فراہم کرتے ہیں۔ زندگی جو روشنی کا سفر ہے اور روشنی کا سفر کبھی نہیں رکتا۔ دعا کرو ہم ان کے روشن کئے گئے چراغوں کی لو مدھم نہ ہونے دیں۔'' علی رندھے لہجے میں بولتا چلا گیا۔ پوری فضا خزاں کی اداس چادر اوڑھے کھڑی تھی۔

معاذ تھکے تھکے قدموں سے دل پر بھاری بوجھ لئے گھر کی جانب چل پڑا۔ یہ وہ کسک ہے جسے وقت دھیرے دھیرے دور کرے گا۔ یہ وہ خلاء ہے جسے اب کوئی نہ بھر سکے گا۔ یہ وہ غم ہے جو عمر بھر رلائے گا۔

آپ کی صحت

جگر کی خرابی:

٭ آپ کی صحت میں آپ لوگوں کے مسائل کا حل لکھتی ہیں۔ آپ نے خارش کے لیے کریلے کا تازہ جوس لیموں کے ساتھ نہار منہ بتایا تھا میں نے پرانی خارش کے مریضوں کو بتایا الحمدللہ انہیں صحت نصیب ہوئی، وہ لوگ علاج کروا کروا کر تھک گئے تھے۔ نزلے کا علاج گرم پانی میں شہد اور ادرک کا رس والا علاج بتایا، اس سے بھی لوگ صحت یاب ہوئے۔ محترمہ میں آپ کا احسان کبھی نہیں بھولوں گی۔ میری بہن کا جگر خراب ہوگیا ہے۔ اس کے ٹیسٹ وغیرہ کروائے ہیں۔ اگر آپ جگر کو صحت مند رکھنے کا کوئی دیسی نسخہ بتادیں تو مہربانی ہوگی میں آپ کا احسان نہیں بھولوں گی۔ (طلعت، لاہور)

☆ آپ نے اپنی بہن کے جگر کی خرابی کی زیادہ تفصیلات ارسال تو نہیں کی ہیں ویسے آپ نے جگر کو صحت مند رکھنے کا جو دیسی نسخہ پوچھا ہے وہ میں آپ کو بتا دیتی ہوں کہ املی (گٹھلی نکلی ہوئی) 2 تولہ لے کر رات کو پانی میں بھگو دیں اور صبح مغز خیار بن اور تخم کاسنی 5-5 تولہ لے کر پانی میں پیس لیں، پھر اس میں املی کا نکالا ہوا پانی ملا کر پئیں، اس سے جگر کی گرمی دور ہوتی ہے اور بیشتر بیماریوں کا علاج بھی ہوتا ہے۔

مثانہ کمزور ہے:

٭ میری عمر تقریباً 13 سال ہے۔ میرا مسئلہ یہ ہے کہ جب میں رات کو سوتی ہوں تو میرا پیشاب نکل جاتا ہے۔ میں ڈاکٹر کے مشورہ سے کالے تل اور شکر ملا کر رات کو سوتے وقت کھاتی ہوں ابھی تک کوئی افاقہ نہیں ہوا۔ مہربانی فرما کر کوئی نسخہ تجویز فرمادیں، مہربانی ہوگی۔ (س۔ ف بنت احمد شیر، ساہیوال سرگودھا)

☆ آپ کا خط پڑھا اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ آپ کا مثانہ کافی کمزور ہوگیا ہے۔ اس لئے آپ ایک کام یہ کیا کریں کہ دن میں بھی اگر پیشاب کی حاجت محسوس ہوتی ہو تو اس کو زیادہ دیر تک نہ روکیں، اس سے مثانے پر بوجھ پڑتا ہے اور اس کے عضلات کمزور ہوجاتے ہیں، اسی کمزوری کی وجہ سے پیشاب از خود خارج ہونے لگتا ہے۔ آپ دوا Cauticum 200 2 مرتبہ صبح شام 4-4 قطرے ایک چمچ پانی میں ملا کر پئیں۔ ٹھنڈی چیزوں سے پرہیز کریں۔ چھوہارے بھی اس مقصد کے لئے مفید ہوتے ہیں، چھوہاروں کا حلوہ بنا کر کھایا کریں۔

چھاتی میں درد:

٭ تین ماہ سے میری دونوں چھاتی میں درد ہے اور سوزش بھی ہے، سوزش اتنی بڑھ جاتی ہے کہ بازو اوپر نہیں اٹھائے جاتے۔ لیڈی ڈاکٹر کو دکھایا ہے انہوں نے کوئی دوائی تجویز نہیں کی بس یہی کہا ہے کہ آپ کی ماہواری بند ہونے کے قریب ہے، اس لئے یہ تکلیف ہے میری عمر اس وقت پچاس سال ہے۔ آپ مجھے کوئی وظیفہ بتائیں یا پھر دیسی دوائی، میں

ڈاکٹر ام محمد

پانچ وقت کی نماز ادا کرتی ہوں، اس لئے آپ میری مشکل آسان کریں۔ بڑی مہربانی ہوگی۔ (شازیہ غفور)

☆ محترمہ شازیہ غفور صاحبہ! آپ نے اپنے سینے کی سوزش کے بارے میں جو لکھا ہے۔ وہ تفصیلات کے مطابق یہ سوزش رحم کی خرابی کی وجہ سے اس طرف کے عضلات کے اعصاب کو غیر معمولی طور پر متحرک کر رہے ہیں۔ اس کے لئے آپ کو کافی زیادہ ذہنی آرام کی ضرورت ہے۔ دوا میں Opium ∅، Bella dora ∅ اور Hyocymus ∅ 15-15 قطرے۔ 2 اونس گلیسرین میں حل کر کے اس کی مالش کریں ساتھ ہی دوا Alteris farinosa 30 میں دن میں 4 مرتبہ 4-4 قطرے ایک چمچ پانی میں ملا کر پئیں۔ باقی ہر طرح کی مشکلیں آسان یا ختم کرنے والی ذات صرف اللہ تعالیٰ کی ہے آپ دو رکعت صلوٰۃ الحاجت پڑھ کر اپنے لئے اور سب بیماروں کے لئے بھی دعا کیا کریں۔

خونی پیچش:

٭ محترمہ ڈاکٹر صاحبہ! چار سال پہلے ملیریا کا بخار ہوا تھا۔ جو ڈیڑھ ماہ رہا اس کے بعد معدہ بہت کمزور ہے۔ اگر مغرب کے بعد کوئی چیز کھالوں تو ہضم نہیں ہوتی کھٹی ڈکاریں آتی ہیں۔ پیٹ میں درد ہوتا ہے اور خونی پیچش شروع ہوجاتی ہے۔ اگر کوئی گرم چیز کھالوں تو پیٹ میں درد ہوجاتا ہے۔ اگر کوئی پریشانی ہو تو بھی یہی کیفیت ہوتی ہے۔ (دیگر مسائل بھی ہیں) بنت مولانا محمد انور۔ کوٹ عبدالمالک لاہور)

☆ آپ کے خط میں مختلف مسائل کا تذکرہ ہے، جس کے عموماً جواب آتے رہتے ہیں۔ ایک جو خونی پیچش کے بارے میں لکھا ہے، اس کے لئے آپ دوا Merc. cor 30 کی 4 خوراکیں لیں تقریباً 4-4 قطرے ایک چمچ پانی میں ملا کر پئیں، کھانے میں بغیر چھنے ہوئے آٹے کی روٹی کھایا کریں۔ پودینہ کی پتیوں کو دو کپ پانی میں اتنا ابالیں کہ پانی ایک کپ رہ جائے، پھر اس میں 2 چمچ عرق گلاب اور ایک چمچ شہد ملا کر نہار منہ پی لیا کریں، ہاضمہ درست رہے گا۔

خشکی اور خارش:

٭ باجی میری عمر 14 سال ہے۔ میرا مسئلہ یہ ہے کہ میرے پورے جسم پر خشکی ہے جو پیدائشی اور موروثی ہے۔ یہ خشکی سردیوں میں زیادہ تر ختم ہوجاتی ہے۔ مگر گرمیوں میں خشکی زیادہ بڑھ جاتی ہے اور خارش بھی بہت زیادہ ہوتی ہے۔ باجی اگر ہم ڈیٹول صابن کے علاوہ کوئی اور صابن استعمال کریں تو خشکی بہت زیادہ بڑھ جاتی اور جسم اکڑ جاتا ہے اور اگر صرف سادہ پانی سے نہائیں تو بھی جسم اکڑ جاتا ہے۔ ہم بہت پریشان ہیں، آپ کوئی آزمودہ اور اچھی سی دوا بتائیں۔

☆ بنت بشیر صاحبہ! جیسا کہ آپ نے لکھا کہ یہ موروثی بیماری ہے تو ظاہر ہے کہ اس کے علاج میں تھوڑا وقت تو لگے گا مگر ان شاء اللہ یہ مکمل طور پر ختم ہوسکتا ہے۔ بس علاج میں مستقل مزاجی چاہئے۔ آپ دوا Psorinum IM اس کی ایک خوراک 5 قطرے ایک چمچ پانی میں ملا کر پئیں۔ اس کے ساتھ Sulphur 30 کی روزانہ 4 خوراکیں لیں 4-4 قطرے ایک چمچ پانی میں۔ صابن آپ Dove استعمال کریں۔ زیتون کے تیل کی مالش کیا کریں۔ مرچ مصالحے گوشت فی الحال بالکل بند کردیں۔ دہی کا استعمال کم کریں۔

ایام کی دائمی خرابی:

٭ میری عمر 23 سال ہے۔ غیر شادی شدہ ہوں، بلوغت کے عمر سے اب تک مجھے کبھی بھی ٹھیک ماہواری نہیں ہوئی۔ تقریباً چار پانچ برس سے علاج کروارہی ہوں۔ پہلے تو ڈاکٹرز کا کہنا یہ تھا کہ آپ میں خون کی کمی ہے، لیکن پھر C.M.H ایبٹ آباد سے دو تین ٹیسٹ کروائے۔ رپورٹ یہ تھی خون میں Prolactin Level زیادہ ہے۔ اس کے لئے Dopergen اور Progyluton وغیرہ تقریباً دو سال کھائی ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ Primolut N Famila اور دیگر دوائیں اب تک کھارہی ہوں۔ کبھی تو دوائی سے ماہواری ہوجاتی ہے، لیکن صرف ایک آدھ دن اور بہت ہی کم ہوتی ہے اور کبھی پوری دوا کھانے کے بعد بھی کوئی افاقہ نہیں ہوتا۔ اب تک چار پانچ لیڈی ڈاکٹرز کو دکھا چکی ہوں اور میں دوا کھا کھا کر بھی تنگ آچکی ہوں میں اپنی ساری رپورٹس اور الٹراساؤنڈ کی رپورٹ آپ کو روانہ کررہی ہوں۔ (بنت بشیر۔ ایبٹ آباد)

ضروری وضاحت

٭ پچھلے تین ہفتے ذاتی مصروفیات کی وجہ سے میں خطوط کے جواب نہیں لکھ سکی۔ پہلے ارادہ تھا کہ اکتوبر کے مہینے سے ڈاک وصول کروں مگر ان تین ہفتوں میں مزید بہت سی ڈاک آچکی ہے۔ اس لئے بہنوں سے گزارش ہے کہ وہ اکتوبر کے مہینے میں بھی ڈاک نہ بھیجیں۔ ان شاء اللہ نومبر سے یہ سلسلہ شروع ہوجائے گا۔

٭ بہت سی بہنیں فون پر رابطہ کرتی ہیں مگر وقت بے وقت، آئندہ ہفتے میں دو دن اتوار اور جمعرات مغرب تا عشاء رابطہ کیا جاسکتا ہے۔ باقی دنوں میں رابطہ نہ کیجئے۔

٭ صحت کے سلسلے میں بھیجی گئی ڈاک پر "آپ کی صحت" کا عنوان ضرور لکھیے۔

شمارہ 76 میں محترمہ بنت مفتی عبدالرؤف صاحب کا ایک مضمون چھپا تھا

''میں ہوں ایک ساس''

قدرتی طور پر خیال ہوا کہ بہوؤں کو بھی اپنا نقطۂ نظر پیش کرنے کی دعوت دینی چاہئے، یہی سوچ کر ایک ڈیڑھ سطری اعلان اسی مضمون کے آخر میں غیر نمایاں انداز میں دیا گیا تھا۔ اس مختصر سے اعلان کے بعد ساسوں کے خلاف بہویں خم ٹھونک کر میدانِ تحریر میں آئی ہیں۔ اب تک ہمیں بیس سے زائد مضامین موصول ہو چکے ہیں جو سب کے سب بہوؤں کے ہیں۔ گو کہ اتنی ساری بہوؤں کے مضامین سے ہم پر ان کی مظلومیت آشکارا ہوئی ہے، لیکن یقین جانئے کہ ہمیں دلی ہمدردی ساسوں سے ہوگئی ہے، نہ جانے کیوں؟ شاید اس لئے کہ جن صاحبہ نے پہلا مضمون لکھا وہ بھی جینوئین ساس نہیں تھی، بلکہ بہو تھیں، بہو بھی بے ساس کی۔ خیر انہوں نے بہوؤں کے جذبات کی ترجمانی کر کے اس کی تلافی کر دی ہے۔ چونکہ اب تک صرف بہوؤں کے مضامین آئے ہیں، کسی ساس نے اپنے دفاع میں کچھ کہنے کی ضرورت نہیں سمجھی اس لئے یہ سلسلۂ مضامین اسی مضمون پر ختم کیا جاتا ہے تاکہ ''خواتین کا اسلام'' ساس بہو کی لڑائی کا میدانِ جنگ نہ بن جائے۔ دیگر خواتین کے مضامین کا خلاصہ بمع نام آئندہ شمارے میں پیش کر دیا جائے گا۔

اُمِ عمر

جوابِ شکوہ

میں ایک بہو ہوں بلکہ یوں کہیں تو بے جا نہ ہوگا کہ بہوؤں کی نمائندہ ہوں اور بہوؤں پر لگنے والے الزامات بڑی ہمت سے برداشت کر کے کچھ عرض کر رہی ہوں۔ وہ تمام الزامات جو مجھ پر یا میری برادری (بہو برادری) پر لگائے گئے ہیں، سب ہی سر آنکھوں پر۔ سب ہی تو سو فیصد درست ہیں مثلاً یہ کہ بہویں دیر تک صبح سوتی رہتی ہیں اور جو بچوں والیاں ہیں وہ بچوں کو صبح بستر سے کھینچ کر جیسا تیسا ان کا ٹفن بنا کر بھوکا ہی اسکول روانہ کر دیتی ہیں۔ بچے تو نیند میں جھومتے جھامتے اسکول چلے گئے اور ماں خود دوبارہ سو گئیں پھر اس وقت اٹھیں جب نوکرانی کے آنے کا ٹائم ہوا۔ میاں بھی خود ہی معلوم نہیں چائے بھی پی کر گئے یا نہیں؟ نوکرانی کام کرتی رہی اور خود چائے پی رہی ہیں، زیادہ ناشتہ اس لئے نہیں کیا کہ ڈائٹنگ پر ہیں تو یقیناً ایسے میں ساس کا دل جل ہی تو جائے گا۔ کہاں فجر کی نماز ادا کر کے ناشتہ کرنے کی عادی خاتون اور کہاں گیارہ بجے دوپہر تک بھوکا رہنا۔

پھر آپ نے شکوہ کیا (اپنے مضمون میں) کہ ''مجھے رشک آتا ہے ان ساسوں پر جن کی پانچ پانچ بہویں ہیں مگر وہ آج بھی اس قدیم رسم و رواج کے مطابق ان پر ایسا کنٹرول اور گرفت رکھتی ہیں کہ وہ ان کی مرضی کے بغیر چوں بھی نہیں کر سکتیں۔''

بس بس بہت ہو گیا۔ اب مجھے بھی کچھ کہنے کی جسارت کرنے دیں ورنہ میرا صبر کا پیمانہ لبریز ہو جائے گا اور آپ کو تو پتہ ہے نا کہ جب میں بولوں گی تو میری آواز پورا محلہ سنے گا۔ پھر کیا میاں کیا بچے اور کیا میرے باپ بھائی کسی کا لحاظ کئے بغیر آسمان سر پر اٹھا لوں گی اور بڑے بزرگ انگلیاں دانتوں میں دابے کہیں گے کیا زمانہ آ گیا ہے ہمارے زمانے میں تو لڑکیاں بالیاں..........

آپ کو زحمت تو ہوگی لیکن تصور کیجئے ان دنوں کا۔ جب اپنے کماؤ پوت ہونہار بیٹے کے لئے لڑکی ڈھونڈ رہی تھیں اور ملنے والیوں سے کہہ رکھا تھا کہ بس چاند جیسی بہو چاہئے جو ہنسے تو پھول کھلیں، روئے تو موتی جھڑیں، بال ایسے لمبے ہوں، آنکھیں ایسی ہوں، رنگ ایسا ہو، قد کاٹھ یوں ہوں گھرانہ مالدار ہو، انگریزی خوب پٹر پٹر بول سکتی ہو اور پھر آپ کو تین ایسی لڑکیاں دکھائی گئیں جو شرعی پردہ کرتی تھیں۔ آپ نے کہا نہیں بھئی یہ ہمارے گھر نہیں چل سکتیں۔ پھر آپ کو معمولی شکل و صورت کی لڑکی دکھائی گئی اور اس کے سگھڑاپے کی تعریف کی گئی۔ آپ نے نخوت سے کہا تھا کہ بھئی آج کل بازار میں کڑھائی بُنائی سب مل جاتی ہیں۔ ہمیں تو اعلیٰ تعلیم یافتہ لڑکی چاہئے۔ آخر میرا بیٹا فلاں فلاں ڈگریوں والا ہے۔ لڑکی ایسی دکھاؤ کہ برادری میں ناک اونچی ہو جائے۔ کسی دوسرے کی بہو اتنی خوبصورت نہ ہو۔ جہیز خوب لائے۔ سلامی خوب ملے۔ بارات کا کھانا ایسا ہو کہ لوگ مدتوں یاد رکھیں۔ ساس نندوں کو بھی چھوٹے موٹے تحائف کی بجائے سونے کے ٹاپس ہی ہوں کم از کم۔ لوگ دیکھیں تو جل جائیں۔ جب اس کے میکے والے آئیں تو چمکتی دمکتی گاڑیوں میں آئیں، محلے والوں پر خوب رعب پڑے۔

چلئے آپ کی تمام حسرتیں پوری ہو گئیں۔ جہیز، سلامی، بارات کا کھانا، اونچا گھرانا، چمکتی گاڑیاں، خوبصورت بہو، اعلیٰ تعلیم اردو کم اور انگریزی بول چال زیادہ۔ خاندان کے لوگ بھی دیکھتے ہی رہ گئے۔ سب کچھ تو آپ کی مرضی سے ہی ہوا ناں۔ پھر یہ کہاں سے صبح کا ناشتہ، زبان درازی کا شکوہ، دیر تک صبح کا سونا، ساس کی خدمت نہ کرنا، ذرا خلاف مزاج بات ہوئی آسمان سر پر اٹھانا۔ یہ سب آپ کہاں سے لے

شیخ المشایخ مفتیٔ اعظم حضرت اقدس
مُفتی رشید احمد صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ
کے اصلاحی بیانات
CD-3
صفیں درست کریں
ہر پریشانی کا علاج
صحبت کا اثر
باہمت خواتین
عورت کے بندے۔۱
عورت کے بندے۔۲
شرعی پردہ۔۲ (مولانا سلطان صاحب)
جشنِ آزادی
شرعی لباس
مالداروں سے محبت
نسخۂ اصلاح
ہمت بڑھانے کے نسخے
وہم کا علاج
ہسپتالوں کا عذاب
پاکستان بھر میں ضربِ مومن کے تمام دفاتر میں دستیاب ہے
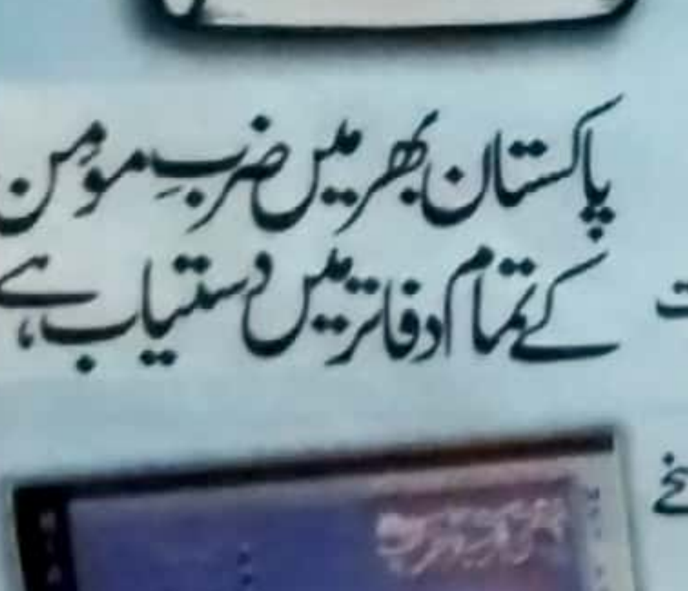
ڈسٹری بیوٹرز اپنے آرڈر پہلے سے بک کروائیں
تیار کردہ M.I.S ریکارڈنگ سینٹر
523 سی بلاک آدم جی نگر نزد مدینہ مسجد کراچی فون: 4931044 / 4944448(021) موبائل: 0300 2183922
M.I.S ریکارڈنگ سینٹر کی نئی کیسٹ کہانی
بہت جلد
دادا جان کی جاسوسی مع نادر حج تباھی-2

آئیں۔ کیا آپ نے کسی سلیقہ مند بہو کو تلاش کیا تھا؟ کیا آپ نے سادہ مزاج سیدھی سادھی لڑکیوں کو ٹھکرایا نہ تھا؟ کیا آپ نے یہ شرائط رکھی تھیں کہ بہو مجھے فجر کے بعد ناشتہ لا کر دے گی؟ یا پھر چلیے شرائط رکھنا نہ سہی۔ آپ نے اپنی بہو میں کیا گن دیکھے تھے۔ جو دیکھے وہ تو سامنے ہیں بہو کے گھر والوں نے تو کوئی دھوکہ نہ دیا۔ دھوکہ تو آپ نے کیا۔ ذات برادری محلے والوں کے سامنے اور اونچی ناک کے لئے لڑکی لائیں اور پھر اس سے امید رکھتی ہیں کہ وہ آپ کے زمانے کی بہو جیسا رویہ اختیار کرے وہ عاجزی، وہ سعادت مندی، ملن ساری، خدمت گزاری......

معاف کیجئے گا! آپ کی ساس یا پھر یوں کہیے اس وقت کی ساسیں کیا بہو کی تلاش کے وقت لڑکی کا سگھڑ پن عاجزی انکساری نہیں دیکھا کرتی تھیں اور خاندان کی لڑکی کو تو اس زمانے میں اسی لئے ترجیح دی جاتی تھی کہ اس کی خوبیاں سب کے سامنے ہوتی تھیں کہ فلاں فلاں لڑکی پکوان ایسے اچھے بناتی ہے، سلائی اتنی عمدہ کرتی ہے، کڑھائی میں اس کا کوئی ثانی نہیں، گھر کو خوب سلیقے سے صاف ستھرا رکھتی ہے۔ نہایت شائستگی کے ساتھ بڑوں چھوٹوں سے بات چیت کرتی ہے۔ ماں کی ایسی خدمت گزار ہے......وغیرہ وغیرہ۔

اور پھر شکل وصورت کو تو اس زمانے میں ثانوی حیثیت دی جاتی تھی۔ تعلیم یافتہ لڑکے تو اس زمانے میں بھی ہوتے تھے، لیکن لڑکیاں گھریلو کام کاج میں ماہر ہوں یہ ہی ان کی خوبی ہوتی تھی۔ جب سے بیٹوں کی ماؤں نے یہ شرائط لگائی ہیں کہ لڑکی خوب تعلیم یافتہ ہو اور جہیز کی شرط تو ہر ایک پوری نہیں کر سکتا۔ لڑکیاں خود کمانے اور جہیز بنانے کے چکر میں پختہ عمر کو پہنچ جاتی ہیں۔ پھر وہ نئے گھر کے مطابق خود کو نہیں ڈھال سکتیں نہ ڈھالنا چاہتی ہیں۔ اپنے مرضی کے فیصلے دوسروں پر تھوپتی ہیں جو عموماً غلط ہی ہوتے ہیں۔ آپ کے زمانے میں شادی کے لئے لڑکیوں کی عمریں **13** یا **14** سال اور آجکل **30** سال سے **40** سال تک یعنی پہلے **13** سال تو اب مزید **17** سال گزار کر وہ **30** سال میں جہیز جمع کرے گی اور عمریں بھی پھر کم بتانی پڑتی ہیں اور اسی چکر میں تو بیوٹی پارلر کے چکر بھی لگتے ہیں۔ یہ تو آپ شکایت کرنا ہی بھول گئیں۔ اتنی پڑھائی کے بعد سخت محنت، صبح سے شام تک نوکری اور گھر واپس آ کر بغیر آرام کئے تھوڑا بہت گھر کا کام اور پھر کل کے لئے کپڑوں کو استری کرنا وغیرہ وغیرہ۔ اس تکلیف دہ عمل میں چہرے پر تروتازگی کہاں باقی رہے گی۔ سر کے بال تک روکھے پھیکے ہو کر اڑنے لگتے ہیں۔ مزاج میں چڑچڑاہٹ، غصہ اور پھر پیسہ کمانے سے خود اعتمادی۔

اپنے زمانے میں آپ تو جانتی تھیں ناں کہ میرا جینا مرنا سب اسی گھر میں ہے۔ اس گھر اور گھرانے کی خدمت کے بغیر چارہ نہیں، لیکن آپ کے ''مطلوبہ ماڈل کی بہو'' جانتی ہے کہ میاں نے ذرا آنکھیں دکھائیں تو میں بھی میاں کے برابر کما سکتی ہوں۔ گھر اگر خرید نہیں سکتی تو کرایہ پر تو لے ہی سکتی ہوں۔ ورنہ ہاسٹل بہت، اور یقیناً آپ بھی آج کل کی ''ہواؤں اور بدلتے موسموں'' کا اندازہ کر چکی ہیں۔ اسی لئے عافیت اسی میں سمجھتی ہیں کہ اپنی عزت اپنے ہاتھ۔ سب خاموش رہو اور سمجھوتہ کرو۔

میری مائیں تو پہلے اپنی نیت صاف کر لیں اور عہد کر لیں کہ ایسی بہولاؤں گی کہ میری آئندہ نسلیں تباہ نہ ہوں۔ دیندار ماں، دیندار بیوی کی برکتیں اور اثرات آئندہ نسلوں تک جائیں گے۔ شکل وصورت کو ثانوی حیثیت دیں۔ جو بوئیں گی وہی کاٹنا پڑے گا، دیندار لڑکی کا انتخاب کریں، یہ اعتراض سخت گناہ ہے کہ وہ تو شوہر کے دوستوں سے بھی پردہ کرے گی۔ کیوں کیا آپ شوہر کے دوستوں سے پردہ نہیں کرتی تھیں۔ اس کو باہر کی دنیا سے متعارف کرانے کے بعد یہ امید رکھنا کہ اب دل گھر میں بھی لگے گا، یہ دیوانے کا خواب ہے۔ اس کا جب دل گھبرائے گا آئس کریم کھانے کا پروگرام سب گھر والوں کے ساتھ بنائے گی۔ کھانا پکانے کا موڈ نہیں ہوگا تو ہوٹل کا کھانا کھائے گی۔ آپ جن لوگوں کا حوالہ دیتی ہیں واقعی عقل مند ساسوں کی کمی نہیں سگھڑ اور سلیقہ مند لڑکیوں کی بھی کمی نہیں۔ عقل مند خواتین گوہر نایاب ڈھونڈ ہی لیتی ہیں اور بے وقوف......

ستا روئے بار بار

نظمیں اور مضامین بھیجنے والی قاریات و قارئین

عابدہ بنت عثمان، کراچی۔ انصر روف۔ ن، رقیصرانی۔ ارم فاطمہ بنت ڈاکٹر محسن، ملتان۔ ہمشیرہ وام کرنل محمد عمیر احمد، منڈی بہاؤالدین۔ بنت مولانا جمیل احمد، کراچی۔ عائشہ بنت صدیق، بہاول پور۔ نویدہ بنت فتح محمد، نوشہرہ۔ بنت ہارون۔ ارم صبا سولنگی، حیدرآباد۔ سمیعہ صدیقی بنت وثیق احمد صدیقی۔ اخت عبدالمنان، گجرات۔ بنت محمد صابر سلطان، لانڈھی۔ میمونہ منظور، کراچی۔ بنت عائشہ۔ ہمشیرہ محمد رضوان حیدری، لاہور۔ نوشین سلیم، گڑھی حبیب اللہ۔ ثوبیہ سلطان، منڈی بہاؤالدین۔ عظمیٰ قاسم، ملتان۔ حافظہ حسامہ راحت، سرگودھا۔ اہلیہ محمد طارق۔ بنت ابن اسماعیل، لاہور۔ ام محمد شفقت، ام وقار عاصم، بنت محمد اقبال جھنگ۔ کومل بنت محمد اشرف، ٹیکسلا۔ بنت محمد علی، کوٹ ادو۔ طالبات مدرسہ جامعہ عربیہ نعمانیہ، کمالیہ۔ قاری اختر منیر غزالی۔ پشاور۔ بنت مولانا عبدالرشید ارشد۔ حافظہ سمیہ، سرگودھا۔ اہلیہ انیس احمد۔ حمیرا احمد، کھاریاں۔ زوجہ قاری عبدالروف، تلہ گنگ۔ اخت سید محمد بلال احمد، پشاور۔ ثناء طاہر، ٹوبہ ٹیک سنگھ۔ سمیہ اسلام، لاہور۔ ام عمار حیدرآباد۔ بنت مولانا محمد بلال۔ حمیرا مجید، کراچی۔ بنت محمد سعید، جامعہ ام کلثوم۔ صائمہ شفیق، کراچی۔ بنت شاہد، ملتان۔ ص بنت عبداللطیف، کراچی۔ رابعہ سلیم۔ طیبہ زاہد اور جویریہ زاہد، سرگودھا۔ نجمہ سحر، راولپنڈی۔ بنت احمد بخش۔ ایس اے آرائیں، چاہ عبداللہ۔ بنت مسعود کشمیری شہیدؒ۔ ام مصباح مزمل۔ بنت عبدالجبار علوی مرحوم، حاصل پور۔ بنت یوسف علی، ساہیوال۔ ابن سلمان، کراچی۔ فوزیہ حق، گوجرانوالہ۔ بنت محمد انعام اللہ۔ مسز شہروز شاہد، ملتان۔ محمد خالد محمود، جھنگ۔ ح، ا، کھوڑ کمپنی۔ اخت فیصل محمود، لاہور۔ بنت عبدالسبحان، کراچی۔ شاعرہ بنت شاہر اطہر ہاشمی، کھلابٹ۔ حماداللہ حجازی، رحیم یار خان۔ محمد عمران اعظمی۔ عبدالحلیم، مانسہرہ۔ خالد محمود یوسفی، سرگودھا۔

عورت، غذا، صحت

ہر عورت کو روزمرہ کے کام انجام دینے کے لئے، بیماریوں سے بچاؤ اور صحت مند زندگی کے لئے اچھی غذا کی اشد ضرورت ہوتی ہے۔ ناکافی اور ناقص غذا کی وجہ سے تھکن، کمزوری اور معذوری ہو سکتی ہے اور عمومی صحت بگڑ سکتی ہے۔ بھوک اور اچھی طرح نہ کھانے کے کئی اسباب ہو سکتے ہیں ایک بڑا سبب غربت بھی ہے۔ دنیا بھر میں سرمایہ دارانہ نظام کی وجہ سے دولت چند افراد کے ہاتھوں میں ہے جبکہ اکثریت غرباء کی ہے جنہیں سانس کا جسم سے رشتہ قائم رکھنے کے لئے سخت جدوجہد کی ضرورت پڑتی ہے۔ غربت کا سب سے زیادہ اثر عورت پر پڑتا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ بہت سے خاندانوں میں سمجھا جاتا ہے کہ عورت کو مرد سے زیادہ خوراک کی ضرورت نہیں۔ ایسی صورت حال میں عورت کی صحت مزید بگڑ جاتی ہے اور وہ گھریلو کام کی زیادتی اور غذا کی کمی کی وجہ سے بیماریوں کا شکار ہو کر جلد بوڑھی ہو جاتی ہے۔ کسی بھی خاتون خانہ کی صحت کے لئے اچھی اور مناسب غذا کا فراہم ہونا ضروری ہے۔ صحت مند خاتون ہی صحت مند گھرانے کی ضامن ہے، اگر خاتون خانہ صحت مند نہ ہوگی تو اس کا اثر گھر کے تمام معاملات پر پڑے گا۔ (مرسلہ: بنت وقاص بخاری اسلام آباد)

قوم

شوکت آرا

ہر اک فرد اس قوم کا ٹیڑھا ہے
بگڑا اک نہیں، بگڑا سارا ''وہڑہ'' ہے
ہر اک نے ملک کو لوٹ کھانے کی قسم کھائی ہے
ہر اک اپنی، صرف اپنی غرض کا شیدائی ہے
کب تک لٹتی رہے گی یوں دولت قوم کی
کب تک دیکھتے رہیں زبوں حالی عوام کی
کب تک پیر تسمہ پا کا قانون بے پیر چلے گا
کب تک، کب تک یہ نظام بے ضمیری چلے گا
استحصال ہوگا کمزور و غریب کا کب تک
کب تک یہ نظام ''آدھی تیری آدھی میری'' چلے گا

بے پردگی سے پردے کی طرف

چہرے کا نور

بنتِ افضل

میں آج سے تقریباً دو سال پہلے تک برقع تو لیتی تھی لیکن شرعی پردہ نہیں کرتی تھی، کیونکہ ہمارے گھر میں پردے کا تصور یہ تھا کہ خالو، پھوپھا اور کزنز وغیرہ سے پردہ نہیں کرنا۔ باقی اجنبیوں سے پردہ کرنا ہے۔ میں پابندی کے ساتھ نماز پڑھتی، دینی کتابوں کا مطالعہ کرتی، والدین کی خدمت کرتی لیکن اس کے باوجود میرے دل کو اطمینان نہیں تھا، بے سکونی سی زندگی میں تھی۔ میری سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ ایسا کیوں ہے؟ میں ایک جگہ پڑھا بھی رہی تھی، لیکن میرے چہرے پر وہ رونق نہیں تھی جو دین کا علم پڑھنے اور پڑھانے والوں کے چہروں پر ہوتی ہے۔ میرا دل مجھ سے کہتا تھا کہ کوئی ایسا گناہ تم ضرور کر رہی ہو جس کی یہ نحوست ہے اور وہ گناہ کیا ہے؟ اس کے بارے میں مجھے کچھ سمجھ نہ آتا۔ پھر ایسا ہوا کہ مجھے اکثر سہیلیوں نے کہا کہ تم تو قرآن وحدیث کا علم پڑھتی اور پڑھاتی ہو نماز، روزہ بھی کرتی ہو لیکن اس کے باوجود تمہارا چہرہ اتنا خراب ہے، شکل مریضوں جیسی لگتی ہے، اس کی کیا وجہ ہے؟ میں بہت پریشان رہنے لگی۔ پچھلے رمضان المبارک میں اللہ تعالیٰ نے اعتکاف میں بیٹھنے کی سعادت بخشی اس اعتکاف کے دوران میں نے اپنے ایک ایک گناہ کو سوچا۔

اس وقت مجھے خیال آیا کہ میں پردہ تو کرتی ہوں لیکن شرعی پردہ نہیں کرتی جس کی وجہ سے میری زندگی میں سکون نہیں ہے۔ میں نے پکا ارادہ کرلیا کہ اب ان شاء اللہ بدنظری نہیں ہوگی۔ یاد رکھیں بدنظری کرنے والا یا بدنظری کرنے والی اللہ تعالیٰ کی امانت میں خیانت کرتی ہے۔

اسی خیانت کے متعلق ارشاد باری تعالیٰ ہے ”اللہ تعالیٰ تمہاری آنکھوں کی خیانت کو جانتا ہے۔“ اللہ تعالیٰ نے ہمیں آنکھ جیسی عظیم نعمت عطا کی ہے اور اس کا شکر یہی ہے کہ نامحرم کو دیکھنے سے اسے بچایا جائے، اس کی حفاظت کی جائے۔ شرعی پردہ جب شروع کیا تو رشتہ داروں نے بہت باتیں بنائیں۔ کسی نے کہا کہ جن کو گودوں میں کھلایا ان ہی سے اب پردہ؟ کسی نے کہا اسلام میں اتنی بھی سختی نہیں کہ اپنوں سے پردہ کرنے لگ جاؤ۔ اب انہیں کوئی سمجھائے کہ پردہ کرنا سخت حکم نہیں بلکہ اس کی وجہ سے انسان بہت سے گناہوں سے بچتا ہے۔ میری محترم ماؤ، بہنو! آپ شرعی پردہ شروع کرکے تو دیکھیں پھر اللہ تعالیٰ آپ کے لئے تمام راستے آسان کردیں گے اگر دنیا میں کچھ مشکلات ہوں تو پرواہ نہیں کرنی چاہئے آخرت میں تو اللہ تعالیٰ کی مقبول ومحبوب بندیاں بن جائیں گی ان شاء اللہ۔

آج کل اکثر مائیں بہنیں اپنے چہرے کو خوبصورت بنانے کے لئے بہت سے الٹے سیدھے ٹوٹکے استعمال کرتی ہیں کوئی تھریڈنگ کرتی ہے تو کوئی فیشل کراتی ہے، لیکن میں کہتی ہوں کہ ان کے چہرے کی چمک عارضی ہے یہ عارضی چمک شرعی پردہ کرنے والی عورت کے چہرے پر آنے والے نور کا مقابلہ نہیں کرسکتی۔ لہٰذا اگر آپ چاہتی ہیں کہ آپ کا شمار اللہ تعالیٰ کی محبوب بندیوں میں ہو تو پھر شرعی پردے کا پختہ ارادہ کرلیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں پردے جیسی نعمت اور شرم وحیا عطا فرمائے۔ آخر میں قاریات کے لئے اپنا لکھا ہوا شعر۔

شرعی پردہ کرنے والی کے
چہرے پر اک نور ہوتا ہے

جب کرمِ باری تعالیٰ ہوا

شائستہ ملک

میں پہلے پردہ نہیں کرتی تھی ایک دفعہ مجھے میرے چھوٹے بھائی نے پردہ کرنے کے لئے کہا...... پتہ نہیں کیوں بھائیوں کی یہ عادت ہوتی ہے کہ وہ بہنوں پر رعب ڈالتے ہیں، یا شاید بہنیں ہی یہ سب محسوس کرتی ہیں کہ بھائی بہنوں سے کہتے ہیں چھت پر نہ جاؤ، بال کھلے نہ چھوڑو، گھر میں دوپٹہ اوڑھ کر پھرو، نظریں جھکا کر چلو اور بہنیں یہ باتیں سن کر سمجھتی ہیں کہ بھائی کو اُن پر اعتبار نہیں۔ وہ انہیں آوارہ سمجھتا ہے اور کسی لڑکی کے ذہن میں جب یہ سوچ آتی ہے تو وہ جان بوجھ کر وہ کام کرتی ہے جس سے منع کیا جاتا ہے۔ میں بھی بالکل ایسی ہی تھی ابھی نویں کلاس میں تھی کہ بھائی نے نقاب کرنے کے لئے کہہ دیا، وہ بھی مجھ سے دو سال چھوٹے بھائی نے، سُن کر بہت غصہ آیا۔ مقابلے کے لئے میدان میں آگئی۔ جتنی دلیلیں یاد تھیں سب دے ڈالیں، جن میں سرفہرست یہ تھی کہ بندہ خود ٹھیک ہو تو کوئی کچھ نہیں کرسکتا، حیا اپنی آنکھوں میں ہونی چاہئے، غرض یہ کہ بھائی کو قائل کرنے کی پوری کوشش کی۔ امی ابو خاموشی سے ہماری بحث سن رہے تھے۔ جب میں اپنی تمام دلیلیں سنا کر خاموش ہوئی تو بھائی نے صرف ایک بات کی وہ یہ کہ ”ٹھیک ہے کہ حیا اپنی آنکھوں میں ہونی چاہئے۔ بندے کو خود ٹھیک ہونا چاہئے، لیکن اس بات کی کیا گارنٹی ہے کہ اگلا بندہ جو آپ کو دیکھ رہا ہے اُس میں بھی یہ تمام خوبیاں موجود ہیں“۔ یہ ایک ایسی بات تھی جس نے مجھے جھنجوڑ کر رکھ دیا اور میں یہ سوچنے پر مجبور ہوگئی کہ بھائی صحیح ہیں یا کہ میں۔ بالآخر میں نے پردے کو اپنا لیا اور سختی سے پابندی کرنے لگی۔ اب میں اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے ایک پرائیوٹ اسکول میں ٹیچر ہوں۔ کبھی ناغہ نہیں ہونے دیا اور اسکول میں بھی ہمیشہ یہ کوشش کی ہے کہ دوپٹہ ماتھے سے بھی اُوپر نہ جائے اور شاید اسی وجہ سے آج اللہ تعالیٰ نے مجھے اتنی عزت سے نوازا ہے کہ مائیں جب اپنی بیٹیوں کو نصیحتیں کرتی ہیں، فیشن سے روکنے کے لئے تو میری ذات کو سامنے رکھتی ہیں اور کہتی ہیں کہ دیکھئے کیسے میں نے ایک ٹیچر ہونے کے باوجود خود کو فیشن سے دور رکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ سوچنے، سمجھنے اور عمل کرنے کی توفیق دے۔

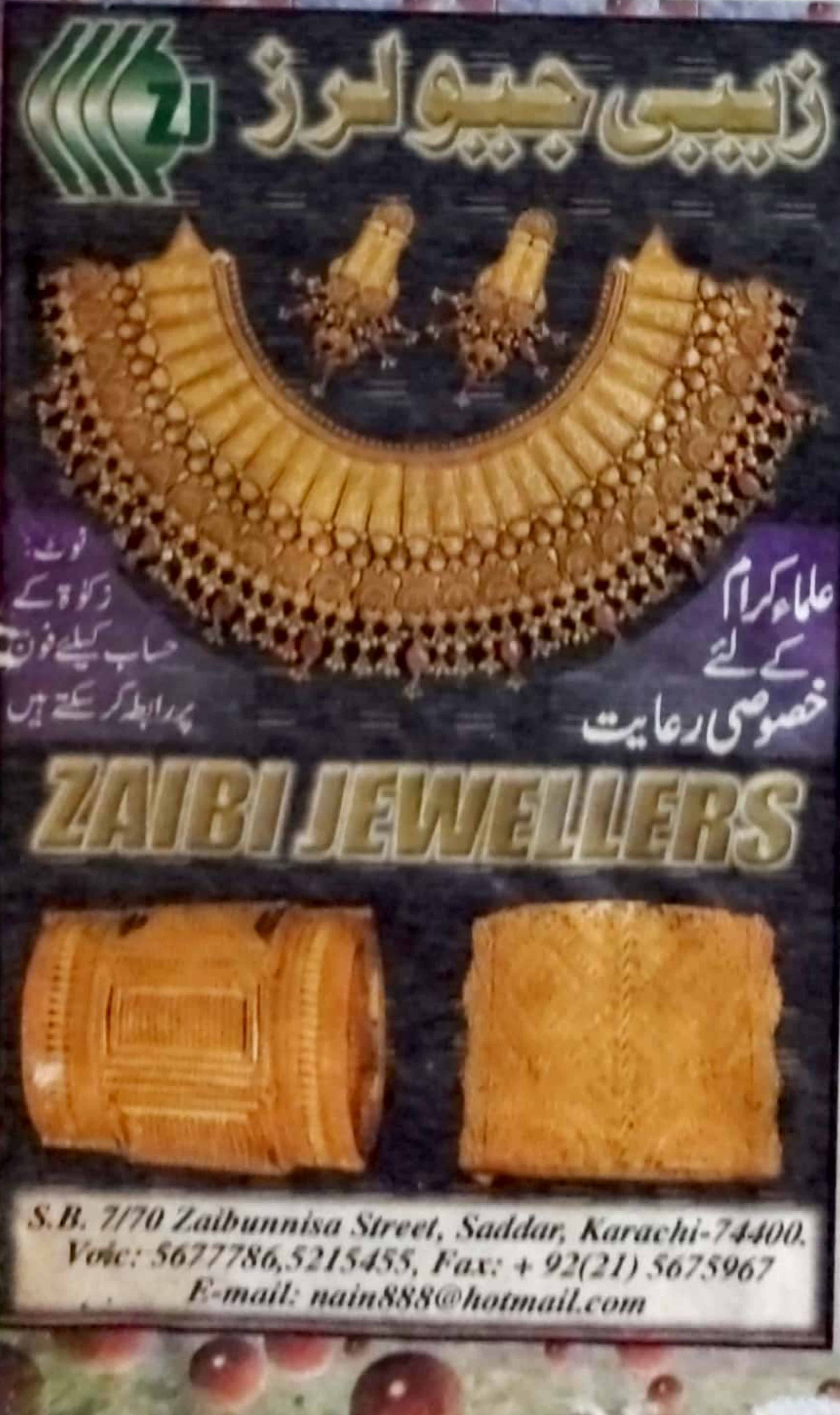

روزنامہ اسلام

خواتین کا اسلام

83

بدھ 20 شعبان 1425ھ مطابق 6 اکتوبر 2004ء

ساس بہو کے مسائل

اصل وجہ کیا ہے؟

اِستقبالِ رمضان

ہمارے اسلاف کا کردار

بدخلقی

درسِ قرآن و حدیث

مولانا محمد اسلم شیخوپوری

اللہ تعالیٰ کے کسی نیک بندے نے بداخلاق انسان کی علامات یہ بتائی ہیں "وہ قلیل الحیاء ہوتا ہے، ہر کسی کو اذیت دیتا ہے، اس میں صلاح اور درستگی کی کمی ہو جاتی ہے، زبان کا جھوٹا اور فضولیات کا عادی ہوتا ہے، عمل کم اور باتیں زیادہ کرتا ہے، اس سے اکثر لغزشیں سرزد ہوتی ہیں، اس کے اندر نہ نیکی کا شوق، نہ صلہ رحمی کا جذبہ، نہ وقار، نہ صبر، نہ شکر، نہ حلم و بردباری، نہ شفقت و محبت اور نہ عفت و عصمت پائی جاتی ہے، اللہ تعالیٰ کے فیصلوں اور تقدیر پر راضی نہیں ہوتا، وہ گالی گلوچ، لعن طعن، غیبت اور چغلی، بغض و حسد، غیظ و غضب اور جلد بازی میں مبتلا ہوتا ہے، وہ اپنی شہوات و خواہشات میں مگن رہتا ہے اور انہی کی پرستش کی وجہ سے وہ دوسروں سے ناراض ہوتا ہے۔" ضروری نہیں کہ بداخلاقی کا لیبل چسپاں کرنے کے لیے ان ساری علامات کے وجود کو ضروری قرار دیا جائے، جس بدنصیب کے اندر یہ ساری علامتیں پائی جائیں وہ گویا کہ بہت بڑا بداخلاق ہوگا اور جس کے اندر ان میں سے بعض پائی جائیں اس کے بدخلق ہونے کا درجہ اسی اعتبار سے متعین ہوگا۔

امام غزالی رحمہ اللہ نے خوش خلقی کو ایمان اور بدخلقی کو نفاق قرار دیا ہے، یہ بھی انہی کا قول ہے کہ "برے اخلاق ایسا زہرِ قاتل، ایسا سامانِ ہلاکت و ذلت اور ایسے واضح رذائل اور خباثتیں ہیں جو انسان کو رب العالمین کے قرب سے دور کر دیتے ہیں اور اسے شیاطین کی لڑی میں پرو دیتے ہیں اور اخلاقِ بد، اللہ تعالیٰ کی جلائی اس آگ کی طرف کھلنے والے وہ دروازے ہیں جو دلوں پر چڑھ جائے گی۔"

حضرت فضیل بن عیاض رحمہ اللہ اپنے متعلقین کو بداخلاق کی صحبت سے بچنے کی تلقین فرمایا کرتے تھے کیونکہ وہ صرف شر ہی کی دعوت دیتا ہے، نیز یہ بھی فرماتے تھے کہ ایسا فاسق و فاجر شخص جس کے اخلاق اچھے ہوں وہ مجھے زیادہ پسند ہے اس عبادت گزار سے جس کے اخلاق برے ہوں۔"

حضرت ابو حازم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ "بداخلاق شخص کی بدخلقی سے سب سے زیادہ تکلیف خود اسے ہوتی ہے، پھر اس کی اہلیہ اور اولاد کو پریشانی ہوتی ہے، وہ جب گھر میں داخل ہوتا ہے تو سب خوش و خرم ہوتے ہیں، لیکن اس کی آواز سنتے ہیں تو خوف کے مارے سب اِدھر اُدھر ہو جاتے ہیں یہاں تک کہ اس کے جانور بھی اس سے بدکتے ہیں کہ کہیں ہمیں یہ پتھر اور لاٹھی نہ مار دے، اس کا کتا اور بلی بھی ڈر کی وجہ سے بھاگ کر دیوار پر چڑھ جاتے ہیں۔"

قرآن کریم کی دسیوں آیات میں برے اخلاق کی مذمت بیان کی گئی ہے، کہیں جھوٹوں اور ظالموں پر اللہ تعالیٰ کی لعنت کا ذکر ہے، کہیں تندخو، سخت مزاج اور جفا پیشہ انسانوں پر رب کا عذاب نازل ہونے کی صراحت ہے، کہیں بدگمانی، بغض و حسد، غیبت اور چغلی سے بچنے کی تلقین ہے۔ کہیں ایسی اقوام کا تذکرہ ہے جنہیں اخلاقِ بد میں ملوث ہونے کی وجہ سے تباہ کر دیا گیا۔ سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث میں بھی برے اخلاق کی بار بار مذمت کی گئی ہے۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "ایک بندہ، عبادت میں کمزوری کے باوجود اپنے اچھے اخلاق کی بدولت آخرت کے بلند درجات حاصل کر لے گا اور دوسرا بندہ برے اخلاق کی وجہ سے دوزخ کے سب سے نچلے درجے کا حقدار ہو جائے گا۔"

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ! فلاں عورت، کثرت سے نماز، صدقہ اور روزوں کا اہتمام کرتی ہے مگر وہ اپنی زبان سے پڑوسیوں کو تکلیف دیتی ہے، آپ نے فرمایا وہ دوزخ میں جائے گی۔"

ابوداؤد میں حضرت حارثہ بن وہب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، ایسا شخص جو شیخی باز متکبر اور سخت مزاج ہو وہ جنت میں داخل نہیں ہوگا۔"

بعض قارئین اور قاریات کو ممکن ہے تعجب ہو کہ خوش اخلاقی کی اتنی فضیلت اور بداخلاقی کی اس قدر مذمت کیوں ہے؟ لیکن جب ہم دیکھتے ہیں کہ اس کا تعلق براہِ راست ایمان کے ساتھ ہے تو ہمارا تعجب دور ہو جاتا ہے، جس شخص کے اندر کامل درجے کا ایمان پایا جاتا ہے اس کے اخلاق بھی اعلیٰ ہوں گے اور جو ایمانی اعتبار سے کمزور ہوگا اس کے اخلاق میں بھی ضعف اور کجی ہوگی، امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے بجا طور پر لکھا ہے کہ اچھے اخلاق کی بنیاد چند عناصر پر ہے۔

۱۔ اللہ تعالیٰ کے خالق، رازق اور مالک ہونے پر ایمان۔

۲۔ اللہ تعالیٰ کی ایسی معرفت جو دل میں یہ یقین پختہ کر دے کہ صرف اللہ تعالیٰ ہی عبادت کا مستحق ہے۔

۳۔ اللہ تعالیٰ کی ایسی محبت جو بندے کے تمام احساسات و جذبات پر غالب آ جائے اور اسے یقین آ جائے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی محبوب نہیں۔

۴۔ اس محبت کا لازمی نتیجہ یہ نکلے گا کہ بندے کی زندگی کا سب سے بڑا مقصد رضاءِ الٰہی کا حصول بن جائے گا اور وہ زندگی کے ہر عمل اور شعبہ میں اس کی رضا کا متلاشی ہوگا۔

۵۔ جب اس کے اندرونی جذبات ایسے بن جائیں گے تو اب اس کے اخلاق میں پاکیزگی اور بلندی پیدا ہو جائے گی اور وہ خواہشات کی پرستش سے اوپر اٹھ جائے گا، لیکن اگر یہ عناصر نہ پائے گئے تو اسے اخلاقی بلندی نصیب نہیں ہوگی، گویا بداخلاقی اس بات کی علامت ہے کہ بندے کے دل میں ابھی تک ایمان راسخ نہیں ہوا۔

ممکن ہے کسی کے دل میں یہ وسوسہ پیدا ہو کہ بعض غیر مسلموں کے اخلاق بھی بہت اچھے ہوتے ہیں، لیکن اگر غور کیا جائے تو بندۂ مؤمن اور بندۂ کافر کے اخلاق میں بہت فرق ہوتا ہے، کافر کے اخلاق، اس کا تبسم، اس کا رکھ رکھاؤ، اس کی محبت اور چاہت محض دکھاوے اور کاروباری انداز کی ہوتی ہے، اسی لیے بسا اوقات وہی شخص جو ہمیں بڑا خوش اخلاق معلوم ہوتا ہے وہ بعض دوسرے مواقع پر ایسا درندہ ثابت ہوتا ہے کہ اس کے مقابلے میں درندوں کی درندگی ہیچ ثابت ہوتی ہے، دورِ حاضر کے سارے کفار خصوصاً امریکیوں کو دیکھ لیجیے جن کی خوش اخلاقی کا بڑا ڈھنڈورا پیٹا جاتا ہے لیکن وہ عالمِ اسلام کے لیے کیسے سنگدل ثابت ہو رہے ہیں، کابل سے بغداد تک ان کی بداخلاقی اور خباثت و درندگی کے ان مٹ نقوش ثبت ہو چکے ہیں، جبکہ بندۂ مؤمن کی خوش اخلاقی صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے ہوتی ہے، اسے دعا دی جائے یا کہ گالی، صلہ ملنے کی امید ہو یا نہ ہو وہ ہر حال میں اخلاقی پستیوں کا شکار نہیں ہوتا اور اخلاقی برتری قائم رکھتا ہے، آخر میں امام ابن قیم رحمہ اللہ کا انتہائی قیمتی ارشاد نقل کر کے بات کو ختم کیا جاتا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ "سارے گھٹیا اخلاق کی بنیاد چار چیزوں پر ہے جہالت، ظلم، شہوت اور غضب"۔ باری تعالیٰ ہمیں ان چاروں کے شر سے بچائے۔ آمین

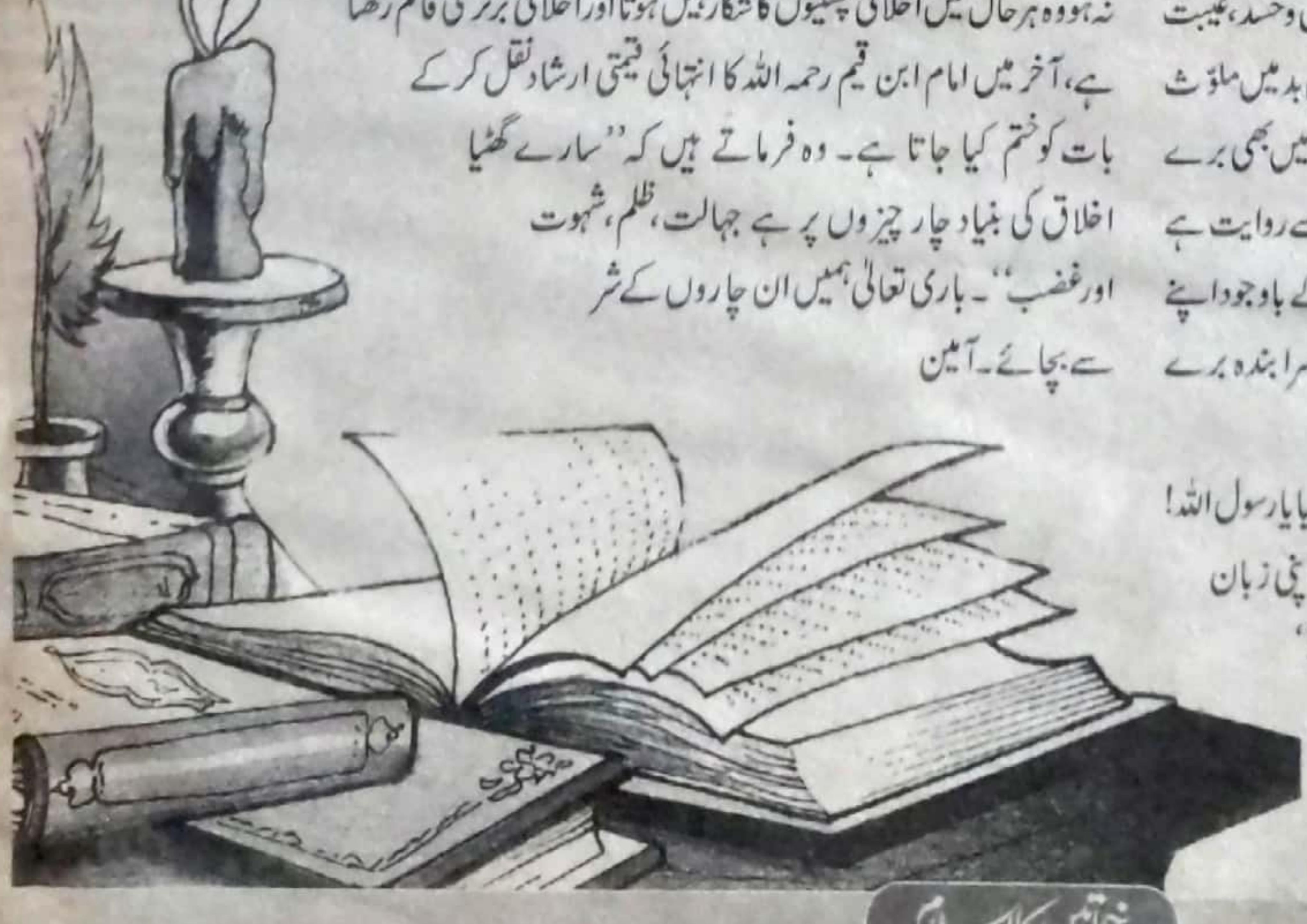

کسی کو سفر پر رخصت کرتے وقت کی دُعا

زَوَّدَکَ اللّٰهُ التَّقْوٰی، وَغَفَرَ ذَنْبَکَ، وَیَسَّرَ لَکَ الْخَیْرَ حَیْثُ مَا کُنْتَ. (ترمذی)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ تقویٰ کو تمہارا زادِ سفر بنائے اور تمہارے گناہوں کی مغفرت فرمائے اور جہاں بھی پہنچو تمہیں خیر و بھلائی میسر ہو۔

فائدہ: حدیث شریف میں ہے کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا اور بتایا کہ وہ سفر پر جا رہا ہے اور آپ کے پاس زادِ سفر لینے کے لئے حاضر ہوا ہے، اس پر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے درج بالا مبارک جملے ارشاد فرمائے، والدین اپنے بیٹوں کو سفر پر رخصت کرتے وقت اس دعا کو پڑھیں تو ان کے لئے کتنی بڑی سعادت کی بات ہو۔

تعمیرِ فکر

عورت کا میدانِ عمل

3

صحیح بات یہ ہے کہ معاشی ذمہ داریوں کا بوجھ صرف مرد پر ہے عورت پر ہے ہی نہیں۔ قرآن و حدیث اور فقہ کا جتنا بھی سرمایہ ہمارے پاس محفوظ ہے اس میں کہیں اشارۃً بھی یہ بات نہیں ملتی کہ عورتیں تجارت یا ملازمت کی غرض سے گھروں سے نکل کر بازاروں اور فیکٹریوں کا رخ کیا کریں۔ قرآن و حدیث کو پورا پڑھ جائیے آپ کو عورت کے حوالے سے یہی نظر آئے گا کہ وہ گھر کی نگران اور اپنی اولاد کی مُربیہ ہے۔ اس کا ٹھکانا صرف گھر ہے جہاں اس نے اپنے بچوں کی تربیت و پرورش اور اپنے شوہر کے مال کی حفاظت کرنی ہے، افرادِ خانہ کو آرام و راحت پہنچانے میں اپنا بھرپور کردار ادا کرنا ہے، عورت اگر سمجھے تو یہ بہت بڑی ذمہ داری بھی ہے اور عظیم الشان منصب بھی، جس کے سامنے دنیا کے تمام مناصب ہیچ ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان کے بعد کہ والمرأة راعية على بيت زوجها او كما قال ''عورت اپنے شوہر کے گھر کی ملکہ ہے'' (جس میں ایک تاکیدی حکم بھی پوشیدہ ہے) پھر عورت کو مزید دنیوی مناصب کا لالچ کیوں ہے؟..... حقیقت یہ ہے کہ دینِ اسلام عورت کو جو مقام و مرتبہ عطا کرتا ہے وہ یہ ہے کہ عورت سراپا انمول چیز ہے، جیسے بہت قیمتی چیز کی سخت حفاظت کی جاتی ہے اسی طرح عورت کی حفاظت کے لئے دینِ اسلام نے متعدد قوانین لاگو کر دیے ہیں تاکہ اس کی عفت و عصمت اور نسوانیت کی کماحقہ حفاظت ہو سکے۔ اس حقیقت سے بے نیاز نہیں رہنا چاہئے کہ جن معاشروں میں عورت گھر سے باہر زندگی کے ہر پلیٹ فارم پر اپنا کردار ادا کر رہی ہے وہ معاشرے سکون و اطمینان کی دولت سے محروم ہو چکے ہیں، وہاں فلک بوس عمارتیں، بجلیوں کی چمک دمک، آنکھوں کو خیرہ کر دینے والے آلات و وسائلِ حیات تو بہت وافر ہیں، لیکن قلبی اطمینان نام کی کوئی چیز نہیں۔ خاندانی نظام ختم ہو چکا ہے، قریب ترین رشتوں کے مابین تعلقات صلہ رحمی، محبت و الفت، جذبۂ ہمدردی کی بجائے غرض کی بنیاد پر ہیں اور ظاہر ہے کہ انسان کی اغراض متواتر بدلتی رہتی ہیں اس لئے یہ تعلقات بھی اسی اعتبار سے بدلتے ہیں۔ اندازہ کیجئے کہ اگر مسلم معاشرے کی خواتین کو بھی اسی طرح کی چھوٹ دے دی جائے تو کیا ہمارا معاشرہ بھی وہی منظر پیش نہیں کرے گا جو منظر آج کا مغرب پیش کر رہا ہے۔ وہاں تو اب ایسا طبقہ پیدا ہو چکا ہے جو کہتا ہے عورت کو گھر واپس بھیجو۔ چنانچہ ایک معروف مغربی مفکر ژول سیمان کو کہنا پڑا کہ:

''جو عورت اپنے گھر سے باہر کی دنیا کے مشاغل میں مصروف رہتی ہے وہ عورت نہیں رہتی''۔

یہ بات تو مغربی مفکرین بھی تسلیم کر چکے ہیں کہ عورت کی جملہ ضروریات کا کفیل مرد ہی ہے۔ ایک اور مغربی مفکر ''اگسٹ کانٹ'' کہتا ہے کہ:

''شوہر یا کسی قریبی رشتہ دار کی عدم موجودگی میں سوسائٹی کا فرض ہے کہ عورت کی ضروریات کا اپنی دولت سے انتظام کرے تاکہ معاش کی ضرورت سے مجبور ہو کر اسے گھر سے باہر کی زندگی میں مبتلا نہ ہونا پڑے''۔

ایسے وقت میں جبکہ خود مغرب عورت کو بازار کی زینت بنانے پر خطرناک نتائج کا خمیازہ بھگت رہا ہے مسلم معاشرے میں کسی مذہبی جماعت کی طرف سے یہ آواز بلند ہونا کہ عورت کو مرد کی طرح کارزندگی میں حصہ لینے کا حق حاصل ہے، جہالت اور حماقت کے سوا کیا ہو سکتا ہے؟ اسے اللہ کے نازل کردہ دین سے بغاوت اور ''من چاہا اسلام'' قبول کرنے کے سوا اور کیا نام دیا جا سکتا ہے؟

اب ہم اس طرف آتے ہیں کہ عورت اضطرار کی حالت میں کیا کرے؟ پہلی بات تو یہ ہے کہ اضطرار کب متعین ہوگا۔ یعنی اس بات کا پتہ کس طرح چلے گا کہ اس وقت اضطرار کی کیفیت پائی جا رہی ہے؟ تو اس سلسلے میں از خود کوئی فیصلہ کرنے کی بجائے اولاً متقی علماء کی طرف رجوع کرنا چاہئے، وہ بتائیں گے کہ کن حالات میں عورت کو روز گھر سے باہر نکلنے کی رخصت مل سکتی ہے۔ اضطرار کی مختلف صورتیں ہو سکتی ہیں۔

(۱) مثلاً ایک عورت بیوہ ہے، وہ اور اس کے چھوٹے بچے ہیں، خاندان والوں میں سے کسی کو توفیق نہیں کہ اس کی کفالت کرے تو حکومت کا فریضہ ہے کہ وہ ایسی بے سہارا عورت کو اتنا ماہانہ وظیفہ دے جو اس کی ضروریات پوری کر سکے، اور اگر یہ بھی نہ ہو تو پھر وہ عورت کوشش کرے کہ ایسا کام مل جائے جس کا انجام دینا گھر میں بیٹھ کر ممکن ہو اگر یہ بھی ممکن نہ ہو تو اسلام نے گھر سے باہر نکلتے ہوئے عورت پر جو حدود و قیود لاگو کی ہیں ان کی پابندی از حد لازمی ہے۔ لیکن اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ عوت کو مردوں سے اختلاط کی اجازت مل گئی ہے (بھلے وہ عورت شرعی پردے میں ہو) اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا واضح فرمان ہے کہ:

لا يخلون رجل بامرأة الا ومعها ذو محرم. (رياض الصالحين)

''کوئی مرد کسی ایسی عورت سے نہ ملے جس کا محرم اس کے ساتھ نہ ہو۔''

چناں چہ عورت باہر بھی ایسی جگہ کام پر جائے جہاں مردوں کی آمد و رفت نہ ہو، جس شعبے یا ڈپارٹمنٹ میں وہ کام کر رہی ہے وہاں اسے مکمل تحفظ کے ساتھ بغیر کسی خوف و خطر کے کام کرنے کا ماحول ملتا ہو۔

(۲) دوسری صورت یہ ہے کہ مثلاً خواتین کے لئے خاتون ڈاکٹر یا طبیبہ کا ہونا ضروری ہے اور یہ ظاہری بات ہے کہ طبیبہ بننے کے لئے گھر سے نکلنا ضروری ہے۔ ایسی صورت میں ڈاکٹر یا طبیبہ بننے والی عورت پر بھی وہ تمام شرعی قوانین لاگو ہوں گے جو کسی بھی عورت کے لئے گھر سے نکلتے وقت ہوتے ہیں، حکومت کی ذمہ داری ہے کہ وہ خواتین کی میڈیکل تربیت کے لئے مکمل باپردہ ماحول مہیا کرے، اگر حکومت ایسا نہیں کرتی تو لوگوں کو چاہئے کہ وہ خواتین کے علیحدہ میڈیکل کالجز قائم کرنے کے لئے حکومت پر دباؤ ڈالیں تاکہ ان کی ضروریات شرعی حدود کے اندر رہتے ہوئے پوری ہو سکیں اور اگر یہ بھی نہ ہو تو پھر نجی شعبے کو آگے آنا چاہئے تاکہ خواتین کے اتنے بڑے طبقے کی ضرورت کا سامان ہو سکے، ہمارے خیال میں اب میڈیکل تعلیم جس قدر عام ہو چکی ہے اس اعتبار سے ایسا کرنا کچھ مشکل نہیں کہ خواتین کے لئے علیحدہ میڈیکل کالج قائم کئے جائیں جہاں صرف خواتین اساتذہ ہی طالبات کو میڈیکل کی تعلیم دیں۔ اس سلسلے میں کوئی بھی مسلم این جی او اہلِ خیر کے تعاون کے ساتھ مذکورہ ضرورت پوری کر سکتی ہے۔ (باقی آئندہ)

خط و کتابت کا پتہ "خواتین کا اسلام" دفتر روزنامہ اسلام ناظم آباد 4 کراچی
ای میل islamforwomen@hotmail.com فیکس 021-6622240 فون 021-6683301

خواتین کا اسلام انٹرنیٹ پر بھی
www.dailyislam.net.pk

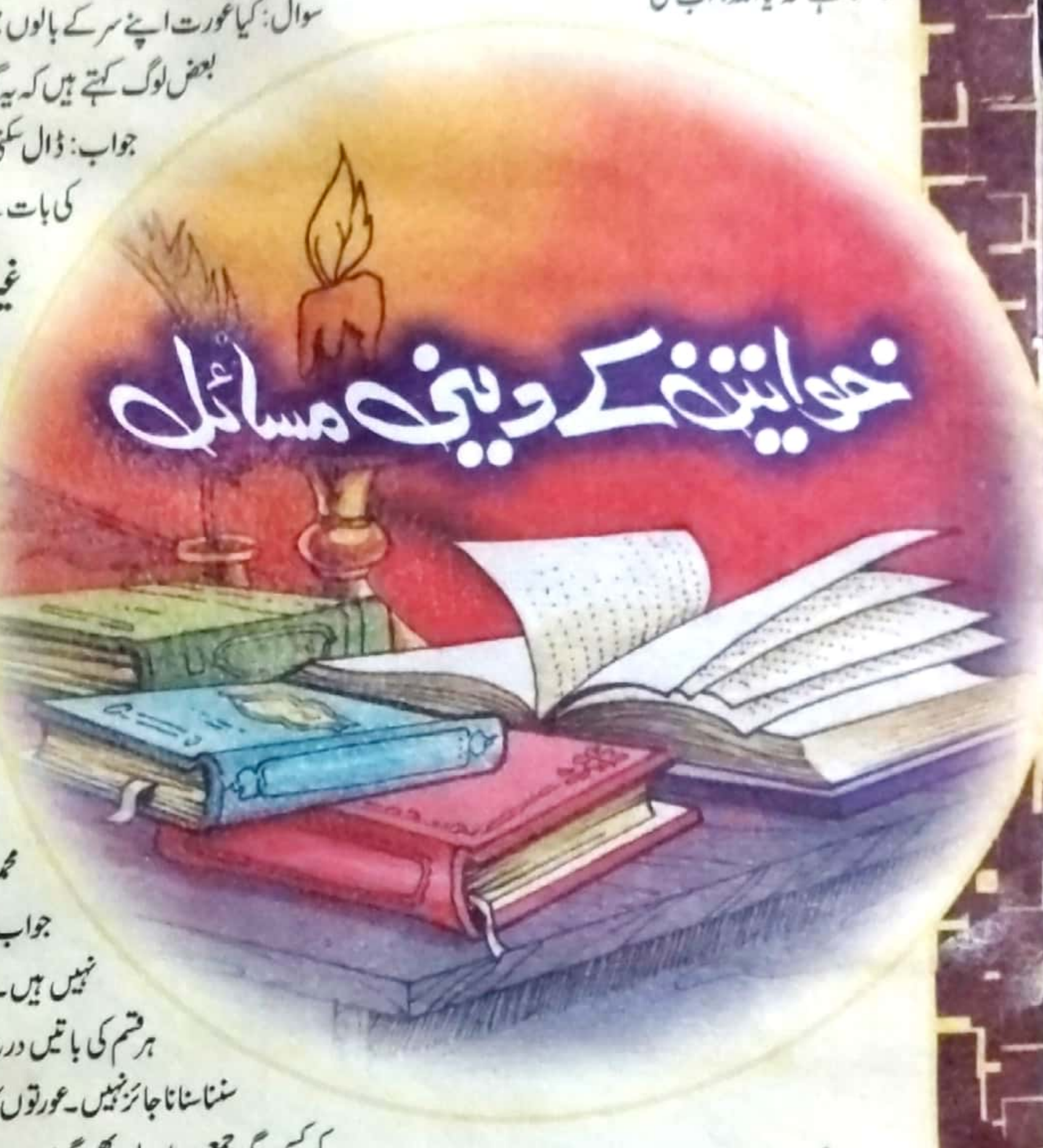

توبہ کر کے توڑ دینا:

سوال: ایک شخص گناہ کا مرتکب ہوتا ہے پھر نادم ہو کر توبہ کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ سے معافی مانگ لیتا ہے، لیکن گناہ دوبارہ صادر ہو جاتا ہے، اب پھر توبہ کرتا ہے اور ان الفاظ سے معافی مانگتا ہے کہ یا اللہ! اب کی بار معاف کر دیجئے۔ آیندہ یہ گناہ کروں تو معاف نہ کیجئے۔ اس توبہ کے بعد بھی گناہ کا صدور ہو جاتا ہے، لیکن سچی توبہ کر کے پھر معافی مانگ لیتا ہے اور گناہ کو بالکل چھوڑ دیتا ہے تو اس کے لئے معافی کی امید ہے یا نہیں؟ (یکے از قارئین اسلام۔ بہاول پور)

جواب: یہ الفاظ گو کہ انتہائی جہالت اور نادانی کے ہیں کہ ''یا اللہ... آیندہ یہ گناہ کروں تو معاف نہ کیجئے'' لیکن توبہ توڑنے کے بعد جب اس گناہ سے باز آ گیا اور نادم ہو کر سچی توبہ کر لی تو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے پوری پوری امید رکھے کہ انہوں نے معاف کر دیا ہوگا۔ ایسے شخص کی توبہ قبول کرنا اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمہ لے لیا ہے: انما التوبہ علی اللہ للذین یعملون السوء بجھالۃ ثم یتوبون من قریب فاولٓئک یتوب اللہ علیھم و کان اللہ علیما حکیما. (النساء: آیت ۱۷)

وقال صلی اللہ علیہ وسلم: التآئب من الذنب کمن لا ذنب لہ. (ابن ماجہ، طبرانی)

مولانا مفتی محمد ابراہیم صادق آبادی

بالوں میں پراندہ ڈالنا:

سوال: کیا عورت اپنے سر کے بالوں میں پراندہ ڈال سکتی ہے؟ بعض لوگ کہتے ہیں کہ یہ گناہ ہے۔ (ایضاً)

جواب: ڈال سکتی ہے۔ گناہ کہنا جہالت کی بات ہے۔

غیر مستند کتابیں پڑھنا سننا:

سوال: بعض جگہ دستور ہے کہ عورتیں جمع ہو کر ''دس بیبیوں کی کہانی'' اور ''جناب سیدہ کی کہانی'' سنتی ہیں۔ یہ عمل صحیح ہے؟ (زوجہ محمد یوسف۔ سانگھڑ)

جواب: یہ کہانیاں صحیح اور مستند نہیں ہیں۔ ان میں رطب و یابس ہر قسم کی باتیں درج ہیں، اس لئے ان کا سننا سنانا جائز نہیں۔ عورتوں کا اپنے گھروں سے نکل کر کسی جگہ جمع ہونا ویسے بھی گناہ ہے۔ درج ذیل کتب میں سے جو دستیاب ہوں اپنے گھروں میں بیٹھ کر ان کا مطالعہ کریں: قصص القرآن (مولانا حفظ الرحمٰن سیوہاریؒ) حکایات صحابہ یا فضائل اعمال (حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحبؒ) خاصان خدا کا خوف آخرت (ابو یحییٰ امام الدین) مثالی خواتین (قاری محمد اسحاق)

بلا اجازت خاوند کی جیب سے رقم نکالنا:

سوال: اگر بیوی اپنے خاوند کی جیب سے کچھ روپے نکال کر خرچ کرے تو جائز ہے یا نہیں؟ خاوند دیتا تو ہے لیکن کم دیتا ہے، اس کی دی ہوئی رقم سے گھر کی ضرورتیں پوری نہیں ہوتیں۔ اگر بیوی اس رقم سے (جو بلا اجازت نکالی) کچھ صدقہ خیرات کرے تو وہ قبول ہے یا نہیں؟ (ایضاً)

جواب: بلا اجازت خاوند کا مال لینا جائز نہیں۔ نہ ہی اس مال سے صدقہ خیرات جائز ہے۔ ہاں اگر خاوند اس قدر تنگ دل اور بخیل ہے کہ ضروری خرچ (یعنی معمول کے کھانے پینے اور پہننے کے مصارف) بھی مہیا نہیں کرتا تو اتنی مقدار میں اس کے مال میں سے لینا جس سے ضرورت پوری ہو جائے جائز اور اس سے زائد لینا ناجائز ہے۔ عن عائشۃ رضی اللہ تعالیٰ عنھا قالت: ان ھند بنت عتبۃ قالت: یارسول اللہ ان ابا سفیان رجل شحیح ولیس یعطینی ما یکفینی وولدی الا ما اخذت منہ وھو لا یعلم فقال "خذی ما یکفیک وولدک بالمعروف. (متفق علیہ)

ملتانی مٹی کھانے کا حکم:

سوال: کچھ عورتیں گاچی (ملتانی مٹی) کھاتی ہیں کیا یہ جائز ہے؟ (ایک دینی بہن سرگودھا)

جواب: اگر تھوڑی سی مقدار میں کھائی جائے جو مضر صحت نہ ہو تو جائز ہے۔

مردے پر کلمے والی چادر ڈالنا:

سوال: مردے پر ایسی چادر ڈالنا جس پر قرآنی آیات یا کلمہ چھپا ہوا ہو جائز ہے یا نہیں؟ (ایضا)

جواب: کفن میں تو ایسا کپڑا شامل کرنا جائز نہیں جس پر مقدس کلمات تحریر ہوں۔ البتہ دفن سے پہلے کفن کے اوپر یا خود مردے پر (بشرطیکہ اسے غسل دے دیا گیا ہو) ایسا کپڑا ڈالنا گو فی نفسہ جائز ہے بشرطیکہ اسے مسنون یا مستحب نہ سمجھا جائے، مگر چونکہ اس پر لوگوں کے ہاتھ لگتے رہتے ہیں، جبکہ بہت سے لوگ بے وضوء ہوتے ہیں اور بے وضوء کی آیت کو ہاتھ لگانا جائز نہیں، اس لئے اس سے اجتناب کیا جائے۔

ناخن پالش کا حکم:

سوال: ایک عورت وضو کر کے نیل پالش لگاتی ہے۔ جب دوبارہ وضو کی ضرورت پیش آئے تو نیل پالش اتار دے یا لگی رہنے دے؟ (بنت حق نواز۔ ملتان)

جواب: اتار کر اچھی طرح صاف کر دے۔ ورنہ وضو غسل نماز، کوئی عبادت بھی صحیح نہ ہوگی۔ اگر اسی حالت میں موت آگئی تو اسے صاف کئے بغیر جنازہ بھی صحیح نہیں۔

شعبان اور رمضان میں دینی مسائل کے سلسلے میں ڈاک کی وصولی بند رہے گی

اِستقبالِ رمضان

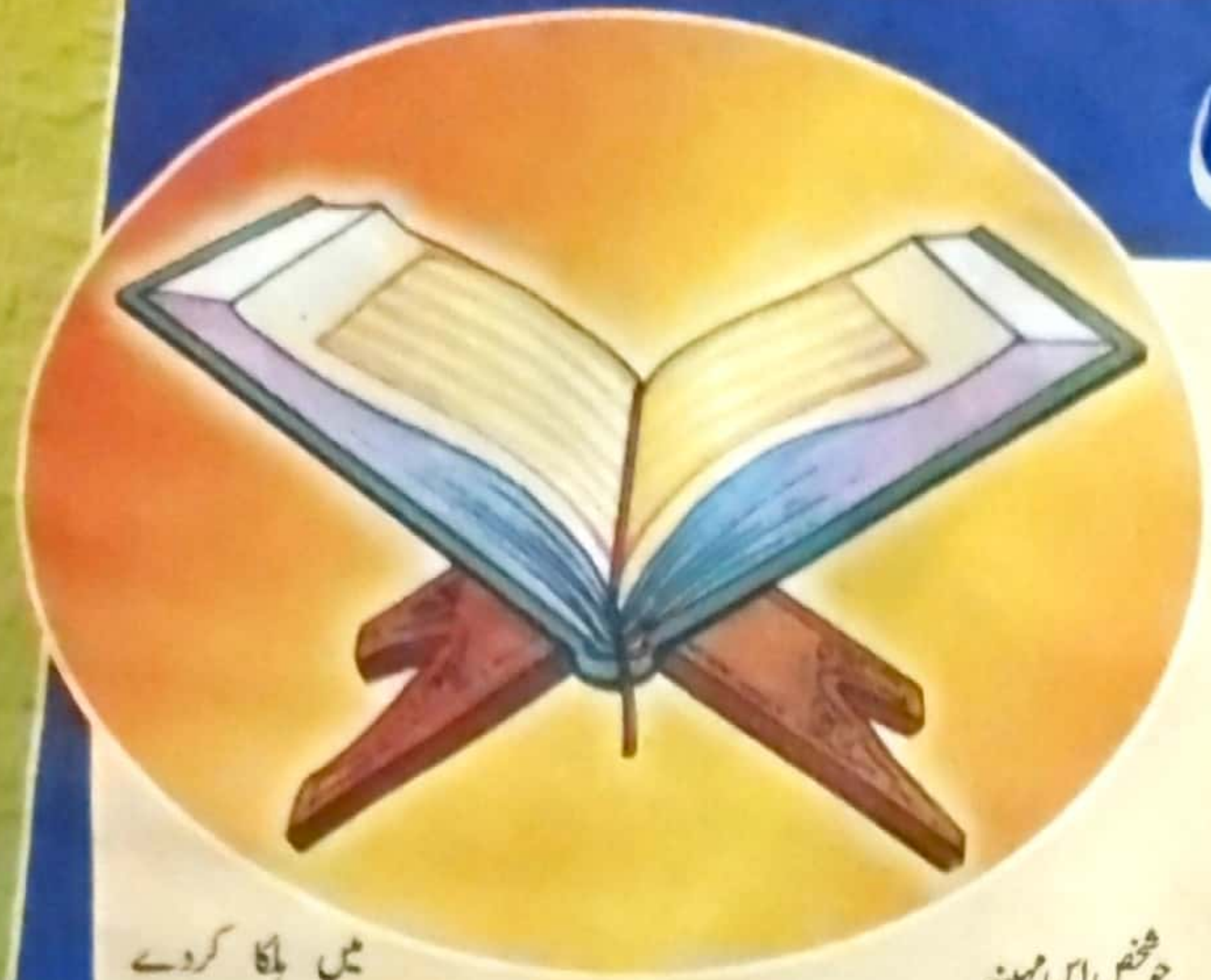

حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے شعبان کی آخری تاریخ میں ہم لوگوں کو وعظ فرمایا کہ تمہارے اوپر ایک مہینہ آرہا ہے جو بہت بڑا مہینہ ہے۔ بہت مبارک مہینہ ہے۔ اس میں ایک رات، (شب قدر) جو ہزار مہینوں سے بڑھ کر ہے، اللہ تعالی نے اس کے روزے کو فرض فرمایا اور اس کے رات کے قیام (یعنی تراویح) کو ثواب کی چیز بنایا ہے، جو شخص اس مہینہ میں کسی نیکی کے ساتھ اللہ کا قرب حاصل کرے، ایسا ہے جیسا کہ غیر رمضان میں فرض کو ادا کیا اور جو شخص اس مہینہ میں کسی فرض کو ادا کرے وہ ایسا ہے جیسا کہ غیر رمضان میں ستر فرض ادا کرے۔ یہ مہینہ صبر کا ہے اور صبر کا بدلہ جنت ہے اور یہ مہینہ لوگوں کے ساتھ غم خواری کرنے کا ہے اس مہینہ میں مومن کا رزق بڑھا دیا جاتا ہے جو شخص کسی روزہ دار کا روزہ افطار کرائے اس کے لئے گناہوں کے معاف ہونے اور آگ سے خلاصی کا سبب ہوگا، اور روزہ دار کے ثواب کی مانند اس کو ثواب ہوگا مگر اس روزہ دار کے ثواب سے کچھ کم نہیں کیا جائے گا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم میں سے ہر شخص تو اتنی وسعت نہیں رکھتا کہ روزہ دار کو افطار کرائے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (پیٹ بھر کھلانے پر موقوف نہیں) یہ ثواب تو اللہ جل شانہ ایک کھجور سے کوئی افطار کرادے یا ایک گھونٹ پانی پلادے یا ایک گھونٹ لسی پلادے اس پر بھی مرحمت فرما دیتے ہیں۔ یہ ایسا مہینہ ہے کہ اس کا اول حصہ اللہ کی رحمت ہے اور درمیانی حصہ مغفرت ہے اور آخری حصہ آگ سے آزادی ہے

جو شخص اس مہینہ میں ہلکا کردے اپنے غلام (وخادم) کے بوجھ کو حق تعالی شانہ اس کی مغفرت فرماتے ہیں اور آگ سے آزادی فرماتے ہیں اور چار چیزوں کی اس میں کثرت رکھا کرو جن میں سے دو چیزیں اللہ کی رضا کے واسطے اور دو چیزیں ایسی ہیں کہ جن سے تمہیں چارہ کار نہیں۔ پہلی دو چیزیں جن سے تم اپنے رب کو راضی کرو وہ کلمہ طیبہ اور استغفار کی کثرت ہے اور دوسری دو چیزیں یہ ہیں کہ جنت کی طلب کرو اور آگ سے پناہ مانگو جو شخص کسی روزہ دار کو پانی پلائے حق تعالی (قیامت کے دن) میرے حوض سے اس کو ایسا پانی پلائیں گے جس کے بعد جنت میں داخل ہونے تک پیاس نہیں لگے گی۔

مرسلہ: بنت مولانا صدیق الٰہی

ہمارے اسلاف کا کردار

راشدہ پروین

وہ ایک ندی کے کنارے جا رہے تھے کہ ایک سیب بہتا ہوا نظر آیا۔ خوش رنگ دیکھ کر پکڑ لیا۔ خوشبو دماغ میں پہنچی تو دل نے چاہا کہ زبان بھی ذائقہ سے آشنا ہو۔ سیب کھالیا تو بعد میں خیال آیا کہ مبادا اس کا کھانا مالک کی اجازت کے بغیر "اکلِ حرام" میں داخل ہو۔ الٹے پاؤں پھرے۔ آٹھ دس میل چل کر ایک باغ میں پہنچے۔ اس کے مالک کو مل کر سیب کا واقعہ سنایا اور معافی کے خواستگار ہوئے۔ باغ کے مالک سید عبداللہ صومعی گوکہ خود عابد و زاہد تھے۔ اس زہد و تقویٰ کو دیکھ کر دنگ رہ گئے۔ حسب ونسب دریافت کیا تو علی ابن ابی طالب تک نور علی نور پایا۔ تھوڑی دیر توقف کیا اور پھر کہا: "محترم! معاف کر سکتا ہوں، لیکن ایک شرط پر" کون سی شرط!

"یہ کہ میری ایک اندھی، بہری، گونگی لڑکی ہے۔ اس سے نکاح کرلو"

اب جناب کی حالت دیدنی تھی۔ ایک طرف تو یہ خوف کہ سیب لقمہ حرام بن کر جزوِ بدن نہ بن جائے تو دوسری طرف ایک اپاہج عورت کے ساتھ عمر بھر کا ساتھ جس کا تصور بھی سوہانِ روح تھا۔ زندگی بھر کا دکھ اور مصیبت، ایک ہیولہ ایک تاریک سایہ جو زندگی کی مسرتوں اور شادمانیوں کا گلا گھونٹ دے۔ لیکن حرام! جس کے تصور نے ابھر کر آگ کے الاؤ کی شکل اختیار کر لی۔ انہیں محسوس ہوا کہ جیسے وہ تاریک شعلوں کی بیکراں آگ میں جل رہے ہوں۔ ان کے ذہن میں خیالات ہجوم لے کر آئے۔ زندگی فانی اور بے اعتبار ہے۔ جوانی چار دن کی چاندنی ہے۔ اس کے بعد عورت اور پتھر برابر ہیں۔ انہوں نے فیصلہ کرلیا اور جرأت سے کہا: "مجھے نکاح منظور ہے" سید عبداللہ صومعی مسکرائے۔

دوسرے دن نکاح ہو چکا تھا جب حجلۂ عروسی میں پہنچے تو ایک حسینہ خوش اندام کو خوش آمدید کہتے پایا گھبرا کر مڑے۔ سید عبداللہ نے پوچھا کہ کیا سبب ہے تو کہا "زوجہ منکوحہ کے علاوہ کوئی اور خاتون ہے کہ اس کے سارے انگ درست اور سالم ہیں" سید عبداللہ مسکرائے اور کہا "مبارک ہو تیری زوجہ ہی تو ہے" "لیکن آپ نے کہا تھا کہ وہ گونگی، اندھی اور اپاہج ہے۔ ہاں کہا تھا۔ یہ گونگی اس لحاظ سے ہے کہ کبھی بری گفتگو نہیں کی۔ اندھی اس وجہ سے ہے کہ کسی غیر محرم کی جانب کبھی نگاہ نہیں کی اور اپاہج اس اعتبار سے ہے کہ گھر سے باہر کبھی نہیں نکلی۔ یہ بدکلامی سے گونگی، بدنظری سے اندھی اور خانہ نشینی کے اعتبار سے اپاہج ہے۔

یہ عظیم خاتون ام الخیر فاطمہ اور ان کے شوہر شیخ ابوصالح موسیٰ تھے۔ یہ شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ کے والدین تھے۔ جب والدین کے زہد و تقویٰ کا یہ عالم ہو تو اولاد کی پرورش و تربیت بھی ان ہی خطوط پر ہوتی ہے۔ خود شیخ عبدالقادر جیلانی جب ماں کی گود میں تھے تو رمضان میں کبھی دن میں دودھ نہیں پیا۔ ایک بار عید کے ہونے یا نہ ہونے کا جھگڑا پیدا ہوگیا تو سب نے کہا کہ شیخ ابوصالح کے ہاں جا کر پوچھو، ان کے بچے نے دودھ پیا ہے؟

پروردگار سے دعا ہے کہ ہم سب کو بھی اپنے اسلاف کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہماری مائیں محض بچے ہی پیدا نہ کریں بلکہ ان کی صحیح اسلامی خطوط پر تعلیم و تربیت بھی کر سکیں۔ (آمین)

(ماخوذ از "سوانح شیخ عبدالقادر جیلانی")

کشکول

گل ریز

◉ اہل بصیرت کے لئے ہر ایک نگاہ میں عبرت اور ہر ایک تجربے میں نصیحت ہے۔ ◉ موت سے بڑھ کر کوئی سچی اور امید سے بڑھ کر کوئی جھوٹی چیز نہیں۔ ◉ سب سے اچھا کلام وہ ہے جس کی حسن فعل تصدیق کرے۔ ◉ قول بے عمل اور عمل بے اخلاص نا قابل قبول ہیں۔ ◉ ہر عمل جو موافق شریعت ہے، ذکر میں داخل ہے، اگرچہ خرید و فروخت کیوں نہ ہو۔ ◉ بہترین قول ذکر، بہترین فعل عبادت اور بہترین خصلت حلم ہے۔ ◉ ہر بات جو ذکر سے خالی ہو لغو ہے، ہر خاموشی جو فکر سے خالی ہو سہو ہے اور ہر نظر جو عبرت سے خالی ہو لہو ہے۔ ◉ بچوں کی اصلاح مکتب میں ہے اور عورت کی گھر میں۔ ◉ بلند آواز سے رونا بے صبری اور قہقہہ مار کر ہنسنا سفاہت (بیوقوفی) کی دلیل ہے۔ ◉ جو کام اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے کیا جائے، اس میں بندوں کا خوف نہیں کرنا چاہئے۔

(بنت مولانا عبدالرشید ارشد)

عظیم اور بے مثال ہستی

''ماں'' ایک مختصر سا لفظ ہے لیکن ماں کہنے سے دل کو سکون ملتا ہے یوں محسوس ہوتا ہے جیسے دھوپ میں کھڑا چھاؤں میں آجائے۔ ماں ایک ابر رحمت کی طرح ہے، ماں اس گھنے درخت کی مانند ہے جس کے نیچے بیٹھ کر انسان فرحت محسوس کرتا ہے، ماں ایک ڈالی ہے جو اپنے پھولوں کے سبب خوبصورت دکھائی دیتی ہے اگر ڈالی ٹوٹ جائے تو پھول بکھر جاتے ہیں اور اگر پھول ٹوٹ جائیں تو ڈالی ویران ہو جاتی ہے، مجھے ماں اور پھول میں کوئی فرق نظر نہیں آتا اگر دنیا آنکھ ہے تو ماں اس کی بینائی۔ سخت سے سخت دل کو بھی ماں کی پرنم آنکھوں سے موم کیا جاسکتا ہے، بغیر لالچ کے اگر پیار ملتا ہے تو صرف ماں سے۔ ماں جنت کا پہلا اور آخری تحفہ ہے، ماں کی دعا دنیا کی ہر چیز سے طاقت ور ہے، ماں ایک خوشبو ہے جس سے یہ جہاں مہک اٹھتا ہے، ایک درخت ہے جس کے نیچے بیٹھنے سے زندگی بھر کی تھکن دور ہو جاتی ہے، ایک دعا ہے جو سدا سر پرتنی رہتی ہے ایک آہ ہے جو سیدھی عرش پر جاتی ہے، ایک مشعل ہے جو سیدھا راستہ دکھاتی ہے، ماں کے دل کی خاموشیوں میں سویا ہوا نغمہ بچے کے ہونٹوں پر کھیلتا ہے، سب سے زیادہ خوبصورت اور شیریں پیار ماں کا ہے، ماں کی زندگی میں محبت اور مہربانی کا خمیر پایا جاتا ہے، ماں کی محبت حقیقت کی آئینہ دار ہوتی ہے محبت کی ترجمانی کرنے والی اگر کوئی ہستی ہے تو وہ صرف ماں ہے، ہر تکلیف اور غم کا مرہم ماں ہے، جنت ماں کے قدموں میں ہے، اللہ تعالیٰ کا بہترین تحفہ ماں ہے۔

(مرسلہ: نائلہ عباسی۔ ایوبیہ مومن آباد)

لفظ باتیں کریں

★ انسان اپنی طرف سے پوری کوشش، پوری تدابیر اختیار کرتا ہے اور جب کامیابی اس کے قریب جا پہنچتی ہے تو دو چیزیں اس کے اور کامیابی کے درمیان حائل ہو جاتی ہیں ایک موت اور دوسری تقدیر۔ ★ چیزوں کی محبت اگر مستقل دل میں بس جائے تو وہاں سے دلوں کا مالک اٹھ جاتا ہے۔ ★ لوگ دین کے لئے لڑیں گے، دین کی حمایت کریں گے، لیکچر دیں گے اور اس کی خاطر مر بھی جائیں گے، لیکن دین کے مطابق زندگی نہیں گزاریں گے۔ ★ جہاں توقعات کی فصلیں پک کر کھڑی ہو جائیں وہاں زیادہ تر مایوسی کا پھل لگتا ہے۔

(نادیہ یمنیٰ عثمانی، ماڈل کالونی کراچی)

بہتر ہے

مسکراہٹ کی مٹھاس شکر کی مٹھاس سے
عزت کی سوکھی روٹی ذلت کے حلوے سے
اخلاص کا ایک روپیہ دکھاوے کے کروڑ روپوں سے
علم کا پیاسا دولت کے بھوکے سے
قابل اعتماد دوست تنہائی سے
ذاتی جھونپڑی کرائے کے محل سے

(اختر منیر غزالی۔ پشاور)

غیر آزمودہ

★ کپڑے پر کسی قسم کا بھی داغ لگا ہو تو اس جگہ کو قینچی سے کاٹ لیں داغ کا نام و نشان نہ رہے گا۔

★ چہرے کے مسام بہت کھل جائیں تو دودھ میں ابلی ملا کر لیپ کریں افاقہ ہوگا۔

★ اگر داڑھ میں درد کی شدت بہت بڑھ جائے تو آنکھوں میں مرچوں والا ہاتھ لگالیں داڑھ کی تکلیف بھول جائیں گی۔

★ اگر آپ کو سخت نیند آرہی ہو اور آپ سونا نہ چاہیں تو صابن سے منہ دھولیں لیکن یاد رہے اس دوران اپنی آنکھیں کھلی رکھیں نیند بالکل اڑ جائے گی۔

(مرسلہ بنت صفدر علی۔ شورکوٹ)

تقویٰ

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

''اگر تم نماز پڑھتے پڑھتے کمان کی طرح جھک جاؤ اور روزہ رکھتے رکھتے تانت کی طرح دبلے بھی ہو جاؤ تو بغیر تقویٰ اختیار کئے اور مال حرام سے بچے بغیر کچھ بھی قبول نہ ہوگا لہٰذا حرام سے بچنا اور تقویٰ اختیار کرنا نہایت ضروری ہے۔''

(ن۔ ر۔ قیصرانی)

پیارا پاکستان

لاہور سے بذریعہ سڑک یا ریل گجرات جانا ہو تو راستے میں ''گوجرانوالہ'' پڑتا ہے۔ یہ بہت پرانا شہر نہیں ہے لیکن اس شہر کی بہت سی روایات پرانی ہیں۔ اصلاً گوجرانوالہ مہمان نواز شہر ہے۔ اس کا نام لیتے ہی فورا لسی کے بھرے ہوئے گلاس، تکے، بھنے ہوئے چڑے اور تیتر ذہن میں آتے ہیں۔ گوجرانوالہ اس وقت پاکستان کا بہت بڑا صنعتی شہر شمار ہوتا ہے۔ ممکن نہیں کہ آپ کے گھر میں گوجرانوالہ شہر کی بنی ہوئی کوئی چیز نہ ہو۔ پنکھا تو ضرور ہوگا، نہیں تو واشنگ مشین۔ یہاں لوہے کی الماریاں، تانبے اور المونیم کے برتن، آٹا پیسنے اور کپڑا بننے، جوتے تیار کرنے، اسٹین لیس اسٹیل کے برتن، پانی کے پمپ، ڈیزل کے انجن اور نہ جانے کیا کچھ بنتا ہے۔ یہاں ہر سال ایک نمائش لگتی ہے جس میں صرف میڈان گوجرانوالہ اشیاء رکھی جاتی ہیں۔ کہتے ہیں کہ ایک لڑائی کے بعد امرتسر کے جاٹوں نے شہر کے گوجروں کو باہر نکال بھگایا، یہ گوجر چلتے ہوئے چناب کے کنارے ایک گاؤں میں آکر ٹھہر گئے، پہلے یہ گاؤں گوجروں کا ڈیرا اور بعد میں گوجرانوالہ کہلایا۔ یہاں بھی جاٹوں نے گوجروں کا پیچھا نہ چھوڑا اور رنجیت سنگھ کے دادا چرت سنگھ جاٹ نے اس آبادی پر قبضہ کرلیا۔ یہیں سکھوں کا مشہور حکمران رنجیت سنگھ پیدا ہوا۔ گوجرانوالہ پرانا شہر سرکلر روڈ کے اندر تھا۔ جس کے مختلف دروازے تھے۔ گوجرانوالہ میں تین ریلوے اسٹیشن ہیں، گوجرانوالہ سٹی، گوجرانوالہ اور گوجرانوالہ کینٹ۔ اس شہر کو کبھی پہلوانوں کی وجہ سے شہرت حاصل تھی مگر آج اس کی شہرت صنعتی شہر ہونے کے اعتبار سے ہے۔ تحریک آزادی میں اس شہر کے باسیوں کا بڑا کردار رہا ہے۔ مولانا ظفر علی خان کا تعلق اسی ضلع سے تھا یہاں کئی ایک دینی مدرسے اور مراکز موجود ہیں۔ ''نصرۃ العلوم'' یہاں کا بہت بڑا دینی مدرسہ ہے، مشہور محقق، جید عالم دین حضرت مولانا سرفراز خان صفدر صاحب دامت برکاتہم اسی شہر میں ہوتے ہیں جن کے دم سے علم و تحقیق کی محفلیں آج بھی قائم ہیں۔

بہترین تحفہ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے میری امت کے فساد کے وقت میری سنت کو مضبوطی سے پکڑا اسے سو شہیدوں کے برابر ثواب ملے گا۔ (مشکوٰۃ شریف) فساد سے مراد ایسا وقت اور دور ہے جس میں ہر طرف بدعت وفسق کا زور ہوگا لوگ فسق و بدعت میں گھرے ہوں گے ایسے پُرفتن دور میں ایک سنت پر عمل کرنے سے سو شہیدوں کے برابر ثواب ملے گا اور یہی آج کا دور ہے۔

درحقیقت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں حدیث اور سنت کی صورت میں نایاب اور بہترین تحفہ دے کر گئے ہیں ہمیں اس کی قدر کرنی چاہئے، ہمارا حال یہ ہے کہ سنت کی طرف توجہ ہی نہیں، رسم ورواج اور بدعات کرنے کو ہی باعث ثواب سمجھتے ہیں اتنی عظیم بشارت پڑھنے کے بعد میرے خیال میں کوئی بھی بہن اس کو حاصل کرنے سے پیچھے نہ رہے گی، ہر بہن روزمرہ کے کام سرانجام دیتی ہے اگر ان کو سنت کے مطابق کرے تو کام بھی ہوجائے گا اور ثواب بھی مل جائے گا۔ اگر آپ کو پانی پینا ہے تو پینے سے پہلے اسے دیکھ لیں، بیٹھ کر پانی پئیں، تین سانس میں پئیں، ابتداء بسم اللہ سے کریں اور انتہا الحمدللہ پر اور دائیں ہاتھ سے پئیں، لیجئے آپ کی پیاس بھی بجھ گئی اور آپ کو سو شہیدوں کا ثواب بھی مل گیا۔

ہمارا رب کتنا کریم ہے معمولی سے کام پر اتنا اجر؟......

سبحان اللہ! اور ہم کتنے غافل ہیں اب ہمیں غفلت دور کرنی ہوگی۔ ان سنتوں پر عمل کرنے کی برکت سے اللہ تعالیٰ مکمل دین پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائیں گے۔ اسی طرح بیت الخلاء جاتے وقت دعاء پڑھ لیں اور بایاں پاؤں اندر رکھیں اور باہر نکالتے وقت دایاں پاؤں نکالیں اور فراغت کی دعا پڑھ لیں، بچوں کو کپڑے پہناتے وقت یا خود پہنتے وقت دائیں طرف سے یعنی دائیں بازو سے شروع کریں اور اتارتے وقت بائیں طرف سے شروع کریں، الحمدللہ میں اپنے بچوں کو پیدائش کے بعد ہی سے سنت کے مطابق کپڑے پہناتی اور اتارتی رہی اب بچوں کی عادت بن گئی ہے، میری دو سال کی بچی پاجامہ اتارتے وقت بائیں

ع، عطاء الرحمٰن، جدہ

طرف سے اتارتی اور دائیں طرف سے پہنتی ہے، پانی پلانے سے پہلے ہم اسے بٹھاتے ہیں اور دعا پڑھواتے ہیں اسی طرح کھانے کے وقت بھی وہ اپنی توتلی زبان سے بسم اللہ، الحمدللہ پڑھتی ہے، یقین کریں ہم اگر اپنے آپ کو سنت کے مطابق ڈھال لیں اور بچوں کی تربیت اسی نہج پر کریں تو کیا بعید ہے کہ ہمارے یہی بچے محمد بن قاسم اور صلاح الدین ایوبی بنیں۔ شرط یہ ہے کہ پہلے ہمیں حضرت عائشہ اور حضرت خنساء رضی اللہ عنہما جیسا بننا ہوگا۔ لفظی اور تحریری وعدہ کے علاوہ تمام خواتین عہد و پیمان کریں کہ کوئی کام سنت کے خلاف نہیں کریں گی۔ اسی سے ہماری زندگیوں میں انقلاب آئے گا اور یہی اعمال اللہ تعالیٰ کے قرب کا ذریعہ بنیں گے اور یہی راستہ جنت کی طرف جاتا ہے بقول کسی شاعر کے۔

سنتوں کی یہ سیدھی سڑک
جاتی ہے جنت کی طرف بے دھڑک

سب سے ممتاز چیز

بنت حسام الدین

لوگ اپنے لیے پسند کرتے ہیں
ایک سے ایک ممتاز چیز
یعنی سب سے اعلیٰ اور
سب سے بہترین
اللہ پاک نے
اس زندگی کے ساتھ
دو چیزیں بھیجی ہیں
ایک ہدایت اور دوسری گمراہی
ایک نیکی اور دوسری بدی
اللہ پاک نے ہدایت کو بنایا ہے ممتاز
یعنی سب سے اعلیٰ اور
سب سے بہترین
گمراہی ہے اندھیرے کا جال

جو اپنے لیے ہدایت پسند کرتا
اللہ پاک اس کو اندھیرے سے نکال کر
روشنی میں لاتا ہے
جو گمراہی میں رہنا پسند کرتا ہے
وہ روشنی سے نکل کر
اندھیروں میں چلا جاتا ہے
اللہ پاک فرماتے ہیں
دین میں نہیں ہے کوئی زبردستی
انسان نے خود ہی پسند کرنی ہے

سب سے ممتاز چیز

اَللّٰھُمَّ
اے اللہ!
اَلْھِمْنِیْ رُشْدِیْ
ہدایت کو مجھ پر الہام فرماتے رہئے
وَ اَعِذْنِیْ
اور مجھے بچاتے رہئے
مِنْ شَرِّ نَفْسِیْ
میرے نفس کے شر سے۔

شعروں کا انتخاب

حمد

خورشید درخشاں میں جھلک تیری ہے
اور گوہر لامع میں دمک تیری ہے
ہے کون و مکاں نور سے تیرے پُر نور
ہر ذرۂ تاباں میں چمک تیری ہے

• • • • • •

دلوں کا مالک، نظر کا حاکم، سمجھ کا صانع، خرد کا بانی
جمال اُسی کا، جلال اسی کا، اسی کو زیبا ہے لَن تَرانی

اکبر الہ آبادی

(مرسلہ: بنت اوصاف علی خان حیدرآباد)

گزشتہ شمارے میں صفحہ ۸ پر مضمون "**اسلام ہی دین مقبول ہے**" کا کچھ حصہ تکنیکی غلطی سے صحیح شائع نہیں ہوسکا۔ اس لئے وہ حصہ دوبارہ شائع کیا جارہا ہے۔

جس وقت جبرائیل امین تکمیل دین کا سندیسہ لے کر آئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم میدان عرفہ میں اونٹنی پر سوار تھے ذوالحجہ کی 9 تاریخ، جمعہ کا مبارک دن اور غروب آفتاب سے پہلے کا وقت تھا اس کے 81 دن بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رفیق اعلیٰ سے جاملے، بخاری کی روایت ہے کہ ایک یہودی نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے کہا کہ تم جو اس آیت (الیوم اکملت) کو پڑھتے ہو اگر وہ ہم یہودیوں پر نازل ہوتی تو ہم اسے عید کا دن مقرر کرتے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا مجھے علم ہے کہ یہ آیت کب اور کہاں اتری، اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہاں تشریف رکھتے تھے؟ یہ آیت یوم عرفہ کو اتری اور ہم اس وقت عرفات میں تھے اسی میدان عرفات میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بے مثال اور باکمال خطبہ دیا جو خطبۃ الوداع کے نام سے موسوم و معروف ہے یہ خطبہ اسلام کا بنیادی منشور ہے اس کا ہر حرف بحر بیکراں کا مفہوم رکھتا ہے بیش قیمت اور بے نظیر ہے یہ خطبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جامع ترین کلمات کا منہ بولتا ثبوت ہے انسانیت کی معراج کو چھو جانے والے مطالب رکھتا ہے یہ خطبہ اسلامی قوانین و احکام کا مختصر و پر مغز خاکہ اور فصاحت و بلاغت کا نمونہ ہے فرمایا:

مسلمان کی جان و مال اور آبرو محترم ہے، ظلم و خون ریزی حرام ہے، حسب و نسب پر فخر کو کچھ اہمیت نہیں، نسلی و علاقائی، جغرافیائی تعصب مٹ چکا ہے، جاہلیت کی سب رسمیں، باتیں اور دشمنیاں ختم ہوچکی ہیں سود و انتقام کے لئے اسلام میں کوئی گنجائش نہیں، آپ نے عدل و مساوات کا حکم دیا فرمایا بزرگی کا معیار صرف تقوٰی ہے ایک دوسرے کے حقوق کا خیال ضروری ہے عورت تمہارے نیک و نرم سلوک کی مستحق ہے۔ اسلامی عبادات کی ادائیگی پر زور دیا اور اس بات پر اختتام کیا کہ یہاں کے حاضر غائب تک یہ پیغام پہنچادیں پھر حاضرین کو مخاطب کرکے فرمایا میرے بارے میں تم سے سوال ہوگا کیا جواب دو گے انہوں نے کہا ہم شہادت دیں گے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے امانت پہنچادی حق ادا کردیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین مرتبہ یہ الفاظ دہرائے "خدایا گواہ رہنا"

ساس بہو کے مسائل دین پر عمل پیرا نہ ہونے کی وجہ سے ہیں

ساس، بہو کی لڑائی شاید اتنی ہی قدیم ہے جتنی کہ یہ دنیا، یہ رشتہ بہت نازک ہے، معمولی خراش بھی آئینہ دل پہ دراڑ محسوس ہوتی
ہے۔ خواتین کا اسلام میں اس موضوع پر کسی منصوبے کے تحت اظہار خیال شروع نہیں کیا گیا تھا، بس آپ ہی آپ یہ سلسلہ چل
نکلا، اگر اسے یونہی چھوڑ دیا جاتا تو جانے کب تک چلتا۔ آج ہم نے تتمے کے طور پر آمدہ مضامین کا خلاصہ دینے کا اہتمام کیا ہے۔
ممکن ہے مختلف خواتین کے اظہار خیال سے دونوں طرف کے طبقات میں بہتری کے امکانات پیدا ہوسکیں۔ سمجھداروں کے لئے تو
ایک ہی بات کافی ہوتی ہے اور جسے نہ سمجھنا ہو اس کے لئے وعظ ونصیحت کے سینکڑوں لیکچر نا کافی رہتے ہیں۔ دیکھئے ام عبدالرب
صاحبہ نے بہت برموقع حدیث نقل کی کہ المسلم من سلم المسلمون من لسانہ ویدہ کہ "مسلمان وہ ہے، جس کی زبان
اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ ومامون رہیں" ...... اور آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان تو بہت ہی عظیم ہے کہ من لم
یرحم صغیرنا ولم یوقر کبیرنا فلیس منا کہ "جو شخص ہمارے چھوٹوں پر شفقت اور بڑوں کا ادب نہ کرے وہ ہم میں
سے نہیں۔" ساسوں کا طبقہ ہو یا بہوؤں کا، اپنی اپنی ذات کا ان ارشادات کی روشنی میں محاسبہ کرکے اپنے کردار وعمل کو سنوار لے تو یہ
مختصر سے ارشادات بھی کافی ہیں۔ (حافظ)

ام عبدالرب

میرا مشورہ یہ ہے کہ دونوں طبقے کامیاب خواتین کے حالات زندگی پڑھیں، خواتین کا اسلام میں چھپنے والے مضمون "میری بیوی، میری رفیقۂ حیات" پر بھی ایک نظر ڈال لیجئے کہ بعض باتیں صرف پڑھنے کی نہیں ہوتی ہیں بلکہ رگ و پے اور کردار وعمل میں ڈھالنے کے لئے ہوتی ہیں۔ اللہ کے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا المسلم من سلم المسلمون من لسانہ ویدہ "مسلمان وہ ہے جو دوسرے مسلمان کو اپنے ہاتھ اور زبان سے سلامتی پہنچائے" ......اور سلامتی ہر کسی کو محبوب ہوتی ہے۔ اپنی سلامتی کی خاطر دوسروں کو سلامتی پہنچانے والا سب کا محبوب ہو جاتا ہے۔

بنت محمد اشرف۔ بورے والا

آیندہ بننے والی ساس کو چاہئے کہ بہو کا انتخاب سوچ سمجھ کر کریں، ظاہری خوب صورتی اور شان وشوکت دیکھنے کی بجائے سیرت وکردار، شرعی پردے کی پابندی، گھر کے کام کاج کی ماہر اور ٹی وی، میوزک اور تصویر کشی سے مکمل پرہیز کرنے والی بہو تلاش کریں۔ ایسی بہو آپ کو مل گئی تو سمجھئے کہ آپ کو سب کچھ مل گیا۔

بنت حیات۔ واہ کینٹ

وہ لڑکی جو اپنے ماں باپ اور بہن بھائی کو چھوڑ کر نئے گھر آئی ہے وہ بھی ساس کی محبت کی حق دار ہے۔ بہو اگر کہیں غلطی کرے تو ساس بے صبری کا مظاہرہ نہ کرے بلکہ ایک ماں کی حیثیت سے اسے سمجھائے اگر ساس بہو کو بیٹی سمجھ لے تو ہو نہیں سکتا کہ لڑائی ہو۔ بہو کی بھی ذمہ داری ہے کہ شادی ہونے کے بعد اپنا نخرہ، اپنی ضد، اپنی پسند، بات بات پر روٹھنا یہ سب چیزیں ماں کے گھر چھوڑ آئے، بہو کو چاہئے کہ وہ ساس سسر کو ماں باپ کا درجہ دے، یوں ایک گھرانہ مثالی گھرانہ بن سکتا ہے۔

ام جرار حیدر

شریعت نے کہیں یہ حکم نہیں دیا کہ ساس سسر کی خدمت بہو کے ذمے ہے، یہ ذمے داری بیٹے کی ہے، بیٹا اپنے حصے کی ذمہ داری بیوی پر ڈال کر سبک دوش ہو جاتا ہے، ساس سسر کو سنبھالنا

> بہو غلطی کرے تو
> ساس بے صبری کا مظاہرہ نہ کرے۔
> بہو کی بھی
> ذمہ داری ہے کہ وہ
> اپنی ضد، اپنا نخرہ، اپنی پسند
> ماں کے گھر چھوڑ آئے

اور ان کی خدمت کرنا ہم پر صرف اخلاقی ذمہ داری ہے اور شوہر کی شرعی ذمہ داری۔ ہم اس پر تیار ہیں کہ ساس سسر کو سنبھالیں لیکن ان کی ساری اولاد کو سنبھالنا ہماری ذمہ داری نہیں۔

ام طلحہ، حیدر آباد

بہو ہونا تو گویا ایک جرم بن گیا ہے، میرے بھی ارمان ہیں کہ ساس مجھے اپنی بیٹیوں کی طرح سمجھے، بڑھ کر نہیں تو برابری کا حق تو دے سکتی ہے لیکن بیٹی اگر جھوٹ بولے تو سچ ہوتا ہے، بہو سچ بھی کہے تو جھوٹ ہی سمجھا جاتا ہے، بیٹی پر ذرا سا ظلم ہو جائے تو کہا جاتا ہے ہائے ہماری بیٹی کی قسمت پھوٹ گئی، اور بہو کو ظلم کی چکی میں بھی پیس کر رکھ دیا جائے تو اسے احتجاج کا کوئی حق نہیں ملتا الٹا یہی کہا جاتا ہے کہ ہم نے بھی برداشت کیا ہے تم بھی برداشت کرو۔

بنت حوا

بہو تمام کڑوی کسیلی سن کر بھی برداشت کرتی ہے اور ساس کو ساس کہہ کر نہیں امی جان! کہہ کر بلاتی ہے مگر ہمارے گھرانوں میں بہو کو بیٹی سمجھنے کا دعویٰ تو کیا جاتا ہے مگر بیٹی کی بجائے بہو کہہ کر ہی بلایا جاتا ہے، بہو کو بھی وہی اپنائیت دی جائے جو بیٹی کو دی جاتی ہے تو بہو بھی اتنی سنگدل نہیں ہوگی کہ پیار ومحبت کو ٹھکرا کر بیابانوں میں خوار ہونے کی غلطی کرے۔

زوجہ امتیاز۔ بورے والا

میرے خیال میں ہمارے گھروں میں ساس بہو کے مسائل دین اسلام پر عمل پیرا ہونے کی وجہ سے ہیں۔ دین نے ہر معاملے میں ہماری رہنمائی کی ہے، صبر اور معاف کر دینا بہت بڑی نیکی ہے بشرط کہ یہ نیکی دونوں طرف سے ہو اگر ایک طرف سے ہی برداشت کیا جائے اور دوسری طرف سے بات نہ سمجھی جائے تو معاملہ الٹ ہو جائے گا اس لئے کہ برداشت کی بھی ایک حد ہوتی ہے" کیوں کہ غصہ تو ہر کھانے والے میں ہوتا ہے"۔

ام عبداللہ۔ رحیم یار خان

میں اسکول کالج کی ہونہار طالبہ رہ چکی ہوں، تفسیر دورحدیث پڑھ کر باقاعدہ سند حاصل کر رکھی ہے۔ میری شادی کو سات سال ہونے والے ہیں، سسرال یہ سوچ کر آئی تھی میں روایتی بہو بنوں گی نہ اپنی ساس کو روایتی ساس بننے دوں گی۔ لیکن یہاں آکر اکثر مجھے یہی سننے کو ملا کہ "عورت پاؤں کی جوتی ہوتی ہے" پوری آئے تو ٹھیک ورنہ بدل ڈالو، آپ یقین کریں نہ کریں میری ساس نے ہمیشہ جھوٹ کا دامن تھاما ہے، میں نے یہی دیکھا ہے کہ اگر بہو اچھی ملی تو ساس ناشکری ملی، اگر ساس بے چاری نیک ہے تو بہو افلاطون مل جاتی ہے۔ میں نے اس سارے عرصے میں یہی نتیجہ اخذ کیا ہے کہ چاہے ساس بہو کا معاملہ ہو یا کوئی اور کام اگر خدا کا خوف ہر وقت ذہن میں رہے تو پھر کسی پر ظلم کرنے کو بھی دل نہیں چاہتا۔ میں اپنے میاں سے اکثر سوال کرتی ہوں کہ کیا میں بھی ایسی ہی ساس بن جاؤں گی؟ آگے سے جواب ملتا ہے "ہر عورت ایسا ہی کرتی آئی ہے تم بھی ایسا ہی کروگی"۔ یقین جانیں یہ سن کر مجھے سردی سی لگنے لگتی ہے۔

شگفتہ پروین ۔ فیصل آباد

میں بہو ہونے کے ناطے کہوں گی کہ ساس اور بہو کو اپنی سوچ کا دائرہ وسیع کرنا ہوگا۔ دونوں کا مقام عزت کا ہے، اگر بہو ساس کے رشتے کو ماں کا مقدس رشتہ سمجھے تو ایک ساس بھی بہو کو بیٹی جتنا پیار دے۔

سلیمہ اختر ۔ کراچی

چودہ سال پہلے میری شادی ہوئی تو میری خواہش تھی کہ میں ایسی بہو بنوں گی کہ لوگ حیران و پریشان ہو جائیں گے۔ لیکن شادی کے بعد ایک دن بھی چین سے نہیں گزرا۔ صبح ہوتے ہی ساس نندوں نے خوب رلایا، ساس نے کہا مجھے سونے کی چوڑیاں کیوں نہیں دیں؟ میرے بیٹے کو سونے کی انگوٹھی کیوں نہیں دی؟ گھر میں فون تھا مگر مجھے استعمال کرنے کی اجازت نہیں تھی، فریج تھا لیکن ساس کے لئے، میں باہر سے برف لاتی، محلّہ میں کسی خاتون سے سلام دعا نہیں کرنا، سر پر دوپٹہ لینے کی اجازت نہیں، ساس اور نندوں کو شکایت تھی کہ میں نماز، تسبیح اور قرآن مجید کیوں پڑھتی ہوں؟ میں نے شرعی پردہ کرلیا تو ایک طوفان آگیا اور بالآخر مجھے طلاق دلوادی اور آج میں کرائے کے مکان میں رہتی ہوں۔ اللہ تعالیٰ ایسی ساسوں کو ہدایت دیں۔

اہلیہ مہر یوسف ۔ چنیوٹ

الحمدللہ میں ایک دینی گھرانے میں پیدا ہوئی اور دینی گھرانے میں ہی میری شادی ہوئی۔ میری ساس مجھ سے جتنا پیار کرتی ہیں۔ شاید ہی کوئی مجھ جیسی خوش نصیب ہو۔ دو سال ہو گئے شادی کو لیکن آج تک انہوں نے میری کسی بات کا برا نہیں منایا۔ وہ مجھ سے اپنی بیٹیوں کی طرح پیار کرتی ہیں، اگر کبھی بیمار ہوتی ہوں تو میرے پاس آکر بیٹھتی ہیں اور پیار بھری باتیں کرتی ہیں۔ اگر کبھی میرے شوہر میری غلطی پر ڈانٹیں تو الٹا انہیں سمجھاتی ہیں۔ سسر بھی میرا بہت خیال رکھتے ہیں۔ میں بھی ہر قدم ان سے پوچھ کر اٹھاتی ہوں اور کوشش کرتی ہوں کہ کوئی ایسا کام نہ ہو جو انہیں تکلیف پہنچائے۔

تسنیم چیمہ ۔ گوجرانوالہ کینٹ

اللہ ہدایت دے ان عورتوں کو جو اپنے بیٹوں کی بیویوں سے حسن سلوک دیکھ کر محض حسد اور جلن میں انہیں آپس میں لڑوانے اور دوری پیدا کرنے کے لئے تعویذ گنڈوں کا سہارا لیتی ہیں۔ ایسا کر کے وہ اللہ کی لعنت کی مستحق ٹھہرتی ہیں۔ دین سے دوری، محض دکھاوے کی عبادتیں اور غلط انداز فکر پورے گھرانے کو الجھانے کا باعث ہیں۔ دلوں کا اطمینان اور روح کا سکون صرف دین پر عمل کرنے میں ہے۔

بنت عبدالرحمٰن ۔ ڈیرہ غازی خان

کبھی اخبار میں آپ نے پڑھا کہ فلاں جگہ چولہا پھٹنے سے ساس جل گئی یا کسی کی نند جل گئی، ہمیشہ بہو ہی جلتی ہے۔ میری ساس کی 12 عدد بہویں ہیں۔ مگر کسی کو بھی اپنے ساتھ نہیں رکھنے کے لئے راضی نہیں۔ سخت اور ظالم ساسوں کی تعداد آٹے میں نمک کے برابر نہیں بلکہ شربت میں میٹھے کے برابر ہیں۔ جس گھر میں انصاف کے تقاضے پورے نہ کئے جائیں وہاں لڑائی جھگڑے ختم نہیں ہوتے۔ میری تمام ساسوں سے اپیل ہے کہ وہ بہوؤں کو ان کے جائز حقوق دینے میں کوتاہی نہ کریں کیونکہ ہوسکتا ہے قیامت کے دن انہیں بھی ان باتوں کا حساب دینا پڑے۔

"میری ساس
مجھ سے جتنا پیار کرتی ہیں
شاید ہی کوئی
مجھ جیسی خوش نصیب ہو،
میں ہر قدم اُن سے
پُوچھ کر اُٹھاتی ہوں"
(ایک بہو)

ام متین فاروق ۔ کشمیر

ہمارے معاشرے میں ہر طرح کی بہویں ہیں۔ یہ ضروری نہیں کہ ہر بہو بری ہو یا ہر ساس بری ہو کچھ جگہ واقعی ظلم ہوتا ہے۔ بعض جگہ ساس مظلوم ہوتی ہے، ہم بہو یا بھابھی ہوں ساس کے تمام حقوق ادا کریں لیکن وہ اس رشتے کو اتنا حقیر جانیں کہ ساری زندگی گزار کر بھی انسان مس فٹ رہے، ساس امی والا رشتہ قابل عزت و احترام ہے لیکن اگر کوئی برا سلوک کرے تو کیا دل سے عزت ہوگی، یا بددعائیں نکلیں گی؟ ساس آج اگر اپنی بہو سے اچھا سلوک کرے تو کل اس کی بیٹیوں کے ساتھ بھی ضرور اچھا سلوک ہوگا۔

بنت آدم ۔ کوٹ ادو

قلموں کی سیاہی ختم ہو جائے گی لیکن ساسوں کے مظالم ختم نہیں ہوں گے۔ ساس جو عمر کے آخری ایام گزار رہی ہوتی ہے بہو کے آتے ہی دوبارہ جوان ہو جاتی ہے کیونکہ اسے حکم چلانے کے لئے ایک لونڈی میسر آجاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ تمام ساسوں کو ہدایت دے اور لڑکیوں کو بھی اچھی بہو بننے کی توفیق دے۔ (آمین)۔

نام نہیں لکھا

شادی سے پہلے میں ایک خوبصورت، سمجھدار اور سگھڑ لڑکی کے نام سے پہچانی جاتی تھی۔ مگر بہو بننے کے بعد سے میری یہ شناخت ختم ہو گئی ہے اور میں ایک بدمزاج اور خودسر بہو کے طور پر پہچانی جاتی ہوں۔ نہ نہ نہ میں نے یہ تو نہیں کہا کہ سب بہویں بہت اچھی ہوتی ہیں۔ کچھ بہویں انتہائی بدلحاظ اور آرام طلب ہوتی ہیں جو اپنے سسرال والوں کا جینا تک حرام کر دیتی ہیں۔ مگر سب بہوؤں پر ایک ہی مہر لگا دینا کہاں کی دانشمندی ہے۔ بیاہ کر آنے کے بعد جو جملے کانوں میں پڑتے ہیں وہ یہی ہوتے ہیں کہ اپنے گھر کے افراد کے ساتھ مل جل کر رہنا اور دیورانی یا جٹھانی جو رشتہ بھی موجود ہو ان سے دوستانہ تعلق کو مضبوط کرنا مگر! اب جب میں نے ان کے ساتھ دوستانہ تعلق قائم کرلیا ہے اور ان سے بیٹھ کر باتیں کرتی ہوں تو ساس اور نندیں اکثر یہ جملہ کہتی ہیں کہ دیکھو ان دونوں میں کتنی گھٹ رہی ہے آج کل دونوں بالکل "ایک ہو کر رہتی ہیں"۔ اب کوئی بتلائے کہ ہم بتلائیں کیا، ہمارا کہنا تو یہ ہے کہ دوسروں سے شکایت کی بجائے آپس کے مسئلوں کو گفتگو کے ذریعے حل کرنے کی کوشش کی جائے اس طرح یہ گدی اور بادشاہی کا چکر ہی ختم ہو جائے گا اور ایک دوستانہ ماحول میں آنے والی نسل یقیناً صحتمند ذہن کی مالک ہوگی۔

انصاف کیجئے

دروازے پر دستک ہو رہی تھی۔

مریم! سکینہ نے کپڑے دھوتے ہوئے بیٹی کو آواز دی ''دیکھنا ذرا دروازے پر کون ہے۔''

''اچھا امی جی''۔ مریم دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے بولی۔

''نانا ابو آگئے، نانا ابو آگئے۔'' مریم دور سے چلائی۔

اے لڑکی! سارے محلے کو سنانا ہے کہ تیرے نانا ابا آگئے ہیں زبیدہ بیگم (ثنا کی دادی) منہ بناتے ہوئے بولیں۔ اپنی دادی کا رویہ دیکھ کر ثناء شرمندہ ہوگئی اور بولی۔ نانا ابو! آپ بیٹھیے میں امی کو بلاتی ہوں۔ اتنے میں سکینہ خود ہی آگئی۔

السلام علیکم ابا جی! سکینہ نے کہا۔

''وعلیکم السلام جیتی رہو بیٹی سدا خوش رہو۔'' صدیق صاحب بیٹی کے سر پر ہاتھ رکھ کر بولے۔ ''ابا جی! امی جان کا کیا حال ہے؟ اور بھائی کا فون آیا ہے کہ نہیں؟'' سکینہ نے پوچھا۔ ''ٹھیک ہی ہیں تمہاری امی بس معمولی سا نزلہ زکام ہے تمہیں بہت یاد کرتی ہیں آج کل، کبھی وقت ملے تو چکر لگانا''۔ صدیق صاحب بولے۔ ''اچھا ابا جی میں کوشش کروں گی آنے کی آج شام کو'' سکینہ بولی۔

''نانا ابو! چائے لیجئے میں نے اپنے ہاتھ سے بنائی ہے۔'' دس سالہ مریم خوشی سے بولی۔

''ارے واہ بھئی میری بیٹی نے چائے بنائی ہے پھر تو ہم ضرور پیئیں گے۔'' صدیق صاحب خوشدلی سے بولے۔

چائے پینے کے بعد صدیق صاحب اٹھ کھڑے ہوئے ''اچھا بیٹی اب میں چلتا ہوں''۔

''بیٹھیے نا ابا جی ابھی تو آئے ہیں۔'' سکینہ نے کہا۔

''بس بیٹا چلتا ہوں پہلے ہی بہت دیر ہوگئی ہے تمہاری ماں کی دوا لینے جا رہا تھا کہ سوچا تمہاری طرف سے بھی ہوتا چلوں۔'' صدیق صاحب بولے۔ ''اچھا السلام علیکم'' ''وعلیکم السلام ابا جی۔'' سکینہ جیسے ہی دروازہ بند کر کے واپس ہوئی زبیدہ بیگم کی آواز کانوں میں پڑی۔

''آئے ہائے کیسا زمانہ آگیا ہے کہ بیٹیوں کے گھر بھی اور خالی ہاتھ، اور آتے ہی کھانے پینے کی فکر پڑ جاتی ہے۔ اے......ہم نے دو دو مہینے تک بیٹیوں کے منہ نہیں دیکھے۔ ہم تو کبھی یوں بیٹیوں کے گھر نہیں گئے یہاں آئے دن انہیں بیٹیوں کی یاد ستانے لگتی ہے۔ تھوڑا سا تو دودھ تھا وہ بھی ختم کر دیا اب میرے لئے چائے کیسے بنے گی۔''

زبیدہ بیگم کی یہ تقریر بہت لمبی ہو جاتی اگر سکینہ آگے سے کچھ بول دیتی، مگر سکینہ کو اپنی اور اپنے ماں باپ کی عزت

بنت فاروق

پیاری تھی اس لئے برستی آنکھوں کو دوپٹے سے رگڑتے ہوئے چپ چاپ کپڑے دھونے لگی۔ اتنے میں سکینہ کی سب سے چھوٹی نند سلطانہ اندر داخل ہوئیں اُن کے پیچھے اس کے دو بیٹے اور ایک بیٹی بھی تھی۔ سلطانہ، سکینہ سے مروتاً مل کر سیدھی اپنی ماں کے کمرے کی طرف بڑھی جہاں سے ابھی تک بڑبڑانے کی آواز آرہی تھی۔ زبیدہ بیگم بیٹی کو دیکھ کر خوشی سے نہال ہوگئیں اور سب کچھ بھول بھال کر بیٹی کی خاطروں میں لگ گئیں۔ ثناء کو آرڈر ملا کہ وہ گرما گرم چائے لائے اور سکینہ سے بولیں۔ ''یہ کپڑے بعد میں بھی دھو سکتی ہو تم پہلے ذرا میری بیٹی کے لئے پکوڑے تو بناؤ۔ اتنا سا منہ نکل آیا ہے میری بیٹی کا۔'' اچھی خاصی ہٹی کٹی بیٹی کی فکر میں زبیدہ بیگم پریشان ہو رہی تھیں۔

سکینہ کپڑے چھوڑ کر پکوڑے بنانے لگی جب وہ پکوڑے اور چائے کمرے میں دے کر آئی تو مریم باقی کپڑے دھو چکی تھی امی کو دیکھ کر کہنے لگی: ''امی آپ نانی اماں سے مل آئیں سالن بنا ہوا ہے میں روٹیاں بنالوں گی۔'' سکینہ کو بیٹی پر ڈھیروں پیار آیا۔ وہ اسے پیار کرتے ہوئے بولی: ''نہیں بیٹا آپ کی پھوپھو آئی ہوئی ہیں میں کھانا آپ لوگوں کو کھلا کر پھر جاؤں گی۔'' پھر کھانے کے ساتھ زبیدہ بیگم کے حکم پر چاول اور حلوہ بھی بنانا پڑا۔ سب کو کھانا دے کر سکینہ ساس سے بولی: ''امی جی ذرا میں امی جان کو دیکھ آؤں ان کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔''

''ہاں ہاں چلی جاؤ ویسے اتنی بیمار تو نہیں ہوں گی خیر جلدی آنے کی کرنا۔ برتن وغیرہ بھی دھونے ہوں گے اور رات کے کھانے کی تیاری بھی کرنا ہوگی۔''

سکینہ سے کسی نے اتنا بھی نہ کہا کہ تم نے اتنی محنت سے سالن بنایا ہے کھانا تو کھا کر جاؤ۔ الٹا کام کرنے کے لئے جلدی آنے کا کہا جا رہا ہے۔ سکینہ کو اس بات کا دکھ نہیں تھا بلکہ وہ تو اس بات پر خوش تھی کہ زبیدہ بیگم نے خوشی خوشی اجازت دے دی ہے اور کوئی جھگڑا نہیں کیا۔

ایسا تقریباً ہر گھر میں اور ہر بہو کے ساتھ ہوتا ہے۔ لیکن سوچئے اور انصاف کیجئے کہ کیا یہ بات صحیح ہے؟ یہ رویہ درست ہے؟ ذرا سوچئے۔ نہیں قطعاً نہیں یہ رویہ درست نہیں ہے یہ ظلم ہے، یہ ناانصافی ہے۔ ہر شخص کو اپنے ماں باپ، بہن بھائی اچھے لگتے ہیں۔ کوئی شخص بھی اپنے پیاروں کو تکلیف میں نہیں دیکھ سکتا۔ جس طرح آپ کو اپنی بیٹیاں اچھی لگتی ہیں اسی طرح آپ کی بہو بھی تو کسی کی بیٹی ہے۔ اس لئے ہر ساس کو چاہئے کہ وہ اپنے دل کو ٹٹولے کہ وہ اپنی بہو کے ساتھ کیسا سلوک کر رہی ہے، کہیں وہ اپنی بہو کا دل تو نہیں دکھا رہی۔ اگر بہو اپنی عزت کی خاطر یا اپنے بچوں کی خاطر صبر کرتی ہے تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ آپ تمام حدیں کراس کر جائیں۔ اپنے رویے درست کریں اور کھلے دل سے بہو کے مہمانوں کو خوش آمدید کہئے اس طرح نا صرف آپ کا گھرانہ امن و سکون کا مرکز بنے گا بلکہ آپ کی آخرت بھی سنور جائے گی اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں اپنے معاشرے سے یہ برائیاں ختم کرنے کی توفیق دے۔ (آمین)

اے رہبرو

صدیق و امین کا کردار ادا کرو رہبرو
اپنے دست و بازو پہ بھروسہ کرو محنت کشو
عیش و عشرت چھوڑ کر سادگی اختیار کرو
خلیفۂ وقت بنو خلافِ ظلم جہاد کرو
رہِ خلیل اختیار کرو یہ وقت کی آواز ہے
حمزہ و قاسم تیار کرو قوم کی پکار ہے
اپناؤ وسائل اپنے کاسۂ گدائی توڑ دو
خود دار بنو درِ غیر پہ جبیں رسائی چھوڑ دو
مثال بنو توکل و قناعت کی بات کرو
منافق و دھوکہ باز کا سوشل بائیکاٹ کرو

شوکت آراء

اندر کا دُکھ

اپنی جماعت میں سبق ختم کرنے کے بعد جب میں نے سر اٹھایا تو طالبات میں کچھ بے چینی محسوس کی جیسے کہ کچھ پوچھنا چاہتی ہیں۔ میں سمجھ گئی کہ ضرور انہوں نے مجھ سے کسی مسئلے کے بارے میں پوچھنا ہے جیسا کہ ان کی عادت ہے۔ اللہ تعالیٰ کا نہایت کرم ہے انہوں نے تمام ابتدائی امور پر عمل شروع کر دیا تھا۔ جیسے نماز، شرعی پردہ، ٹی وی اور اس جیسی دیگر فضول چیزوں سے اجتناب وغیرہ۔ حسب عادت میں ان کی جانب متوجہ ہوگئی۔

باجی! آپ ہمیں شرعی پردے کے بارے میں بار بار تاکید کرتی ہیں مگر آج ختم بخاری شریف پر اکثر خواتین ایسی تھیں جو یا تو عالمہ تھیں یا کسی مدرسہ کی ناظمہ یا معلمہ مگر حیرت اس بات سے ہوئی کہ انہوں نے مکمل شرعی پردہ کا اہتمام بھی نہیں کیا ہوا تھا۔ کسی نے دستانے نہیں پہنے تو کسی نے موزے اور کسی کا آنکھوں کا پردہ نہیں تھا اور برقعے تو اس قدر فیشن ایبل تھے کہ وہ برقعوں میں زیادہ دیدہ زیب لگ رہی تھیں۔ باجی! ہم تو ابھی ابتدائی درجوں میں ہیں اور آپ ہمیں کہتی ہیں کہ لوگ آپ کے نقشِ قدم پر چلیں گے۔ تو باجی! کیا ان کے نقشِ قدم پر کوئی نہیں چلے گا اور......

آصفہ بولے جا رہی تھی اور میرا سر جھکتا جا رہا تھا شرمندگی اور دکھ سے۔ آنسو میرے بس میں نہ رہے ایسے لگا جیسے کسی نے میری ذات پر طعن کیا ہو اور میرے وجود پر ضرب لگائی ہو۔ یا اللہ! میں اس کو کیا جواب دوں اور کہوں تو کیسے۔ شدتِ جذبات سے میری آواز رندھ گئی اور مجھے اپنی ہم جماعت لڑکیوں کی باتیں یاد آنے لگیں۔ ’’فائزہ تم بہت جذباتی ہو اور شدت جذبات میں تمہیں پتہ نہیں چلتا کہ تم کیا کہے جا رہی ہو اس لئے ایسے وقت میں خاموشی بہتر ہے۔‘‘ لہٰذا میں نے خاموشی ہی میں غنیمت جانی اور جماعت سے باہر نکل گئی مگر دل پر جیسے ایک بوجھ سا رہ گیا۔

❊......❊

فائزہ! فائزہ! میری کزن کی آواز نے مجھے چونکا دیا۔

اف اتنی باتونی لڑکی آگئی اب اللہ تعالیٰ ہی خیر کرے...... میں نے دل میں کہا۔

اچانک سمیہ کمرے میں داخل ہوئی اور مجھ سے ایسے ملنے لگی جیسے صدیوں بعد ملی ہو۔ علیک سلیک کے بعد میرے سامنے بیٹھ گئی۔ اس کو مجھ سے شکوہ تھا کہ میں نے اس کے ساتھ گھومنا پھرنا اور پارٹیاں وغیرہ اٹینڈ کرنا چھوڑ دیا تھا۔

فائزہ آج بھی میں تم سے اتنی باتیں کروں گی کہ تم تھک جاؤ گی، سمیہ نے کہا۔

یہ کون سی نئی بات ہے اسی لئے تو میں اپنے دماغ کو تیار کر رہی ہوں۔ میں نے اپنے آپ کو تیار کرتے ہوئے جواب دیا۔

اچھا تو پھر سنو! سمیہ گویا ہوئی......

’’وہ اپنی دوست ریحانہ ہے نا، جو تمہاری طرح دنیاوی تعلیم چھوڑ کر دینی تعلیم حاصل کرنے چلی گئی تھی۔ وہ مجھے کل ایک تقریب میں ملی بتانے لگی کہ اس نے دینی تعلیم مکمل کر لی ہے لیکن فائزہ نہ تو وہ تمہاری طرح پردہ کرتی ہے اور نہ ہی ہر وقت اتنی سنجیدہ ہوتی ہے اور پتہ ہے اس نے کل خوب تصویریں کھنچوائیں، وہ بڑی ہنس مکھ لڑکی ہے ہر کسی سے ملتی جلتی ہے، اس نے اپنے آپ کو گھر تک محدود نہیں رکھا۔ اس نے بھی تو دینی تعلیم حاصل کی ہے مگر ٹی وی، ٹیپ ریکارڈ کے بغیر تو اس کا دن نہیں گزرتا اور......

بس خدارا بس! چہرے کو ہاتھوں میں لے کر میں نے اپنا

بنت مقصود احمد

سر جھکا دیا۔ جذبات کی شدت پھر آڑے آگئی۔ آخر میں اس کو کیا جواب دوں، کیونکہ اپنی چادر اتار دو تو اپنا ہی سر ننگا ہوگا......۔

بس ایک آہ نکلی! افسوس ہے اے اہل علم! تم نے اہل علم ہوتے ہوئے اہل علم کے سر جھکا دئے۔

مگر اے اہل علم! کیا آپ کے نزدیک بھی یہ خوشی اور فخر کی بات ہے۔ نہیں ہرگز نہیں۔ یہ تو انتہائی شرم اور ذلت کی بات ہے کہ ہم محض دنیاوی لذتوں اور بظاہر آنکھوں کو خیرہ کر دینے والی چمک دمک کی خاطر ان عظیم لوگوں کو بھول جائیں جنہوں نے اپنی جان کی فکر کی نہ مال کی۔ جہاں لہو کی ضرورت تھی بہا دیا، جہاں مال کی ضرورت تھی لگا دیا، نہ رات دیکھی نہ دن، نہ تکلیف دیکھی نہ آرام۔ انہوں نے اپنی ذات کو بستروں کی نرمی، لحافوں کی گرمی اور جانے کیسی کیسی خوش عیشیوں اور لذتوں سے دور رکھا۔ محض اس لئے کہ ہمارے بعد آنے والے اس دین حقیقی سے محروم نہ رہ جائیں اس علم عمیق سے ناسمجھ نہ رہ جائیں اور کہیں فانی لذتوں میں لگ کر اخروی زندگی برباد نہ کر بیٹھیں اور کہاں تک ان کی قربانیاں بیان کی جائیں وہ تو شمار سے باہر ہیں۔

مگر سوچئے میں اور آپ جو کر رہے ہیں کیا یہی ان کی قربانیوں کا صلہ ہے۔ میری عزیز بہنو! آپ کی ایک بہن کی آپ سے التجا ہے کہ خدارا! ایسی عالمہ بنو جو کہ عاملہ بھی ہو۔ ورنہ بے علمی اور جہالت بہتر ہے۔ آپ تو دین کی زینت بننے نکلیں تھیں مگر آپ نے اپنے آپ کو دنیا کی زینت بنالیا۔

یاد رکھئے! بہت بدنصیب ہوتے ہیں وہ لوگ کہ جن کی وجہ سے دین پر دھبہ آئے اور جن کی وجہ سے لوگ دین سے منحرف ہوں۔ یہ ذلت میری آپ کی ذلت نہیں بلکہ پورے عالم اسلام کی ذلت ہے۔ اس لئے کہ آج تو میرا سر جھکا ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ ہماری کوتاہیوں کی وجہ سے عالم اسلام کا سر جھک جائے۔ (نعوذ باللہ)

کیلشیم کیا ہے؟

انسانی جسم صرف گوشت پوست کا مرکب نہیں بلکہ ہڈیاں بھی اس جسم کا حصہ ہیں۔ ہڈیاں نہ ہوں تو انسان گٹھڑی بن کر رہ جائے اور کسی کام کے قابل نہ رہے۔ ہڈیوں کی صحت کے لئے کیلشیم کا مناسب مقدار میں ہونا ضروری ہے۔ خواتین کو اپنے تولیدی نظام کی وجہ سے خاص طور پر کیلشیم کی ضرورت ہوتی ہے۔ مندرجہ ذیل غذاؤں میں کیلشیم پایا جاتا ہے:

دودھ، دہی، پنیر، تل، ہڈیوں کا گودا، سبز پتوں والی سبزیاں، بادام، مچھلیاں، خصوصاً سویا، شیل فش، چونا۔

غذاؤں سے حاصل ہونے والی کیلشیم کی مقدار کو یوں بڑھایا جا سکتا ہے کہ:

☆ ہڈیوں یا انڈے کے چھلکے کو چند گھنٹوں کے لئے سرکے یا لیموں کے رس میں بھگو دیں، پھر اس مائع کو سوپ یا کسی اور غذا کی تیاری میں استعمال کریں۔

☆ آپ جب ہڈیوں کا سوپ تیار کر رہی ہوں تو اس میں تھوڑا سا لیموں کا رس، سرکہ یا ٹماٹر شامل کر دیں۔

☆ انڈے کے چھلکے کو دھو صاف کر کے سفوف بنا لیں اور غذا میں شامل کر لیا کریں۔

☆ مکئی کو چونے کے پانی میں بھگو لیا کریں۔

☆ دن میں کم از کم پندرہ منٹ دھوپ لیں، خاص طور پر ٹھنڈے علاقوں کی خواتین کچھ وقت دھوپ میں ضرور گزاریں۔ (مرسلہ: فاطمہ رشید۔ ملتان)

ڈاکٹر ام محمد

آپ کی صحت

ایام کی دائمی خرابی:

ﷲ میری عمر 23 سال ہے۔ غیر شادی شدہ ہوں، بلوغت کے عمر سے اب تک مجھے کبھی بھی ٹھیک ماہواری نہیں ہوئی۔ تقریباً چار پانچ برس سے علاج کروارہی ہوں۔ پہلے تو ڈاکٹرز کا کہنا یہ تھا کہ آپ میں خون کی کمی ہے، لیکن پھر C.M.H ایبٹ آباد سے دوتین ٹیسٹ کروائے۔ رپورٹ یہ تھی خون میں Prolactin Level زیادہ ہے۔ اس کے لئے Dopergen اور Progyluton وغیرہ تقریباً دو سال کھائی ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ Primolut N Famila اور دیگر دوائیں اب تک کھارہی ہوں۔ کبھی تو دوائی سے ماہواری ہوجاتی ہے، لیکن صرف ایک آدھ دن اور بہت ہی کم ہوتی ہے اور کبھی پوری دوا کھانے کے بعد بھی کوئی افاقہ نہیں ہوتا۔ اب تک چار پانچ لیڈی ڈاکٹرز کو دکھا چکی ہوں اور میں دوا کھا کھا کر بھی تنگ آچکی ہوں میں اپنی ساری رپورٹس اور الٹراساؤنڈ کی رپورٹ آپ کو روانہ کررہی ہوں۔ (بنت بشیر۔ ایبٹ آباد)

☆ محترمہ بنتِ بشیر صاحبہ! آپ کی تمام رپورٹس پڑھیں، آپ کے لئے دوا Vibernum ops. Ø مناسب رہے گی۔ اس کے 5-5 قطرے ایک گھونٹ پانی میں ملا کر تین مرتبہ لیں۔ اس سے لیکوریا کا مرض ٹھیک ہوجائے گا۔ دیسی نسخہ ہے کہ دودھ میں چھوہاروں کو خوب پکائیں جب چھوہارے بالکل گل جائیں تو ان کو اسی دودھ میں پیس کر ماہواری آنے کے دن گرم گرم جتنا آپ برداشت کرسکیں، پی لیں اس سے کھل کر ماہواری ہوتی ہے۔ یہ ایک نہایت بے ضرر طریقہ ہے۔ یہ ٹھیک ہوگیا تو آنکھوں کے حلقے بھی ختم ہوجائیں گے۔

سردیوں میں خارش:

ﷲ باجی میری عمر پندرہ سال ہے اور میرا مسئلہ یہ ہے کہ مجھے بہت خارش ہوتی ہے۔ جب میں سات آٹھ سال کی تھی تو خارش شروع ہوئی ہے خارش بھی ایسی ہوتی ہے کہ جہاں بھی خارش کروں وہاں سوجن ہوجاتی ہے سردیوں میں بہت زیادہ ہوتی ہے تیل لگاتی ہوں جو بالوں کو عام طور پر لگادیا جاتا ہے پھر گرم کپڑا اوڑھ کر سوجاتی ہوں تب جا کر خارش ختم ہوتی ہے۔ مہربانی فرما کر مجھے کوئی آسان سا حل بتائیں جس سے یہ خارش ختم ہوجائے۔ (بنت قاری محمد طاہر۔ لیاری کراچی)

☆ آپ نے اپنی خارش کے بارے میں لکھا ہے، اس میں یہ وضاحت نہیں کی کہ یہ کہیں آپ کو موروثی تو نہیں، اگر موروثی ہے تو تھوڑا زیادہ وقت لگے گا ٹھیک ہونے میں۔ باقی آپ دوا Petrollium 30 کی روزانہ 4 خوراکیں لیں۔ 4-4 قطرے ایک چمچہ پانی میں ملا کر لیں۔ صابن Dove اچھا رہتا ہے، کسی میڈیکل یا سپر اسٹور سے مل جائے گا۔ جسم پر تل کے تیل کی مالش کیا کریں۔ جہاں نشانات زیادہ ہوگئے ہیں وہاں Thuja کا مرہم شوابے کی کمپنی کا بنا ہوا لگایا کریں۔

سردی بہت لگتی ہے:

ﷲ ڈاکٹر صاحبہ! میری عمر 24 سال ہے ایک سنگین مسئلے سے دوچار ہوں۔ وہ یہ کہ گرمیوں میں میرا بدن نسبتاً نارمل رہتا ہے، لیکن موسم بدلتے ہی، میرے ہاتھ پاؤں گرم نہیں رہ پاتے باقی جسم کی نسبت انتہائی سرد رہتے ہیں۔ اکثر زکام سے پریشان رہتی ہوں، ہلکی سی سردی سے متاثر ہوجاتی ہوں۔ تیسرا مسئلہ ذہنی صلاحیت سے متعلق ہے۔ یادداشت بڑھانے کا نسخہ درکار ہے۔ حلم و برداشت کی صلاحیت مفقود ہے مجھے امید ہے کہ آپ میری رہنمائی فرمائیں گی۔ خدا تعالیٰ آپ کو اجرِ عظیم عطا فرمائے۔ آمین (بنت حاجی سیف الملوک۔ تحصیل خوازی خیلہ گاؤں پیراڑی)

☆ محترمہ بنت حاجی سیف الملوک صاحبہ! آپ کو اصل میں جسمانی کمزوری ہے، جس کی وجہ سے آپ کو ٹھنڈ زیادہ لگتی ہے۔ اب چونکہ سردیوں کا موسم آرہا ہے اس لئے پہلے ہی اقدامات کرلیں تاکہ سردیوں کا موسم آپ کے لئے پریشانی کا موسم نہ بنے۔ رات کو سوتے وقت ایک چمچہ زیتون کا تیل پی لیا کریں۔ مچھلی کے تیل کے کیپسول Cod Liver aid Capsule روزانہ ایک لے لیا کریں۔ ایک پرانا نسخہ ہے کہ 2 تولہ سونٹھ باریک پیس لیں اس میں 10 تولہ شہد ملا کر روزانہ 6 ماشہ کھائیں ان شاءاللہ آپ ٹھیک ہوجائیں گی۔ اس کے علاوہ اگر بادام، سونف اور مصری ہم وزن کوٹ کر رکھ لیں اور وقتاً فوقتاً کھاتی رہا کریں تو یادداشت اچھی ہوجائے گی۔

لیکوریا ہے:

ﷲ محترمہ جناب ڈاکٹر صاحبہ! میرے ساتھ مسئلہ یہ ہے کہ میں دس سال سے لیکوریا کے مرض میں مبتلا ہوں۔ لیکوریا کی وجہ سے میری کمر میں شدید درد رہتا ہے۔ اسی مرض کی وجہ سے چہرے پر کالے رنگ کے چھوٹے چھوٹے نشانات بھی ہیں اور جب سے لیکوریا ہوا تب سے منہ سے بدبو بھی آتی ہے۔ اس سال کے آخر میں میری شادی بھی ہے۔ میری اس پریشانی کا حل فرمادیں، میں آپ کی بہت مشکور ہوں گی۔ (کوثر بی بی) (بنت شبیر احمد قریشی کراچی)

☆ آپ دونوں کو تقریباً یکساں مسئلہ درپیش ہے۔ آپ لیکوریا کے لئے دوا Folliculinum 30 (فولیکولینم) اور Bio-Plasgen (بائیوپلاسیجن) لیں فولیکولینم کے 4-4 قطرے دن میں 4 مرتبہ اور بائیو پلاسیجن 13 نمبر کی 4-4 گولیاں دن میں 4 مرتبہ لیں، کھانے میں مرچیں اور چکنائی کم کریں۔ آج کل جاپانی پھل کا موسم ہے، خوب کھائیں یہ بھی آپ کا مسئلہ حل کرے گا۔ نیچے اکڑوں بیٹھ کر کام نہ کیا کریں اور صفائی کا خاص خیال رکھیں۔

میٹھا کھٹا گوشت

اشیاء: گوشت آدھا کلو۔ پیاز چار عدد۔ لہسن ایک پوتھی۔ ادرک ایک انچ کا ٹکڑا۔ سبز مرچ 5 عدد۔ ٹماٹر دو عدد۔ گاجر ایک پاؤ۔ تل آدھی چھٹانک۔ چینی آدھ پاؤ۔ میدہ کھانے کے پانچ چمچ۔ کھوپرا بھنا ہوا آدھی چھٹانک۔ نمک، مرچ حسب پسند۔ گھی پکانے کے لئے حسب ضرورت۔ اجوائن ایک چٹکی۔ املی کا پانی چائے کے چھ چمچ۔

ترکیب: پیاز، گاجر اور سبز مرچ کتر کر رکھ لیں۔ لہسن کو پیس لیں، اس میں ٹماٹر، اجوائن، کھوپرا اور نمک ملا کر پیس لیں۔ اب اس آمیزے کو گوشت پر لگا کر تھوڑی دیر کے لئے رکھ دیں۔ گھی میں پیاز براؤن کر کے نکال لیں اور اس میں گوشت تل لیں۔ جب سرخ ہو جائے تو اس میں سرخ مرچ ڈال کر بھونیں۔ جب بھن جائے تو اس میں ایک پیالی پانی ڈال دیں۔ اب میدے کو ہلکا سا بھون کر اس میں چار پیالی پانی ڈالیں۔ چینی اور املی کا پانی بھی ڈال دیں اور پکنے دیں۔ اب گاجر اور سبز مرچ کو گھی میں تل کر گوشت میں ڈال دیں۔ جب گوشت پک کر تیار ہو جائے تو اس پر براؤن کی ہوئی پیاز اور باقی کھوپرا اور تل سل پر پیس کر ڈال دیں۔ کھٹا میٹھا گوشت تیار ہے یہ چاولوں کے ساتھ استعمال کریں۔

قیمہ بھری پہاڑی مرچیں

اشیاء: پہاڑی ہری مرچ پانچ عدد۔ قیمہ آدھا کلو۔ پیاز ایک عدد۔ بسکٹ کا چورا ایک کپ۔ دہی یا ٹماٹر آدھ پاؤ۔ نمک حسب ذائقہ۔ زیرا ایک چھوٹا چمچ۔ سرخ مرچ کٹی ہوئی آدھ چائے کا چمچ۔ لونگ چھ عدد۔ سیاہ مرچ چھ عدد۔ سبز الائچی دس عدد۔ ہری مرچیں پانچ عدد۔ ہرا دھنیا ایک گڈی۔ ادرک ایک انچ کا ٹکڑا۔ انڈہ ایک عدد۔ دودھ چوتھائی کپ۔ گھی حسب ضرورت۔

ترکیب: مرچوں کا اوپر والا حصہ کاٹ کر ان کے بیج نکال دیں۔ گھی میں پیاز سرخی مائل کر لیں پھر قیمہ کے ساتھ سارا گرم مصالحہ زیرہ، سرخ مرچ، لونگ، سیاہ مرچ، سبز الائچی، ادرک، نمک ڈال کر بھون لیں۔ ٹماٹر یا دہی اور انڈہ بھی پھینٹ کر ڈالیں۔ دودھ اور بسکٹ کا چورا بھی شامل کر دیں۔ جب قیمہ اچھی طرح بھن جائے اور گل جائے تو اس کو ٹھنڈا کر لیں پھر مرچوں میں بھر دیں۔ اب ایک برتن میں مرچیں رکھیں اور اتنا پانی ڈالیں کہ مرچیں ڈوب جائیں۔ ضرورت پڑنے پر مزید پانی ڈالا جا سکتا ہے۔ دھیمی آنچ پر پکنے کے لئے رکھ دیں۔ جب مرچیں گل جائیں تو چولہے سے اتار لیں اور پھر ہرا دھنیا اور ہری مرچیں کتر کر ڈال لیں اور کھانے کے لئے پیش کریں۔

قیمہ بھرے آلو

اشیاء: قیمہ آدھا کلو۔ آلو تین پاؤ۔ نمک، سرخ مرچ حسب ذائقہ۔ پیاز ایک عدد۔ گھی ایک پاؤ۔ بیسن چھ کھانے کے چمچ۔ لہسن چھ جوئے پسے ہوئے۔ سفید زیرہ ایک چائے کا چمچ۔ کالی مرچ پسی ہوئی آدھا چائے کا چمچ۔ ادرک پسی ہوئی ایک چائے کا چمچ۔ گرم مصالحہ ایک چمچ۔

ترکیب: آلوؤں کو اوپر سے تراش لیں اور اندر سے تیز چاقو سے اتنا گودا نکال لیں کہ آلو کی دیواریں موٹی رہیں۔ اب پیاز سرخ کر لیں جب پیاز سرخ ہو جائے تو نمک، مرچ، لہسن، ادرک اور سارا گرم مصالحہ قیمہ میں ڈال کر بھونیں۔ پھر قیمے میں پانی ڈالیں جب پانی خشک ہو جائے تو اتار لیں۔ اب آلو جو پہلے سے کھوکھلے کئے ہیں ان میں قیمہ بھر دیں اور آلو کا منہ بیسن سے بند کر دیں۔ بیسن صرف آلو کے منہ پر لگائیں تاکہ قیمہ نہ نکل سکے اس کے بعد الگ کڑاہی میں گھی گرم کریں اور آلو ڈال کر تلیں۔ جب آلو سرخ ہو جائے تو اتار لیں۔ اور سلاد کے ساتھ پیش کریں۔

مکس کوکونٹ کڑی

اشیاء: آلو دو عدد۔ مٹر آدھا کپ۔ پھول گوبھی 100 گرام۔ گاجر 100 گرام۔ پیٹھا 100 گرام۔ کوکونٹ ڈیڑھ کپ۔ املی دو چمچ۔ سوکھی لال مرچ 4 عدد۔ لہسن ایک چائے کا چمچ۔ سفید زیرہ ایک چائے کا چمچ۔ نمک حسب ذائقہ۔ سوکھا ثابت دھنیا 1 کھانے کا چمچ۔ ہلدی ایک چائے کا چمچ۔ گھی تین کھانے کے چمچ۔ رائی کے دانے ایک چائے کا چمچ۔ ارہر کی دال ایک چائے کا چمچ۔ کڑی پتہ 8 عدد۔

ترکیب: سب سے پہلے ناریل پسا ہوا ایک کپ گرم پانی میں ملائیں اور املی 2 چمچ کو آدھا کپ پانی میں بھگو دیں۔ پھر گھی دو چمچ گرم کریں اس میں آدھا کپ کوکونٹ ڈال کر بھونیں اور اس میں آلو، مٹر، گوبھی، گاجر، پیٹھا ڈال دیں۔ پھر پانی میں بھیگا کوکونٹ اور املی کا پانی، ہلدی، نمک اور آدھا کپ پانی ڈال کر پکنے دیں۔ گاڑھا ہونے پر چولہے سے اتار لیں۔ بھگار لگانے کے لئے فرائی پین میں 3 چمچ گھی گرم کریں۔ اس میں کڑی پتہ، سوکھی مرچیں، رائی کے دانے، ارہر کی دال ڈال کر فرائی کریں۔ پھر سبزیوں کے اوپر ڈال دیں۔ مکس کوکونٹ کڑی تیار ہے۔

حیدرآبادی مرغ مصالحہ

اشیاء: مرغی کا گوشت آدھا کلو۔ گھی ایک کپ۔ ناریل ایک کپ۔ دہی ڈیڑھ کپ۔ ہری مرچ 8 عدد۔ مونگ پھلی ½ کپ۔ سورج مکھی کے بیج ایک چمچ۔ کاجو ایک چمچ۔ لہسن 2 چائے کے چمچ۔ ادرک ایک چمچ۔ ہلدی ایک چمچ۔ گرم مصالحہ دو چمچ۔ لیموں کا رس دو چمچ۔ نمک حسب ضرورت۔ تیل ایک چمچ۔ ہرا دھنیا اور پودینہ۔

ترکیب: سب سے پہلے کاجو کو تیل میں تل لیں۔ پھر پیاز گھی میں براؤن کریں اور ادرک، لہسن تلنے کے ایک منٹ بعد ہلدی اور ہری مرچ ڈال دیں۔ جب اچھی طرح بھن جائیں تو سورج مکھی، مونگ پھلی اور ناریل فرائی کریں۔ پھر دہی ڈال دیں۔ جب یہ مصالحہ گھی چھوڑنے لگے تو اس میں چکن ڈال دیں۔ پھر ایک کپ پانی ڈال کر چکن کو گلا لیں۔ جب اچھی طرح بھن جائے تو اس میں گرم مصالحہ چھڑک دیں اس کے بعد ہرا دھنیا، پودینہ اور کاجو ڈال کر ایک منٹ دم پر رکھ کر اتار لیں۔

گوشت اور سبزیوں کا سوپ

اشیاء: گائے کا گوشت ایک پونڈ۔ پیاز تین عدد۔ گاجر پانچ عدد بڑے سائز کی۔ آلو ایک پاؤ۔ سونف ایک چائے کا چمچ۔ نمک اور پودینہ حسب ذائقہ۔ میدہ دو اونس۔ ڈبل روٹی کا چورہ، چربی کے چھوٹے دو ٹکڑے دو اونس، دھنیا پسا ہوا ایک چائے کا چمچ۔ انڈہ ایک عدد۔ نمک مرچ حسب ذائقہ۔

ترکیب: سب سے پہلے چربی کے ٹکڑے پگھلا کر اس میں ڈبل روٹی کا چورہ، میدہ، دھنیا پسا ہوا، نمک اور مرچ ڈال کر ملا لیں۔ انڈے کو پھینٹ کر اس میں شامل کر دیں اور اس آمیزے کو اچھی طرح تل کر ایک منٹ چولہے پر پکائیں پھر اتار کر اسے ٹھنڈا ہونے کے لئے رکھ دیں۔ ٹھنڈا ہونے پر اس تمام آمیزے کو گوندھ لیں۔ اس آمیزے کو رول بنا کر اس کے گول گول ٹکڑے کاٹ لیں۔ گوشت کو صاف کر کے کسی برتن میں سادہ پانی ڈال کر چولہے چڑھا دیں یہاں تک کہ ابال آ جائے۔ اب سبزیوں کو چھیل کر ان کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے کاٹ کر گوشت میں شامل کر دیں اور سونف ڈال کر پانچ منٹ تک پکائیں۔ تھوڑا سا نمک اور مرچ ڈال دیں، سوپ تیار ہے۔ جو رول کے ٹکڑے کاٹے تھے وہ گوشت کے اوپر رکھ کر آدھی پیالی پانی ڈال کر دس بیس منٹ کے لئے دھیمی آنچ پر پکنے دیں پھر اتار کر اس میں پیاز کے ٹکڑے، نمک اور کالی مرچ شامل کر دیں۔ ساتھ ہرا دھنیا اور پودینہ بھی شامل کر کے دم پر رکھ کر اتار لیں سوپ تیار ہے۔

اخبار نسواں

گھریلو ملازمین رکھنے میں احتیاط کیجئے

کراچی پولیس نے لوگوں سے اپیل کی ہے کہ وہ گھریلو ملازمین رکھنے میں احتیاط سے کام لیں، پولیس کے مطابق خان ساماں، ڈرائیور، چوکیدار اور خواتین ملازمائیں اکثر اوقات چوری ڈکیتی اور اغوا کے واقعات میں ملوث ہوتے ہیں۔

خاتون کی گاڑی پر ٹوائلٹ آگرا

جرمنی کے شہر ہیمبرگ میں ایک طوفان کے دوران خاتون کی گاڑی پر اچانک کہیں سے ٹوائلٹ آگرا جس نے ان کی گاڑی تباہ کردی، خبر کے مطابق پولیس کا کہنا ہے کہ ہیمبرگ کے زیریں علاقے میں ایک خاتون کار چلارہی تھی کہ قریبی عمارتوں سے طوفان کے دوران ایک ٹوائلٹ اڑتا ہوا آگرا، خاتون تو زخمی ہونے سے بچ گئی لیکن کار کو خاصا نقصان ہوا جس کا اندازہ تقریباً چھ ہزار ڈالر لگایا گیا ہے۔

لندن کو حجاب کا حق قبول ہے

گزشتہ ماہ لندن میں ''انجمن برائے تحفظ حجاب'' کا ایک جلسہ ہوا۔ جس میں لندن کے میئر ''لین لیونگ اسٹون'' نے کہا کہ فرانس میں طالبات پر سر ڈھکنے اور اسکارف استعمال کرنے پر عائد پابندی شدید ترین رجعت پسندانہ اقدام ہے، انہوں نے سینکڑوں مندوبین کے سامنے اعلان کیا کہ لندن کے مسلمانوں کو اس طرح کی کسی پابندی کا سامنا نہیں کرنا پڑے گا اس لئے کہ حجاب پر پابندی مذہبی عدم رواداری کی طرف ایک قدم ہے اور اس کی بدولت ہم بھاری تباہی جھیل چکے ہیں۔

شوہر کی قاتل عورت کو سزائے موت

شمالی چین کے علاقے میں ایک عورت نے اپنے جواری شوہر کو لاٹھیوں سے مار مار کر ہلاک کیا اور اس کے بعد اس کا کچھ حصہ پکا کر کھا گئی۔ چینی اخبار ''ساؤتھ چائنا مارننگ پوسٹ'' کے مطابق ''زین سوزین'' نامی عورت نے آپس کے جھگڑے کے دوران ایسا کیا۔ جب عدالت میں پوچھا گیا کہ اس نے ایسا کیوں کیا؟ تو اس نے کہا کہ میں چاہتی تھی کہ میرا شوہر ہمیشہ میرے ساتھ رہے اس لئے میں نے اُسے پکا کر کھالیا۔

دادا بننے کا اشتہار

اٹلی میں ایک 79 سالہ بڈھے نے تنہائی سے تنگ آکر اخبار میں دادا بننے کے لئے اشتہار دیا ہے۔ بڈھے کا نام ''اینجی لوزی'' ہے، اس کی بیوی 1992ء میں مرگئی تھی۔ تب سے وہ تنہا رہ رہا تھا اور اپنے بہلاوے کے لئے بلیاں پال رکھی تھیں۔ اینجی لوزی نے ایسے خاندان کو 600 ڈالر ماہ وار دینے کا بھی اعلان کیا ہے جو اسے بطور دادا یا نانا رکھے گا۔ واضح رہے کہ اٹلی میں کچھ عرصے سے شرح طلاق میں اضافے کی وجہ سے خاندانی نظام ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہے اور لوگ چھوٹے چھوٹے خاندانوں میں تقسیم ہوگئے ہیں۔

ویمن ڈپلومیسی

امریکا کی سابق وزیر خارجہ ''میڈیلین البرائٹ'' کی این جی او ''نیشنل ڈیموکریٹک انسٹی ٹیوٹ'' نے پاکستان کی تین بڑی سیاسی جماعتوں مسلم لیگ (ق)، پی پی پی، ایم کیو ایم کے ساتھ ایک معاہدے پر دستخط کئے ہیں جس کے مطابق تینوں سیاسی جماعتیں خواتین کو سیاسی عمل میں آگے لانے اور انہیں قومی سطح پر سیاسی کردار دینے کی پابند ہوں گی۔ خبر کے مطابق مذکورہ این جی او تینوں جماعتوں کو اس سلسلے میں مالی مدد اور سیاسی تعاون فراہم کرے گی۔ مبصرین کے مطابق یہ معاہدہ پاکستانی معاشرے میں نقب لگانے کا منصوبہ ہے جس کے اثرات نہایت خطرناک ہوں گے۔

پی ٹی وی

تو نے سب کچھ تباہ کر ڈالا!
قوم کو کیا دیا ہے پی ٹی وی؟
تو ہے سرچشمہ ہر برائی کا!
آگ اس کی سزا ہے پی ٹی وی!
پائے اپنے کیے کی سخت سزا!
کہتی خلق خدا ہے پی ٹی وی!
کل تلک پاک جذبوں والی قوم
ایک تھی ... اب جدا ہے پی ٹی وی!
تو نے لوٹی متاع شرم و حیا!
تو بڑا بے حیا ہے پی ٹی وی!
تیرا خانہ خراب ہوجائے!
سبھی کی بد دعا ہے پی ٹی وی!
لمحے لمحے کا دینا ہوگا حساب!
تجھ کو اس کا پتا ہے پی ٹی وی!
عزت و غیرت و حمیت کا
تو نے سودا کیا ہے پی ٹی وی!
اپنے انجام بد کو تو پہنچے
تیری یہ ہی سزا ہے پی ٹی وی!

رشید ارشد

ورزش

بڑھتی ہوئی عمر کے اثرات ختم کرنے میں مدد کرتی ہے

بنت سراج

ورزش وہ کچھ تو نہیں کرتی جو آپ چاہتے ہوں اور نہ ہی کوئی معجزہ دکھاسکتی ہے۔ لیکن مسلسل پانی پڑنے سے تو پتھر میں بھی سوراخ ہوجاتا ہے۔ بالکل اسی طرح ورزش آپ کے جسم کو ٹھوس تندرست اور توانا رکھتی ہے۔

وزن گھٹانے کے لیے جو ورزش اختیار کی جاتی ہے اس کے ساتھ ڈائٹنگ بہت ضروری ہے۔ خواتین اپنی بڑھتی ہوئی عمر سے متعلق اکثر متفکر رہتی ہیں لہٰذا اپنی بڑھتی ہوئی عمر کے عمل کو ست کرنا باقاعدہ ورزش کے اختیار میں ہی ہے۔ اگرچہ ورزش کے فوائد تو بے شمار ہیں مگر ان میں سے چند ایک یہ ہیں کہ ورزش جسم کو ٹھوس بناتی ہے، عمر بڑھنے کے عمل گھٹا دیتی ہے، نظام ہضم درست رہنے لگتا ہے، جسم خوبصورت ہوجاتا ہے اور دل کے عارضے سے نجات میں مدد ملتی ہے، دوران خون بڑھ جاتا ہے، جوڑوں کی تکالیف کو یکسر ختم کرنے میں اہم کردار ادا کرتی ہے، گردوں کو بہتر کام کے قابل بناتی ہے، ورزش کی بدولت آپ خود کو تندرست و توانا محسوس کرنے لگتے ہیں، آپ کے اعصاب پر اچھا اثر پڑتا ہے اگر آپ نے تیس اور چالیس سال کی عمر کے دوران ورزش شروع کی ہے تو ایسے میں آپ کو روزانہ آدھا گھنٹہ ورزش کرنے کی ضرورت ہے۔ آپ کو یہ جان کر حیرت ہوگی کہ بہت عرصے تک یعنی ساٹھ پینسٹھ سال کی عمر تک آپ خود کو ایسا ہی محسوس کریں گی جیسا آپ خود کو تیس سال کی عمر میں محسوس کرتی تھیں۔

آپ نے کبھی غور کیا ہے کہ بچے ہر وقت کھیلتے کودتے رہتے ہیں اور کبھی چین سے نہیں بیٹھتے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ نہ صرف توانا دکھائی دیتے ہیں بلکہ تندرست بھی رہتے ہیں۔ بڑے ہوکر یہی بچے ست پڑ جاتے ہیں کھیلنے کودنے کی عادت جاتی رہتی ہے اور اس بنا پر اپنی فرصت اور تازگی کھودیتے ہیں۔ اس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ ان کے اوقات کار میں نمایاں فرق آجاتا ہے، لیکن اگرچہ وہ اس عمر میں کھیل کود نہیں کرسکتے تو کم از کم ورزش تو کرسکتے ہیں۔ انسان اپنے اوپر بڑھاپا خود طاری کرتا ہے۔ جس طرح کسی مشین کو استعمال کرتے رہتے ہیں تو وہ چلتی رہتی ہے، لیکن جب بند کردیں تو اس میں زنگ لگ جاتا ہے۔ اسی طرح جب تک انسان چلتا پھرتا رہتا ہے تندرست رہتا ہے اور جیسے ہی اپنے آپ کو بے کار سمجھ کر بیٹھتا ہے تو بوڑھا ہوجاتا ہے۔

بے پردگی سے پردے کی طرف

ہدایت کی دولت

شروع شروع میں، میں بھی پردہ نہیں کرتی تھی بلکہ جو لڑکیاں شرعی پردہ کرتی تھیں انہیں تنقیدی نظروں سے دیکھتی تھی۔ میں نے میٹرک اسی حال میں کیا۔ ہمارے گھر ٹی وی بھی تھا اور میری بہت سی تصویریں بھی تھیں۔ اس کے بعد میں F.A کرنے کے لئے اپنے چچا کے پاس میانوالی چلی گئی۔ وہاں میں نے خواتین کالج میں داخلہ لے لیا، ہمارے گھر کے ساتھ ہی ایک مسجد تھی جس میں تبلیغی جماعتیں آتی جاتی رہتی تھیں۔ میرے چچا جان بہت نیک ہیں وہ ہر وقت ان کے ساتھ ہی رہتے اور رات کو گھر آکر ہمیں دین کی باتیں بتاتے۔ تبلیغ والوں کی یہ صفت ہے کہ وہ پہلے انسان کے دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت پیدا کرتے ہیں چنانچہ جب میرے چچا اللہ تعالیٰ کی بڑائی اور صفات بیان کرتے تو میری عجیب سی کیفیت ہو جاتی، پھر ایک دن انہوں نے پردے کے بارے میں بتایا۔ میرے دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت تو پیدا ہو گئی مگر پھر بھی لوگوں کی باتوں کا اور ناراضگی کا خیال آتا، لیکن جب انہوں نے یہ حدیث سنائی کہ ”خالق کی نافرمانی میں مخلوق کی اطاعت کرنا جائز نہیں“، تو میں نے شرعی پردے کی نیت اور فیصلہ کر لیا، کچھ عرصہ بعد میں سہ روزے پر گئی تو میرا ارادہ اور بھی پختہ ہو گیا۔ اس وقت میں فرسٹ ایئر کے امتحانات دے کر فارغ ہو گئی تھی پھر سیکنڈ ایئر میں بڑی مشکل پیش آئی کیونکہ ہمارے کالج میں دس، پندرہ چوکیدار تھے جو پورے کالج میں گھومتے پھرتے رہتے تھے ان کی وجہ سے میں نے مزید پڑھنے کا ارادہ ترک کر دیا اور مدرسے میں داخلہ لے لیا، شروع میں مشکل تو بہت پیش آئی تھی اور خاندان کے لوگ ناراض ہوئے، میری سگے خالو ایک دفعہ ہمارے گھر آئے میں ان کے سامنے نہ گئی تو بہت ناراض ہوئے، اس دن کے بعد سے آج تک ہمارے گھر نہیں آئے، لیکن الحمدللہ میں اس پر ثابت قدم رہی، اسی پردے کی برکت سے سارے گناہ چھوٹ گئے، ٹی وی کو نکال دیا، تصویریں ساری جلا دیں اور اب تین سال ہو گئے ہیں الحمدللہ میں نے کبھی کسی نامحرم کو مطلقاً یعنی جان بوجھ کر نہیں دیکھا۔ میرے بعد میری چھوٹی بہن اور کزن نے بھی پردہ کر لیا ہے اور دیگر کئی عزیزوں کا بھی ارادہ ہے۔ مجھے جب کوئی مشکل پیش آتی تو میں حضرت اقدس مفتی رشید احمد رحمہ اللہ کا وعظ ”شرعی پردہ“ پڑھتی تو دل کو تسلی ہو جاتی۔

میری ان بہنوں سے درخواست ہے جو شرعی پردہ کرنا تو چاہتی ہیں، لیکن ماحول سے، خاندان سے اور اس معاشرے سے ڈرتی ہیں تو وہ پہلے اللہ تعالیٰ کی محبت پیدا کریں کیونکہ جب یہ محبت پیدا ہو جائے تو کچھ بھی مشکل نہیں اگر محبت نہیں اور دل میں اصل تڑپ نہیں تو پھر بہانے تو ہزار ہیں۔ جس کے دل میں اصل تڑپ ہو وہ اس گندے ماحول میں بھی اپنے آپ کو بچا سکتی ہے، کیا جب حضرت آسیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا (زوجہ فرعون) نے فرعون کے محل میں اسلام قبول کر لیا تو کیا آج کا ماحول فرعون کے ماحول سے زیادہ سخت ہے؟ جب حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے پردے میں رہ کر پانی بھرا اور اونٹوں کے لئے چارہ لائیں تو آج کل کے کام کیسے؟ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ تمام بہنوں کو اسلامی اقدار پر چلنے کی توفیق نصیب فرمائیں۔ آمین

بنت عبدالخالق

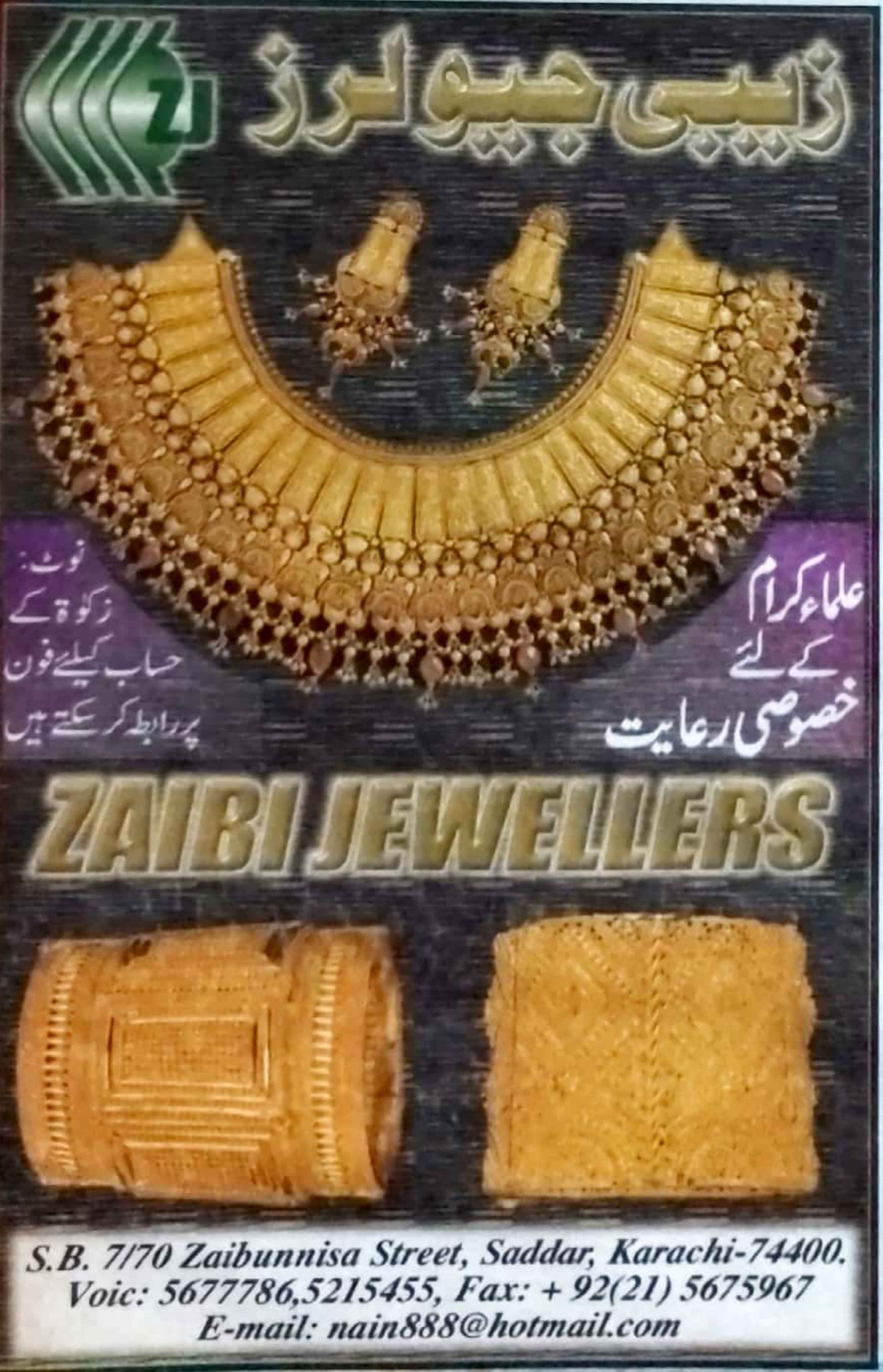

غیرت ایمانی

پنڈی بھٹیاں سے فلائنگ کوچ بذریعہ موٹروے اسلام آباد کے لئے روانہ ہوئی، میرے ابو نے سفر کی دعا پڑھی اور اسوۂ رسول نکالی اور مطالعہ شروع کر دیا۔ سنتوں کے بارے میں پڑھتے رہے اور یاد کرنے والی دعاؤں پر نشان لگاتے رہے، پرسکون ماحول میں دینی مطالعہ بہت مزہ دے رہا تھا۔ کچھ مسافر خوش گپیوں میں مصروف تھے تو کچھ محض موٹروے کی خوبصورتی میں محو تھے۔ بمشکل گنتی کے دو تین افراد ایسے تھے، جن کے دل خالق سے جا ملے تھے۔ رب جلیل سے مناجات کا سلسلہ جاری تھا کہ سفر میں دعائیں قبول ہوتی ہیں۔ بندے چپکے چپکے مانگ رہے تھے اور خالق مسکرا رہا تھا۔ ایسے میں ایک دم سے موسیقی کا بے ہنگم شور کا آغاز ہوا۔ ابو جی نے چونک کر دیکھا تو ہولے سے لاحول ولا قوۃ الا باللہ پڑھا اور بولے ”تو ابلیس نے اپنا کام شروع کر دیا“۔ کچھ دیر ضبط کئے بیٹھے رہے۔ حیا سوز گانوں کے جملوں نے ان کی غیرت ایمانی کو جھنجھوڑ دیا۔ بڑھتے ہوئے غصے کو قابو کرتے ہوئے ہونٹوں پر شفیق مسکراہٹ لا کر ڈرائیور کے پاس گئے۔ اس کے کندے پر ہاتھ رکھا اور بولے میرے بھائی ہم سب کو نہ جانے کب موت اچک لے جائے۔ ایسے میں زبان پر تسبیح و تہلیل ہونی چاہئے۔ رب کریم کا فضل تھا کہ بات ڈرائیور کی سمجھ میں آگئی اور ٹیپ ریکارڈ کا بٹن بند ہوا۔ خیر ابو نے مختصر الفاظ میں کوچ والوں سے انسان کی تخلیق کا مقصد بیان کیا۔ حیرانی اس وقت ہوئی جب چند نوجوان جو بظاہر کھلنڈرے لگ رہے تھے سب سے پہلے تائید کی اور بے اختیار ان کے لب حمد و ثناء میں لگ گئے۔ اللہ تعالیٰ جس کا نام لیتے ہی دل میں سکون اتر آتا ہے، مگر چند بوڑھے لوگ تمسخر سے ہنسے اور فقرہ چست کیا۔ ”بابا جی کو تبلیغ کا شوق چرایا ہے“۔ میرے ابو نے کھلی آنکھوں سے دیکھا، کانوں سے سب سنا اور دوبارہ اسوۂ رسول نکال لی اور دعاؤں کو یاد کرنا شروع کر دیا کہ اب کوچ میں نہ تو وی۔ سی۔ آر چل رہا تھا نہ لغو گانے بلکہ الحمدللہ ایک سوچ اللہ تعالیٰ نے ضرور سب کو دے دی تھی۔ آج کے اس پر فتنہ دور میں ہم اللہ تعالیٰ کی بات پہنچانے کا عزم کر لیں تو اللہ تعالیٰ کی مدد ہمارے ساتھ ضرور ہوتی ہے۔

فائزہ طارق

ہر بدھ کو روزنامہ اسلام کے ساتھ شائع ہوتا ہے

خواتین کا اسلام

روزنامہ اسلام

84

بدھ 27 شعبان 1425ھ مطابق 13 اکتوبر 2004ء

رمضان المبارک کا اصل مقصد

غیر مسلموں کی بے سکونی کا علاج

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

درسِ قرآن و حدیث

بدگمانی

مولانا محمد اسلم شیخوپوری

سورہ حجرات کی آیت ۱۲ میں ہے

"اے ایمان والو! بہت گمان کرنے سے احتراز کرو کیونکہ بعض گمان گناہ ہیں۔"

اسلام کی تعلیم یہ ہے کہ ہر مسلمان کے بارے میں اچھا گمان رکھا جائے اور خواہ مخواہ بدگمانی کو دل میں جگہ نہ دی جائے، جیسا کہ بعض لوگوں کی عادت ہوتی ہے کہ وہ ہر کسی کے بارے میں بدگمانی کا شکار رہتے ہیں، جب یہ بیماری بڑھ جاتی ہے تو وہ اپنے اہل وعیال، عزیز و اقارب یہاں تک کہ والدین کے بارے میں بھی بری سوچ رکھنے لگتے ہیں، عام طور پر بدگمانی کے مرض میں وہ شخص مبتلا ہوتا ہے جس کی فطرت میں کجی اور باطن میں خباثت ہوتی ہے، اس کے دل میں چونکہ گندگی ہوتی ہے اس لئے وہ جس طرف بھی نظر اٹھاتا ہے اسے گندگی ہی دکھائی دیتی ہے، اس کے برعکس جس کے دل میں ایمان کا نور اور نیکی کی محبت ہوتی ہے وہ ہر ایک کو نیک اور اپنے سے اچھا سمجھتا ہے، آپ نے ایسے اللہ والوں کے حالات اور واقعات پڑھے ہوں گے جو چوروں، ڈاکوؤں اور زانیوں کے بارے میں بھی اچھا گمان رکھتے تھے اور انہیں نفرت کا نشانہ نہیں بناتے تھے، ایسے ہی حضرات تھے جن کی نظرِ محبت نے بڑے بڑے گناہ گاروں کو توبہ اور نیکی کی راہ پر ڈال دیا اور جو بدگمانی رکھنے والے ہوتے ہیں وہ اچھوں کو بھی اچھائی کی راہ سے ہٹا کر برائی کی راہ پر لگا دیا کرتے ہیں، ان کے اندر کی جو گندگی ہوتی ہے وہ ان کی نظروں سے، ان کے چہرے سے، ان کی زبان سے غرضیکہ ہر عضو سے ظاہر ہوتی ہے، بدگمانی کی بیماری کی وجہ سے وہ مسلمان کو حقیر بھی سمجھتے ہیں، اس کے حقوق ادا کرنے میں کوتاہی بھی کرتے ہیں، اس کی عزت سے بھی کھیلتے ہیں اور غیبت سے لے کر بہتان تراشی تک ہر کبیرہ گناہ کا ارتکاب بھی کرتے ہیں بلکہ ایسی مثالیں بھی سامنے آئی ہیں کہ محض بدگمانی کی بناء پر دوسرے مسلمان کے خون سے ہاتھ رنگ لیئے گئے اور جب تحقیق کی گئی تو پتہ چلا کہ مقتول کا اس کے سوا کوئی گناہ نہ تھا کہ قاتل کے دل میں اس کے لئے بدگمانی تھی، اس نے حقیقت تک پہنچنے کی کوئی کوشش نہ کی اور اپنی بدگمانی ہی کو حقیقت سمجھ کر قتل جیسے عظیم گناہ کا ارتکاب کر لیا۔

بدگمانی کے بہت سارے نقصانات ہی کی وجہ سے اہل علم تلقین کیا کرتے ہیں کہ کسی مسلمان کے بارے میں اس وقت تک برا گمان رکھنا جائز نہیں جب تک کہ اس کی کوئی ایسی واضح حرکت سامنے نہ آجائے جس کی تاویل نہ کی جاسکتی ہو، اگر کوئی ثقہ اور قابلِ اعتماد انسان خبر دے، جس کی تصدیق پر ہم اپنے آپ کو مجبور پائیں تب ہم معذور ہوں گے کیونکہ اگر ہم اس خبر کو جھٹلائیں تو گویا اس ثقہ کو جھوٹا سمجھنے کی بدگمانی میں مبتلا ہو جائیں گے، البتہ اس صورت میں ہمیں خبر کی تصدیق کرنے سے پہلے یہ تحقیق ضرور کر لینی چاہئے کہ کہیں ان دونوں میں حسد اور عداوت تو نہیں، جس کی وجہ سے یہ صاحب ان کے بارے میں ایسی خبریں پھیلا رہے ہیں۔

بدگمانی کی بیماری سے بچنے کا ایک مؤثر علاج یہ ہے کہ جس شخص کے بارے میں دل میں کوئی برا خیال پیدا ہو اس کے ساتھ حسن سلوک اور اس کے لئے دعاءِ خیر میں اضافہ کر دیا جائے، یہ رویہ شیطان کو غیظ و غضب میں مبتلا کر دے گا اور وہ آئندہ برے گمان پیدا کرنے سے باز آجائے گا اس لئے کہ جب وہ دیکھے گا کہ میری ساری کوشش رائیگاں گئی ہے اور یہ شخص تجسس، غیبت اور چغلی میں مبتلا ہونے کے بجائے دعاءِ خیر اور حسن سلوک میں مزید ترقی کر گیا ہے تو وہ اپنی لاحاصل سعی کو ترک کر دے گا۔

بعض ایسے سیاہ بخت بھی ہوتے ہیں جو انسانوں کے علاوہ خود باری تعالیٰ کے بارے میں بھی بدگمانی میں مبتلا ہو جاتے ہیں، مثال کے طور پر جب وہ دوسروں کو صحت، فراغت، خوشحالی اور نیک اولاد جیسی نعمتوں سے شاداں و فرحاں اور اپنے آپ کو ابتلاؤں کا ہدف بنا دیکھتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کے بارے میں سوچنے لگتے ہیں کہ وہ فلاں کے ساتھ اچھا اور (معاذ اللہ) میرے ساتھ برا سلوک کیوں کر رہا ہے۔ بدگمانی کے بے پناہ مفاسد کی وجہ سے قرآن کریم کے علاوہ احادیث نبویہ میں اس سے بچنے کا حکم دیا گیا ہے۔ بخاری اور مسلم میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "تم بدگمانی سے بچ کر رہو کیونکہ بدگمانی سب سے جھوٹی بات ہے، تم دوسروں کے عیوب کی ٹوہ میں نہ رہا کرو، نہ ایک دوسرے پر بڑھنے کی بے جا ہوس کرو، نہ آپس میں حسد رکھو، نہ بغض رکھو اور نہ ایک دوسرے سے منہ پھیرو، اے اللہ کے بندو! جیسا اللہ نے فرمایا ہے، آپس میں بھائی بھائی ہو جاؤ۔"

اگر کوئی شخص ایسی حالت میں ہو جس سے دوسرے کو بدگمانی کا موقع ملے تو اسے چاہئے کہ وہ اس کی بدگمانی دور کر دے تاکہ وہ بدگمانی کا شکار ہو کر گناہ میں نہ پڑے، اس کی مثال خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں ہمیں مل جاتی ہے، ایک دفعہ آپ اعتکاف میں بیٹھے تھے، رات کو ازواج مطہرات میں سے کوئی آپ سے ملنے آئیں، آپ ان کو واپس پہنچانے چلے کہ اتفاقاً راستے میں دو انصاری سامنے آگئے وہ آپ کو کسی عورت کے ساتھ دیکھ کر اپنے آنے کو بے موقع سمجھے اور واپس پھرنے لگے، آپ نے فوراً آواز دی اور فرمایا یہ میری فلاں بیوی ہیں، انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! اگر ہمیں کسی کے ساتھ بدگمانی کرنی ہوتی تو آپ کے ساتھ کرتے؟ آپ نے فرمایا شیطان انسان کے اندر خون کی طرح دوڑ جاتا ہے۔

شیطان کیسے انسان پر غالب آجاتا ہے؟ اس کی واضح مثال ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا واقعہ ہے، ان سے زیادہ پاکدامن کون ہو سکتا ہے؟ لیکن شیطان نے بہت سے منافقین کے علاوہ بعض مخلص ایمان والوں کو بھی بدگمانی میں مبتلا کر دیا اور وہ بھی سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ کے بارے میں وہی کچھ کہنے لگے جو کچھ منافقین کہہ رہے تھے، اسی لئے اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کو تنبیہ کرتے ہوئے فرمایا "جب تم نے وہ بات سنی تھی تو مومن مردوں اور عورتوں نے کیوں اپنے دلوں میں نیک گمان نہ کیا اور کیوں نہ کہا کہ یہ صریح طوفان ہے"۔

ساری بحث کا حاصل یہ ہے کہ بدگمانی کئی گناہوں کی بنیاد بنتی ہے، اس کا انجام بہرحال اچھا نہیں ہوتا، یہ منافقوں کی صفت اور پہچان ہے، اس کی وجہ سے بندہ اللہ تعالیٰ کے غضب کا مستحق ہو جاتا ہے، بدگمانی سے گھرانے اور ادارے تباہ ہو جاتے ہیں، بدگمانی فطرت کی کجی اور باطن کے فساد کی دلیل ہے، یہ انسانوں کے درمیان نفرت اور عداوت کی فصل کاشت کرتی ہے۔

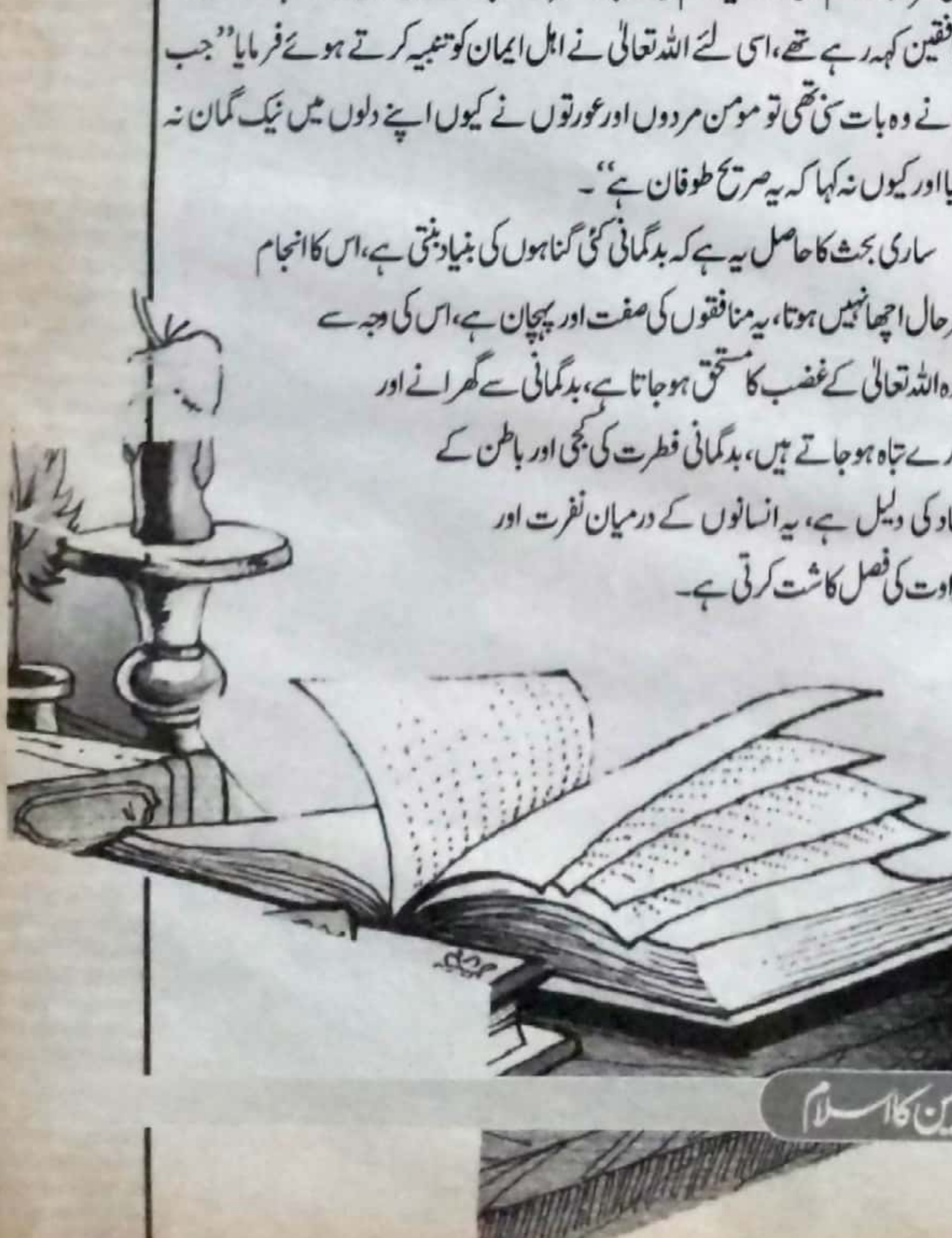

میں تیری معافی کی پناہ لیتی ہوں

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِرِضَاکَ مِنْ سَخَطِکَ وَ بِمُعَافَاتِکَ مِنْ عُقُوْبَتِکَ وَ اَعُوْذُبِکَ مِنْکَ لَا اُحْصِیْ ثَنَاءً عَلَیْکَ اَنْتَ کَمَا اَثْنَیْتَ عَلٰی نَفْسِکَ. (رواہ مسلم)

ترجمہ: اے میرے اللہ! میں تیری ناراضگی سے تیری رضامندی کی پناہ لیتی ہوں اور تیری سزا سے تیری معافی کی پناہ لیتی ہوں اور تیری پکڑ سے پناہ لیتی ہوں، میں تیری حمد و ثناء پوری طرح بیان نہیں کرسکتی (بس یہی کہہ سکتی ہوں کہ) تو ویسا ہی ہے جیسا کہ تو نے اپنی ذاتِ اقدس کے بارے میں بتلایا ہے۔

آخری قسط

عورت کا میدانِ عمل

تعمیرِ فکر

خواتین کی تعلیم ایک معرکۃ الآراء موضوع ہے۔ مسلم معاشروں پر مغرب کی طرف سے اکثر و بیشتر خواتین کو ناخواندہ رکھنے کے الزامات بھی لگتے رہتے ہیں۔ طالبان کی اسلامی حکومت کے خلاف امریکا اور اس کے موالیوں کی الزامات کے حوالے سے جو لمبی چوڑی فہرست تھی اس کا ایک نکتہ یہ بھی تھا کہ طالبان نے خواتین پر تعلیم کے دروازے بند کردیئے تھے۔ خیر یہ بات برسبیل تذکرہ آگئی صحیح بات یہ ہے کہ زمانہ حاضر میں تعلیم خواہ لڑکوں کی ہو یا لڑکیوں فی الواقع ایک ناگزیر صورت اختیار کرچکی ہے، لیکن تعلیم تعلیم میں فرق ہے۔ ایک تعلیم تو وہ ہے جو ضروریات دین کے بارے میں ہے، جس کا حاصل کرنا ہر مسلمان مرد و عورت پر فرض ہے، یہ وہ تعلیم ہے جو معرفت حق کا سبب ہے، جو انسان کو انسانیت اور عبدیت کے دائرے میں لاتی ہے اور ایک پاکیزہ زندگی گزارنے کے لئے معاون ثابت ہوتی ہے..... ایک تعلیم وہ ہے جو دنیوی ضرورت ہے، جسے حاصل کرکے انسان اپنی معاشرتی زندگی کو سنوارتا ہے۔

دینی تعلیم کی احتیاج تو ہے ہی دنیوی تعلیم کی اہمیت بھی اپنی جگہ ہے۔ آج اگر کسی بچی کو عصری تعلیم سے یکسر لاتعلق رکھا جائے تو آنے والے وقت میں ممکن ہے وہ بطور ماں اپنا کردار فعال طور پر ادا نہ کرسکے، یوں عصری تعلیم بھی ایک ضرورت بن چکی ہے، لیکن تعلیمی ضروریات اتنی متنوع ہیں کہ ہر ایک نوع کے لئے علیحدہ سے کوئی معیار مقرر نہیں کیا جاسکتا۔ ہاں خواتین کی ''ضرورت'' کو دیکھا جائے گا کہ وہ کس درجے کی ہے، اس ضرورت کو پرکھنے کے لئے بھی متقی علماء سے رہنمائی ضروری ہے۔ ایک لڑکی اگر فلسفے میں ماسٹرز کرنا چاہتی ہے یا ایم اے اکنامکس کی ڈگری کا حصول اس کی منزل ہے، یا وہ ادبیات میں ایم فل کرنا چاہتی ہے یا وہ لاء میں ڈگری حاصل کرنا چاہتی ہے تو یہ چیزیں اس لڑکی کی فی الواقع ضرورت نہیں ہوسکتیں، اسے محض ڈگری کا حصول، وقت گزاری یا ذاتی شوق کی تسکین کا نام دیا جاسکتا ہے۔ ان شعبہ جات میں تعلیم حاصل کرنے والی لڑکی کو بھی معلوم ہوتا ہے کہ عملی زندگی میں یہ تعلیم کبھی ان کے کام نہیں آسکے گی، ہاں جو تعلیم ضرورت میں داخل ہو اس کے لئے گھر سے نکلنے کی گنجائش موجود ہے۔ علماء امت اس حدیث کی بناء پر عورت کو گھر سے نکلنے کی اجازت دیتے ہیں، جس میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

اَذِنَ لَکُنَّ اَنْ تَخْرُجْنَ لِحَوَائِجِکُنَّ. (بخاری)

''تمہیں اجازت دی گئی ہے کہ تم اپنی ضروریات کے لئے باہر نکل سکتی ہو۔''

لیکن یہ مطلق اجازت نہیں ہے کہ جب دل چاہا اور جہاں چاہا گھر سے باہر نکل کھڑی ہوئیں۔ علماء امت نے تصریح کی ہے کہ مثلاً ایک بالغ بچی حصول تعلیم کے لئے گھر سے نکلنا چاہتی ہے تو:

۱۔ راستہ پرامن ہو فتنے کا اندیشہ نہ ہو

۲۔ وہ تعلیم اس کے اعمال و اخلاق کے بگاڑ کا سبب نہ ہو

۳۔ حدود شرعیہ کو پامال نہ کیا جائے

۴۔ تعلیم اس بچی کی واقعی ضرورت ہو

۵۔ مخلوط ماحول نہ ہو

۶۔ حتی الامکان کوشش کی جائے کہ محرم مرد اس بچی کو لانے کی ذمہ داری نبھائے۔

آج کے دور میں اکثر والدین اپنی بچیوں کو محض اس لئے اعلیٰ تعلیم دلواتے ہیں تاکہ وہ ''پڑھ لکھ'' جائیں اور انہیں کوئی ''اچھا'' رشتہ مل جائے۔ اس پڑھنے پڑھنے میں بچیوں کے اخلاق و کردار پر جو برا اثر پڑتا ہے اس کا خمیازہ والدین کو بھگتنا پڑتا ہے۔ ہمارے ہاں کون سا کالج ہے جہاں حدود شرعیہ کو پامال نہ کیا جاتا ہو؟ نصاب تعلیم کو ہی لے لیجئے، یہ پہلے بھی کوئی بہت اعلیٰ انسان پیدا نہیں کررہا تھا، لیکن جب حال ہی میں نصاب سے اسلامی عقائد، اخلاق اور تاریخ کے مضامین چن چن کر نکال دیئے گئے تو خیر کی مزید توقع کیسے کی جاسکتی ہے؟ اسکول و کالج اور یونیورسٹیز کے طلبہ و طالبات کے اخلاقی دیوالیہ پن کی رہی سہی کسر ڈرامے، مباحثے اور مختلف ثقافتی، سماجی اور تعلیمی پروگرام نکال دیتے ہیں۔ کیکر کے درخت سے انگوروں کا پھل حاصل کرنے کی کوشش ایک لاحاصل کوشش ہے۔ ایک اور خاص بات یہ ہے کہ جو لڑکیاں زیادہ پڑھ لکھ جاتی ہیں ان کے ہم پلّہ رشتے نایاب ہورہے ہیں جس کی وجہ سے یہ لڑکیاں والدین کے گھروں میں امید و انتظار کی کشمکش میں رہتے ہوئے زندگی گزارنے پر مجبور ہیں۔

عصری تعلیم کے حوالے سے ایک عورت کی حقیقی ضرورت صرف اتنی ہے کہ وہ گھرداری کے نظام کو بہتر طور پر سنبھال سکے۔ شوہر کی خدمت اور اپنے بچوں کی تربیت و پرورش کرنے میں اپنی صلاحیتوں کو اچھے انداز میں بروئے کار لاسکے۔ اس حد تک معاون تعلیم حاصل کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں اس لئے کہ یہ تعلیم بسلسلۂ ضرورت ہے۔ جہاں تک بات ہے تعلیم بسلسلہ معاش یا بسلسلہ روزگار تو ہم پہلے ہی عرض کرچکے ہیں کہ عورت پر معاش کی ذمہ داری ہے ہی نہیں۔ مرد اگر اجتماعی معاشرتی زندگی میں عورت کی شمولیت پر اصرار کرتا ہے تو اس کے دو ہی مطلب ہوسکتے ہیں یا تو وہ اپنی ذمہ داریوں سے راہِ فرار اختیار کرنا چاہتا ہے یا وہ نفسانی خواہش کے زیر اثر ایسا کہہ رہا ہے اور ایسا کہنے میں اکثر و بیشتر یہ دونوں باتیں موجود ہوتی ہیں۔

آج اور گزشتہ تین شماروں کی گفتگو کا حاصل یہ ہے کہ اسلام نہ تو عورت کا اتنا پابند کرتا ہے کہ ''گھٹ کے مرجائے'' اور نہ ہی اتنی آزادی دیتا ہے کہ وہ جامے سے باہر ہوجائے۔ اسے اپنی ضروریات کی تکمیل کے لئے گھر سے باہر نکلنے، تعلیم حاصل کرنے، اضطراری احوال میں ملازمت کرنے کی اجازت ہے، بشرطیکہ شرعی حدود کی مکمل پابندی ہو اور علماء سے راہنمائی لی گئی ہو، لیکن ایسی عمومی اجازت کہ مرد و عورت کی تخصیص ختم ہوجائے اور عورت کو مکمل اختیار دے دیا جائے کہ وہ ہر شعبۂ زندگی میں فعال کردار ادا کرسکتی ہے جیسا کہ بعض ماڈرن اسلامی جماعتوں کا خیال ہے تو اس طرح کے ''اسلام'' کی اسلام میں کوئی گنجائش نہیں۔ والسلام

محمد احمد حافظ

خط و کتابت کا پتہ ''خواتین کا اسلام'' دفتر روزنامہ اسلام ناظم آباد 4 کراچی

ای میل islamforwomen@hotmail.com فیکس 021-6622240 فون 021-6683301

خواتین کا اسلام انٹر نیٹ پر بھی
www.dailyislam.net.pk

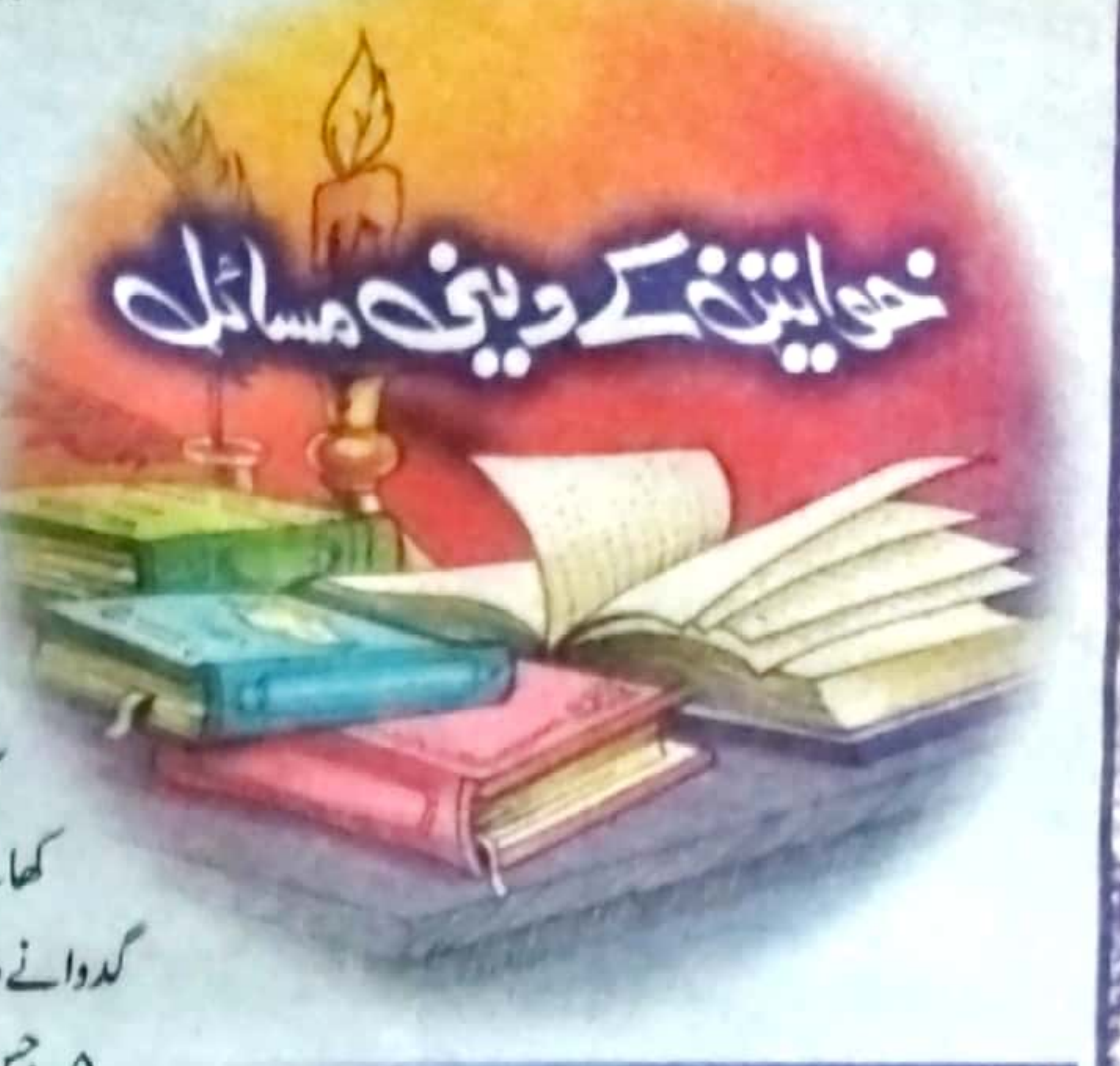

تصویر سازی کا پیشہ:

سوال: آپ نے ''خواتین کے دینی مسائل'' میں ایک مسئلہ لکھا ہے کہ تصویر بنانے والے کی کمائی حرام ہے، اگر اس کی اولاد کمانے کے قابل ہو تو اس کے لئے باپ کی کمائی سے کھانا جائز نہیں۔ میرا مسئلہ یہ ہے کہ میرے شوہر ۱۸ سال سے سرکاری ملازم ہیں، ان کا کام ہے تصویریں بنانا۔ جانورں، انسانوں بالخصوص افسران بالا کی تصویر بناتے ہیں۔ ان کا تعلق تبلیغی جماعت سے ہے اور بہت پرانا تعلق ہے۔ بارہا وہ بیرون ملک جا جا کر سال بھی لگا چکے ہیں۔ اندرون ملک بھی چلے دیتے ہیں، لیکن اپنا پیشہ نہیں چھوڑتے۔ سنا ہے تبلیغی بزرگ بھی اس معاملے میں کچھ گنجائش دیدیتے ہیں کہ نوکری جیسی تیسی ہے کرتے رہیں.. اب سوال یہ ہے کہ شوہر تو نوکری نہیں چھوڑتے۔ اب میں اور میرے بچے کیا کریں؟ شوہر اگر بالفرض نوکری چھوڑ دیں تو کیا کریں؟ گھر بیٹھ جائیں؟ ایک اشکال یہ بھی ہے کہ اگر تمام فوٹو گرافر توبہ کرلیں تو پاسپورٹ، شناختی کارڈ وغیرہ کی تصویریں کون بنائے گا؟ (ایک خاتون۔ ٹاؤن شپ لاہور)

جواب: پاسپورٹ یا شناختی کارڈ وغیرہ کی تصویر مجبوری کی تصویر ہے۔ اس کے بنانے کی گنجائش ہے ورنہ جاندار کی تصویر بنانا قطعی حرام اور گناہ کبیرہ ہے، جس کے مرتکب پر زبان نبوت سے لعنت کی گئی۔ آپ کے شوہر تک شاید یہ احادیث نہیں پہنچیں:

۱۔ قیامت کے دن ساری مخلوق میں شدید ترین عذاب تصویر بنانے والوں کو ہوگا۔
(صحیح بخاری)

۲۔ اس سے بڑا ظالم کون ہوگا جو مخلوق پیدا کرنے میں میرا مقابلہ کرتا ہے یہ لوگ (تصویر ساز) ایک دانہ یا ایک ذرہ تو پیدا کرکے دکھائیں۔ (صحیح بخاری)

۳۔ تصویر دار پردہ دیکھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھاڑ دیا اور ارشاد فرمایا قیامت کے دن ساری مخلوق میں شدید ترین عذاب ان لوگوں کو ہوگا جو مخلوق بنانے میں اللہ تعالیٰ کی نقل اتارتے ہیں۔ (صحیح بخاری)

۴۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت فرمائی سود کھانے اور کھلانے والے پر، جسم گودنے والی اور گدوانے والی پر اور تصویر بنانے والے پر۔ (صحیح بخاری)

۵۔ جس نے دنیا میں (کسی جاندار کی) تصویر بنائی اسے قیامت کے دن مجبور کیا جائے گا کہ اس میں روح پھونکے۔ لیکن وہ روح نہ پھونک سکے گا (اس لئے عذاب میں بھی کوئی تخفیف نہ ہوگی)۔ (صحیح بخاری)

یہ نمونہ کی چند احادیث ہیں ورنہ صحیح بخاری میں مسئلہ تصویر

مولانا مفتی محمدؒ ابراھیم صادق آبادی

پر دس باب قائم کئے گئے ہیں۔ ان احادیث سے تصویر سازی کی قباحت وشناعت کا اندازہ کرلیا جائے۔ شاید انہیں یہ بھی معلوم نہیں کہ کسی بھی نیک عمل کی قبولیت عنداللہ کی بنیادی شرط رزق حلال کا اہتمام ہے: ان اللہ طیب لا یقبل الاطیبا (مسلم)

یہ کہنا کہ تبلیغی بزرگ ناجائز اور حرام نوکری کی گنجائش دیتے ہیں، بزرگوں پر بہتان ہے۔ یہ صحیح ہے کہ کسی شخص کا ذریعۂ معاش ناجائز ہو اور وہ ضعیف الایمان ہو تو اسے یہ مشورہ نہ دیا جائے کہ اسے فوری ترک کرکے اپنے تئیں آزمائش میں ڈال دے، بلکہ ضروری ہے کہ پہلے متبادل ذریعۂ معاش کا انتظام کرے اور ہمہ وقت اس کوشش میں لگا رہے۔ جونہی متبادل انتظام ہو ناجائز معاش کو چھوڑ کر اسے اختیار کرلے اور مجبوری کے تحت جب تک ناجائز ذریعۂ معاش اختیار کیے رکھے اس پر مسلسل استغفار کرتا رہے اور حلال آمدن شروع ہونے پر اتنا مال جو ناجائز ذریعے سے کما کر استعمال کرچکا ہے بہ نیت ثواب صدقہ کردے۔ اگر اتنی وسعت نہ ہو تو کم از کم دل میں پختہ ارادہ رکھے کہ جونہی وسعت ہوئی اتنا مال صدقہ کردوں گا خواہ تھوڑا تھوڑا کرکے ہی ہو۔

غرض ناجائز ذریعۂ معاش اختیار کیے رکھنے کی کسی بزرگ یا عالم نے گنجائش دی ہے تو صرف اضطرار ومجبوری کے تحت اور ایک محدود وقت تک کے لئے (جب تک متبادل انتظام نہ ہو) اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ حرام خوری کو مستقل پیشہ بنالیا جائے۔ دیکھئے اضطرار وناچاری میں قرآن نے مردار اور خنزیر کھانے کی بھی اجازت دی ہے۔ اب اس وقتی اور عارضی رخصت کو بنیاد بنا کر کوئی حیلہ ساز ایسی نجس اشیاء کو مستقل خوراک بنالے اور دلیل میں قرآن کی آیت پیش کردے تو یہ کتنی بڑی تحریف ہوگی؟ حرام مال کما کما کر اس سے تبلیغی دورے کرنے سے تو ہزار درجے بہتر تھا کہ یہ تبلیغ میں ایک دن کے لئے بھی نہ نکلتے، تبلیغ کے مقامی کام سے جڑے رہتے اور محنت مزدوری کرکے اپنا اور اپنے بچوں کا پیٹ پالتے۔ حقیقت یہ ہے کہ اس قسم کے غیر معتدل اور غیر محتاط لوگ بزرگانِ دین اور دینی جماعتوں کی بدنامی کا باعث بنتے ہیں۔ تبلیغی احباب کو ہمارا ناصحانہ مشورہ ہے کہ بزرگانِ تبلیغ کی اس ہدایت کو (جو رائیونڈ مرکز سے مسلسل دی جاتی ہے) پلے باندھ لیں کہ دینی مسائل میں علماء کی طرف رجوع کریں، علماء کی ہدایت ورہنمائی کے بغیر دین کا کوئی کام خواہ اجتماعی ہو یا انفرادی صحیح طریقے سے انجام دینا ممکن نہیں۔

اس شخص کی بیوی اور نابالغ بچوں کا اگر اپنا مال ہو (خواہ کسی شکل میں ہو) یا کمانے پر قادر ہوں تو اس کی کمائی ان کے لئے کھانا جائز نہیں۔ بصورت مجبوری اس کے مال سے بقدر ضرورت نفع اٹھا سکتے ہیں لیکن ضروری ہے کہ اس کے ساتھ استغفار بھی کرتے رہیں اور دل میں نیت رکھیں کہ کبھی ہماری ملکیت میں حلال مال آگیا تو اتنا مال ہم صدقہ کردیں گے۔

باقی رہی یہ بات کہ اگر تمام فوٹو گرافر اپنے پیشے سے توبہ کرلیں تو لوگوں کے شناختی کارڈ یا پاسپورٹ کی تصویریں کون بنائے گا؟ تو یہ مفروضہ اس گناہ کے جواز کی دلیل نہیں بن سکتا۔ پاسپورٹ وغیرہ کے لئے تصویر بنوانا کوئی فرض وواجب نہیں کہ فوٹو گرافروں کے توبہ کرنے سے اس فرض کے ضائع ہونے کا اندیشہ ہو۔ موجودہ حالات میں صرف اس کی گنجائش ہے۔ تصویر کا یہ قانون چونکہ حکومت نے بنایا ہے لہٰذا حکومت خود اس کا انتظام کرے گی۔ آپ اپنی آخرت کی فکر کریں۔ آپ کو لوگوں کے پاسپورٹ یا شناختی کارڈ کی کیا پڑی ہے؟

روزے کے چھ آداب

امام غزالی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حقیقی روزے کے لئے، جو اعضاء کو گناہوں سے روکتا ہے چھ آداب ملحوظ رکھنا ضروری ہیں۔ (۱) پہلا ادب یہ ہے کہ نظر نیچی رکھو، جن چیزوں کی طرف نگاہ ڈالنا اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہے ان کی طرف نگاہ کو نہ جانے دو۔ (۲) دوسرا ادب زبان کی حفاظت ہے کہ بے ہودہ بات نہ کرو، جھوٹ نہ بولو، غیبت نہ کرو، ظلم کی بات نہ کرو، جھگڑا نہ کرو۔ (۳) تیسرا ادب یہ ہے کہ کانوں کو بری بات سننے سے روکو اس لئے کہ جن باتوں کا زبان سے نکالنا حرام ہے ان کا سننا بھی حرام ہے۔ (۴) چوتھا ادب یہ ہے کہ ہاتھ پاؤں اور دیگر اعضاء کو گناہوں سے روکو۔ (۵) پانچواں ادب یہ ہے کہ افطار کے وقت حلال کھانا کھاؤ اور پیٹ بھر کر نہ کھاؤ۔ (۶) چھٹا ادب یہ ہے کہ روزہ افطار کرنے کے بعد خوف ورجاء کی کیفیت ہو۔ یہ وہ چھ ادب ہیں جن کو ملحوظ رکھنے سے ہی روزہ حقیقی معنوں میں صحیح ہوتا ہے۔ (مرسلہ: عائشہ منیر، بہاول پور)

رمضان المبارک کا اصل مقصد

ہو مبارک مومنوں کو آ گیا ماہ صیام
اب تو حق کی رحمتوں کا ہر طرف ہے اژدھام

قرآن مجید میں ہے: ”اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کردئے گئے جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کئے گئے تھے تاکہ تم میں تقویٰ کی صفت پیدا ہو۔“ (القرآن)

اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد سے جہاں یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ روزہ پچھلی امتوں پر بھی فرض تھا وہاں یہ بھی واضح ہو جاتا ہے کہ روزے کا حقیقی مقصد انسان میں تقویٰ پیدا کرنا ہے۔ رب کریم نے ماہ رمضان میں پورے ایک ماہ کے روزے فرض کرنے کا اصل مقصد تقویٰ بتایا ہے۔ اللہ تعالیٰ روزے کے ذریعے ان تمام چیزوں سے رکنے کی صلاحیت پیدا کرنا چاہتا ہے جن کو اس نے حرام قرار دیا ہے۔ اس لئے رمضان المبارک کے ان دنوں میں روزہ رکھ کر گناہوں سے بچتے ہوئے نیک کام کرنا دراصل اسی کی ٹریننگ دینا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا کوئی کام حکمت مصلحت اور مقصد سے خالی نہیں ہے۔ بظاہر کھانے پینے اور نفسانی خواہشات سے کچھ وقت کے لئے پرہیز کرنے کو روزہ سمجھا جاتا ہے اور شرعی نقطۂ نظر سے بھی سحر سے افطار تک ان چیزوں سے رکے رہنے کو روزہ کہا جاتا ہے۔ لیکن یہ چیزیں اصل مقصد نہیں ہیں بلکہ ایک اعلیٰ مقصد کے حصول کا ذریعہ ہے۔

تقویٰ کے لغوی معنیٰ کسی چیز سے بچنے کے ہیں لیکن تقویٰ کا دینی مفہوم یہ ہے کہ انسان تمام نفسانی خواہشات، جسمانی تقاضوں سے اجتناب کرے اور ہر اس چیز سے بچے جو منکر یا برائی کی تعریف میں آتی ہو۔

آئندہ دو تین دن بعد رمضان کا مہینہ جلوہ فگن ہو رہا ہے جو نیکیوں کا موسم بہار ہے۔ اس موسم میں زیادہ سے زیادہ نیکیوں سے اپنا دامن مالا مال کریں۔ فرائض کی ادائیگی کے ساتھ نوافل و اذکار کا بھی اہتمام کریں۔ اس مہینے میں ہر نفل کا ثواب فرض کے برابر کر دیا جاتا ہے۔ اس لئے ہمیں چاہئے کہ کثرت سے نفل نمازیں پڑھیں تاکہ ہماری لغزشوں اور کوتاہیوں کا کفارہ بن سکیں۔ خاص طور پر رات کے آخری حصے میں بیدار ہو کر نوافل کا اہتمام کریں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے خود قرآن مجید میں تہجد کی تلقین کی ہے اور اسے تربیت نفس کا بہترین ذریعہ قرار دیا ہے۔ رمضان رحمت و مغفرت کا خاص مہینہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کے حضور میں گڑ گڑا کر اپنے گناہوں سے توبہ و استغفار کریں۔ احساس ندامت کے ساتھ اپنی کوتاہیوں پر آنسو بہائیں۔ ماہ رمضان قبولیت دعا کا مہینہ ہے اس مہینے میں دعاؤں کی کثرت کریں۔ اپنی نیک ضرورتیں اور تمنائیں خدا کے حضور پیش کریں۔ حدیث میں آتا ہے کہ ”اللہ تعالیٰ رمضان میں عرش اٹھانے والے فرشتوں کو حکم دیتا ہے کہ اپنی عبادتوں کو چھوڑ دو اور روزہ رکھنے والوں کی دعاؤں پر آمین کہو۔“ افطار سے کچھ قبل دعا کا اہتمام کرنا چاہئے اور اس وقت ہم اللہ تعالیٰ کی اطاعت و تعمیلِ حکم میں نڈھال ہو چکے ہوتے ہیں اس وقت اللہ تعالیٰ کو ہم پر پیار آ رہا ہوتا ہے۔ ایسے وقت میں ہمارے منہ سے جو بھی دعا نکلے گی بارگاہ الٰہی میں شرف قبولیت حاصل کرے گی۔ احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ وقت افطار جو بھی دعا کی جاتی ہے وہ رد نہیں ہوتی۔

قرآن پاک کو رمضان سے اور رمضان کو قرآن سے ایک خصوصی مناسبت اور گہرا تعلق ہے۔ یہ وہ مبارک مہینہ ہے جس میں انسانی ہدایت کے لئے قرآن نازل ہوا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بھی رمضان میں نماز تراویح اور تلاوت قرآن پاک کا اہتمام فرماتے تھے۔ لہٰذا نماز تراویح کے علاوہ بھی قرآن پاک کی تلاوت کریں۔ پورے مہینہ میں کم از کم ایک بار پورا قرآن پڑھیں اس کی آیات کے معنیٰ و مفہوم پر غور کریں۔ روزے کے شرعی مقاصد میں یہ بات بھی داخل ہے کہ انسان بھوک و پیاس کی حالت میں ان لوگوں کی کیفیت کا اندازہ کر سکے جو نان شبینہ کو بھی ترستے ہیں تاکہ انسان میں دوسروں کی تکلیفوں اور مصیبتوں کو سمجھنے اور ان کو دور کرنے کا جذبہ پیدا ہو سکے۔ بیواؤں، یتیموں اور غریبوں کے دکھ درد میں شریک ہوں اور اس ماہ مبارک میں اپنے کو صبر و عزیمت کے سانچے میں ڈھالنے کی کوشش کریں ہر طرح کی مصیبت و پریشانی کا خندہ پیشانی سے استقبال کریں۔ ظلم و زیادتی کرنے والے کے ساتھ عفو و درگزر سے کام لیں۔ غرض ہر پہلو اور ہر لحاظ سے اپنے آپ کو صبر کا عادی بنائیں تاکہ پوری زندگی صبر و ثبات کا دامن ہمارے ہاتھ سے چھوٹنے نہ پائے، ماہ رمضان میں صبر کا بھرپور مظاہرہ کر کے توشہ آخرت جمع کریں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ یہ صبر کا مہینہ ہے اور صبر کا بدلہ جنت ہے۔ (بیہقی)

رحمت النساء

ایک حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص نے روزہ رکھا جھوٹ بولنا اور اس پر عمل کرنا نہ چھوڑا تو اللہ کو اس سے کوئی دلچسپی نہیں کہ وہ اپنا کھانا پینا چھوڑ دے۔ (بخاری)

خصوصاً ہمیں غیبت سے ہر لحاظ سے بچنا چاہئے یہ نہایت برا فعل ہے جسے مسلم معاشرہ کبھی برداشت نہیں کر سکتا۔ اپنے مردہ بھائی کی بوٹیاں نوچ نوچ کر کھانا جس قدر گھناؤنا کام ہے غیبت کرنا اس سے بھی زیادہ گھناؤنا اور ناپسندیدہ عمل ہے۔ یہ کبھی اظہار واقعہ کا زرق برق کا لباس پہن کر سامنے آتی ہے تو کبھی تنقید جیسے معصوم نام سے محفلوں کو گرمائے رکھتی ہے۔ غیبت وہ سنگین جرم ہے جس کے کرنے والے کے بارے میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ جنت میں داخل نہ ہو سکے گا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”روزے دار صبح سے شام تک خدا کی عبادت میں ہے جب تک وہ کسی کی غیبت نہ کریں اور جب وہ کسی کی غیبت کر بیٹھتا ہے تو اس کے روزے میں شگاف پڑ جاتا ہے۔“ روزہ کی حالت میں ہر قسم کی برائی سے پرہیز کر کے روضہ کو ضائع ہونے سے بچائیے تاکہ ہمیں روزہ کے مطلوبہ فوائد حاصل ہو سکیں۔

قابل مبارک باد ہیں وہ لوگ جن سے یہ مہینہ راضی ہو کر گیا اور ناکام و بدنصیب ہیں وہ لوگ جو اس کو ناراض کر کے ہر قسم کی خیر و برکت سے محروم ہو گئے۔ رمضان اور روزے کے آداب کی پابندی کر کے اپنے لئے سامان تربیت اور توشہ آخرت جمع کریں تاکہ کل جب ہم خدا کے حضور حاضر ہوں تو روزہ ہماری سفارش کر سکے اور ہم جنت کے مستحق قرار پا سکیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”قیامت کے دن روزہ سفارش کرے گا اور کہے گا کہ اے پروردگار میں نے اس شخص کو کھانے پینے اور دوسری لذتوں سے روکے رکھا خدایا تو اس شخص کے حق میں میری سفارش قبول فرما اور اللہ تعالیٰ اس کی سفارش قبول فرمائے گا۔“ (مشکوٰۃ)

اللہ رب العزت سے دعا ہے کہ وہ ہمیں رمضان کی رحمتوں اور برکات سے مالا مال فرمائیں اور اس رمضان کا اثر باقی گیارہ مہینوں پر بھی قائم و دائم رکھے۔

کشکول

حضرت امام شافعی رحمہ اللہ

تیرہ سال کی عمر میں قرآن اور حدیث کے علوم حاصل کر چکے تھے اور اسی عمر میں درسِ قرآن دینا شروع کر دیا تھا۔ یہ ان کی محنت اور شوق تھا کہ اتنی کم عمری میں انہوں نے علم کے بڑے بڑے سمندر بھی عبور کر لئے۔

(مثالی بچپن)(مرسلہ: رضوانہ اعوان، چشتیاں، بہاولنگر)

میری ڈائری سے

● زبان خیال کا لباس ہے۔ ● مطالعہ غم اور مایوسی کا بہترین علاج ہے۔ ● دنیا میں لوگ بہت زیادہ ہیں مگر انسان بہت کم۔ ● خاموشی اور سوچ بڑی سے بڑی مشکل سلجھا دیتی ہے۔ ● بالعموم شکوہ دل کی گہرائیوں سے نکلتا ہے اور شکریہ نوکِ زبان سے۔ ● سچ کبھی کڑوا نہیں ہوتا البتہ لہجے کی تلخی اسے کڑوا بنا دیتی ہے۔ ● لہجے میں اگر مٹھاس ہو تو لفظ موتی ہیں اگر لہجے میں تلخی ہو تو وہی لفظ انگارے ہیں۔ ● اعتبار کی مالا کو کبھی ٹوٹنے نہ دو کہ اس کے انمول موتی بکھر جائیں گے اور پھر تلاش کے باوجود چند موتی نہیں ملیں گے۔ ● زندگی کے معاملے میں جو لوگ غیر سنجیدہ ہوتے ہیں، وہ دکھ اٹھاتے ہیں اور جو حد سے زیادہ سنجیدہ ہوتے ہیں وہ دوسروں کو دکھ دیتے ہیں۔ (م۔ بنت شبیر احمد قریشی)

کیوں کر ہو آبیاری

جن گھروں میں والدین ہمیشہ لڑتے جھگڑتے رہیں ان کے بچے کبھی بھی کامیاب انسان نہیں بن سکتے لازماً کوئی نہ کوئی کمی ضرور رہ جاتی ہے، بچے ذہنی الجھاؤ کا شکار ہو جاتے ہیں، کوئی بڑا کام اعتماد کے ساتھ نہیں کر سکتے۔ والدین کو چاہئے کہ اپنے ذاتی معاملات کی بحث بچوں کے سامنے نہ کیا کریں، بچوں کے سامنے نہایت خوش اسلوبی اور محبت سے رہیں تاکہ آپ کے بچے قوم کے معمار بن سکیں ان کا مستقبل ہر لحاظ سے روشن ہو۔ (بنت اعظم عباسی)

لمحہ فکریہ

اے انسان! دنیا جلد ہی تمہارا نام زندوں کی فہرست سے نکال کر مردوں کی فہرست میں درج کر دے گی۔ والدین بہت روئیں گے بالآخر مایوس ہو کر بیٹھ جائیں گے۔ احباب، عزیز و اقارب تمہیں خوب یاد کر کے پھر ہمیشہ کے لئے بھول جائیں گے۔ بیوی کچھ عرصہ سوگوار رہے گی مگر چند روز بعد حالات کی تبدیلیاں اسے تازہ مشاغل میں الجھا دیں گی۔ بچے بہت یاد کریں گے مگر آہستہ آہستہ اُن کے ذہن سے تمہارا نقش محو ہو جائے گا۔ طوفانِ باد و باراں تمہاری قبر کی بلندی کو ہموار کر کے تمہارا نام صفحۂ ہستی سے مٹا دیں گے۔ چند سال بعد ایک بھولے ہوئے خواب کی مانند ہو جاؤ گے۔ نصف صدی گزر جانے پر اس بات کا باور کرنا مشکل ہوگا کہ تم کبھی دنیا میں تھے۔ لہٰذا! کچھ ایسا کر جاؤ کہ مر کر بھی زندہ رہو۔ (مسز محمد عابد، گلشن راوی لاہور۔ بنت مولانا حبیب الرحمٰن شہیدؒ، شاہدرہ لاہور)

بغداد جو کبھی عالم میں انتخاب تھا!

☆ بغداد شہر کا سنگ بنیاد عباسی خلیفہ ابو جعفر منصور نے 145 ہجری 762 عیسوی میں رکھا اور اس کا نام ''مدینۃ السلام'' رکھا۔

☆ یہ تاریخی عجوبہ ہے کہ بغداد میں کسی بھی خلیفہ اسلام کا انتقال نہیں ہوا۔

☆ سب سے زیادہ قتل عام اس دارالحکومت میں ہوا ہے۔

☆ الخوارزمی نے یہاں دنیا کی پہلی رصدگاہ البحر کے نام سے قائم کی۔

☆ دنیا کا پہلا اقامتی شفاخانہ یہاں قائم کیا گیا۔

☆ بغداد کے آخری عباسی خلیفہ کا نام معتصم باللہ تھا۔

(مرسلہ: بنت فتح محمد دہلوی۔ کراچی)

ایک پیغام امریکا کے نام

تم ظلم ڈھاتے ہوئے شاید یہ بھول گئے ہو
روزِ محشر دینا ہوگا تمہیں اس کا حساب
امتِ مسلمہ کو مٹانے سے پہلے تاریخ تو پڑھو
کئی آئے اور مٹ گئے تم جیسے کھوٹے نواب
مثل سچی ہے کہ چڑھتے سورج کو ہو سلام
تب کہاں جاؤ گے ختم ہوگا جب تمہارا شباب
صبر ہم نے کیا ہے مگر اب انتظار تم کرو
تاریخ لکھے گی ضرور تمہارے ان گنت ظلموں کی کتاب
تمہیں ہم ذلت کی اتھاہ پستیوں میں گرا دیں گے
نہیں پوچھنے آئیں گے تمہیں تمہارے احباب
رائیگاں نہیں ہیں قربانیاں ہمارے مجاہدوں کی
گرے گا جہاں بھی خون وہاں کھلیں گے گلاب

ان شاءاللہ

(ثوبیہ بنت اقبال مغل۔ پسرور)

صحت کا فارمولا

جہاں تک کام چلتا ہو غذا سے — وہاں تک چاہئے بچنا دوا سے
اگر تجھ کو لگے جاڑے میں سردی — تو استعمال کر انڈے کی زردی
جو ہو محسوس معدے میں گرانی! — تو پی لے سونف یا ادرک کا پانی
بنے گر خون کم بلغم زیادہ — تو کھا گاجر، چنے شلغم زیادہ
جگر کے بل پہ ہے انسان جیتا — اگر ضعف جگر ہے کھا پپیتا
جگر میں ہو اگر گرمی دہی کھا — اگر آنتوں میں خشکی ہو تو گھی کھا
تھکن سے ہوں اگر عضلات ڈھیلے — تو فوراً دودھ گرما گرم پی لے
زیادہ گر دماغی ہے ترا کام — تو کھالے شہد کے ہمراہ بادام
اگر ہو قلب پر گرمی کا احساس — مربا آملہ کھا اور انناس
جو دکھتا ہو گلا نزلے کے مارے — تو کر نمکین پانی کے غرارے
اگر ہے درد سے دانتوں کے بے کل — تو انگلی سے مسوڑھوں پر نمک مل
جو بدہضمی میں چاہے تو افاقہ
تو دو اک وقت کا کرلے تو فاقہ

شاعر: قاضی مقصود احمد مرسلہ: ماریہ افتخار

ہوٹلنگ

بنتِ تاثیر احمد

آج اگر ہم کراچی سے لیکر پشاور تک پاکستان کے مختلف شہروں پر نظر ڈالیں تو ہمیں ایک ایسا رجحان نظر آئے گا جو غیر محسوس طریقے سے ہماری اقدار کو بدل رہا ہے۔ اس رجحان کو ہوٹلنگ کہتے ہیں۔ آپ شہر کے کسی بھی علاقے میں چلے جائیں چھوٹے بڑے ریستوران اور ہوٹل یہاں تک کہ سڑکوں کے کنارے چند کرسیاں ڈالے ہوئے ٹھیلے تک لوگوں سے بھرے ہوئے نظر آئیں گے۔

یہ ہوٹلنگ ایک لت کی صورت اختیار کرتی جارہی ہے اس نے نئی نسل کو پوری طرح اپنی گرفت میں لے لیا ہے۔ ویسے تو ہم ہر وقت مہنگائی کا رونا روتے رہتے ہیں مگر آج گھر گھر یہ نظارہ دیکھنے کو ملتا ہے کہ نہاری آرہی ہے، بریانی کی پلیٹیں آرہی ہیں، برگر اور کباب رول آرہے ہیں اور جو صاحبِ حیثیت ہیں انہوں نے ایک فون کیا اور "کے ایف سی"، "پیزا ہٹ"، "میکڈونلڈز" اور دوسرے اعلیٰ ریستورانوں سے کھانے گھر پہنچ گئے اور گھر والوں نے آرام سے ہزار دو ہزار کا بل دے دیا۔ انہیں لوگوں سے اللہ کے راستے میں سو روپے بھی دینے کے لئے کہا جائے تو شاید ہی دیں۔

یہ ہوٹلنگ کس طرح ملک وقوم کو آہستہ آہستہ اخلاقی طور پر تباہ کررہی ہے۔ اس کا کسی کو اندازہ نہیں ہے۔ آج کثرت سے نوجوان جوڑے ان ریستوران میں بیٹھے ہوئے نظر آتے ہیں۔ پہلے پہل تو یہ ملاقاتیں ہوتی ہیں، پھر جب عشق سرچڑھ کر بولتا ہے تو انجام کار کورٹ میرج تک پہنچتا ہے اور نتیجہ ذلت اور رسوائی میں نکلتا ہے اور تو اور جب ان باتون کا تذکرہ لڑکے اور لڑکیاں اپنے اپنے دوستوں سے کرتے ہیں تو یہ مرض کئی دوسرے نوجوانوں کو اپنی لپیٹ میں لے لیتا ہے۔

ایک اور برائی جو اس باہر کے کھانے کی وجہ سے پھیل رہی ہے وہ یہ کہ آج بچوں کو گھر کے کھانے اچھے نہیں لگتے۔ ہر وقت سب کو چکن بریانی، چکن کڑاہی، کباب رول وغیرہ چاہئے۔ جو کہ ایک عام پاکستانی گھرانے کے لئے میسر کرنا ناممکن ہے۔ اس وجہ سے آئے دن بچوں اور ان کے والدین کے درمیان لڑائی جھگڑے ہوتے ہیں۔ خاص طور پر رات کو تو بچوں کی اکثریت "باہر کا کھانا" کھانا چاہتی ہے۔

اس ہوٹلنگ کا ایک اور زہر جس کی وجہ سے مغربی تہذیب کے اثرات تیزی سے بچوں اور نوجوان نسل پر پڑ رہے ہیں وہ ہے آئے دن شہر کے متوسط اور ہائی کلاس اسکولوں کا اپنے طلبہ اور طالبات کو باہر خاص طور پر "کے ایف سی"، "پیزا ہٹ" اور "میکڈونلڈز" میں "آؤٹنگ" کے لئے لے کر جانا، اس "آؤٹنگ" کے لئے والدین سے فی بچہ ڈیڑھ سو سے تین سو روپے تک منگوائے جاتے ہیں اور ان جگہوں پر جو طوفان بدتمیزی ہوتا ہے۔ اس کا سب کو خوب اندازہ ہے۔ اور تو اور اب تو لڑکیاں اکثر گروپ بنا کر باہر خاص طور پر "پیزا ہٹ" میں "رمضان اسپیشل" ڈیل کے تحت روزہ کھولتی اور افطار کرتی نظر آتی ہیں۔ سمجھ میں نہیں آتا کہ آخر ان لڑکیوں کی کیا آمدنی ہے جو اس طرح آرام سے ڈھائی ڈھائی سو خرچ کردیتی ہیں۔ خدارا کوئی تو سوچے کہ ہم سب ... ان جانے میں تباہی کے کس گڑھے میں گر ... رہے ہیں۔ ایک تو اس ہوٹلنگ کی وجہ سے گھر کا بجٹ درہم برہم ہوا ہے۔ لڑکیوں میں کمانے کی دھن سوار ہوگئی ہے۔ مل کر دسترخوان پر کھانے میں جو برکت ہوتی ہے وہ اٹھ گئی۔ ایک وقت باہر کھانے پر جو خرچ ہوتا ہے اس سے گھر میں کم از کم چار دن کا کھانا پکتا ہے۔ کوئی مانے یا نہ مانے رشوت اور کرپشن بڑھانے میں بھی اس ہوٹلنگ کا بڑا ہاتھ ہے، کیونکہ حلال آمدنی والا طبقہ ہرگز ان امریکی یہودی اور دوسرے ریستورانوں میں خود اور اہل خانہ کے ساتھ نہیں کھا سکتا۔ سب سے بڑھ کر یہ کہ اس ہوٹلنگ کی وجہ سے کپڑے جوتے زیور اور موبائل فون کی نمائش بڑھتی ہے۔ وہاں جانے کے لئے "تیار" بھی اسی اسٹینڈرڈ سے ہونا پڑتا، جس کی وجہ سے بے حیائی اور فحاشی زوردار طریقے سے پھیل رہی ہے۔

اس ہوٹلنگ کو روکنے کے لئے ہم سب کو اپنے اپنے گھروں میں کوشش کرنی ہوگی۔ بچوں اور نوجوانوں کو غیر محسوس طریقے سے ان سب برائیوں سے آگاہ کیا جائے اور وقتاً فوقتاً باتوں باتوں میں مغربی تہذیب کے اس بے برکت اور بے فائدہ کھانے کی جگہوں کی نفرت ان کے دل ودماغ میں ڈالی جائے۔ کہتے رہنے سے ان شاءاللہ ضرور اثر ہوگا، مگر ہر بات نرمی اور حکمت سے کی جائے۔

قبۃ الصخرۃ

حرم اقصیٰ کے شمالی جانب ایک قدرتی چٹان ہے جس پر دنیا کا خوب صورت ترین قبہ بنا ہوا ہے۔ اسے قبۃ الصخرہ کہتے ہیں۔ اس کی تعمیر خلیفۃ المسلمین عبدالملک بن مروان نے کروائی تھی۔ رجاء بن حیوۃ الکندی اور یزید ابن سلام نے تعمیر کا نقشہ اور خاکہ تیار کیا۔ یہ عمارت ہشت پہلو ہے اور ہر پہلو 33 ہاتھ (66 فٹ) کا ہے اندرونی قطر 192 فٹ ہے اور قبے کے قاعدے کا قطر 66 فٹ جبکہ گنبد 99 فٹ بلند ہے۔ اس کے اندر شیشوں والی 38 کھڑکیاں ہیں۔ باہر پتھروں پر سورہ بنی اسرائیل اور سورہ یٰسین کی آیات خط طغرا میں دل فریب انداز میں لکھی گئی ہیں۔ خلیفہ عبدالملک نے سات سال کے لئے مصر کی آمدنی اس تعمیر کے لئے مخصوص کردی تھی۔ جس چٹان پر یہ قبہ بنا ہوا ہے اس کے نیچے ایک قدرتی غار ہے، جس میں لگ بھگ ستر آدمی سما سکتے ہیں۔ یہ غار مربع شکل میں ہے، جس کا ہر ضلع تقریباً ساڑھے چار میٹر لمبا ہے اور چھت تین میٹر اونچی ہے، اس غار میں اترنے کے لئے غار کے فرش پر سنگ مرمر لگا ہوا ہے۔ عیسائیوں کے من گھڑت نظریات کے مطابق اصلی تورات اس غار میں مدفون ہے اور یہ جگہ دنیا کی سب سے زیادہ اونچی جگہ ہے اس کے اور آسمان کے درمیان صرف اٹھارہ میل کا فاصلہ ہے۔ (مرسلہ خدیجہ عمیر۔ کراچی)

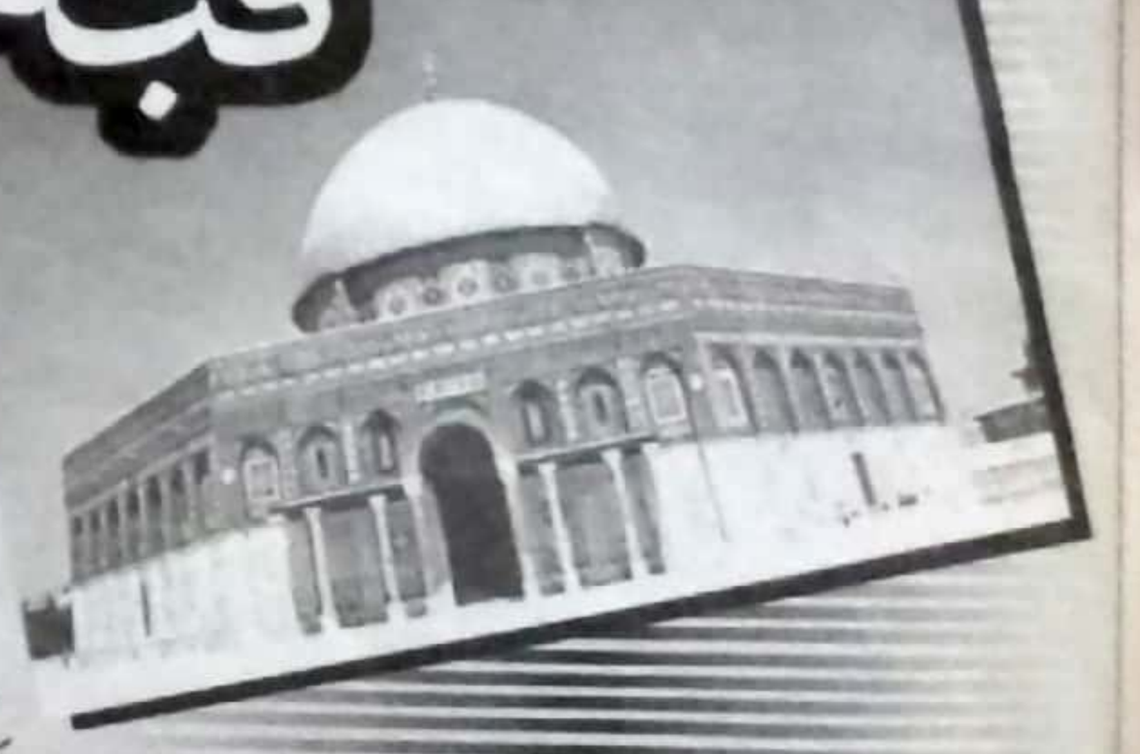

غیر مسلموں کی بے سکونی کا علاج صرف اسلامی تعلیمات میں ہے

میرا نام ارم ہے۔ میرے والد ڈاکٹر انل مودی بیجاپور کرناٹک کے رہنے والے تھے۔ وہ آنؒ جہانی پیلومودی، جو سوشلسٹ پارٹی کے صدر تھے، کے حقیقی بھتیجے تھے۔ انہوں نے امریکا سے ایم ڈی کیا تھا اور بہت اچھے فزیشن تھے۔ بعض دوستوں اور جاننے والوں کے اصرار پر وہ میرٹھ آگئے تھے اور بینک اسٹریٹ پر ایک کوٹھی خرید کر اس کے ایک حصے میں اپنا کلینک بنایا تھا۔ میرے دو بھائی مجھ سے چھوٹے ہیں۔ ایک کا نام طارق اور دوسرے کا نام شارق ہے۔ بارہویں کلاس تک میری تعلیم بیجاپور میں ہوئی تھی۔ میرٹھ آنے کے بعد میں نے میرٹھ کالج میں بی ایس سی میں داخلہ لیا۔ بی ایس سی کے بعد پی ایم ٹی مقابلے میں بیٹھی اور مولانا آزاد میڈیکل کالج سے ایم بی بی ایس کے تین سال مکمل کرنے کے بعد اپنی بوا (ہمشیرہ) کے اصرار پر لندن چلی گئی۔ وہیں ایم بی بی ایس اور اس کے بعد ایم ایس کیا۔ ردولی کے ایک سید گھرانے میں ڈاکٹر سید عامر سے میری شادی ہوئی، جو اچھے نیرولوجسٹ ہیں۔ لکھنو سنجے گاندھی پی جی آئی میں ہم دونوں کا تقرر ہوگیا۔ الحمدللہ ہم دونوں پروفیسر ہوگئے۔ ہماری بوا (ہمشیرہ) جو لندن میں رہتی ہیں، ان کی کوئی اولاد نہیں ہے۔ ان کا بہت اصرار تھا کہ ہم دونوں لندن آجائیں۔ ان کے حد درجہ اصرار پر ۲۰۰۱ء میں تین سال پہلے ہم نے ملازمت چھوڑ دی اور لندن چلے گئے۔ ہماری نند کی شادی میرے چھوٹے بھائی شارق سے ہورہی ہے، جس کی وجہ سے ہمارا ہندوستان آنا ہوا۔

میرے والد صاحب کو اسلامی معاشرت بہت پسند تھی۔ بریانی، قورمہ اور کباب کے وہ دل دادہ تھے۔ نہ صرف یہ کہ وہ اردو جانتے تھے، بلکہ فارسی بھی اچھی جانتے تھے۔ پارسی مذہب سے ان کا خاندانی تعلق تھا۔ اس کے باوجود انہوں نے میرا نام ارم، میرے چھوٹے بھائیوں کا شارق اور طارق رکھا۔ خود اپنا نام ڈاکٹر انل وارث مودی لکھنے لگے تھے۔ بیجاپور میں ہم رہتے تھے۔ جنوبی ہند کا ماحول بڑا صاف ستھرا ہے۔ ہم لوگ میرٹھ آئے تو یہاں کا ماحول عجیب تھا۔ خصوصاً میرٹھ کالج میں دیہات کے جاٹ اور چودھری طلبہ بڑی چھچھوری حرکتیں کرتے تھے۔ وہ اس قدر رکیک حرکتیں کرتے تھے کہ مجھے خیال ہوا کہ مجھے پڑھائی چھوڑنی پڑے گی اور کسی دوسرے کالج کا انتخاب کرنا پڑے گا، لیکن اللہ تعالیٰ کو اسی گندے ماحول سے میری ہدایت کا فیصلہ کرنا تھا۔ انہی گندے لوگوں میں چند شریف لڑکے بھی پڑھتے تھے۔ ان میں کلیم صدیقی تھے، جن کی شرافت سے ہمارے سب ساتھی، یہاں تک کہ اساتذہ بھی مرعوب تھے۔ ان کو لوگ احتراماً کلیم بھائی کہتے تھے۔

میرے والد کی خواہش تھی کہ میں اردو پڑھوں۔ ان کا خیال تھا، بلکہ وہ بہت زور دے کر کہتے تھے کہ اردو زبان سے اچھی اور شائستہ تہذیب آتی ہے۔ میں نے کلیم بھائی سے فرمائش کی کہ وہ ہمیں اردو پڑھادیں۔ انہوں نے وقت نہ ہونے کا عذر کیا، مگر انہوں نے اردو ڈپارٹمنٹ جا کر ایک صاحب کو تلاش کیا، جو اردو میں ایم اے کر رہے تھے اور ان کو تیار کیا کہ مجھے اردو پڑھائیں۔ وہ مجھے لائبریری میں آدھا گھنٹہ روز اردو پڑھانے لگے۔ مجھے اردو بہت جلد آگئی۔ کلیم بھائی نے مجھے ''اسلام کیا ہے؟'' اور ''مرنے کے بعد کیا ہوگا؟'' پڑھنے کو دیں۔ مجھے ان کتابوں نے بہت متاثر کیا۔ ''مرنے کے بعد کیا ہوگا؟'' نے تو میری نیند اڑادی۔ مجھ پر موت کے بعد کے عذاب کا سخت خوف تھا۔ میں نے اپنا حال ان سے بتایا تو انہوں نے مجھے مرنے کے بعد کی عافیت کے لیے ایمان قبول کرنے کو کہا۔ میں نے والد صاحب سے مشورہ کیا۔ انہوں نے مجھے سوچ سمجھ کر فیصلہ کرنے کو کہا کہ تم بڑی ہوگئی ہو اپنی مرضی سے فیصلہ کرسکتی ہو۔ یکم جنوری ۴۷ء کو میں نے لائبریری میں ہی کلیم بھائی کے ہاتھ پر اسلام قبول کرلیا۔ الحمدللہ میرے والدین نے میرے اس فیصلے پر کوئی اعتراض نہیں کیا۔ ۹۷ء میں بوا کے اصرار پر لندن چلی گئی اور ۸۴ء میں ایم ایس سی کر کے میرٹھ واپس آئی۔ کلیم بھائی کو میرے والد نے شادی کے سلسلے میں اختیار دے دیا۔ الحمدللہ انہوں نے میرے لئے انتہائی موزوں رشتہ تلاش کیا اور دلی کے ایک سید گھرانے میں میری شادی ہوگئی، میرے شوہر ڈاکٹر

عریانیت اور مادیت زدہ مغربی تہذیب جس سے ہم لوگ مرعوب ہورہے ہیں حد درجہ پستی کا شکار ہے۔

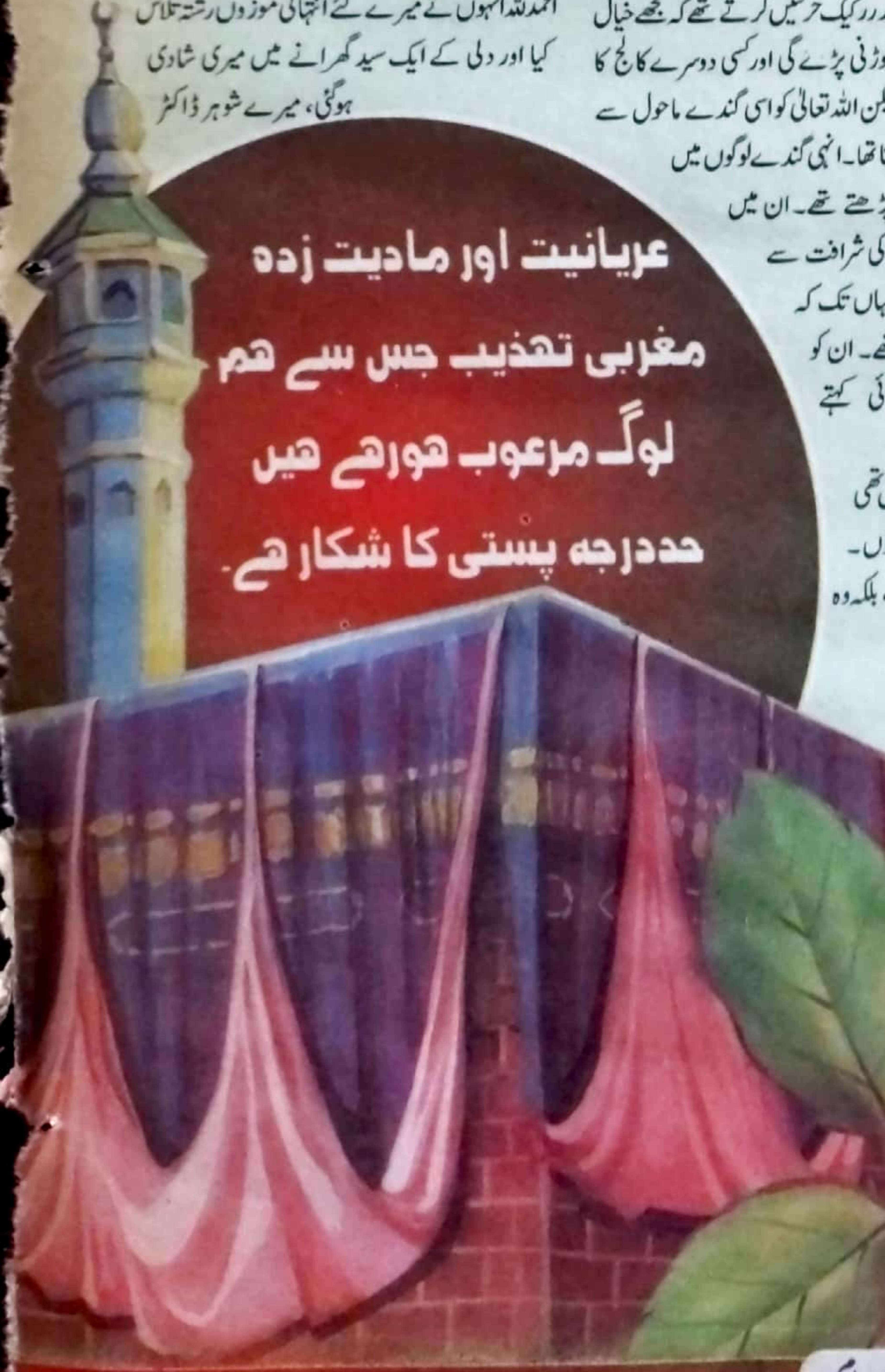

آپ تقریری دعوت سے کسی کو قائل تو کرسکتے ہیں مگر کسی کو متاثر کرنے کے لئے کردار کی عظمت ضروری ہے

عامر ڈی ایم ہیں اور اچھے نیورلوجسٹ ہیں۔ وہ بہت دین دار اور خلیق انسان ہیں۔ جہاں رہے، لوگ ان کی قدر کرتے ہیں۔ ان کی شرافت سے مرعوب رہتے ہیں۔ وہ اپنے فن ماہرین میں شمار کیے جاتے ہیں۔

لندن آنے کے بعد الحمدللہ ہم لوگ شریعت پر عمل کے سلسلے میں زیادہ حساس ہوگئے ہیں۔ میرے شوہر نے یہاں آکر داڑھی رکھ لی ہے۔ خود میں یہ محسوس کرتی ہوں کہ مجھے بے پردگی سے کم از کم عریانیت سے سخت کراہیت ہوگئی ہے۔ ہم دونوں الحمدللہ تہجد پابندی سے پڑھتے ہیں۔ کم از کم شفا کو اللہ تعالیٰ کے ہاتھ ہونا اب ہمارے لیے حق الیقین ہوگیا ہے۔ مسلمان مریض بھی خاصی تعداد میں ہمارے یہاں آتے ہیں۔ مریض کو او۔ ٹی میں میز پر لٹا کر پہلے میں اس کو کلمہ پڑھواتی ہوں۔ اس کو تسلی بھی دیتی ہوں اور یہ بھی سمجھاتی ہوں کہ ہوسکتا ہے کہ موت واقع ہوجائے، اس لئے اچھی طرح دل کو اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ کرلیجئے۔ غیر مسلم مریض بھی آتے ہیں۔ ہماری کلینک ایک روحانی شفاخانہ بھی ہے۔ ہم دونوں کی میزوں پر بہت اچھا اسلامی لٹریچر رہتا ہے، جس میں سے اپنے اپنے حصے کا ہر مریض لے کر جاتا ہے۔ اصل میں ہم نے مغرب کو بہت قریب سے دیکھا ہے۔ بے حیائی اور مادیت زدہ مغربی دنیا بے چین ہے اور ان میں اکثر لوگ زندگی کی لذت اور سکون سے محروم خودکشی کے کنارے کھڑے دکھائی دیتے ہیں۔ ان کی بے چینی اور اضطراب کا علاج صرف اسلام کی مقدس تعلیمات میں ہے۔ کاش ان کو اس نعمت سے آشنا کرایا جائے!

الحمدللہ ہم دونوں کی دعوت پر ان تیس سالوں میں دوسو بہتر لوگ مسلمان ہوچکے ہیں۔ ہمارے سسر مولانا ابوالحسن علی حسنی ندوی رحمہ اللہ سے بیعت تھے اور دلی سے امریکا چلے گئے تھے۔ میرے شوہر بھی ان کے ایک خلیفہ شیخ ولی آدم صاحب سے بیت کا تعلق رکھتے ہیں۔ ہم لوگ اپنے لندن میں قیام کا مقصد اسلام کی دعوت سمجھتے ہیں۔ مجھے سب سے زیادہ خوشی اس بات کی ہے کہ میری بوا جو مجھے میرے ماں باپ سے زیادہ چاہتی تھیں، انہوں نے ہمارے لندن آنے کے دو ماہ بعد اسلام قبول کرلیا تھا اور گزشتہ سال ان کا بہت اچھی ایمانی حالت میں کلمہ طیبہ پڑھتے ہوئے نماز کے مصلے پر انتقال ہوا۔

الحمدللہ کلیم بھائی نے مجھے اس پر زور دیا کہ میں روزانہ کا نصاب طے کرکے اسلام کا مطالعہ کروں۔ میں نے ارادہ کیا کہ اوسطاً ۵۰ صفحے روزانہ پڑھوں گی، مگر ۵۰ صفحوں کا نصاب تو مجھ سے نہیں ہوسکا، البتہ اگر میں یہ کہوں کہ ان تیس سالوں میں نے ۲۵ صفحے روزانہ سے کم نہیں پڑھے ہوں گے تو یہ بات بہت احتیاط کے ساتھ سچ ہوگی۔ میں نے ایک سو سے زائد سیرت کی کتابوں کو پڑھا ہے۔ مولانا علی میاں رحمہ اللہ کی سب کتابیں اور حضرت تھانوی رحمہ اللہ کی ساری کتابیں تقریباً میں نے پڑھی ہیں۔ اس کے علاوہ لندن میں اسلام پر روز نئی کتابیں چھپتی ہیں، ہم لوگ عیسائیوں کے یہاں سے چھپنے والی کتابوں کو دیکھتے رہتے ہیں۔ الحمدللہ ۲۵ صفحات سے کم تو اوسط کسی بھی طرح نہیں رہا ہوگا۔ اس اوسط سے سال میں دس ہزار کے قریب صفحات ہوجاتے ہیں۔ شروع میں مجھے مطالعے کا شوق نہیں تھا۔ کلیم بھائی نے مجھے زور دیا کہ زبردستی مطالعہ کیا جائے۔ اب یہ حال ہے کہ کھانا نہ کھانے سے ایسا نہیں لگتا، جیسا مطالعہ نہ کرنے سے تشنگی محسوس ہوتی ہے۔ کئی بار نئی کتاب نہیں ملتی تو پرانی کتاب دوبارہ پڑھتی ہوں۔ اس طرح الحمدللہ ہمارے یہاں ایک اچھا کتب خانہ بنگیا ہے اور اس کا کچھ نہ کچھ حصہ ذہن میں بھی محفوظ ہے۔

میرے تین بچے ہیں۔ بڑے بیٹے کا نام حسن عامر ہے اور چھوٹے کا حسین عامر ہے اور بچی کا نام فاطمہ زہرا ہے، دونوں بیٹے "ڈیوز بری" کے مدرسے میں تعلیم حاصل کررہے ہیں۔ حسن نے، جس کی عمر دس سے زیادہ ہے حفظ مکمل کرلیا ہے اور درس نظامی کا پہلا سال ہے۔ حسین کی عمر نو سال ہے، اس کے سولہ پارے ہوچکے ہیں۔ فاطمہ ایک اسلامی اسکول میں دوسری کلاس میں پڑھ رہی ہے۔ ان کے والد نے اس کو قرآنِ حکیم گھر پر پڑھایا ہے۔ ہم دونوں نے پروگرام بنایا ہے کہ اپنے بچوں کو روزگار سے بے فکر کردیں گے اور اتنا نظم کردیں گے کہ ان کو کمانے کی فکر نہ رہے اور وہ یکسوئی کے ساتھ زندگی کو دعوت کے لئے وقف کرسکیں۔

الحمدللہ میں نے جس سال ایم ایس سی کیا، فارغ ہوکر میں ہندوستان آئی تو میں نے کلیم بھائی کو بلایا اور والد صاحب کو دعوت دینےکی درخواست کی۔ انہوں نے والد صاحب کو بہت سی کتابیں دیں۔ مولانا علی میاں رحمہ اللہ کی کتاب "نبی رحمت" نے ان کو بہت متاثر کیا۔ وہ اسلام سے تو پہلے سے ہی متاثر

ڈاکٹر ارم

تھے، مگر اتنی عمر تک ایک مذہب میں رہنے اور خاندان کے لوگوں خصوصاً اپنے چچا پیلو مودی صاحب اور ان کے خاص دوست آر کے کرنجیا کی وجہ سے ان کو جھجک تھی۔ میری شادی ڈاکٹر عامر سے انہوں نے باقاعدہ اسلامی طریقے بلکہ مسلمانوں کے طریقے کے مطابق کی اور خوب خرچ کیا۔ ظاہر ہے خوب خرچ کرنا خود اسلامی طریقہ نہیں، مگر مسلمانوں نے اسی طریقے کو اختیار کیا ہے۔ والد صاحب ہم لوگوں کے پی جی آئی ملازمت کے دوران ایک بار "گومتی نگر" میں ہمارے یہاں آئے۔ ہم دونوں نے چھٹی لے لی اور ان سے اسلام قبول کرنے پر اصرار کیا۔ وہ شروع میں ٹالتے رہے کہ رسم سے کیا ہوتا ہے؟ میں دل و دماغ سے تم لوگوں سے پہلے مسلمان ہوں، مگر میرے شوہر نے کہا: بلاشبہ اصل چیز تو دل و دماغ کا اسلام ہے اور ہم اسی کو اسلام کی روح مانتے ہیں، مگر روح کے لئے جسم بھی ضروری ہے، اگر جسم نہ ہو تو روح کس چیز میں پڑے گی۔ آپ کلمہ پڑھ لیجئے۔ وہ تیار ہوگئے اور انہوں نے اسلام قبول کرلیا۔ امی بھی ان کے ساتھ تھیں، ابا کے مسلمان ہونے کے بعد امی کو منانا ہمارے لئے آسان ہوگیا۔ انہوں نے بھی کلمہ پڑھ لیا۔ میرٹھ آکر دو ماہ کے بعد ان کو سخت ترین ہارٹ اٹیک ہوا۔ ان کے دل کی شریانیں خراب ہوگئی تھیں ہم ان کو لکھنؤ سے لے کر آئے، لیکن اللہ تعالیٰ کی مرضی لکھنؤ میں ہی ان کا انتقال ہوگیا اور وہیں تدفین ہوئی۔ الحمدللہ آخری وقت ان کا ایمان کے لحاظ سے بہت اچھا تھا اور وہ اپنے اسلام پر حمد درجہ اللہ تعالیٰ کی تعریف اور شکر کرتے تھے۔

مجھ سے چھوٹے بھائی طارق نے سی اے کیا ہے اور ممبئی میں ایک بڑے کارخانے میں منیجر ہے۔ ان کی شادی ممبئی کے ایک تبلیغی گھرانے میں ہوئی ہے۔ چھوٹے بھائی شارق نے ایم بی اے کیا ہے۔ وہ لکھنؤ میں ایک ہوٹل کے منیجر ہیں۔ ان کی شادی میرے شوہر کی چھوٹی بہن راشدہ سے ہورہی ہے۔

یوں تو یہ علم اور عقل کا زمانہ ہے۔ بے چین اور بلکتی انسانیت کے لئے علم اور عقل کے پیمانے پر پورے اترنے والے مذہب کا تعارف ہی انسان کو حد درجہ متاثر کرتا ہے، مگر میں اپنے قبول اسلام اور اپنے واسطے سے ہدایت پانے والے لوگوں کے حالات پر غور کرنے سے اس نتیجے پر پہنچی ہوں کہ آپ اپنی تقریری دعوت سے لوگوں کو قائل تو کرسکتے ہیں، مگر اس درجہ متاثر کرنے کے لئے ایک زندگی کے طریقے پر رہنے والا آدمی مذہب تبدیل کرنے پر آمادہ ہوجائے، اس کے لئے آپ کی دعوت کے ساتھ آپ کے کردار کی عظمت ضروری ہے۔ میں سمجھتی ہوں ہمارے گھرانے کو مشرف بہ اسلام کرنے بلکہ ہم دونوں کو دعوت پر کھڑا کرنے میں کلیم صدیقی کی فطری شرافت اور مجسم دعوتی کردار سب سے اہم ذریعہ رہی ہے۔ کتابوں کے ساتھ نبیوں کو بھیجنا خود میرے خیال کی بڑی دلیل ہے، انسان کو کتاب کے ساتھ افراد چاہئیں، یعنی قول کے ساتھ کردار کی ضرورت ہوتی ہے تب کہیں انقلاب برپا ہوتا ہے۔ ایک مسلمان کی ذمے داری پوری انسانیت تک اسلام کے پیغام کو پہنچانا ہے۔ اس میں مردوں کے ساتھ عورتوں کو بھی مکلف بنایا گیا ہے بلکہ اسلامی دعوت کی ترتیب تو تاریخ اسلام میں یہ ملتی ہے کہ اسلامی دعوت کی مدعو مردوں سے پہلے عورتیں ہیں۔ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سارے رفقا، محسنین اور محرم راز مردوں کے ہوتے ہوئے غار حرا میں پہلی وحی کے نزول کے بعد اپنی دعوت کا سب سے پہلا مدعو اپنی رفیقہ حیات خدیجہ رضی اللہ عنہا کو بنایا تھا۔ اس سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ عورتوں کو بھی اپنی ذمہ داری سمجھنا چاہئے، بلکہ مردوں سے زیادہ سمجھنا چاہئے۔ میدانِ دعوت میں غیر مسلم اقوام خصوصاً مغربی دنیا سے قریب ہوکر ان کو اس حقیقت سے بھی واقفیت ہوگی کہ جس مادیت اور عریانیت زدہ مغربی تہذیب کی چکا چوند سے ہم مرعوب ہورہے ہیں اور اس کو ہم ترقی کی معراج سمجھ رہے ہیں، وہ کس درجہ پستی کا شکار ہے۔ وہ بے چینی اور اضطراب میں خودکشی کے دہانے پر کھڑی اسلامی تعلیمات کی کس قدر پیاسی ہے اور دینِ اسلام کی نعمت سے نواز کر اللہ تعالیٰ نے ہمارے اوپر کس قدر بڑا احسان کیا ہے۔

لہو پکارے گا آستیں کا

بادلوں کی اوٹ سے چاند کی مدھم روشنی چاروں طرف پھیل رہی تھی، ہلکی پھلکی ہوا اور پتوں کی سرسراہٹ نے فضا میں اور بھی سرور پیدا کر دیا تھا۔ بارش تھم چکی تھی اور گھاس ابھی گیلی تھی، چاندنی، پودوں پر پڑے قطروں کو موتیوں جیسی جاذبیت دے رہی تھی۔ آسمان سے بادل چھٹ رہے تھے اور کہیں کہیں جھلملاتے ستارے دکھائی دے رہے تھے۔ میں نے ایک نظر آسمان پر ڈالی اور پھر گھنے درختوں پر، پھر میری نظر زمین پر جا ٹکی۔ ہر چیز پرسکون تھی، گیلی مٹی کی دھیمی دھیمی خوشبو نے اس احساس کو اور بھی پختہ کر دیا کہ آج ہر کسی کا دل خوش ہوگا۔ اسی خیال میں میں نے آنکھیں بند کیں اور چند گہرے سانس لئے۔ میرے دماغ پر اچانک کسی نے زور سے دستک دی، میرے دل کے پرسکون سمندر کی موجوں نے کروٹ بدلی اور ایک سرسراہٹ سی پورے بدن میں پھیل گئی، میری پیشانی پر نہ چاہتے ہوئے بل آ گئے۔ میرے ضمیر کی آواز نے مجھے دبوچ لیا اور مجھے کسی اور دنیا میں لے گیا۔ اس دنیا میں ہرگز سکون نہ تھا، ایک وسیع و عریض صحرا تھا جہاں انسانی جسموں کے چیتھڑے بکھرے پڑے تھے، انہیں کوئی دفنانے والا نہ تھا، پیچھے بندھے ہوئے ہاتھ اور سینوں میں اتری ہوئی گولیاں ان کی بے بس موت کی بے مہار داستان سنا رہی تھیں۔ پتھروں پر خون کے جا بجا نشان تھے۔ کٹے ہوئے ہاتھ پیر اور ان کی نوچی ہوئی جبینیں اس بات کی گواہی دے رہی تھیں کہ ان کو صرف اس لئے ایذائیں دی گئیں کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ پر اور جو کچھ اس نے نازل کیا اس پر ایمان لائے تھے۔ مجھے کسی نے بتایا یہ دشتِ لیلیٰ ہے۔ (شہداء کی سرزمین ہے)۔ میں نے ایک نظر ان کے زخمی چہروں پر اور ان کے لہولہان پیروں پر ڈالی۔ ان کی آنکھیں اوپر کو کھلی ہوئی تھیں اور ایک پیغام دے رہی تھیں کہ ابھی تمہیں ایک اور آگ کا دریا پھلانگنا ہے، سفر ابھی بہت طویل ہے مگر یاد رکھنا

"ہم عہد اپنا نبھا چکے ہیں تم عہد اپنا بھلا نہ دینا"

یہ منظر میرے لئے ناقابلِ برداشت تھا، مگر میرے ضمیر نے مجھے منہ پھیرنے کی اجازت نہ دی۔ میں کچھ اور آگے گئی۔ یہاں وسیع و عریض صحرا تو نہ تھا مگر انسانیت یہاں بھی ویسے ہی تڑپ رہی تھی۔ یہ جموں و کشمیر کی ایک وادی تھی جس کا شاید ہی کوئی ایسا گھر ہو جس سے آگ کے شعلے نہ بھڑک رہے ہوں۔ یہاں صحرا کی خاموشی تو نہ تھی مگر عورتوں اور بچوں کی کرب انگیز چیخ و پکار تھی۔ چند فوجی کچھ نوجوانوں کو ڈنڈوں سے پٹائی کرتے ہوئے گاڑیوں میں دھکیل رہے تھے، کچھ کو بندوق کے بٹ مار مار کر ہانکا جا رہا تھا گویا وہ کوئی بکریوں کا ریوڑ ہے، جس پر بے لگام کوڑے برسائے جا رہے ہیں۔ کچھ کو پیشانیوں کے بل پکڑ کر گھسیٹا جا رہا تھا۔ جس کی آنکھ اپنے بھائیوں کی توہین برداشت نہ کر سکتی وہ خالی ہاتھ کسی فوجی پر چڑھ دوڑتا مگر چند آہنی گولیاں اسے بھی ابدی نیند سلا دیتیں۔ یہاں عورتوں اور معصوم بچیوں کی عزت سرِ عام لٹتی، مگر اقوامِ متحدہ کا کوئی ٹینک آس پاس نظر نہ آتا، یہاں جھیلوں میں انسانی لاشے تیرتے تھے، مگر کسی اسلامی ملک کی فوج حرکت میں نہ آئی۔ یہاں بستیاں اور گاؤں جلا دیئے جاتے جو پیچھے بچتا وہ راکھ اور ماؤں کی دبی دبی سسکیوں کے سوا کچھ نہ ہوتا۔ میرے ذہن میں بہت سے سوالات ابھرے۔ میرے ضمیر نے صرف اتنا کہا کہ ان کی پیشانیوں کے بال پکڑ کر انہیں اس لئے گھسیٹا گیا کہ یہ پیشانیاں رب العالمین کے سامنے سجدہ ریز ہوتی تھیں۔

میرے دل نے چاہا کہ واپس لوٹ جاؤں اور جتنے آنسوؤں کو میں نے آنکھ سے ٹپکنے کی اجازت نہ دی تھی انہیں رب کے سامنے بہا کر اپنا بوجھ کم کروں، مگر کہانی شاید ابھی ختم نہیں ہوئی تھی۔ میں ذرا اور آگے گئی۔ مجھے کسی نے بتایا یہ عراق ہے۔ انبیاء کی سرزمین، اولیاء کا مسکن، میں نے دائیں طرف نظر دوڑائی تو

بنت سعداللہ

دریائے فرات اپنی تمام تر رعنائیوں کے باوجود گدلا اور دھیما پڑ گیا تھا، اس میں روانی اور طغیانی نہیں تھی۔ اس کے کناروں پر لاشیں تیر رہی تھیں۔ بائیں طرف دریائے دجلہ کو دیکھا تو اس کا پانی بھی سرخ ہو چکا تھا۔ یہاں چاروں طرف گھروں کے ملبے تھے اور لوگ کھلے آسمان کے نیچے اپنی بے بسی کا نظارہ کر رہے تھے۔ یہاں کے ہسپتال روزانہ زخمیوں کے خون سے رنگین ہو جاتے۔ میں نے دیکھا کہ جیلوں میں بند نوجوانوں کو باندھ کر ان کے منہ پر بندوقیں مار مار کر ان کے جبڑوں کو توڑا جا رہا ہے اور کسی بے بس کے اوپر گھونسوں اور گالیوں کی بارش ہو رہی ہے اور یہ کھیل پورا دن جاری رہتا ہے۔ جب تک کہ اس قیدی کے منہ اور ناک سے خون کا چشمہ نہ ابل پڑے۔ ان قیدیوں کے جسم پر غلاظت ڈالی جاتی ہے، انہیں مہذب اقوام کے فوجی بجلی کے جھٹکے دیتے اور ان کو تیزاب میں نہلاتے ہیں، جب قیدی چیخ چیخ کر رحم کی بھیک مانگتے ہیں تو جواب میں انہیں قہقہے سنائے جاتے ہیں۔ جب ان میں سے کوئی نیم مردہ ہو جاتا ہے تو اسے ٹرک میں لے جا کر کہیں دور ویرانے میں چلتے ٹرک سے نیچے دھکا دے دیتے ہیں۔ جہاں وہ اپنی باقی ماندہ سانسیں پوری کرتا ہے۔ میرے ذہن میں پھر کئی سوال ابھرے، مگر میرے ضمیر نے صرف اتنا کہا کہ ان کو اس لئے ایذائیں دی جاتی ہیں کیونکہ یہ اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں۔ مجھ میں کچھ اور دیکھنے کی ہمت نہیں تھی۔ میرا ذہن ماؤف ہو رہا تھا۔ میں پلٹ کر اپنے وطن کو چل دی۔

یہاں منظر بہت عجیب تھا۔ یہاں کی ہر گلی سے مجھے ناچ گانے کی آواز آ رہی تھی، ہر گھر کے اوپر ڈش آویزاں تھی، غم کا نام و نشان تک نہ تھا۔ یہاں کی دوکانوں پر فاحشہ عورتوں کی تصویریں آویزاں تھیں۔ بازاروں میں بھارت سے محبت کے گیت گائے جا رہے تھے۔ یہاں کرکٹ دیکھنے کے لئے مجمعے لگے ہوئے تھے۔ گویا حق و باطل کا کوئی معرکہ ہو رہا ہے، جس میں شامل ہونا ہر کسی باعث سعادت سمجھتا ہے اور پیچھے رہ جانا باعثِ [...]۔ یہاں کے حکمران درجنوں گاڑیوں اور محافظوں کے لاؤ لشکر کے بغیر گھر سے باہر نہیں نکلتے۔ ان کے ہر شہر میں محلات ہوتے ہیں مگر یہاں کا مزدور اپنی رات فٹ پاتھ پر کاٹتا ہے۔ یہاں عوام بھوک سے مرتی ہے اور امیر طبقہ کروڑوں روپے بسنت پر اڑا دیتا ہے۔ یہاں مسجدیں تو ہیں مگر ہزاروں کے قصبے میں اتنے لوگ میسر نہیں کہ ایک صف بھی پوری ہو جائے۔ یہاں ہر گھر سے گانوں کی آوازیں تو آتی ہیں، مگر مسجد کے خطیب کی زبان پر بھاری بھر کم تالے ہیں۔ وہ جہاد کی تعلیم نہیں دے سکتا کیونکہ اسلحہ اٹھانا تو دہشت گردی کی علامت ہے۔ یہ دیکھ کر میری آنکھ سے چند موٹے موٹے قطرے گر پڑے۔ مسلمانوں کے بے بسی اور ان پر ہونے والے مظالم نے مجھے نہ رلایا مگر مسلمانوں کی بے حسی اور غفلت نے میرے آنسوؤں کو بہ نکلنے کی راہ دے دی۔

میں نے آنکھیں کھول دیں اور رو رو کر اپنے کندھوں کا بوجھ ہلکا کرنے کی کوشش کی۔ میرے ضمیر نے مجھے ایک بار پھر آواز دی کہ:

"اس مٹی کو تیرے آنسوؤں کی نہیں تیرے خون کی ضرورت ہے۔"

عزیز بہنو! بارشوں اور ٹھنڈی ہواؤں کے دھوکے میں آ کر مت سوچنا کہ انسانیت سکھی ہے۔ تھوڑا سا اوپر اٹھ کر دیکھنا۔ خدا کی قسم! انسانیت غم سے نڈھال ہے، انسانیت تڑپ رہی ہے، انسانیت دکھی ہے۔ آپ کے ذہن پر بھی آپ کا ضمیر دستک دیتا ہوگا۔ اسے مت روکئے، اس کو مت دھتکاریئے، اس کی آواز کو سنئے، خدارا! اپنی زندگی کے پیالوں سے منہ نکال کر دیکھئے، آپ کا مقام بہت بلند ہے۔ مسلمان اپنے لئے نہیں، انسانیت کے لئے زندہ رہتا ہے۔ خدارا! آنکھیں کھولئے، ہم ہی نے اپنی زندگی کی ترتیب کو درست کرنا ہے، امریکا سے مدد نہیں آ سکتی، اقوامِ متحدہ اندھی ہے، اسے بوسنیا میں بہنے والا لہو نظر نہیں آیا، اس کو کشمیر میں ہونے والا ظلم نظر نہیں آیا، اسے افغانستان و عراق میں ہونے والے مظالم نظر نہیں آتے، وہ انسانیت کی کیا خدمت کرے گی، اس نے اپنی گود میں سانپ پال رکھے ہیں۔ ہمیں اپنی مدد خود کرنی ہے۔ عزیز بہنو! آرام کو چھوڑ دیجئے۔ ہمارے لئے کوئی خوشی قابلِ توجہ نہیں جب تک امت محمدیہ خاک و خون میں تڑپ رہی ہے، ہمارے لئے کوئی غم، غمِ مصطفیٰ سے بڑھ کر نہیں۔ ابھی سفر بہت طویل ہے۔ عورت ہی مجاہد اور غازی کو جنم دیتی ہے۔ عورت ہی اس کے لہو کا پاس رکھے گی۔ ہمارے کندھوں پر بہت بڑی ذمہ داری ہے، خدارا! اس سے غافل نہ ہو جایئے۔ اپنی زندگی کا ہر لمحہ اس خدا کے لئے وقف کر دیجئے۔ جو خدا ہر لمحہ آپ پر انعامات کی بارش کر رہا ہے۔ شہیدوں کے لہو کو فراموش نہ کر دینا، اللہ تعالیٰ سے کئے ہوئے عہد کو بھلا نہ دینا، یقیناً اللہ تعالیٰ سے کئے گئے عہد کی باز پرس ہوگی۔ ذرا غور سے دیکھئے! کہیں ہمارے ہی آستینوں پر تو اپنے بھائیوں کے خون کے نشان تو نہیں؟ کہیں ایسا نہ ہو قیامت کے دن ہمارا نام بھی قاتلوں کی فہرست میں پکارا جائے کہ انہوں نے اپنے بھائیوں کو قتل ہوتے دیکھا، مگر اپنے ہونٹ سی لئے، یقیناً اللہ تعالیٰ کو انتقام لیتے دیر نہیں لگتی۔

قریب ہے یارو روزِ محشر
چھپے گا کشتوں کا خون کیونکر
جو چپ رہے گی زبانِ خنجر
لہو پکارے گا آستین کا

چندے آفتاب چندے ماہتاب

حمیدہ خاتون اپنے ہونہار بیٹے کے لئے دل و جان سے چاند سی دلہن تلاش کرنے میں سرگرم عمل تھیں اور اپنے ہی آنگن میں موجود ہیرے جیسی لڑکی کو فراموش کئے بیٹھی تھیں۔ ان کے پڑوس میں شکیلہ بیگم اپنے بیٹے کے لئے ''چندے آفتاب چندے ماہتاب'' بہو ٹرک پر لدے جہیز کے ساتھ لائی تھیں جس کو دیکھ کر حمیدہ خاتون نے اپنی مہم اور بھی تیز کر دی تھی۔ ان کی تلاش تو شاید جاری رہتی کہ شکیلہ بیگم کی آمد اور ان سے ہونے والی گفتگو نے ان کے خیالات یکسر تبدیل کر کے رکھ دیے۔

زوجہ نواز

حمیدہ خاتون بیٹھی مطالعہ کر رہی تھیں اور ان کے خاوند کی یتیم بھتیجی، جو اپنے ماں باپ کی وفات کے بعد ان کے گھر میں ہی رہائش پذیر تھی، حسب معمول گھر چکانے میں مصروف تھی کہ شکیلہ بیگم کی آمد ہوئی۔ معمول کی گفتگو کے بعد حمیدہ خاتون اپنے من پسند موضوع پر آ گئیں۔

حمیدہ خاتون: شکیلہ! تمہارا تو بخت جاگ اٹھا دعا کرو مجھے بھی کوئی ایسی ہی خوب صورت بہو مل جائے۔

شکیلہ بیگم: ارے، بہن! تم بہو دعا کرو کہ کوئی دیندار بہو تمہارا نصیب بنے۔ یہ حسن کا نشہ تو بس چند دن کا ہی ہوتا ہے۔ ارے! مجھ سے پوچھو جو آج اچھے اچھے دیندار گھرانوں کی لڑکیوں کے رشتے رد کر کے شدت سے پچھتا رہی ہوں۔ اسلامی تعلیمات سے روگردانی کا مزہ چکھ رہی ہوں کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرما دیا تھا ''کہ رشتہ کرتے وقت دینداری کو ملحوظ خاطر رکھو۔'' اگر آج اس پر عمل کیا ہوتا تو روز جینے اور روز مرنے والی حالت تو نہ ہوتی۔

حمیدہ خاتون: ارے، بہن! تم تو اپنی بہو کی تعریفیں کرتے نہ تھکتی تھیں۔ اب ایسا کیا ہو گیا؟

شکیلہ بیگم: وہ میری وقتی بھول تھی۔ دن گزرتے ہی بہو صاحبہ نے اپنے رنگ ڈھنگ دکھانے شروع کر دیے اونچی آواز میں ڈیک چلانا، ہمہ وقت نت نئی موویز دیکھنا، اپنے کلاس فیلوز اور دیگر کزنز کو گھر بلا کر خوب ہلہ گلہ کرنا اور ہر وقت فون کے ساتھ چپکے رہنا یہاں تک کہ اب تو گھر میں فوٹو گرافر بھی آنے لگے ہیں اور بہو صاحبہ تمام تر شرم و حیا کو بالائے طاق رکھتے ہوئے میاں کی حلال کی کمائی سے نت نئے فیشن کے سوٹ سلوا کر تصویریں بنواتی ہیں۔

حمیدہ خاتون دم بخود ہو کر یہ سب باتیں سن رہی تھیں...... شکیلہ بیگم بات جاری رکھتے ہوئے بولیں، بیٹا تو ویسے بھی اسی کا دم بھرتا ہے اور ہم میاں بیوی کو تو وہ جوتی کی نوک پر رکھتی ہے۔ اب بڑھاپے میں ہم کیا کر سکتے ہیں؟

حمیدہ خاتون: لیکن وہ تمہارا بیٹا......؟

شکیلہ بیگم: بس بہن رہنے دو وہ بے چارہ ہفتے بعد گھر آتا ہے اسے کیا پتہ کہ گھر میں روز نت نئے کیا تماشے ہوتے ہیں۔ بہو چالاک کیوں میں تو سب سے دو ہاتھ آگے ہے۔ لیکن افسوس...... اب کیا ہو سکتا ہے۔

شکیلہ بیگم تو چلی گئیں لیکن حمیدہ خاتون کے لئے سوچ کا ایک نیا در وا کر گئیں۔ اب انہیں اپنے خاوند کی معصوم بھتیجی کی اہمیت کا احساس ہوا جوان کی اور اپنے چچا کی خدمت میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھتی تھی۔ سانولی، دلکش نقوش کی مالک لیکن دینداری کا یہ عالم تھا کہ تمام خاندان کی مخالفت کے باوجود شرعی پردہ کرتی تھی اور ہر قسم کے گناہ سے پرہیز کرتی تھی۔ ''جو اللہ کے حقوق کا اتنا خیال رکھے وہ بھلا بندوں کی حق تلفی کیسے کر سکتا ہے۔'' حمیدہ خاتون سوچنے لگیں اور ایک فیصلے پر پہنچ کر مطمئن ہو گئیں۔ ابھی انہیں اس آگہی پر اللہ تعالیٰ کے حضور شکرانے کے نفل بھی ادا کرنے تھے۔

زیرِ لب

صحن میں:

شوہر (بیوی سے): آج شام کا کھانا باہر کھائیں گے۔

بیوی (جلدی سے تیار ہونے کے بعد): سرتاج جلدی کریں کہیں ہوٹل بند نہ ہو جائے۔

شوہر: اوہو! میرا مطلب تھا باہر صحن میں۔ (انحت محمد سلیم اختر۔ کوٹ ادو)

الماری میں:

ایک شخص کمرے میں داخل ہوا اور سامنے بیٹھے ہوئے کلرک سے کہنے لگا: ''خدا کے لئے میری مدد کرو۔ مجھے کہیں چھپا دو، پولیس میرے پیچھے آ رہی ہے۔

کلرک نے آرام سے جواب دیا ''وہ سامنے الماری میں چھپ جاؤ، کیونکہ اس میں جو بھی فائل رکھی گئی وہ آج تک مجھے بھی نہیں ملی۔''

نقد اور ادھار:

گاہک: تم میں اور گائے میں یہ فرق ہے کہ گائے خالص دودھ دیتی ہے اور تم پانی ملا کر۔''

دکاندار: جی ہاں! آپ نے درست کہا ہے مگر گائے دودھ ادھار نہیں دیتی جبکہ میں ادھار دیتا ہوں۔''

صحت کا راز:

صائمہ: شازیہ! تم اتنی تندرست اتنی موٹی ہو گئی پہلے تو تمہارا جسم بالکل دبلا تھا۔

شازیہ: پہلے کی نہیں آج کی بات کرو۔ ساس کو دوبارہ منا کر گھر لانے سے نہ صرف مجھے گھر کے کاموں سے نجات مل گئی بلکہ بچوں کو کھلانے اور نہلانے کے لئے آیا بھی مل گئی۔ اب سمجھی؟

صائمہ: ''ہاں! تمہیں بھی اور تمہاری صحت کے راز کو بھی۔''

گلاس فیکٹری:

گلاس بنانے والی کمپنی نے اشتہار دیا ''اگر آپ ہمارے گلاس کو پچیس فٹ کی بلندی پر سے پھینکیں گے تو چوبیس فٹ تک گارنٹی ہے کہ گلاس نہیں ٹوٹے گا۔''

نشانہ:

میاں بیوی کی لڑائی کا شور اور آئینہ ٹوٹنے کی آواز سن کر ساس فوراً اس کمرے میں پہنچی اور بولیں:

''ارے کم بختو! یہ الماری کا آئینہ کس نے توڑ دیا؟

شوہر: امی جان! میں نے نہیں بلکہ آپ کی......

بیوی: ہاں ہاں لگا دو یہ الزام مجھ پر جب میں نے گلدان سے تمہارا نشانہ لیا تو تم بیچ سے کیوں ہٹ گئے؟

(نام نامعلوم)

ایک ہزار سے زیادہ کہانیاں لکھنے والے عظیم ایم کی اپنی کہانی

اشتیاق احمد کے قلم سے

میری کہانی

شائع ہو گئی ہے

قیمت 30 روپے

حاصل کرنے کا پتا

میڈیا پوائنٹ

دکان 12 سرسید اردو بازار ناظم آباد نمبر 1

موبائل نمبر 0333-2249559

mediapoint@gawab.com

آپ کی صحت

ڈاکٹر ام محمد

جسمانی کمزوری اور ذہنی پریشانی:

میں بہت کمزور ہوں، سر ہر وقت درد کرتا رہتا ہے، دوسرے نمبر پر یہ بات ہے کہ میں ہر وقت پریشان سی رہتی ہوں، جس کی وجہ سے سوچ سوچ کر سر درد شروع ہو جاتا ہے۔ پڑھائی میں بھی دل نہیں لگتا، ذہن پر پریشانی سی سوار رہتی ہے۔ بہت کچھ سوچتی ہوں مگر کر نہیں پاتی، قرآن وحدیث کی روشنی میں کوئی وظیفہ وغیرہ یا کوئی طریقہ ہے تو ضرور بتائیں؟ (بنت نور، ماہ نور مریم گجرات)

☆ بنت نور۔ ماہ نور مریم گجرات! آپ دونوں اپنی کمزور جسمانی ساخت کی وجہ سے پریشان ہیں اور اس کے ساتھ جیسا کہ تفصیل میں ہے آپ ذہنی طور پر بھی پریشان رہتی ہیں۔ آپ کو بھی شاید علم ہوگا کہ اگر انسان ذہنی طور پر پرسکون نہ ہو تو اچھی سے اچھی مرغن غذا بھی جسم کو نہیں لگتی اور اگر خوش باش ہو تو سادی چٹنی روٹی کھانے سے بھی انسان خوب مضبوط اور توانا رہتا ہے۔ آپ دونوں اپنے مسائل کے لئے روزانہ دو رکعت نمازِ حاجت پڑھ لیا کریں اور دوا میں **Alfalfa Tonic** روزانہ تین مرتبہ کھانے سے ½ گھنٹہ پہلے ایک چمچہ لے لیا کریں، اس کے علاوہ بکری کے تازہ ½ کلو دودھ میں 6 کھجوریں پکائیں، اسی دودھ میں شہد اور سبز الائچی ملا کر استعمال کریں، صبح نہار منہ زیادہ مناسب رہے گا۔ اس سے بدن فربہ ہوتا ہے۔

معدے کی گیس:

میرے بھی کچھ مسائل ہیں وہ بیان کر رہی ہوں۔ مسئلہ ۱: میرے سر میں گرمی اور دھوپ لگنے کی وجہ سے درد ہوتا ہے۔ سردیوں میں بھی ہوتا ہے، ایسے لگتا ہے جیسے سر گرم ہو رہا ہو اور گرم ہوا نکل رہی ہو۔ مسئلہ ۲: میرا دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ میرے معدے میں گیس رہتی ہے۔ سردیوں میں کم اور گرمیوں میں زیادہ جلن ہوتی ہے۔ جس کی وجہ سے مجھے بے چینی محسوس ہوتی ہے اور دم گھٹتا ہوا محسوس ہوتا ہے۔ برائے مہربانی ان سوالوں کے جوابات دیں۔ (بنت محمد حسن۔ ڈی، جی، خان)

☆ آپ سر درد کے لئے دوا **Glonine 30** صبح وشام **4-4** قطرے ایک چمچہ پانی میں ملا کر لے لیا کریں۔ معدے کے لئے آپ کو زود ہضم غذا استعمال کرنی چاہئے۔ تیز مرچ مصالحے اور چکنائی سے پرہیز کریں۔ سیب کا موسم ہے آپ سیب زیادہ استعمال کیا کریں۔ نہار منہ سیب کے رس میں دودھ ملا کر استعمال کرنے سے ہاضمہ درست رہتا ہے۔ دوا میں **Carbo. veg 30** دن میں **4** مرتبہ **4-4** قطرے ایک چمچہ پانی میں ملا کر پیا کریں۔

سانس کی تکلیف ہے:

میری عمر ۲۳ سال ہے، مجھے تقریباً **15،10** سال سے سانس کی تکلیف ہے۔ بچپن میں نزلہ کھانسی وغیرہ رہتا تھا اس کے بعد سانس کی تکلیف شروع ہوگئی۔ سینے میں سیٹیاں سی بجتی محسوس ہوتی تھیں، سانس لینے میں تکلیف ہوتی تھی۔ علاج کروانے پر ڈاکٹر نے انہیلر تجویز کیے۔ اب انہیلر استعمال کرتی ہوں۔ اب چھ سال سے اس کے ساتھ چھینکیں کی تکلیف شروع ہوگئی ہے، جس کی وجہ سے بہت اذیت میں ہوں۔ گرد، خوشبو، ٹھنڈی چیز یا کبھی کبھار گرم چیز سے بھی چھینکیں شروع ہو جاتی ہیں۔ (بنت شیر گل۔ مظفر گڑھ)

☆ بنتِ شیر گل صاحبہ! آپ کے خط سے اندازہ ہوتا ہے کہ آپ کا نظام تنفس متاثر ہے۔ اب چونکہ موسم بدل رہا ہے اس لئے آپ ٹھنڈی چیزوں سے پرہیز کریں۔ دوا **Hyocyrmus 30** دن میں **4** مرتبہ **4-4** قطرے ایک چمچہ پانی میں ملا کر پئیں۔ اس کے علاوہ دوا **Sinus Pax. Lab** دو دو گولیاں دن میں تین مرتبہ لیں۔ یہ **Schwabe** کمپنی کی بنی ہوئی گولیاں ہیں۔ کسی بھی ہومیو پیتھک اسٹور سے مل جائیں گی۔ دوا پابندی سے استعمال کریں۔ ان شاء اللہ کرم کرے گا۔

بادی بواسیر:

امید ہے کہ آپ خیریت سے ہوں گی۔ مجھے کئی سالوں سے بادی بواسیر کی شکایت ہے، جو ختم ہی نہیں ہوتی۔ براہ کرم کوئی مؤثر دوا اور پرہیز بتائیں۔ (مسز انیلہ ضلع حیدرآباد۔ سندھ)

☆ آپ دوا **Olieum Jac 200** استعمال کرسکتی ہیں۔ بڑھے ہوئے پیٹ کے لئے دوا **Calc. Carb 200** صبح وشام **4-4** قطرے ایک چمچے پانی میں ملا کر پئیں۔ بواسیر کے لئے ایک بہت ہی آزمودہ نسخہ ہے۔ یہ نسخہ اگر کسی اور بہن کو بھی بواسیر ہو تو استعمال کرسکتی ہیں۔ بہتر ہوگا کہ کسی حکیم سے بنوالیں۔ بکائین یعنی دھریک کا پھل (دھرکونا) ایک پاؤ۔ نیم کے درخت کی چھال کے نیچے کی نرم چھال ایک پاؤ۔ دونوں گرم توے پر رکھ کر اوپر سے مٹی کے پیالے سے ڈھانپ دیں اور توے کے نیچے آگ تیز کردیں۔ جب دونوں چیزیں جل کر کوئلہ ہو جائیں تب سرد ہونے پر نہایت باریک پیس لیں اور کپڑے سے چھان لیں۔ پھر اس پسے ہوئے کوئلہ کو ایک سیر مولی کے رس میں کھرل کریں۔ جب دوا خشک ہونے کے قریب ہو تب تھوڑا سا گلوکوز لیکوئڈ ملا کر چنے کے برابر گولیاں بنالیں۔ اس کی خوراک یہ ہے کہ دو سے چار گولی صبح اور اتنی ہی شام کو سادے پانی کے ساتھ کھلانے سے ایک مہینہ میں ان شاء اللہ بواسیر ختم ہو جائے گی۔ ان گولیوں کو مزید ایک ماہ اور استعمال کریں تاکہ دوبارہ بیماری کا اندیشہ نہ ہو۔ نسخہ تھوڑا مشکل ہے، مگر آپ کو پریشانی سے نجات مل جائے گی۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔

پیپ نما دانے:

ڈاکٹر صاحبہ! میری خالہ کی عمر **22** سال ہے اور ان کا مسئلہ یہ ہے کہ ان کا چہرہ دن بدن خراب ہوتا جا رہا ہے۔ کوئی ٹوٹکا ایسا نہیں جو انہوں نے نہ آزمایا ہو۔ کوئی کریم یا صابن ایسا نہیں جو انہوں نے استعمال نہ کیا ہو۔ ان کے استعمال سے اب ان کا چہرہ بہت ہی خراب ہوگیا ہے۔ پورے چہرے پر پیپ نما دانے نکل آئے ہیں۔ وہ بہت ہی پریشان ہیں اور وہ کھانے میں صرف سبزی ہی کھاتی ہیں۔ بہت امید سے آپ کو خط لکھوا رہی ہیں۔ آپ کوئی نسخہ بتائیں۔ اللہ آپ کو جزائے خیر دے۔ (آمین) (بنت عبدالہادی۔ سجاول)

☆ بنت عبدالہادی صاحبہ! آپ اپنی خالہ کو **Berberis. Aqui ∅** کے **5-5** قطرے ایک گھونٹ پانی میں دن میں **2** مرتبہ استعمال کروائیں۔ اس کے ساتھ ہی چہرے پر لگانے کے لئے ہومیو پیتھک کی **Face cure** لگانے کو دیں۔ کھانے میں پتوں والی سبزیاں زیادہ استعمال کریں۔ آپ کی دوست کا پہلے سے ناک کا گوشت بڑھا ہوا ہوگا، چشمہ لگانے سے نہیں ہوا ہے۔ اس کے لئے دوا **Limna minor 200** کے **4-4** قطرے ایک چمچہ پانی میں دو مرتبہ استعمال کروائیں۔ ساتھ ہی سفیدے کے درخت کے پتے کا جوشاندہ بنا کر اس کا پانی ناک میں ڈالیں۔

دانت خراب ہو رہے ہیں:

☆ روبینہ، میانوالی۔ شانزہ شیخ فیصل آباد۔ شازیہ اکبر سیالکوٹ!

آپ تینوں دانتوں کے مسائل سے دوچار ہیں۔ آگے کی طرف زیادہ بڑھے ہوئے دانتوں کے لئے بریسلز ایک کامیاب علاج مانا جاتا ہے۔ یہ ضرور ہے کہ کم عمری میں لگانے سے جلد ٹھیک ہو جاتا ہے مگر بعد میں بھی لگایا جا سکتا ہے۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ مستقل لگائے رکھیں کچھ تکلیف الجھن تو ہوگی مگر وہ جو کہتے ہیں نا کہ کچھ پانے کے لئے کچھ کھونا پڑتا ہے اسی لئے آپ کو یہ تکلیف برداشت کرنی پڑے گی۔ دانت اگر اوپر ایک دوسرے پر چڑھ گئے ہیں تو ڈاکٹر اس کے لئے یہ کرتے ہیں کہ پچھلے ایک دو دانت نکال دیتے ہیں تاکہ جبڑے میں جگہ بن سکے اور آگے کے دانت برابر ہو جاتے ہیں۔ نادیہ صاحبہ! ٹھنڈا گرم لگنا اس وجہ سے ہے کہ آپ کے دانتوں کا اینمل ختم ہوگیا ہے۔ اس کے لئے آپ کو دانتوں کے ڈاکٹر سے کہہ کر دانتوں پر پورسیلین کا کور لگوانا پڑے گا۔ پھر اس پریشانی سے ہمیشہ کے لئے نجات مل جائے گی۔

پانی رے پانی

ام احمد انصاری

ہمارے جسم کے وہ بے شمار باریک ذرّے جن کے مجموعے کا نام جسم ہے، پانی میں ہی خوش رہتے ہیں اور پانی میں ہی بڑھتے ہیں۔ جس طرح کشتی پانی پر چلتی ہے اسی طرح ہماری زندگی کی ناؤ بھی پانی پر چلتی ہے۔

پانی دو طرح سے ہمارے جسم کے اندر جاتا ہے۔ کھانے میں ملا ہوا اور اکیلا۔ ساگ، سبزی، روٹی، چاول سب میں پانی ہوتا ہے۔ پانی کا بڑا کام یہ ہے کہ وہ خون کی ہستی کو قائم رکھتا ہے، خون کا ایک بڑا حصہ پانی ہے۔ ایک منٹ میں جتنی بار ہمارا دل دھڑکتا ہے۔ اتنی بار ہی خون کی ایک خاص مقدار ہماری نس ناڑیوں کے راستے سے پورے بدن میں دھکیلی جاتی ہے۔ ہاضمہ کے فعل، تیل کے نکاس اور خون کو پتلا کرنے کے لئے ہمارے جسم کو جب پانی کی ضرورت ہوتی ہے تو اس کا اظہار پیاس کی شکل میں ہوتا ہے۔ چناں چہ پیاس کو بہت زیادہ روکے رکھنا نقصان کا باعث ہوتا ہے۔ پانی کم پینے سے قبض کی بیماری لاحق ہو جاتی ہے جو ام الامراض ہے۔ کھانے میں بد پرہیزیاں بڑی حد تک قبض کی ذمہ دار ہوتی ہیں، لیکن پانی کی کمی بھی کم ذمہ دار نہیں، جب کھانا ہضم ہو کر آخری منزل یعنی بڑی آنت میں پہنچتا ہے تو پانی کی کمی کی وجہ سے وہ بہت ٹھوس اور سخت ہو جاتا ہے اور اس کے خارج ہونے سے تکلیف ہوتی ہے۔ پیاس لگنے پر پانی کیسے پیا جائے؟ اس کا تذکرہ بھی دل چسپ ہے، گرمیوں میں بارہا دیکھا گیا ہے کہ ابھی پانی پیا اور ابھی پیاس لگ گئی یا ایک گلاس سے پیاس نہیں بجھتی تو فوراً دوسرا گلاس پیا جاتا ہے۔ پیٹ پھٹنے لگتا ہے، لیکن لگتا ہے کہ ابھی پانی کی اور ضرورت ہے۔ ایسی حالت میں پیاس کیسے بجھائی جائے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ پیاس دراصل ہمارے جسم کے اس چھ آٹھ انچ کے مقام پر معلوم ہوتی ہے جو زبان سے لے کر گلے کے نچلے حصے تک محدود ہے۔ جب ہم ٹھنڈے پانی کا گلاس جلدی جلدی پی جاتے ہیں تو اس مقام کو تراوٹ نہیں پہنچتی یوں سمجھئے کہ اگر بہت تھوڑی دیر کے لئے بہت تیز بارش ہو کر زمین کے اوپر بہہ جائے تو اس سے زمین کو تراوٹ نہیں پہنچتی جو دھیمی دھیمی اور دیر تک ہونے والی بارش سے پہنچتی ہے۔ چناں چہ پانی بھی آہستہ آہستہ چھوٹے چھوٹے گھونٹوں میں پینا چاہئے۔ اس سے زیادہ تسکین ہوتی ہے۔ سنت طریقہ بھی یہی ہے۔

مضمون بھیجنے والی قاریات و قارئین

ام عائشہ، بورے والا۔ بنت عبدالمجید۔ بنت عمر فاروق۔ بنت عبدالرشید، نور کوٹ۔ بنت محبوب الٰہی، کراچی۔ صائمہ ملک، کراچی۔ بنت بشیر احمد اعوان۔ ام عادل جمال اور عدیل جمال، کمالیہ۔ اہلیہ عارف، لاہور۔ رافیہ شہوار۔ بنت محمد صدیق گجر کنجوانی۔ طاہرہ بنت فضل منان، لانڈھی۔ بنت حیات، واہ کینٹ۔ طالبہ مدرسہ فاطمۃ الزہرا للبنات، لاہور۔ حمیرا مہر، جیکب آباد۔ رضوانہ اعوان، چشتیاں۔ میمونہ قمر۔ عکاشہ کی دادی۔ بنت محمد زبیر شائق۔ ہمیشرہ آصف، کراچی۔ فرحت بنت مسکین علی، ہری پور۔ سمیرا بنت افتخار، کراچی۔ بنت عبدالحفیظ قریشی۔ فرحانہ بنت عبدالستار بندھانی، سکھر۔ ام فریشہ طلب شاہ، بنوں۔ صائقہ بنگلانی بلوچ، کراچی۔ ام کلیم اللہ، سرگودھا۔ بنت محمد امین، سیالکوٹ۔ س، ج چوٹیا، مدھانی والا۔ بنت مولانا محمد سلیمان، نیو ملتان۔ ام عبدالرب۔ بشریٰ اللہ والی، دینا پور۔ عاصمہ نذیر، پھالیہ۔ بنت محمد امین لاکھانی، کراچی۔ بنت مہتاب، کراچی۔ اخت محمد سلیم اختر، کوٹ ادو۔ بلقیس نواز، ڈیرہ غازی خان۔ سدرہ نعیم، لاہور۔ دختر عبدالغفار۔ نادیہ یوسف، کراچی۔ امۃ الصبور عائشہ، ڈیرہ غازی خان۔ اخت عبدالہادی، کراچی۔ بنت آفتاب، کراچی۔ شازیہ اسلام، حاصل پور۔ ہاشمی، اٹک۔ ارشد زماں۔ ضیاء الحق قائم خانی، جھڈو۔ محمد ابوبکر صدیق اعوان، سرگودھا۔ عمران فاروق چھٹہ، علی پور چھٹہ۔ ساجد نعمانی، ظاہر پیر۔ ابو قاسم علی ریحان، جھنگ۔ محمد عرفان اللہ اختر۔ محمد لقمان حیدرانی، شادن۔ محمد ابوبکر درخواستی، خان پور۔

گھریلو چٹکلے

مریم فصیح حیدرآباد

☆ مسور کی دال جب پکائیں تو ڈھکنا تھوڑا کھلا رکھیں تاکہ بھاپ کے ساتھ دال کے مضر بخارات نکل جائیں۔

☆ مسور کی دال کی گرمی اور خشکی کی تاثیر کو ختم کرنے کے لئے دال میں تھوڑا سا دودھ ملا کر پکائیں۔

☆ جن لوگوں کو جلد کی کوئی تکلیف ہو انہیں مسور کی دال نہیں کھانی چاہئے، کیونکہ اس سے جلد کا رنگ خراب ہو جاتا ہے۔

☆ سینے کے امراض میں مسور کی دال بہت پتلی سی سوپ کی طرح پکا کر پی جائے تو مفید ہے۔

☆ رات کے کھانے میں مولی، ککڑی یا ترش دہی نہیں کھانا چاہئے۔

☆ مٹھائی کے بعد پانی نہیں پینا چاہئے۔ معدہ خراب ہو جاتا ہے۔

☆ کھیرے کو نمک اور کالی مرچ لگا کر کھانا چاہئے ورنہ نقصان دہ ہے۔

☆ کھیرا کھانے کے بعد پانی نہیں پینا چاہئے۔

☆ آڑو کھانے کے بعد اگر کوئی تکلیف ہو تو تھوڑا سا شہد چاٹ لینا چاہئے۔

☆ آڑو کے پتے کوٹ کر اس کا پانی پینے سے پیٹ کے کیڑے مر جاتے ہیں۔

☆ آڑو کی گٹھلی کا روغن کان کے درد اور بہرے پن کے لئے مفید ہے۔

☆ جامن کا رس شوگر کے مریضوں کے لئے مفید ہے۔

☆ مولی کا پانی مع پتے نچوڑ کر پینے سے یرقان دور ہو جاتا ہے۔

☆ یرقان میں مولی کے پتوں کی بھجیا کھانا بہت مفید ہے۔

☆ ایک کیلا کھانے سے قبض ہوتا ہے دو کیلے کھانے سے نہیں ہوتا۔

بے پردگی سے پردے کی طرف

جب میری کایا پلٹی

اہلیہ اقبال

میرا تعلق متوسط گھرانے سے ہے، جہاں پر لڑکیاں عموماً شادی سے پہلے پردہ نہیں کرتی ہیں اور شادی کے بعد سسرال والے پردہ کرنے کو کہیں تو کرلیتی ہیں، بس میرا بھی یہی حال رہا۔ تیس سال ایسے ہی گزر گئے کبھی نماز پڑھی اور کبھی نہ پڑھی، میرے شوہر بھی میرے جیسے ہی تھے۔ ایک مرتبہ درس میں جانے کا اتفاق ہوا۔ وہاں پر بہت اچھی اچھی باتیں سنیں۔ اس بیان نے زنگ آلود دل پر صیقل (صفائی) کا کام کیا۔

اب میں ہر ہفتہ درس میں جانے لگی جس کی وجہ سے دین سیکھنے کی رغبت ہوئی، پھر میں نے وضو اور غسل کا طریقہ سیکھا اور نماز کی پابندی کرنے لگی اور جو کچھ درس میں سن کر آتی وہ اپنے شوہر کو بھی بتاتی رہتی بس پھر کیا تھا، میرے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ نے میرے شوہر کے دل کی بھی دھلائی شروع کردی، میرے شوہر بھی نماز کی پابندی کرنے لگے اور پورے روزے بھی رکھنے لگے، پھر میں نے قرآن پاک تجوید کے ساتھ پڑھنا شروع کیا، ویسے تو میں قرآن پاک 10 سال کی عمر میں پڑھ چکی تھی، لیکن اب تلفظ درست کررہی تھی، چونکہ میرے تین بچے ہیں اور تینوں اسکول جاتے ہیں، انہیں اسکول روانہ کرکے گھر کا کام نمٹا کر مدرسے چلی جاتی اور میں اس معاملے میں بالکل شرم نہیں کرتی تھی، کیونکہ علم کے لئے عمر کی کوئی قید نہیں ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے بڑھاپے میں بھی علم حاصل کیا ہے۔ ہمیں جو استانی پڑھاتی تھیں ان کی پہلی شرط پردہ تھی۔ برقع تو میں شروع ہی سے پہنتی تھی، پڑھانے کے ساتھ ساتھ وہ ہمیں مسائل بھی بتاتیں اور پردہ کی اہمیت کے بارے میں سمجھاتیں کہ پردے میں کتنے فائدے ہیں، پردہ کرنے کے بعد عورت کو کوئی بری نظر سے نہیں دیکھتا، پردہ دار کا سبھی احترام کرتے ہیں اور قریبی رشتہ داروں سے اتنا ڈرو جتنا موت سے۔ عقلی لحاظ سے بھی یہ حقیقت واضح ہے کہ دوسروں سے اتنا نقصان نہیں پہنچتا، اگر کوئی عورت بے پردہ باہر نکلے تو کچھ لوگ اس کی طرف بری نظر سے دیکھیں گے، اسے دکھانے اور انہیں دیکھنے کا گناہ تو ضرور ہوگا، لیکن اس سے بڑھ کر گھروں میں جو قریبی رشتہ دار وغیرہ آتے جاتے ہیں ان کے ساتھ بار بار اختلاط، خلوت میں ملنے اور بلا تکلف باتیں کرنے سے فتنہ پھیلتا ہے۔ جو عورتیں پردہ نہیں کرتیں وہ کھلم کھلا گناہ کرتی ہیں، لیکن شیطان نے تقریباً ایک سال تک اسی کشمکش میں رکھا کہ پردہ کرلوں گی تو پریشانی ہوگی، کسی سے بات نہیں کرسکوں گی۔ سب ناراض ہوں گے، کہیں گے کہ کیا اب ہم غیر ہوگئے؟ لیکن اسی اثناء میں حضرت مولانا مفتی رشید احمد صاحب رحمہ اللہ کی چند کتابیں ہاتھ لگیں۔ ان میں ''اللہ کے باغی مسلمان''، ''نفس کے بندے'' اور ''شرعی پردہ'' تھیں، بس پھر کیا تھا۔ میری تو کایا ہی پلٹ گئی اور وہ شعر جو اکثر پڑھا کرتے تھے، میرے دماغ میں گھومنے لگا۔

سارا جہاں ناراض ہو پروا نہ چاہئے
مدنظر تو مرضی جاناں چاہئے
بس اس نظر سے دیکھ کر تو کر یہ فیصلہ
کیا کیا تو کرنا چاہئے کیا کیا نہ چاہئے

اب میں نے فیصلہ کرلیا کہ میں شرعی پردہ کروں گی اور ان شاء اللہ ایسا کروں گی جس میں میرے نفس کی چاہت شامل نہ ہوگی، لہٰذا پردہ شروع کرنے سے پہلے میں نے کالے ناگ (ٹی وی) کو گھر سے نکالا جو نہ صرف بے پردگی بلکہ بے حیائی کے پھاٹک کھولے بیٹھا تھا اور سب کے دلوں میں زہر اتار رہا تھا۔ یہ کام میرے لئے بہت مشکل تھا، لیکن اللہ تعالیٰ نے میری مدد کی۔ اس کے بعد میں نے شرعی پردہ شروع کردیا۔ کچھ عزیزوں نے احتجاج بھی کیا، لیکن میں نے پرواہ نہیں کی۔ اس لئے کہ سارا جہاں ناراض ہو پروا نہ چاہئے، لیکن خوشی اس بات کی ہے کہ میرے اس اقدام کو اکثریت نے سراہا کیونکہ ہمارے ہاں اب پردے کا رواج عام ہوتا جارہا ہے۔ اب میں اپنے آپ کو بہت پرسکون محسوس کرتی ہوں۔ اب غیر محارم لوگ میرے گھر نہیں آتے سوائے خواتین اور محارم کے، اب میں اپنے شوہر اور بچوں کو بھی سمجھاتی رہتی ہوں، الحمد للہ بچے دینی اسکول میں پڑھتے ہیں جہاں انہیں پڑھائی کے ساتھ ساتھ دعائیں اور سنت طریقے سے کام کرنا سکھایا جاتا ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ کے ہر حکم میں دین اور دنیا دونوں کا فائدہ ہے۔ میں تمام بہنوں کو یہ بتانا چاہتی ہوں کہ پردہ ہر عورت کے لئے بلٹ پروف جیکٹ کی طرح ہے جو عورت کی حفاظت کرتا ہے۔ میں کہوں گی کہ میری دیگر بہنیں بھی اپنے گھروں میں مفتی رشید احمد صاحب رحمہ اللہ کی کتابیں ''نفس کے بندے''۔ ''اللہ کے باغی مسلمان'' اور ''شرعی پردہ'' ضرور رکھیں اور دوسروں کو مطالعہ کے لئے دیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو باعمل بنائے۔ آمین

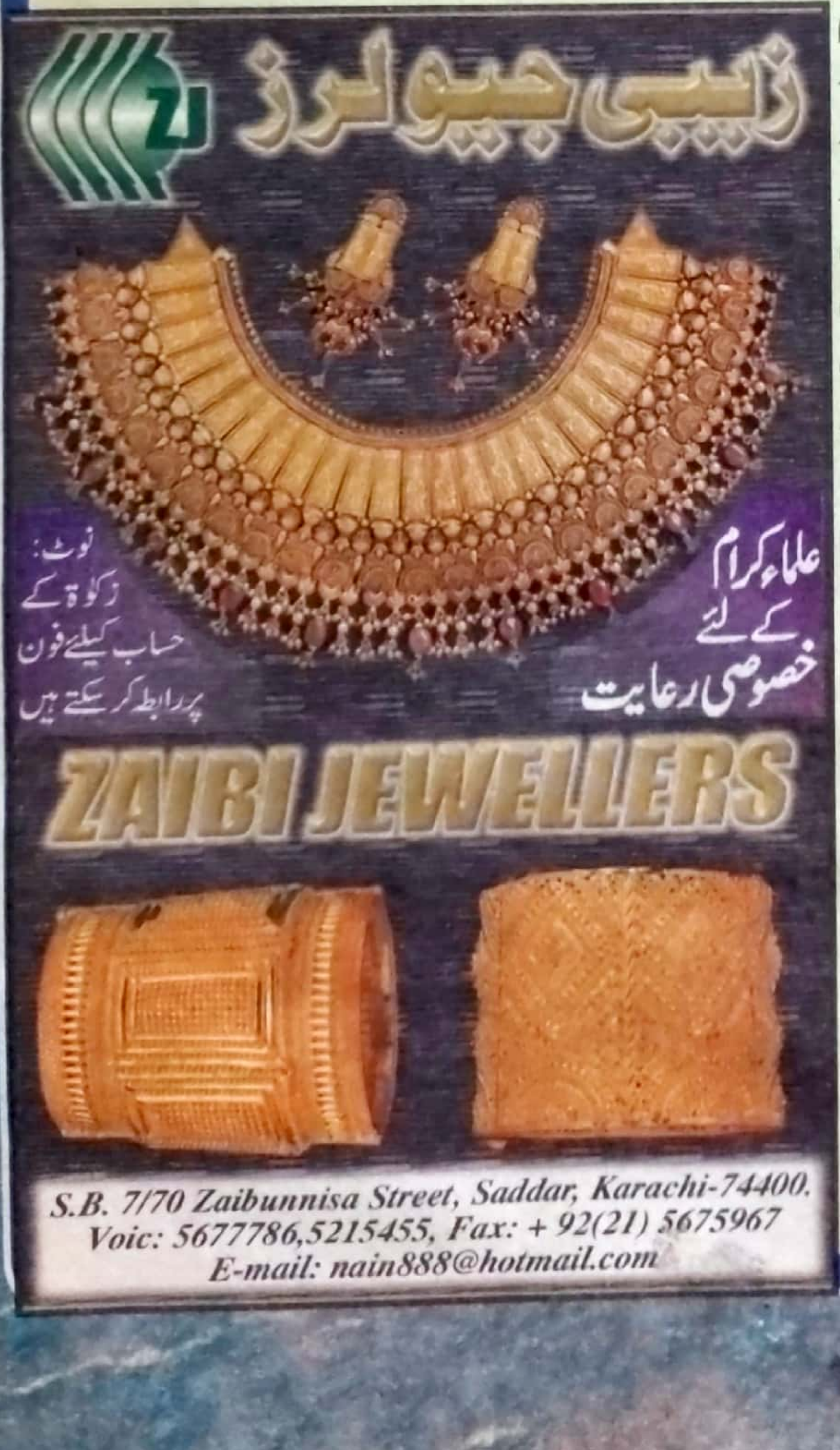

ہر بدھ کو روزنامہ اسلام کے ساتھ شائع ہوتا ہے

خواتین کا اسلام

85

بدھ 5 رمضان 1425ھ مطابق 20 اکتوبر 2004ء

نیکیوں کی لوٹ سیل

اُمّت محمدیہ پر اللہ کی رحمت

میں سیدھے راستے پر آگئی

غرور لے ڈوبا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

درسِ قرآن و حدیث

حرص وطمع

مولانا محمد اسلم شیخوپوری

عربی زبان بڑی وسیع وفصیح زبان ہے، اس میں بے شمار الفاظ ایسے ہیں جن کا اردو میں ترجمہ ہو ہی نہیں سکتا، آپ ''شح'' کے لفظ کو ہی لے لیجئے، عام طور پر اس کا ترجمہ بخل کے ساتھ کر دیا جاتا ہے حالانکہ شح اور بخل میں فرق ہے، طاؤس رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ بخل اس چیز کے بارے میں ہوتا ہے جو انسان کے قبضے میں ہو اور شح اس چیز کے بارے میں ہوتا ہے جو دوسروں کے پاس ہو اور انسان یہ چاہے کہ یہ چیز، حلال یا حرام کسی بھی طریقے سے میرے پاس آجائے۔

امام ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ کسی چیز کی شدید قسم کی حرص، اس کی طلب میں مبالغہ اور اس کے حصول میں حد درجہ طمع کرنے پر ''شح'' کا اطلاق ہوتا ہے اور اسے پالینے کے بعد خرچ کرنے سے اپنے آپ کو روکے رکھنے اور اس چیز سے شدید محبت پر بخل کا اطلاق ہوتا ہے گویا یہ شخص، حصول سے پہلے ''شحیح'' اور حصول کے بعد ''بخیل'' تھا، بخل، شح کا ثمرہ اور نتیجہ ہے، شح، انسان کے دل میں چھپا ہوتا ہے اور اسے بخل پر آمادہ کرتا ہے، جو شخص بخل کرتا ہے وہ شح کی اطاعت کرتا ہے اور جو بخل نہیں کرتا وہ شح کی نافرمانی کرتا ہے اور کامیاب ہے، ایسے ہی لوگوں کے بارے میں سورۂ حشر میں فرمایا گیا ہے ''اور جنہیں اپنے نفس کے بخل سے بچالیا گیا وہ کامیاب ہیں'' اگرچہ اردو میں کوئی ایسا لفظ نہیں جو شح کا مفہوم پوری طرح ادا کر سکے، لیکن پھر بھی کسی حد تک ''حرص وطمع'' سے ہم اس کی ترجمانی کر سکتے ہیں۔

قرآن کریم میں متعدد مقامات پر شح کا ذکر آیا ہے، سورۂ نساء میں ہے ''انسانی طبیعت میں بخل رکھا گیا ہے''

اس آیت کریمہ میں یہ حقیقت بیان کی گئی ہے کہ انسان کی فطرت میں مال کی محبت، حرص اور بخل پایا جاتا ہے، یہ چیز اگر ایک حد تک ہو تو نقصان دہ نہیں ہے کیونکہ انسان کی فطرت میں مال کی طرف جو میلان پایا جاتا ہے اس سے تو بہرحال انکار نہیں کیا جاسکتا اور سچی بات تو یہ ہے کہ حرص وطمع اور بخل کے تقاضوں پر عمل پیرا ہونے سے بچنے کی وجہ سے جو اجر وثواب ملتا ہے وہ تو تبھی ملے گا جب انسان کے اندر یہ چیزیں ہوں گی، جیسے شہوت کے ناجائز تقاضوں سے بچنے کی وجہ سے انسان، اللہ تعالیٰ کا محبوب بنتا ہے اگر اس کے اندر سرے سے شہوت ہی نہ ہوتی تو وہ بچتا کیسے اور محبوبِ خدا کیسے بنتا؟ لیکن جب یہ حرص وطمع اور بخل حد سے تجاوز کر جاتا ہے اور انسان اس کا غلام بن کر حلال وحرام کو بھول جاتا ہے تو اس کے لئے تباہی کا دروازہ کھل جاتا ہے، مال کی محبت اور حرص اسے رشتوں کی پامالی اور قتل وقتال پر آمادہ کر دیتی ہے، صحیح مسلم میں حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''ظلم سے بچو کیونکہ ظلم قیامت کے دن ظلمات (کئی اندھیرے) بن جائے گا اور حرص (شح) سے بچو کیونکہ شح نے تم سے پہلی قوموں کو تباہ کر دیا، حرص ہی نے ان کو اپنوں کا خون بہانے اور حرام کو حلال سمجھنے پر آمادہ کیا۔''

جب کسی شخص پر مال کی محبت غالب آجاتی ہے اور وہ حرص وطمع کا اسیر ہو کر رہ جاتا ہے تو پھر حقوق اللہ اور حقوق العباد دونوں کی ادائیگی میں کوتاہی کرنے لگتا ہے، نہ دین کی اشاعت پر خرچ کرتا ہے نہ کفر کے توڑ اور دفاع پر، نہ عزیز واقارب پر خرچ کرتا ہے اور نہ ہی اہل وعیال پر، جس کی وجہ سے گھر کی زندگی تلخ ہو کر رہ جاتی ہے اور اشاعتِ خیر کا سلسلہ رک جاتا ہے، ظاہر ہے جب ایسا ہوگا تو ہلاکت اور تباہی یقینی ہے۔

نسائی میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''سات مہلک چیزوں سے بچ کر رہو، عرض کیا گیا یا رسول اللہ! وہ کون سی سات چیزیں ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کے ساتھ شرک اور حرص وطمع (شح) اس جاندار کا ناحق قتل جس کے قتل کو اللہ نے حرام کیا ہے، سود خوری، یتیم کا مال کھانا، میدانِ جنگ سے پیٹھ پھیر جانا اور پاکدامن، سیدھی سادی، صاحبِ ایمان خواتین پر تہمت لگانا۔''

ابوداؤد میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے ''انسان میں سب سے بری بات کڑھانے والی حرص اور گھبرا دینے والی نامردی ہے۔''

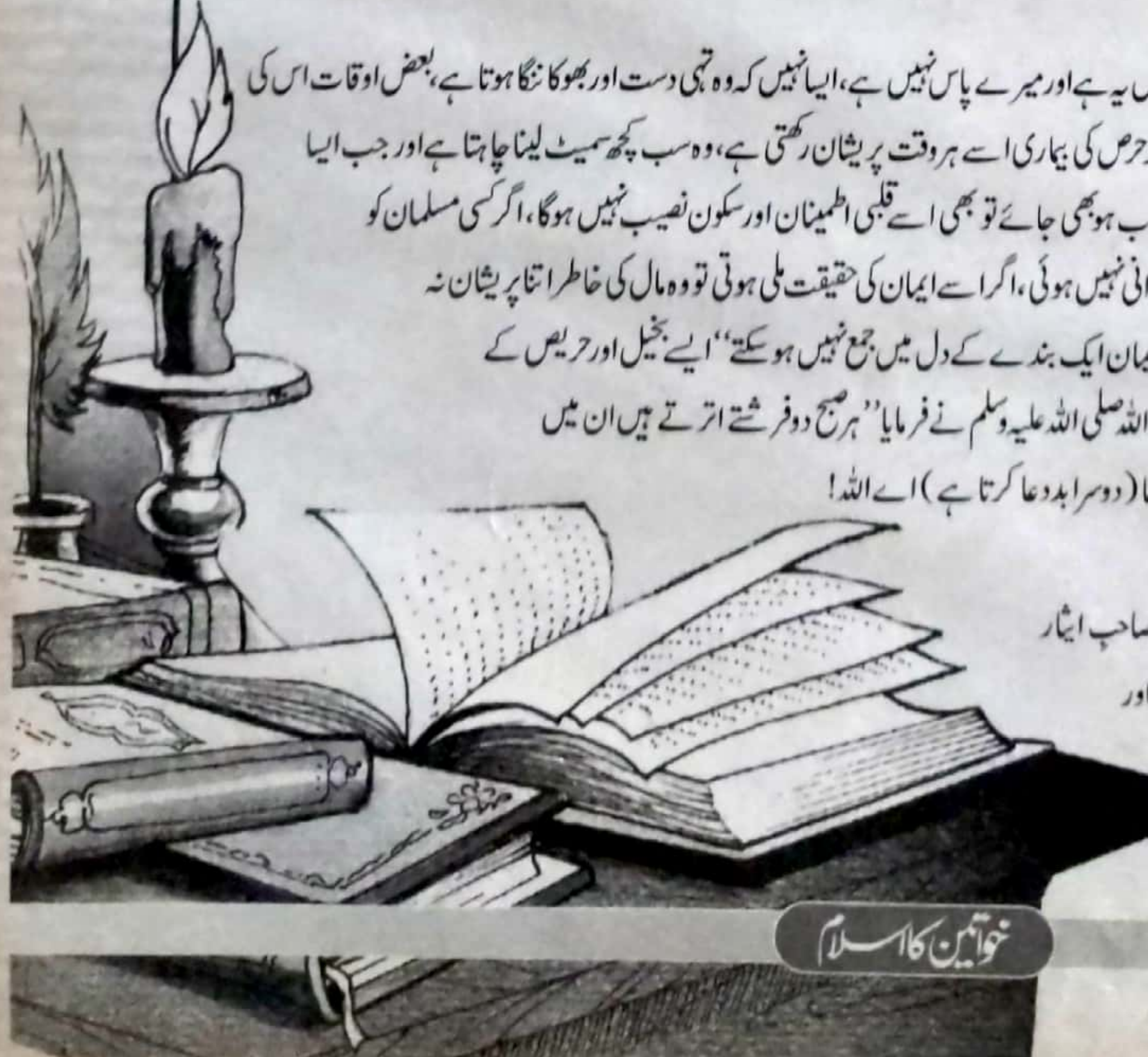

حریص اور لالچی انسان ہر وقت اسی غم میں کڑھتا رہتا ہے کہ فلاں کے پاس یہ ہے اور میرے پاس نہیں ہے، ایسا نہیں کہ وہ تہی دست اور بھوکا ننگا ہوتا ہے، بعض اوقات اس کی جیب بھری ہوتی ہے اور اس کے پاس اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی بھرمار ہوتی ہے مگر حرص کی بیماری اسے ہر وقت پریشان رکھتی ہے، وہ سب کچھ سمیٹ لینا چاہتا ہے اور جب ایسا نہیں کر پاتا تو پریشان ہوجاتا ہے اور اگر بالفرض وہ سب کچھ سمیٹنے میں کامیاب ہو بھی جائے تو بھی اسے قلبی اطمینان اور سکون نصیب نہیں ہوگا، اگر کسی مسلمان کو کڑھانے والی حرص میں مبتلا دیکھیں تو جان لیں کہ اسے ایمان کی حقیقت ارزانی نہیں ہوئی، اگر اسے ایمان کی حقیقت ملی ہوتی تو وہ مال کی خاطر اتنا پریشان نہ ہوتا، جبکہ ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ ''شح (حرص وطمع) اور ایمان ایک بندے کے دل میں جمع نہیں ہو سکتے'' ایسے بخیل اور حریص کے حق میں فرشتے بھی بددعا کرتے ہیں، بخاری اور مسلم میں روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''ہر صبح دو فرشتے اترتے ہیں ان میں سے ایک (دعا کرتا ہے) اے اللہ! خرچ کرنے والے کو اس کا بدل عطا فرما (دوسرا بددعا کرتا ہے) اے اللہ! بخیل کے مال کو ہلاک فرما۔''

ایک سچا مومن، حریص ہونے کی بجائے قناعت پسند اور بخیل کی بجائے صاحبِ ایثار ہوتا ہے، یہ قناعت اور ایثار معاشرے میں بھی محبت کے پھول کھلاتے ہیں اور اس کے دل کو بھی سکون واطمینان کی دولت سے مالا مال کرتے ہیں۔

میرے دل کو ہدایت بخش دے

رَبِّ تَقَبَّلْ تَوْبَتِیْ وَ اغْسِلْ حَوْبَتِیْ وَاَجِبْ دَعْوَتِیْ وَ ثَبِّتْ حُجَّتِیْ وَ سَدِّدْ لِسَانِیْ وَاهْدِ قَلْبِیْ
وَ اسْلُلْ سَخِیْمَةَ صَدْرِیْ

اے میرے پروردگار! میری توبہ قبول فرما، میرے گناہوں کے میل کچیل کو دھو دے، میری دعا قبول فرما، میرے ایمان کو مستحکم فرما دے، میری زبان کو ٹھیک چلنے والی بنا دے، میرے دل کو ہدایت بخش دے اور میرے سینے سے کینے اور اس جیسے ہر طرح کے کھوٹ کو نکال دے، آمین۔ (ترمذی)

تعمیر فکر

نیکیوں کی لُوٹ سیل

جب گھر کا سربراہ نہ ہو، معصوم چھوٹے بچے ہوں اور ایک بیوہ اپنا اور بچوں کا بوجھ ناتواں کندھوں پر ڈالے اکلاپے کی زندگی گزار رہی ہو...... بظاہر کوئی سہارا اس دنیا میں نہ ہو...... تب خوشی کا کوئی تہوار آئے تو دل کے سمندر میں غم کی طوفانی موجیں اٹھتی ہیں اور سینے کو آہوں سے بھر دیتی ہیں، نگاہیں بار بار اٹھتی ہیں اور دروازے سے ٹکرا کر واپس آجاتی ہیں، اسی دوران ایک معصوم گڑیا پیچھے سے آکر آہستگی سے اپنا ننھا منا ہاتھ ماں کے کندھے پر رکھتی ہے اور توتلی زبان سے کہتی ہے...... امی! عید میں کتنے تھوڑے دن رہ گئے، آپ تو کہہ رہی تھیں اب کے تجھے نیا سوٹ بنا کر دوں گی...... کب بنے گا میرا سوٹ؟...... ادھر گڑیا کو ماں کے قریب پا کر منا بھی دوڑا آتا ہے اور اپنا مطالبہ داغ دیتا ہے، ہاں! مجھے بھی تو نیا سوٹ اور سینڈل چاہئے!!

......تب وہ ماں ہونٹوں کو دانتوں تلے دبانے کے باوجود اپنے آنسو روک نہیں پاتی...... اور ایک آدھ آنسو ٹپک کر گڑیا اور منے کو حیران ہونے پر مجبور کر دیتا ہے حالاں کہ وہ نہیں جانتے کہ ماں نے کتنے ہی آنسو تو سینے ہی اتار لئے تھے۔

اس سے مرحوم شوہر کی یاد دل کو تڑپا کے رکھ دیتی ہے، کتنی خوش نصیب تھیں وہ گھڑیاں جب ڈیوڑھی میں توانا قدموں کی چاپ سنائی دیتی تو دامنِ دل آپ ہی آپ پھول کلیوں سے بھر جاتا۔

میرے سامنے الرشید ٹرسٹ کی طرف سے بیوگان کے لئے عید ریلیف پروگرام کی گزشتہ کارگزاری کے متعلق کتابچہ کھلا رکھا ہے...... صفحہ نمبر **32** پر شاہی خیل ضلع دیر پائیں کی ایک بیوہ کا خط پڑھ رہا ہوں...... اور آنسو ہیں کہ نکلنے کو بے تاب ہیں، لکھا ہے......

''عید کی آمد آمد تھی میں پانچ بچیوں اور ایک چھوٹے بچے کی ماں ہوں گھر میں سرپرست نہیں جو بچوں کی کفالت کرے، بچے عید کے لئے نئے کپڑوں کا تقاضا کر رہے تھے لیکن میرے پاس بچوں کے کپڑوں اور عیدی کا بندوبست نہیں تھا، اللہ نے رحم فرمایا (الرشید) ٹرسٹ کے نمائندوں کو رحمت کا فرشتہ بنا کر بھیجا اور انہوں نے ہمیں اور ہمارے بچوں کے کپڑے اور نقدی دے کر ہماری عید کی ضرورت پوری کر دی''۔

فیصل آباد کی دو بیوہ عورتیں لکھتی ہیں:

''بھائی جان! آپ کے ادارے نے عید ریلیف کے **1000** روپے مجھے اور میرے بچوں اور ایک بچی کے کپڑے کے سوٹ دے کر ہماری مدد کی جس سے ہماری اور بچوں کی عید بہت اچھی گزری''۔

راول پنڈی کی تین خواتین نے تاثرات درج کیئے ہیں:

''الرشید ٹرسٹ نے ہمیں کپڑے اور چادر نہیں بلکہ ہماری عزت اور حیا کی چادر مہیا کی ہے اور ہمیں معاشرے میں رہنے کا احساس دلایا ہے۔''

یہ چند بیوہ و نادار خواتین کے دلی تاثرات تھے جب الرشید ٹرسٹ نے گزشتہ عید الاضحیٰ کے موقع پر ان کی بے لوث خدمت کی۔ الرشید ٹرسٹ نے گزشتہ سال پانچ ہزار بیواؤں اور سترہ ہزار سے زائد یتیم بچے بچیوں میں پچاس لاکھ روپے کی نقدی، دس لاکھ کی سلائی مشینیں اور تقریباً پچاس لاکھ چھپن ہزار روپے کا زنانہ کپڑا تقسیم کیا۔ بظاہر یہ رقم بہت غیر معمولی ہے الرشید ٹرسٹ کے لئے اتنا بڑا انتظام کرنا کچھ آسان بھی نہیں تھا لیکن اللہ کا فضل شامل حال رہا اور ٹرسٹ نے اپنی استطاعت سے بڑھ کر دکھی لوگوں کی خدمت کی۔ الرشید ٹرسٹ نے اس سال بھی عید الفطر سے قبل سوا کروڑ روپے کا میگا پروجیکٹ مکمل کرنے کا اعلان کیا ہے۔ اس پروجیکٹ کی تکمیل آپ کے تعاون کے بغیر ممکن نہیں۔ یہ خوشی کی بات ہے کہ اس پروجیکٹ پر کام کا موقع رمضان کے مبارک مہینے میں مل رہا ہے جو نیکیوں کا موسم بہار ہے، جس میں نیکیوں کی لوٹ سیل لگی ہوتی ہے، جس مہینے میں ایک نیکی کا ثواب عام دنوں کی بنسبت ستر گنا بڑھا دیا جاتا ہے، کس کا دل چاہے گا کہ وہ اس سنہری موقع سے فائدہ نہ اٹھائے۔ آج یہ سطور لکھتے ہوئے راقم نے اندازہ لگایا کہ خواتین کا اسلام کے پڑھنے والوں کو شمار کیا جائے تو محتاط اندازے کے مطابق ایک رسالے کو تین خواتین ضرور پڑھتی ہیں جس کا مطلب یہ ہے کہ تین لاکھ خواتین ''خواتین کا اسلام'' پڑھتی ہیں (یہ اس وقت ہے جب کہ رسالہ ایک لاکھ کے قریب چھپتا ہے) اگر ان تین لاکھ میں سے صرف سوا لاکھ خواتین ارادہ کر لیں کہ انہوں نے ٹرسٹ کو بیوگان کے فنڈ میں صرف **100** روپیہ جمع کرانا ہے تو چند دنوں میں ٹرسٹ اپنے ہدف کو پایۂ تکمیل تک پہنچا دے گا۔ ممکن ہے بعض خواتین کے لئے یہ رقم بڑی ہو لیکن ہمت کی جائے اور ذرا دیر کے لئے اپنی نادار بیوہ بہنوں کے مصائب و مشکلات کو سوچا جائے اور دوسری طرف اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملنے والے اجر عظیم پر نظر رکھی جائے تو ان شاء اللہ یہ سو روپیہ بہت حقیر معلوم ہونے لگے گا۔ بس ارادہ کرنے اور اس پر عمل کرنے کی دیر ہے۔ دل تو چاہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں دل کھول کر اپنی راہ میں اتنا خرچ کرنے کی توفیق دیں کہ پانچ ہزار کی بجائے دس ہزار بیوگان اور سترہ ہزار یتامیٰ کی بجائے پینتیس ہزار یتیموں کی کفالت ہو سکے۔

آیئے! مل جل کر ان بے کس بیواؤں اور نادار و لاچار یتیموں کا سہارا بن جائیں جن کے دل دکھی ہیں...... جن کے چہرے غربت و افلاس سے مرجھا چکے ہیں...... جنہیں سر ڈھانپنے کے لئے چھت اور تن ڈھانپنے کے لئے کپڑا میسر نہیں...... جو زندگی کے بوجھ تلے دبے جا رہے ہیں...... جن کے دل خوشیوں سے محروم ہیں...... آیئے مل جل کر اپنی نادار ماؤں، لاچار بہنوں اور بلکتے بچوں کو یقین دلا دیں کہ ان کے دکھ درد بانٹنے والے اس دنیا میں موجود ہیں...... وہ دیکھئے نیکیوں کی لوٹ سیل لگی ہوئی ہے...... چلئے...... دوڑیئے...... جلدی پہنچئے...... کہیں الرشید ٹرسٹ کے نمائندگان اپنی دکان بڑھا نہ دیں۔

والسلام محمد احمد حافظ

خط و کتابت کا پتہ ''خواتین کا اسلام'' دفتر روزنامہ اسلام ناظم آباد 4 کراچی

ای میل: islamforwomen@hotmail.com فیکس: 021-6622240 فون: 021-6683301

خواتین کا اسلام انٹر نیٹ پر بھی
www.dailyislam.net.pk

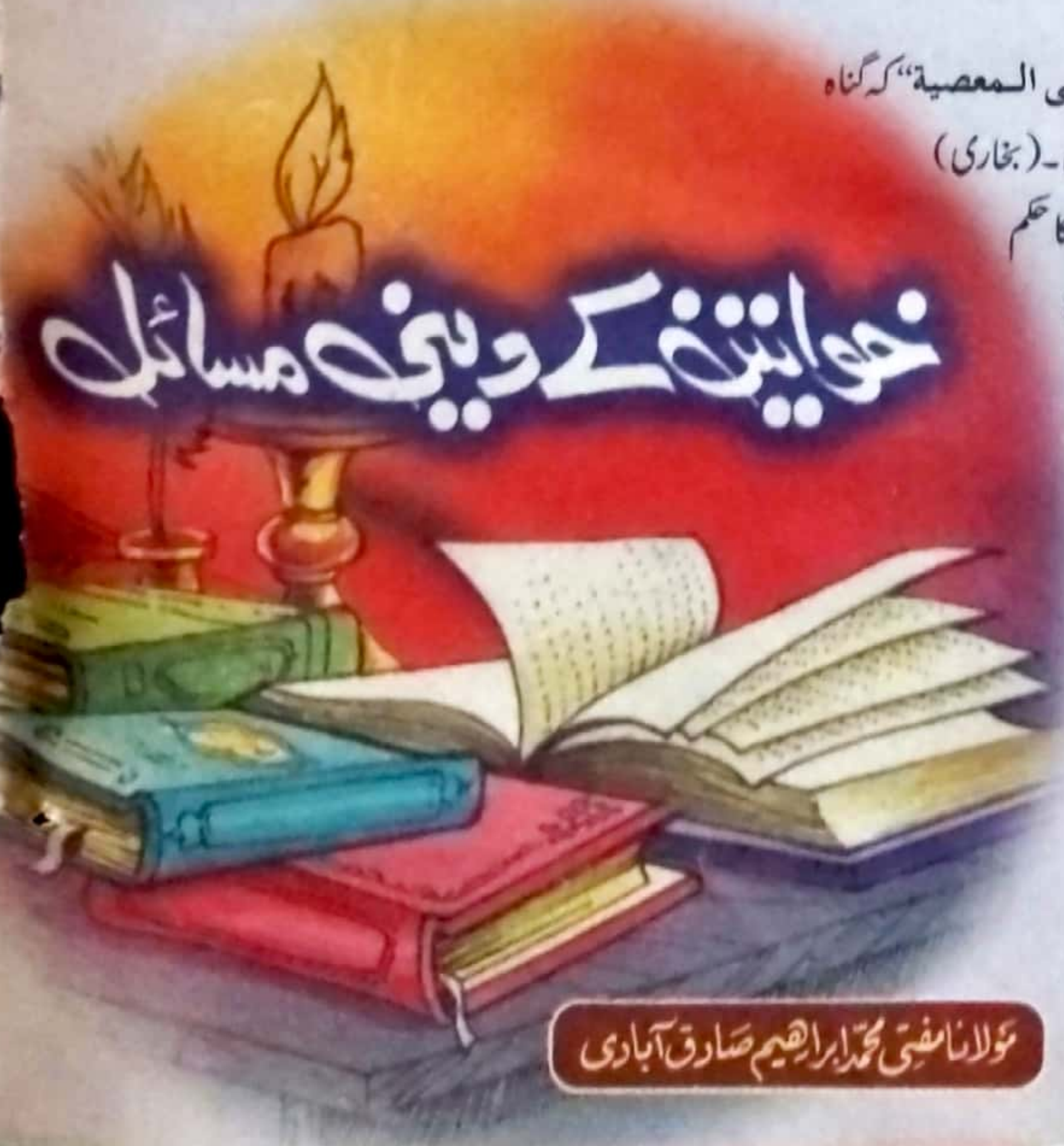

نومسلمہ کے نکاح کا مسئلہ:

سوال: (۱) ہمارے ہاں ایک شادی شدہ ہندو عورت مسلمان ہوئی اور مسلمان ہوتے ہی ایک مسلمان مرد سے اس نے نکاح کرلیا اس کا سابق خاوند (ہندو) دعویدار ہے کہ یہ میری بیوی ہے۔ میرے سپرد کی جائے۔ عدالت میں کیس چل رہا ہے۔ کیا مسلمان مرد سے اس کا نکاح صحیح ہے جبکہ اس نے عدت پوری نہیں کی؟

(۲) کیا کوئی ایسی صورت بھی ہے کہ بلا عدت عورت کا نکاح صحیح ہوجائے؟ (عبداللہ۔ صادق آباد)

جواب: (۱) اس خاتون کو ہندو کے سپرد تو نہ کیا جائے، لیکن مسلمان مرد سے بھی اس کا نکاح صحیح نہیں ہوا۔ جج صاحب اس کے ہندو خاوند کو عدالت میں طلب کریں اور اسے مسلمان ہونے کی ترغیب دیں۔ اگر مسلمان ہوجائے تو نومسلمہ بیوی کو اس کے ساتھ بھیج دیں، دونوں کا نکاح برقرار ہے۔ اگر وہ مسلمان ہونے سے انکار کرے تو جج دونوں میں تفریق کردے۔ خاوند کی طرف سے انکار کو طلاق تصور کیا جائے گا، لہٰذا تفریق کے بعد عورت طلاق کی عدت پوری کرے، پھر عدت کے بعد جہاں چاہے نکاح کرے۔ اگر ہندو خاوند کے ساتھ رخصتی ہوچکی تھی تو پورا مہر ورنہ نصف مہر وصول کرنے کی حقدار ہے۔ نیز زمانۂ عدت کا نفقہ بھی اسی ہندو خاوند کے ذمہ ہے: واذا اسلم احد الزوجين عرض الاسلام على الأخر فان اسلم والافرق بينهما واباؤه طلاق لا اباؤها. (قوله واباؤه طلاق لا ابائوها)...... واشار بالطلاق الى وجوب العدة عليها ان كان دخل بها لان المرأة اذا كانت مسلمة فقد التزمت احكام الاسلام ومن حكمه وجوب العدة وان كانت كافرة لا تعتقد وجوبها لان الزوج مسلم والعدة حقه وحقوقنا لاتبطل بديانتهم واشار ايضا الى وجوب النفقة لها ما دامت فى العدة، اه (كنز مع البحر ج ا ص ۲۱۱)

(۲) چار قسم کی عورتوں پر عدت واجب نہیں، بلا انتظار عدت آگے ان کا نکاح صحیح ہے:

(۱) رخصتی سے پہلے جسے طلاق ہوگئی۔ (۲) جو شادی شدہ عورت دارالحرب چھوڑ کر دارالاسلام میں آگئی (۳) دو حقیقی بہنیں جن سے کسی مرد نے ایک ہی عقد میں نکاح کرلیا۔ (۴) چار سے زائد نکاح جو ایک عقد میں کئے گئے۔ ان آخری دو صورتوں میں فسخ نکاح کے بعد بلا انتظار دوسرا نکاح درست ہے: اربع من النساء لا عدة عليهم، المطلقة قبل الدخول والحربية ودخلت دارنا بامان تركت زوجها فى دارالحرب. والاختان تزوجها فى عقد واحد فيفسخ بينهما والجمع بين اكثر من اربع نسوة فيفسخ بينهن كذا فى التاتارخانية ناقلاً عن الخزانة. (عالمگيريه ج ا ص ۵۲۶)

والدین اگر دین سے برگشتہ ہوں:

سوال: مفتی صاحب دنیا میں والدین کا رشتہ نہایت ہی مقدس رشتہ ہے، لیکن ہماری بدنصیبی ہے کہ ہم ۵ بہن بھائی والدین کے معاملے میں حد درجہ پریشان ہیں۔ ایک تو ان کا باہمی اختلاف ہے۔ ذرا سی بات پر والدہ والد سے جھگڑ پڑتی ہیں اور گالیاں دینا شروع کردیتی ہیں۔ ادھر دادا ابو عرصہ سے بیمار اور صاحب فراش ہیں۔ والدین ان کو دیکھنا گوارا نہیں کرتے۔ ہم اپنا فرض سمجھ کر ان کی کچھ خدمت کریں تو والدہ غصے ہوتی ہیں۔ زیادہ غصہ آئے تو بات چیت تک بند کردیتی ہیں۔ والدین جب اکٹھے مل بیٹھیں تو دوسروں کی غیبت کرتے رہتے ہیں۔ ہم سمجھائیں تو اس پر بھی والدہ ناراض ہوجاتی ہیں، گالیاں دیتی ہیں۔ ان حالات میں ہمیں کیا کرنا چاہئے۔ (ایک پریشان بیٹی)

جواب: (۱) والدین خواہ دیندار ہوں یا بے دین، اولاد کے لئے بہرحال قابل احترام ہیں۔ دادا بھی والد کی جگہ ہوتا ہے، اس لئے آپ تمام بہن بھائیوں پر والدین اور دادا کا ادب واحترام ضروری ہے۔

(۲) اگر والدین کسی کی غیبت کریں، چغلی کریں تو یہ ان کی آخرت کا معاملہ ہے۔ آپ بے ادبی نہ کریں۔ ہاں کسی وقت دیکھیں کہ وہ خوشگوار موڈ میں ہیں اور آپ کی بات کا برا نہ منائیں گے تو انہیں نرمی سے نصیحت کیجئے اور غیبت کے مفاسد بتادیجئے۔ اگر ماننے کی امید نہ ہو اور خواہ مخواہ بات بڑھ جانے اور گالم گلوچ تک نوبت آنے کا اندیشہ ہو تو نصیحت کے بجائے دعا پر اکتفا کیجئے۔

(۳) اگر والدہ بے وجہ آپ کو برا بھلا کہتی ہیں تو صبر کریں۔ اگر بات چیت چھوڑ دیں تو یہ سوچے بغیر کہ قصور کس کا ہے بولنے میں آپ پہل کریں۔ آگے بڑھ کر سلام کریں اور انہیں بلوانے کی کوشش کریں، اگر وہ سلام کا جواب نہ دیں تو آپ بے قصور اور معذور ہیں۔

(۴) حدیث ہے "لا طاعة فى المعصية" کہ گناہ کے کام میں کسی کی اطاعت جائز نہیں۔ (بخاری) اگر والدین کسی خلاف شرع کام کا حکم کریں یا اس کی توقع رکھیں تو ان کی اطاعت جائز نہیں۔ والدہ کے نہ چاہتے ہوئے بھی آپ دادا کی خدمت کرتے ہیں تو اس میں دوہرا ثواب ہے، صلہ رحمی کا اور عیادت مریض کا۔

عورت کا مرد ڈاکٹر سے علاج کرانا:

سوال: ہم بہنیں مکمل شرعی پردہ کرتی ہیں۔ ہمارے شہر میں لیڈی ڈینٹل کوئی نہیں۔ کبھی ہمیں ایسا مسئلہ پیش آجائے تو مرد ڈاکٹر کو دانت دکھانا جائز ہوگا؟ (ایضاً)

جواب: ایسی مجبوری میں مرد ڈاکٹر کو دانت دکھانا جائز ہے۔ اس احتیاط کے ساتھ کہ پورا چہرہ کھولنے کی بجائے صرف منہ کھول کر دانت دکھایا جائے۔

سود دینے والے کے ہاتھ سودا بیچنا:

سوال: شہر میں ایک لڑکی اسکول چلا رہی ہے۔ اس نے دس ہزار روپے دے کر اسکول کی منظوری حاصل کی اور یہ رقم سود پر حاصل کی، اسکول کے علاوہ اس کا اور کوئی ذریعۂ معاش نہیں، کیا اس کے ہاتھ سودا بیچنا جائز ہے؟ (ایضاً)

جواب: جیسے سود لینا حرام ہے اسی طرح سودی قرض لے کر سود دینا بھی حرام اور موجب لعنت ہے، مگر سود پر قرض لینے کی وجہ سے اس کی اسکول کی کمائی حرام نہیں، اس لئے اس کے ہاتھ سودا بیچنا جائز ہے۔

کام چور ملازم کے ہاتھ سودا بیچنا:

سوال: اسکول میں پڑھانے والی کئی استانیاں دیانتداری سے کام نہیں کرتیں۔ کبھی سبق خود سن لیا کبھی کسی لڑکی سے کہلایا کہ تم سن لو۔ کبھی سبق کے گھنٹے میں بیٹھی باتیں کرتی رہیں اور کبھی غیر حاضر رہیں، لیکن جھوٹی حاضری لگادی۔ ایسی استانیوں کے ہاتھ سودا بیچنا جائز ہے؟ (ایضاً)

جواب: جو استانیاں دیانتداری سے نہیں پڑھاتیں وہ عنداللہ مجرم ہیں، لیکن ان کے ہاتھ سودا بیچنا جائز ہے۔ البتہ جس استانی کے متعلق یقین ہو کہ اس نے اسکول سے زیادہ تر غیر حاضر رہ کر مفت کی تنخواہ وصول کی ہے اور اس کا ذریعۂ آمدن بھی صرف یہی ہے اور وہ قیمت اسی سے ادا کررہی ہے تو اس کے ہاتھ سودا بیچنا جائز نہیں۔

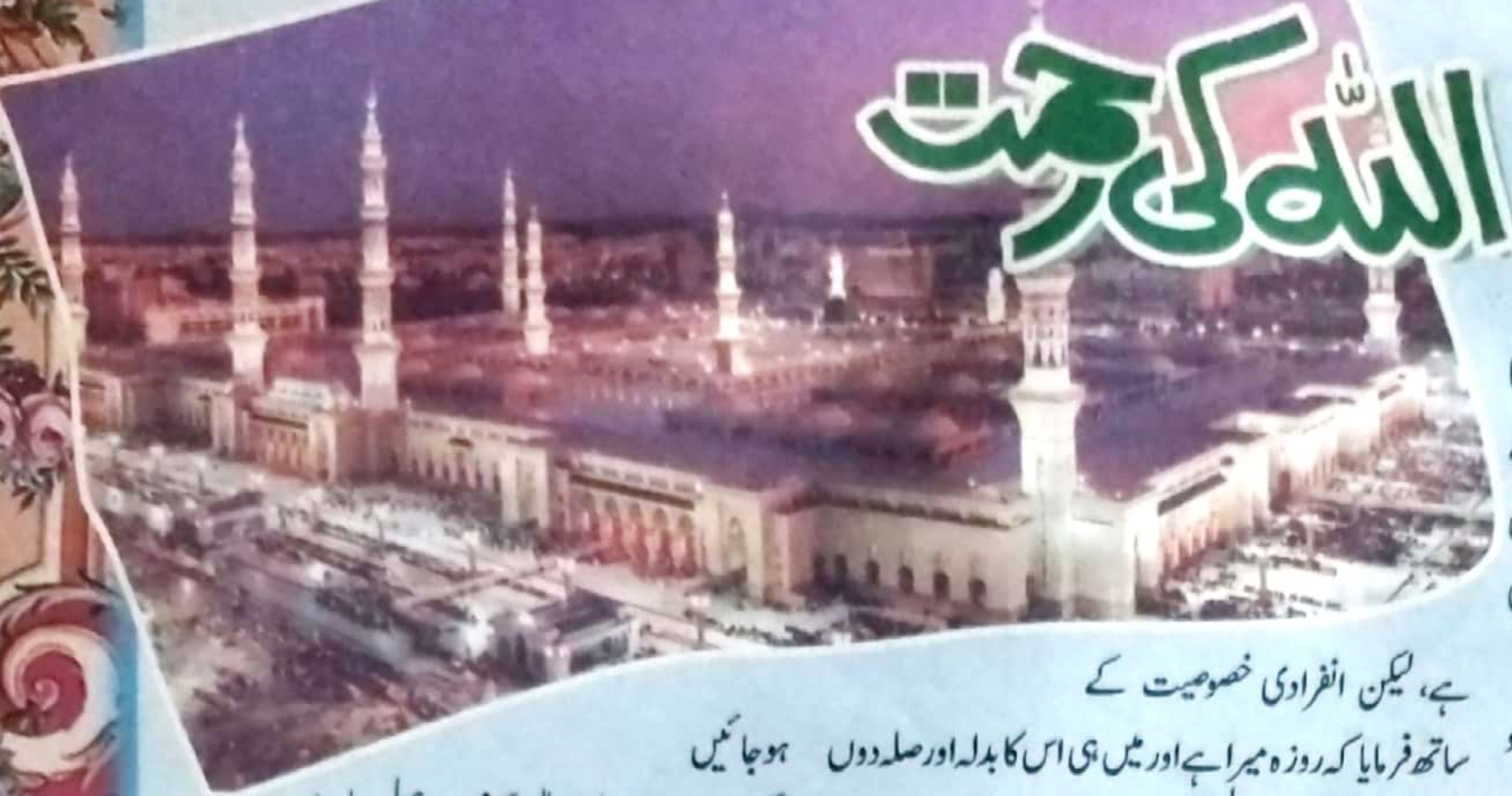

اُمتِ محمدیہ پر اللہ کی رحمت

اخت عبدالہادی

اللہ تعالیٰ کی رحمت اور اس کے فضل وکرم سے رمضان کا مبارک مہینہ شروع ہوگیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس مبارک مہینے میں بہت سی رحمتیں رکھ دیں بلکہ پورے سال کے مہینوں میں سے اس مہینے میں اللہ نے خاص رحمت اور خاص برکت عطا کی ہے۔

ہر طرف نور ہی نور، ہر طرف قرآن کی آواز، ہر طرف ذکرو اذکار میں مشغول امت محمدیہ نظر آتی ہے۔ کسی چیز کی کوئی پرواہ ہی نہیں ہے، عبادت ہی عبادت ہو رہی ہے۔ یہ بھی اللہ کا فضل و رحمت ہے کہ ہر انسان دوسرے انسان سے عبادت کرنے میں سبقت لے رہا ہے، کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کی نظر ہے۔

اللہ تعالیٰ ہر انسان کو رمضان المبارک کے مہینے میں اتنی عبادت کرنے کی توفیق اور قوت دیتے ہیں کہ وہ پورے سال میں اتنی عبادت نہیں کرتا جتنی کہ وہ اس مبارک مہینے میں کرلیتا ہے۔

اس لئے کہ اللہ تعالیٰ رمضان شروع کرنے سے پہلے انسان کے دشمن یعنی ابلیس کو قید کرلیتا ہے تاکہ میرا بندہ میری عبادت کرسکے اور اس کے درمیان کوئی چیز حائل نہ ہوسکے، کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے بندے سے محبت کرتا ہے اور اس کو اپنی رحمت کی نظر سے دیکھتا ہے۔

ہمیں غور کرنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ سب مہینے، سب دن بلکہ پوری کائنات اللہ تعالیٰ کی ہے۔ نماز، روزہ بھی اللہ کا ہے، لیکن انفرادی خصوصیت کے ساتھ فرمایا کہ روزہ میرا ہے اور میں ہی اس کا بدلہ اور صلہ دوں گا۔ حضرت ڈاکٹر عبدالحی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ عام طور پر لوگ کہتے ہیں کہ بس دعا کریں اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔

تو فرماتے ہیں کہ تمہیں اپنے عمل پر کیوں نظر ہے؟ قبولیتوں کے ساتھ ہی رحمتوں کی بارش ہو رہی ہے۔ تمہارا اور تمہارے عمل کا اس میں کیا دخل ہے، یہاں تو عطا ہی عطا ہے۔

فرماتے ہیں کہ رمضان میں پہلے دس دن رحمت کے ہیں، پھر دس دن مغفرت کے ہیں، پھر دس دن دوزخ کی آگ سے خلاصی کے ہیں تو ڈاکٹر عبدالحی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اللہ نے بغیر کسی استحقاق اور صلے کے تمہیں اپنی رحمت کا مورد بنایا ہے اور صرف یہ ایک نسبت ہے اور اسی نسبت کا صلہ ہے۔

اللہ تعالیٰ ایک مقام پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کرکے فرما رہے ہیں کہ ولسوف یُعطیک ربک فترضٰی۔ یعنی آپ کا پروردگار آپ کو آگے چل کر اتنا دے گا کہ آپ خوش ہوجائیں گے، مقام ناز پر اللہ تعالیٰ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میں تو راضی نہ ہوں گا جب تک میں اپنے دل کی مرادیں پوری نہ کرالوں، یعنی اپنی امت کو نہ بخشوالوں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ اچھا میں آپ کو اس طرح راضی کرتا ہوں کہ یہ ماہ مبارک آپ کو اور آپ کی امت کو دیتا ہوں اور اس کا صلہ میں خود ہی دوں گا، اتنا دوں گا اور اس حد تک دوں گا کہ آپ بالکل راضی ہوجائیں گے۔

اس ماہ میں شب قدر رکھی ہے، جو خیر من الف شهر ہے۔ یہ بھی ایک عطیہ ہے اور پھر اس رات فرشتوں کو مقرر کردیا گیا کہ وہ امتیان محمد کے لیے جوق در جوق سلامتی لے کر چلے آرہے ہیں۔

یہ ماہ مبارک اللہ کی طرف سے اتنی بڑی عطا ہے کہ عالم خلق پر اتنا بڑا احسان کبھی ہوا ہی نہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس مبارک مہینے کے برکات اور انعامات سے بھرپور مستفید ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

فضائلِ رمضان

اُمِ ذی شان دہلوی

روزہ دار کے منہ کی بومشک سے زیادہ پسندیدہ ہے:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابن آدم کے ہر نیک عمل کا اجر وثواب دس گنا سے لے کر سات سو گنا تک بڑھا دیا جاتا ہے، لیکن اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ”روزہ اس سے مستثنیٰ ہے، اس لئے کہ وہ خاص میرے لئے ہے اور میں خود (اپنے شایان شان) اس کا بدلہ دوں گا کہ روزہ دار میری ہی خاطر نفسانی خواہشات اور کھانے پینے کو قربان کرتا ہے۔“

روزہ دار کے لئے دو فرحتیں ہیں، ایک فرحت افطار کے وقت ملتی ہے اور دوسری فرحت اپنے رب سے ملاقات کے وقت نصیب ہوگی اور روزہ دار کے منہ کی بدبو اللہ تعالیٰ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے زیادہ پاکیزہ پسندیدہ ہے۔ (صحاح ستہ)

روزہ گناہوں کی معافی کا ذریعہ:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص نے حالت ایمان میں ثواب کی نیت سے رمضان کا روزہ رکھا، اس کے اگلے پچھلے تمام گناہ معاف کردیئے جائیں گے۔ (بخاری واحمد)

رمضان میں شیاطین قید ہوجاتے ہیں:

ماہِ رمضان شروع ہوتے ہی جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں، جہنم کے دروازے بند کردیئے جاتے ہیں اور شیاطین جکڑ دیئے جاتے ہیں۔ (بخاری ومسلم)

روزہ دار کے لئے جنت کا مخصوص دروازہ:

جنت میں ایک دروازہ ہے جسے ”باب الرّیان“ کہا جاتا ہے، روزہ داروں کو اس طرف بلایا جائے گا (کہ اس دروازہ سے جنت میں داخل ہوں) چنانچہ تمام روزہ دار اس سے داخل ہوں گے اور جو اس سے داخل ہوگیا، وہ کبھی پیاسا نہ ہوگا۔ (بخاری ومسلم)

افطار کرانے والے کو ثواب:

جس نے کسی روزہ دار کو افطار کرایا اسے بھی روزہ دار جتنا ہی اجر ملے گا، لیکن روزہ دار کے اجر میں کوئی کمی نہ آئے گی۔ (ترمذی، نسائی، ابن ماجہ)

روزہ توڑنے پر وعید:

جو شخص (قصداً) بلا کسی شرعی عذر کے ایک دن بھی رمضان کا روزہ افطار کردے، غیر رمضان میں چاہے عمر بھر روزے رکھے اس کا بدل نہیں ہوسکتے۔ (ترمذی، ابوداؤد، احمد، ابن ماجہ)

کشکول

زندگی:

☆زندگی ایک پھول کی مانند ہے، جوایک بار مرجھا جائے تو دوبارہ نہیں کھل سکتا۔ ☆زندگی کی اونچی راہوں پر چل دینا ہی مقصدِ حیات نہیں بلکہ کسی کی راہ میں بچھے ہوئے کانٹوں کوگلوں کے لالۂ زار میں بدل دینا زندگی کا دوسرا نام ہے۔ ☆بھرپور زندگی گزارنے کے لئے خود اعتمادی کی اشد ضرورت ہے۔ ☆اپنا دکھ ہر ایک سے بیان مت کرو، اس سے دامن میں ہمدردیوں کی بھیک تو مل سکتی ہے۔جس کے سہارے زندگی گزر جائے مگر زندگی کی رونق کوگھن لگ جاتا ہے اوراس کے حسن اور دلکشی میں کمی آجاتی ہے۔ بعض اوقات اس قسم کی ہمدردی انسان کو احساسِ کمتری کا شکار کردیتی ہے اورانسان کی خود اعتمادی کو چاٹ جاتی ہے۔ ☆زندگی کو بہتر بنانے کے لئے اپنے اندر جذبہ، لگن اور خود اعتمادی پیدا کروتا کہ دنیا کے کسی بھی مقام پر جاؤ تو تمہیں جیسے بھی حالات درپیش ہوں انکا مقابلہ ہمت و بہادری سے کرسکو اور اپنی زندگی کوایک کامیاب زندگی بنا سکو۔

(شمائلہ نور، ندا ناز، مدرسہ بشریٰ للبنات، سرگودھا)

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کی طرز زندگی میں تبدیلی:

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کی زندگی خلافت سے پہلے زہد وعبادت کے باوجود بھی بڑی امیرانہ تھی۔ سارے اموی شہزادوں میں آپ لطیف مزاجی، نفاست طبعی اور خوش لباسی میں مشہور تھے۔ ایک دن میں کئی جوڑے بدلتے تھے۔ جب ایک لباس پر کسی کی نظر پڑجاتی تو دوبارہ اسے نہ پہنتے تھے۔ عطریات کا بے حد شوق تھا۔ جب آپ والئ حجاز بن کر مدینہ منورہ روانہ ہوئے توتیس (30) اونٹوں پر آپ کا ذاتی سامان تھا۔ مگر خلافت کے بعد کی عظیم ذمہ داری کے احساس نے آپ کے طرز زندگی کو بالکل بدل دیا اور آپ کی زندگی انتہائی سادہ ہوگئی۔ اب لباس کا صرف ایک جوڑا رہ گیا۔ اسی کو دھودھو کر پہنتے تھے۔ مرض الموت میں مسلمہ بن عبدالملک نے اپنی بہن اور آپ کی بیوی فاطمہ سے کہا کہ قمیض میلی ہوگئی ہے، لوگ عیادت کو آتے ہیں، دوسری بدل دو وہ چپ رہیں۔ جب اس نے دوبارہ کہا تو بولیں خدا کی قسم اس کے علاوہ دوسری قمیض نہیں۔

(تاریخ اسلام) (طاہرہ شیراز، صوابی)

ہر دل عزیز بنیں:

آپ یقیناً چاہیں گی کہ گھر والے، خاندان والے اور رشتہ دار آپ کی تعریف کریں تو پھر ان باتوں پر عمل کیجئے۔

☆سلام میں پہل کریں۔ ☆غلطی کو تسلیم کرنے اور شکریہ ادا کرنے میں کبھی دیر نہ لگائیں۔ ☆غیبت اور عیب جوئی سے دور بھاگیں یہ سوچا کریں کہ ہم میں خود کتنی برائیاں اور خامیاں پائی جاتی ہیں۔ ☆کسی کو کمتر اور حقیر نہ جانیں۔ ☆گھر کے بوڑھوں کی جسمانی خدمت کریں نیز ان کی ضروریات کا خیال رکھیں۔ ☆ایک دوسرے کو موقع کی مناسبت سے تحفے تحائف دیں۔ ☆روپے پیسے کے لین دین اور اس سے متعلق دوسرے معاملات بالکل شفاف رکھیں۔ ☆دوسروں کے کام آکر کبھی بدلے کا انتظار نہ کریں اس کا اجر اللہ تعالیٰ پر چھوڑدیں۔ ☆جب کبھی کسی سے حسد اور رشک ہو تو اس کو دنیا وآخرت میں ترقی کی دعا دیں۔ ☆سب سے بڑھ کر یہ کہ خالق کی رضا حاصل کرنے کی تگ ودو کریں تو مخلوق خود تسخیر ہوجائے گی۔

(ہمشیرہ عبدالصمد۔ ناظم آباد کراچی)

یہ کارروان کبھی نہ رُکے:

کچھ لوگ ایسے ہوتے ہیں جنہیں دیکھ کر خدا کی یاد آتی ہے اور زندگی کی کایہ ہی پلٹ جاتی ہے۔ ایسے لوگوں سے مل کر ہر سلیم الفطرت آدمی کے اندر بھی ایک مثالی انسان بننے کی خواہش پیدا ہوتی ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کے دین کی بلندی کے لئے اپنی خواہشات اور آسائشات ترک کردیتا ہے۔ میں آپ کو ایسی ہی ایک عظیم شخصیت سے متعارف کرواتی ہوں، جامعہ سیدہ حفصہ للبنات کی سرپرست اہلیہ عبدالعزیز صاحب مدظلہا العالی جو مذکورہ مدرسہ کو عرصہ سے چلا رہی ہیں۔ جہاں پر ہزاروں کی تعداد میں تشنگانِ علم سیراب ہوتی ہیں۔ وہ لڑکیاں جو دنیا کے لہو ولعب میں ڈوبی ہوتی ہیں آپ کی رہنمائی وتربیت سے بالکل بدل جاتی ہیں

اے مسیحا تیرا کلام اس قدر ہے پر اثر
کہ زندگی کا انداز ہی بدلتا جاتا ہے

آج اسلام آباد کے علاقے میں وہ اوران کا ادارہ بھی محفوظ نہیں ان پر دہشت گردی کا لیبل لگایا جا رہا ہے۔ دین سکھانا قرآن پاک پڑھانا دہشت گردی ہے یا آدھی راتوں کو کمسن طالبات اور باپردہ لڑکیوں کو باہر نکلنے پر مجبور کرنا اور ہراساں کرنا دہشت گردی ہے؟ افسوس ہے مسلم حکمرانوں پر جنہوں نے غیروں کی خوشنودی کی خاطر اپنا دین اور اپنے خالق ومالک کو بھی بھلا دیا۔

ہر حاکم وقت سمجھتا ہے یہ محکم میری تدبیر بہت
پھر وقت اسے بتلاتا ہے تھی کند تیری شمشیر بہت

(نازش اعظم عباسی)

نماز:

گلاب کا پھول ذرا نرمی سے توڑنا
اگر جان بھی چلی جائے نماز نہ چھوڑنا

(م بنت احسان الٰہی۔ وزیر آباد)

حاملین عرش کی دعا

(سورۃ المؤمن: آیات ۹-۷ کی روشنی میں)

حاملین عرش، کچھ اس کے آس پاس
تسبیح کرتے ہیں رب کی حمد کے ساتھ ساتھ
مغفرت چاہتے ہیں، اہل ایماں کے لئے
مومن ہیں وہ خود بھی ساتھ ساتھ
فراخی علم ورحمت بیان کرتے ہیں رب کی
عجز وایماں کے اظہار کے ساتھ ساتھ
معاف فرمادے، اے پروردگار
ہر پیروکار کو تائب کے ساتھ ساتھ
داخل کر ان کو بہشت میں
نیک آباء کو عیال کے ساتھ ساتھ
بچالے ان کو تو برائیوں سے
عتاب آخرت کے ساتھ ساتھ
بچایا جس کو تو نے عتاب سے
ہے کامیابی، تیرے رحم کے ساتھ ساتھ
احساس بڑھا تیرے تشکر کا، اے الٰہی!
دل میں بلندی ایماں کے ساتھ ساتھ
ملایا جس نے ہم کو تجھ سے
درود اس پر سلام کے ساتھ ساتھ

(عائشہ ملک، ترلائی اسلام آباد)

علوم قرآنیہ ونبویہ کے شائقین کے لئے
بشارت عظمیٰ
بذریعہ ڈاک گھر بیٹھے طلباء وطالبات کورس کرکے سند حاصل کریں۔
اپنی نوعیت کا منفرد سلسلہ ہر مسلمان کی اولین ضرورت

تفسیر قرآن مقدس کا ایک سالہ کورس
ترجمۂ قرآن کا شش ماہی کورس
تجوید وقراءت (قاری معلم رشد) ایک سالہ کورس
سہ ماہی قواعد التجوید قاری/قاریہ ٹیچر ٹریننگ کورس
فاضل عربی عربی معلم رمعلم ایک سالہ کورس
شش ماہی حدیث نبوی کورس
سہ ماہی فہم قرآن کورس
سہ ماہی تعلیم النساء کورس
سہ ماہی عربی لینگویج کورس

ڈاک کا ایڈریس، مشتاق الرحمٰن عثمانی۔ پوسٹ بکس نمبر 3357
کراچی نمبر 43۔ پوسٹ کوڈ نمبر 75210۔ موبائل: 0320-4076874
پراسپیکٹس وداخلہ فارم کیلئے، 20 روپے کے ڈاک ٹکٹ ارسال کریں۔

میں سیدھے راستے پر آگئی

میرا تعلق گلگت سے ہے۔ لیکن ہمارا گھرانہ کافی عرصے سے لاہور میں مقیم ہے۔ ہمارا خاندان آغا خانی فرقے سے تعلق رکھتا ہے۔ میں لاہور کے ایک ہسپتال میں بطور نرس کام کرتی تھی۔ ایک دن جب میری ڈیوٹی پرائیوٹ وارڈ میں تھی تو وارڈ میں ایک نئے بوڑھے مریض کو داخل کیا گیا، جس کو کینسر کا مرض لاحق تھا اور اس مریض کا آنا ہی اللہ تبارک وتعالیٰ نے میرے لئے ہدایت کا ذریعہ بنادیا۔ مریض کے ساتھ چونکہ ایک فرد کو رہنے کی اجازت ہوتی ہے۔ اس لئے مریض کا پوتا علی مریض کے ساتھ ہوتا تھا...... جب میں پہلے روز مریض کے لئے دوائی اور انجکشن لے کر کمرے میں گئی تو علی نے جھکی نگاہوں کے ساتھ مریض کی کیفیات کے بارے میں بتایا...... میں حیران تھی کہ یہ نوجوان میری طرف کیوں نہیں دیکھ رہا۔ حالانکہ اس شعبے میں تو ہر کوئی ہمیں گھورتا نظر آتا ہے۔ خیر ایک دو دن کے بعد جب میں نے ان کی فیملی کے بارے میں پوچھا اور اپنے بارے میں بتایا تو میرا آغا خانی ہونے کا سن کر علی کو دکھ سا ہوا...... مجھے بہت غصہ آیا...... میں بولی:

''کیا تم ہمیں مسلمان نہیں سمجھتے، ہم کلمہ پڑھتے ہیں، حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی مانتے ہیں اور قرآن پاک ہماری کتاب ہے...... بس ہم آغا خان کو اپنا روحانی پیشوا مانتے ہیں۔''

اس نے مجھ سے کہا کہ

''کلمے کا مطلب ہے کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں یعنی کہ ہم اللہ کے احکامات کو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے پر پورا کریں گے۔ کسی اور کے طریقے پر نہیں اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے پر عمل کر کے دکھایا۔ باقی اگر کوئی شخص اللہ تعالیٰ کے احکام اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے سے ہٹ کر کوئی کام کرے گا وہ سراسر کھلی گمراہی میں مبتلا ہے۔ چاہے وہ میں ہی کیوں نہ ہوں''

خیر اس روز میں سخت غصے میں واپس آگئی۔ پھر دوسری دفعہ جب میں اس سے ملی تو میں نے اس سے کہا'' دیکھو کہ اگر میں غلط راستے پر ہوں تو اللہ نے پھر مجھے اس گھرانے میں کیوں پیدا کیا......'' تو وہ آگے سے کہنے لگا'' دیکھو تم حق اور سچے راستے کی حقیقت جان لو اور ہدایت کے راستے پر آجاؤ'' اس نے مجھے کتابیں بھی دیں اور کہا کہ تم میری باتوں پر غور کرو یا نہ کرو ان کتابوں کو ضرور پڑھنا جن میں سے ایک ''مرنے کے بعد کیا ہوگا'' (مولانا محمد عاشق الٰہی بلند شہریؒ)، دوسری ''شرعی پردہ'' (مفتی رشید احمد رحمہ اللہ) اور تیسری ''خواتین کی نماز'' (از بہشتی زیور مؤلف مولانا اشرف علی تھانوی صاحب رحمہ اللہ) ان کتابوں کو پڑھنے کے بعد تو جیسے میری زندگی ہی بدل گئی، ایسا لگا کہ جیسے اب تک تو میں غفلت کی نیند سو رہی تھی اور اب جاگی ہوں۔ ''خواتین کی نماز'' پڑھ کر میں تو حیران رہ گئی کہ ہمارے فرقے میں تو مرد اور عورت مل کر نماز پڑھتے تھے اور سامنے روحانی پیشوا کی تصویر لگی ہوتی ہے۔

زوجہ علی، لاہور

پردے وغیرہ کا کوئی تصور نہ تھا اور ''مرنے کے بعد کیا ہوگا؟'' پڑھ کر تو میں لرز کر رہ گئی کہ میں کس قدر شرک، بدعت اور گمراہی میں مبتلا تھی اور ایسی حالت میں موت آجاتی تو؟......

اگلے روز ہی میں نے علی سے کہا کہ میں اسلام قبول کرنا چاہتی ہوں۔ مجھے کیا کرنا ہوگا؟ گھر والوں کو بتایا تو وہ کبھی نہیں مانیں گے، پلیز میری مدد کرو! میں نے یہ بھی پوچھا کہ کیا آپ مجھ سے شادی کریں گے؟ علی مجھے ایک عالم دین کے پاس لے گئے، جن کے سامنے کلمہ پڑھ کر میں رب کریم کی رحمت سے کفر کی گمراہیوں سے نکل کر ایمان کے سچے نور میں داخل ہوگئی...... مارے خوشی کے میری اور علی دونوں کی آنکھوں میں آنسو تھے۔ اللہ کا فضل یہ ہوا کہ علی سے میرا نکاح ہوگیا کیونکہ یہ میرے محسن تھے جبکہ خاندان میں واپس جاتی تو یقیناً وہ مجھے قبول نہ کرتے۔ آج ہماری شادی کو تین سال ہو چکے ہیں، ہمارا ایک بیٹا ہے، جس کا نام علی نے عبداللہ رکھا ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کا پسندیدہ نام ہے اور میں بہت بہت خوش ہوں کہ اللہ کریم نے مجھے ہمیشہ ہمیشہ کی ذلت اور ناکامی سے بچالیا اور علی کو میرے لئے ہدایت کا ذریعہ بنادیا۔ اب میں الحمدللہ مکمل شرعی پردہ کرتی ہوں۔ علی تبلیغی جماعت میں باقاعدہ جڑتے ہیں۔ ہماری دعا ہے کہ تمام انسانیت ہمیشہ کی جہنم کی آگ سے بچ کر جنت الفردوس میں جانے والی بن جائے اور اپنے مقصد پر آجائے۔ آخر میں آغا خانی فرقے اور دوسرے تمام فرقوں کے لوگوں سے درخواست کرتی ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے لئے گمراہی سے نکلیں، حق کو پہچانیں، سیدھا اور سچا راستہ کون سا ہے؟ یہ بالکل واضح ہے۔ قرآن پاک ہم سے کیا کہتا ہے؟ اللہ پاک کے احکام پر بلاچوں چراعمل کرنے اور پیارے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے کے مطابق زندگی گزارنے میں ہی ہماری دنیا وآخرت کی کامیابی پوشیدہ ہے۔ یہ حقیقت آج ہمارے سامنے ہے۔ ایک دفعہ اپنے عقیدے سے ہٹ کر بالکل الگ ہو کر غور تو کریں کہ آپ لوگ کیا کر رہے ہیں؟ کیسی عبادت کر رہے ہیں؟ کس کو روحانی پیشوا مان رہے ہیں؟ میری دعا ہے کہ جیسے ارحم الراحمین نے مجھ پر اپنی خاص رحمت اور عافیت والا معاملہ فرما کر ہدایت کے دروازے کھول دیئے ہیں۔ اسی طرح رب کریم سب کو ہدایت کا راستہ دکھادے اور صراط مستقیم پر چلنے والا بنادے، (آمین) یہی راستہ جنت کی طرف اور ہمیشہ کی کامیابی کی طرف جاتا ہے، باقی سب راستے گمراہی اور دوزخ کی طرف لے جانے والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو جنت الفردوس میں جانے والا بنائے اور دوزخ سے محفوظ رکھے۔ (آمین ثم آمین)

مرسلہ: بنت فاروق احمد

روزہ کے تین بڑے مقاصد

رمضان مسلمانوں کا سالانہ تربیتی پروگرام ہے۔ یہ تربیت سال بھر کے لئے کافی ہوتی ہے۔ اس تربیت سے تین بڑے مقاصد پیش نظر ہوئے ہیں۔

روحانی تربیت:

روزے کے ذریعے انسان خواہشات نفس پر قابو پانا سیکھتا ہے، اس مہینے میں انسان نفس کی خواہش پر کئے گئے سال بھر کے صغیرہ گناہوں کو معاف کرواسکتا ہے، سال بھر میں ہونے والی کوتاہیوں کا جائزہ لے کر آئندہ ان کے ارتکاب سے بچنے کا اہتمام کرسکتا ہے۔

اجتماعی اخلاق کی تربیت:

روزے کا ایک مقصد یہ بھی ہے کہ امت کا اتحاد و نظام قوی ہو، عدل و مساوات کی محبت پیدا ہو۔ روزے دار میں غیبت، جھوٹ، چوری، بدنظری، کاہلی و سستی جیسی برائیاں ختم ہوں اور اس کے اندر ملاطفت، عفو و درگزر، غریبوں، بے کسوں کی غم خواری، خدمت خلق کا جذبۂ احسان پیدا ہو، وہ حق کی راہ میں مشقتیں اور سختیاں برداشت کرنے کا عادی ہو۔

جسمانی تربیت:

روزہ رکھنے سے انسانی بدن کی سالانہ تربیت بھی ہو جاتی ہے، سارا دن شریعت کے مطابق کھانے پینے سے کے رہنے کی وجہ سے انسانی جسم میں موجود فاسد مادے خارج ہوجاتے ہیں، معدے کو تقویت ملتی ہے، پہلے جسم کا اندرونی نظام بہت مصروف رہتا تھا اب دن بھر اسے آرام مل جاتا ہے، اس سے انسانی جسم کی کارکردگی میں اضافہ ہوتا ہے جو روحانی قوت کے لئے بھی معاون ثابت ہوتا ہے۔

خرچ کرو

الرشید ٹرسٹ نے گزشتہ عید الاضحیٰ کے بعد اس مرتبہ پھر عید الفطر کے موقع پر پانچ ہزار بیواؤں اور بیس ہزار یتامیٰ کے لئے ایک کروڑ 25 لاکھ روپے کے ریلیف پروگرام کا اعلان کیا ہے۔ ملک بھر میں تقریباً 614 سرگرم کارکن مستحق بیواؤں اور یتیموں کے کوائف اکٹھے کر رہے ہیں تا کہ عید کی خوشیاں بروقت ان کے دروازے تک پہنچائی جاسکیں۔ ایک عورت کا دکھ عورت ہی اچھی طرح جان سکتی ہے، موجودہ سرمایہ دارانہ نظام میں ایک غریب آدمی کے لئے دو وقت کی روٹی مہیا کرنا مشکل ہو رہا ہے۔ ایک عورت جس کا کوئی سرپرست بھی نہ ہو اس کے لئے تو اور بھی مشکل ہو جاتا ہے۔ زیر نظر تصویروں میں آپ دیکھ رہے ہیں کہ سو

روزہ ہم سے کیا مطالبہ کرتا ہے

صاعقہ خیر محمد بنگلانی

کون سا مسلمان ایسا ہے جو رمضان کی عظمت اور برکت سے واقف نہیں۔ اللہ تعالیٰ اس مہینے میں اپنی خصوصی رحمتیں اپنے بندوں کی طرف مبذول فرماتے ہیں۔ عام طور پر یہ سمجھا جاتا ہے کہ رمضان المبارک کی خصوصیت صرف یہ ہے کہ اس میں روزے رکھے جاتے ہیں اور رات کے وقت تراویح پڑھی جاتی ہے اور بس، اس کے علاوہ اور کوئی خصوصیت نہیں۔ اس میں تو کوئی شک نہیں ہے کہ یہ دونوں عبادتیں اس مہینے کی بڑی اہم عبادات میں سے ہیں۔ لیکن بات صرف یہاں تک ختم نہیں ہوتی، بلکہ درحقیقت رمضان المبارک ہم سے اس سے زیادہ کا مطالبہ کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ جانتے تھے جب یہ انسان دنیا کے کاروبار اور کام دھندوں میں لگے گا تو رفتہ رفتہ اس کے دل پر غفلت کے پردے پڑ جائیں گے۔ اس لئے ایک مہینہ اللہ تعالیٰ نے اس کام کے لئے مقرر فرما دیا کہ اس مہینے میں تم اپنے اصل مقصد تخلیق یعنی عبادت کی طرف خصوصی دل جمعی کے ساتھ لوٹ کر آؤ۔ جس کے لئے تمہیں دنیا میں بھیجا گیا اور گیارہ مہینے تک تم سے جو گناہ سرزد ہوئے ہیں، ان کو بخشواؤ اور دل کی صلاحیتوں پر جو میل آچکا ہے اس کو دھلواؤ اور دل میں جو غفلت کے پردے پڑ چکے ہیں ان کو اٹھواؤ۔

ہم روزے تو ماشاء اللہ بڑے ذوق وشوق سے رکھتے ہیں، لیکن روزے کے کیا معنی ہیں؟ روزے کے معنی یہ ہیں کہ کھانے، پینے اور نفسانی خواہشات کی تکمیل سے اجتناب کرنا، روزے میں ان تینوں چیزوں سے اجتناب ضروری ہے۔ اب یہ دیکھیں کہ یہ تینوں چیزیں ایسی ہیں جو فی نفسہ حلال ہیں کھانا حلال، پینا حلال اور جائز طریقے سے زوجین کا نفسانی خواہشات کی تکمیل کرنا حلال، اب روزے کے دوران آپ ان حلال چیزوں سے تو پرہیز کر رہے ہیں لیکن جو چیزیں پہلے سے حرام تھیں، مثلاً جھوٹ بولنا، غیبت کرنا، بدنگاہی کرنا جو ہر حال میں حرام تھیں۔ روزے میں یہ سب چیزیں ہو رہی ہیں۔ اب روزہ رکھا ہوا ہے اور جھوٹ بول رہے ہیں، غیبت کر رہے ہیں، وقت پاس کرنے کے لئے فلمیں دیکھ رہے ہیں، یہ کیسا روزہ ہوا؟ حلال چیز تو چھوڑ دی اور حرام چیز نہیں چھوڑی۔ اس لئے حدیث شریف میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جو شخص روزے کی حالت میں جھوٹ بولنا نہ چھوڑے تو مجھے اس کے بھوکا اور پیاسا رہنے کی کوئی حاجت نہیں۔ اس لئے جب جھوٹ بولنا نہیں چھوڑا جو پہلے سے حرام تھا تو کھانا چھوڑ کر اس نے کون سا بڑا عمل کیا؟ روزے سے اللہ تعالیٰ تقویٰ کی دولت نصیب فرماتے ہیں۔ تقویٰ کے معنی یہ ہیں کہ اللہ جل جلالہ کی عظمت کو اپنے سامنے رکھتے ہوئے گناہوں سے بچنا، یعنی یہ سوچ کر کہ میں اللہ تعالیٰ کا بندہ ہوں اور اللہ تعالیٰ مجھے دیکھ رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے سامنے حاضر ہو کر مجھے جواب دینا ہے اور اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش ہونا ہے۔ اس تصور کے بعد جب انسان گناہوں کو چھوڑتا ہے تو اسی کا نام تقویٰ ہے۔

جو کما حقہ روزہ رکھے گا اس کو کیا ملے گا؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حدیث قدسی بیان فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں "روزہ میرے لئے ہے اور میں ہی اس کی جزا دوں گا"۔ دوسرے اعمال کے بارے میں تو یہ فرمایا کہ کسی عمل کا دس گنا اجر، کسی کا ستر گنا اجر اور کسی کا سو گنا اجر ہے۔ حتیٰ کہ صدقہ کا اجر سات سو گنا ہے۔ لیکن روزے کے بارے میں فرمایا کہ روزے کا اجر میں دوں گا۔ کیونکہ روزہ اس نے صرف میرے لئے رکھا تھا۔ اس لئے کہ سخت گرمی کی وجہ سے جب حلق میں کانٹے لگ رہے ہیں، زباں پیاس سے خشک ہے جبکہ فریج میں ٹھنڈا پانی موجود ہے اور تنہائی بھی میسر ہے کوئی دیکھنے والا بھی نہیں ہے اس کے باوجود میرا بندہ صرف اس لئے پانی نہیں پی رہا ہے کہ اس کے دل میں میرے سامنے کھڑا ہونے اور جواب دہی کا ڈر اور احساس ہے۔ اس احساس کا نام تقویٰ ہے اگر یہ احساس پیدا ہو گیا تو تقویٰ بھی پیدا ہو گیا۔ لہٰذا تقویٰ روزے کی ایک شکل بھی ہے اور اس کے حصول کے لئے ایک سیڑھی بھی ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہم نے روزے اس لئے فرض کئے تا کہ تم تقویٰ حاصل کر سکو۔ (استفادہ: روزہ ہم سے کیا مطالبہ کرتا ہے از مولانا محمد تقی عثمانی)

ے ڈھیر پڑے ہوئے ہیں، یہ ان باہمت خواتین کی طرف سے عطیہ کئے گئے سونے کے زیورات ہیں جوانہوں نے امت مسلمہ کے نادار و مفلس، بے کس اور بے یارو مددگار افراد کے لئے نچھاور کئے۔عورت اور زیور لازم ملزوم چیز سمجھی جاتی ہے، لیکن جب صاحب ایمان خواتین اپنی دیگر بہنوں کو تنگی وعسرت میں دیکھتی ہیں تو اپنی مرغوب چیزوں کو اللہ کی راہ میں خرچ کرنے سے دریغ نہیں کرتی ہیں۔الرشید ٹرسٹ نے بیوگان کے لئے امت مسلمہ کی ماؤں بہنوں سے تعاون کی اپیل ہے۔رمضان کے مبارک مہینے میں آپ اللہ کی راہ میں خرچ کر کے اپنے لئے نجات کا سامان کر سکتی ہیں۔

گاڑی کے دو پہیئے

بنت مہتاب

عموماً گاڑی کے چار پہیے ہوتے ہیں لیکن کم از کم دو پہیوں کے بغیر گاڑی چل ہی نہیں سکتی ایک پہیے والی کوئی گاڑی نہیں ہوتی اور ہاں اسی طرح اگر گاڑی کے دونوں پہیے ایک ہی طرف لگا دیئے جائیں تو کبھی گاڑی متوازن نہیں چل سکتی۔

کسی نے کتنی اچھی تشبیہ دی ہے کہ میاں بیوی گاڑی کے دو پہیے ہوتے ہیں۔ میں نے سوچا کتنی خوبصورت بات ہے

واقعی ایک پہیا شوہر دوسرا پہیا بیوی اسی طرح زندگی خوشگوار ہو سکتی کہ دونوں اپنی اپنی جگہ پر لگے ہوں۔اب بات کچھ عجیب ہوگئی ہے۔ ہماری بہنیں کہتی ہیں کہ جب میاں اور بیوی زندگی کی گاڑی کے دو پہیے ہیں تو دونوں کو مل جل کر زندگی کا ہر بوجھ اٹھانا چاہئے۔ مثلاً بیوی کمانے میں شوہر کی مدد کرے اور شوہر گھر کے کام کاج اور بچوں کی دیکھ بھال میں بیوی کا ہاتھ بٹائے۔

کبھی کبھی بہت ہی سادہ اور خوبصورت بات کا اتنا غلط مطلب عام ہو جاتا ہے کہ بات کی خوبصورتی ختم ہو جاتی ہے۔لوگ اس سے غلط فائدہ اٹھانے لگتے ہیں، جس سے پہلے گھر اور پھر معاشرے میں بگاڑ پیدا ہونا شروع ہو جاتا ہے۔

اب دیکھئے! جس طرح گاڑی کے دونوں پہیے ایک طرف لگا دینے سے گاڑی غیر متوازن ہو جاتی ہے۔اسی طرح اگر شوہر اپنی ذمہ داریاں چھوڑ کر گھر کے کام کاج میں لگ جائے اور بیوی کمانے میں تو پہلے گھر کا نقشہ بدلے گا اور پھر آہستہ آہستہ معاشرے میں بگاڑ پیدا ہو جائے گا۔

اللہ تعالیٰ نے جس چیز کو جس کام کے لئے پیدا کیا ہے وہ اسی کام کو انجام دیتی ہوئی اچھی لگتی ہے مثلاً ہم ہوا سے پانی کا کام نہیں لے سکتے، پانی سے آگ، آگ سے مٹی اور مٹی سے ہوا کا کام نہیں لے سکتے۔ بالکل اسی طرح شوہر سے گھر کا کام صحیح نہیں ہو سکتا اور بیوی شوہر کی طرح کما نہیں سکتی۔ اللہ تعالیٰ نے تو خواتین کو بہت آرام دہ زندگی دی ہے، مگر ہماری عقلوں پر پڑے پردوں کا کیا کیا جائے جو ہم اپنی کم بختی خود ہی بلاتی ہیں کہ کمائیں بھی اور گھر کا ہر کام بھی کریں۔

ذرا سوچئے کہ جب ہمارے شوہر کمانے جائیں اور ہم گھر کا ہر کام عبادت سمجھ کر کریں، اپنے گھر کو صاف ستھرا رکھیں۔ بچوں کی دیکھ بھال کریں، ان کو صاف ستھرا رکھیں۔اپنے آپ کو اپنے شوہر کے لئے سنواریں اور مزیدار کھانے پکائیں، کفایت شعاری سے کام لیں اور جب شام کو ہمارے شوہر تھکے ماندے گھر کو لوٹیں تو گھر، بچے صاف ستھرے ہوں، گھر میں مزیدار کھانوں کی خوشبو اڑ رہی ہو تو شوہر حضرات کتنا خوش ہوں گے۔ جب گھر ہی جنت لگے تو پھر اور کیا چاہئے۔ہم بھی خوش اور وہ بھی۔گھر گویا جنت کا نمونہ پیش کرے۔

آج ہمارے معاشرے میں بگاڑ اسی لئے ہے کہ عورت نے اپنی ذمہ داریاں چھوڑ دی ہیں۔ وہ مرد کے شانہ بشانہ چل رہی ہے، جس کی وجہ سے بچوں کی پرورش پر بھرپور توجہ نہیں دے پا رہی، جس کی وجہ سے ہماری نسل بے راہ روی کا شکار ہو رہی ہے۔ اس میں تہذیب و تمدن کا فقدان ہے۔اب بھی وقت ہے، میری پیاری بہنو! اپنے گھروں کو لوٹ آؤ، مغرب کی تقلید میں اپنی نسلیں تباہ نہ کرو، تمہارا اصل مقام گھر ہے، اپنے مقام و رتبہ کو پہچانو مغرب کے دھوکے میں نہ آؤ، قناعت کرنا سیکھو تو تمہارے تمام مسائل حل ہو جائیں گے۔ صرف اور صرف قناعت ہی ہم کو دوبارہ اپنی ذمہ داریاں پوری کرنے کے قابل بنا سکتی ہے۔ آج اسی لئے کوئی خالد بن ولید اور صلاح الدین ایوبی پیدا نہیں ہو رہا کہ ماں ہوتے ہوئے بھی اس کی ماں نہیں۔

غرور لے ڈوبا

امی مجھے بھی انڈا کھانا ہے۔ میں نے امی کا کندھا ہلاتے ہوئے کہا...... تمہیں انڈا کہاں نظر آ گیا؟ امی نے گھور کر پوچھا...... عموماً کام کے دوران امی سے کوئی فرمائش کرو تو امی ایسے ہی گھور کر دیکھتی تھیں۔

وہ دادی نے بھائی کو بنا کر دیا ہے میں نے روتے ہوئے بتایا۔ تو پھر دادی سے مانگو

امی نے واشنگ مشین سے کپڑے نکالتے ہوئے کہا۔

دادی مجھے نہیں دے رہی ہیں میں نے بدستور روتے ہوئے کہا۔

''اماں۔ اماں'' امی نے وہیں سے آواز لگائی۔

ہائے ہائے کیوں شور مچا رہی ہو کیا بات ہے؟ دادی نے بھائی کے منہ میں لقمہ ڈالتے ہوئے کہا۔

اماں! نمرہ کو بھی انڈا دے دیں یہ رو رہی ہے۔

ہائے کیوں دے دوں میں نے اپنے بچے کے لئے منگوایا ہے۔ دیکھو تو سہی کتنا دبلا ہوتا جا رہا ہے۔ تمہیں تو ذرا اس کی فکر نہیں ہوتی۔ اماں اچھا بھلا تو ہے اور یہ کون سا میرا ایک ہی بچہ ہے۔ اس کے علاوہ جو تین لڑکیاں ہیں، ان کا بھی تو خیال رکھنا ہے۔

ارے ان کا کیا خیال رکھنا انہیں کون سا باہر جا کر مغز ماری کرنی ہے گھر میں ہی تو رہنا ہے۔

اماں گھر کے کام کون سے کم ہوتے ہیں، ان کے لئے بھی صحت مند ہونا ضروری ہے۔

اچھا اب تم مجھ سے بحث مت کرو جاؤ اپنا کام کرو دادی نے غصے سے کہا تو امی نے خاموش ہونا ہی مناسب سمجھا۔

عبدالوارث تین بہنوں کے بعد ہمارا اکلوتا بھائی، دادی کا لاڈلا، ان کے بے انتہا پیار کا اکیلا حصہ دار، ہم تینوں کے حصے کا پیار بھی دادی نے اسے ہی دے دیا تھا اور وہ اپنے پیار کا اظہار ہمیشہ ہی ہماری حق تلفی کر کے کیا کرتیں۔

ہمارے گھر کی ہر اچھی چیز پر عبدالوارث کا حق ہوتا گھر میں پکنے والی ہر اچھی چیز کی بڑی مقدار عبدالوارث کی پلیٹ میں ہوتی، گھر میں بننے والے کپڑوں میں ہمیشہ عبدالوارث کے جوڑے سب سے زیادہ ہوتے۔ ہم لڑکیوں اور لڑکوں میں ہونے والے امتیاز پر کبھی ابو نے بھی مخالفت نہیں کی۔

ہم تینوں کی عمریں جب اسکول جانے کے قابل ہوئیں تو ہمیں محلے کے سرکاری اسکول میں داخل کروا دیا گیا۔ جب بھائی اسکول جانے کے قابل ہوا تو دادی اور ابو نے اسے ایک اچھے انگلش میڈیم اسکول میں داخل کروایا۔ میری دونوں بڑی بہنوں نے تو شاید دادی کے اس سلوک سے سمجھوتہ کر لیا تھا، لیکن میں دادی کے اس رویے کو قبول کرنے پر تیار نہیں تھی۔ میری کوشش ہوتی کہ میں اپنے آپ کو عبدالوارث سے اچھا ثابت کروں حالانکہ میری ہر کوشش بے سود ہوتی، کیونکہ دادی کو عبدالوارث کے آگے کوئی بھاتا ہی نہیں تھا، لیکن مجھے بھی ایک دھن سوار تھی کہ دادی عبدالوارث کی جس بات کی تعریف کرتی ہیں میں اپنے آپ کو ویسا ہی بنانے لگتی۔ میری حق تلفی نے میرے اندر حسد پیدا کر دیا تھا۔ میں عبدالوارث کو ہر میدان میں پیچھے دیکھنا چاہتی تھی۔

اُمِّ صہیب

نویں جماعت میں جب میں نے سائنس لینا چاہی تو دادی نے خوب شور مچایا، سائنس لینے کی کیا ضررت ہے؟ آرٹس لو اور میٹرک کر کے گھر بیٹھو، لیکن میں نے سائنس لینے کا سوچ لیا تھا کیونکہ میں نے بچپن سے دادی سے سنا تھا کہ وہ عبدالوارث کو ڈاکٹر بنانا چاہتی ہیں۔ اس دن سے میں نے ڈاکٹر بننا اپنی زندگی کا مشن بنا لیا تھا۔ دادی کو بھی اس بات کا اندازہ تھا اس لئے وہ مجھ سے زیادہ خار کھاتی تھیں۔ میری پیاری امی میری غمگسار اور میری دوست وہ ہمیشہ ہی میرا حوصلہ بڑھاتیں گو کہ امی ہم چاروں سے ایک جیسا ہی پیار کرتی تھیں، لیکن دادی کے رویے نے ہمارے گھر کے ماحول میں ایک تناؤ کی کیفیت پیدا کر دی تھی ہر کوئی ایک دوسرے سے کھنچا رہتا تھا۔

عبدالوارث تعلیمی میدان میں کوئی خاص اہلیت نہیں رکھتا تھا۔ دادی کے لاڈ پیار نے اسے بہت خودسر بنا دیا تھا۔ استادوں سے بدتمیزی کرنا اسکول کے غلط لڑکوں کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا اور گھر میں صرف ٹی وی دیکھ کر اپنا وقت صرف کرنا یہ اس کا روز کا معمول تھا۔ آئے دن محلے کے لڑکے شکایت کرنے آتے کہ عبدالوارث نے انہیں مارا ہے، لیکن دادی عبدالوارث کو تنبیہ کرنے کی بجائے شکایت کرنے والوں پر برس پڑتیں۔

ابو صبح کے گئے رات کو گھر آتے انہیں عبدالوارث کی سرگرمیوں کی کچھ اطلاع ہی نہیں تھی۔ اگر کبھی امی عبدالوارث کی شکایت ابو سے کر دیتیں تو دادی پھر امی کی وہ خبر لیتیں کہ بس۔

دادی کا عبدالوارث کو پستہ بادام کھلانا کچھ کام نہ آیا کیونکہ عبدالوارث نویں کلاس کے صرف ایک پرچے میں ہی پاس ہوا تھا اس دن شاید ابو کو پہلی دفعہ عبدالوارث کی سرگرمیوں کا اندازہ ہوا۔ ابو نے پھر ٹھیک ٹھاک خبر لی، لیکن اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ عبدالوارث گھر سے غائب ہو گیا۔ ہم سب ڈھونڈ ڈھونڈ کر پریشان، لیکن عبدالوارث کو نہ ملنا تھا نہ ملا، پھر تین سال کے بعد ایک دن عبدالوارث گھر آ گیا۔ یہ تین سال اس نے کہاں گزارے؟ کچھ پتہ نہیں۔ امی، ابو اور دادی کے سوالوں کا بس ایک ہی جواب گہری خاموشی۔ سب پوچھ پوچھ کر ہار گئے اور پھر ایک دن وہ بغیر بتائے پھر چلا گیا پھر اکثر ایسا ہونے لگا کہ وہ آتا اور بغیر بتائے چلا جاتا۔ ہم سب سمجھنے سے قاصر تھے کہ عبدالوارث کہاں جاتا ہے اور اس کی کیا سرگرمیاں ہیں؟

سمجھ تو ہمیں اس دن آئی جب ایک رات عبدالوارث کے جانے کے بعد پولیس نے ہمارے گھر پر چھاپہ مارا وہ عبدالوارث کو گرفتار کرنے آئی تھی اور عبدالوارث جا چکا تھا۔ اس دن ہمیں پہلی دفعہ پتہ چلا کہ عبدالوارث ایک سیاسی تنظیم میں شامل ہو چکا ہے، وہ بھی ایک ایسی تنظیم جس نے جوانوں کو ڈاکو اور رہزن بنا دیا ہے، اس دن میں بہت روئی۔ میں عبدالوارث کو ہر میدان میں اپنے سے پیچھے دیکھنا چاہتی تھی، لیکن وہ اتنا پیچھے چلا جائے گا میں سوچ بھی نہیں سکتی تھی۔ ابو کی تو جیسے کمر ہی ٹوٹ گئی تھی انہوں نے چپ سادھ لی اور دادی بستر سے لگ گئیں۔ امی کو زار و قطار روتے دیکھ کر میرا دل کٹ سا جاتا اور میں عبدالوارث کے نیک چلن ہونے کی دعائیں مانگنے لگتی۔

جس دن میرا ایم بی بی ایس مکمل ہوا۔ اس دن ہم سب گھر والے عبدالوارث کو یاد کر کے بہت روئے۔ بدنامی کے ڈر سے ہم نے وہ محلّہ ہی چھوڑ دیا، جب گھر بدلا تو راستے بھی بدل گئے۔ پھر عبدالوارث اس گھر میں کبھی نہیں آیا۔ ہاں ایک دن اس کی لاش ضرور آئی۔ بینک ڈکیتی میں پولیس مقابلے میں مرنے والوں میں وہ بھی تھا۔

عبدالوارث کو دادی کا غرور لے ڈوبا۔ دادی ہمیشہ بڑے غرور سے کہتی تھیں کہ عبدالوارث تو میرا لعل ہے، یہ میرا نام روشن کرے گا، اس سے میری نسل چلے گی۔ بعض دفعہ کسی کا غرور دوسرے کی زندگی تباہ کر دیتا ہے۔

خوشخبری خوشخبری خوشخبری خوشخبری خوشخبری خوشخبری خوشخبری خوشخبری خوشخبری

حضرت اقدس حضرت مولانا مفتی رشید احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا جدید وعظ

امتحانِ محبت

شائع ہو چکا ہے، جس میں حضرت والاؒ نے یہ بیان فرمایا ہے کہ دنیا میں انسان کو جو کوئی پریشانی، بیماری، تکلیف، مصیبت، غم پیش آتا ہے، ان کے ذریعے اللہ تعالیٰ انسان کی محبت کا امتحان لیتے ہیں کہ اس پریشانی کے وقت وہ ہماری طرف رجوع کرتا ہے اور صبر کرتا ہے، یا شکوہ شکایت کرتا ہے، اس وعظ کو بار بار پڑھیے اور اس پر عمل کیجیے۔

کتاب گھر...... ناظم آباد کراچی...... 75600

نوٹ...... ضربِ مومن کے تمام دفاتر سے بھی طلب فرما سکتے ہیں۔

غفلت

فائزہ طارق

ہمیشہ کی طرح آج بھی ندا آصف نے بڑے فخریہ انداز میں اپنے وسیع رقبے پر پھیلے خوبصورت گھر کا چپہ چپہ دیکھا۔ ہر کمرہ بہترین انداز سے سجا تھا، دنیا کی ہر چیز اس گھر میں موجود تھی۔ بچپن سے ندا نے ایک ہی خواب دیکھا تھا امیر بن جانے کا خواب، نہ جانے کتنے رشتے اس نے ٹھکرا دیئے تھے۔

سیٹھ آصف عمر میں اس سے دگنا تھے، مگر وسیع و عریض گھر اور کاروبار کے مالک تھے۔ آصف کی بیوی بن کر اس نے اپنی ذات پر بے تحاشہ خرچ کیا، ہر سال پورا فرنیچر بدلا جاتا، کارپٹ اور پردوں کو بدلا جاتا۔ نئے سرے سے سامانِ دنیا سیٹ کیا جاتا اور ندا اپنی آنکھوں میں بے پناہ خوشی لیے ادھر ادھر نگاہیں گھماتی پھرتی، آصف بھی اس کو خوب چاہتے تھے۔ روک نہ ٹوک ہر کام کے لیے ملازم حاضر۔ خوب سیر و تفریح کا مزہ لیا جاتا۔ وہ زندگی کو بھرپور طریقے سے گزارنا چاہتی تھی۔ بچے اسے اپنی آزادی کی راہ میں رکاوٹ لگتے تھے۔ اس لیے بچوں کے جھنجھٹ سے آزاد تھی۔

وقت دبے پاؤں گزرتا جا رہا تھا۔ ندا اور اس کے خاوند نے اپنی شادی کی پانچویں سالگرہ کی تقریب بڑی دھوم دھام سے منعقد کی۔ مہمانوں کے بیچ ادا سے چلتے ہوئے وہ اپنی خوش بختی پر نازاں تھی، مگر پھر نہ جانے کیا ہوا ندا آہستہ آہستہ اس زندگی سے بور ہونے لگی۔ وہ کیا چاہتی تھی یہ تو اس کی سمجھ سے باہر تھا۔ اس کا زیادہ وقت دور دراز کی سیر و تفریح میں گزرنے لگا، لیکن اس کے باوجود اداسی اس کے گلے کا ہار بن چکی تھی، ویرانی اپنے پر اس کے اندر ہی اندر پھیلا چکی تھی۔ حتی کہ ماں بننے کی نوید سن کر اسے پہلی بار دلی خوشی ہوئی تھی۔ شاید بچے کی کمی کی وجہ سے وہ اداسی کا شکار تھی؟ اس نے سوچا حالانکہ رکاوٹ اس نے خود کھڑی کی تھی، قدرت اس پر مہربان تھی۔ آنے والے بچے کے لئے چھوٹے کپڑوں کی خریداری نے اسے مگن کر دیا، بچے کی آمد کا انتظار اسے انوکھی لذت دے رہا تھا۔ پھر جب ڈاکٹر نے اسے بیڈ ریسٹ کا کہا تو ٹی وی اور وی سی آر اس کے ساتھی بن گئے۔ دھڑا دھڑ فلمیں دیکھ ڈالیں۔ آخر ندا آصف کا بستر پر وقت کیسے کٹتا؟ فلموں کے تسلسل نے بھی اسے بور کر دیا تو کیبل کے پروگراموں کو دیکھ کر وقت گزارنے لگی۔ ایک دن یونہی پی ٹی وی پر تلاوت قرآن کے الفاظ سن کر حسب عادت چینل بدلنے ہی والی تھی کہ کسی غیبی طاقت نے اس کا ہاتھ روک دیا، سورۃ التکاثر کی تلاوت کے بعد ترجمہ جاری تھا:

''غافل کر دیا تم کو چاہ بہتات نے، یہاں تک کہ تم لب گور تک جا پہنچے۔ اللہ تعالیٰ کا کلام اس کے دل کے بند دروازوں کو کھول رہا تھا۔ وہ بیٹھی کی بیٹھی رہ گئی۔ اپنی پوری زندگی کی فلم اس کے آگے آ گئی، غفلت کا پردہ چھٹ رہا تھا، وہ بھی تو نفس کا غلام بنے بھٹکتی جا رہی تھی۔ نہ جانے کتنے سالوں کے بعد وہ جائے نماز پر تھی، کتنے آنسو اس نے بہا ڈالے، روٹھے ہوئے خالق کو منانے کے لیے مناجات کا سلسلہ جو شروع کیا تو ہچکی بندھ گئی، آمین کہتے ہوئے اسے یوں لگا جیسے اس کے اندر جو کمی تھی وہ ختم ہو گئی ہے، عجب سے سکون نے اسے اپنے حصار میں لے لیا، دو نفل شکرانے کے ادا کرتے ہوئے آنکھیں پھر بھیگ گئیں کہ وہ برسوں سے مالک کو بھلائے رہی، لیکن جیسے ہی رب کریم کی پناہ میں آئی تو خالق نے اس کی توبہ کو قبول کر لیا اور اسے اپنے دامن رحمت میں سمیٹ لیا۔

پیارا پاکستان

پشاور

آپ نے چپلی کباب کا نام تو سنا ہوگا، پتہ نہیں کبھی بنا کر کھائے کہ نہیں، پشاور کے ہوتے ہیں جو بندہ ایک دفعہ کھا لے بار بار کھانے کو دل چاہتا ہے۔ پشاور دنیا کا قدیم ترین شہر ہے۔ آپ اسے برصغیر پاک و ہند کا صدر دروازہ بھی کہہ سکتے ہیں۔ اس لئے کہ انگریزوں کے علاوہ جتنے بھی فاتحین آئے سب نے اپنا پہلا پڑاؤ اسی شہر میں کیا۔ اس وقت یہ شہر صوبہ سرحد کا دارالحکومت ہے۔ یہ شہر راول پنڈی سے **104** میل، کابل سے **190** میل، کوہاٹ سے **40** میل اور مردان سے **41** کے فاصلے پر ہے۔ پرانا شہر قلعہ بالا حصار کے اونچے ٹیلے کے سامنے ایک فصیل کے اندر تھا جس کے سولہ دروازے تھے۔ اس شہر کا مشہور بازار قصہ خوانی بازار ہے، کسی زمانے میں یہاں شام کے وقت جب چپلی کباب کے ٹھیلے سجتے، دھواں اٹھتا تو پٹھان لوگ لذتِ کام و دہن کے لئے اس بازار کا رخ کرتے، جن کا استقبال یہاں پہلے سے موجود ''قصہ گو'' کرتے اور اپنے مزے دار قصوں کے ذریعے ''لذتِ کان و دہن'' کا سامان کرتے۔ اس شہر نے جتنے انقلابات دیکھے شاید ہی کسی شہر نے دیکھے ہوں گے، اسکندر کی فوجیں اس شہر سے برصغیر میں داخل ہوئیں۔ بدھ مذہب کے لوگ یہاں آئے، شہاب الدین، محمود غزنوی اور مغل فاتحین بھی اسی شہر سے برصغیر میں داخل ہوئے، تھوڑا عرصہ امیر المؤمنین سید احمد شہید رحمہ اللہ اور ان کے رفقاء کا بھی یہاں قبضہ رہا اور خالص اسلامی حکومت قائم رہی۔ نادر شاہ، احمد شاہ ابدالی کے زیر قبضہ بھی رہا۔ **1815**ء میں سکھوں نے قبضہ کیا تو ہر چیز کو تاراج کر کے رکھ دیا، **1838** سے **1947**ء تک اس شہر پر انگریزوں کی عمل داری رہی۔ قیام پاکستان کے بعد اس شہر نے بہت ترقی کی۔ یہاں ایک بڑی یونیورسٹی، انجینئرنگ کالج، زرعی کالج، ہوائی اڈہ اور جدید اسپتال ہیں، یہاں بہت سی تاریخی مساجد بھی ہیں مثلاً مسجد مہابت خان، مسجد گنج علی خان، مسجد دلاور خان، مسجد خواجہ اور مسجد قاسم خان زادہ مشہور ہیں دیگر عمارات میں عجائب گھر، قلعہ بالا حصار، اسمبلی ہال، اسلامیہ کالج جس کی خوب صورت تصویر سو کے نوٹ پر ہے، اس شہر میں بڑے بڑے علماء گزرے ہیں۔ بنیادی طور پر یہ شہر حریت پسندوں کا شہر ہے۔ انگریز کے دور میں قصہ خوانی بازار میں آزادی کے لئے نکلنے والے ایک جلوس پر فائرنگ کی گئی، جس سے کئی مسلمان شہید ہو گئے۔ ضلع پشاور کا رقبہ **1664** مربع میل ہے۔ ضلع پشاور کے شمال میں ضلع مردان اور مالاکنڈ ایجنسی، شمال مغرب میں مہمند ایجنسی، مغرب میں خیبر ایجنسی، جنوب میں ضلع کوہاٹ اور مشرق میں دریائے سندھ ضلع پشاور کو صوبہ پنجاب کے ضلع اٹک سے جدا کرتا ہے۔

AL-HISAR JEWELLERS
SHOP # A-19 BAZAR-E-FAISAL KARIMABAD
FEDERAL 'B' AREA, KARACHI.
PHONE NO: 6322614 - 6328750
SHOP # 1 MOTIWALA ARCADE, TARIQ ROAD
KARACHI. OPP. MADINA MASJID.
PHONE NO. 4535860
الحصار جیولرز
علماء کرام کیلئے خصوصی رعایت

آپ کی صحت

بڑھاپے کی شدید کمزوری:

میری بیمار والدہ عرصہ دراز سے چارپائی پر پڑی ہیں عمر 60 سال ہے، ہاتھ پاؤں کام نہیں کرتے، بہت علاج کرایا مگر افاقہ نہیں ہوا، ہر وقت کسی نہ کسی آدمی کو پاس بیٹھنا پڑتا ہے ورنہ وہ کہتی ہیں میں گر گئی، رات سوتے میں بدبودار پانی منہ سے بہتا رہتا ہے۔ جسم میں بھی درد رہتا ہے باقی کان، زبان، گفتگو وغیرہ سب ٹھیک ہیں۔ بعض اوقات نیند کی حالت میں ڈر بھی جاتی ہیں۔ گزارش ہے کہ کوئی مجرب نسخہ تجویز فرمائیں، میری قارئین سے بھی درخواست ہے کہ وہ میری والدہ کی صحت یابی کے لئے دعا کریں۔ (محمد سجاد۔ ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ)

☆ محترم! آپ اپنی والدہ کو تھوڑا چلایا پھرایا کریں مسلسل لیٹے رہنے سے جوڑ مزید اکڑ جائیں گے۔ ان کو ذرا سہارے سے کسی کسی ٹائم بٹھانے کی کوشش کریں۔ دوا میں Causticum 200 (کاسٹیکم) دن میں 2 مرتبہ دیں۔ 4-4 قطرے ایک چمچ پانی میں رات میں دوا Merc. sol 200 (مرک سال) کی ایک خوراک 4-5 قطرے ایک چمچ پانی میں ملا کر دیں۔

ہلکی اور زود ہضم غذائیں دیں۔ مرغی کا سوپ ان کے لئے بہت فائدہ مند رہے گا۔ اسی دوا سے ان کو درد اور قبض دونوں میں افاقہ محسوس ہوگا ان شاء اللہ تعالیٰ، میری دعائیں سب کے لئے ہیں اللہ تعالیٰ آپ کی والدہ کو صحت عطا فرمائیں۔ (آمین)

موسم سرما میں جلد کی تبدیلی:

محترمہ ڈاکٹر صاحبہ! جونہی موسم سرما کا آغاز ہوتا ہے میری جلد کی رنگت کافی سانولی ہوجاتی ہے آپ سے پوچھنا ہے کہ کوئی اچھی کریم اس مسئلے کے لئے بتادیں جو استعمال کی جاسکے۔ میری والدہ کی عمر چھپن برس ہے۔ دو تین سال سے انہیں چھینکیں بہت آتی ہیں۔ گلے میں خراش یا بلغم کی بھی شکایت ہے۔ میرے بھائی کی ہائٹ تو اچھی ہے لیکن بہت دبلا پتلا ہے۔ وہ بالکل موٹا نہیں ہوتا، مہربانی فرما کر ان مسائل کا حل بتادیں بس یہیں ختم کرتی ہوں ورنہ آپ کہیں گی کہ "سارے جہاں کا درد ہمارے جگر میں ہے"۔ (شمشیر عائشہ۔ فیصل آباد)

☆ محترمہ شمشیر عائشہ صاحبہ آپ کے جگر میں تو صرف تین ہی درد ہیں ورنہ باقیوں میں ان کی فہرست کافی لمبی ہوتی ہے آپ کے لئے دوا Pulsatilla 30 (پلساٹیلا) دن میں 4 مرتبہ 4-4 قطرے لیں۔ چہرے پہ لگانے کے لئے Face cure کریم بہت کارآمد ہوتی ہے صابن Dove استعمال کیا کریں۔ والدہ کے لئے دوا NAT. MUR 200 (نیٹرم میور) مناسب رہے گی۔ والدہ کو دہی اور چاول وغیرہ سے پرہیز کروایئے، دھول وغیرہ جن کاموں میں ہو اُن سے بھی والدہ اجتناب کریں۔ اپنے بھائی کو کھلایا پلایا

ڈاکٹر اُم محمد

کیجئے اسے کبھی یہ مت کہیں کہ وہ دبلا یا کمزور ہے، اس طرح کہنے سے بچہ احساس کمتری کا شکار ہو کر مزید دبلا اور کمزور ہوجاتا ہے۔

دائمی قبض:

میں دائمی قبض کی مریضہ ہوں، جس کی وجہ سے ہر وقت سر میں درد، کھٹی ڈکاریں آتی رہتی ہیں۔ کمزوری حد درجہ ہوگئی ہے زیادہ چل پھر نہیں سکتی۔ جسم میں درد رہتا ہے یہاں تک کہ مٹھی بند کردوں تو کھلتی نہیں ہے۔ اس کے علاوہ نزلہ بھی رہتا ہے سر میں ہر وقت دماغ والی جگہ پھٹتی رہتی ہے۔ نسیان کا بھی شکار ہوگئی ہوں (طویل خط) (انحتِ سعید۔ گوجرانوالہ)

☆ محترمہ انحتِ سعید صاحبہ آپ کی تمام تفصیلات سے اندازہ ہوا ہے کہ آپ کو صرف اور صرف شدید قسم کے قبض سے پریشانی ہو رہی ہے۔ آپ غذا میں مرغن غذائیں کم سے کم استعمال کیا کریں۔ دوا میں Alumen 200 (ایلومن) روزانہ صبح شام 4-4 قطرے ایک چمچ پانی میں لیں اس کے علاوہ ہفتے میں ایک مرتبہ صبح نہار منہ Sulphur 200 (سلفر) چار قطرے ایک چمچ پانی میں لیں۔ حکیمی علاج یہ ہے کہ مربہ کلاں دو عدد پانی سے دھو کر گائے کے ایک گلاس نیم گرم دودھ کے ساتھ کھائیں۔ اب تو آپ پیپر وغیرہ سے فارغ ہوگئی ہوں گی، میرا ایک مشورہ ہے کہ کچھ عرصے کے لئے پڑھائی بالکل چھوڑ دیں۔ گھر میں نارمل زندگی گزاریں، میرا اندازہ ہے پڑھائی کی وجہ سے ذہنی تناؤ رہتا ہے جس کا اثر پورے جسم پر پڑا ہے جو قبض کی شکل میں ظاہر ہوا ہے۔ آپ کچھ عرصہ پڑھیں نہ پڑھائیں بس گھر میں نارمل زندگی گزاریں۔ گھریلو کام کاج میں خوب حصہ لیں میرا خیال ہے ان شاء اللہ اس سے فائدہ ہوگا۔

بچوں کی پیدائشی کمزوری:

محترمہ ڈاکٹر صاحبہ! میرے تین بچے ہیں، بدقسمتی سے وہ ماں کا دودھ نہیں پی سکے۔ ڈبے کا دودھ استعمال کیا، تینوں کو شروع ہی سے بہت زیادہ الٹیاں ہوتی تھیں اپنی طرف سے بہت خیال رکھنے کی کوشش کی، اب صورت حال یہ ہے کہ بچوں کے دانت آٹھ سال کی عمر میں ہی اکھڑنا شروع ہوگئے ہیں۔ ایک ہومیو پیتھ ڈاکٹر سے دوائی لے کر دی تو اس سے ایک دانت بمشکل بنا ہے، بچے جسمانی طور پر بہت کمزور ہیں، میری بیٹی عائشہ کا 9 سال کی عمر میں ہی قد بڑھنا رک گیا ہے۔ مہربانی فرما کر ان مسائل کا حل ضرور بتائیں۔ (حافظہ مقدس جبین۔ اسلام پورہ لاہور)

☆ محترمہ مقدس جبین صاحبہ! آپ نے اپنے بچوں کی جو کیفیت لکھی ہے وہ پیدائشی کمزوری کی نشاندہی کرتی ہے مگر اب آپ نے جو یہ لکھا ہے کہ دودھ کے دانت ٹوٹ کر دوبارہ آجائیں تو ایسا ممکن نہیں کیونکہ اس عمر میں نئے دانت بننے کا عمل ختم ہوچکا ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ جب لڑکیوں میں مینسز شروع ہوجاتے ہیں تو اس کے بعد قد بڑھنے کا رجحان بھی خود بخود کم ہوجاتا ہے۔ یہ ایک قدرتی بات ہے اس کے لئے پریشان نہ ہوں۔ بچوں کو Calc phos 6x (کلکیریا فاس) کی ہی دوا جاری رکھیں۔ 4-4 گولیاں دن میں 4 مرتبہ دیں اس کے علاوہ Baryta carb 200 (برائٹا کارب) کی ایک خوراک روزانہ نہار منہ دیں۔ پھلوں اور یخنی کا استعمال زیادہ کروائیں۔ دودھ باقاعدگی سے دیں۔

(کوثر۔ سرگودھا)

☆ کوثر صاحبہ آپ نے جو مسائل لکھے ہیں وہ اتنے پیچیدہ نہیں ہیں جتنی آپ پریشان ہورہی ہیں۔ آپ دوا ONOSMODIUM 200 اونس موڈیم روزانہ 2 خوراکیں لیا کریں۔ آپ کا اصل مسئلہ وہ ہے جس کے بارے میں آپ نے لکھا کہ آپ کے میاں ناراض ہوجاتے ہیں یہ اس کے لئے مانی ہوئی دوا ہے ان شاء اللہ اس سے لیکوریا اور مینسز بھی ٹھیک ہوں گے۔ اس کے علاوہ صبح نہار منہ ایک گولی ABOCAL (ایبوکال) کی ایک گلاس پانی میں حل کر کے پیا کریں۔ دودھ اور دودھ سے بنی غذائیں زیادہ استعمال کیا کریں۔

والدہ کو دل کی کمزوری:

باجی میرا مسئلہ یہ ہے کہ مجھے اکثر ٹانگوں میں درد ہوتا ہے۔ بانہوں میں درد ہوتا ہے اب بایاں گھٹنا دکھتا ہے۔ کیلشیم کی گولیاں کھاتی ہوں تو ماہواری کبھی جلدی آتی ہے کبھی دیر سے۔ مہربانی فرما کر مجھے مشورہ دیں یا کوئی دوا دیں میری والدہ کی اور میری دل کی کمزوری ہے یہ میری والدہ کا مسئلہ ہے ان کو سر میں اکثر درد رہتا ہے کئی نسخے استعمال کرتی ہیں تب آہستہ آہستہ ہو کر ختم ہوجاتا ہے اس کا کوئی علاج بتائیں مہربانی ہوگی۔ میں آپ کی زندگی بھر شکر گزار رہوں گی۔ (ف۔ ہ۔ سونڈہ ٹھٹھہ سندھ)

☆ محترمہ ف۔ ہ صاحبہ آپ کے اور آپ کی والدہ کو جو جوڑوں کا مسئلہ ہے اس کے لئے دوا ACTEA SPICATA 30 دن میں 4 مرتبہ 4-4 قطرے ایک چمچ پانی میں ملا کر لیں۔ کیلشیم کی دوائی بھی ساتھ میں جاری رکھیں۔ دل کی کمزوری کی آپ نے وضاحت نہیں کی ہے۔ اب سردیوں کا موسم آرہا ہے اس لئے ٹھنڈے اور نم دار موسم سے بچاؤ کا خیال رکھیں۔ وقتاً فوقتاً زیتون کے تیل سے مالش بھی کرلیا کریں۔ سیب کا موسم ہے حسب استطاعت سیب کا استعمال کیا کریں۔

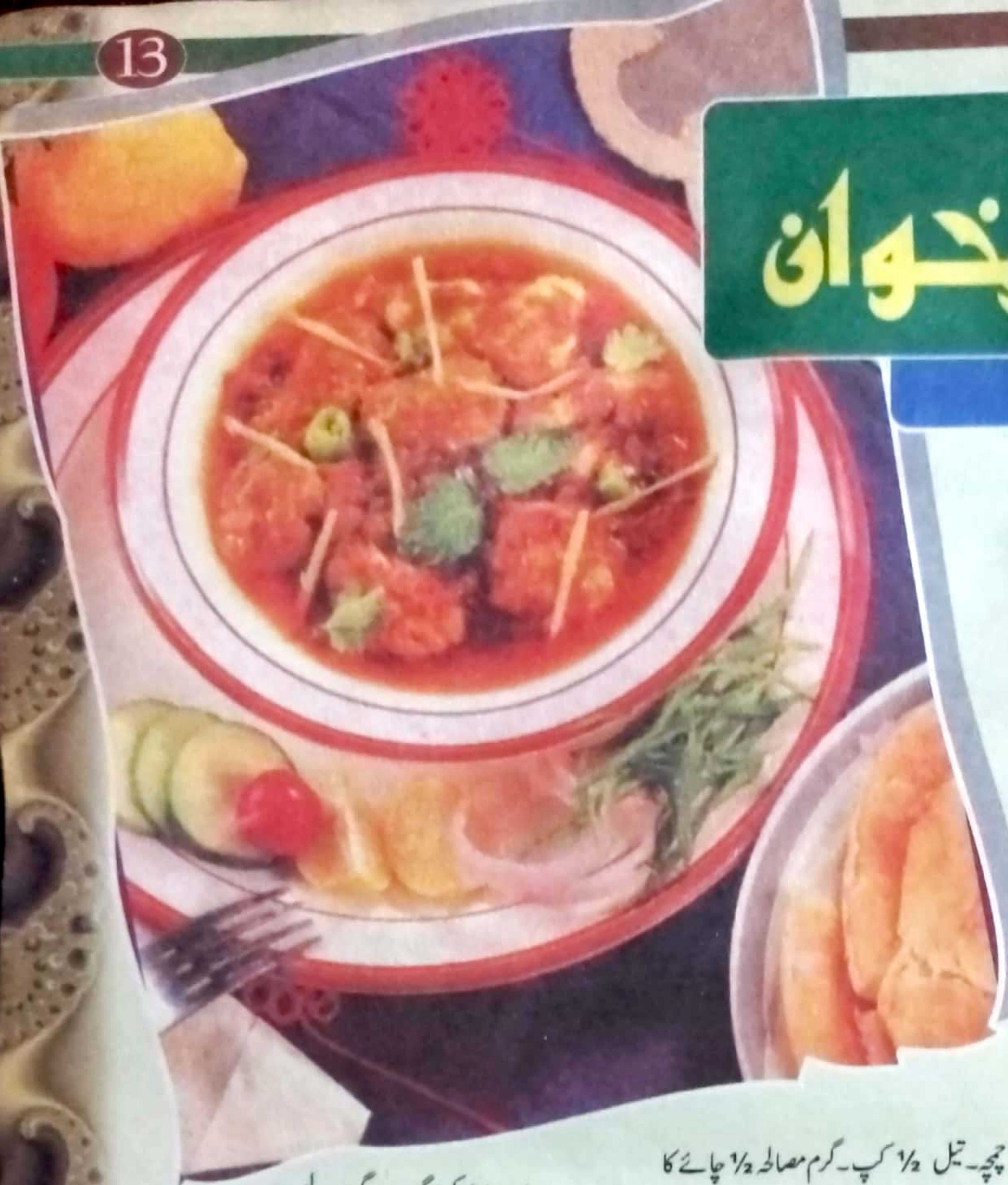

آپ کا دستر خوان

اختر اقبال

پینڈا:

(صوبہ سرحد کی مقبول علاقائی ڈش)

ضروری اشیاء: چکن 1 کلو۔ ٹماٹر 4 عدد (گول کاٹ لیں)۔ پیاز 1 عدد (باریک کاٹ لیں)۔ ہری مرچیں 3 عدد۔ ادرک، لہسن پسا ہوا 1 کھانے کا چمچہ۔ نیشنل سرخ مرچ پاؤڈر 1 کھانے کا چمچہ۔ نیشنل دھنیا پاؤڈر 1 کھانے کا چمچہ۔ نیشنل ریفائنڈ نمک حسب ذائقہ۔ نیشنل ہلدی پاؤڈر 1 چائے کا چمچہ۔ نیشنل زیرہ پاؤڈر 1 کھانے کا چمچہ۔ کوکنگ آئل 1 کپ۔ ہرا دھنیا 1 کپ (باریک کٹا ہوا)۔ روٹیاں 8 عدد (تازہ پکائی ہوئی)۔ آلو 3 عدد (موٹے ٹکڑے کاٹ لیں)۔

تڑکے کے لئے: گھی ½ کپ۔ پیاز (باریک کٹی ہوئی) 1 عدد۔

گارنش کے لئے: ٹماٹر 2 عدد۔ لیموں (گول کٹے ہوئے) 2 عدد۔

ترکیب: دیگچی میں ایک کپ کوکنگ آئل گرم کریں اس میں پیاز گولڈن براؤن کرلیں۔ اس کے ساتھ ہی ٹماٹر، ادرک، لہسن پسا ہوا، لال مرچ، ہلدی، دھنیا پاؤڈر، زیرہ پاؤڈر اور نمک ڈال کر بھون لیں۔ جب مصالحہ بھن جائے تو چکن شامل کردیں۔ جب چکن کا پانی خشک ہوجائے تو آلو ڈال دیں انہیں بھوننے کے بعد ایک جگ پانی ڈال کر 15 سے 20 منٹ کے لئے درمیانی آنچ پر پکنے دیں۔ یوں شوربہ تیار ہوجائے گا۔ دیگچی سے ڈھکن ہٹا کر چولہا بند کردیں اوپر سے ہرا دھنیا، گرم مصالحہ اور ثابت ہری مرچیں ڈال کر ڈھکن ڈھک کردم دیں۔ اب چھوٹے تھال میں روٹیوں کے چوکور ٹکڑے کاٹ کر ڈالیں۔ اوپر سے چکن کا سالن شامل کرکے چمچے سے اچھی طرح ملالیں تاکہ روٹی سالن جذب کرلے اور روٹی ٹوٹے بھی نہیں۔ چکن کی بوٹیاں اور آلو کو ایک ایک کرکے اوپر سے سجادیں اور پھر اس پر پیاز کو کوکنگ آئل میں فرائی کرکے اس پر تڑکا بھی لگادیں، پیش کرنے سے قبل ٹماٹر کو گول کاٹ کر سجادیں اور لیموں کے ٹکڑے بھی رکھ دیں۔ مزیدار پینڈا تیار ہے۔

مغز کڑھی:

ضروری اشیاء: بکری کا مغز 1 کلو۔ پیاز براؤن 1 چائے کا چمچہ۔ ادرک، لہسن 1 چائے کا چمچہ۔ دہی ½ کپ۔ نمک 1 چائے کا چمچہ۔ ہلدی ½ چائے کا چمچہ۔ سرخ مرچ 1 چائے کا چمچہ۔ تیل ½ کپ۔ گرم مصالحہ ½ چائے کا چمچہ۔

ترکیب: پہلے مغز کو ہلدی اور نمک کے ساتھ ابال لیں۔ تیل گرم کریں۔ تمام مصالحوں کو دہی میں حل کرکے اچھی طرح تیل میں بھونیں حتیٰ کہ تیل اوپر سطح پر آجائے۔ مغز کے دو حصے کرلیں اور مصالحے میں ملادیں۔ چند منٹ کے لئے ابال آنے تک دم کی حالت میں پکائیں۔ ادرک، ہرے دھنیے اور پودینے کے پتوں کے ساتھ گارنش کرکے سرو کریں۔

مزیدار حلیم:

ضروری اشیاء: گوشت 1 کلو۔ گیہوں 1 کلو۔ دال چنا 100 گرام۔ دال ماش 100 گرام۔ گھی 500 گرام۔ ادرک (باریک کاٹ لیں) 200 گرام۔ لہسن (پسا ہوا) 200 گرام۔ چاول 100 گرام۔ سرخ مرچ پاؤڈر حسب ضرورت۔ پیاز (باریک کاٹ لیں) 500 گرام۔ گرم مصالحہ (پسا ہوا) 50 گرام۔ ہلدی ½ کھانے کا چمچہ۔ دھنیا (پسا ہوا) 3 کھانے کے چمچے۔ ہری مرچ (باریک کٹی ہوئی) 100 گرام۔ ٹماٹر 2 عدد بڑے۔ ہرا دھنیا ایک گٹھی (باریک کاٹ لیں)۔

ترکیب: 1۔ گیہوں اور دالیں رات بھر کے لئے پانی میں بھگودیں۔

2۔ گیہوں میں نمک ڈال کر تقریباً 3 لیٹر پانی میں ابال لیں یہاں تک کہ گیہوں گل جائیں اور اس کا پانی خشک ہوجائے اسے اتار کر الگ سے گھونٹ لیں اور اس کے ساتھ دالیں بھی گھونٹ لیں۔

3۔ گھونٹی ہوئی دالیں، چاول اور گیہوں ایک پتیلی میں؛ اور تھوڑا سا پانی ملا کر علیحدہ رکھ لیں۔

4۔ ایک دوسری پتیلی میں تیل گرم کریں اور اس میں پیا براؤن کرلیں۔ تلی ہوئی پیاز میں سے تھوڑی سی پیاز نکال لیں اور باقی پیاز میں گوشت ڈال کر بھون لیں پھرا اور پسا ہوا لہسن ڈال کر مزید خوب بھونیں اور 2 عدد ٹما ڈال دیں۔ جب ٹماٹر گل جائیں تو دھنیا، مرچ، گرم مصا دیگر تمام مصالحے ڈال کر گوشت کو مزید بھونیں۔ جب گ کا مصالحہ اچھی طرح بھن جائے اور گھی چھوڑنے لگے تو پانی ڈال کر گوشت کو گلنے کے لئے چھوڑ دیں۔

5۔ گوشت کے گلنے کے بعد اتار لیں اب ابلے ہو۔ گھونٹے ہوئے گیہوں اور دالیں اس میں ڈال کر یک کرکے ہلکی آنچ پر رکھ دیں۔ اگر حلیم گاڑھا معلوم ہو تو اس گرم پانی مناسب مقدار میں ڈال کر اسے مزید تھوڑ پکائیں۔

6۔ جب کھانے کے لئے ڈشوں میں نکالیں تو اس سے ادرک، پودینہ اور ہری مرچوں کا باریک کٹا ہوا آمیزہ ڈ دیں۔ سرخ کی ہوئی پیاز بھی ڈال دیں اور حسب پسند مصالحہ چھڑک کر اور اس پر لیموں نچوڑ کر کھائیں اور چ حلیم کے ذائقہ سے لطف اندوز ہوئیں۔

رمضان اور آپ کی غذا

ام ہریرہ

روزہ اسلام کے بنیادی ارکان میں سے ایک ہے اور ہر مسلمان پر فرض ہے، روزے کا دینی پہلو اپنی جگہ مسلّم ہے، لیکن دین فطرت کا ایک رکن ہونے کی حیثیت سے روزے کے طبی فائدے بھی ہیں۔ روزہ فاقہ نہیں بلکہ صبح سے شام تک غذا میں وقفہ ہے۔ اس طرح کھانے پینے اور دیگر نفسانی خواہشات کا جو وقفہ آتا ہے وہ جسم اور روح کو پاک صاف کرتا ہے۔ جس سے فاسد فضلات خارج ہوتے ہیں حرص اور مرض سے مقابلے کی قوت پیدا ہوتی ہے۔ روزہ بہت سی بیماریوں کا قدرتی علاج کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ روزہ کے روحانی اور جسمانی فوائد حاصل کرنے کے لئے ضروری ہے کہ روزہ کو شرعی آداب کے مطابق رکھا جائے۔ ہمارے ہاں اکثر دیکھا گیا ہے کہ اکثر روزہ دار خاص طور پر رمضان میں خوراک کی مقدار بڑھا دیتے ہیں گھروں میں کھانے پینے کا بجٹ دوگنا بلکہ سہ گناہ ہو جاتا ہے گھروں میں انواع واقسام کے کھانے تیار ہوتے ہیں، اس طرح بعد میں خوب پانی پیا جاتا ہے، جس سے معدہ بوجھل ہو جاتا ہے۔ رمضان میں اگر ثقیل تلی ہوئی اشیاء مثلاً سموسے، پکوڑے، کچوریاں، پراٹھے اور چاولوں سے احتیاط کی جائے اور روزہ کھجور، دودھ، شہد اور زیتون سے افطار کر کے نماز کے بعد عام معمول کے مطابق سادہ روٹی سالن کھایا جائے تو رمضان میں روحانی اور جسمانی صلاحیتیں بہتر طریقے سے بڑھائی جاسکتی ہیں۔ اسی طرح سحری کے وقت بھاری بھر کم کھانا کھانے سے بھی عموماً نقصان ہی ہوتا ہے۔ ہمارے ہاں معمول ہے کہ سحری کے بعد لوگ جلدی فجر کی نماز پڑھ کر کچھ دیر نیند لیتے ہیں چوں کہ پیٹ بھر کے کھایا ہوتا ہے اس لئے تھوڑی دیر بعد سو جانے کی وجہ سے غذا صحیح طور پر ہضم نہیں ہو پاتی اور دن بھر کھٹی میٹھی ڈکاریں آتی رہتی ہیں۔ اس طرح پورا دن طبیعت بوجھل رہتی ہے۔ اس لئے سحری کے وقت بھی سادہ کھانا کھایا جائے تو دن بھر طبیعت ہلکی پھلکی بھی رہے گی اور آپ عبادت وتلاوت، ذکر واذکار میں پوری دل جمعی کے ساتھ مشغول ہوسکیں گے۔

جب جلنے کا کوئی حادثہ ہو جائے

مرسلہ، بنت نذیر کیانی

- سب سے پہلے آگ یا جس چیز سے آگ لگی ہو مریض کو اس سے دور کر دیں۔
- جسم کے جلے ہوئے حصے کو چلتے پانی کے نیچے رکھیں یا اس کو ٹھنڈے پانی میں ڈبو دیں۔
- جلے ہوئے حصے سے انگوٹھی، چوڑیاں، جوتے وغیرہ اتار دیں۔
- مریض کو لٹا دیں اور زخمی حصے کو کسی پٹی یا کپڑے یا روئی سے ڈھانپ دیں۔
- مریض ہوش میں ہو تو اسے جوس یا دودھ دیں۔
- آگ کے شعلوں کو پانی سے بجھانے کی کوشش کریں۔
- اگر پانی نہ ملے تو کوئی موٹا کپڑا، کمبل یا چٹائی اپنے سامنے رکھ کر متاثرہ شخص کے گرد لپیٹ دیں۔
- کبھی بھی نائلون یا جلدی آگ پکڑنے والا کپڑا استعمال نہ کریں۔
- اگر کوئی شخص اکیلا ہو اسے آگ لگ جائے اور مدد کے لئے قریب کوئی دوسرا نہ ہو تو اسے چاہئے کہ فوراً زمین پر لیٹ کر لڑھکنیاں کھائے تاکہ آگ کے شعلے ماند پڑ جائیں۔
- کپڑوں میں آگ لگنے کی صورت میں کھلی فضا میں نہ دوڑیں۔

مزاحیات

اُلّو:

زبان پہ بار الٰہا یہ کس کا نام آیا!

الو ہمارے معاشرے میں بہت مقبول ہے، آپ آئے دن سنتے رہتے ہیں کہ فلاں نے فلاں کو الو بنایا یا فلاں شخص الو بن گیا۔ کبھی یہ نہ سنیں گے کہ کسی نے کسی کو کبوتر بنایا یا طوطا بنایا ہو۔

اُلّو کو لوگ زاہد اور مرتاض خیال کرتے ہیں، اس لئے کہ یہ درخت کی ٹہنی پر یا کسی کھوہ میں آنکھیں بند کئے بیٹھا رہتا ہے۔ کوئی چھوٹا موٹا جانور قریب آئے تو منہ کھول کر اسے ہڑپ کر لیتا ہے۔ آنکھیں ایسے ہی بند رہتی ہیں، ہمارے ہاں بھی کوئی شخص دنیا کے مسائل سے آنکھیں بند کر کے بیٹھا رہے اور اپنے خور ونوش سے غافل نہ ہو تو بڑی عزت پاتا ہے اور نیک گنا جاتا ہے۔

ہمارے ہاں الو بیوقوف کے معنوں میں گنا جاتا ہے جبکہ مغربی ادب میں یہ حکمت ودانش کی مثال ہے (حالاں کہ) دانش مند لوگ بھوکوں مرتے دیکھے گئے ہیں، لیکن کوئی الو کبھی بھوکا مرتے نہیں دیکھا گیا۔

کشش ثقل:

یہ نیوٹن نے دریافت کی تھی، غالباً اس سے پہلے نہیں ہوتی تھی، نیوٹن اس کے ذریعے سیب گرایا کرتا تھا، آج کل سیڑھی پر چڑھ کر توڑ لیتے ہیں۔ آپ نے دیکھا ہوگا کہ کوئی شخص حکومت کی کرسی پر بیٹھ جائے تو اس کے لئے اٹھنا مشکل ہو جاتا ہے، لوگ زبردستی اٹھاتے ہیں یہ بھی کشش ثقل کے باعث ہے۔ (ابن انشاء کے مزاح سے خدیجہ عمیر کا انتخاب)

مضمون بھیجنے والی قاریات وقارئین

صائمہ بنت عبدالحلیم، کراچی۔ بنت عبدالعزیز، ٹنڈو سومرو۔ بنت محمد زبیر شائق۔ اہلیہ عرفان جمیل راجپوت، ٹنڈو آدم۔ بنت حیات، واہ کینٹ۔ بنت قاری خوشی محمد اعجاز، ریان پورہ۔ نوشین قیصرانی۔ ام امامہ، جدہ سعودی عرب۔ بنت مولانا محبوب الٰہی، کراچی۔ بنت بشیر احمد اعوان۔ ہدیٰ کلیم خان۔ ام عادل بنت زمان۔ بنت مولانا عبدالرشید ارشد۔ عظمیٰ عباسی۔ مسز عابد، گلشن راوی لاہور۔ زینب بنت غلام محمد، چارپرہ کرک۔ بنت قاری محمد رفیق، اسلام آباد۔ ع، ق، مظفر آباد۔ حافظ حمیرا سرور، کینٹ۔ صائمہ الطاف، منڈی بہاؤالدین۔ ام سلمان، فیصل آباد۔ ام حافظ محمد عاصم صدیق۔ ہمشیرہ محمد بلال معاویہ، منڈی بہاؤالدین۔ اسماء بنت عبدالعزیز، لاہور۔ اخت اویس قرنی، احسن آباد کراچی۔ ام اسامہ۔ حافظہ بنت قاری محمد اسحاق رحیمی، کراچی۔ اسماء ذوالفقار، قصور۔ بانو شبلی۔ بنت عباس، شورکوٹ۔ بدیعہ غفور، کراچی۔ م شبیر احمد قریشی۔ ناجیہ نسیم، جناح یونیورسٹی کراچی۔ اہلیہ آزاد بھٹی، چکوال۔ بنت عبدالرزاق شاہ، میلسی۔ ام فرہاد، فیصل کالونی پشاور۔ ہمشیرہ قاری احسان الحق عثمانی، باغ آزاد کشمیر۔ بنت عبدالسبحان۔ زوجہ محمد آصف، نواب شاہ۔ عذرا یوسف، کراچی۔ بنت مولانا سلیمان جٹ، نیو ملتان۔ ہمشیرہ قاری ابوہریرہ۔ غزالہ یامین۔ حافظ ابرار احمد، باغ آزاد کشمیر۔ ذکیہ لطیف، ترنڈہ محمد پناہ۔ سیدہ مریم بشیر، ساہیوال۔ ف انوار، کراچی۔ زوجہ مولانا محمد اسحاق، پشاور۔ ڈاکٹر زاہد الحق قریشی۔ بنت عبدالکریم، احسن آباد کراچی۔ اخت افتخار احمد، عبدالواجد علی، سرگودھا۔ بنت عبدالستار رانا۔ لبنیٰ شہزادی اور ماریہ بنت شفیق، پنڈی گھیب۔ اہلیہ محبوب الرحمٰن۔ بنت محمد عتیق راؤ جتوئی۔ بنت محمد صدیق گجر کنجوانی۔

بے پردگی سے پردے کی طرف

دل کی دُنیا بدل گئی

م بنت شبیر احمد قریشی

اسکول کی پڑھائی کے دوران جب میں چھوٹی سی تھی دوسری لڑکیوں کو پردے میں دیکھتی تو میرا دل بھی پردہ کرنے کی طرف مائل ہوگیا۔ مجھے مشاہدہ ہوگیا تھا کہ محض دوپٹے میں جانے والی لڑکیوں کو اوباش فطرت کے مرد کس طرح گھور گھور کر دیکھتے ہیں اور وہ ہنستے کھلکھلاتے یوں گزر جاتی ہیں جیسے انہیں اپنے حسن کی نمائش کی داد مل گئی ہو۔ اس کے برعکس مجھے پردے میں لڑکیوں کو دیکھ کر احساس تحفظ ہوتا کہ یہ محفوظ اور پناہ میں ہیں۔ یہ میرا اپنا نظریہ تھا مجھے اس وقت بالکل معلوم نہیں تھا کہ یہ شریعت کا حکم ہے۔ میں نے والدین سے کہا مجھے برقعہ لیکر دیں، میں بھی پردہ کروں گی تو وہ بہت خوش ہوئے اور کہنے لگے کہ یہ بہت اچھی بات ہے۔ ہماری بیٹی نے ہمارے کہنے سے پہلے خود ہی پردہ کرلیا۔ گھر والوں نے بہت حوصلہ افزائی کی۔ پہلی دفعہ پردہ کر کے جب نانی جان کے گھر گئی تو انہوں نے کہا پاگل ابھی سے کیوں پردہ کرلیا، کسی نے ڈاکو کہا کسی نے کچھ، غرض سب نے بہت مذاق اڑایا۔ دراصل میرا ننھیال ماڈرن اور آزاد خیال ہے۔ مجھے ان کی باتوں سے بڑی کوفت ہوتی تھی اور مجھے سمجھ نہیں آتا تھا کہ میں انہیں پردے کی اہمیت کا احساس کس طرح دلاؤں کیونکہ اس وقت میں خود بھی انجان تھی۔ مجھے شرعی پردے کے متعلق بھی بالکل علم نہیں تھا۔ میں نے جب ہوش سنبھالا تو معلوم ہوا کہ میرا تعلق ایک علمی اور دیندار گھرانے سے ہے، لیکن نہیں لگتا تھا کہ ہم دینداری کے تقاضے پورے کر رہے ہیں۔ ہمارا گھر ٹی بی کی بیماری کی زد سے بھی محفوظ نہ رہ سکا تھا۔ اس کا سبب یہ تھا کہ ہم پڑوسیوں کے گھر جا کر ٹی وی دیکھتے تھے۔ تصاویر کھنچوانا گناہ ہے، یہ بھی ہمیں معلوم نہیں تھا کیونکہ ہم نے گھر میں البم دیکھی تھی جس میں ہمارے بچپن کی تصویریں تھیں اور پھوپھی جان بیرون ملک رہتی ہیں وہ جب پاکستان آتیں تو یہاں تصویریں کھینچی جاتیں، کوئی بھی منع نہیں کرتا تھا۔ خلاف شرع شادیوں اور پارٹیوں میں بھی ہم شریک ہوتے، ہماری دینداری نماز، تلاوت قرآن پاک اور روزوں کی پابندی تک محدود تھی۔ ضرب مؤمن ہمارے گھر باقاعدگی سے آتا تھا، کبھی کبھار ہم اس کا مطالعہ کرلیا کرتے تھے، اسی دوران ہم پر انکشاف ہوا کہ ''ٹی وی دیکھنا گناہ ہے'' اور ہم حیران رہ گئے۔ ہمارے والد بھی ہمیں ٹی وی کے نقصانات بتاتے رہتے تھے کچھ والد صاحب کی باتوں کا اثر تھا اور پھر اللہ رب العزت نے ضرب مؤمن کو ہماری رہنمائی کا ذریعہ بنایا۔ ہم بہن بھائیوں نے مل کر ٹی وی توڑ دیا۔ ہمارے گھر میں تین سال تک ٹی وی رہا۔ پھر اللہ رب العزت نے اپنے فضل وکرم سے ہمیں اس گناہ سے نجات دے دی۔ میری بہن نے مدرسے میں داخلہ لیا تو میرا بھی اکثر مدرسے میں آنا جانا رہتا تھا۔ مدرسے کے ماحول نے بھی مجھے متاثر کیا۔ اسی دوران میری توجہ دینی کتابوں کے مطالعے کی طرف مبذول ہوگئی۔ حضرت اقدس مفتی رشید احمد رحمہ اللہ تعالیٰ کی کتابوں نے مجھے بہت متاثر کیا۔ جوں جوں ان کی کتابوں کا مطالعہ عمیق ہوتا گیا ٹوں ٹوں عرق ندامت میں ڈوبتی گئی۔ مجھے ان کا واضح انداز بیان بہت اچھا لگا۔ میرے دل میں بے چینی پیدا ہوگئی۔ چھوٹا بڑا ہر ایک گناہ چھوڑ دینے کی تڑپ اور لگن پیدا ہوگئی۔ مجھے لگتا کہ یہ شعر انہوں نے ہم جیسوں ہی کے لیے فرمایا ہے۔

دو رنگی چھوڑ دے یک رنگ ہوجا
سراسر موم یا پھر سنگ ہوجا

پھر یوں ہوا کہ اللہ رب العزت نے اپنے فضل وکرم سے حضرت والا کے وعظوں کو ہمارے لئے رہنمائی کا ذریعہ بنایا۔ ہمارے دل کی دنیا ہی بدل گئی۔ ہم نے گناہوں سے توبہ کرلی تمام البمز جلادیں، بازار، پکنک و پارٹی اور شادیوں میں جانے سے وحشت ہونے لگی۔ میں اور میری بہن نے شرعی پردہ کرنے کا بھی ارادہ کرلیا، لیکن اس کے باوجود کبھی بے پردگی ہوجاتی تو ہمیں اپنی بے بسی اور کم ہمتی پر رونا آجاتا اور ہم ہر بار اللہ رب العالمین کے حضور گڑگڑا کر دعا کرتیں ''یا اللہ ہم کم ہمت ہیں، کمزور ہیں، آپ کی توفیق کے بغیر ہم سے مکمل شرعی پردہ نہیں ہوسکتا، آپ ہی ہماری دستگیری فرمائیں۔ ہم پر رحم فرمائیں یا رب العالمین ہمیں مکمل شرعی پردہ کرنے کی ہمت و استقامت عطا فرمادیں۔'' اللہ رب العزت نے ہم ناچیز بندیوں کی دعاؤں کو شرف قبولیت بخش دیا۔ شرعی پردہ کے دوران ہمیں کبھی چھوٹی چھوٹی مشکلات کا سامنا کرنا پڑجاتا، لیکن ان میں بھی راحت محسوس ہوتی۔

میری ایک کزن کہتی ہیں کہ شرعی پردہ کرنے سے تو بندہ دنیا سے کٹ جاتا ہے۔ ہم نے کہا دنیا سے تو کٹ جاتا ہے، لیکن اللہ تعالیٰ سے جڑ جاتا ہے اور یہ خسارے کا سودا نہیں ہے۔ اللہ رب العزت کے حکم کی خلاف ورزی کرنا جرم عظیم ہے اور اللہ تعالیٰ سے زیادہ دوسروں کو اہمیت دینا نعوذ باللہ شرک ہے۔ ایک دوسری کزن نے کہا فائدہ تو تب ہوتا ہے جب بالکل بچپن ہی سے شرعی پردہ کرلیتی اب تو سب نے دیکھا ہوا ہے؟ میں نے اس کا تردد رفع کرتے ہوئے کہا کہ میں نے پردے کے متعلق کسی کتاب میں یہ اشکال بھی پڑھا تھا اور مولانا صاحب نے اس کا جواب یوں بیان فرمایا کہ

''اگر سب کے سامنے کسی کا ستر کھل جائے تو وہ چھپائے گی یا کہے گی کہ اب کیا فائدہ سب نے دیکھ تو لیا ہے۔''

الحمدللہ! میرے دل میں جو سکون و سرور کی کیفیت ہے اسے میں الفاظ میں بیان کرنے سے قاصر ہوں۔ جو آدمی گناہ چھوڑنا چاہے اور اس سے نہ چھوٹے تو وہ اللہ رب العزت سے مسلسل دعائیں کرے کہ ''اے ارحم الراحمین میں کمزور ہوں آپ اپنے فضل وکرم سے یہ گناہ مجھ سے چھڑوادیں۔'' دعا کرنے کو معمول بنالیں۔ اللہ رب العزت کی خصوصی مدد آپ کے شامل حال ہوگی۔ الحمدللہ یہ میرا تجربہ ہے جو مستحکم ارادہ کرلے کہ یہ کام اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے کرنا ہے تو کوئی رکاوٹ خواہ کتنی ہی مشکل کیوں نہ ہو اس کے لئے مشکل نہیں رہتی۔ صدق دل سے دعا ہے کہ اللہ رب العزت میری تمام ماؤں اور بہنوں کو شرعی پردہ کرنے کی توفیق، ہمت اور استقامت عطا فرمائیں اور اس پر قائم ودائم رکھیں۔ آمین ثم آمین۔

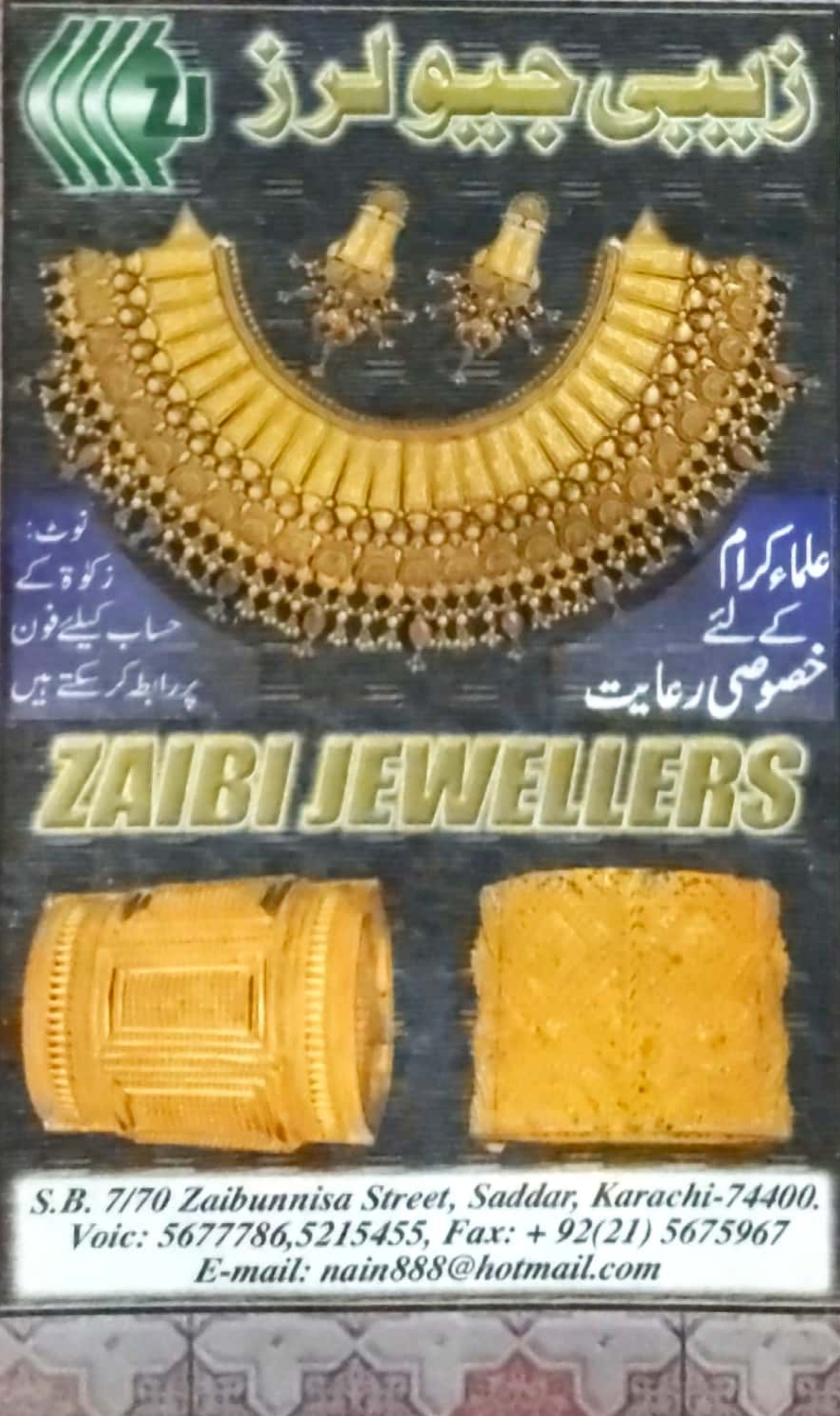

ہر بدھ کو روزنامہ اسلام کے ساتھ شائع ہوتا ہے
روزنامہ اسلام
خواتین کا اسلام
87
بدھ 19 رمضان 1425ھ مطابق 3 نومبر 2004ء
کیا برکتیں ہیں رمضان کی
رمضان کے پکوان
دُور کے ڈھول سُہانے
Zaiqa
ذائقہ
نہیں تو چائے نہیں
اب لیجیے چائے کا اصل مزہ ذائقہ چائے میں
ذائقہ چائے کے 400 اور 200 گرام پیک میں
Cash
Ph: 051-4449158-4440616
P.O.Box 2365 Islamabad

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

درسِ قرآن و حدیث

شرک

مولانا محمد اسلم شیخوپوری

امام ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ شرک کی دو قسمیں ہیں اکبر اور اصغر، شرک اصغر ریا اور دکھاوے کو کہتے ہیں، شرکِ اکبر یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کو اللہ تعالیٰ کا شریک ٹھہرایا جائے اور اس سے ویسے ہی محبت کی جائے جیسے اللہ تعالیٰ سے محبت کی جاتی ہے، مشرکین جب دوزخ میں جائیں گے تو اسی قسم کے شرک کا اعتراف کریں گے، سورۂ شعراء میں ہے وہ کہیں گے ''اللہ کی قسم! ہم کھلی ہوئی گمراہی میں تھے جب ہم تمہیں رب العالمین کے برابر ٹھہراتے تھے'' حالانکہ یہ وہ لوگ تھے جو اللہ تعالیٰ کے خالق، مالک اور رب ہونے کا اقرار کرتے تھے اور یہ بھی تسلیم کرتے تھے کہ ان کے معبود نہ پیدا کر سکتے ہیں، نہ رزق دے سکتے ہیں، نہ زندگی اور موت دے سکتے ہیں، یہ برابری جو تھی وہ صرف محبت، تعظیم اور عبادت میں تھی، جیسا کہ دنیا بھر کے اکثر مشرکین کا یہی حال ہے کہ وہ اپنے معبودوں کی محبت اور تعظیم میں بے حد مبالغہ کرتے ہیں بعض اوقات یہ محبت اور تعظیم اللہ تعالیٰ کی محبت اور تعظیم سے بھی بڑھ جاتی ہے، وہ ایسے غالی ہوتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے ذکر پر انہیں اتنی خوشی نہیں ہوتی جتنی خوشی معبودانِ باطلہ کے ذکر پر ہوتی ہے، اگر ان کے معبودوں کی بے حرمتی کی جائے تو وہ بھوکے شیر کی طرح غضبناک ہو جاتے ہیں اور اگر اللہ تعالیٰ کے احکام کو توڑا جائے اور حرمتوں کو پامال کیا جائے تو وہ ٹس سے مس نہیں ہوتے بلکہ اگر انہیں حرمتوں کے پامال کرنے والے انسانوں سے کچھ ملنے ملانے کی امید ہو تو وہ کسی قسم کی خفگی کی بجائے خوشی کا اظہار کرتے ہیں، ان میں سے بعض ایسے بھی ہیں جن کا دعویٰ یہ ہے کہ ہم غیر اللہ سے نہ تو اللہ تعالیٰ جیسی محبت کرتے ہیں اور نہ ہی ہم انہیں اللہ تعالیٰ کے برابر ٹھہراتے ہیں، لیکن ان کا عمل ان کے دعوے کی تردید کرتا ہے وہ ان کے سامنے رکوع و سجود کرتے ہیں، بیماریوں میں ان سے شفاء کے اور مصائب و آلام میں دستگیری کے امیدوار ہوتے ہیں، ان کی دوستی اور دشمنی کی بنیاد بھی یہی قرار پاتے ہیں، وہ ان سے رزق اور اولاد کے طلبگار ہوتے ہیں، لیکن اس کے باوجود وہ سمجھتے ہیں کہ ان کے عقیدہ توحید پر کوئی اثر نہیں پڑتا، حالانکہ حقیقی موحد صرف وہ ہے جس کی محبت اور خوف، دعا اور التجا، عبادت و انابت، توکل اور استعانت صرف اللہ تعالیٰ کے لئے ہو، قرآن کریم میں عقیدہ توحید پر سب سے زیادہ زور دیا گیا ہے۔ قرآن کریم کا کوئی ورق توحیدِ الٰہی کے دلائل اور شرک کی تردید سے خالی نہیں ہے، شرک وہ عظیم گناہ ہے کہ اگر بالفرض اللہ تعالیٰ کے کسی نبی سے بھی سرزد ہو جاتا تو اس کے سارے اعمال باطل ہو جاتے، ظاہر ہے اللہ تعالیٰ کے کسی نبی سے شرک کا ارتکاب محالات میں سے ہے، لیکن اللہ تعالیٰ نے دوسرے انسانوں کو خبردار کرنے کے لئے تمام انبیاء بلکہ سید الانبیاء کی طرف بھی بذریعہ وحی یہ پیغام بھیجا جو سورۂ زمر کی آیت ۶۵ میں ہے ''(اے محمد! صلی اللہ علیہ وسلم) آپ کی طرف اور آپ سے پہلے نبیوں کی طرف وحی کی گئی تھی کہ اگر تم نے شرک کیا تو تمہارے اعمال ضائع ہو جائیں گے اور تم خسارہ اٹھانے والوں میں سے ہو جاؤ گے۔''

شرک کرنے والے پر اللہ تعالیٰ جنت حرام کر دیتا ہے اور اس کا ٹھکانہ دوزخ قرار پاتا ہے، حضرت مسیح علیہ السلام نے بنی اسرائیل سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا تھا ''اے بنی اسرائیل! اللہ کی عبادت کرو جو میرا رب بھی ہے اور تمہارا رب بھی ہے جو شخص اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرائے گا اللہ اس پر جنت کو حرام کر دے گا اور اس کا ٹھکانہ دوزخ ہوگا۔'' (سورۂ مائدہ)

صغیرہ اور کبیرہ جتنے بھی گناہ ہیں خواہ وہ شراب نوشی اور زناکاری ہی کیوں نہ ہوں، ان کی مغفرت کی کوئی صورت ہو سکتی ہے، لیکن گناہوں کی طویل فہرست میں شرک وہ واحد گناہ ہے جس کی مغفرت کی کوئی صورت نہیں، سورۂ نساء میں ہے ''اللہ اس گناہ کو نہیں بخشے گا کہ کسی کو اس کا شریک بنایا جائے اور اس کے سوا جس گناہ کو چاہے گا بخش دے گا اور جس نے اللہ کے ساتھ شریک بنایا وہ راستے سے دور جا پڑا۔''

حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم تک تمام انبیاء کی دعوت کا اگر جائزہ لیا جائے تو اس میں سب سے زیادہ زور توحید کے اثبات اور شرک کی تردید میں ہی ملتا ہے، تاریخِ عالم میں ایسے لوگ بہت کم گزرے ہیں جنہوں نے سرے سے وجودِ باری تعالیٰ ہی کا انکار کر دیا ہو البتہ ایسے لوگ کل بھی بے شمار تھے اور آج بھی ان کی کمی نہیں جن کا تصورِ الٰہ درست نہ ہو اور جو شرک کے مرتکب ہوئے ہیں، مشرکینِ مکہ ہی کو دیکھ لیجئے وہ اللہ تعالیٰ کے وجود سے تو انکار نہیں کرتے تھے بلکہ وہ وجودِ باری کا اقرار کرتے ہوئے دوسروں کو اس کا شریک ٹھہراتے تھے بلکہ ان کا دعویٰ تو یہ بھی تھا کہ ہم اصل میں تو صرف اللہ تعالیٰ کا قرب چاہتے ہیں اور بتوں کی عبادت صرف اسی لئے کرتے ہیں کہ یہ ہمیں اللہ کے قریب کر دیتے ہیں، اپنی حماقت کی بناء پر وہ یہ نہ سمجھ سکے کہ اللہ کا قرب حاصل کرنے اور اس کی بارگاہ تک اپنی درخواست پہنچانے کے لئے کسی واسطے کی ضرورت نہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو نہ صرف شرک سے بلکہ مشرکین سے بھی جدا رہنے کا حکم دیا ہے۔

نسائی میں حضرت جریر بن عبداللہ بَجلی رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بیعتِ اسلام کی نیت سے حاضر ہوا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! اپنا ہاتھ آگے بڑھائیے تاکہ میں بیعت کی سعادت حاصل کرلوں اور چونکہ آپ زیادہ جانتے ہیں اس لئے مجھے (مسلمان ہونے کے اعمال و) شرائط بھی بتائیے آپ نے فرمایا میں تم سے اس پر بیعت لیتا ہوں کہ تم اللہ کی عبادت کرو گے، نماز قائم کرو گے، زکوٰۃ ادا کرو گے، مسلمانوں کی خیر خواہی کرو گے اور مشرکوں سے جدا رہو گے۔''

شرک کی مختلف صورتیں ہیں، جن میں سے بدترین صورت یہ ہے کہ ملائکہ، انبیاء، اولیاء یا کسی اور سے مافوق الاسباب اولاد، رزق، صحت، زندگی، عزت اور عہدہ کا سوال کیا جائے، شاید بعض قارئین اور قاریات کے لئے ''مافوق الاسباب'' کا لفظ نامانوس ہو اس لئے عرض کیا جا رہا ہے کہ بیماری میں دوا لینا، بانجھ پن کا علاج کرانا، مجبوری میں قرض کا حصول، عہدہ و منصب کے لئے ظاہری اسباب کا اختیار کرنا یہ ساری صورتیں ماتحت الاسباب آتی ہیں جنہیں انسان اس عالمِ اسباب میں اختیار کرنے پر مجبور ہے جبکہ ظاہری اسباب کے بغیر کسی سے یہ سب کچھ مانگنا مافوق الاسباب کے زمرہ میں آتا ہے اور شرک ہے، اسی طرح غیر اللہ کے لئے جانور ذبح کرنا اور اس کے نام کی نذر ماننا، قسم اٹھانا، اس کے سامنے عبادت کے اعمال میں سے کسی عمل کا بجالانا (مثلاً رکوع و سجود کرنا) اس پر توکل اور اعتماد رکھنا، اس سے ویسے خوف کھانا اور ویسی ہی تعظیم کرنا جیسے خوف اور تعظیم کا اللہ تعالیٰ کے لئے حکم دیا گیا ہے۔ یہ ساری صورتیں شرک میں داخل ہیں، کس قدر دکھ کا مقام ہے کہ مسلمان، جسے دنیا میں توحید کا علم بلند کرنے کے لئے بھیجا گیا تھا وہ بھی شرک کی نجاست سے آلودہ ہو چکا ہے، ہم سب کی بات نہیں کر رہے مگر کبھی مزاروں اور آستانوں پر جھکنے، سجدہ کرنے، نذریں اور مرادیں مانگنے والوں کو دیکھئے، جبکہ ان کا دعویٰ ہے کہ ہم مسلمان ہیں اور ایسے خواتین و حضرات کا تو شمار ہی نہیں جو شرک اصغر یعنی ریا اور دکھاوے میں مبتلا ہیں۔

ایسے لوگ بہت کم ہیں جنہوں نے اپنے آپ کو ہر قسم کے شرک سے بچا رکھا ہے اسی لئے تو قرآن بھی کہتا ہے ''اور یہ اکثر اللہ پر ایمان نہیں رکھتے مگر اس کے ساتھ شرک کرتے ہیں۔''

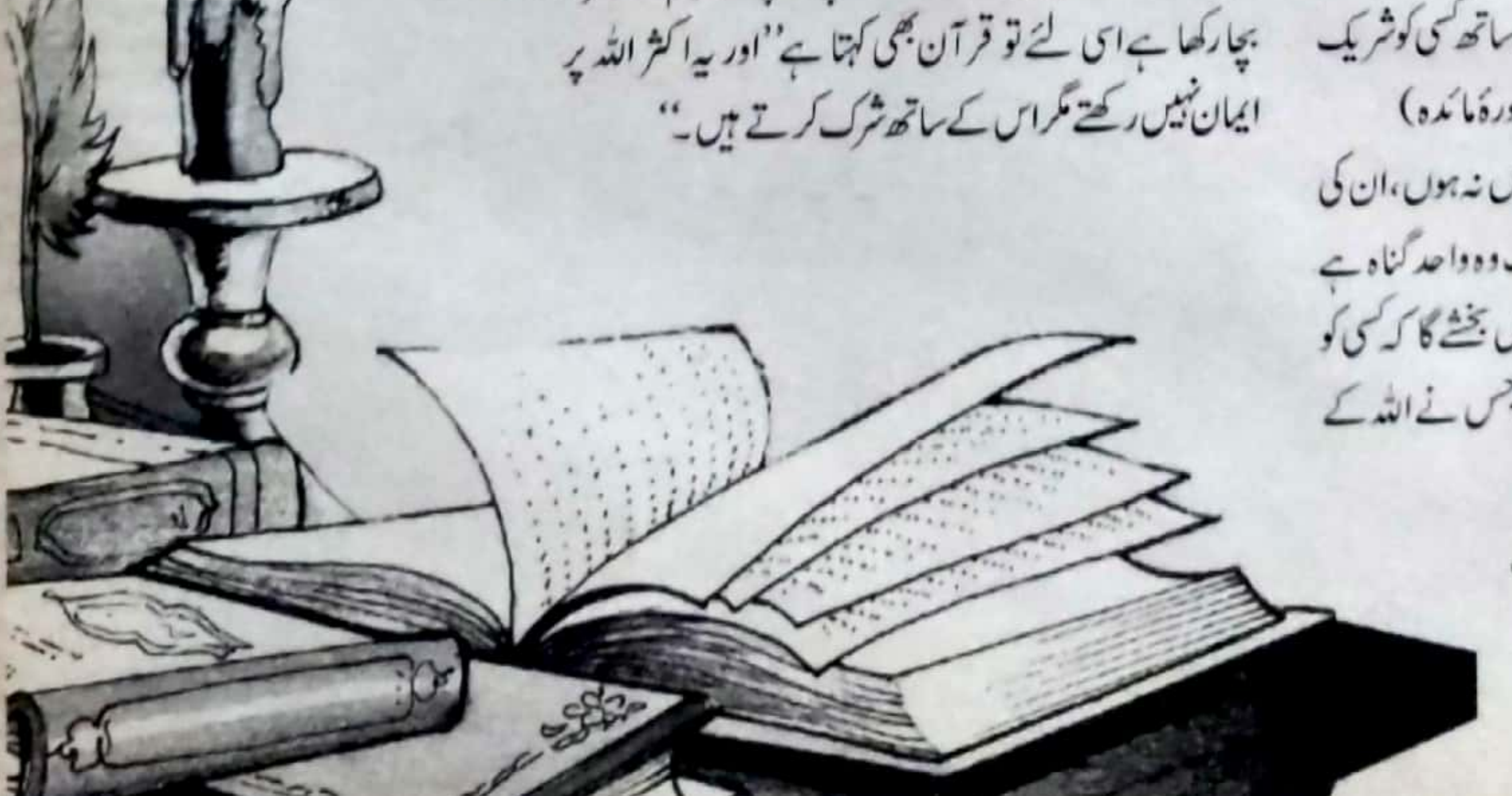

یا اللہ مجھے بہترین اخلاق والا بنادے

اَللّٰھُمَّ اھْدِنِیْ لِاَحْسَنِ الْاَعْمَالِ وَالْاَخْلَاقِ لَا یَھْدِیْ لِاَحْسَنِھَا اِلَّا اَنْتَ وَقِنِیْ سَیِّئَ الْاَعْمَالِ وَسَیِّئَ الْاَخْلَاقِ لَا یَقِیْ سَیِّئَھَا اِلَّا اَنْتَ (نسائی)

ترجمہ: اے میرے اللہ مجھے بہترین اخلاق واعمال کی ہدایت فرما یہ ہدایت صرف تجھ ہی سے مل سکتی ہے اور برے اعمال واخلاق سے مجھے بچا اور میری حفاظت فرما، حفاظت بھی تو ہی فرما سکتا ہے۔

تعمیر فکر

اسلامی معاشرے کی بنیادیں کیا ہیں؟

2

(گزشتہ سے پیوستہ) حدیث شریف میں ہے

''تم میں سے ہر شخص نگران ہے اور ہر ایک سے اس کی رعیت کے بارے میں سوال ہوگا۔ امیر حاکم ہے (یعنی وہ اسلامی سلطنت کا حکمران ہے جبکہ) مرد اپنے گھر والوں پر نگران ہے، عورت اپنے شوہر کے گھر اور اس کی اولاد پر نگران ہے اور ہر ایک سے اس کی رعیت کے بارے میں سوال ہوگا۔'' (بخاری کتاب النکاح)

مذکورہ بالا آیت اور حدیث مبارکہ سے مرد و عورت کے الگ الگ دائرہ کار کا پتہ چلتا ہے کہ مرد کے ذمے مجموعی نگرانی ہے اور عورت گھر کی چار دیواری کے اندر رہتے ہوئے گھریلو امور کی نگران ہے۔ مرد کی ذمہ داریوں کا دائرہ وسیع ہے اسے اپنے گھر والوں کے دینی اور دنیاوی کاموں کی نگرانی بھی کرنی ہے اور گھر سے باہر کے امور مثلاً نان ونفقہ کے اسباب مہیا کرنے، تجارت، ملازمت، لین دین اور دیگر معاملات جو معاشرتی طور پر اس پر لاگو ہوتے ہیں، کی انجام دہی بھی کرنی ہے۔

مرد کی گھریلو ذمہ داریاں:

مرد کی گھریلو امور سے متعلق ذمہ داریاں حسب ذیل ہیں:

(الف) پہلی ذمہ داری یہ ہے کہ اپنی بیوی کے ساتھ حسن سلوک کا معاملہ رکھے، اسے بھی اپنی طرح کا انسان سمجھے جو گوشت پوست کا وجود رکھنے والی ہے اور جس کے سینے میں دل دھڑکتا ہے، جس طرح ایک مرد رأفت و الفت کا خواہاں ہے اسی طرح عورت بھی محبت اور ہمدردی کی مستحق ہے۔ مرد عورت کے معاملے میں بالکل آزاد نہیں ہے اور نہ ہی عورت مرد کی لونڈی یا غلام کی طرح ہے۔ ارشاد ربانی ہے:

۱۔ وعاشروھن بالمعروف. (النساء)

''اور ان کے ساتھ اچھے انداز میں زندگی بسر کرو۔

۲۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیشہ عورتوں کے ساتھ اچھے سلوک، پرہیزگاری اور صلح جوئی کی زندگی بسر کرنے کی تلقین فرمائی ہے ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کی یا رسول اللہ! بیوی کا شوہر پر کیا حق ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب تو خود کھائے تو اس کو کھلائے، جب خود پہنے تو اس کو بھی پہنائے، نہ اس کے منہ پر تھپڑ مارے نہ اس کو برا بھلا کہے اور اگر اس سے علیحدگی اختیار کرنی پڑے تو گھر کے اندر ہی ہو (یعنی خفا ہو کر گھر نہ چھوڑ دے)۔ (ابن ماجہ)

۳۔ مردوں کو اپنی بیویوں کے حق میں سراپا محبت و شفقت ہونا چاہئے اور جائز امور میں ان کی دل داری اور غم خواری کرنی چاہئے اس لئے کہ ان دونوں کے مابین تعلق وقتی نہیں بلکہ دائمی ہے۔ اس رفاقت کے دوران صبر وتحمل اور محبت وشفقت سے کام لینا ہر مسلمان کی ایمانی ذمہ داری ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ اَکْمَلَ الْمُؤْمِنِیْنَ اِیْمَانًا اَحْسَنُھُمْ خُلُقًا وَاَلْطَفُھُمْ بِاَھْلِہٖ (ترمذی)

''کامل ترین مومن وہ ہے جو اخلاق میں اچھا ہو اور اپنے اہل و عیال کے لئے نرم خو ہو۔''

(ب) گھر بار کو چلانے اور بیوی بچوں کے اخراجات کے لئے اسباب مہیا کرنا مرد کی ذمہ داری ہے، عورت کی نہیں۔ عورت اس بات کی مکلف ہے کہ اسے جتنا خرچ دیا جائے اس کے اندر رہتے ہوئے گھر کے اخراجات پورے کرے۔ اسی طرح عورت کا ذاتی خرچ بھی مرد کے ذمے ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے:

۱..... وَمَتِّعُوْھُنَّ عَلَی الْمُوْسِعِ قَدَرُہٗ وعلی الْمُقْتِرِ قَدَرُہٗ مَتَاعًا بِالْمَعْرُوْفِ حَقًّا عَلَی المحسِنِیْنَ. (البقرہ ۲۳۶)

''اور انہیں کچھ خرچ دو، وسعت والے پر اس کی استطاعت کے مطابق اور تنگدست پر اس کی وسعت کے مطابق جو خرچ کہ قاعدہ کے موافق ہے، لازم ہے نیکی کرنے والوں پر۔''

۲..... نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: سب سے افضل صدقہ وہ ہے جو مال داری کو باقی رکھتے ہوئے کیا جائے اور اوپر کا ہاتھ نیچے کے ہاتھ سے بہتر ہے، اور (خرچ کی) ابتداء ان سے کرو جو تمہارے زیر پرورش ہیں، عورت کو اس مطالبہ کا حق ہے کہ مجھے کھانا دو ورنہ مجھے طلاق دو، غلام کو اس مطالبہ کا حق ہے کہ مجھے کھانا کھلاؤ اور مجھ سے کام لو، بیٹا کہہ سکتا ہے کہ مجھے کھانا کھلاؤ یا کسی اور پر چھوڑ دو۔'' (بخاری)

۳..... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مسلمان اپنے گھر والوں پر بھی اگر خرچ کرتا اور اللہ تعالیٰ کے حکم کی بجا آوری کی نیت سے کرتا ہے تو بھی اس کے لئے صدقہ ہے (یعنی ثواب ملتا ہے)''۔ (بخاری)

۴..... ایسے آدمی سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ناگواری کا اظہار فرمایا ہے جو اپنی ذات کو ہی آگے رکھتا ہو، بیوی بچوں پر خرچ کرنے میں بخل اور کنجوسی سے کام لیتا ہو چناں چہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے سیراء کپڑے کا ایک جوڑا ہدیہ فرمایا تو میں نے اسے خود پہن لیا، پھر میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ انور پر ناگواری کے آثار دیکھے تو میں نے اسے پھاڑ کر اپنی عورتوں میں تقسیم کر دیا۔ (بخاری)

(ج) مرد کی ذمہ داری صرف یہ نہیں کہ وہ کسب معاش کر کے روپیہ پیسہ لا کر اپنے اہل وعیال پر خرچ کر دے، بس اس کا فرض ادا ہو گیا اور ایسا بھی نہیں کہ وہ بیرونی کاموں سے فارغ ہو کر گھر میں پڑا آرام سے بستر پر لوٹنیاں لیا کرے بلکہ ایسے امور جن کی انجام دہی خاتون خانہ کے لئے صنفی کمزوری کی وجہ سے ممکن نہیں یا گھر کے اندر بعض کاموں میں اسے تعاون کی ضرورت ہے تو مرد کو چاہئے کہ حتی الامکان ہاتھ بٹانے کی کوشش کرے۔ اس سلسلے میں اسوۂ رسول کو مدنظر رکھنا ضروری ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا گھر کے اندر مبارک عمل یہ تھا کہ آپ گھر کے اندر اپنے چھوٹے موٹے کام کر لیا کرتے تھے حتیٰ کہ اپنے جوتے تک خود سنوار لیا کرتے تھے۔ اسود بن یزید رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں کیا کیا کرتے تھے؟ ام المؤمنین نے فرمایا:

''حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم گھر کے کام کیا کرتے تھے پھر جب اذان کی آواز سنتے تو باہر چلے جایا کرتے تھے۔'' (بخاری، کتاب الطلاق)

(د) بسا اوقات زوجین کے مابین اختلاف ہو جاتا ہے، رنجش اور ناراضگی کی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے۔ کبھی یوں بھی ہوتا ہے کہ عورت ناحق اختلاف کرتی ہے، ایسے مواقع پر مرد کے ذمے ہے کہ وہ صبر وتحمل اور دانائی کا مظاہرہ کرے، بات کو بڑھائے نہیں بلکہ حیلے سے اس وقتی رنجش کو دور کرنے کی کوشش کرے، دیکھئے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سلسلے میں کیا حکیمانہ ارشاد فرمایا ہے:

المرأۃ کالضلع ان اقمتھا کسرتھا و ان استمعت بھا استمعت بھا و فیھا عوج. (بخاری کتاب النکاح)

''عورت پسلی کی طرح ہے اگر تم اسے سیدھا کرنا چاہو گے تو اس کو توڑ ڈالو گے اور اگر اس سے فائدہ حاصل کرنا چاہو گے تو اس کی ٹیڑھ کے ساتھ ہی فائدہ حاصل کر لو گے۔''

عورتوں کے مزاج میں شدت احساس کی زیادتی، عجلت اور ضد کی کیفیات زیادہ ہوتی ہیں اور یہ ان کے فطری مزاج کا حصہ ہیں جن سے صرف نظر نہیں کیا جا سکتا، مرد اگر عورتوں کی ان نفسیاتی کیفیات کو مدنظر رکھتے ہوئے چلے گا تو گھر کا ماحول کسی ناخوشگوار واقعے سے دوچار نہیں ہوگا، اور اگر ان کیفیات سے صرف نظر کرتے ہوئے چلے گا تو بہت ممکن ہے کہ خاندان جیسے شجر سایہ دار سے ایک توانا ٹہنی ٹوٹ گرے۔ کبھی ایسے حالات ہو جاتے ہیں کہ میاں بیوی میں آپس کا نبھا ممکن نہیں رہتا ایک ساتھ رہنا راحت ومسرت کی بجائے سخت مصیبت بن جاتا ہے نوبت طلاق تک پہنچ جاتی ہے ایسی صورت میں مؤمن مسلم کا فرض کیا بنتا ہے؟ اس پر ان شاء اللہ آئندہ گفتگو ہوگی۔ والسلام

محمد احمد حافظ

خواتین کا اسلام انٹر نیٹ پر بھی
www.dailyislam.net.pk

خط وکتابت کا پتہ "خواتین کا اسلام" دفتر روزنامہ اسلام ناظم آباد 4 کراچی

ای میل islamforwomen@hotmail.com فیکس: 021-6622240 فون 021-6683301

عورتوں کے لئے تراویح کا حکم:

سوال: نماز تراویح عورتوں کے حق میں بھی سنت ہے؟ اور کیا وہ تراویح بیٹھ کر پڑھ سکتی ہیں؟

جواب: بیس رکعات نماز تراویح مرد و عورت دونوں کے لئے سنت مؤکدہ ہے۔ بلا عذر کسی کے لئے بیٹھ کر ادا کرنا جائز نہیں۔ اگر ایسا عذر ہو جس میں کھڑے ہو کر نماز ادا کرنا دشوار ہو تو بیٹھ کر ادا کر سکتے ہیں۔ معذور خواہ مرد ہو یا عورت۔ (التراویح سنة) مؤكدة المواظبة الخلفاء الراشدين (للرجال والنساء) اجماعاً اھ، و فی الرد و اشار الیٰ انه لا اعتداد بقول الروافض انها سنة الرجال فقط علی مافی الدرر والكافی (رد المختار ۱/۴۳)

روزہ میں اگر آنسو نکل آئیں:

سوال: اگر روزے میں آنکھوں سے آنسو نکل کر لبوں تک آجائیں اور حلق میں چلے جائیں تو روزہ رہے گا یا ٹوٹ جائے گا؟

جواب: اگر آنسو کے ایک دو قطرے منہ میں چلے جائیں تو روزہ نہیں ٹوٹتا اور اگر زیادہ قطرے چلے جائیں اور پورے منہ میں ان کی نمکینی محسوس ہو تو روزہ ٹوٹ جائے گا اور قضاء لازم ہوگی: الدموع اذا دخلت فم الصائم ان كان قليلاً كالقطرة والقطرتين اونحوها لا يفسد صومه و ان كان كثيراً حتیٰ وجد ملوحة فی جميع فمه واجتمع شئ كثير فی فمه فابتلعه يفسد صومه (عالمگیریہ ۱/۲۰۳)

روزہ میں سرمہ و منجن وغیرہ کا استعمال:

سوال: روزہ کی حالت میں سرمہ، تیل یا عورت کا لبوں پر سرخی لگانا کیسا ہے؟ نیز منجن، ٹوتھ پیسٹ یا عورت کا مسّی دنداسہ لگانا کیسا ہے؟

جواب: سرمہ، تیل، سرخی لگانا جائز ہے۔ البتہ سرخی منہ کے اندر جانے کا احتمال ہو تو مکروہ ہے۔ (احسن الفتاویٰ ۴/۴۳۴) اور منجن وغیرہ کا استعمال مکرہ ہے بلکہ کوئی چیز حلق سے اتر گئی تو روزہ ٹوٹ جائے گا۔ (کذا فی احسن الفتاویٰ ۴/۴۳۹)

حائضہ کا حکم:

سوال: حائضہ عورت کس وقت پاک ہو تو روزہ رکھ سکتی ہے؟

جواب: اگر ٹھیک دس دن پر پاک ہو تو ضروری ہے کہ روزہ کی نیت کر لے خواہ صبح صادق بالکل طلوع ہونے کو ہو اور اتنا وقت بھی نہ ہو جس میں غسل کے فرض ادا کر سکے۔ اگر دس دن سے پہلے پاک ہو تو اگر صبح صادق ہونے میں اتنا وقت باقی ہے کہ غسل کے فرض پورے کر کے روزہ کی نیت کر سکے (یعنی ذرا سا لمحہ ہو) تو روزہ رکھنا ضروری ہے۔ اگر وقت اس سے بھی کم ہے تو روزہ رکھنا جائز نہیں: ولو طهرت ليلاً صامت الغد ان كانت ايام حيضها عشرة و ان كانت دونها فان ادركت من الليل مقدار الغسل و زيادة ساعة لطيفة تصوم وان طلع الفجر مع فراغها من الغسل لاتصوم. (عالمگیریہ ۱/۲۰۷)

روزے میں اگر قے آگئی:

سوال: روزے میں اگر قے آگئی تو روزے کا کیا حکم ہے؟ اگر قے سے روزہ نہیں ٹوٹتا لیکن قے کرنے والے نے یہ سمجھ کر کہ روزہ ٹوٹ گیا کچھ کھا پی لیا تو اس کے متعلق کیا حکم ہے؟

جواب: فقہاء نے قے کی کل ۲۴ صورتیں لکھی ہیں۔ ان میں سے صرف دو صورتوں میں روزہ فاسد ہوتا ہے ایک یہ کہ قصداً قے کرے اور قے منہ بھر کر ہو۔ خواہ باہر پھینک دے یا منہ میں لوٹالے۔ دوسری صورت یہ کہ قے بے اختیار منہ بھر کر آئے اور قے کرنے والا اسے قصداً منہ میں لوٹالے۔ خواہ چنے کے برابر ہی لوٹائے۔ ان دونوں صورتوں میں روزہ ٹوٹ جاتا ہے اور اس کی

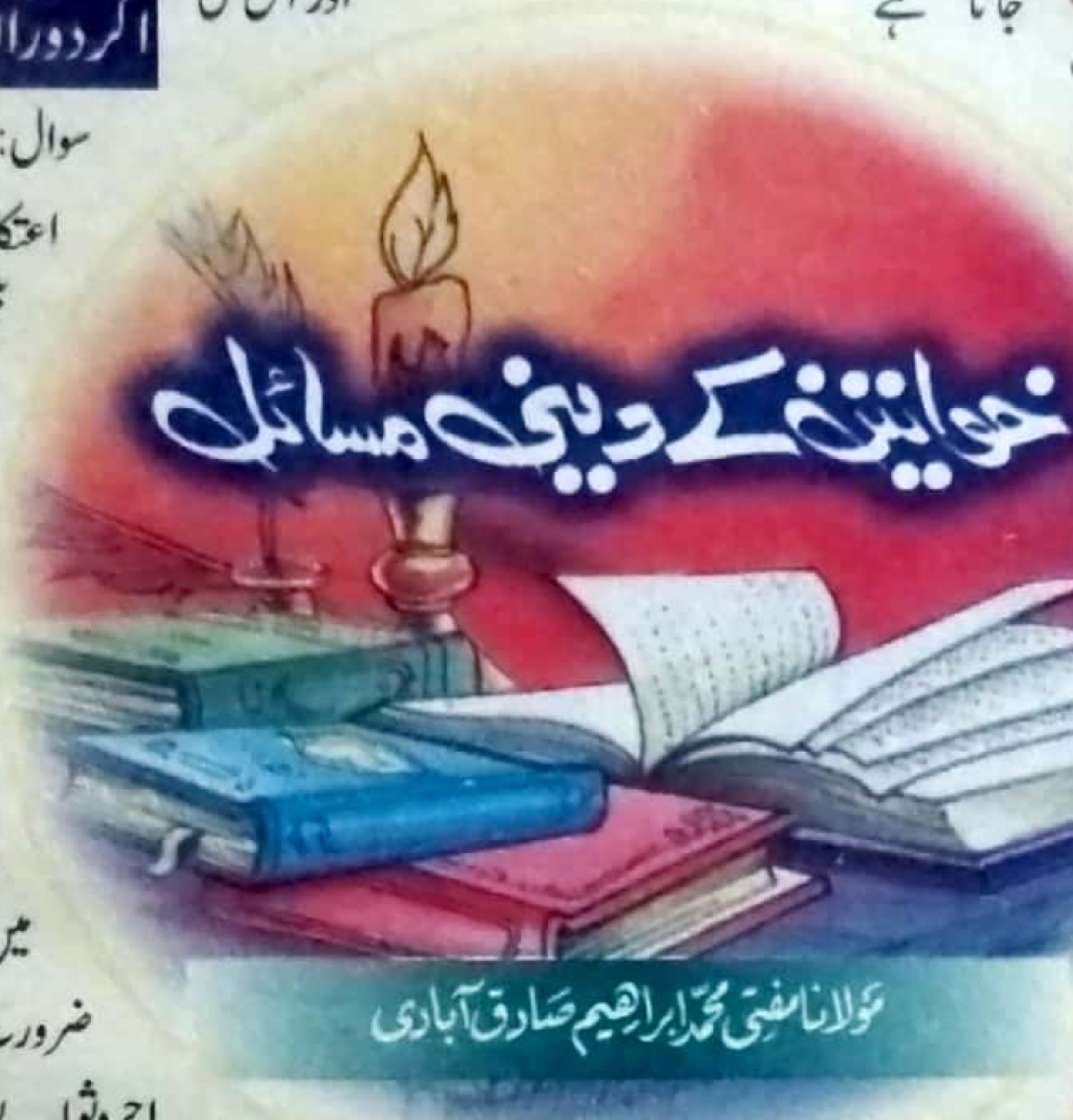

قضاء واجب ہوتی ہے۔ ان کے سوا قے کی جتنی صورتیں ہیں ان میں روزہ نہیں ٹوٹتا۔ (وتفصيل المسئلة يلاحظ فی رد المحتار ۲/۴۱۴)

اگر قے کو مطلقاً مفسد سمجھ کر روزہ توڑ دیا تو روزہ کی قضاء واجب ہے۔ البتہ اگر مسئلہ معلوم تھا کہ اس صورت میں روزہ نہیں ٹوٹتا پھر بھی توڑ دیا تو قضاء کے ساتھ کفارہ بھی واجب ہے: و كذا لو ذرعه القئ فظن انه يفطره فافطر لا كفارة عليه ...... وان علم ان ذلک لا يفطره فعليه الكفارة. (البحر الرائق ۲/۲۹۳)

حائضہ اگر دن میں پاک ہوگئی:

سوال: اگر حیض و نفاس والی عورت دن کو پاک ہوگئی تو کیا کرے؟ اگر کھایا پیا نہ ہو تو روزہ کی نیت کر سکتی ہے؟

جواب: صبح صادق کے بعد پاک ہوئی تو روزہ کی نیت جائز نہیں۔ البتہ یہ ضروری ہے کہ رمضان کے احترام میں روزہ داروں کی طرح رہے۔ کچھ کھانا پینا گناہ ہے گو یہ روزہ نہیں مگر اس کا ثواب ملے گا: قال فی التنوير: والاخير ان يمسكان بقية يومها وجوبا علی الاصح...... كمسافر اقام و حائض و نفساء طهرتا. (ردالمحتار ۲)

روزہ میں بچے کو کھانا چبا کر دینا:

سوال: کیا روزہ دار عورت کے لئے جائز ہے کہ بچے کو کھانا چبا کر کھلائے؟

جواب: مکروہ ہے۔ البتہ ایسی مجبوری میں کہ نہ بچہ خود چبا سکتا ہو، نہ کوئی بے روزہ شخص موجود ہو جو کھانا چبا کر دے، اور نہ بچے کے لئے نرم غذا موجود ہو تو کراہت نہیں۔ ويكره للمرأة ان تمضغ لصبيها الطعام اذا كان لها منه بد لما بينا ولا باس اذا لم تجد منه بداصيانة للولد (قوله اذا كان لها منه بد) فان لم يكن بان لم تجد من يمضغ له ممن ليس عليه صوم و لم تجد طعاما لا يحتاج الیٰ مضغه له لايكره لها. (هدايه مع فتح القدير ۲/۲۶۸)

اگر دوران اعتکاف حیض آگیا:

سوال: میرا مسئلہ یہ ہے کہ میں رمضان کے آخری عشرہ کا اعتکاف بیٹھنا چاہتی ہوں لیکن پورا نہیں کر پاتی دو سال بیٹھی ہوں، دونوں ہی بار اعتکاف کے دوران مخصوص ایام شروع ہوگئے۔ میری ایک سہیلی بیٹھی اس کے ساتھ بھی یہی ہوا۔ اب شرعی حکم کیا ہے؟ (ہمشیرہ محمد علی)

جواب: حیض آتے ہی عورت کا اعتکاف ختم ہو جاتا ہے۔ آپ پورے عشرہ کی نیت کر کے بیٹھیں۔ اگر غیر اختیاری طور پر اعتکاف درمیان میں ختم کرنا پڑے تو مایوس اور دل برداشتہ ہونے کی ضرورت نہیں۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے امید رکھیں آپ کو اجر و ثواب پورے اعتکاف کا ہی ملے گا۔ "فنية المؤمن خير من عمله" (مومن کی نیت اس کے عمل سے بڑھ کر ہے) باقی جس دن اعتکاف سے اٹھ گئیں اس ایک دن کی قضاء واجب ہے، اگر ایام رات میں شروع ہوئے تو ۲۴ گھنٹے اعتکاف بیٹھیں۔ غروب آفتاب سے قبل بیٹھ کر دوسرے دن غروب آفتاب کے بعد اٹھ جائیں اور اگر دن کو شروع ہوئے تو صرف دن کا اعتکاف کریں۔ صبح صادق سے قبل بیٹھ کر غروب آفتاب کے بعد اٹھ جائیں۔ یہ قضاء چاہیں تو رمضان میں کریں۔ چاہیں رمضان کے بعد، پہلی صورت میں رمضان کا روزہ کافی ہے۔ دوسری صورت میں اعتکاف کے لئے مستقل روزہ رکھنا ہوگا۔

عورت کے لئے اعتکاف کی جگہ تبدیل کرنا:

سوال: مرد جس مسجد میں اعتکاف بیٹھے اسے اجازت ہوتی ہے کہ مسجد کے کمرہ میں، برآمدہ میں یا صحن میں جہاں چاہے آجا سکتا ہے اور مسجد میں اپنی جگہ بھی تبدیل کر سکتا ہے۔ کیا اسی طرح عورت کو بھی اجازت ہے کہ اپنے گھر میں چلتی پھرتی رہے اور ایک کمرہ چھوڑ کر دوسرے کمرے میں اعتکاف بیٹھ جائے؟

جواب: عورت جس کمرے میں اعتکاف بیٹھی ہے وہی کمرہ اس کے لئے بمنزلہ مسجد ہے۔ اس سے بلا عذر نکل گئی تو اعتکاف ٹوٹ جائے گا۔

صدّیق کی بیٹی صدّیقہ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ

صائمہ شفیق الرحمٰن

نام ونسب: عائشہ نام، صدیقہ اور حمیرا القب، ام عبداللہ کنیت، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی ہیں، ماں کا نام زینب تھا، ام رومان کنیت تھی اور قبیلہ غنم بن مالک سے تھیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بعثت کے چار برس بعد شوال کے مہینہ میں پیدا ہوئیں۔ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کاشانہ وہ برجِ سعادت تھا جہاں خورشید اسلام کی شعاعیں سب سے پہلے جلوہ فگن ہوئیں۔ اس بنا پر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اسلام کی ان برگزیدہ شخصیتوں میں سے ہیں، جن کے کانوں نے کبھی کفروشرک کی آواز نہیں سنی، خود حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب سے میں نے اپنے والدین کو پہچانا ان کو مسلمان پایا۔

حلیہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا خوش رو اور صاحبِ جمال تھیں۔ رنگ سرخ وسفید تھا۔

نکاح: تمام ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن میں یہ شرف صرف عائشہ رضی اللہ عنہا کو حاصل ہے کہ وہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کنواری بیوی تھیں۔ حضرت عطیہ رضی اللہ عنہا آپ کے نکاح کی تفصیل یوں بیان کرتی ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا لڑکیوں کے ساتھ کھیل رہی تھیں ان کی انا آئی اور ان کو لے کر گئی۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے نکاح پڑھادیا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا خود کہتی ہیں کہ جب میرا نکاح ہوا تو مجھے خبر تک نہ ہوئی۔ جب میری والدہ نے باہر نکلنے میں روک ٹوک شروع کی تب میں سمجھی کہ میرا نکاح ہوگیا ہے۔ اس کے بعد میری والدہ نے مجھے سمجھا بھی دیا۔ اس وقت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی عمر نو (۹) سال تھی۔ حضرت عائشہ کے نکاح کی وجہ سے عرب کے بعض بیہودہ خیالات میں اصلاح ہوئی۔ اہل عرب شوال میں شادی نہیں کرتے تھے اس کی وجہ یہ تھی کہ زمانہ قدیم میں اس مہینہ میں طاعون آیا تھا۔ حضرت عائشہ کی شادی اور رخصتی دونوں شوال میں ہوئیں۔

عام حالات: غزوات میں سے صرف غزوہ احد میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی شرکت کا پتہ چلتا ہے۔ صحیح بخاری میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ ''میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا اور ام سلیم رضی اللہ عنہا کو دیکھا مشک بھر کر لاتی تھیں اور زخمیوں کو پانی پلاتی تھیں۔ غزوہ بنی مصطلق سے واپسی پر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا ہار کہیں گر گیا، پورے قافلہ کو اترنا پڑا، نماز کا وقت آیا تو پانی نہ ملنے پر تمام صحابہ پریشان تھے اس موقع پر آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر تیمم والی آیت نازل ہوئی اس اجازت سے تمام لوگ خوش ہوئے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال سے ذرا پہلے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ خدمتِ اقدس میں آئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی گود میں سر رکھ کر لیٹے تھے، حضرت عبدالرحمٰن کے ہاتھ میں مسواک تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسواک کی طرف نظر ٹکا کر دیکھا، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سمجھیں کہ آپ مسواک کرنا چاہتے ہیں۔ حضرت عبدالرحمٰن سے مسواک لے کر دانتوں سے نرم کی اور خدمت اقدس میں پیش کی۔ آپ نے بالکل تندرستوں کی طرح مسواک کی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فخریہ کہا کرتی تھیں ''تمام بیویوں میں مجھی کو یہ شرف حاصل ہوا کہ آخر وقت میں بھی میرا جھوٹا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے منہ لگایا'' اب وصال کا وقت قریب آرہا تھا، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا آپ کو سنبھالے بیٹھی تھیں کہ دفعتاً بدن کا بوجھ معلوم ہوا دیکھا تو آنکھیں چھت سے لگ گئی تھیں اور روح پاک عالمِ اقدس میں پرواز کرگئی تھی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے آہستہ سے سر اقدس تکیہ پر رکھ دیا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ابواب مناقب کا سب سے زریں باب یہ ہے کہ ان کے حجرہ کو آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مدفن بننا نصیب ہوا، چونکہ ازواج مطہرات کے لئے خدا نے دوسری شادی ممنوع قرار دی تھی اس لئے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ۴۸ سال بیوگی کی حالت میں بسر کئے۔ اس زمانہ میں ان کی زندگی کا مقصد قرآن و حدیث کی تعلیم تھا۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے دو برس بعد ۱۳ھ میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے انتقال فرمایا اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے لئے یہ سایہ شفقت بھی باقی نہ رہا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے، انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی جس قدر دلجوئی کی وہ خود اس کو اس طرح بیان فرماتی ہیں ''ابن خطاب نے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مجھ پر بڑے بڑے احسان کئے ہیں۔''

اخلاق وعادات:

اخلاقی حیثیت سے بھی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بلند مرتبہ رکھتی تھیں۔ وہ نہایت قانع تھیں، غیبت سے احتراز کرتی تھیں، احسان کم قبول کرتیں، اگرچہ خودستائی ناپسند تھی، تاہم نہایت خوددار تھیں، شجاعت اور دلیری بھی ان کا خاص جوہر تھا، ان کا سب سے نمایاں وصف جود وسخا تھا۔ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ میں نے ان سے زیادہ سخی کسی کو نہیں دیکھا۔ ایک مرتبہ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کی خدمت میں ایک لاکھ درہم بھیجے تو شام ہوتے ہوتے سب خیرات کردیئے اور اپنے لئے کچھ نہ رکھا۔ اتفاق سے اس دن روزہ رکھا تھا۔ لونڈی نے عرض کی کہ افطار کے لئے کچھ نہیں ہے۔ فرمایا پہلے سے کیوں نہ یاد دلایا۔ حضرت عائشہ نہایت خاشع، متضرع اور عبادت گزار تھیں۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ راتوں کو اٹھ کر تہجد کی نماز ادا کرتی تھیں اور اس کی اس قدر پابند تھیں کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جب کبھی یہ نماز قضا ہوجاتی تو نماز فجر سے پہلے اٹھ کر اس کو پڑھ لیتی تھیں۔ اکثر روزے رکھا کرتی تھیں۔ حج کی بھی شدت سے پابند تھیں اور ہر سال اس فرض کو ادا کرتی تھیں۔ غلاموں پر شفقت کرتی تھیں اور ان کو خرید کر آزاد کرتی تھیں۔ ان کے آزاد کردہ غلاموں کی تعداد ۶۷ ہے۔

فضل وکمال: علمی حیثیت سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو نہ صرف عورتوں پر، دوسری امہات المؤمنین پر اور خاص خاص صحابیوں پر بلکہ باستثنائے چند تمام صحابہ پر فوقیت حاصل تھی۔ جامع ترمذی میں حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: ''ہم کو کبھی کوئی ایسی مشکل پیش نہیں آئی، جس کو ہم نے حضرت عائشہ سے پوچھا ہو اور ان کے پاس اس کے متعلق کچھ معلومات نہ ملی ہوں۔'' امام زہری جو سرخیل تابعین تھے، فرماتے ہیں: ''حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تمام لوگوں میں سب سے زیادہ عالم تھیں۔ بڑے بڑے اکابر صحابہ ان سے پوچھا کرتے تھے۔'' عروہ بن زبیر کا قول ہے: ''قرآن، فرائض، حلال وحرام، فقہ، شاعری، طب، عرب کی تاریخ اور نسب کا عالم حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے بڑھ کر ہم نے کسی کو نہیں دیکھا۔'' امام زہری کی ایک شہادت ہے: ''اگر تمام مردوں کا اور امہات المؤمنین کا علم ایک جگہ جمع کیا جائے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا علم وسیع ہوگا۔''

وہ حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم کے زمانے میں فتویٰ دیتی تھیں۔ ان سے ۲۲۱۰ حدیثیں مروی ہیں۔ (باقی صفحہ ۱۴ پر)

کشکول

اگر آپ چاہتے ہیں......

جی ہاں اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپ کی تکالیف کو اللہ پاک راحت میں تبدیل کر دیں، آپ کی تنگیوں کو اللہ رب العزت آسانیوں میں بدل دیں اور آپ کو امید سے زیادہ رزق ملے تو پھر آپ اپنے اوپر استغفار لازم کر لیجئے یعنی استغفار کی کثرت کیجئے، ان شاء اللہ العزیز اللہ پاک آپ کی تکالیف کو راحت میں، آپ کی تنگی کو آسانی میں بدل دیں گے۔ بس کثرت استغفار کی ضرورت ہے۔ (مرسلہ بنت عائشہ ام المحاسن۔ کراچی)

دو باتیں:

ایک مرتبہ حضرت لقمان ایک مجلس میں حکمت و دانائی کا درس دے رہے تھے کہ ایک شخص سامنے آکر کھڑا ہو گیا۔ دیر تک ان کی صورت پر غور کرتا رہا پھر پہچان کر بولا تم وہی ہو نا جو فلاں مقام پر میرے ساتھ بکریاں چرایا کرتے تھے؟ انہوں نے جواب دیا ہاں میں وہی ہوں! تب اس شخص نے حیرت سے پوچھا: تو یہ مرتبہ تمہیں کیونکر حاصل ہوا۔ آپ نے فرمایا صرف دو باتوں کی وجہ سے ایک تو سچ بولنا اور دوسرے بے ضرورت بات نہ کرنا۔

خدمت خلق اور راحت رسانی:

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

☆ جو اپنے لئے پسند کرو وہی سب کے لئے پسند کرو۔ ☆ جب کسی مجلس میں پہنچو تو دو آدمیوں کے درمیان بغیر ان کی اجازت کے نہ بیٹھو اور گردنوں سے کود کر مت آجاؤ۔ ☆ بغیر اجازت کسی کے گھر میں مت داخل ہو جاؤ اور داخلے کی اجازت ملنے سے پہلے اس کے گھر میں بھی نظر نہ ڈالو۔ ☆ سب کے ساتھ نرمی سے پیش آؤ، سختی سے جواب نہ دو۔ ☆ ضرورت مند کے لئے سفارش کر دو۔ ☆ کسی کی عیب جوئی مت کرو، عیب معلوم ہو جائے تو مت پھیلاؤ۔ ☆ کسی کو اٹھا کر خود اس کی جگہ نہ بیٹھو۔ ☆ ہدیہ لیا دیا کرو۔ ☆ کسی کا مذاق نہ اڑاؤ۔ (حافظ طیبہ عزیز مغل۔ حسن ابدال)

بی بی سارہ بصری یا سارہ بکری:

میرا نام سارہ ہے۔ الحمد للہ میں پانچ وقت کی نماز پڑھتی ہوں، مجھے رب العالمین تہجد پڑھنے کی بھی توفیق عطا فرماتے ہیں۔ آج سے 6 ماہ قبل جب میں دس سال کی تھی تو میں مکلف ہو گئی، میں نے پردہ کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ جب ہم سب بیٹھے ہوتے تو میری امی مجھے اکثر کہتیں کہ دوپٹہ تھوڑا اتار دو جب میں نہ اتاروں تو وہ غصہ کرتیں حالانکہ میری امی خود صوم و صلوٰۃ کی پابند، باپردہ خاتون ہیں، لیکن اُن کا خیال ہے کہ اگر میں ابھی سے بہت سختی سے پردہ کروں گی تو جب بڑی ہو جاؤں گی تو بیزار ہو کر کہیں پردہ ترک نہ کر دوں، لیکن میں نے صاف کہہ دیا ہے کہ میں گھر پر بھی ہر وقت دوپٹہ اوڑھ کر رکھوں گی۔ میری خالہ بہت خوش ہوتی ہیں، وہ پیار سے مجھے سارہ کی بجائے بی بی رابعہ بصری کہتی ہیں حالانکہ میری امی مجھے سارہ بکری کہتی ہیں۔ (نام نہیں لکھا)

حادثے

حادثاتی طور پر حادثے ہونے لگے
قیمتی جانوں سے لوگ ہاتھ دھونے لگے
مسجد، مندر، گرجا، امام بارگاہ
خون سے اپنے در و دیوار دھونے لگے
کٹے اعضا، بکھری لاشیں اور چیتھڑے
یہ قتل و غارت دیکھ کر امن وامان رونے لگے
وانا سے لے کر ملتان تک
ہر روز سانحے ہونے لگے
تباہی، بربادی اور خون ریزی
امن کے وعدے اب تو انہونے لگے

(ناہید گل، ٹوبہ ٹیک سنگھ)

اقوال زریں:

⊛ کارخانہ قدرت میں فکر کرنا بھی عبادت ہے۔ ⊛ زبان کو بند رکھنے، گھر میں ٹھہرنے اور گناہوں پر نادم ہونے میں نجات ہے۔ ⊛ دنیا دار العمل ہے لہٰذا کسی چھوٹی نیکی کرنے میں بھی سستی نہ کریں۔ ⊛ دوسروں کے مال کی طمع نہ کرنا بھی سخاوت ہے۔ ⊛ انسان کا سب سے بڑا دشمن اس کا نفس ہے اور پھر غصہ۔ ⊛ تمہاری عقل ہی تمہاری استاد ہے۔ ⊛ راز پوشیدہ رکھنا اپنی عزت بچانا ہے۔ ⊛ انسان کی قدر و منزلت علم کے اعتبار سے ہے۔ ⊛ دنیا کی محبت تمام برائیوں کی جڑ ہے۔ ⊛ چھوٹے ذہن میں ہمیشہ خواہش اور بڑے ذہن میں ہمیشہ مقصد ہوتا ہے۔ ⊛ تیرا عمل عقائد کی دلیل ہے اور ظاہر باطن کی علامت ہے۔ (مرسلہ: زوجہ مفتی عمر فاروق اور میمونہ بنت حکیم مشتاق، جامعہ حفصہ للبنات، مظفر گڑھ)

بادشاہ اور درویش:

ایک نیک آدمی نے خواب میں دیکھا کہ ایک بادشاہ جنت میں ہے اور ایک درویش دوزخ میں۔ وہ سوچ میں پڑ گیا کہ لوگ تو یہ سمجھ رہے تھے کہ بادشاہ دوزخ میں ہوگا اور درویش جنت میں، لیکن یہاں تو معاملہ اس کے برعکس نکلا۔ معلوم نہیں اس کا کیا سبب ہے۔ غیب سے آواز آئی یہ بادشاہ درویشوں سے عقیدت رکھتا تھا۔ اس لئے بہشت میں ہے اور اس درویش کو بادشاہوں کے تقرب کا بڑا شوق تھا، اس لئے جہنم میں ہے۔

(ن۔ ر۔ قیصرانی)

گھر کیوں ٹوٹ رہے ہیں....؟

گھر امن اور سکون کا گہوارہ ہوتا ہے، جہاں خوشیوں کی کلیاں کھلتی اور محبتوں کے گلاب چٹکتے ہیں۔ لیکن کبھی اچانک گھر کی دیواروں میں دراڑیں پیدا ہوتی ہیں، رشتوں کے بیچ نفرت کی فصیل حائل ہوتی ہے اور فضا خوف سے بھر جاتی ہے......

ایسا تب ہوتا ہے جب سماعتوں سے ایک لفظ ٹکراتا ہے

طلاق...... طلاق...... طلاق

جو پورے گھرانے کو تباہ کر کے رکھ دیتا ہے

فی زمانہ معاشرے میں طلاق کا رجحان بڑھ رہا ہے، گھر ٹوٹ رہے ہیں، رشتے بکھر رہے ہیں، محبتیں نفرتوں میں تبدیل ہو رہی ہیں۔ ایسا کیوں ہے؟...... اس کے اسباب کیا ہیں اس کا سدباب کیسے ممکن ہے؟ کیا آپ ان سوالات کا جواب دے سکتی ہیں؟ اگر جواب "ہاں" میں ہے تو پھر کاغذ لیجئے، قلم اٹھائیے اور اپنے تاثرات ہمیں لکھ بھیجئے۔

نوٹ: آپ کا مضمون بیس سطروں سے زائد نہ ہو۔

شمارہ نمبر 91 میں آپ کے تاثرات شائع کیے جائیں گے۔

شب قدر اور اُس کی دُعا

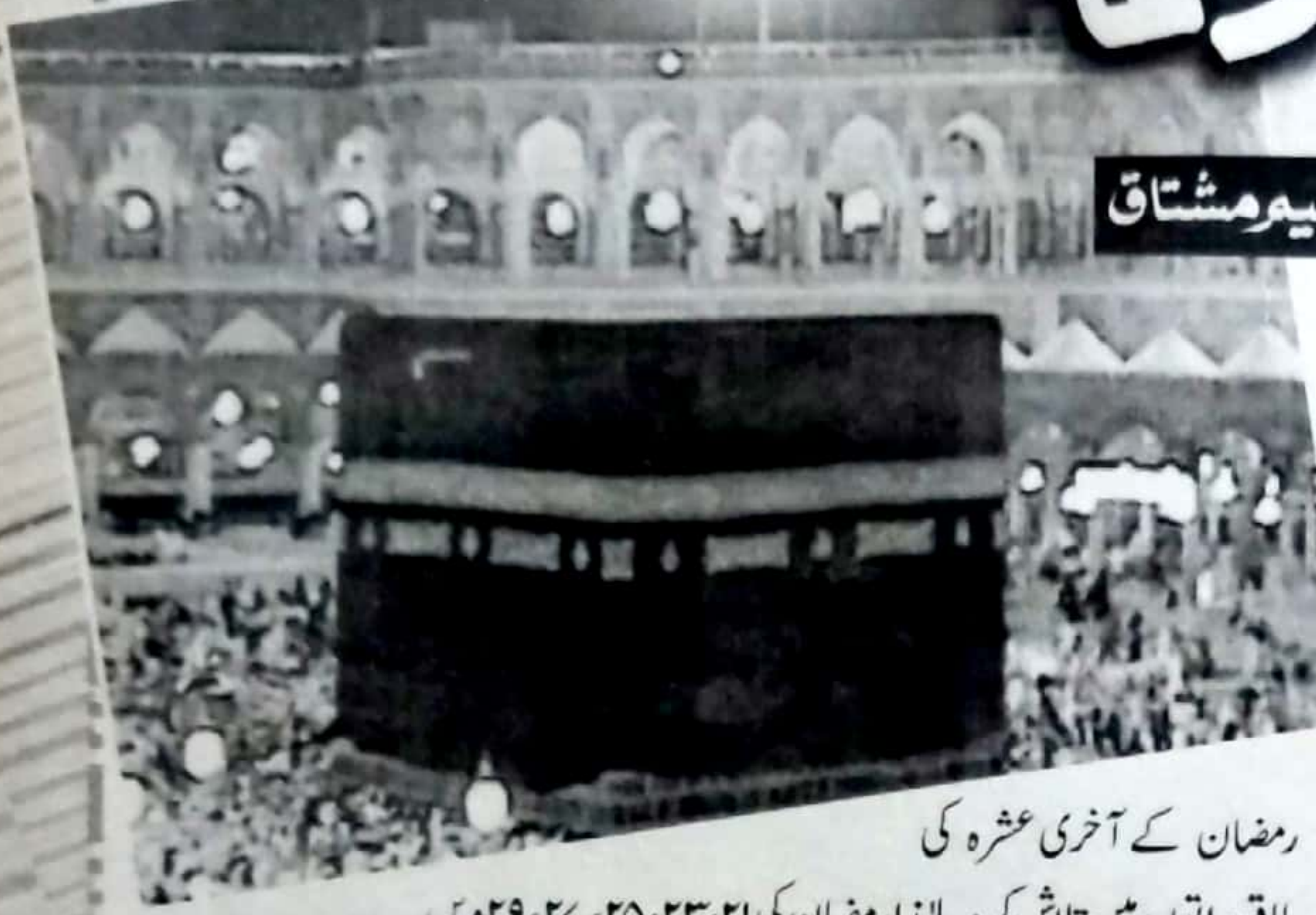

میمونہ بنت حکیم مشتاق

رمضان المبارک کا پورا مہینہ آخرت کی دولت کمانے کا ہے، پھر اس ماہ میں اخیر عشرہ اور بھی زیادہ محنت اور کوشش سے عبادت میں لگنے کا ہے۔ اس عشرہ میں شب قدر ہوتی ہے، جو بڑی بابرکت رات ہے۔ قرآن کریم میں ارشاد فرمایا۔"لیلة القدر خیر من الف شھر." (شب قدر ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔)

ہزار مہینے کے ۸۳ سال اور ۴ مہینے ہوتے ہیں، پھر شب قدر کو صرف ہزار مہینوں کے برابر نہیں بتایا، بلکہ ہزار مہینوں سے بہتر بتایا ہے، ہزار مہینے سے شب قدر بہتر ہے۔ اس رات کا علم صرف اللہ تعالیٰ ہی کو ہے۔ مومن بندوں اور بندیوں کے لیے شب قدر بہت ہی خیر و برکت والی رات ہے۔ ایک رات کی عبادت پر ہزار مہینوں سے زیادہ عبادت کا ثواب پالیں اور کیا چاہیے۔

حدیث شریف میں ہے:"من قام لیلة القدر أیمانا و احتسابا غفر له ما تقدم من ذنبه." (جو شخص لیلۃ القدر میں ایمان کے ساتھ اور ثواب کی نیت سے کھڑا رہا، اس کے پچھلے تمام گناہ معاف کر دیئے جائیں گے)۔

کھڑا ہونے کا مطلب یہ ہے کہ نماز میں کھڑا رہے اور اسی حکم میں یہ بھی ہے کہ تلاوت اور ذکر میں مشغول رہے اور ثواب کی امید رکھنے کا مطلب یہ ہے کہ ریا، وغیرہ کسی طرح کی خراب نیت سے عبادت میں مشغول نہ ہو، بلکہ اخلاص کے ساتھ محض رب تعالیٰ کی رضا اور ثواب کی نیت سے عبادت میں لگا رہے۔

احادیث مبارکہ میں آتا ہے کہ شب قدر رمضان کے آخری عشرہ کی طاق راتوں میں تلاش کرو۔ لہٰذا رمضان کی ۲۱، ۲۳، ۲۵، ۲۷، ۲۹ ویں رات کے جاگنے اور عبادت کرنے کا خاص اہتمام کیا جائے۔ تعین اس لئے نہیں کہ لوگ اسی مخصوص رات میں ہی صرف عبادت کریں گے اور متعین نہ ہونے کی صورت میں جتنی راتیں طلب میں خرچ کریں گے ان سب کا مستقل ثواب ملے گا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! ارشاد فرمایئے (اس بارے میں) کہ اگر مجھے پتہ چل جائے کہ فلاں رات شب قدر ہے تو میں کیا دعا کروں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ دعا کرو:"اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّیْ." (اے اللہ! آپ معاف کرنے والے ہیں اور معافی کو پسند کرتے ہیں پس مجھے معاف کر دیجئے)

کیا برکتیں ہیں رمضان کی

بنت حافظ تنویر احمد

رمضان کا بابرکت مہینہ ایمان والوں کے لئے بہار کا مہینہ ہوتا ہے جس طرح بہار کے مہینے میں ہر طرف فضا میں خوشبوئیں، رنگ اور نغمے رچے بسے ہوتے ہیں یہ ماہِ مبارک بھی اللہ تعالیٰ کی رحمت کا مہینہ ہے اس کی صبح میں رحمت، اس کی شام میں رحمت، اس کے تہجد کے اوقات میں رحمت، ہر طرف قرآن پاک کی تلاوت اور ذکر و اذکار سے فضا میں ایک نغمگی رچی ہوتی ہے اور ایسا کیوں نہ ہو یہ ایسا بابرکت مہینہ ہے، جس میں قرآن مجید نازل ہوا۔ یہی وہ خاص تعلق ہے جو کلام الٰہی کو اس مہینہ سے ہے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی کثرت سے اس مہینہ میں قرأتِ قرآن کی تاکید فرمائی ہے۔ حدیث قدسی "الصوم لی وانا اجزی به" (روزہ میرے لئے ہے اور میں ہی اس کی جزا دوں گا) کے بارے میں علمائے امت نے فرمایا چونکہ باقی عبادات ایسی ہیں، جن پر عمل کرنا سب کے سامنے ہوتا ہے۔ ایک روزہ ہی ایسا فعل ہے جو اللہ تعالیٰ اور اس کے بندے کے درمیان ہی ہے۔ جب انسان روزہ کی روح کو خالص اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے قائم رکھتا ہے تو پھر اللہ رب العزت بھی اس بندے کو خود ثواب مرحمت فرمائیں گے جو بے انتہا ہوگا۔ وہ پروردگار عالم روزہ دار بندے کو اس قدر عزیز رکھتا ہے کہ اس کے منہ کی بدبو مشک و عنبر سے بھی زیادہ پسندیدہ رکھتا ہے۔ پانی میں مچھلیاں، ہواؤں میں پرندے، بلوں میں چیونٹیاں روزہ دار کی بخشش کی دعائیں کرتی ہیں۔ اس مہینہ کھانا پینا، اٹھنا بیٹھنا یہاں تک کہ سونا بھی عبادت ہے۔ سحری کے متعلق حدیث مبارکہ ہے۔ "اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے سحری کھانے والوں پر رحمت بھیجتے ہیں۔"

افطاری کے متعلق فرمایا: "روزہ دار کے لئے دو خوشیاں ہیں۔ ایک خوشی افطاری کے وقت ہوتی ہے اور ایک خوشی اس وقت ہوگی جب وہ اپنے رب سے ملاقات کرے گا۔"

سحری آخری وقت پر اور افطار شروع وقت پر کرنا سنت ہے۔ حالتِ روزہ میں مسواک کرنا اور سرمہ لگانے کی کوئی ممانعت نہیں ہے۔ یہ مہینہ سخاوت کا مہینہ ہے، جس قدر بھی اس مہینہ میں فی سبیل اللہ خرچ کیا جائے کم ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس ماہ کو "شہر المواساۃ" (غمخواری کا مہینہ) فرمایا آپ اس مہینے میں قیدیوں کو آزاد فرما دیتے اور ہر سوالی کو نوازتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سخاوت ماہِ رمضان میں اپنی انتہا کو پہنچ جاتی تھی۔

یہ وہ مبارک مہینہ ہے جس کا پہلا عشرہ اللہ تعالیٰ کی رحمت دوسرا عشرہ مغفرت اور تیسرا عشرہ آگ سے نجات کا ہے۔ جس میں ایک ایسی بابرکت رات اللہ تعالیٰ نے مؤمن بندوں کو انعام فرمائی ہے جو ہزار مہینوں سے افضل ہے جیسے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے آخری عشرہ کی طاق راتوں میں تلاش کرنے کی تلقین فرمائی ہے۔ آخری عشرے میں اعتکاف کی فضیلت بے حد و حساب ہے۔ اگر کوئی شخص اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر ایک دن اعتکاف کرتا ہے حق تعالیٰ شانہ اس کے اور جہنم کے درمیان تین خندقیں حائل فرما دیتے ہیں اور ہر خندق اتنی وسیع ہے جتنا سارا جہان اور ایک دن سے زیادہ جس قدر دنوں کا اعتکاف ہوگا اس کا اتنا ہی اجر ہے۔ قارئین کرام دنیاوی مشاغل کم کر کے عبادت پر توجہ دیجئے پھر دیکھئے اس کی رحمت جوش میں آئے گی اور ہمارے لئے مغفرت کا پیغام لائے گی اب یہ ہم پر ہے کہ ہم خود سے کس حد تک مخلص ہیں۔

اللھم انی اسئلک برحمتک التی وسعت کل شیٔ ان تغفرلی. (امین یارب العالمین)

یتیموں اور بیواؤں کی خبر گیری

الرشید ٹرسٹ کا بے مثال منصوبہ

عالمی رفاہی ادارے الرشید ٹرسٹ کا ''شعبہ تعاون مستحقین'' ایک فعال شعبہ ہے۔ٹرسٹ کے اس شعبے کے تحت مختلف اوقات میں مستحق افراد کی معاونت کی جاتی ہے جبکہ بعض

مستحق افراد مستقل اس شعبے کے زیر کفالت ہیں۔ٹرسٹ حسب موقع اس شعبے کے تحت اجتماعی اور انفرادی طور پر ہر طرح مستحق افراد کی معاونت کرتا رہتا ہے۔جس کے سالانہ مصارف لاکھوں روپے کی مالیت میں ہیں۔جن افراد کی مستقل ماہانہ معاونت کی جاتی ہے، صرف ان کے مصارف ایک لاکھ روپے سے متجاوز ہیں۔

گزشتہ رمضان 1424ھ میں ٹرسٹ نے رمضان پیکج کے حوالے سے 31 ہزار میٹر سے زائد کپڑا اور 100 من سے زائد غذائی اجناس مستحق افراد تک پہنچائیں۔ اس پیکج کی تخمینی لاگت 22 لاکھ 60 ہزار روپے سے زائد تھی۔

1424ھ ہی میں ٹرسٹ کے شعبہ تعاون مستحقین کے تحت آزاد کشمیر سمیت ملک بھر میں 1 کروڑ 25 لاکھ روپے کی خطیر رقم خرچ کر کے عید ریلیف پروگرام کے عنوان سے مستحق بیوہ خواتین اور یتیم بچوں کو عید کی خوشیوں میں شریک کیا۔ٹرسٹ کے اس عظیم منصوبے کی رپورٹ کو چار مراحل میں منضبط کیا گیا ہے۔تفصیل ملاحظہ فرمائیں۔

پہلا مرحلہ: منصوبہ وترتیب

عیدالاضحیٰ 1424ھ کے موقع پر ٹرسٹ نے فیصلہ کیا کہ عید ریلیف پروگرام کے عنوان سے اس سال ملک بھر کی بیوہ خواتین اور یتیم بچوں کو عید کی خوشیوں میں شریک کیا جائے۔ان کا اتنا تعاون کیا جائے کہ وہ گردوپیش میں بسنے والے لوگوں کی طرح عید کی خوشیوں سے اپنا حصہ وصول کر سکیں۔

مجلس شوریٰ کے فیصلے کے مطابق ابتدائی طور پر اس پروگرام کے لئے 1 کروڑ روپے کا بجٹ منظور کیا گیا لیکن عید ریلیف پروگرام کے اختتام تک اس کے مصارف سوا کروڑ تک پہنچ گئے۔مجلس شوریٰ کے اعلیٰ سطحی اجلاس میں طے پایا کہ اس عید ریلیف پروگرام میں ملک کے چاروں صوبوں کے علاوہ آزاد کشمیر کے علاقوں کو بھی شامل کیا جائے۔عید پیکج اتنی مقدار پر مشتمل ہو جس کے ذریعے پیکج وصول کرنے والی بیوہ خاتون اپنے بچوں سمیت عید کی جملہ ضروریات پوری کر سکے۔اس بناء پر پیکج میں ہر بیوہ کے لئے ایک ہزار روپے نقد اور تھری پیس سوٹ جبکہ بچوں کے لئے عید کے کپڑے تجویز کئے گئے۔اس کے علاوہ یہ بھی طے ہوا کہ جو بیوہ خواتین سلائی کا کام جانتی ہیں اور وہ سلائی کی مشین لینا چاہتی ہیں تو ایسی خواتین کو ایک عدد سلائی مشین فراہم کی جائے گی۔عید ریلیف پروگرام کے سلسلے میں مجلس شوریٰ کے اس

آزمائش میں

الرشید ٹرسٹ ایسے ہزاروں افراد کا ریکارڈ رکھتا ہے جو تعاون کے حقیقی مستحق ہیں...... جن کے دل دکھی ہیں...... جو غریب ہیں...... نادا
ہیں...... کسمپرس ہیں...... جن کے پاس زندگی کی سانسوں کے ساتھ رشت
قائم رکھنے کیلئے وسائل نہیں...... جو نان شبینہ کے محتاج ہیں...... جنہیں
بنیادی طبی سہولتیں درکار ہیں......

الرشید ٹرسٹ متعدد بار امداد کے کئی حوالوں سے ان تک پہنچ چ
ہے۔

عیدالاضحیٰ 1424ھ کے موقع پر الرشید ٹرسٹ عید ریلیف پروگرا
کے ذریعے ان کا دست و بازو بنا۔ ساڑھے 5 ہزار بیواؤں او
17 ہزار سے زائد یتیم بچوں اور بچیوں کو نقد رقم اور عید کے کپڑے
سلائی مشینیں دیکر انہیں بھی عید کے خوش کن لمحات فراہم کیے۔

لیکن یہ لوگ مستقل کفالت کے حقدار ہیں۔ان میں سے کئی
گمنامی کے پردوں میں انتہائی تنگ دستی کے ساتھ زندگی کی سانسیں شم
رہیں ہیں لیکن کسی کے سامنے ہاتھ نہیں پھیلاتے۔

اس رمضان میں بھی الرشید ٹرسٹ اوپر بیان کی گئی ترتیب
مطابق اپنے کام کا آغاز کر چکا ہے۔بہت سے اہل ایمان بھائی اور
بیواؤں اور یتیموں کی سرپرستی کے لئے دل کھول کہ تعاون کر رہے ہیں
سلسلہ جاری ہے بندوں کی طرف سے خرچ کا اور اللہ کی طرف سے نزول

اولین اجلاس میں پہلے مرحلے کے طور پر پروگرام سے متعلق اس کے علاوہ دیگر انتظامی امور بھی طے کر لئے گئے۔اور ''عید ریلیف پروگرام کے عنوان سے تقسیم اور سروے کا تجربہ رکھنے والے ماہر کارکنوں پر مشتمل کمیٹی بنادی گئی۔

دوسرا مرحلہ: سروے

مجلس شوریٰ کے اعلیٰ سطحی اجلاس میں وسیع پیمانے پر عید ریلیف پروگرام کی منظوری کے بعد دوسرے مرحلے میں فوراً سروے کا کام شروع کر دیا گیا۔ سروے فارم وصولی کا ٹوکن اور وصولی کی رسیدیں چھپوا کر قائم ٹرسٹ کے مراکز کو روانہ کر دی گئیں۔ وقت انتہائی کم تھا۔عید میں صرف ایک ماہ باقی تھا جس میں عید ریلیف پروگرام کے علاوہ اجتماعی قربانی کے عظیم منصوبے کو بھی پایہ تکمیل تک پہنچانا تھا۔ٹرسٹ کے سریع الذہن کارکنوں نے سروے کا تحقیقی اور تصدیقی لیکن آسان طریقہ یہ اختیار کیا کہ ٹرسٹ کی ذیلی شاخوں کے ذریعے پورے ملک میں علماء کرام ہر علاقے کی دیانتدار اور معزز شخصیات پر مشتمل سروے کمیٹیوں کا جال بچھا دیا۔ ہر کمیٹی کا ایک سربراہ بنایا گیا جس کیلئے اکثر مقامات پر کسی عالم کا انتخاب کیا گیا۔اعداد وشمار کے مطابق ملک بھر میں **290** سروے کمیٹیاں تشکیل دی گئیں۔ان کمیٹیوں کے جملہ اراکین کی تعداد **614** ریکارڈ کی گئی ہے۔

یوں آزاد کشمیر سمیت ملک کے طول وعرض میں تحقیق

سروے کا یہ طویل کام چند دنوں میں سمٹ گیا۔مجوزہ خطوں سے مستحق افراد کی فہرستیں ٹرسٹ کے مرکزی دفتر یا ذیلی شاخوں میں پہنچ گئیں جن کے مطابق تشکیل کردہ کمیٹیوں کے ذریعے تفصیلی کوائف پر مشتمل ان افراد کے سروے فارم ان تک پہنچا دیئے گئے۔ بہت جلد سروے فارم رجسٹرڈ افراد کے مکمل کوائف ناموں اور ضروری تصدیقات سے پر ہوکر ٹرسٹ کے دفاتر میں منگوالئے گئے۔ اس کے بعد سروے کے اگلے مرحلے میں موصول ہونے والے سروے فارموں کے مطابق ٹوکن کارڈ جاری کیے گئے۔ٹوکن کارڈ پر پیکج کی تفصیل، وصولی کا مقام اور تاریخ لکھ دی گئی جس کے مطابق کارڈ ہولڈرز نے کارڈ پر درج مقام اور تاریخ کے مطابق اپنا پیکج وصول کرنا تھا۔یوں سروے کا مشکل ترین مرحلہ بعجلت تمام لیکن حسن ترتیب کے ساتھ مکمل طور پر تحقیق اور تصدیق کے ساتھ پایہ تکمیل کو پہنچا۔

تیسرا مرحلہ: خریداری اور ترسیل

اس کے بعد تیسرا مرحلہ پیکج کی خریداری اور ترسیل کا تھا۔الحمد للہ یہ مرحلہ بھی ٹرسٹ کے رضا کاروں نے اپنے آزمودہ کار طریقے کے مطابق بعجلت تمام بخیروخوبی سر کر لیا۔ٹرسٹ کے مرکزی دفتر ناظم آباد کراچی سے تمام علاقوں کی طرف مقامی مسئولین کے نام پیکج کی یکے بعد دیگرے مسلسل کھیپیں روانہ کی گئیں۔تقریباً تمام علاقوں تک تقسیم کی تاریخوں سے قبل ہی پیکج پہنچ گیا۔ مرکزی دفتر سے آزاد کشمیر سمیت اندرون ملک تقریباً **15** کھیپوں میں پیکج روانہ کیا گیا۔

چوتھا مرحلہ: منظم تقسیم

ترسیل کے بعد چوتھا اور آخری مرحلہ پیکج کی تقسیم کا تھا۔ تقسیم کے موقع پر اکثر شہروں میں تقریبات کا اہتمام کیا گیا۔بعض بڑے شہروں میں ایک سے زیادہ تقریبات کا اہتمام بھی ہوا۔مقامی لوگوں نے انتہائی ذوق وشوق سے تقریبات میں شرکت کی۔

ٹرسٹ کی طرف سے عید پیکج کا تحفہ وصول کرنے والی کئی ایک بیوہ خواتین ایسی تھیں جو بیوہ ہونے کے بعد پہلی مرتبہ عید کی خوشیوں سے اپنا حصہ وصول کر سکیں۔اپنی آنکھوں کے سامنے اپنے یتیم نونہالوں کو عید کی خوشیوں میں شریک دیکھ کر ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہوئیں اور انہوں نے ٹرسٹ واراکین اور جملہ معاونین کو جھولیاں اٹھا کر دعائیں دیں۔

کامیابی حاصل کیجئے

رحمت کا۔عطا کرنے والی اور محروم رکھنے والی ذات صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔وہی عطا کرتا ہے اور وہی محروم رکھتا ہے۔جنہیں اللہ تعالیٰ نے صاحب ثروت بنایا ہے ایسے لوگ ان کی آزمائش کیلئے ہیں۔اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو پرکھنا چاہتے ہیں کہ وہ اپنے مال کی کتنی مقدار میرے محتاج بندوں کی خبر گیری میں خرچ کرتے ہیں۔

آیئے! اپنے اس امتحان اور آزمائش میں پوری پوری کامیابی حاصل کیجئے اور ایسے ضرورت مند افراد کی طرف تعاون کا ہاتھ بڑھایئے۔الرشید ٹرسٹ اس کار خیر میں آپ کا بہترین اور بااعتماد واسطہ ہے۔ٹرسٹ کے ذریعے آپ ان افراد تک یقینی طور پر پہنچ سکتے ہیں۔اس بابت آپ کی قابل قدر کاوش لائق تحسین ہوگی......بیسیوں ضرورت مندوں کی حاجات پوری ہونگی......ان کے دل کو ٹھنڈک پہنچے گی......ان کی آنکھیں پر مسرت ہونگی......وہ دامن اٹھا کر دل کی گہرائیوں سے پکاریں گے۔

''یااللہ تو ان کا حامی وناصر ہو،انہیں دنیا وآخرت میں خوش وخرم رکھ جنہوں نے ہماری ضرورتوں کا خیال رکھا حالانکہ ہم انہیں جانتے بھی نہیں۔''

اور پھر دکھی دلوں سے نکلی ہوئی یہ صدا ساتوں آسمانوں کو چیرتی ہوئی عرش تک جا پہنچے گی۔

"دُور کے ڈھول سہانے"

اُمِّ اویس

"اے...... ہٹو بھی، کیا دماغ خراب کیا ہوا ہے تم لوگوں نے...... اماں یہ لڑکی، اماں وہ لڑکی...... بس کرو اب یہ موضوع چھوڑ دو"۔ خالہ خورشید نے اپنی بیٹیوں کو ڈانٹتے ہوئے کہا۔ "جب سے نام لیا ہے اللہ رکھے شیراز بیٹے کو، اس کی شادی کا تم دونوں نے ناک میں دم کر دیا ہے۔ کبھی پھپھو کی نگینہ، کبھی خالہ کی ثمینہ، کبھی چچا کی ماہ نور۔ ارے میرا تو ایک ہی بیٹا ہے کماؤ پوت ہے، خوبصورت ہے، ہیرا ہے ہیرا۔ میں لڑکی خود دیکھوں گی، خاندان عزت والا ہو، پیسے والا ہو، میں تو بڑی شان والے گھر سے لڑکی لاؤں گی۔ برادری میں بھی تو پتہ چلے خورشید نے اپنے بیٹے کی شادی کی ہے۔ ہاں! دیکھ لینا ایسے ویسے گھرانوں کو تو گھاس بھی نہ ڈالوں۔"

خالہ خورشید کا شمار ان خواتین میں ہوتا تھا جو کہ ساری زندگی سفید پوشی کا بھرم رکھتے گزارتی ہیں اور جب بیٹے جوان ہو کر برسر روزگار ہو جاتے ہیں تو اپنی پچھلی زندگی کو بھول بھال کر اونچے خیالوں میں گم ہو جاتی ہیں۔ ایسے میں اپنے رشتہ داروں کی بچیاں پسند نہیں آتیں۔ سو خالہ خورشید آج کل اپنے ہونہار بیٹے کے لئے لڑکی کی تلاش میں ہر گھر میں نظریں دوڑا رہی تھیں اور دل ہی دل میں ان کی مالی حیثیت و مرتبے کا اندازہ لگا رہی تھیں۔ شیراز ان کا بڑا بیٹا تھا، اس سے چھوٹی دو بیٹیاں تھیں، جو تعلیم حاصل کر رہی تھیں، جبکہ شیراز دوبئی میں نوکری کر رہا تھا۔ جب درہم و دینار گھر میں آنے لگے تو خیالات بھی بدلنے لگے۔ پہلے بھانجیاں، بھتیجیاں خوبیوں والیاں تھیں، اب ان میں کیڑے نظر آنے لگے۔ وہ محبت سے قریب آئیں تو خوشامد نظر آنے لگی۔ ثمرین نازیہ سے بات کرتیں تو ڈھکوسلا دکھائی دینے لگا۔ مختصر یہ کہ دل "ستاروں سے آگے جہاں اور بھی ہیں" کی لے پر جھومنے لگتا۔ ملنے جلنے والیوں سے رشتہ کا ذکر کرتیں تو الفاظ یہ ہوتے "لڑکی خوبصورت ہو، باپ اچھی حیثیت کا ہو، بھائی بھی کماتے ہوں، شریف لوگ ہوں اور جہیز تو بھئی ہر کوئی اپنی بیٹی کو دیتا ہے کوئی ساس سسر کو تھوڑا ہی دیتا ہے، بیٹی استعمال کرتی ہے ماں باپ کا کلیجہ ٹھنڈا ہوتا ہے۔" یعنی در پردہ وہ جتا دیتیں کہ جہیز ضروری ہے۔

ایک دن خالہ کی دور دراز کی رشتے دار ملنے آئیں۔ خالہ نے اس موضوع پر تذکرہ ان کے سامنے کیا۔ وہ بولی "آپا جب اپنے گھروں میں لڑکیاں بیٹھی ہوں تو دور جانے کی کیا ضرورت ہے؟ آپ کی بھانجی ثمینہ اچھی لڑکی ہے اور بہن بہنوئی بھی اچھے ہیں" خالہ تو یہ بات سن کر جل بھن گئیں۔ بولیں "بہن بات کرو تو سوچ کر کرو بے شک ثمینہ بہت اچھی ہے، لیکن خاندان کم تر ہے۔ بہت سفید پوشی ہے۔ میرے بیٹے کی کیا عزت ہوگی۔ ان پر اور بیٹیوں کا بوجھ بھی ہے۔ ایک ہوتی تو داماد کی قدر زیادہ ہوتی۔ جہاں تین داماد ہوں تو کیا خاطر مدارت۔ جب مشکل سے اپنے گھر کا ہی گزارہ ہو تو داماد اور اس کے ماں باپ کی کیا عزت کریں گے۔ بات یہ ہے کہ جب شیراز کا اچھی جگہ رشتہ ہوگا تو تعلقات بھی بڑھیں گے۔ پھر میری بچیوں کے رشتے اچھے آئیں گے۔ صرف آج کا تھوڑا ہی سوچنا ہے کل کا بھی خیال کرنا ہے۔"

رشتے دار خاتون پہلے تو خاموش رہیں پھر بولیں "آپا! ہر کوئی نصیب کا لاتا ہے، نصیب کا کھاتا ہے، باہر کے لوگوں کا کیا معلوم کیسے مزاج کے ہوں، واسطہ پڑنے پر اندازہ ہوتا ہے جبکہ اپنے دیکھے بھالے ہوتے ہیں۔" "رہنے دو بہن اللہ ہی میری خوشیاں پوری کرے گا اور تم سناؤ بچے کیسے ہیں میاں کہاں ہیں"

خالہ نے موضوع بدل دیا۔ دن گزرتے رہے خالہ شدومد سے تلاش میں رہیں۔ اچانک اطلاع ملی کہ خالہ کو "گوہر مقصود" مل گیا ہے۔ خالہ ہر آنے جانے والوں کو بڑھا چڑھا کر بتاتیں اور پھر مہمانوں کے جانے کے بعد ان کے تاثرات پر تبصرے ہوتے کہ فلاں کا دل جل گیا اور فلاں کا منہ بن گیا، سب کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئی ہیں۔

چند دنوں بعد سمدھن کا فون آیا۔ سلام دعا کے بعد بولیں "میرے میکے و سسرال والے بضد ہیں کہ منگنی کی تقریب ضرور ہو۔ ہم لڑکے سے ملنا چاہتے ہیں" خالہ بولیں "بات تو پکی ہو گئی ہے اب شادی پر ہی آئے گا آخر کرایہ وغیرہ خرچ ہوتا ہے اور" سمدھن بات کاٹتے ہوئے بولیں "آپا یہ تو لڑکے لڑکی کی خوشی ہوتی ہے منگنی میں میرے رشتہ دار بھی دیکھ لیں گے۔" خالہ ہامی بھرتے ہوئے بولیں چلیں جیسے آپ کی مرضی۔ ہنسی خوشی تاریخ طے ہوئی اور تیاریاں شروع ہو گئیں۔ لڑکی کا جوڑا، چپل، زیور، چوڑی سب کچھ تیار کر کے ایک دن پہلے ہی لڑکی کے گھر بھجوا دیا، سب کو دعوت نامے دیے گئے، منگنی کا دن آ گیا، صبح سے گھر میں رونق لگی ہوئی تھی، شام کو سب تیار ہو کر ہال کی طرف روانہ ہوئے۔ استقبال ہوا، ہار پھول ڈالے گئے، بوتلوں سے تواضع ہوئی۔ خالہ تو خوشی سے پھولے نہ سما رہی تھیں۔ لڑکی کو اسٹیج پر لا کر بٹھایا گیا۔ خالہ نے قریب جا کر پیشانی پر بوسہ دیا، مگر یہ کیا......؟ لڑکی رومال سے پیشانی صاف کر رہی تھی۔ نیچے نظر گئی تو، ارے...... یہ کون سا جوڑا پہنا ہوا ہے ہم لوگوں نے تو لال رنگ کا جوڑا بھیجا تھا۔" سوالیہ نظروں سے سمدھن کو دیکھا تو وہ بولیں "جو جوڑا آپ نے بھیجا تھا اس کا تو آج کل فیشن ہی نہیں، لال رنگ اور کرن کناری لگے کپڑے تو آجکل گاؤں کی لڑکیاں پسند کرتی ہیں یا کام والی ماسیاں۔ روبی نے وہ جوڑا ماسی کو دے دیا ہے اور بوتیک سے دوسرا جوڑا خرید لیا ہے۔ آخر ہماری بھی کوئی عزت ہے وہ جوڑا کوئی پہننے کے قابل تھا" خالہ پر تو گویا منوں کے حساب سے پانی پڑ گیا۔ تھوڑی دیر بعد دیکھا تو شیراز سسرالی خواتین کے گھیرے میں آتا ہوا نظر آیا۔ "ہائیں ثمرین اور نازیہ کہاں ہیں وہ بھائی کے ساتھ نظر نہیں آ رہیں" لیکن بہنیں تو سب سے پیچھے رہ گئی تھیں۔ مبارک سلامت کے بعد کھانا لگنے کی اطلاع ملی۔ خالہ کھانے کو دیکھ کر دھک رہ گئیں "ہائیں صرف دو نمکین اور ایک میٹھا صرف دو پکوان ہائے اللہ اس سے زیادہ تو غریب لوگ کر لیتے ہیں۔ اب تو ہر جگہ میرا مذاق اڑے گا کہ کیسے لوگوں میں رشتہ کیا ہے۔" ثمرین اور نازیہ بھی بجھے چہروں کے ساتھ کھڑی تھیں گھر لوٹتے ہوئے رات اچھی خاصی دیر ہو گئی۔ خالہ کو ساری رات نیند نہیں آئی "پہناونی کے نام پر دھجی بھی نہ دی اور میں اتنے چاؤ سے جوڑا لے کر گئی تھیں وہ بھی ماسی کو دے دیا۔ ہائے یہ کیا یہ کیسے لوگ ہیں۔" یہ سوچ کر اپنی ہتک پر ان کی آنکھیں بھر آئیں۔ صبح اٹھ کر سب سے پہلے سمدھن کو فون کیا "بہن میں نہیں سمجھتی کہ مجھے تم سے شکایت کرنی چاہئے کہ نہیں، لیکن سچی بات ہے مجھے بہت مایوسی ہوئی۔ کیا کھانے میں دو ہی پکوان ہوتے ہیں۔ لوگ پانچ چھ پکوان رکھتے ہیں اور شیراز کے ماں باپ کی اتنی عزت بھی نہیں کہ پہناونی کے نام پر دوپٹہ اور ٹوپی دے دی جاتی۔ سچ جانو میں اپنے رشتہ داروں میں بہت شرمندہ ہوئی کہ کیسے لوگوں میں رشتہ کیا ہے" سمدھن بولیں "آپا بات یہ ہے کہ یہ سب پرانی رسمیں اور فضول رواج ہیں۔ کھانا دو پکوان ہوں یا چار کھانے سے مطلب ہے نہ کہ گنتی سے۔ رہ گئی بات آپ کے کپڑوں کی تو جو جوڑا آپ لے کر آئی تھیں وہ کس قابل تھا۔

اسے دیکھ کر روبی بولی ممی یہ کیسے لوگ ہیں، اتنے بیک ورڈ، اتنا روئی کہ سمجھانا مشکل ہو گیا، وہ تو منگنی پر تیار ہی نہیں تھی بڑی مشکل سے اسے راضی کیا، یہ تو ہمارا احسان ہے کہ آپ کو بیٹی دی، الٹا آپ ہم سے شکایت کر رہی ہیں۔" یہ کہہ کر کھٹ سے فون رکھ دیا۔ خالہ ہکی بکی رہ گئیں۔ اسی وقت ثمرین پاس آ کر بولی امی کیا ہوا ہے "کیا ہونا ہے برے پھنس گئے ہیں" یہ کہہ کر ساری بات بتائی۔ ثمرین بولی اب تو بات ختم بھی نہیں کر سکتے۔ ساری برادری میں بدنامی ہوگی اگر آئندہ کوئی اور

بات ہوگی تو دیکھیں گے اب خاموش رہیے۔

ناشتہ کرنے کے بعد شیراز صاف ستھرا ہوکر کمرے سے نکلا اور بولا ''امی میں اپنے دوست کی طرف جا رہا ہوں'' خالہ بولیں ''کون سا دوست ہے؟'' اس پر شیراز برا سا منہ بنا کر بولا ''امی مجھ پر پابندی مسلط نہ کریں میں کوئی بچہ تو نہیں کہ اپنے دوستوں کے نام پتے آپ کو بتا کر جاؤں میرا انتظار نہ کیجئے گا'' یہ کہہ کر وہ چلا گیا۔ رات دیر گئے تک وہ آیا۔ خالہ پریشان تو تھیں، لیکن کچھ پوچھ نہ سکیں۔ دوسرے دن بھی اسی طرح ہوا۔ اس کے بعد وہ واپس دوبئی چلا گیا۔

کچھ دنوں بعد سمدھن کا فون آیا۔ خیر خیریت کے بعد بولیں۔ عید آرہی ہے۔ آپ جوڑا تو بھیجیں گی نا۔ لیکن بات یہ ہے کہ روبی اپنی پسند کا جوڑا لے گی۔'' خالہ بولیں ''یہ تو مناسب محسوس نہیں ہوتا کہ سسرال سے آنے والا جوڑا اس طرح رد کیا جائے۔ لڑکیاں تو خوشی سے پہنتی ہیں منگنی والا بھی، سمدھن بات کاٹتے ہوئے بولیں ''جی ہاں آپ درست کہہ رہی ہیں، لیکن معیار اور پسند بھی کچھ اہمیت رکھتی ہے۔ روبی مالدار باپ کی بیٹی ہے اور اونچی سوسائٹی میں اس کا ملنا جلنا ہے۔ اس کا معیار اور پسند اچھی ہے اگر آپ اپنے جیسے لوگوں میں رشتہ کرتیں تو آپ کی تمام باتیں ٹھیک ہوتیں۔ اب ہم لوگ تو اس قدر بیک ورڈ نہیں ہیں۔'' خالہ کو تو گویا پتنگے لگ گئے بولیں ''بی بی بات یہ ہے کہ جب سے منگنی ہوئی ہے تمہیں ہر وقت یہی بات کرتے سنا ہے کہ ہم تمہارے میل کے لوگ نہیں۔ یہی بات تھی تو رشتہ طے ہی کیوں کیا تھا؟ اب بھی وقت ہے میرے خیال میں بات ختم ہی کر دیں تو بہتر ہے۔ تمہارے لئے داماد بہت اور میرے لئے لڑکیاں بہت۔'' سمدھن بولیں ''اس موضوع پر میں روبی کے ابو سے بات کروں گی۔ وہ ایک ہفتہ کے لئے باہر گئے ہیں۔ آئیں گے ہم فیصلہ کر کے جواب دے دیں گے۔'' فون بند کر دیا۔ خالہ یہ بات کر کے ہلکی پھلکی ہو گئیں ''چلو خس کم جہاں پاک'' ہر وقت کا رعب، ہر وقت کے طعنے۔ جان چھٹی اب میں کوئی اور اچھی لڑکی دیکھوں گی۔'' خالہ ابھی لڑکیوں کی تلاش کا سوچ ہی رہی تھیں کہ ایک دن دوبئی سے شیراز کا فون آگیا ''کیسی ہیں امی اور ثمرین، نازیہ اور ابو سب لوگ کیسے ہیں؟ مجھے بہت یاد آرہے ہیں۔ اصل میں بات یہ ہے کہ دو تین دن پہلے میری ملاقات یہاں انکل سے ہوئی۔'' ''ارے کون سے انکل سے'' خالہ بولیں ''روبی کے ابو وہ کسی بزنس ڈیلنگ کے سلسلے میں آئے تھے۔ ان کے ساتھ آنٹی اور روبی بھی تھیں۔ بزنس روبی کے نام سیٹ ہو رہا تھا۔ انکل پریشان تھے کہ روبی یہاں اکیلی کیسی رہے گی۔ انہوں نے مجھ سے بات کی کہ تم نکاح کر لو اور دونوں میاں بیوی یہاں رہ جاؤ۔ مہینہ دو مہینہ بعد وطن آکر دھوم دھام سے ولیمہ کر لینا۔ بزنس میں شوہر کی حیثیت سے میرا 50% حصہ بھی ہے جو کہ جہیز کی جگہ انکل نے دیا۔ روبی سے میری ملاقات ہو چکی تھی بعد میں فون پر بھی رابطہ رہتا تھا۔ میں نے بھی سوچا کہ اس سے اچھی بات کیا ہوگی۔ کل میرا نکاح ہو گیا ہے اور اب ہم دونوں اپنے فلیٹ میں ہیں۔ یہ لیں روبی سے بات کریں۔'' روبی بولی ''آنٹی کیسی ہیں کیسا رہا سرپرائز'' خالہ تو کچھ بھی نہ سن رہی تھیں ان کے دماغ میں سائیں سائیں ہو رہی تھی۔ منہ سے ایک چیخ نکلی اور صوفہ سے گرتی چلی گئیں اور ثمرین نازیہ بھاگ کر آئیں دیکھا ماں بے ہوش ہے۔ پانی کے چھینٹے ڈالے، ہاتھ پاؤں ملے، آوازیں دیں، بڑی مشکل سے خالہ ہوش میں آئیں تو رو پڑیں کہ ''ہائے ہائے نگوڑ ماروں نے میری عمر بھر کی پونجی لوٹ لی۔ ہائے میں کیا کروں گی، ہائے کیسا کاری وار کیا ہے کم بختوں نے اب کیا کروں، اپنی پھول سی بچیاں چھوڑ کر کانٹوں میں جا گھسی، میرا تو کلیجہ تک چھلنی ہو گیا ہے، ہائے اب کیا ہوگا...... ہائے ثمرین تیرا بھائی پرایا ہو گیا، اپنے بھائی سے ہاتھ دھلوا سے تو بیاہ دیا ہے میں نے ہائے ہائے'' ثمرین اور نازیہ بھی پھٹی پھٹی آنکھوں سے سارے ڈرامے کا کلائمکس دیکھ رہی تھیں۔

میری بہنو! اگر انسان اپنی اوقات بھول کر اونچے اور سہانے خواب دیکھنے لگے تو اسے اس انجام کے لئے بھی تیار رہنا چاہئے۔ ایسی منگنی اور شادی، جس کی ابتداء سے انتہا تک صرف دنیاداری، رسم و رواج، خرافات اور اسٹیٹس و اونچی سوسائٹی کا دھیان ہو تو میرے خیال میں اس کا ایسا انجام برا نہیں صحیح ہے ''دور کے ڈھول سہانے''۔

پچھتاوا

اُم محمد احمد

فرح تمہارا روزہ نہیں ہے؟ نہیں ذاکرہ میرا روزہ نہیں ہے دراصل میں رمضان میں روزے رکھ ہی نہیں رہی۔ فرح! تمہیں کیا ہوگیا ہے، تمہیں معلوم ہے کہ جان بوجھ کر ایک روزہ چھوڑنے کا کتنا بڑا گناہ ہے اور تم پورے مہینے روزے نہیں رکھوگی۔ دیکھو ذاکرہ! تمہیں معلوم ہے نہ کہ میں یہ انٹر دوبارہ کر رہی ہوں صرف اس لئے کہ میرا داخلہ میڈیکل میں ہوجائے پچھلی مرتبہ میں صرف اس لئے میڈیکل میں نہ جاسکی کہ میرے سیکنڈ ائیر میں پانچ نمبر کم تھے اور میرے پاس تو کوئی تگڑی سفارش بھی نہیں ہے کہ میں دوبارہ بغیر پڑھے ہی کامیاب ہوجاؤں۔ تمہیں پتا ہے نا کہ ڈاکٹر بننا میرا خواب ہے، رہے روزے وہ میں امتحان سے فارغ ہو کر قضا رکھ لوں گی یا فدیہ دے دوں گی۔

بہت خوب...... فرح! تمہیں کس نے کہہ دیا کہ یہ روزے قضا رکھے جاسکتے ہیں۔ کوئی شخص اگر بیمار ہوجائے اور اتنا بیمار کہ ڈاکٹروں نے بیماری بڑھ جانے کا خطرہ بتایا ہو یا جان کا خطرہ ہو یا سفر میں ہو اس کے لئے حکم ہے کہ وہ قضا روزے رکھے مگر رکھنے ضرور ہیں۔ رہا فدیہ تو ان لوگوں کے لئے ہے جو بہت زیادہ ضعیف ہوں اور امید نہ ہو کہ یہ روزے قضا رکھ سکیں گے یا جان لیوا بیماری ہو ان کے لئے فدیہ ہے۔ مجھ ناقص العقل کو تو اتنا ہی معلوم ہے باقی تم کسی عالم یا مفتی صاحب سے رجوع کر سکتی ہو، مسئلہ معلوم کرو، کیوں گناہ کما رہی ہو؟ اُفوہ...... ذاکرہ ایک تو تم بولنے پر آتی ہو تو نان اسٹاپ بولے چلے جاتی ہو، دیکھو نماز تو میں پانچوں وقت کی پڑھ رہی ہوں بس فجر کی کبھی کبھی چھوٹ جاتی ہے اور یٰسین شریف بھی روز پڑھتی ہوں۔ فرح نے کہا تو ذاکرہ ہنس کر کہنے لگی تو وہ تم ہر امتحان شروع ہونے سے پہلے پڑھنا شروع کر دیتی ہو اور ماشاءاللہ اس دوران تمہاری دعائیں بھی لمبی ہوجاتی ہیں تو فرح شرمندہ سی ہوگئی۔

فرح اور ذاکرہ میں بچپن سے دوستی تھی ایک ہی محلے میں رہتی تھیں۔ ذاکرہ کے گھر کا ماحول دینی تھا ذاکرہ کی والدہ اس وقت انتقال کر گئی تھیں جب ذاکرہ فقط ڈھائی سال کی تھی، دو بڑی بہنیں 15 اور 12 سال کی تھیں انہوں نے ہی ذاکرہ کی دیکھ بھال کی۔ والد نے دوسری شادی نہیں کی اپنے تمام بچوں کو تعلیم دینی مدرسوں میں دلوائی، دونوں بیٹیوں کو قرآن پاک حفظ کروایا اور چاروں بیٹیوں کو ایسے اسکول میں پڑھایا جہاں اسکول کی تعلیم کے ساتھ مدرسہ کی تعلیم بھی تھی۔ ذاکرہ میٹرک کر کے گھر بیٹھ گئی۔ اس کے برعکس فرح کے گھر کا ماحول آزادانہ تھا فرح کا ایک بھائی اور تین بہنیں تھیں۔ بھائی تعلیم مکمل کر کے نوکری کر رہا تھا اور بہنیں ابھی پڑھ رہی تھیں۔ والدین کی طرف سے تعلیم پر کوئی پابندی نہیں تھی۔

فرح کے امتحان مکمل ہوگئے تو اس نے اسکول میں نوکری کر لی رزلٹ آنے تک وہ فارغ بیٹھنا نہیں چاہتی تھی فرح جب بھی ذاکرہ سے ملتی تو یہی کہتی ذاکرہ دعا کرنا اللہ تعالیٰ کرے میرے نمبر اس دفعہ اچھے آجائیں اور میڈیکل میں داخلہ مل جائے۔ بالآخر وہ دن آ ہی گیا جس دن رزلٹ نکلنا تھا۔ فرح کے سارے پیپر کلیئر ہوگئے تھے بس نمبر معلوم کرنا تھے فرح بہت خوش تھی اور پریشان بھی۔

کافی دنوں سے فرح نہیں آرہی تھی ذاکرہ پریشان ہوگئی اپنی بڑی بہن سے اجازت لے کر وہ چھوٹی بہن کے ساتھ فرح کے گھر گئی جو کہ اس کے گھر سے دو گھر آگے تھا۔ ارے یہ کیا یہ فرح اس وقت بیڈ پر۔ خیریت ہے خالہ جان۔ ذاکرہ نے فرح کی امی سے پوچھا۔ ہاں بیٹا ایک ہفتہ ہو گیا ہے رو رو کے بخار چڑھا لیا تھا، آج تو طبیعت بہتر ہے۔ ذاکرہ کی آواز سن کر فرح اٹھ کر بیٹھ گئی، ذاکرہ کے قریب جاتے ہی اس کے گلے لگ کر رونے لگی بس رو روئے ہی جاؤ گی یا کچھ بتاؤ گی بھی۔ ذاکرہ میں پھر میڈیکل میں جانے سے رہ گئی اس دفعہ میں نے کتنی محنت کی تھی پھر بھی پورے تین نمبر کم آئے ہیں اتنی محنت کرنے کے باوجود...... ذاکرہ اس کو تسلی دینے لگی اچانک فرح نے سر اٹھا کر ذاکرہ کو دیکھا اور کہنے لگی یہ مجھے میرے گناہوں کی سزا ملی ہے، تم نے مجھے کتنا سمجھایا تھا کہ روزے مت چھوڑو۔ لیکن تمہاری باتیں میں ایک کان سے سن کر دوسرے کان سے نکال دیتی، کاش میں روزے نہ چھوڑتی میں نے ایک فرض کام چھوڑا تھا یہ اس کی ہی سزا ملی ہے مگر ''اب پچھتاوے کیا ہوت''۔

آپ کی صحت

بچی سوتے میں کپکپانے لگتی ہے:

ہم ڈاکٹر صاحبہ ہمارے ایک رشتہ دار کی چھوٹی بچی ہے، جس کی عمر تقریباً ڈیڑھ سال ہے، اس کے ساتھ مسئلہ یہ ہے کہ وہ بیٹھ نہیں سکتی، ہاتھ پاؤں کو بھی معمولی حرکت دے پاتی ہے، بچی سوتے میں اچانک ٹانگیں کپکپانے لگتی ہیں اور وہ چیخ مار کر اٹھ جاتی ہے۔ گردن جس طرف ہوتی ہے اسی طرف رہتی ہے، لوگ کہتے ہیں اس پر کسی پری کا سایہ ہے۔ ہم نے بہت علاج کرایا، لیکن افاقہ نہیں ہوا، مہربانی فرما کر آپ اس بچی کے لئے کوئی دوائی لکھ دیں۔ (عبیداللہ شاہین۔ تلہ گنگ)

☆ آپ نے بچی کی جو صورتحال لکھی ہے وہ کافی پیچیدہ ہے۔ بچی کو پیدائشی ٹیکے وغیرہ لگے ہیں کہ نہیں؟ بچوں کے کسی ڈاکٹر سے ضرور مکمل چیک اپ کروائیں۔ بچی کی غذا کا خیال رکھیں، دودھ اور دودھ سے بنی غذائیں زیادہ دیں۔ وٹامن ڈی کی کمی سے بھی یہ صورت ہو جاتی ہے۔ زیتون کے تیل سے اچھی طرح مالش کیا کریں۔ دوا میں **Calc. phos** 30 (کلکیریا فاس) اور **Calc. carb 30** (کلکیریا کارب) 2-2 قطرے دن میں تین مرتبہ ایک چمچہ پانی میں ملا کر دیا کریں اس دوا کو کافی لمبے عرصہ تک دینی ہیں۔ بچی پر سائے کا وہم نہ کریں ہاں صبح وشام مسنون دعائیں پڑھ کر پھونک دیا کریں۔

دماغی کمزوری:

ڈاکٹر صاحبہ! میرا مسئلہ یہ ہے کہ مجھے سر میں درد بہت رہتا ہے۔ چکر بھی آتے ہیں، ویسے بھی بہت کمزور ہوں کوئی دوا تجویز کردیں (مہناز ہمشیرہ اسامہ۔ نیاری) میں بی ایس سی کی طالبہ ہوں میرے ساتھ مسئلہ یہ ہے کہ میرے سر میں درد ہوتا ہے۔ اس طرح جیسے سر میں کوئی چیز چبھنے لگتی ہو۔ علاج کرایا، لیکن مکمل افاقہ نہیں ہے۔ اب یوں محسوس ہوتا ہے جیسے سر میں کوئی چیز ہل رہی ہو۔ میں بہت پریشان ہوں ضرور کوئی حل بتایئے۔ (رابعہ سعد۔ لیہ)

☆ آپ دونوں سر درد کے لئے دوا **NAT. MUR 200** (نیٹرم میور) لیا کریں، اس کے ساتھ اگر نظر کمزور ہے تو ضرور چیک کروائیں نظر کی کمزوری سے بھی سر درد کرتا ہے۔ صبح نہار منہ 7 عدد بادام خوب باریک پیس کر کھایا کریں۔ اس کے علاوہ اگر بادام، سونف اور مصری ہم وزن لے کر کوٹ کر رکھ لیں اور وقتاً فوقتاً کھاتی رہا کریں تو یہ بھی کافی فائدہ مند ہوتا ہے۔

بچیاں بستر گیلا کر دیتی ہیں:

ڈاکٹر صاحبہ! میری دو بیٹیاں ہیں ایک کی عمر 7 سال ہے دوسری کی تقریباً پانچ سال ہے۔ یہ دونوں رات سوتے میں بستر گیلا کر دیتی ہیں۔ چھوٹی بیٹی تو روزانہ بستر گیلا کرتی ہے۔ مہربانی فرما کر ان کا علاج بتا دیں۔ (زوجہ اخلاق احمد۔ نیول کالونی)

☆ محترمہ زوجہ اخلاق احمد صاحبہ! بعض اوقات مثانہ کی کمزوری کی وجہ سے بھی بچے بستر پر پیشاب کر دیتے ہیں۔ وہ اپنی حاجت زیادہ دیر روک نہیں پاتے۔ اس کے لئے ایک تو ان کو مغرب کے بعد کم پانی دیا کریں۔ دوسرا رات میں سونے سے پہلے پیشاب کروائیں اور درمیان رات میں بھی اٹھا کر ضرور سے کروائیں۔ اس کے علاوہ جب بچے سے بستر گیلا ہو جائے تو تحمل سے درگزر کر دیں۔ دوسروں کے سامنے بھی بچے کو شرمندہ نہ کریں۔ دوا میں **Benzonic acid** 30 (بیرونک ایسڈ) اور **Causticum**

ڈاکٹر اُمِ مُحمّد

30 (کاسٹیکم) دونوں کے 2-2 قطرے 3 مرتبہ دن میں دیں۔ بچوں کی پیدائش میں وقفہ کے لئے اپنے میاں کو سمجھائیں اور ان سے مناسب تدبیر اختیار کرنے کا بھی کہیں۔

جسم پر خارش:

میری امی صاحبہ کے جسم پر خارش ہوتی ہے، جس کی وجہ سے سارا جسم سرخ ہو جاتا ہے سردیوں میں تو کچھ آرام آ جاتا ہے، لیکن گرمیوں میں بالکل آرام نہیں ہوتا۔ میری والدہ بہت ضعیف ہیں۔ خارش ان سے برداشت نہیں ہوتی۔ دو تین سال ہو گئے پہلے ہاتھوں پر خارش تھی۔ اب پورے جسم پر ہوتی ہے۔ مہربانی فرما کر اس خط کو ردی کی ٹوکری سے بچائیں۔ (بنت محمد عبداللہ وزیرآباد)

☆ بنت محمد عبداللہ صاحبہ! آپ بہنیں مجھے بے فکر ہو کر خط لکھا کریں میرے پاس ردی کی ٹوکری نام کی کوئی چیز نہیں۔ شاید زیادہ وقت لگ جاتا ہے، مگر میری پوری کوشش ہوتی ہے کہ سب کا جواب دوں۔ آپ بھی میرے لئے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مجھے آپ سب کے مسائل حل کرنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ آپ اپنی والدہ کو دوا **Belladona 30** (بیلاڈونا) اور **Apis 30** (ایپس) کی تین خوراکیں 4-4 قطرے ایک چمچہ پانی میں ملا کر دیا کریں۔ ابھی تو گرمیاں گزر گئی ہیں۔ معذرت ان شاء اللہ اگلے سال یہ پریشانی نہیں ہوگی۔ دوا ابھی سے مستقل جاری رکھیں۔

نوٹ

O آپ کی صحت کے سلسلے کی ڈاک عید الفطر کے بعد وصول کی جائے گی۔

O بعض خواتین لکھتی ہیں کہ انہیں میرا ذاتی فون نمبر چاہئے، میں پہلے بھی لکھ چکی ہوں کہ اتوار اور جمعرات کو مغرب تا عشاء فون پر بات ہو سکتی ہے۔ فون نمبر مرکزی دفتر سے مل جائے گا۔ میگزین میں اس نمبر کی اشاعت مناسب نہیں۔ رمضان کا مہینہ چل رہا ہے مجھے بھی اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔

اخت عمر۔ ملتان

☆ اخت عمر۔ ملتان! ان شاء اللہ تعالیٰ اب تک آپ شاید پیا دیس سدھار چکی ہوں گی یا جانے والی ہوں گی۔ میری نیک تمنائیں آپ کے ساتھ ہیں۔ آپ نے جس مسئلے کے بارے میں لکھا ہے اور جتنی تفصیل سے لکھا ہے دل چاہتا ہے اتنی ہی تفصیل سے جواب دوں، مگر ایڈیٹر صاحب کے قلم سے ڈر لگتا ہے۔ آپ کا قد اب بڑھ سکتا ہے، مگر بہت تھوڑا سا کیونکہ لڑکیوں کا قد مینسز آنے سے پہلے پہلے تک بڑھتا ہے پھر بہت مشکل ہو جاتا ہے دوا آپ کو بتا دیتی ہوں۔ استعمال کر کے دیکھیں ان شاء اللہ تعالیٰ تھوڑا بہت فرق ہوگا۔ **Tubercolinum 200** (ٹیوبر کولینم) **Thuja** 200 (تھوجا) **Baryta carb** (برائٹا کارب) ہفتے میں ایک مرتبہ ایک دوا لیں، اگلے ہفتے دوسری دوا سے ایک خوراک، پھر تیسرے ہفتے تیسری دوا سے ایک خوراک لیں۔ یعنی 4 قطرے ایک چمچہ پانی میں ملا کر لیں۔ دوسرا جو مسئلہ لکھا ہے وہ خدانخواستہ برص نہیں ہے بعض لوگوں کی جلد حساس ہوتی ہے تو جہاں جسم پر پھیلاؤ زیادہ ہوتا ہے وہاں جلد پھیلنے کی وجہ سے دھاریاں سی بن جاتی ہیں۔ یہ کوئی خطرناک بات نہیں ہے۔ بعض عورتوں میں بچوں کی پیدائش سے پہلے پیٹ پر بھی دھاریاں سی بن جاتی ہیں۔

بنت جان محمد۔ ٹوبہ ٹیک سنگھ

☆ محترمہ بنت جان محمد صاحبہ! میں بھی آپ کے لئے دل سے دعا گو ہوں۔ اللہ کی ذات سے بے شک کبھی بھی مایوس نہیں ہونا چاہئے دوا میں **ARUM MUR 30** (اورم میور) صبح دوپہر شام تین خوراکیں 3-4 قطرے ایک چمچہ پانی میں لیں۔ اس کے علاوہ ایک مرتبہ صبح ذرا ناشتہ وغیرہ کر کے دوا **Fraxinus AMERICANA** ∅ اس کے 10 قطرے ایک گھونٹ پانی میں ملا کر لیں۔ تیز مرچ مصالحے اور کھٹائی والی چیزوں سے پرہیز کریں۔ یہ دونوں دوائیں ہومیو پیتھک کے اسٹور سے مل جائیں گی۔

نسیم فاطمہ۔ ضلع ساہیوال

☆ نسیم فاطمہ! آپ شاید فکر و تدبر بہت زیادہ کرتی ہیں۔ معدے کی تکلیف زیادہ سوچ بچار سے اکثر ہو جاتی ہے۔ بواسیر کے لئے **Hamamalis 200** (ہیمامیلس) اس کو روزانہ صبح وشام 4-4 قطرے ایک چمچہ پانی میں ملا کر لیں۔ ساتھ ہیں ∅ **Hamamalis** کا مرہم بنا لیں۔ اس طرح کہ اس دوا کے 10 قطرے ایک اونس سادہ ویسلین میں ملا لیں۔ اچھی طرح سے، پھر اس کو اس مقام پر خارجی طور پر استعمال کریں۔ اس کے علاوہ ایک ٹوٹکہ ہے کہ آپ جب بھی استنجا کریں تین مرتبہ پورا لوٹا بھر کر دھوئیں کچھ عرصہ میں خون آنا بند ہو جاتا ہے۔

آپ کا دسترخوان

م بنت شبیر احمد قریشی
بنت قاری محمد رفیق

رمضان کے پکوان

مصالحے دار سموسے:

اشیاء: سموسوں کی پٹیاں **10** عدد۔ آلو آدھا کلو ابلے ہوئے۔ سفید زیرہ **1** چمچہ۔ سوکھا دھنیہ **1** کھانے کا چمچہ۔ پودینے کے پتے **1** مٹھی۔ نمک **1** کھانے کا چمچہ۔ سرخ مرچ **1** کھانے کا چمچہ۔ ہری مرچ **4** عدد درمیان سے کٹی ہوئیں۔ دو عدد لیموؤں کا رس۔ گھی/تیل تلنے کے لئے۔

ترکیب تیاری: آلو چھیل کر چھوٹے ٹکڑوں میں کاٹ لیں۔ کڑاہی میں ایک پکانے کا چمچہ گھی ڈالیں۔ آنچ دھیمی رکھیں۔ گھی میں زیرہ، دھنیہ اور پودینے کے پتے ڈال کر ایک منٹ تک چمچہ چلائیں۔ پھر نمک مرچ، ثابت ہری مرچ اور آلو ڈال کر مکس کر کے بھونیں۔ کم از کم دو منٹ کے بعد اتار لیں۔ اب ہری مرچ نکال دیں اور لیموؤں کا رس شامل کر دیں۔ ذرا ٹھنڈے ہونے پر سموسوں کی پٹیوں میں بھر کر تل لیں۔

بریڈ سینڈوچ:

اشیاء: درمیانی سائز کی ڈبل روٹی کے پیس آٹھ عدد۔ ابلے ہوئے آلو تین عدد۔ کالی مرچ **6-7** عدد پسی ہوئی۔ دھنیہ کٹا ہوا تھوڑا سا۔ ہری مرچ باریک کٹی ہوئی **1** عدد۔ دو عدد لیموؤں کا رس۔ پیاز چھوٹے ٹکڑے کٹے ہوئے **1** عدد۔ ٹماٹر باریک پیس کٹے ہوئے **2** عدد۔ نمک و مرچ حسب ذائقہ۔ بیسن دو پیالی۔ سفید زیرہ پسا ہوا ایک کھانے کا چمچ۔ ہری مرچ باریک گول کٹی ہوئی **1** عدد۔ نمک آدھا کھانے کا چمچ۔ سرخ مرچ **1** کھانے کا چمچ۔ تیل/گھی تلنے کے لئے۔

ترکیب تیاری: ابلے ہوئے آلو کوٹ کر ان میں کالی مرچ، دھنیہ کٹا ہوا، ہری مرچ کٹی ہوئی، لیموؤں کا رس، پیاز و ٹماٹر اور حسب ذائقہ نمک و مرچ مکس کر لیں۔

بیسن میں زیرہ، گول ہری مرچ، نمک اور سرخ مرچ ڈال کر گاڑھا سا پیسٹ بنالیں۔ اب ڈبل روٹی کے تکون شکل میں دو دو پیس کر لیں اور پھر ایک پیس پر آلوؤں کے آمیزے کی تہہ لگا کر اوپر دوسرا پیس رکھ کر ذرا سا دبائیں وہ چپک جائے گا۔ اسی طرح سب پیس تیار کر کے بیسن کے آمیزے میں ڈبو کر تلیں۔ ہلکا براؤن ہونے پر نکالتی جائیں۔

مکسنگ چاٹ

اشیاء: بیسن **1** کپ۔ سفید چنے ابلے ہوئے۔ آلو **1** عدد ابلا ہوا۔ بیکنگ پاؤڈر آدھا کھانے کا چمچ۔ نمک و مرچ آدھا آدھا کھانے کا چمچہ۔ دہی ڈیڑھ پاؤ۔ تیل/گھی تلنے کے لئے۔

ترکیب تیاری: بیسن میں نمک مرچ شامل کر کے گاڑھا سا پیسٹ بنالیں۔ بیکنگ پاؤڈر ڈال کر مزید پانچ منٹ تک مکس کرتی رہیں۔ اس آمیزے کو پلاسٹک کی چھوٹی دودھ والی تھیلی میں ڈال کر ربڑ کی مدد سے تھیلی کا منہ کس کر باندھ دیں۔ کڑاہی میں تیل گرم کریں پھر تھیلی کے نیچے ایک سرے کو تھوڑا سا کاٹ کر تھیلی کو آہستہ آہستہ دبا کر وقفہ سے پیسٹ کڑاہی میں ڈالیں۔ براؤن ہونے پر نکال کر پلیٹ میں ٹھنڈا ہونے کے لئے رکھ دیں۔

اب ایک پیالے میں **1** کپ پانی ڈال کر دہی ملا کر اتنا پھینٹیں کہ وہ یکجان ہو کر لسی سی بن جائے، پھر اس میں دہی بڑیاں، چنے اور آلو کے چھوٹے چھوٹے پیس کاٹ کر ڈال دیں۔ چاہیں تو لچھے دار پیاز، ٹماٹر اور ہری مرچ، دھنیہ و پودینہ بھی شامل کر دیں مکس چاٹ تیار ہے، افطاری کے لئے پیش کریں۔

آلو کے کباب:

اشیاء: آلو ابلے ہوئے آدھا کلو۔ ہری مرچ **3** عدد باریک کٹی ہوئی۔ انار دانہ دو کھانے کے چمچ۔ دھنیا چند پتیاں۔ لہسن پسے ہوئے۔ نمک مرچ حسب خواہش۔ بیسن دو کپ۔ سفید زیرہ آدھا کھانے کا چمچہ۔ سوکھا دھنیہ موٹا کوٹا ہوا آدھا کھانے کا چمچہ۔ گرم مصالحہ آدھا کھانے کا چمچ، پسا ہوا۔ نمک و مرچ آدھا آدھا کھانے کا چمچہ۔ تیل/گھی تلنے کے لئے۔

ترکیب تیاری: بیسن میں آدھا آدھا چمچ نمک مرچ، زیرہ اور سوکھا دھنیہ ملا کر گاڑھا سا آمیزہ بنالیں۔ خیال رہے آلو زیادہ نرم نہ ہوں۔ آلوؤں کو پیس لیں۔ ساتھ لہسن، ہری مرچ، ہرا دھنیہ، انار دانہ، گرم مصالحہ اور حسب خواہش نمک مرچ ڈال کر مکس کرنے کے بعد کباب کی طرح ٹکیاں یا لمبی رول کی طرح بنا کر بیسن کے آمیزے میں ڈبو کر تلتی جائیں۔ سب تلنے کے بعد آپ انہیں افطاری میں استعمال کریں یا سحری کے وقت کھائیں۔

پنیر بنانے کے طریقے:

اجزاء: دودھ دو سیر خالص، دہی ایک پاؤ (جو کہ تازہ ہونا چاہئے) کھٹے یا باسی دہی سے ذائقہ خراب ہو جائے گا۔ نمک چائے کی آدھی چمچی۔

ترکیب: دودھ کو ابلنے کے لئے چڑھا دیں اور ابال کر اتار لیں۔ جب ٹھنڈا ہو جائے تو اس میں نمک ڈال دیں اور پھر سے چولہے پر چڑھا دیں۔ جب خوب کھول کر جوش آنے لگے تو اس میں دہی کو خوب پھینٹ کر ڈال دیں۔ ایک دو جوش دلائیں اور اتار لیں۔ پھر فوراً اسے ایک موٹے کپڑے میں ڈال دیں اور پانی نچوڑنے کے لئے لٹکا دیں۔ باندھیں اس طریقے سے کہ گول پیڑے کی شکل کا بن جائے۔ کوئی دو گھنٹے کے بعد کپڑے کو کھولیں اور اس کو ریفریجریٹر میں ٹھنڈا ہونے کے لئے رکھ دیں۔ یہ پنیر بہت مزیدار ہوگا۔ آپ اس کو ناشتہ میں یا شام کی چائے کے لئے مختلف چیزوں میں استعمال کر سکتے ہیں۔

خوشخبری خوشخبری خوشخبری خوشخبری خوشخبری خوشخبری خوشخبری خوشخبری

حضرت اقدس حضرت مولانا مفتی رشید احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا جدید رسالہ

نماز میں خواتین کی غفلتیں

شائع ہو چکا ہے' جس میں حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ نے خواتین کی نماز میں پیش آنی والی غفلتوں پر تنبیہ فرمائی ہے' مثلاً یہ کہ اذان کا احترام نہ کرنا' نماز پڑھنے میں تاخیر کرنا' پاکی کے بعد فوراً نماز شروع نہ کرنا' چلّہ پورا ہونے کا انتظار کرنا' باریک لباس اور دوپٹے میں نماز پڑھنا' نماز میں ہاتھ اور بال کھلے رکھنا' نماز میں ہاتھوں کو حرکت دینا وغیرہ۔ خواتین کو چاہئے کہ وہ اپنی نمازوں کا جائزہ لیکر دیکھیں' اگر ان میں سے کوئی غفلت ان کے اندر ہو تو اسکو دور کرنے کی کوشش کریں۔

نوٹ ضرب مومن کے دفتر سے بھی حاصل کر سکتے ہیں۔

ناشر۔ کتاب گھر...... ناظم آباد' کراچی 75600

زیرِ لب

دنیا کو مٹا کے رکھ دوں گا:

ایک لڑکا دوسرے سے: میں دنیا کو مٹا کر رکھ دوں گا۔

دوسرا: میں تمہیں ربر ہی نہیں دوں گا۔

راستہ اور راستی:

استاد شاگرد سے: راستے کے معنی بتاؤ؟

شاگرد: جس پر لوگ چلتے ہوں۔

استاد دوسرے شاگرد سے: تم راستی کے معنی بتاؤ؟

شاگرد: جناب جس پر عورتیں چلتی ہوں۔

مصروفیت:

بیوروکریٹ: سیکریٹری! میرا پین کہا ہے؟

سیکریٹری: سر! وہ آپ کے کان پر لگا ہوا ہے۔

بیوروکریٹ: احمق! تمہیں معلوم نہیں میں کتنا مصروف آدمی ہوں۔ میرا وقت کتنا قیمتی ہے۔ میں کہاں تلاش کرتا پھروں گا؟ سیدھی طرح بتاؤ...... دائیں کان پر ہے یا بائیں کان پر؟

سعادت مند:

ننھے جمی کا اسکول میں پہلا دن تھا۔ چھٹی کے وقت سب بچے گھر جانے کے لئے گاڑیوں میں بیٹھ چکے تھے، لیکن جمی وین میں بیٹھنے کے لئے تیار نہیں تھا۔ کیا تم گھر نہیں جاؤ گے جمی؟ ٹیچر نے حیرت سے پوچھا۔ ممی کہہ رہی تھی اب مجھے کم از کم دس بارہ سال اسکول میں گزارنے پڑیں گے۔ جمی نے جواب دیا۔

تشخیص:

مریض نے ایک نوآموز ڈاکٹر سے پوچھا ڈاکٹر صاحب! آخر مجھے کیا بیماری ہے؟

ڈاکٹر: کیا آپ کو پہلے بھی کبھی ایسی تکلیف محسوس ہوئی ہے؟

مریض: جی ہاں! بس تو یوں سمجھئے کہ وہی بیماری آپ کو دوبارہ ہوگئی ہے۔ (ام وقار عاصم حیدری، ام ابرار عاصم، اخت ابرار عاصم، بنت فلک شیر، المدینہ کالونی احمد پور سیال)

ماہِ صیام

ہے ماہ صیام اور مہربان خدا
کر اعمال نیک اور شکر اس کا بجالا
گر سجدے میں قلبِ بینا لئے ہوئے
ہو کر شرمسار گناہوں پہ اشکِ ندامت بہا

(سین تاج)

نظمیں اور مضامین بھیجنے والی قاریات

روزینہ (روزی) لاہور۔ م، ھ پنڈی بھٹیاں۔ اخت مولوی ابوبکر، پشاور۔ اہلیہ آزاد بھٹی، تلہ گنگ۔ بنت نذیر نمبردار، گوجرانوالہ۔ سیدہ انجم، ناظم آباد کراچی۔ ع، عزیز، کراچی۔ سیدہ زائرہ عابدی۔ بنت نصر اللہ، رحیم یار خان۔ امید افشاں صغیر، فیصل آباد۔ نازیہ ارشد، حویلی لکھا۔ بنت محمد زبیر شائق۔ بنت محمد عمر، فائن ہاؤس کراچی۔ فاطمہ اسد، ملتان۔ بنت طارق، لاہور۔ اخت ادریس۔ ام عمار، لالیاں۔ سمیہ اسلام، لاہور۔ ام صہیب، کراچی۔ ام ضیاء۔ بنت ابراہیم صدیقی۔ اہلیہ کلیم، کٹاریاں راولپنڈی۔ بنت عبدالخالق، راولپنڈی۔ مسز مجیب الرحمٰن۔ بنت مسکیں علی، سرائے صالح۔ بنت معین الدین، حیدرآباد۔ بنت محمد حبیب اللہ۔ اہلیہ ڈاکٹر رفیع، سرگودھا۔ حبیبہ بنت عبداللہ، لاہور۔ زوجہ حسین۔ اہلیہ سید قمر علی شاہ شیرازی۔ بنت احمد۔ حمیرا امجید، عزیز آباد کراچی۔ صابرہ رفیق بلوچ، ملیر کراچی۔ مسرت خورشیدہ، آزاد کشمیر۔ بنت بشیر احمد، وسندے والی مظفر گڑھ۔ بنت بشیر احمد اعوان، سرگودھا۔ اخت احسان اللہ خالد فاروقی شہیدؒ، گوجرانوالہ۔ بنت فضل غنی، کاٹلنگ مردان۔ عاصمہ زوجہ محمد امین۔ ص زوجہ محمد عامر۔ سلیمہ اختر، دستگیر کراچی۔ زوجہ قیصر شہزاد۔ ہمشیرہ طفیل نور، ٹل شہر۔ زوجہ قاری محمد عبداللہ، فیصل آباد۔ اہلیہ امجد بیگ، لاہور۔ خادمہ مدرسہ فاطمہ الزہراللبنات، شادی پلو سندھ۔ ہمشیرہ عارف۔ ثمینہ بنت عبیداللہ کمبوہ، رحیم یار خان۔ زوبیہ قمرالدین، کراچی۔ ہمشیرہ سیف احمد خان۔ زکیہ یاسمین بنت محمد اکرم، میانہ گوندل۔ عائشہ خورشید۔ بنت ماسٹر شیر محمد، سلاں والی سرگودھا۔ جناب شفاعت ندمانی صاحب کا مضمون "ساس ہے تو گھر میں مٹھاس ہے" موصول ہوا۔

AL-NISAR JEWELLERS
النثار جیولرز
SHOP # A-19 BAZAR-E-FAISAL KARIMABAD
FEDERAL 'B' AREA, KARACHI.
PHONE NO: 6322614 - 6328750
SHOP # 1 MOTIWALA ARCADE, TARIQ ROAD
KARACHI. OPP. MADINA MASJID.
PHONE NO. 4535860
علماء کرام کیلئے خصوصی رعایت

بقیہ: صدیق کی بیٹی صدیقہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا

حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کا زمانہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی زندگی کا اخیر زمانہ ہے۔ اس وقت ان کی عمر سرسٹھ برس کی تھی۔ ۵۸ھ میں رمضان کے مہینے میں بیمار پڑیں چند روز علیل رہی، کوئی خیریت پوچھتا فرماتیں "اچھی ہوں" جو لوگ عیادت کو آتے بشارت دیتے تو آپ فرماتیں "اے کاش میں پتھر ہوتی، اے کاش میں کسی جنگل کی جڑی بوٹی ہوتی، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اجازت چاہی تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی تامل ہوا کہ وہ تعریف نہ کرنے لگیں، بھانجوں نے سفارش کی تو اجازت دے دی۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا آپ کا نام ازل سے ام المؤمنین تھا، آپ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے محبوب بیوی تھیں، رفقاء سے ملنے میں اب آپ کو اتنا ہی وقفہ باقی ہے کہ روح بدن سے پرواز کر جائے۔ خدا نے آپ ہی کے ذریعے تیمم کی اجازت عطا فرمائی۔ آپ کی شان میں قرآن پاک کی آیتیں نازل ہوئیں جواب ہر محراب و مسجد میں شب و روز پڑھی جاتی ہیں" فرمایا ابن عباس مجھے اس تعریف سے معاف رکھو مجھے یہ پسند تھا کہ میں معدوم محض ہوتی۔

وفات: رمضان کی سترہ تاریخ مطابق ۱۳ جون ۶۷۸ء تھی کہ نماز وتر کے بعد شب کے وقت وفات پائی۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ان دنوں مدینہ کے قائم مقام حاکم تھے۔ انہوں نے جنازہ کی نماز پڑھائی قاسم بن محمد ابن ابی بکر، عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن ابی بکر، عبداللہ بن عتیق، عروہ بن زبیر اور عبداللہ بن زبیر، بھتیجوں اور بھانجوں نے قبر میں اتارا اور حسب وصیت جنت البقیع میں مدفون ہوئیں۔ اللہ تعالیٰ ان پر اپنی ہزار رحمتیں نازل فرمائیں۔ (آمین)

100% خالص
جس نے ملاوٹ کی وہ ہم میں سے نہیں (الحدیث)

PURE Pak شہد
ہو جائے خالص.....
ملک بھر سے ڈسٹری بیوشن کیلئے رابطہ کریں
اعتماد آپکا معیار ہمارا
الحمد
سیکنڈ فلور 8-A لارنس روڈ نزد ٹیکس فری پلازہ لاہور
Tel: 042-6307875
Mob:0333-4516697,
0333-4516698

بے پردگی سے پردے کی طرف

زندگی کے قیمتی لمحات کی قدر کیجئے

الحمد للہ! میرا تعلق ایک دیندار گھرانے سے ہے اور ہمارا گھرانہ پورے خاندان میں دیندار سمجھا جاتا ہے، کمی ہے تو صرف شرعی پردے کی۔ شکر خداوندی ہے کہ ہمارا گھرانہ شرک وبدعات سے محفوظ ہے۔ میں بی اے پارٹ ون کے امتحان سے فارغ ہوئی تھی کہ میری بہن کی دوست نے مجھے ایک ٹیلیفون آپریٹر کی نوکری کا بتایا، میں تیار ہوگئی اور نوکری شروع کردی چونکہ میں صرف اسکارف کا نقاب کرتی تھی، لیکن یہاں پر میں نے نقاب کی بڑی چادر پورا وقت اوڑھنی شروع کردی۔ پردہ تو میں کرتی تھی، لیکن شرعی پردے کا بالکل علم نہ تھا۔ اس کی وجہ یہ نہ تھی کہ میرے خاندان میں (شرعی) پردے کا تصور نہ تھا بلکہ میں اسے نانیوں اور دادیوں تک محدود سمجھتی تھی۔ اس کا ثبوت یہ بات بنی کہ جب دادا جان افغانستان کی اسلامی حکومت کے بارے میں فخر سے بتاتے تھے تو میرا اول تصور میں اور حیرت میں پڑ جاتا کہ اس جدیدیت اور بے راہ روی کے دور میں بھی کوئی ایسی ریاست ہے اور مجھے بہت خوشی بھی ہوتی۔ نوکری کے دوران مختلف خواتین سے بات چیت ہوتی رہتی، ان ہی میں ایک خاتون سے میری ملاقات ہوئی۔ نجانے کیوں ان کی باتوں سے میرے دل کی عجیب حالت ہوجاتی تھی، ان کی سچائی اور خلوص سے بھرپور باتوں نے میری ہدایت کا سامان فراہم کردیا وہ مجھے ہفت روزہ ''ضرب مومن''، روزنامہ ''اسلام''، ''شرعی پردہ'' اور ''اللہ کے باغی مسلمان'' دے کر گئیں، میں نے جب سے یہ اخبار اور کتابیں پڑھنا شروع کیں یقین کیجئے میرے دل کی دنیا بدل گئی۔ میں نے پکا ارادہ کرلیا شرعی پردے کا اور کوشش بھی شروع کردی، اپنی تمام تصاویر جلادیں اور مخلوط تقریبات کا بائیکاٹ کردیا حالانکہ مجھے ان تمام چیزوں کا بہت شوق تھا، لیکن ''ہمت مرداں مدد خدا'' والی بات ہوئی اور میری راہیں خود بخود کھل گئیں، اس کے بعد رمضان المبارک آگیا اور میں نے اعتکاف میں بیٹھنے کا ارادہ کیا اور خوب دعائیں مانگیں، اپنے صبر اور استقامت کے لئے۔ اسی دوران ضرب مومن میں ''باب العبر'' میں ایک نوعمر بچے کا T.V توڑنے کا واقعہ پڑھا تو میں نے بھی پکا ارادہ کرلیا، اپنے گھر کے TV کو

ہمشیرہ سیف احمد خان

توڑنے کا۔ اللہ تعالیٰ نے میرا ساتھ دیا اور میں نے خود اپنے ہاتھوں سے اس TV کو توڑ دیا۔ توڑنے سے پہلے بہت سے لوگوں نے مخالفت کی اور مجھے جذباتی کہا لیکن میں نے اور میرے چھوٹے بھائی نے مل کر اس کا خاتمہ کردیا، میرے پردے اور T.V کی خبر پورے خاندان میں جنگل کی آگ کی طرح پھیل گئی۔ کچھ نے سراہا اور کچھ نے طالبان کا ایجنٹ قرار دیا اور کسی نے وقتی ابال کہہ کر مذاق اڑایا۔

اب میں نے نوکری بالکل چھوڑ دی ہے، دل کو مکمل سکون ہے۔ میرے گھر کے ماحول کو دیکھ کر سب یہی کہتے ہیں کہ تم لوگ T.V کے بغیر زندگی کیسے گزار لیتے ہو۔ پردہ کرنے کے بعد میرا سب سے بڑا امتحان بہن کے نکاح میں شرکت تھی جو کہ میں نے نہیں کی، لیکن آج میری بہن کے سسرال والے میری بہت عزت کرتے ہیں۔ اس میں میرے والدین نے بھی بہت اہم کردار ادا کیا۔ میرے والد چونکہ معاش کے سلسلے میں مدینہ منورہ میں تھے۔ ان کو میری اس تبدیلی پر بہت خوشی ہوئی اور میرے مولا کو نجانے ان کی کون سے ادا پسند آئی کہ میرے والد کا انتقال وہیں ہوا اور وہ جنت البقیع میں دفن ہوئے، جو کسی سعادت سے کم نہیں۔

آج میں بہت خوش ہوں کہ میرے دو بھائی حفظ کررہے ہیں اور بڑے بھائی بھی ایک سلجھے ہوئے دیندار انسان ہیں نہ ہم دنیا سے کٹے، نہ رشتے داروں سے بلکہ اب یہ چیزیں آگے پیچھے پھرتی ہیں۔ آخر میں میں اپنی ان تمام بہنوں کو خاص کر وہ جو اسکول، کالج اور یونیورسٹی میں ہیں، کہوں گی کہ پردہ کہیں رکاوٹ نہیں بنتا بلکہ احساس تفخر پیدا کرتا ہے۔ اگر آپ کرنا چاہتی ہیں تو دل سے دعا مانگیں اور کسی باعمل عالم سے اصلاحی رابطہ کیجئے اور اپنی کوشش جاری رکھئے، ضرور باری تعالیٰ آپ کی مدد کریں گے۔ خاص طور پر میں اپنی نوجوان بہنوں سے یہ کہنا چاہوں گی کہ یہ نوعمری کی عمر ہی ایسی ہوتی ہے کہ اس میں ہمیں ہر چمکتی ہوئی چیز سونا نظر آتی ہے اور ہر نصیحت مصیبت لگتی ہے اور یہ بات ہمیں جب سمجھ میں آتی ہے جب وقت ہمارے ہاتھ سے گزر چکا ہوتا ہے اور ہمارے بس میں سوائے کفِ افسوس ملنے کے کچھ نہیں رہتا ہے۔

ہر بدھ کو روزنامہ اسلام کے ساتھ شائع ہوتا ہے

خواتین کا اسلام

88

بدھ 26 رمضان 1425ھ مطابق 10 نومبر 2004ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

درسِ قرآن و حدیث

جھوٹی گواہی

مولانا محمد اسلم شیخوپوری

جھوٹی گواہی بڑا گناہ ہے، اس کا اندازہ اس امر سے لگایا جا سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں جہاں بتوں کی پرستش سے بچنے کا حکم دیا ہے وہیں جھوٹی گواہی سے بھی بچنے کا حکم دیا ہے۔ سورۃ الحج میں ہے ''پس تم گندگی سے بچو جو کہ بت ہیں اور جھوٹی گواہی سے بچو۔''

امام ذہبی رحمہ اللہ جنہوں نے کبیرہ گناہوں کے بارے میں ''الکبائر'' کے نام سے کتاب لکھی ہے، جس میں کتاب وسنت کی روشنی میں کبائر کی قباحت اور عقل ونقل کے اعتبار سے ان کے مفاسد اور نقصانات بیان کیے ہیں وہ ''شہادتِ زور'' یعنی جھوٹی گواہی کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ جھوٹی گواہی دینے والا شخص ایک وقت میں متعدد بڑے گناہوں کا ارتکاب کرتا ہے۔

۱۔ وہ جھوٹ اور افتراء کا مرتکب ہوتا ہے۔

۲۔ وہ جس کے خلاف جھوٹی گواہی دیتا ہے اس پر ظلم کرتا ہے کہ اپنی گواہی کی بناء پر اسے مال، عزت یہاں تک کہ بعض اوقات جان سے بھی محروم کر دیتا ہے۔

۳۔ جس کے حق میں وہ جھوٹی گواہی دیتا ہے اس پر بھی وہ ظلم کرتا ہے کیونکہ اسے مال، زمین یا مکان وغیرہ جو کچھ عدالت کی طرف سے ملتا ہے وہ اسی جھوٹی گواہی کی بناء پر ملتا ہے اور اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ حدیث صادق آتی ہے جس میں آپ فرماتے ہیں کہ ''(جھوٹی گواہی کی وجہ سے) میں نے جس شخص کے لئے ناحق اس کے بھائی کے مال میں سے کچھ کا فیصلہ کر دیا اسے چاہئے کہ وہ خود ہی لینے سے انکار کر دے کیونکہ میں نے اس کے لئے آگ کے ایک ٹکڑے کا فیصلہ کیا ہے۔''

۴۔ جھوٹا گواہ ایسی چیز کو مباح کرنے کا جرم کرتا ہے جسے اللہ تعالیٰ نے حرام کیا ہے۔

ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی جھوٹی گواہی کو بہت بڑا گناہ قرار دیا ہے اور اس کی قباحت بیان کرنے کے لئے آپ نے ایسا پیرایۂ بیان اختیار فرمایا جو دل میں اتر جانے والا اور انتہائی مؤثر ہے، صحیح بخاری میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''کیا میں تمہیں کبیرہ گناہوں میں سے سب سے بڑے کبیرہ کے بارے میں نہ بتاؤں؟ صحابہ نے عرض کیا ''یارسول اللہ! ضرور بتائیے، آپ نے فرمایا ''اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرانا، والدین کی نافرمانی کرنا (یہ فرماتے ہوئے آپ ٹیک لگائے ہوئے تھے پھر آپ سیدھے ہو کر بیٹھ گئے اور آپ نے فرمایا) سن لو! اور جھوٹی گواہی دینا، آپ یہ الفاظ بار بار دہراتے رہے یہاں تک کہ ہم (آپ کی تکلیف کو دیکھتے ہوئے) سوچنے لگے کہ کاش آپ خاموش ہو جاتے۔''

اندازہ کیجئے کہ یوں تو آپ نے شرک اور والدین کی نافرمانی کو بھی کبیرہ گناہوں میں سے شمار کیا، مگر جس گناہ کی آپ نے سب سے زیادہ مذمت فرمائی وہ گناہ، جھوٹی گواہی تھا۔

بخاری اور مسلم میں ایک دوسری روایت بھی ہے، جس میں آپ نے اس گناہ کو شرک کے ساتھ ذکر فرمایا ہے، حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کبائر کے بارے میں سوال کیا گیا کہ کون کون سے ہیں تو آپ نے فرمایا ''اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانا، والدین کی نافرمانی کرنا، کسی جان کو ناحق قتل کرنا اور جھوٹی گواہی دینا۔''

جن لوگوں کو جھوٹی گواہی کی عادت پڑ جاتی ہے وہ صوم وصلوٰۃ کی بھی پرواہ نہیں کرتے، نماز روزے کا اہتمام بھی کرتے ہیں اور دوسرے گناہوں کے علاوہ جھوٹی گواہی کے بھی مرتکب ہوتے رہتے ہیں، ایسے لوگوں کی عبادات بے جان ہوتی ہیں اگر وہ جاندار ہوتیں اور انہیں ساری شرائط اور آداب ملحوظ رکھتے ہوئے ادا کیا گیا ہوتا تو وہ یقیناً کذب واتہام سے باز آجاتے۔ ایسے ہی لوگوں کے بارے میں آپ نے فرمایا ''جو شخص جھوٹی بات اور اس پر عمل کرنا نہیں چھوڑتا، اللہ کو اس کے کھانا پینا چھوڑنے (اور روزہ رکھنے) کی کوئی ضرورت نہیں۔'' (بخاری ومسلم)

روزے کا مقصد تقویٰ ہے یعنی دل میں اللہ کا ایسا ڈر پیدا ہو جانا جس کی وجہ سے گناہ کو چھوڑنا آسان ہو جائے، روزوں کی وجہ سے گناہ چھوڑنے کی مشق ہو جاتی ہے، جو شخص محض اللہ کے ڈر سے اور اس کی رضا کے لئے صبح سے شام تک اپنے زورِ بازو سے کمائی ہوئی حلال روزی کے قریب نہیں جاتا اس سے امید کرنی چاہئے کہ وہ نہ دوسروں کے حقوق پر ڈاکہ ڈالے گا، نہ ظلم کرے گا، نہ حرام کو حلال کرے گا اور نہ ہی جھوٹ بولے گا، جب وہ روزہ رکھنے کے ساتھ یہ سارے جرائم بھی کرتا جاتا ہے تو اس پر یہ مثال صادق آتی ہے کہ ''گڑ کھائیں اور گلگلوں سے پرہیز کریں'' صرف بھوکا پیاسا رہنا تو کوئی کمال نہیں جب کہ گناہوں سے بچنے کا کوئی اہتمام ہی نہ ہو، نہ زبان کی حفاظت، نہ نگاہوں کی، نہ پیٹ کی اور نہ زبان کی۔

یہاں ایک اور حدیث سن لیجئے جس سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دقتِ نظر کا بھی اندازہ ہوتا ہے آپ نے دیکھا یا سنا ہوگا کہ بعض خواتین اپنی سوکن یا پڑوسن کو جلانے اور پریشان کرنے کے لئے جھوٹ موٹ کہہ دیتی ہیں کہ مجھے میرے شوہر نے اتنے زیور، جوڑے یا سامان لا کر دیا ہے، حالانکہ اس نے کچھ بھی نہیں دیا ہوتا یا جتنا وہ بتا رہی ہے اس سے کم دیا ہوتا ہے مگر اسے تو اپنی برتری ثابت کرنی ہوتی ہے۔ اس لئے وہ جھوٹ بولنے سے بھی دریغ نہیں کرتی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خواتین کو ایسا کرنے سے منع فرمایا ہے، بخاری میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک عورت نے عرض کیا یارسول اللہ! میں (لوگوں سے کہتی ہوں کہ) مجھے میرے شوہر نے فلاں سامان دیا ہے حالانکہ اس نے نہیں دیا ہوتا؟ (تو اس کا کیا حکم ہے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''جسے ایک چیز نہ دی گئی ہو وہ اگر ظاہر کرے کہ مجھے دی گئی ہے تو وہ ایسے ہوگا جیسے جھوٹ کے دو کپڑے پہننے والا، جھوٹ کا لباس پہننے والے سے مراد وہ شخص ہو سکتا ہے جو اپنے آپ کو نیک ظاہر کرے حالانکہ وہ نیک نہ ہو۔ ایک طرف ان احادیث کا مطالعہ کیجئے دوسری طرف اپنی انفرادی اور اجتماعی زندگی کا جائزہ لیجئے، ہماری زندگی کا کون سا شعبہ ہے جو جھوٹ سے بچا ہوا ہے بالخصوص ہماری عدالتوں میں روزانہ نہ معلوم کتنی جھوٹی گواہیاں دی جاتی ہیں، کتنوں کی عزت برباد ہوتی ہے، کتنوں کو ان کے مال ومتاع سے محروم کیا جاتا اور کتنوں کا ناحق خون بہایا جاتا ہے۔

مسنون دعاء

(۱) رَبِّ اغْفِرْلِیْ وَ تُبْ عَلَیَّ اِنَّکَ اَنْتَ التَّوَّابُ الْغَفُوْر (جامع ترمذی)

اے میرے پروردگار مجھے معاف فرمادے، مجھے بخش دے، بے شک تو بہت ہی عنایت فرمانے والا اور بہت ہی بخشنے والا ہے۔

(۲) اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنَ الَّذِیْنَ اِذَا اَحْسَنُوْا اِسْتَبْشَرُوْا وَاِذَا اَسَاءُوْا اَسْتَغْفِرُوْا (ابن ماجه)

اے اللہ مجھے ان بندیوں میں سے کردے جو نیکی کریں تو خوش ہوں اور ان سے جب کوئی غلطی سرزد ہو جائے تو تیرے حضور استغفار کریں۔

اسلامی معاشرے میں خاندان کی بنیادیں 3

میاں بیوی کے اختلاف کا حل:

ایک چار دیواری میں رہتے ہوئے افراد خانہ خصوصاً میاں بیوی میں اختلاف ہونا کوئی انہونی بات نہیں۔ اختلاف کے مختلف اسباب ہو سکتے ہیں۔ مزاج اور طبیعت کا اختلاف، ذاتی پسند ناپسند کا اختلاف، خاندان میں رشتوں ناتوں سے متعلق اختلاف...... یوں اگر اختلافات کی فہرست بنانے لگیں تو کافی طویل ہو جائے گی۔ سمجھ دار میاں بیوی اس طرح کے اختلاف کو کبھی ایک حد سے آگے نہیں بڑھنے دیتے، کوشش کی جاتی ہے کہ جتنی جلدی ممکن ہو اس اختلاف کو ختم کرلیا جائے۔ لیکن کبھی یوں ہوتا ہے کہ نادانستہ طور پر یا نادانی میں معمولی رنجش کسی بڑے حادثے کا سبب بن جاتی ہے۔ موجودہ مشینی دور نے انسان کے اعصاب پر بہت برا اثر ڈالا ہے، صبر و ہمت اور برداشت کی کیفیات کم ہوگئی ہیں اور ہیجان خیزی زیادہ ہوگئی ہے۔ میڈیا نے بھی انسانی تخیلات کی تبدیلی میں اپنا کردار ادا کیا ہے۔ میڈیا نے عورت کو ''خاتون خانہ'' کے روپ میں نہیں بلکہ مرد کی ''محبوبہ'' کی شکل میں پیش کیا ہے، ایسی محبوبہ جو حُسنِ صورت کے اعتبار سے قلوپطرہ ہو، چناں چہ جب ایک نوجوان میڈیا کی پیش کردہ عورت کو خوابوں اور خیالوں میں بسائے نئی زندگی کا آغاز کرتا ہے اور اس کا سابقہ خیالوں میں بسائی گئی دلہن سے نہیں ہوتا تو دل و دماغ میں نفرت پیدا ہوتی ہے جو بالآخر طلاق پر ختم ہوتی ہے۔ طلاق صرف دو افراد کے درمیان تفریق نہیں کرتی بلکہ اس سے پورا خاندان متاثر ہوتا ہے۔ ان متاثرین میں اولاد، والدین اور عزیز و اقارب شامل ہوتے ہیں۔

میاں بیوی کے اختلافات کے سلسلے میں میں قرآن و حدیث اور سیرت کا مطالعہ کیا جائے اور ممکنہ حل تلاش کیے جائیں تو نظر آئے گا کہ اسلام ''خاندان'' کے ادارے کو حتی الامکان بچانے کی کوشش کرتا ہے۔ زیادتی مرد کی طرف سے ہو یا عورت کی طرف سے دونوں کے لئے ہمیں قرآن مجید نے ایک بہترین راہ عمل دے دی ہے جس پر چل کر آپس کے اختلافات کو رفع کیا جاسکتا ہے۔ چناں چہ قرآن مجید میں ہے:

اور جن کی بدخوئی کا تمہیں ڈر ہو تو تم ان کو سمجھاؤ اور جدا کرو سونے میں، پھر اگر کہا مانیں تو ان پر الزام لگانے کے راستے تلاش نہ کرو بے شک اللہ ہے سب سے اوپر بڑا۔ اور اگر تم ڈرو کہ وہ آپس میں ضد رکھتے ہیں تو ان دونوں کے درمیان ایک حَکَم مقرر کرو، ایک مرد کے گھر والوں میں سے ایک عورت کے گھر والوں میں سے، اگر یہ دونوں چاہیں تو صلح کرادیں تو اللہ تعالیٰ موافقت کرے گا ان دونوں کے مابین بے شک اللہ سب کچھ جاننے والا خبر رکھنے والا ہے (النساء:۳۴،۳۵)

آیات بالا میں غور و فکر کرنے سے معلوم ہوا کہ اختلاف کو رفع کرنے کے چار درجے ہیں۔

اولاً: شوہر اپنی بیوی کو زبانی طور پر سمجھائے اور کوشش کرے کہ معاملہ آگے بڑھنے سے پہلے ختم ہو جائے۔

ثانیاً: بیوی اگر زبانی نہیں سمجھتی تو سونے کا بستر علیحدہ کردے، تاکہ بیوی کو اپنی غلطی کا احساس پیدا ہو اور اپنی ضد سے باز آجائے۔

ثالثاً: مذکورہ بالا دونوں حیلے استعمال کرنے کے باوجود بھی اگر بیوی نہ سمجھے تو مارے لیکن یہ مار ایسی نہ ہو کہ ہڈی پسلی ایک کردے یا روئی کی طرح دُھن کے رکھ دے بلکہ ایسی مار جس سے جسم پر نشان نہ پڑے۔ اس کے بعد بیوی شوہر کی اطاعت و متابعت کرتی ہے تو پھر مرد کے لئے جائز نہیں کہ وہ اس کے خلاف الزام تراشی کے بہانے ڈھونڈتا پھرے۔

رابعاً: اگر مذکورہ بالا تینوں صورتیں کارگر نہ ہوسکیں تو فریقین کے گھر والوں میں سے ایک ایک آدمی عادلانہ فیصلے کے لئے مقرر کیا جائے، وہ دونوں صورتحال کا بغور جائزہ لے کر ایسا فیصلہ کریں جو میاں بیوی، دونوں کے لئے بہتر ہو۔ اگر وہ صلح کا فیصلہ کریں تو ان شاء اللہ ان کے فیصلے کی تقدیر الٰہی بھی موافقت کرے گی۔

یہ تو تب تھا کہ عورت قصوروار ہو، اگر مرد قصوروار ہو اور عورت اس کی طرف سے کسی قسم کا اندیشہ محسوس کرتی ہو اس کے لئے بھی قرآن مجید نے نہایت حکیمانہ حل بتایا ہے۔ قرآن مجید میں ہے:

''اور اگر کوئی عورت اپنے خاوند کے جھگڑے سے ڈرے یا اس کے منہ پھیر لینے سے تو اس بات میں کوئی حرج نہیں کہ وہ آپس میں کسی بات پر صلح کرلیں، اور صلح ہی بہتر ہے، اور دلوں کے سامنے حرص موجود ہے، اور اگر تم نیکی کرو اور پرہیز گاری اختیار کرو تو اللہ کو تمہارے سب کاموں کی خبر ہے۔'' (النساء۔ ۱۲۸)

دیکھئے یہاں بھی تین باتیں بیان ہوئی ہیں

۱) بیوی کو اگر خاوند کی طرف سے خطرہ ہو کہ وہ اپنے جائز موقف پر جمی رہی تو وہ اس سے منہ پھیر لے گا یا طلاق دے دے گا تو پھر اپنا حق چھوڑنے پر صلح کرلے، مطلب کہ گھر کو بچانے کی اپنی سی کوشش جو بھی ہو سکتی ہے کر گزرے اور صلح و صفائی کے ساتھ رہنے کو ترجیح دے اس لئے کہ جدائی کی صورت میں عورت کے لئے نقصان زیادہ ہے۔

۲) دوسری حقیقت یہ بیان فرمائی کہ انسان میں حرص کا مادہ بھی پایا جاتا ہے، جب اس کو کچھ دینے اور اسے نفع پہنچانے کی بات کی جائے گی یقیناً اس کا دل پسیج جائے گا اور عورت بے گھر ہونے سے بچ جائے گی۔

تعمیرِ فکر

۳) تیسری حقیقت یہ بیان فرمائی کہ عورت اگر اپنا حق چھوڑ دے یا کچھ دے دلا کر صلح کرلے تو یہ اس کی طرف سے نیکی شمار ہوگی، چوں کہ اللہ تعالیٰ ایسی عورت کی نیکی کو خوب جانتے ہیں اس لئے اُسے بہترین بدلے سے نوازا جائے گا۔

شریعتِ اسلامیہ کا مزاج دیکھئے کہ ''خاندان'' کو بچانے کے لئے کیسے کیسے طریقے بتائے جارہے ہیں کہ فریقین انتہائی قدم اٹھانے سے باز رہیں، کوئی ایسا فیصلہ نہ کریں جس سے بعد میں تاحیات پچھتانا پڑے یا معصوم بچوں کی زندگیاں تباہ ہوں۔ قدم قدم پر روک لگا کر بتایا جارہا ہے کہ اب بھی واپس پلٹنے کا راستہ موجود ہے، اب بھی خاندان کو بکھرنے سے بچایا جاسکتا ہے۔

اگر فہم و تفہیم کی یہ ساری صورتیں ناکام ہو جاتی ہیں تو پھر شریعت نے مرد کو طلاق دینے اور عورت کو خلع لینے کا حق دیا ہے لیکن اسے پسندیدہ قرار نہیں دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ:

ابغض الحلال الی اللہ الطلاق (مشکوۃ)

حلال چیزوں میں سب سے مبغوض چیز اللہ تعالیٰ کو طلاق ہے۔

نیز ارشاد فرمایا:

المنتزعات والمختلعات هن المنافقات. (مشکوۃ)

شوہر سے علیحدہ ہونے والی اور خواہ مخواہ خلع کی طالب عورتیں منافق ہیں۔

شریعت نے طلاق کا سنت طریقہ بھی بتادیا ہے کہ ایک ہی لمحے میں طلاق طلاق طلاق کی توپ نہ چلادی جائے بلکہ ایک ایک کرکے دے اور درمیان کے وقفے میں رجوع کی گنجائش بھی رکھی گئی ہے تاکہ اس دوران اپنی نادانی پر نگاہ پڑ جائے تو نقصان کی تلافی ممکن رہے۔

حاصل یہ کہ اسلام جو دین رحمت ہے اس نے ہماری عائلی زندگی میں بھی قدم قدم پر رہنمائی کی ہے خوشی اور غم میں بھی، صلح اور اختلاف میں بھی کہ ان معاملات سے کیسے نمٹنا ہے؟ ہاں جو شخص شریعت سے بے پرواہ ہو جائے اور احکامِ دینیہ کو پس پشت ڈال دے تو اس کی بات ہی دوسری ہے۔

(باقی آئندہ)

خط و کتابت کا پتہ ''خواتین کا اسلام'' دفتر روزنامہ اسلام ناظم آباد 4 کراچی
ای میل: islamforwomen@hotmail.com فیکس: 021-6622240 فون: 021-6683301

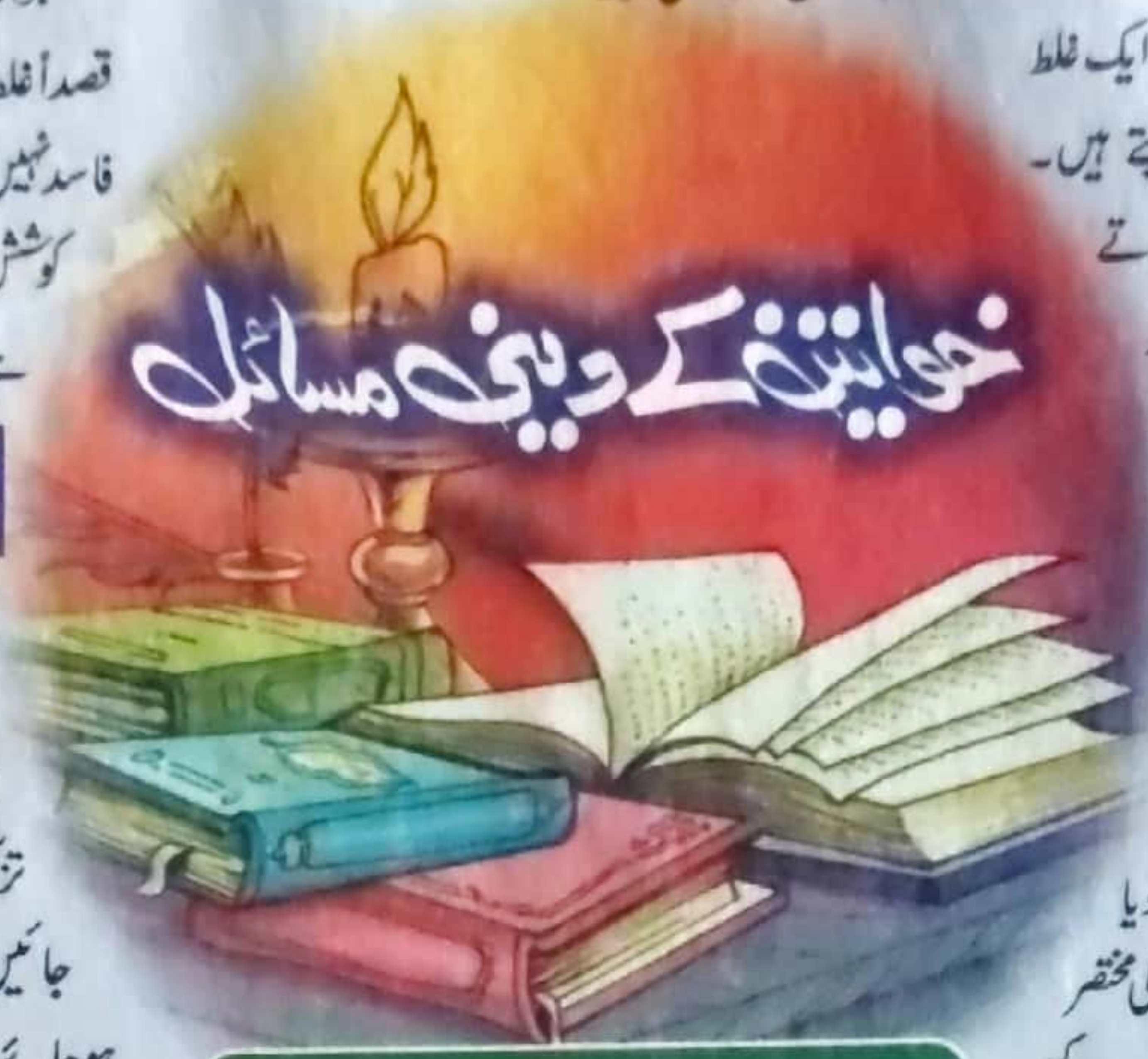

مولانا مفتی محمد ابراھیم صادق آبادی

عید کارڈ اور سالگرہ کارڈ کا حکم:

سوال: کیا عید کارڈ اور عید گفٹ لینا دینا صحیح ہے؟ اسی طرح سالگرہ کا کارڈ اور گفٹ لینا دینا بھی صحیح ہے؟ نیز کسی کی کامیابی پر احباب کی طرف سے تحفہ دیا جائے تو لینا صحیح ہے؟

جواب: ان دونوں موقعوں پر کارڈ اور گفٹ کا تبادلہ جائز نہیں، اس لئے کہ اس میں دشمنانِ اسلام نصاریٰ کی مشابہت ہے کہ ان ہی کی دیکھا دیکھی مسلمانوں نے یہ رسمیں اپنائی ہیں۔ دوسرے ان میں مال کا اسراف وزیاں ہے۔ ایک غلط اور فضول رسم پر لوگ کروڑوں روپیہ برباد کردیتے ہیں۔ تیسرے اکثر کارڈ جانداروں کی تصاویر پر مشتمل ہوتے ہیں۔ یہ ایسا کبیرہ گناہ ہے جس پر حدیث میں اشد العذاب (سخت عذاب) کی وعید سنائی گئی ہے۔ چوتھے بہت سے کارڈوں پر قرآنی آیات یا کلمۂ طیبہ وغیرہ چھپا ہوتا ہے، جبکہ چند دن بعد ان کارڈوں کو پامال کر کے کچرے میں پھینک دیا جاتا ہے۔ پانچویں ان کارڈوں میں عموماً جانبین سے تبادلہ ہوتا ہے کہ ایک شخص نے کارڈ بھیجا تو دوسرا بھی گویا پابند ہوگیا کہ وہ جوابی کارڈ بھیجے۔ یہ ان کے مفاسد کی مختصر سی تفصیل ہے جن کے سبب ان کا لین دین ناجائز ہے۔ کسی جائز کام میں کامیابی حاصل کرنے پر احباب واعزہ کا تحفہ دینا جائز ہے بشرطیکہ رسم کی طرح اس کی پابندی نہ ہو اور لینے والا اسے اپنے ذمہ قرض نہ سمجھے۔

ٹھوڑی کا حکم:

سوال: عورت کی ٹھوڑی کے متعلق کیا حکم ہے؟ کیا یہ ستر میں شامل ہے؟ اور اسے نماز میں ڈھانکنا ضروری ہے؟ (ایضاً)

جواب: ٹھوڑی ستر میں شامل نہیں بلکہ چہرے کا حصہ ہے اس لئے نماز میں اسے چھپانا ضروری نہیں۔ البتہ ٹھوڑی اور حلق کے درمیان کا حصہ چہرے سے خارج ہے۔ اس لئے اسے وضو میں دھونا ضروری نہیں اور نماز میں (بلکہ نماز سے باہر بھی) اسے ڈھانکنا ضروری ہے۔

ناخن پالش کا حکم:

سوال: اگر وضو کر کے ناخن پالش لگالیں پھر دوبارہ وضو کرنے پر پالش نہ اتاریں تو وضو ہوجائے گا؟ (بنت حق نواز، ملتان)

جواب: جب دوبارہ وضو کی ضرورت پیش آئے تو ناخن سے پالش اتارنا ضروری ہے، ورنہ وضو ہوگا نہ غسل، بلکہ اسی حالت میں موت آگئی تو اتارے بغیر نماز جنازہ بھی جائز نہیں۔

ناپاکی کی حالت میں خضاب لگانا:

سوال: عورت مخصوص ایام میں سر کے بالوں پر خضاب لگالے اور غسل کے وقت اس کا رنگ بالوں پر موجود ہو تو غسل ہوجائے گا؟ (ایضاً)

جواب: جی ہاں! غسل ہوجائے گا۔

غسل کا مسئلہ:

سوال: مجھے ایک عارضہ ہے کہ جب بھی سوتی ہوں نیند میں منی خارج ہوجاتی ہے۔ بیدار ہونے پر دیکھتی ہوں تو سفید رطوبت موجود ہوتی ہے۔ سوال یہ ہے کہ روزہ کی حالت میں کیا کروں؟

جواب: اگر اس رطوبت کے متعلق یقین ہے کہ یہ منی ہے یا خواب میں احتلام ہونا یاد ہے تو غسل فرض ہے بشرطیکہ منی نکل کر فرج خارج تک آگئی ہو۔

ناجائز ذریعۂ آمدن والے کے مال سے انتفاع

سوال: ہمارے رشتہ داروں میں کئی لوگ سود لیتے اور ناجائز کاروبار کرتے ہیں۔ ان کے ہاں کھانا کھانا یا ان سے ہدیہ وصول کرنا جائز ہے یا نہیں؟ (بنت ص۔ل، ملتان)

جواب: جس کا ذریعۂ آمدن حرام ہے اس کی کسی چیز کا استعمال جائز نہیں۔ اگر حلال وحرام مخلوط ہے تو غالب آمدن کا اعتبار ہے کہ زیادہ آمدن حرام کی ہے تو استعمال جائز نہیں اور زیادہ آمدن حلال کی ہے تو استعمال جائز مگر بچنا بہتر ہے۔

''ض'' کو کس طرح ادا کریں؟

سوال: کیا ضواد (ض) کو عرب حضرات کی طرح دواد پڑھنا صحیح ہے؟ (ایضاً)

جواب: ضاد کی جگہ دال پڑھنا بھی غلط، ظ پڑھنا بھی غلط، قصداً غلط پڑھنا گناہ ہے۔ گو بوجہ عموم بلویٰ کے نماز دونوں کی فاسد نہیں ہوتی، کسی ماہر تجوید سے مشق کر کے صحیح پڑھنے کی کوشش کرے۔ اس پر بھی اگر غلط نکل جاوے تو معذوری ہے۔ (امداد الفتاویٰ ۱/۱۹۲)

بیعت کا طریقہ:

سوال: کسی سے بیعت ہونے کا مقصد کیا ہوتا ہے؟ اور اس کا طریقہ کیا ہے؟ (ایضاً)

جواب: بیعت کا مقصد نفس کی اصلاح اور باطن کا تزکیہ ہے کہ مسلمان سے ظاہری باطنی گناہ چھوٹ جائیں اور اللہ تعالیٰ کی عبادت اس کے لئے مثل عادت سہل ہوجائے۔ مردوں سے بیعت ہاتھ میں ہاتھ دے کر لی جاتی ہے اور عورتوں سے زبانی، خط وکتابت کے ذریعے بھی بیعت کی جاسکتی ہے۔ بیعت بذات خود مقصد نہیں، اصل مقصد اصلاح وہدایت ہے۔ بیعت استحباب کے درجے میں ہے اور اصلاح فرض۔ مزید تفصیل کے لئے حکیم الامت حضرت تھانوی قدس سرہ کی کتاب ''تسہیل قصد السبیل'' یا حضرت مفتی رشید احمد صاحب قدس سرہ کے وعظ ''بیعت کی حقیقت'' کا مطالعہ کیجئے۔

شرک کے اندھیروں سے نکل کر توحید کی روشنی کی طرف قدم رکھنے والے ایک نوجوان کے دل کی آواز

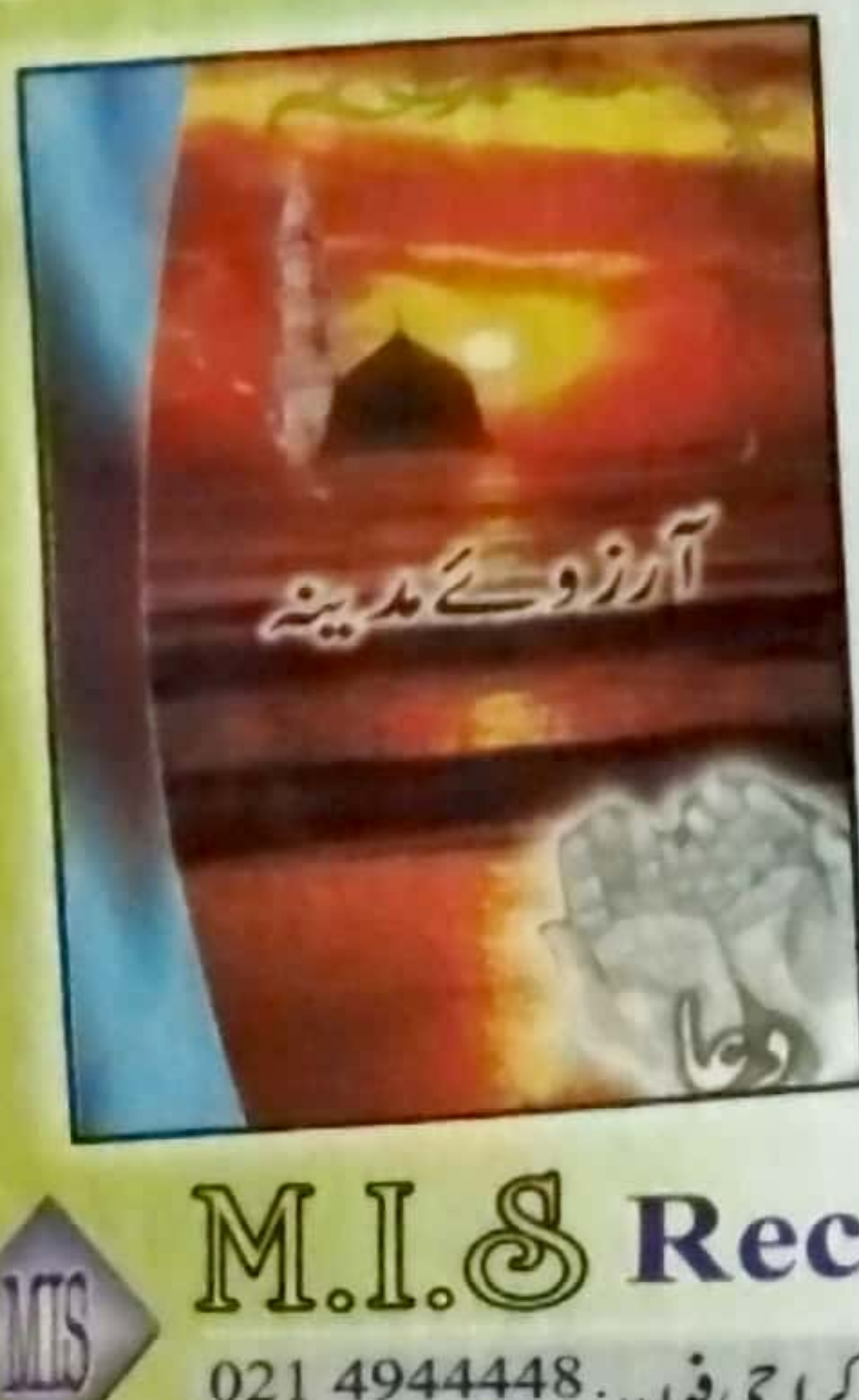

آرزوئے مدینہ

نعتیہ کلام

محمد کاشف کی آواز میں

M.I.S Recording Center

523 بلاک "C" آدم جی نگر نزد مدینہ مسجد، کراچی فون: 021 4944448 021 4931044

متی یبد فی الداجی البھیم جبینہ
اندھیری رات میں ان کی پیشانی نظر آتی ہے
یلح مثل مصباح المتوقد
تو اس طرح چمکتی ہے جیسے روشن چراغ
فمن کان او من قد یکون کاحمد
احمد مجتبیٰ کے جیسا کون تھا اور کون ہوگا
نظام لِحق او نکالٌ لِملحدٖ
حق کا نظام قائم کرنے والا اور ملحدوں کو سراپا عبرت بنانے والا۔

یہ اشعار ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن و جمال کے بارے میں آپ فرماتی ہیں ”زلیخا کی سہیلیاں اگر آپ کا چہرہ انور دیکھ لیتیں تو ہاتھوں کی بجائے دلوں کو کاٹ دیتیں۔“

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ”میں نے چودھویں کی چاندرات کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا وہ سرخ عبا پہنے ہوئے تھے، میں کبھی آپ کی طرف دیکھتا کبھی چاند کی طرف تو مجھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم چاند سے کہیں زیادہ تابناک نظر آتے۔“

حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت سات سال کے تھے۔ انہوں نے اپنے ماموں ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے خواہش کی کہ مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حلیہ اس طرح بتائیں کہ میرے دل و دماغ پر نقش ہو جائے۔ حضرت ہند بن ابی ہالہ نے فرمایا ”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شخصیت بہت پرجلال اور پرعظمت تھی، آپ کا چہرہ مبارک اس طرح دمکتا تھا، جس طرح چودھویں رات کا چاند دمکے، آپ کا قد متوسط درجے سے کچھ نکلتا ہوا اور لانبے پن سے کچھ دبتا ہوا تھا۔ سر کے موئے مبارک نہ گھنگھریالے تھے اور نہ بالکل سیدھے۔ درمیانی قسم کے تھے، جب کنگھی کرتے اور بال سمیٹ لینا چاہتے تو سمٹ جاتے، گیسوئے مبارک کانوں کی لو سے کبھی آگے نہیں بڑھے۔ رنگ کھلتا ہوا شاداب اور گورا تھا، جس میں سرخی دمکتی تھی، پیشانی مبارک اونچی اور چوڑی تھی، دونوں آنکھوں کے درمیان ایک مناسب فاصلہ تھا۔ جس پر ایک ابھری سی رگ تھی، جب کوئی بات ناگوار گزرتی تو یہ رگ اور ابھر جاتی، ناک کا بانسہ لانبا اور نازک تھا۔ پُرگوشت اور بھدا نہیں تھا۔

آپ کا سراپا ایک نور مجسم تھا، ریش مبارک کے بال گھنے تھے، آنکھوں کا دیدہ سیاہ تھا، رخسار نرم، منہ کا دہانہ کشادہ اور دانت ایک دوسرے سے جڑے ہوئے تھے۔ اگلے دانت مبارک کچھ کشادہ تھے۔ جب آپ تکلم فرماتے تو ایک نور سا ظاہر ہوتا جو دانتوں کے درمیان سے نکلتا تھا۔ گردن ایسے لگتی تھی جیسے موم یا سنگ مرمر کی ڈھلی ہوئی ہو، سینے سے ناف تک بالوں کی ایک لکیر تھی، اس کے علاوہ اطراف سینہ اور پیٹ پر بالوں کے گچھے نہیں تھے، پنڈلیوں اور شانوں پر گھنے بال تھے، سینہ چوڑا گہرا اور وسیع تھا، ہتھیلی پر گوشت اور کف دست کشادہ تھے، دونوں پیر اعتدال کے ساتھ لانبے تھے، تلوے اور پنجوں کے درمیان کا حصہ اتنا گہرا تھا کہ اگر معمولی پانی پڑ جائے تو نیچے سے بہہ جائے۔ آپ چلتے تو پورا پاؤں اٹھاتے (ایسا نہیں جیسے بعض متکبر چلتے وقت زمین پر پاؤں گھسیٹتے ہوئے چلتے ہیں، آپ سبک رفتار تھے اور تیز قدم بڑھاتے، آپ چلتے تو ایسا لگتا جیسے اوپر سے نیچے کی طرف اتر رہے ہیں جب (راستے میں) کسی کی طرف متوجہ ہوتے تو پوری طرح اس کی طرف رخ کر کے اس کی بات سنتے مگر نگاہیں نیچی رہتیں۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں آپ کے اخلاق کا یہ عالم تھا کہ مدینہ کی کوئی لونڈی یا باندی آپ سے بات کرنے کے لئے جتنی دور چاہتی لے جاتی اور آپ توجہ سے ان کی بات سنتے۔

اھلیہ محبوب الرحمٰن

بلاضرورت بات نہ کرتے، بات کرتے تو پورا دہانہ کھول کر صاف الفاظ منہ سے نکالتے۔ آپ کی گفتگو الفاظ و معانی کے لحاظ سے بھرپور ہوتی۔ ہر بات الگ الگ ہوتی۔ نعمت اگر بظاہر معمولی بھی ہوتی تو اس کی قدردانی فرماتے نہ اس کی تحقیر کرتے نہ اس کی تعریف میں مبالغے سے کام لیتے۔ آپ کی ہنسی مسکراہٹ سے زیادہ نہیں ہوتی اور مسکراہٹ میں کبھی دندانِ مبارک برف کے اولے کی طرح نظر آتے۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ بشاش رہتے۔ آپ کبھی ناک بھوں چڑھائے منہ سکوڑے نہیں رہتے تھے، بلکہ چہرہ کھلا رہتا تھا، آپ کے اخلاق و عادات میں نرمی اور سبک روی تھی، کج خلقی یا سخت گیری کا کوئی اثر آپ کی سیرت میں نہیں ملتا تھا، نہ چیخ چلا کر کبھی بات کرتے، نہ کسی کو شرمندہ کرنے والا لفظ زبان سے نکالتے نہ کسی کی عیب جوئی کرتے اور نہ ہنسی مذاق کی بات کرتے، جس بات کو ناپسند کرتے اس بات سے بے تعلق رہتے، کوئی شخص آپ سے توقع قائم کرتا تو مایوس نہیں ہوتا اور ناکام نہیں رہتا، جب آپ گفتگو فرماتے تو حاضرین مجلس اس طرح سر جھکا کر (محو ہو کر) آپ کی بات سنتے جیسے ان کے سروں پر پرندے بیٹھے ہوں کہ سر ہلایا تو وہ اڑ جائیں گے

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کسی نے آپ کے اخلاق کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا ”آپ کا خلق خود قرآن ہے یعنی قرآن کریم جن اخلاق و اعمال کی تعلیم دیتا ہے۔ آپ کا عملی نمونہ ہیں۔“

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ”میں نے دس سال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کی، اس پوری مدت میں جو کام میں نے کیا آپ نے کبھی نہیں فرمایا ایسا کیوں کیا اور جو کام نہیں کیا اس پر کبھی یہ نہیں فرمایا کہ یہ کام کیوں نہیں کیا؟“ اور دس سال کی مدت کم عرصہ نہیں۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال بالاتفاق دوشنبہ کے روز ہوا، لیکن تاریخ میں اختلاف ہے۔ مرض کی ابتداء سر کے درد سے ہوئی، اس روز آپ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے مکان میں تھے، اس کے بعد حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی باری کے دن مرض میں شدت پیدا ہوگئی۔ اسی حالت میں آپ ازواج مطہرات کی باری کی تقسیم پوری فرماتے رہے، مگر جب مرض کی شدت زیادہ ہوگئی تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایماء پر تمام بیبیوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مکان پر بیماری کے ایام گزارنے کا اختیار دے دیا تھا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر پر ہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوا، بیماری کے ایام میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسجد میں نمازیں پڑھاتے رہے۔

وصال کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لائے اور چہرہ انور پر سر جھکایا اور پیشانی مبارک پر بوسہ دیا۔

آپ کی وفات پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے درج ذیل اشعار کہے

یا عین فابلی ولا تسأمی
تو اے آنکھ خوب رو، اب یہ آنسو نہ تھمیں
وحق البکاء علی السید
قسم ہے سرورِ عالم پر رونے کے حق کی
فکیف الحیاۃ لفقد الحبیب
اب کیسی زندگی جو حبیب ہی بچھڑ گیا
وزین المعاشر فی المشھد
اور وہ نہ رہا جو زینت وہ یک عالم تھا
فلیت الممات لنا کلنا
کاش موت آتی تو ہم سب کو ایک ساتھ آتی
فکنا جمیعاً مع المھتدی
آخر ہم سب اسی زندگی میں بھی ساتھ ہی تھے

سیدالانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے حُسن و جمال کی جھلکیاں

حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا

صبر و حکمت کی پیکر

بنت محمد امین۔ سیالکوٹ

حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا ان خوش نصیب صحابیات میں سے ہیں جن کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جنتی ہونے کی بشارت دی تھی۔ ان کا اسم گرامی رمیصاء تھا اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''میں نے اپنے آپ کو جنت میں داخل ہوتے دیکھا تو اچانک میری نگاہ ابوطلحہ کی بیوی رمیصاء پر پڑی۔ عہد رسالت میں ان کے کئی واقعات ایسے ہیں، جنھوں نے ان کو صحابی خواتین میں ایک منفرد مقام عطا کیا ان کے نکاح کا واقعہ عجیب ہے، یہ نکاح سے پہلے اسلام لا چکی تھیں۔ حضرت ابوطلحہ جو بعد میں ان کے شوہر بنے تھے اس وقت تک مسلمان نہیں ہوئے تھے۔

حضرت ابوطلحہ نے کفر کی حالت ہی میں انہیں شادی کا پیغام دیا۔ اس کے جواب میں ام سلیم رضی اللہ عنہا نے ان سے فرمایا ابوطلحہ! کیا تمہیں معلوم نہیں کہ تم نے ایک ایسی لکڑی کو اپنا معبود بنا رکھا ہے جو زمین سے اگی ہے اور اسے فلاں قبیلے کے ایک وحشی شخص نے گھڑا ہے'' ''ہاں جانتا ہوں'' ابوطلحہ نے کہا۔

''کیا تمہیں ایسی لکڑی کو معبود قرار دیتے ہوئے شرم نہیں آتی۔ تم جیسے آدمی کا پیغام رد نہیں کیا جا سکتا، لیکن میں مسلمان ہو چکی ہوں اور تم ابھی کافر ہو اگر تم اسلام لے آؤ تو مجھے اس کے سوا کوئی مہر نہیں چاہئے۔'' حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا نے جواب دیا۔

''لیکن تم اس مرتبے کی عورت ہو کہ تمہارا یہ مہر نہیں بن سکتا۔'' ابوطلحہ نے کہا۔

''پھر میرا مہر کیا ہو سکتا ہے؟'' ام سلیم رضی اللہ عنہا نے پوچھا۔

''سونا چاندی'' ابوطلحہ نے جواب دیا۔

''لیکن مجھے نہ سونا چاہئے نہ چاندی، میں تو تم سے بس اسلام چاہتی ہوں۔'' ام سلیم رضی اللہ عنہا نے کہا۔

یہ سن کر حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے دل میں اسلام گھر کر گیا۔ وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچے۔ آپ صحابہ کے درمیان تشریف فرما تھے۔ ابوطلحہ کو آتے دیکھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے فرمایا ''ابوطلحہ! تمہارے پاس اس حال میں آتے ہیں کہ ان کے آنکھوں کے درمیان اسلام کا نور چمک رہا ہے۔'' اس کے بعد ابوطلحہ اسلام لائے اور ام سلیم رضی اللہ عنہا ان کے ساتھ رشتہ ازدواج میں منسلک ہو گئیں۔ حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا بہت بڑی مجاہدہ بھی تھیں۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ غزوۂ احد کے موقع پر میں نے حضرت عائشہ اور حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہما کو دیکھا۔ انہوں نے پائنچے اوپر چڑھائے ہوئے تھے اور وہ اپنی پشت پر پانی کے مشکیزے بھر بھر کر لاتیں اور مجاہدوں کو پانی پلاتیں۔ جب مشکیزے خالی ہو جاتے تو پھر لوٹتیں اور تازہ پانی بھر لاتیں (اس وقت تک پردے کا حکم نازل نہیں ہوا تھا) اور غزوہ حنین کے موقع پر حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے اپنی اسی پاکباز بیوی کو دیکھا کہ خنجر لیے کھڑی ہیں۔ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے پوچھا ''ام سلیم! یہ کیا ہے؟''

یہ خنجر ہے اور میں نے اس لئے تھام رکھا ہے کہ کسی مشرک نے میرے قریب آنے کی کوشش کی تو یہ اس کے پیٹ میں اتار دوں گی۔''

حضرت ابوطلحہ نے خوش ہو کر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کے مجاہدانہ عزم کا ذکر کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ام سلیم (اب تمہیں اس کی ضرورت نہیں ہوگی) اللہ کافی ہو گیا ہے۔'' ایک مرتبہ ام سلیم رضی اللہ عنہا کے صاحبزادے بیمار ہو گئے۔ حضرت ابوطلحہ انہیں بیمار چھوڑ کر کام پر چلے گئے۔ اسی دوران صاحبزادے کا انتقال ہو گیا۔ حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا نے ان پر کپڑا ڈالا، جس کوٹھری میں انتقال ہوا تھا، نعش اسی میں رہنے دی اور آ کر ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے لئے کھانا تیار کرنے لگیں۔

حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ روزے سے آئے تھے اور ام سلیم رضی اللہ عنہا نے یہ پسند نہ کیا کہ افطار وغیرہ سے پہلے انہیں اس جانکاہ غم میں مبتلا کریں۔ حضرت ابوطلحہ شام کے وقت گھر آئے بچے کا حال پوچھا اور اسے دیکھنے کے لئے کوٹھری میں جانے لگے، لیکن ام سلیم رضی اللہ عنہا نے کہا ''وہ بہت اچھی حالت میں ہے، اسے دیکھنے کی ضرورت نہیں۔'' حضرت ابوطلحہ لوٹ آئے اور مطمئن ہو کر افطار کرنے لگے۔ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے اپنے شوہر کے استقبال کے لئے حسب معمول سنگھار بھی کیا اور گھر کی فضا پر حادثے کا معمولی اثر نہ ہونے دیا۔ رات حسب معمول گزری۔ تہجد کے وقت ام سلیم رضی اللہ عنہا نے ابو طلحہ رضی اللہ عنہ سے کہا۔

''ابوطلحہ! ذرا بتاؤ کہ میں نے اپنی فلاں چیز ایک پڑوسن کو مستعار دی تھی، اب جب کبھی لینے جاتی ہوں تو وہ رونے لگ جاتی ہے۔'' ابوطلحہ کہنے لگے ''وہ عجیب احمق عورت ہوگی مستعار لی گئی چیز تو بہرحال اپنے مالک کو واپس کرنی ہوگی۔ اس کے بعد شوہر کو اعتماد میں لے کر اسے بتایا کہ ابوطلحہ! ہمارا بچہ اللہ تعالیٰ کی ہمارے پاس امانت تھی اور اس نے اپنی امانت اب واپس لے لی ہے۔ شوہر نے کمالِ شکر کا اظہار کرتے ہوئے کہا، بے شک ہم سب اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں اور اسی کی طرف ہی لوٹ کر جانا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس خوبصورت انداز صبر و شکر کا پتہ چلا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''میں نے رمیصاء ابوطلحہ (ام سلیم) کو جنت میں دیکھا ہے۔''

نو چیزیں

حضرت ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبوب ترین بیوی تھیں۔ حضرت ام المؤمنین کو بھی اس محبوبیت پر ناز تھا۔ ایک مرتبہ فرمایا مجھے وہ نو چیزیں عطا ہوئیں جو کسی اور خاتون کو عطا نہیں ہوئیں۔

۱..... نکاح سے پہلے حضرت جبریل علیہ السلام نے میری تصویر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دکھائی۔

۲..... جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے نکاح کیا تو میں کنواری تھی۔

۳..... حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے علاوہ کسی اور کنواری عورت سے نکاح نہیں فرمایا۔

۴..... جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوا تو آپ کا سر مبارک میری گود میں تھا۔

۵..... آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک میرے گھر میں بنی۔

۶..... فرشتوں نے میرے گھر کو گھیرے میں لیا۔

۷..... جب آپ پر وحی نازل ہوتی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر والوں کے ساتھ ہوتے اس وقت وہ لوگ وہاں سے چلے جاتے لیکن جب وحی اس وقت نازل ہوتی جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم میرے ساتھ ایک ہی چادر میں ہوتے تو آپ مجھے اپنے آپ سے الگ نہ کرتے۔

۸..... میری پاک دامنی کی گواہی خود اللہ پاک نے دی۔

۹..... میں ایک نیک فطرت شخص کے یہاں نیک فطرت پر پیدا کی گئی اور مجھ سے مغفرت اور رزقِ کریم (جنت) کا وعدہ کیا گیا (ام المؤمنین کا اشارہ اس آیت کی طرف تھا لهم مغفرةٌ و رزقٌ كريم۔ النور)

اِذا جَآءَ نَصرُ اللّٰہ

بنت فدا حسین المکسی

اذا جاء انصر اللہ والفتح ○ ورایت الناس...... یہ ایک ننھی سی گڑیا کی آواز تھی جو بڑے پرسوز انداز میں تلاوت کر رہی تھی اور پوری محفل کے دلوں کو اللہ کے کلام سے منور کر رہی تھی۔ ایک معصوم سی گڑیا اللہ تعالیٰ کے پیارے کلام کو کتنی خوش الحانی سے پڑھ رہی تھی کہ سامعین پر رقت طاری تھی۔ طالبات کے اسکول میں آج ایک عجیب سماں تھا۔ اسکول میں آج ایک فنکشن کا انعقاد تھا۔ جس کا آغاز تلاوتِ قرآن مجید سے ہو رہا تھا۔ اسکول کی تمام طالبات اپنی سرپرست خواتین ماؤں اور بہنوں وغیرہ کے ساتھ اس تقریب میں شریک تھیں۔ اسکول کی پرنسپل اور مسزز بھی آج بڑی خوش خوش نظر آ رہی تھی۔ ہر طرف طالبات اور دیگر شریک محفل خواتین کے زرق برق لباس اور مسکراتے چہرے نظر آ رہے تھے...... ننھی گڑیا تلاوت کلام مجید کے بعد آخر اپنی امی کے پاس بیٹھ گئی۔ امی نے اپنی لخت جگر کو بڑے پیار دیئے۔ آج ماں کو اپنی گڑیا واقعی بڑی پیاری لگی۔ وہ اپنی ہونہار بیٹی کو دینی ماحول میں تعلیم دینا چاہتی تھیں۔ اس سلسلے میں جہاں انہوں نے گھر کو ٹیلی وژن، گانے اور دیگر واہیات چیزوں سے محفوظ رکھا ہوا تھا وہیں خود بھی مستند علمائے کرام کے دینی لٹریچر کے مطالعہ کا ذوق بھی تھا۔ مستورات کی تبلیغی جماعت کے ساتھ بھی لگاؤ تھا...... اسٹیج سے کچھ اعلانات اور ابتدائی کلمات کے بعد اچانک میوزک کی آواز گونجی...... ارے تلاوت کے بعد یہ میوزک کیسا؟ گڑیا کی امی چونک سی گئیں۔ معلوم ہوا کہ پروگرام کا باقاعدہ آغاز ہو چکا ہے اور اب گانے کے لئے بھی بعض بچیاں جن کو پہلے سے انتخاب کیا گیا تھا اپنی صلاحیتوں کا اظہار کریں گے پھر کچھ بچیوں نے رقص پیش کیا تو بعض نے اسٹیج ڈرامے اور مزاحیہ خاکے پیش کئے، لیکن گڑیا کی امی درمیان میں ہی اسے لے آئیں۔ پھر ایک عدد خط پرنسپل کے نام لکھا، جس میں انہوں نے لکھا......

محترمہ پرنسپل صاحبہ!

ہم آپ کی دعوت پر پروگرام میں شریک ہوئیں اور آپ نے پروگرام کا آغاز تلاوتِ کلام مجید سے کروایا آپ غور کریں بچی نے جو سورۂ مبارک تلاوت کی اس میں اللہ تعالیٰ کیا فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ اپنے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی طرف سے ایک مدد اور فتح کے بعد لوگوں کے جوق در جوق اسلام میں داخل ہونے پر شکر ادا کرنے کا طریقہ بتا رہے ہیں۔ فسبح بحمد ربک واستغفرہ، انہ کان توابا ○ یہاں تو تسبیح کا ذکر ہے حمد کا کہا جا رہا ہے اور استغفار کا بیان ہے۔ میری سمجھ میں یہ بات نہ آئی کہ آپ کے پروگرام میں پہلے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان پھر اس کے بعد میوزک گانے اور رقص، میں اسے وہی شکر یہ کا طریقہ سمجھوں، جس کا رب تعالیٰ نے حکم دیا۔ یا پھر یہ سمجھوں کہ آپ معصوم بچیوں کو یہ بتانا چاہتی ہیں کہ خدا کے کس فرمان کی خلاف ورزی کس طرح کی جاتی ہے......؟

والسلام

آپ کی خیر اندیش

اور خط بچی کے ہاتھ پرنسپل صاحبہ کو پہنچا دیا۔

پرنسپل صاحبہ کا کچھ دنوں بعد فون آیا کہنے لگیں محترمہ آپ نے خط میں کیا لکھا ہے، اس خط نے تو مجھے جھنجھوڑ کر رکھ دیا ہے۔ میں بار بار اس خط کو پڑھتی ہوں آنکھیں برستی ہیں اور ضمیر ملامت کرتا ہے۔ واقعی ہم اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ہی نہیں بلکہ کھلی بغاوت کر رہے ہیں۔ میں نے آج سے سچی توبہ کی ہے، لیکن میں تو اسکول میں صرف پرنسپل مقرر ہوں سب کچھ میرے اختیار میں نہیں، پھر بھی حتیٰ الامکان اپنے اسکول کے نظام کو اسلامی خطوط پر استوار کرنے کی کوشش کروں گی۔ آپ آئندہ بھی رہنمائی کرتے ہوئے قیمتی نصائح سے ضرور نوازیں۔ آپ کی باتوں سے میری آنکھیں کھل گئی ہیں۔ دعاؤں میں بھی یاد رکھیں۔

خدا حافظ

یہ کوئی کہانی نہیں جو جوڑ لی گئی ہو بلکہ روشنیوں کے شہر کراچی کا سچا واقعہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی گڑیا کی امی کی طرح ایمان، ہمت اور حکمت نصیب فرمائے اور پرنسپل صاحبہ کی طرح حق بات قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

چھوڑ دیا

عالم نے عمل سے واسطہ توڑ لیا
عوام نے اسلاف کا راستہ چھوڑ دیا
بن کے وزیر لیڈر نے عوام سے ناطہ توڑ لیا
عوام نے امانت و دیانت سے منہ موڑ لیا
والدین نے اولاد کو سمجھانا چھوڑ دیا
اولاد نے ہر نصیحت سے منہ موڑ لیا
طالب علم نے پڑھنا چھوڑ دیا
استاد نے پڑھانا چھوڑ دیا
جب چھوڑنے پر معاملہ آہی گیا
تو خدا نے بھی ان کو اِنکے حال پہ چھوڑ دیا

شوکت آرا

انعام کی رات

بنت حافظ تنویر احمد

خالق ارض وسما کے حضور جس قدر بھی نذرانہ شکر ادا کریں کم ہے۔ اگر اس کی نعمتوں کا شمار کرنے لگیں تو ساتوں سمندروں کی سیاہی کم پڑ جائے۔ لاکھوں اور کروڑوں درود وسلام ہوں پیارے آقا و مولا جناب احمد مجتبیٰ، محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر کہ جن کی امت ہونے کا ہمیں شرف حاصل ہے اور خدائے وحدہ لاشریک نے اپنے پیارے محبوب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت پر بے حد و حساب احسانات فرمائے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "میری امت کو رمضان کے بارے میں پانچ چیزیں عطا ہوئیں جو پہلی امتوں کو نہیں ملی ہیں۔ ان کے منہ کی بُو اللہ کے نزدیک مشک سے زیادہ پسندیدہ ہے۔ ان کے لئے دریا کی مچھلیاں تک دعا کرتی ہیں اور افطار کے وقت تک کرتی رہتی ہیں۔ جنت ہر روز ان کے لئے آراستہ کی جاتی ہے پھر حق تعالیٰ شانہ فرماتے ہیں کہ قریب ہے کہ میرے نیک بندے (دنیا کی) مشقتیں اپنے اوپر سے پھینک کر تیری طرف آئیں۔ اس (مہینہ) میں سرکش شیاطین قید کر دیئے جاتے ہیں۔ رمضان کی آخری رات میں روزہ داروں کے لئے مغفرت کی جاتی ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ یہ شب مغفرت شب قدر ہے؟ فرمایا: نہیں بلکہ دستور یہ ہے کہ مزدور کو کام ختم ہونے کے وقت مزدوری دی جاتی ہے۔"

قارئین محترم! توجہ طلب بات یہ ہے کہ جس بابرکت مہینے کو ہم نے بھرپور سعی کے ساتھ عبادات و اذکار میں گزارا ہوتا ہے اس کے اختتام پر چاند کے نکلتے ہی حجروں سے باہر آ کر دنیا داری میں غرق ہو جاتے ہیں اور ذرا سی غفلت اور کوتاہی سے اس رات کے فیوض و برکات سے محروم رہ جاتے ہیں۔ ایک اور حدیث مبارکہ کا مفہوم کچھ اس طرح سے ہے کہ جس نے عیدین کی راتوں کو اپنی عبادات کے ذریعے زندہ رکھا، اس کا دل مردہ نہ ہوگا، جس (قیامت) دن دل مردہ ہوں گے۔

احادیثِ مبارکہ میں اس رات کو لیلۃ الجائزہ کے نام سے پکارا گیا ہے۔ جہاں پورے مہینہ مشقت و محنت سے عبادت کی وہاں چند گھنٹے کی رات میں عبادت کر کے ہزار مہینے کی عبادت کا ثواب کما لینا کوئی گھاٹے کا سودا نہیں۔ یہ اللہ رب العزت کا امت محمدیہ پر فضل و انعام ہے اور اللہ تعالیٰ کی رحمت اپنے بندے کے گناہ بخشنے کے بہانے ڈھونڈتی ہے۔ یہ ہماری نالائقی ہوگی کہ باہر اللہ تعالیٰ کی نوازش اور داد و دہش کی بارش ہو رہی ہو اور ہم غفلت میں پڑے سو رہے ہوں یا دوستوں کی محفل میں ان قیمتی لمحات کو ضائع کر رہے ہوں۔

عید کے رنگ خوشیوں کے سنگ

اخت افتخار احمد عبدالواجد علی سرگودھا

عید کا تہوار محبتیں اور خوشیاں بکھیرتا ہوا آتا ہے۔ یہ تہوار بڑے جوش و خروش سے منایا جاتا ہے اور سال بھر اس کا انتظار کیا جاتا ہے۔ خواتین بھرپور خریداری کرتی ہیں۔ مہندی چوڑیاں اور رنگ برنگے ملبوسات خریدے جاتے ہیں۔ عید کے روز خصوصی پکوان تیار کیے جاتے ہیں۔ سہیلیاں ایک دوسرے کو تحائف دینے سے بچ نہیں سکتیں۔ خاندان کے افراد اکٹھے ہوتے ہیں اور دعوتیں ہوتی ہیں۔ رمضان کے آخری عشرے کے شروع ہوتے ہی جہاں ایک طرف دل روزے رکھنے کی وجہ سے عقیدت اور اللہ تعالیٰ کی محبت سے سرشار ہوتا ہے وہیں اختتام رمضان اور شوال کے آغاز پر عید الفطر کا انتظار بھی ہوتا ہے۔ انتیسویں روزے افطاری کے بعد سب اہل خانہ چھت پر جا پہنچتے اور چاند تلاش کیا جاتا ہے۔ اگر چاند نظر آ جائے تو ایک شور مچ جاتا۔

وہ رہا چاند وہ درخت کے ذرا اوپر...... کھمبے سے دائیں طرف...... پھر تمام اہل خانہ دعا کے لئے ہاتھ اٹھاتے ہیں اور چاند مبارک کہتے ہوئے نیچے اتر آتے ہیں۔

سب دادی جان کے گرد جمع ہو جاتے ہیں اور انہیں بتاتے ہیں کہ چاند نظر آ گیا ہے۔ وہ سب کو پیار کرتیں اور دعائیں دیتی ہیں کہ اللہ تم لوگوں کو ایسی ہزاروں عیدیں دیکھنا نصیب کرے۔ سارے گھر میں ہل ہلچل مچ جاتی ہے۔ خاندان کے سبھی افراد کاموں میں جت جاتے ہیں۔ ایک بہو باورچی خانہ سنبھال لیتی ہے۔ اگلے روز پکنے والے پکوان میں ڈالنے والے مصالحہ جات دیکھے جاتے ہیں۔ ایک بہو مشین رکھے اپنی بچی کا پاجامہ سینے لگتی اور باجی غرارے کو گوٹا لگانے لگتی ہیں۔ اب ان کے ہاتھ تیزی سے چلنے لگتے ہیں۔ گھسر پھسر بھی ہونے لگتی ہے کہ مجھے کیا پتہ تھا چاند نظر آ جائے گا۔ ہر طرف تو یہی شور تھا کہ اس مرتبہ تیس روزے ہوں گے۔

تم ہمیشہ آخری وقت پر کام کیا کرو۔ پہلے ہی کہا تھا کہ سارے کام نمٹا کر رکھنا۔ دادی اماں فوراً بولتی ہیں، لیکن رونق قابل دید ہوتی۔

پورے گھر میں شادی کا سماں ہوتا ہے۔ وقت گزرنے کے ساتھ عید کی تیاریوں، روایات، تحائف سب چیزوں میں تبدیلی آ گئی ہے۔ اب ریڈی میڈ کپڑوں کو ترجیح دی جاتی ہے۔ بوتیکس نے اس سلسلے میں خواتین کو خاصا سہل پسند بنا دیا ہے۔ اب گھروں میں کپڑے سینے کا رجحان بہت کم رہ گیا ہے۔ اکثر لوگ درزیوں سے کام لیتے ہیں اور چاند رات کو بھی درزیوں کے چکر لگ رہے ہوتے ہیں۔ بیچارے درزی ساری رات بیٹھ کر کپڑے سیتے ہیں اور صبح عید کی نماز پڑھنے کی بجائے لوگوں کے گھر کپڑے پہنچائے جاتے ہیں یا ان کے پاس لوگ آ رہے ہوتے ہیں۔ سویاں عید کا خاصا ہیں۔ انہی کی مناسبت سے چھوٹی عید کو میٹھی عید بھی کہا جاتا ہے۔ عید کی نماز سے قبل میٹھا کھانا سنت رسول ہے۔ عید کے روز ناشتے میں اکثر سویاں، شیر خورمہ وغیرہ ہی بنایا جاتا ہے۔ روزے رکھنے کے بعد بھاری ناشتہ معدے پر گراں گزر سکتا ہے۔ اس لئے سویوں کو اہمیت دی جاتی ہے۔ عید کے روز کئی گھروں میں دس بارہ بجے صبح ہوتی ہے۔ ان کے نزدیک یہ صرف چھٹی کا دن ہوتا ہے۔ دوپہر کے بعد تیاری کی جاتی ہے اور عزیز دوستوں سے مل جاتی ہے۔ رنگ برنگی چوڑیوں کی کھنک مہندی کی خوشبو گوٹے کناری سے سجے لہراتے آنچل بچوں کی کلکاریاں مٹھائی اور سویوں کی مٹھاس لذیذ کھانوں کی خوشبو یہ سب چیزیں۔ ہماری ثقافت کا حصہ ہے۔ یوں بچے بوڑھے جوان مرد عورت اور سب عید کی خوشیوں میں شریک ہو جاتے ہیں۔

پھر میری عید ہے پھر تیری عید ہے

عید کے دن غریبوں کی امداد کر!
قید سے سب غلاموں کو آزاد کر!
اپنی خوشیوں میں نادار کو ساتھ رکھ!
اور سروں پر یتیموں کے تو ہاتھ رکھ!
ہر خوشی ہو خدا کی رضا کے لئے
پھول بن ساری خلقِ خدا کے لئے
ہر برائی کی عادت کو اب چھوڑ دے
اپنا دل اپنے معبود سے جوڑ دے
غمزدوں کی مصیبت کا احساس کر!
قوم کی ہر ضرورت کا احساس کر
ہر نفس کی مسرت کا سامان بن!
اُٹھ مسلمان بن! اُٹھ مسلمان بن!

(شاعر: سلیم ناز، انتخاب: بنت مولانا عبدالرشید ارشد)

تحفہ جذبات کا بہترین اِظہار

یوں تو اپنی محبت کے جذبات کا اظہار کرنے کے بہت سے طریقے ہیں مگر ان جذبات کے اظہار کا پوری دنیا میں سب سے بہترین طریقہ ''تحفہ'' ہے ہمارے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان مبارک ہے کہ: ''تَهادُوا تَحابّوا'' (آپس میں تحفہ لیا دیا کرو محبت بڑھے گی)۔ پرانے زمانے میں لوگ اپنے عزیز و اقارب اور جاننے والوں کو چھوٹے موٹے تحفے دے کر ان سے اپنی محبت کا اظہار کرتے تھے۔ اس وقت تحفے سے زیادہ قدر اس خلوص کی ہوتی تھی جو تحفہ دینے والا اپنے تحفے کے ذریعے ان تک پہنچاتا تھا، اس دور میں تحفہ محبت کی علامت سمجھا جاتا تھا۔ لوگ اپنے پر خلوص جذبات کو تحفے میں لپیٹ کر پیش کرتے تھے اور تحفوں کا تبادلہ وسیع معنیٰ رکھتا تھا۔ ان لوگوں کے نزدیک دی گئی چیز کی قیمت کوئی اہمیت نہیں رکھتی تھی، یہ تب تھا جب لوگوں کو ایک دوسرے سے بے غرض محبت تھی ان کے دلوں میں موجود پیار اور خلوص سچا تھا۔ مگر آج سب کچھ تبدیل ہو چکا ہے آج ہر چیز کو دولت کے ترازو میں تولا جاتا ہے آج کے دور میں تحفوں کی بنیاد بھی خود غرضی اور مطلب پرستی پر رکھ دی گئی ہے، بہر حال بات تحفوں کی ہو رہی ہے تحفہ پیش کرنا بھی ایک فن ہے اگر تحفہ خلوص اور محبت کے ساتھ خوبصورت طریقے سے پیش کیا جائے تو اہمیت بڑھ جاتی ہے۔ یہاں ہم آپ کو تحفہ پیش کرنے کے سلسلے میں چند خاص باتیں بتا رہے ہیں تحفہ پیش کرتے وقت انہیں اپنے ذہن میں رکھیں۔

تحفہ خوبصورتی سے سجا ہوا ہو اور اسے بہترین طریقے سے پیش کیا جائے۔ تحفے کو کبھی پھینک کر یا اچھال کر نہیں دینا چاہئے اس سے تحفہ دینے والا غیر مہذب ظاہر ہوتا ہے۔

تحفہ قبول کرتے ہوئے محبت اور احترام کے جذبات کا اظہار کریں، اس وقت آپ کو تحفے کے سائز یا اس کی قیمت سے کوئی سروکار نہیں ہونا چاہئے۔ تحفہ قبول کرتے وقت اپنے مہذب اور شائستہ اخلاق ہونے کا ثبوت دیں۔ تحفہ لیتے ہوئے محبت اور انکساری کا مظاہرہ کرتے ہوئے شکریہ ضرور ادا کریں۔ اگر آپ کو ملنے والا تحفہ آپ کی پسند کا نہ ہو تو بھی چہرے پر خوش گوار آثار نمایاں کریں۔ کیوں کہ تحفہ دیتے وقت تحفہ دینے والے کی نظر آپ کے چہرے پر ہوتی ہے وہ آپ کے چہرے کے اتار چڑھاؤ سے بخوبی اندازہ لگا سکتا ہے کہ آپ کو اس کا تحفہ پسند نہیں آیا، یاد رکھئے تحفے سے زیادہ اسے دینے والے کے جذبات قیمتی ہوتے ہیں ان کی قدر کریں اور اس بات کا ہمیشہ خیال رہے کہ تحفہ دینے والے کے جذبات کو کبھی ٹھیس نہ پہنچے۔ تحفہ لیتے وقت برہمی یا جھنجھلاہٹ کا اظہار بہت بری حرکت ہے تحفہ دینے والا اسے اپنی توہین پر محمول کر سکتا ہے اور اس سے آپس کے تعلقات طویل عرصے کے لئے بگڑ سکتے ہیں۔ تحفہ قبول کرتے وقت ہمیشہ انکساری اور عاجزی کا مظاہرہ کریں۔ تحفہ وصول کرتے ہوئے تحفہ کی پسندیدگی کا اظہار اور اس کی تعریف میں چند کلمات ضرور ادا کریں۔

تحفہ کیا دیں؟

ایک وقت تھا کہ گھروں میں کوئی اچھا پکوان تیار ہوتا ہے دوسرے گھروں میں بھی حسب توفیق بھجوایا جاتا۔ پنجاب میں کسی گھر میں ساگ، کڑھی یا میٹھے چاول پکتے تو اڑوس پڑوس میں کچھ نہ کچھ ضرور بھجوایا جاتا ہے، یہ بھی ایک تحفہ ہی ہوتا تھا، لیکن اس کے علاوہ آپ کسی کو تحفہ دینا چاہتی ہیں تو کوئی ایسی چیز تحفے میں نہ دیں جو آپ کے خیال میں بے مصرف ہو یا آپ کی نظر میں اس کا کوئی استعمال نہ ہو۔

تحفہ وصول کرنے والے کے ذوق اور اس کی ضرورت کے عین مطابق ہونا چاہئے۔ تحفے سے ظاہر ہونا چاہئے کہ اسے تحفہ وصول کرنے والے ہی کے لئے خریدا گیا ہے۔ تحفہ خریدتے وقت اگر تحفہ وصول کرنے والے کی پسند اور ناپسند کے بارے میں معلوم کر لیا جائے تو بہتر ہے۔ اگر آپ کو مناسب تحفہ خریدنے میں دشواری پیش آرہی ہے تو آپ نقد یا چیک کی صورت میں رقم بھی بطور تحفہ دے سکتے ہیں۔ یہ تحفے کا بہترین نعم البدل ہے۔ کبھی بھی جانتے بوجھتے ایسا تحفہ نہ خریدیں جو تحفہ قبول کرنے والے کی پسند کا نہ ہو۔

تحفے کو دولت کے ترازو میں نہ تولیں

یہ بات ہمیشہ یاد رکھنی چاہئے کہ تحفہ محبت خلوص اور دوستی کا پیغام ہونے کے علاوہ جذبات کے اظہار کا سب سے اہم ذریعہ ہے۔ تحفہ پر خلوص محبت کی علامت ہے لہٰذا اسے کبھی بھی دولت کے ترازو میں نہیں تولنا چاہئے اور نہ ہی اس کا استعمال اپنی کسی غرض یا لالچ کے طور پر کرنا چاہئے۔ مقام افسوس ہے کہ آج تحفہ اپنی اصل قدر و قیمت کھو چکا ہے نہ اس میں محبت اور خلوص کے جذبات ہیں، نہ نیک تمناؤں کا اظہار، تحفہ قبول کرنے والا بھی یہی دیکھتا ہے کہ کون کیا لایا؟ اور اس کی قیمت کتنی ہے؟ ہماری سوچ میں یہ تبدیلی بہت خطرناک رجحان ہے۔ ہمیں چاہئے کہ اس بیمار سوچ کو ہمیشہ کے لئے دفن کر دیں اور تحفہ چاہے وہ پھولوں کا گلدستہ ہی کیوں نہ ہو اسے بیش قیمت سمجھتے ہوئے قبول کریں کیونکہ ہمیں یہ بات ذہن میں رکھنی چاہئے کہ قیمتی تحائف پیش کرنا ہر کسی کے لئے ممکن نہیں۔

لوگ تحفہ دے کر خواہش میں رہتے ہیں کہ انہیں اس سے بھی زیادہ قیمتی تحفہ ملے یہی وجہ ہے کہ آج تحفہ کو ''خاموش قرض'' بھی کہا جاتا ہے۔ آپ کسی کو بھی اس کی پسند کا تحفہ دے کر متاثر کر سکتی ہیں کیونکہ تحفہ ظاہر کر دیتا ہے کہ آپ تحفہ دینے والے کو اور اس کی پسند و ناپسند کو کتنا جانتی ہیں۔

عید مبارک

تیرہ شبوں کو پھر سے جگمگائے ہلالِ عید
سندیسۂ بہار بن کے آئے ہلال عید
تمنا ہے کہ دیکھیں نئے سحر کی رنگینی
اے کاش! نویدِ صبح لے کے آئے ہلالِ عید
گلشن کو کر رہی ہے معطر ہوائے عید
آتا نہیں کچھ بھی نظر ماسوائے عید
میری طرف سے عید مبارک ہو آپ کو
میرے پاس تو ہے یہی تحفہ برائے عید
گر قبول گرفتدز ہے عزّت و شرف

اُمّ سعد زبیر

غازی بن کر لوٹے گا یا تاجِ شہادت پہنے گا

اُمِّ احمر

''امی جی! کیا آپ کو یاد ہے جب میں چھٹی جماعت میں پڑھتا تھا تو میری اردو کی کتاب کی ایک نظم آپ کو بہت پسند تھی؟'' عامر نے ماں کے قریب آ کر پوچھا۔ ''نہیں بیٹا مجھے تو یاد نہیں'' صوفیہ نے سبزی کاٹتے ہوئے بے دھیانی سے جواب دیا۔

''امی جی یاد کیجئے نا آپ اکثر گنگنایا بھی کرتی تھیں۔ اس نظم کو''

''اچھا! کس شاعر کی نظم تھی وہ؟'' صوفیہ نے دلچسپی ظاہر کرنے کی کوشش کی۔ ''امی مجھے شاعر کا نام تو یاد نہیں'' عامر سوچ کر بولا۔

''لو بھلا پھر مجھے نظم کیسے یاد ہوگی'' صوفیہ نے ہنس کر کہا تو عامر ماں کے اور قریب کھسک آیا اور بولا ''امی جان اس کا ایک شعر تھا''

میرا یہ اکلوتا بیٹا اب تلوار اُٹھائے گا
غازی بن کر لوٹے گا یا تاجِ شہادت پائے گا

''ہاں ہاں مجھے یاد آیا بہت پیاری نظم تھی''

''امی جی! آپ کی خواہش پوری ہونے والی ہے۔ میں کل جہاد پر جا رہا ہوں عامر نے سرگوشی کے انداز میں کہا

''تم مذاق تو نہیں کر رہے ہو بیٹا؟'' صوفیہ نے بغور بیٹے کی طرف دیکھا تو حیران رہ گئی۔ اس کے چہرے پر جذبات کا سمندر ٹھاٹھیں مار رہا تھا۔ چہرہ خوشی سے دمک رہا تھا۔ جوش و خروش قابلِ دید تھا۔

''کیا واقعی تم چلے جاؤ گے مجھے تنہا چھوڑ کر تمہارے ابو کے اچانک اس دنیا کو چھوڑ کر جانے کے بعد میں نے تنہا تمہاری پرورش کی۔ اس امید پر کہ میرے گھر کے آنگن ایک دن تمہارے بچوں سے آباد ہوں گے۔ تو کیا تم ہمیشہ کے لئے چلے جاؤ گے۔

''امی جی! آپ تو کہا کرتی تھیں کہ آپ نے میری پرورش اس لئے کی کہ تا کہ میں اللہ کے راستے میں کام آؤں'' عامر نے سر جھکا کر کہا تو صوفیہ سوچ میں پڑ گئی۔ بیٹا پھر میں یہاں کیا کروں گی'' ''امی آپ نے تو اپنا کام کر لیا مجھے مجاہد بنا کر، اب آپ میرے لئے ثابت قدمی کی دعائیں کریں گی۔''

''بیٹا! ایک مسلمان کی زندگی کا مقصد تو اللہ کے لئے جینا اور اللہ کے لئے مرنا ہی ہے، لیکن یہ بتاؤ اچانک یہ پروگرام کیسے بن گیا؟

''امی وہ کل صبح جو خالد آیا تھا نا! اس نے مجھے بتایا کہ ہمارے امیر صاحب نے بلایا ہے جب میں ان کے پاس گیا تو اور بھی میرے بہت سارے ساتھی تھے، جنہوں نے فوجی تربیت امیر صاحب کی زیرِ سرپرستی حاصل کی تھی۔ امیر صاحب نے بتایا ہے کہ اس وقت محاذ پر چند بہت ہی بہادر نوجوانوں کی ضرورت ہے اور اس کام کے لئے کون کون اپنے آپ کو پیش کر سکتا ہے؟'' میں نے بھی ہاتھ اٹھا لیا تو امیر صاحب نے کہا'' بیٹا کیا تمہاری والدہ اس کی اجازت دے دیں گی؟ ان کی اجازت ضروری ہے۔ الحمدللہ ہماری پاس اور ساتھی بھی ہیں۔''

میں نے کہا میری امی کی تو خواہش یہی ہے کہ میں دین کی سربلندی کے لئے اپنی زندگی وقف کر دوں۔ اگر میری امی راضی نہیں ہوں گی تو میں سمجھوں گا دنیا کی کوئی ماں اپنے بیٹے کو اللہ کی راہ میں جہاد پر بھیجنے پر راضی نہیں ہوگی'' عامر نے جذبات میں سرشار بولتے بولتے ماں کی طرف دیکھا ''ہیں یہ کیا امی! آپ تو رو رہی ہیں یا اللہ اتنے سارے آنسو! اچھا امی میں نہیں جا رہا میں آج ہی امیر صاحب کو جا کر منع کر دوں گا۔''

''نہیں بیٹا! تم ضرور جاؤ گے یہ تو خوشی کے آنسو ہیں۔ میرا رب مجھے اتنا بڑا رتبہ دے رہا ہے'' صوفیہ دوپٹے سے آنسو پونچھتے ہوئے بولی۔

امی جان میں نے آپ کی تنہائی کا علاج بھی کر لیا ہے۔ ماموں جان آج کل کرائے کے مکان کی تلاش میں ہیں۔ میں نے ان سے کہا ہے کہ وہ ہمارے گھر شفٹ ہو جائیں۔ انہوں نے اس شرط پر یہ بات منظور کر لی ہے کہ ہم ان سے کرایہ وصول کریں گے۔ وہ کل صبح ہی یہاں شفٹ ہو جائیں گے۔

بیٹا تم میری فکر چھوڑ دو میرے لئے اللہ کا سہارا کافی ہے۔ اس نے اس وقت بھی تو میری مدد کی تھی جب ایک دو سالہ بچے کے ساتھ میں تنہا رہ گئی تھی۔ کس طرح اللہ تعالیٰ نے تایا ابا کے دل میں ڈالا اور انہوں نے میری سرپرستی کی اور تمہارے ابو کے کاروبار کو بے لوثی کے ساتھ سنبھالا اور اللہ تعالیٰ نے ان کی حیات کی ڈور اتنی لمبی کی کہ تم نے اپنی تعلیم مکمل کر کے کاروبار کو سنبھالا اب تم اللہ تعالیٰ کی راہ میں نکل رہے ہو۔ یکسوئی کے ساتھ جاؤ پیچھے کی کوئی فکر نہ کرنا۔ ہاں دشمنوں کا مقابلہ ڈٹ کر کرنا پیٹھ نہ دکھانا۔ ہمت سے کام لینا بہادری دکھانے کے لئے نہیں بلکہ اللہ کو راضی کرنے کے لئے اور اس کے یہاں سرخرو ہونے کے لئے چاہے شہید ہو کر یا غازی بن کر۔ میں یہ سمجھوں گی اللہ تعالیٰ نے تمہاری صورت میں مجھے جو پرچہ حل کرنے کے لئے دیا تھا میں نے اسے بہ حسن و خوبی حل کیا ہے۔ صوفیہ نے بات مکمل کی تو عامر نے کہا ''امی میں تو آپ کے آنسوؤں سے ڈر گیا تھا اب مجھے اطمینان ہے میری امی مجھ سے بہت زیادہ باہمت ہیں۔''

''بیٹا میری تو یہی خواہش ہے کہ میرا بیٹا عمر بھر اللہ کے راستے میں جہاد ہی کرتا رہے اور میرے لئے صدقۂ جاریہ بنے۔''

''ان شاء اللہ ایسا ہی ہوگا امی جی۔ ہاں امی ابھی آپ کسی کو بتایئے گا نہیں۔ امیر صاحب نے یہی ہدایت کی ہے کہ امی کے علاوہ کسی کو خبر نہ ہو۔ بس جب بھی کوئی پوچھے تو آپ کہہ دیجئے گا کہ تجارت کے سلسلے میں شہر سے باہر گیا ہوا ہے۔ امی جی یہ تجارت ہی تو ہے نا۔ اللہ تعالیٰ نے سورۂ صف میں ایمان والوں کو مخاطب کر کے فرمایا ہے نا کہ

''کیا میں تمہیں وہ تجارت نہ بتاؤں جو تمہیں عذاب دردناک سے بچالے۔ ایمان لاؤ اللہ پر اور جہاد کرو اپنے مالوں اور جانوں سے اللہ کی راہ میں، یہی تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم جانو۔''

صوفیہ غور سے بیٹے کی باتیں سن رہی تھیں پھر بولی ''تم نے ٹھیک کہا ہے بیٹے ایسا کرو تم میرے یہ کڑے لیتے جاؤ شاید اس کی ضرورت پڑے۔ کافی وزنی ہیں۔ تمہارے ابو نے تمہاری پیدائش پر بڑی چاہت سے میرے لئے بنوائے تھے۔''

''نہیں امی یہ آپ رکھیں وہاں ان کا کیا کروں گا میں'' عامر نے کڑے واپس کرتے ہوئے کہا ''نہیں بیٹا یہ میرا بڑا محبوب مال ہے میں اس کو اللہ کی راہ میں خرچ کرنا چاہتی ہوں تم امیر صاحب کو دے دینا شاید ہتھیار وغیرہ کی ضرورت میں کام آ جائے۔''

عامر نے کہا ''امی!

کافر ہے تو شمشیر پہ کرتا ہے بھروسہ
مومن ہے تو بے تیغ بھی لڑتا ہے سپاہی

''وہ تو ٹھیک ہے بیٹا کہ مجاہد کے پاس تو سب سے بڑی طاقت ایمان ہی کی ہے، لیکن سامانِ جہاد تیار کرنے کا حکم بھی تو اللہ ہی نے دیا ہے۔

''اچھا! امی اگر آپ کی خواہش ہے تو دے دیں، لیکن میری خواہش ہے کہ ایک کڑا آپ اپنے پاس رکھ لیں۔''

''چلو بیٹا اگر تمہاری خواہش ہے تو ایک میں رکھ لیتی ہوں'' صوفیہ نے یہ کہتے ہوئے ایک کڑا اپنے ہاتھ میں ڈال لیا اور دوسرا عامر کی جیب میں رکھ دیا۔

''امی جی اب جلدی سے کھانا دے دیں بہت بھوک لگ رہی ہے۔''

(باقی صفحہ ۱۴ پر)

یتیمی کا دکھ

بنت محمد زبیر شائق

اے میرے اللہ! یہاں اس دنیا میں کوئی بھی ہمارا نہیں...... کوئی بھی ہم سے پیار نہیں کرتا...... کوئی ہم سے مخلص نہیں...... یااللہ! آپ کے یہ بندے ہمارے ساتھ کیڑے مکوڑوں جیسا سلوک کرتے ہیں...... یہاں کے لوگ کتنے ظالم ہیں، ان کی نظروں میں ہمارے لئے ہمدردی کے جذبات نہیں۔ اے میرے اللہ! مجھے یہ دنیا بہت بری لگتی ہے...... جن لوگوں کے سروں پر باپ کا سایہ ہو کیا یہ دنیا انہیں بھی بری لگتی ہوگی؟...... یا اللہ ہمارے خاندان والے اتنے بے حس کیوں ہوگئے ہیں؟...... ابو کے ہوتے ہوئے بھی کیا یہ یونہی ہمیں حقارت سے دیکھا کرتے تھے......؟ اُف! یہ لوگ کیوں بدل گئے ہیں......؟ جبکہ لہو کا رنگ اور مہک ایک ہی ہے...... یااللہ! کیا یہ رنگ اور مہک رشتوں کی پہچان نہیں رکھتی......؟ یا اللہ! لوگوں کو کیا ہوگیا ہے......؟ لوگ کانوں اور آنکھوں کی صلاحیت سے کیوں محروم ہوگئے ہیں؟...... میری امت جسد واحد کی طرح ہے، جس کے ایک حصے میں تکلیف ہو تو سارا جسم بیمار ہوجاتا ہے، والی حدیث سب کو بھول چکی ہے......

اُف! یہ نیند نہ جانے مجھ سے کتنے کوس دور چلی گئی ہے۔ عذرا نے کروٹ بدلی۔ امی جان...... کیا وہ بھی میری طرح جاگ رہی ہیں...... آہ! میری امی!...... ابو کی وفات کے بعد وہ بھی تھکی ماندی اور ٹوٹ پھوٹ کا شکار دکھائی دیتی ہیں......

سوچ کے ان دھاروں میں بہتے نہ جانے کس وقت عذرا کی آنکھ لگ جاتی۔ ابو کی وفات کے بعد یہ سوچیں اس کے روز کا معمول بن چکی تھیں۔ اس کے ابو دل کا دورہ پڑنے سے وفات پاگئے، اس کے تین بھائی اور ایک بہن اس سے چھوٹے تھے۔ ابو کی وفات کے بعد ماموں انہیں اپنے گھر لے جانا چاہتے تھے، لیکن ممانی کے چڑھے ہوئے تیور اور بے رخاپن انہیں بہت کچھ بتا رہا تھا۔ ویسے بھی ایک خوددار شخص کی سنگت میں اتنا عرصہ گزارنے کے بعد امی خود کسی کا احسان سر پر لینے کو تیار نہ تھیں لہٰذا انہوں نے یہ کہہ کر ٹال دیا کہ ''میں اپنے شوہر کے گھر کو ویران نہیں چھوڑ سکتی...... جب خدا نے ہمیں اس دنیا میں بھیجا ہے تو ہمارے حصے کا سکھ بھی بھیجا ہوگا اور جو رزق ہمارے لئے مقرر کردیا ہے وہ ہمیں مل کر رہے گا۔''

لیکن اس کے باوجود ماموں آتے جاتے اپنے بھانجے، بھانجیوں کی مٹھی بھرتے رہتے جو ممانی کو سخت شاق گزرتا اور وہ خاندان بھر میں کھلم کھلا اظہار کرتیں ''یتیموں کی سرپرستی سے تو دل ہی نہیں بھرتا ہمارے میاں کا، ہزاروں روپے خرچ کرکے ثواب کمارہے ہیں بے چارے......''

ممانی انہیں بھی بار بار سمجھاتیں

''ارے! اپنے بچے نہیں ہیں؟...... کل کو یہ بھی جوان ہوں گے کیوں ان کو اپنے حق سے محروم کرتے ہو، کبھی بھانجے، بھانجیوں کے چیتھڑوں سے فارغ وقت مل جائے تو ان کے بارے میں بھی سوچ لیا کرو۔''

یوں رفتہ رفتہ ماموں میں بھی کھچاؤ آگیا۔ امی جان تو پہلے ہی ان سے 'بھیک' نہیں لینا چاہتی تھیں، مگر ان کی نہیں نہیں کے باوجود ماموں کچھ نہ کچھ پکڑا جاتے۔ ابو کی وفات کے بعد انہوں نے معاوضے پر سینا پرونا شروع کردیا تھا۔ ان کا بڑا بیٹا ابرار بمشکل بارہ سال کا ہی تھا کہ اسے اسکول سے اٹھوالیا گیا۔ اب وہ پارکوں، سیرگاہوں اور اڈوں پر دال بیچتا، پہلے دن جب وہ مزدوری کرنے نکلا تو بہت سہما ہوا تھا، وہ پارک میں ایک ہی جگہ جم کر بیٹھا رہا اور اپنے اردگرد ہنستے مسکراتے بچوں کو، والدین کے آگے پیچھے کھیلتا ہوا دیکھتا رہا۔ اس دن گھر واپس آکر وہ ماں سے لپٹ کر خوب رویا ''امی! ابو کہاں چلے گئے ہیں......؟ مجھے آج ابو بہت یاد آرہے ہیں...... امی بتائیں نا...... مجھے دال بیچنا نہیں اچھا لگتا...... امی! ابو واپس کیوں نہیں آجاتے؟''

''بیٹا! اللہ تعالیٰ نے آپ کے ابو کو اپنے پاس بلالیا ہے، وہاں سے کوئی بھی لوٹ کر نہیں آتا'' بے اختیار امی کے آنسو نکل کر چہرے کو دھو رہے تھے۔ وہ اس کے معصومیت سے پوچھے گئے سوالوں کا جواب دے کر اس کے معصوم سے دل کو مطمئن کرنے کی کوشش کرتی۔ عذرا بھی کبھی کبھار ماں کے سامنے شکایتوں کا پلندہ کھول دیتی۔

''امی! چچا جان، پھوپھی جان...... سب لوگ پہلے ہم سے کتنا پیار کرتے تھے۔ مگر ابو کی وفات کے بعد سب کچھ کتنا بدل گیا ہے'' پھر وہ ایک گہرا سانس کھینچ کر کہتی ''کیا ہوسکتا ہے؟ ہمارے سر سے چھت جو سرک گئی ہے اب رشتوں میں اپنے پرائے کی پہچان کہاں رہی؟ خدا نے ہمیں یتیم جو کردیا ہے رشتہ داروں نے بے دید تو ہونا ہی ہے۔''

گھر میں سمجھ دار اور بڑا ہونے کے ناطے وہ بہت سی باتیں محسوس کرتی، لیکن اس کی شکایتوں اور ناشکریوں پر امی جان ہمیشہ اسے ٹوک دیتیں۔

''نہ، نہ عذرا خدا کی ناشکری کرکے شیطان کو خوش نہ کر۔ یہ سب تو خدا کی آزمائش ہے اور خدا کے نیک اور اچھے بندے آزمائش میں صبر کرتے ہیں۔ وہ کاتب تقدیر ہے اور وہ تقدیر بناتے وقت میرے اور تیرے دعوے نہیں دیکھتا، وہ خوب جانتا ہے کہ ہمارے لئے کیا بہتر ہے۔''

اور کبھی کبھار وہ ابو کو یاد کرکے بے تحاشا رونا شروع کردیتی اور امی جان جو خود بھی گھائل تھیں اسے دلاسا دیتیں۔

''ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم، والی ہستی دو جہاں پیدا ہونے سے پہلے ہی یتیم ہوگئے، جب آنکھ کھولی تو ماں نہ رہی، پیار ومحبت لٹانے والے دادا بھی ساتھ چھوڑ گئے، مگر کیا کیا......؟'' عذرا ''مکہ کے شہزادے'' کی کہانی سننے کے لئے ہمہ تن گوش ہوجاتی۔

''ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیشہ صبر کیا، راضی بہ رضا رہے، وہ خدا کے آخری پیغمبر ہیں، مگر خدا نے آزمائش انہی پر ڈالی۔ آپ شعب ابی طالب میں تین سال محصور رہے...... پیٹ پر پتھر باندے، مگر زبان پر اف تک نہ آئی۔ کافروں نے جینا دشوار کردیا، اپنے پرائے ہوگئے، آپ کی راہوں میں کانٹے بچھائے گئے، قتل کے منصوبے بنائے گئے، مگر مسکراتے رہے...... پھر جب مکہ فتح ہوا تو سب کو معاف کردیا، چچا کا کلیجہ چبانے والی کو معاف کردیا، پنڈلیاں لہولہان کرنے والوں کو معاف کردیا...... یہ سب ایذائیں اس شافع محشر کو دی جاتیں، جن کی تعلیمات قیامت تک آنے والوں کے لئے جاری وساری ہیں، جو تمام مسلمانوں کے امام ہیں۔''

''لیکن امی! ہمارا ظرف ان جیسا نہیں ہم خود پر ظلم کرنے والوں کو معاف کرنے کا حوصلہ نہیں رکھتے، ہم اتنے اعلیٰ ظرف نہیں کہ بھوک لگے تو پیٹ پر دو پتھر باندھ لیں۔''

''اسی طرح ہی تو اللہ تعالیٰ ہمارے ایمان کو آزماتا ہے۔ ایمان کی روشنی نے ہر چیز کی حقیقت کو واضح کردیا ہے، اچھے برے کی تمیز ہوگئی ہے، حق وباطل کی پہچان ہوچکی ہے۔ مرتے دم تک خود کو ایمان پر قائم رکھنا، سچے مسلمانوں کا طریقہ ہے۔''

''لیکن امی! اگر ہم زبان سے شکایت نہ بھی کریں تو دل میں تو شکایت ہوگی پھر ہمارا ایمان کیسے پختہ ہوگا۔''

(باقی صفحہ ۱۴ پر)

AL-NISAR JEWELLERS
SHOP # A-19 BAZAR-E-FAISAL KARIMABAD
FEDERAL 'B' AREA, KARACHI.
PHONE NO: 6322614 - 6328750
SHOP # 1 MOTIWALA ARCADE, TARIQ ROAD
KARACHI. OPP. MADINA MASJID.
PHONE NO. 4535860
النثار جیولرز
علماء کرام کیلئے خصوصی رعایت

DRY ARRANGEMENT

ایک خوبصورت اور منفرد آرٹ

مرسلہ، ص بنت محمد حنیف

بقول اقبال ''وجودِ زن سے ہے تصویر کائنات میں رنگ'' اور ظاہر ہے زن اپنے وجود کا ثبوت اپنے آشیانے کی خوبصورتی اور صفائی سے ہی دیتی ہے کیونکہ ''زال نہ گھر نہ آمی بُر۔ تو جناب! اس بُر کو گھر بنانے کے لئے ہی فطرت نے عورت کے مزاج میں یہ بات بھی رکھ دی ہے کہ وہ اپنے گھر کو اپنی حیثیت کے مطابق نفاست سے سجائے۔ چنانچہ آپ کو اس ذمہ داری سے عہدہ برآ کرانے کے لئے ہم چند تجاویز DRY ARRANGEMENT کی صورت میں لے کر حاضرِ خدمت ہیں۔ دراصل DRY ARRANGEMENT ایک ایسا فن ہے، جس کے ذریعے آپ مختلف بے کار چیزوں کو کارآمد بناسکتی ہیں مثلاً پستے کے چھلکے، ناریل کی چھال، خربوز کے بیج، چیکو کے بیج، پیپل کے پتے، خشک کدو اور اس کے بیج، بھٹے کے پتے، جوٹ وغیرہ۔ یہ تو ہوا ''خام مال'' اگلے مرحلے میں جو چیزیں آپ کو درکار ہوں گی وہ مندرجہ ذیل ہیں:

لوہے کی باریک تاریں (0,1,2 نمبر کی)، روئی، سفید فوم، سبز اور براؤن رنگ کا کریپ پیپر، UHU، GLUE GUN ان کے علاوہ ''خوبصورتی کے لئے'' آپ گولڈن، سلور یا کسی بھی من پسند رنگ کا SPRAY COLOUR استعمال کرسکتی ہیں۔ GLUE GUN بجلی سے چلنے والی چھوٹی سی گن ہوتی ہے، جس میں ٹھوس GLUE کی STICK استعمال کی جاتی ہے، جو کہ بجلی کی حرارت سے پگھل کر مائع کی صورت میں اشیاء کو مضبوطی سے جوڑنے کے کام آتی ہے)۔ پھول بنانے کے لئے سب سے پہلی اور بنیادی چیز ''ڈنڈی'' ہوتی ہے، جس کے لئے آپ 2 نمبر کی تار لیں، اس پر سبز کریپ پیپر لپیٹ دیں اور اس کے ایک سرے پر فوم کے ایک چوکور ٹکڑے کے اندر روئی رکھ کر اسے مضبوطی سے دھاگے کی مدد سے باندھ دیں۔ یہ پھول کا پولن بن جائے گا۔ اس طرح سے کافی ساری ڈنڈیاں بنالیں۔ اب آتے ہیں پھول بنانے کی طرف۔

۱۔ پستہ کے پھول:

پولن پر GUN کی مدد سے پستے کے چھلکے سیدھے رکھ کر چپکائیں اور دوسری لائن الٹے چھلکے (خالی حصہ باہر کی طرف ہو) رکھ کر چپکادیں۔ جب مکمل ہوجائے تو اس پر گولڈن اسپرے کردیں۔ اسی طریقے سے آپ خربوزے اگرے کے بیج، کدو کے بیج اور چیکو کے بیجوں کے پھول بناسکتی ہیں۔ خربوزے کے پھولوں کو خوبصورت بنانے کے لئے ان بیجوں کو DYE کرلیں۔

۲۔ پیپل کے پتوں کے پھول:

اگر آپ کے گھر میں پیپل کا درخت پایا جاتا ہے تو اس کے چند پتے توڑ لیں، لیکن پتوں کی جالی نکالنا ذرا محنت طلب کام ہے (ویسے اس کی جالی بازار سے بھی بنی بنائی اور DYE کی ہوئی مل جاتی ہے) اس کے لئے بغیر پولن کے ایک ''ڈنڈی'' لیں، درمیان میں رنگین اُلسی (یہ بھی مختلف رنگوں میں دستیاب ہوتی ہے) رکھ کر اس کے اوپر پیپل کی جالی اس طرح رکھیں کہ نوکیلا حصہ اوپر رہے اور نیچے سے مضبوطی سے باندھ دیں۔ یہ پھول بے حد خوبصورت اور نازک ہوتے ہیں، زیادہ تر دیوار گیر ٹوکریوں میں سجائے جاتے ہیں۔

۳۔ جوٹ کے پھول:

اس کے لئے آپ براؤن کریپ پیپر لپٹی ہوئی 2 نمبر کی 5 تاریں لیں اور انہیں پتیوں کی شکل میں موڑ کر ان کے دونوں سرے آپس میں جوڑ دیں اور پھر جوٹ کو بچھا کر، یہ پتیاں GLUE کی مدد سے اس پر چپکادیں اور خشک ہونے پر اطراف سے فالتو جوٹ کاٹ دیں۔ اب ایک نمبر کی گولڈن تار لیکر اس میں براؤن کلر کے 4 موتی پرودیں اور تار کے دونوں سرے جوڑ کر ایک حلقہ سا بنالیں۔ اس حلقے کو پر کرنے کے لئے دوسری تار میں ایک موتی پرو کر لگادیں۔ اب ان موتیوں کے گرد جوٹ کی پتیوں کو ایک ایک کر کے مضبوطی سے باندھ دیں۔ انتہائی خوبصورت پھول تیار ہیں۔ آپ انہیں جوٹ کے بورڈ پر کوئی نفیس سی لیس لگا کر یہ پھول سجادیں۔

(باقی صفحہ ۱۴۴ پر)

میٹھی عید کے میٹھے پکوان

شہد والی سویاں:

اشیاء: سویاں ایک پاؤ۔ گھی تین چھٹانک۔ جائفل ایک چٹکی۔ بادام ایک چھٹانک۔ شہد چار چائے کے چمچ۔ کیوڑا ایک چائے کا چمچ۔ سبز الائچی سات عدد۔ زعفران پسی ہوئی ایک چٹکی۔ چینی حسب ذائقہ۔

ترکیب: چینی اور شہد کو ایک پاؤ پانی میں ملا کر پکائیں۔ شیرہ بننے پر اتار لیں۔ دیگچی میں گھی کو خوب گرم کریں، اس میں سبز الائچی کے دانے ڈال کر کڑکڑائیں پھر سویاں ڈال دیں۔ سویوں کو بادامی ہونے تک بھونیں۔ اب شہد اور چینی والا شیرہ سویوں میں ڈال دیں اور گلنے دیں شیرہ جذب ہو جائے تو جائفل ڈال دیں۔ زعفران کو کیوڑے میں گھول لیں۔ سویاں گھی چھوڑ دیں تو کیوڑہ ڈال کر چند منٹ تک دم پر رکھ دیں، لذیذ سویاں تیار ہیں۔ ڈش میں سویاں انڈیلیں۔ بادام کی گری گھی میں تل کر اور کتر کر سویوں پر ڈال کر پیش کریں۔

کھوئے کی سویاں:

اشیاء: کھویا ڈیڑھ پاؤ۔ سویاں آدھا کلو۔ بالائی ایک پاؤ۔ دودھ آدھا لیٹر۔ چینی آدھا کلو۔ گھی آدھا پاؤ۔ کیوڑا ایک کھانے کا چمچ۔ بادام کی گری ایک چھٹانک۔ کشمش آدھی چھٹانک۔ پستہ آدھی چھٹانک۔ زعفران پسی ہوئی ایک چٹکی۔ سبز الائچی دس عدد۔

ترکیب: دیگچی میں گھی کو گرم کریں۔ اس میں سبز الائچی کے دانے ڈال کر بھونیں، پھر سویاں ڈال کر بادامی رنگت آنے تک بھونیں۔ پھر دودھ ڈال دیں اور مدہم آنچ پر پکنے دیں۔ سویاں پک جائیں تو بالائی اور کھوئے کو ملا کر پھینٹیں اور اس میں چینی پیس کر ملا دیں اور سویوں میں ڈال دیں۔ ساتھ ہی زعفران شامل کر دیں اور ہلکی آنچ پر رکھ کر چمچ چلاتی رہیں۔ چینی کا پانی خشک ہو جائے تو کیوڑا ڈال کر چند منٹ دم پر رکھ دیں۔ ساتھ پستہ اور بادام ڈال دیں۔ دم آنے پر ڈش میں ڈالیں اور میوؤں کی ہوائیاں چھڑک دیں سویاں تیار ہیں۔

کسٹرڈ سویاں:

اشیاء: دودھ ایک لیٹر۔ سویاں ایک پاؤ۔ چینی چار کھانے کے چمچ۔ کسٹرڈ پاؤڈر چار کھانے کے چمچ۔ کیلے چار عدد۔ جیلی ایک پیکٹ۔ روح افزاء دو کھانے کے چمچ۔

ترکیب: دودھ کو دیگچی میں ڈال کر ابال لیں۔ ابال آنے پر 2 چمچ روح افزاء ڈال دیں۔ کسٹرڈ کو آدھا کپ ٹھنڈے دودھ میں حل کر لیں اور پھر آہستہ آہستہ ابلتے دودھ میں ڈال دیں۔ چمچ برابر چلاتی رہیں۔ جب گاڑھا ہونے لگے تو اس میں سویاں چھوٹے ٹکڑے کر کے ڈال دیں۔ جب سویاں گل جائیں تو اس میں چینی ڈال کر تھوڑا پکا کر چولہے سے اتار لیں۔ ایک ڈش میں کیلے چھوٹے ٹکڑے کر کے ڈالیں۔ کسٹرڈ والا مکسچر تھوڑا ٹھنڈا کر کے کیلوں کے اوپر ڈال دیں اور اچھی طرح ملا لیں۔ جمنے کے لئے فریج میں رکھ دیں۔ اچھی طرح جم جائے تو فریج سے نکال کر جیلی اور چیری سے گارنشنگ کریں۔

نوٹ: ایک پیکٹ جیلی کو دو کپ گرم پانی میں حل کریں۔ جمنے کے لئے فریج میں رکھ دیں، جمنے پر کاٹ لیں۔

سویٹ فروٹ کریم:

اشیاء: انار ایک عدد۔ سیب ایک پاؤ۔ کیلے چار عدد۔ شکر قندی ابلی ہوئی ایک پاؤ۔ دودھ دو لیٹر۔ چینی آدھا کلو۔ کریم یا بالائی ایک پاؤ۔ زعفران پسی ہوئی ایک چٹکی۔ پستہ آدھی چھٹانک۔ بادام کی گری آدھی چھٹانک۔ سبز الائچی آٹھ عدد۔

ترکیب: سیب اور شکر قندی چھیل کر ٹکڑے کر لیں۔ کیلوں کے بھی موٹے موٹے ٹکڑے کاٹ لیں۔ کریم پھینٹ لیں اور الائچی کے دانے پیس لیں۔ دیگچی میں دودھ ڈال کر ہلکی آنچ پر چڑھا دیں۔ جوش آنے پر چینی ڈال دیں۔ کریم، زعفران، الائچی کے پسے ہوئے دانے، سیب اور شکر قندی کے ٹکڑے ڈال دیں اور چمچہ چلاتی رہیں۔ دودھ پک کر گاڑھا ہونے لگے تو کیلے کے قتلے ڈال دیں۔ ذرا پکنے پر دم پر رکھ دیں۔ ڈش میں نکال کر انار کے دانوں اور ڈرائی فروٹ سے گارنشنگ کر لیں۔

کھوئے کے سموسے:

اشیاء: کھویا ایک کپ۔ میدہ ایک کپ۔ گھی تین کھانے کے چمچ۔ بیکنگ پاؤڈر دو چٹکی۔ جائفل ایک چائے کا چمچ۔ چینی ایک کپ۔ تیل تلنے کے لیے۔

ترکیب: میدے میں گھی اور بیکنگ پاؤڈر ملا کر ابلے ہوئے پانی سے گوندھ لیں۔ اچھی طرح یکجان کرنے کے بعد اس میدے کے پیڑے بنا لیں۔ کھوئے اور جائفل پاؤڈر کو مکس کر لیں، چینی میں ایک کپ پانی ڈال کر شیرہ تیار کریں۔ اب ایک پیڑا لے کر اس کی چھوٹی ٹکیہ بیل لیں۔ درمیان میں تھوڑا سا کھویا رکھ کر کنارے ملا دیں۔ کنارے اچھی طرح دبا دیں۔ تیل گرم کر کے سموسے تل لیں۔ تلنے کے بعد شیرے میں ڈال دیں جب خوب ٹھنڈے ہو جائیں تو کھانے کے لیے پیش کریں۔

کیلے اور کھجور کا میٹھا:

اشیاء: کھجوریں بارہ عدد۔ نارنگی یا کسی بھی پھل کا رس آدھی پیالی۔ مکھن پگھلا ہوا 30 گرام۔ شہد ایک چائے کا چمچ۔ کیلے تین عدد۔ کھوپرے کا پاؤڈر ایک چائے والی پیالی۔

ترکیب: کھجوروں کو نارنگی یا اپنی پسند کے کسی بھی پھل کے عرق میں ڈال کر رات بھر کے لئے فریج میں رکھ دیں۔ کھجوریں جب اچھی طرح عرق جذب کر لیں تو انہیں عرق سے نکال دیں اور بچے ہوئے عرق میں، مکھن اور شہد شامل کر کے خوب اچھی طرح ملائیں تاکہ یہ اشیاء یکجان ہو جائیں۔ کیلے کے موٹے موٹے ٹکڑے کاٹ لیں اور بانس کے تنکے یا سلائی میں کیلوں اور کھجوروں کو ایک کے بعد ایک پروتی جائیں۔ اب عرق مکھن اور شہد کے آمیزے میں کیلے اور کھجوروں کی سلائیوں کو ڈبو دیں اور چاروں طرف گھمائیں تاکہ ہر طرف آمیزہ لگ جائے۔ ایک پھیلی ہوئی ہموار پلیٹ میں کھوپرے کا پاؤڈر ڈال دیں۔ کھجوروں والی سلائیوں کو اس پر الٹ پلٹ دیں۔ اس طرح کھوپرا شہد اور مکھن کے آمیزے پر چپک جائے گا۔ لذت بخش میٹھا تیار ہے۔

...یہ: دین خیرخواہی کا نام ہے

لیکن میں یہ چاہتی تھی کہ چونکہ اس اکٹھ کے موقع پر ہی سب کو پتہ چل جائے کہ اب وہ پردے کا خیال رکھتے ہیں۔ اس لئے غیر محرم خواتین کو ان کے ...منے نہ آنا چاہئے کہ جب ایک بندہ آج کل کے مشکل اور نازک دور میں یہ کام سب کی مخالفتیں مول لے کر کرنا چاہے تو ...ں کی حوصلہ افزائی ہونی چاہئے نہ کہ رکاوٹیں پیدا ہوں۔ چنانچہ شادی پر سارے لوگ حیران کہ اس لڑکے کو کیا ہوگیا ہے کہ ...رہم سے ملتا ہی نہیں۔ آہستہ آہستہ انہوں نے سب کو بتانا شروع کر دیا کہ میں غیر محرم خواتین کے سامنے جانا میرے لئے ...ز نہیں، اس لئے آپ لوگ میرے سامنے مت آیا کریں۔ خیر سارے خاندان میں خوب باتیں ہوئیں۔ خصوصاً بڑی ...ھیاں تو اچھی خاصی ناراض نظر آنے لگیں کہ ہمارے سامنے کا کھیلا کودتا آج ہمارے سامنے نہیں آتا۔ میں ہر جگہ پردے ...اہمیت واضح کرتی اور اسے اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم بتاتے ہوئے درخواست کرتی کہ ...پ ان کی حوصلہ افزائی کریں۔ ان کی اس معاملے میں مدد کریں تا کہ وہ بجائے خوفزدہ ہونے کے خوشی خوشی اس قدم کو مزید ...کے بڑھائیں۔ بہرحال کافی حالات کشیدہ ہوئے۔ آہستہ آہستہ لوگوں کو بھی عادت ہوگئی۔ آخر کب تلک کوئی کہتا رہتا، ...ب اپنے کاموں میں مگن ہوئے۔ اکا دکا باتیں تو ہر زمانے میں چلتی ہیں، مگر اکثریت اب مان گئی ہے۔ میں اپنی بہنوں ...ے درخواست کروں گی کہ وہ اگر خود شرعی پردہ کرتی ہیں تو اپنے خاوندوں کو بھی اس راہ پر لگائیں۔ مخلوط و بے حجاب محفلوں ...ں اٹھنا بیٹھنا جہاں آخرت کے لحاظ سے نقصان دہ ہے وہاں آپ کی ازدواجی زندگی کے لئے بھی بہت ضرر رساں ہے۔ ...ت ہے۔ جھگڑوں کی جڑ یہی شرعی پردہ نہ کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہم سب کو دین کی سمجھ عطا فرمائیں۔ امین۔

بقیہ :یتیمی کا دکھ

"عذرا! خدا تعالیٰ جب کسی قوم سے محبت کرتے ہیں تو انہیں آزماتے ہیں پھر خدا کی رضا ان لوگوں کو حاصل ہوتی ہے جو مصیبت میں اللہ کی مرضی پر راضی رہے اور اس ذات پاک کو قطعی فراموش نہ کرے، ہر غم اور دکھ جس کا تحریر کردہ ہے پھر وہی اس کا سدباب بھی کرے گا۔ جو لوگ نہ ملنے پر اور مصیبت پر شکایات کرتے ہیں وہ یہ سوچ لیں کہ جو چیزیں ہمیں آج نہیں ملیں وہ کل مل جائیں گی۔ جس طرح ہم لوگ اپنی ذمہ داریوں کو کل پر ڈالتے ہیں اسی طرح یہ سوچ کر بھی سکون حاصل کر سکتے ہیں جو خواہش آج پوری نہیں ہوئی وہ کل ہو جائے گی۔ بس ہم یہ اوقات صبر سے گزاریں تو اللہ تعالیٰ اچھے انعامات سے نوازیں گے۔"

قارئین کرام! وقت ایک بہت اچھا مرہم ہے۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ عذرا اور اس کے گھر والوں کی زندگی میں بھی سکون اور ٹھہراؤ آ ہی گیا، مگر ابرار تو اب بھی "ٹھنڈیاں تے مٹھیاں گنڈیریاں" اور "کراری دال اے" کی صدائیں لگاتا ہے۔

قارئین کرام! بسا اوقات ہمارے ساتھ بھی ایسا ہوتا ہے کہ کچھ لوگ اور کچھ رشتے نہایت اہم لگتے ہیں پھر جب یہ رشتے جدا ہوں تو سب کچھ ٹوٹتا اور بکھرتا محسوس ہوتا ہے۔ زندگی ایک چلتی گاڑی ہی تو ہے جہاں مسافروں کی طرح مناظر بھی بدلتے ہیں، لیکن ایسے میں اگر انسان اپنا حوصلہ بلند رکھے، اللہ تعالیٰ کی تقسیم پر راضی رہے اور اس ذات پاک سے رجوع کرے، جس کے ہاتھ میں تمام عالم کی باگ ڈور ہے تو پھر ایک نہ ایک دن خوشیاں ضرور اس کا مقدر ہوں گی۔

قارئین کرام! الرشید ٹرسٹ اور الاختر ٹرسٹ کے مخلص افراد جو وسیع پیمانے پر عوام کی خدمت کر کے جنت کے ٹکٹ خرید رہے ہیں اسی طرح عوام کا درد رکھنے والے علماء کرام مزید ایسے ادارے قائم کریں، جن کا مقصد یتیموں اور بیواؤں کی دستگیری ہو تو شاید کتنے ہی ابرار "ٹھنڈیاں تے مٹھیاں گنڈیریا" اور "کراری دال اے" کی صداؤں کی بجائے فرشتہ صفت لوگوں کے سنگ علم کی شمعیں جلا رہے ہوں۔

بقیہ: "غازی بنکر لوٹے گا یا تاج شہادت پائے گا"

"ارے میں نے تو ابھی پکایا ہی نہیں" صوفیہ نے اپنے گرد و پیش کا جائزہ لیا چھری زمین پر پڑی ہوئی تھی۔ کٹی ہوئی سبزیوں میں چھلکے ملے ہوئے کچھ تخت پر کچھ اس کی گود میں پڑے تھے۔ "یا اللہ مجھے معاف کر دینا میں کتنا پریشان ہوگئی بچے کو بھی پریشان کر دیا" صوفیہ دل ہی دل میں اپنے رب سے گویا ہوئی اور بولی "بیٹے آٹا گوندھا ہوا ہے میں ابھی کھانا نکالتی ہوں۔

کھانے کے بعد عامر نے کہا امی مجھے کچھ گرم کپڑے لے جانے ہیں کہاں رکھے ہیں آپ نے؟ "بیٹا وہ لوہے والے صندوق میں ہیں میں نکال دیتی ہوں دیکھو اگر کم ہوئے تو کل صبح اور خرید لیں گے۔"

"نہیں امی اب اس کا ٹائم نہیں ہے۔ صبح صبح تو مجھے نکلنا ہے جو ہیں وہی کافی ہوں گے، چلیں ابھی نکال لیتے ہیں۔"

"اگر مجھے پہلے پتہ ہوتا تو میں دھوپ دکھا دیتی" صوفیہ نے تاسف سے کہا۔

"کوئی بات نہیں امی سب چلتا ہے" کپڑے وغیرہ نکالنے کے بعد سفری بیگ تیار کیا۔ وقت کا پتہ ہی نہیں لگا اچانک گھڑی پر نظر پڑی تو صوفیہ نے کہا بیٹا! اب فجر ہونے ہی والی ہے۔ تھوڑی دیر آرام کر لو۔" "اچھا امی آپ بھی سو جائیں"

صبح صوفیہ نے پوچھا "اے بیٹا! میں نے تمہیں استخارہ کرنے کے لئے کہا تھا واقعی وہ بہت اچھی لڑکی ہے۔ ہمارے معیار پر پوری اترتی ہے۔ نہ ٹی وی اور فلمیں وغیرہ دیکھتی ہے نہ ہی گانے وغیرہ سنتی ہے۔ شرعی پردہ بھی کرتی ہے۔ صورت شکل کی بھی بہت پیاری ہے۔ شرم و حیا کا پیکر ہے۔ میں نے سوچا تھا تم استخارہ کر لو تو وہاں بات ڈال دوں ایسا نہ ہو لڑکی ہاتھ سے نکل جائے۔"

امی جی میں نے استخارہ کرنے کا سوچا تو تھا، لیکن امیر صاحب کا پیغام پہلے مل گیا تو میں نے سوچا کسی کو بٹھا کر رکھنے کا کیا فائدہ؟ مہم سے واپس آ جاؤں تو پھر استخارہ کر لوں گا اور اگر شہید ہو گیا تو آپ کی پسند کی ہوئی لڑکی سے کہیں زیادہ اچھی حوروں سے اللہ تعالیٰ آپ کے بیٹے کا نکاح کر دیں گے۔ "ٹھیک ہے نا امی جان۔" عامر نے ماں کی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے پوچھا۔

صوفیہ نے کہا "بیٹے میری تو دعا ہے تم طویل عمر پاؤ اور ساری عمر اللہ کے دین کی سربلندی کے لئے اللہ کے راستے میں جہاد کرتے رہو اور تمہاری نسل سے بے شمار مجاہدین پیدا ہوں۔"

"اللہ آپ کی دعا قبول کرے۔ امی اب میں چلتا ہوں۔ اللہ نے چاہا تو پھر ملیں گے۔"

"اللہ میری آنکھوں کی ٹھنڈک قائم رکھنا۔" صوفیہ نے دل ہی دل میں دعا کی اور بھیگی آنکھوں، دھڑکتے دل اور مسکراتے ہونٹوں سے بیٹے کو رخصت کیا۔

بقیہ: "DRY ARRANGEMENT" ایک خوبصورت اور منفرد آرٹ

۴۔خشک کدو کے پھول:

خشک کدو کو پتیوں کی شکل میں کاٹ لیں اور انہیں DYE کر لیں۔ ہر پتی کی پچھلی سائیڈ پر 2 نمبر کی تار (تقریباً 5 انچ لمبی) چپکا دیں۔ اب جوٹ کے پھولوں کی طرح اس کے لئے بھی لکڑی کے موتی ڈال کر پولن بنا لیں اور ہر ایک پتی کو لمبی تار کے ذریعے موتیوں والی تار سے مضبوطی سے لپیٹ کر پھول بنا لیں۔ یہ ذرا سخت قسم کے پھول ہوتے ہیں اور انہیں بڑے گلدان میں ڈالا جا سکتا ہے۔ ساتھ ہی کنگھی پام کا خشک پتہ گولڈن اسپرے کر کے لگا دیں۔

ان سب چیزوں کے علاوہ چند اور پھول بھی اس آرٹ کو منفرد اور ممتاز بناتے ہیں مثلاً مچھلی کے چھلکوں کے پھول، TIN FOIL کے پھول اور سیپ کے پھول۔

۵۔مچھلی کے چھلکوں کے پھول:

یہ چھلکے آپ مچھلی بازار جانے کی بجائے گھر بیٹھے بآسانی بازار سے منگوا سکتی ہیں۔ سب سے پہلے انہیں DYE کر لیں۔ اب پولن کے گرد پہلی لائن سیدھے رخ پر لگائیں (گہرائی والا طرف اندر ہو) اور دوسری لائن اس کے نیچے الٹے رخ (گہرائی والا طرف باہر ہو) پر لگائیں، دیکھنے میں یہ بالکل گلاب کے پھول لگتے ہیں اور انہیں فریم شدہ شیشے پر سجا دیں۔

۶۔TIN FOIL کے پھول:

Foil کو پتیوں کی SHAPE میں کاٹ کر ہر پتی کے پیچھے 2 نمبر کی تار لگا دیں۔ درمیان میں کسی بھی شوخ رنگ کے موتیوں کا پولن بنا کر ہر پتی کو تار کی مدد سے اس کے گرد لپیٹ دیں۔ ان پھولوں کو TILE پر لگا کر شو پیس بنایا جا سکتا ہے۔

۷۔سیپ کے پھول:

سفید سیپیوں کی لڑیاں بھی بآسانی مل جاتی ہیں۔ انہیں بنانے کا طریقہ بھی مچھلی کے پھولوں جیسا ہے، لیکن فرق صرف یہ ہے کہ سیپیوں کو GLUE GUN کی بجائے UHU سے چپکائیں۔ ان پھولوں کے درمیان جو فوم کا پولن ہوگا اسے آپ گولڈن یا سلور GLITTER سے نمایاں کر دیں۔ ان پھولوں کو بھی TILE پر سجا کر کارنر پیس بنا لیں۔

بے پردگی سے پردے کی طرف

ام حسان

دین خیر خواہی کا نام ہے

ہر پڑھی لکھی خصوصاً دینی گھرانے سے تعلق رکھنے والی لڑکی کی خواہش ہوتی ہے کہ اس کا خاوند بھی اسی لائن پر چلنے والا ہو۔ شرعی اصولوں کا پابند، چہرہ سنت رسول سے مزین ہو، باشرع ہو، سو میرے والدین اور خود میری بھی یہی اولین خواہش تھی۔ چنانچہ شادی سے پہلے میری امی جان نے پردے کے متعلق میرے سسرال والوں خصوصاً خاوند کا جاننا چاہا کہ آیا گھر میں پردے کی فضا ہے یا نہیں؟ تو الحمدللہ کافی حد تک میرے والدین پردے کے متعلق مطمئن ہو گئے۔ شادی کے بعد مجھے میری امی جان نے خصوصاً پردے کی بہت تاکید کی اور کہا کہ ”جہاں، جس طرح اور جب بھی ممکن ہو تم نے اپنے پردے کا خاص خیال رکھنا ہے“۔ ہمارے گھر میں مکمل شرعی پردہ تھا اور کافی سختی سے اس پر عمل تھا لہٰذا مجھے تو کوئی مشکل نہ ہوئی اور میرے سسرال والوں نے بھی بہت حد تک میرے ساتھ تعاون کیا۔ میرے جیٹھ اور دیور نے بھی تعاون کیا پردے کے معاملے میں اور الحمدللہ اب تک مجھے کوئی مشکل پیش نہیں آئی۔ میری امی (ساس) پردے کی تاکید کرتی تھیں اور اپنی بیٹیوں کو بھی اس پر پابند رہنے کی نصیحت کرتی رہتی تھی۔ اس وجہ سے مجھے مشکل نہ ہوئی، لیکن شادی کے ہنگاموں اور رش میں بھی اور پھر اس کے بعد بھی جس طرح خاندان کی لڑکیوں کا آنا جانا لگا رہتا ہے۔ بعض خواتین اپنے نامحرم مردوں سے بھی ملتیں، مگر میں سوچتی کہ جب اسلام کی تعلیم یہ ہے کہ مرد نظر نیچی رکھے اور بلاوجہ عورتوں کی محفل میں مت جائے، کہیں سے گزرنا ہو تو ذرا کھنکھار کر اور مطلع کر کے جائے، تو یہاں اس بات پر عمل نہیں ہے اور اس وقت اگر میں اپنے شوہر کو رشتہ دار خواتین سے ملنے سے منع کرتی تو سب ناراض ہو جاتے اور سارا نزلہ مجھ پر گرتا کہ ”آتے ہی لڑکی نے خاوند کو سارے خاندان سے کاٹ کر رکھ دیا ہے، ہم میں وہ پلا بڑھا ہے، ہمارے لئے تو بیٹوں اور بھائیوں جیسا ہے وغیرہ وغیرہ، لیکن میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کرنے کے ساتھ ساتھ اپنے میاں صاحب کا بھی ذہن بنانے کی کوشش کی۔ ان کو مفتی رشید احمد صاحب رحمہ اللہ کی کتابیں پڑھنے کے لئے دیں خصوصاً ”شرعی پردہ“ اور بھی جہاں سے مجھے پردے سے متعلق مواد ملتا، میں فوراً اسے نشان زد کر کے ان کو پڑھواتی اور قرآن و حدیث کے حوالے سے ان کو اس کی وعیدوں اور خوشخبریوں سے بھی آگاہ کرتی۔ میرے میاں بھی نامحرم خواتین کے میل ملاقات سے بچنا چاہتے تھے، لیکن خاندان کے ڈر اور ان کی باتوں سے بچنے کے لئے ان کا ذہن بنانے کی ضرورت تھی۔ آخر اللہ تعالیٰ سے مانگتے مانگتے انہوں نے ایک دن ابتداء کر ہی ڈالی۔ وہ ایسے کہ میرے جیٹھ کی شادی تھی۔ میرے سسرالی خاندان اور باقی سب نے بھی آنا تھا۔ گھر والوں کا اصرار تو یہ تھا کہ اس فنکشن کو گزر جانے دو، مشکل ہوگی۔ سارا کام کاج بھی آپ نے دیکھنا ہے۔ لہٰذا اس کے بعد اس پر عمل شروع کر دینا۔ لازماً گھر ٹھہرے مہمانوں میں اندرون خانہ آپ کا آنا جانا لگا رہے گا،

(باقی صفحہ ۱۴۱ پر)

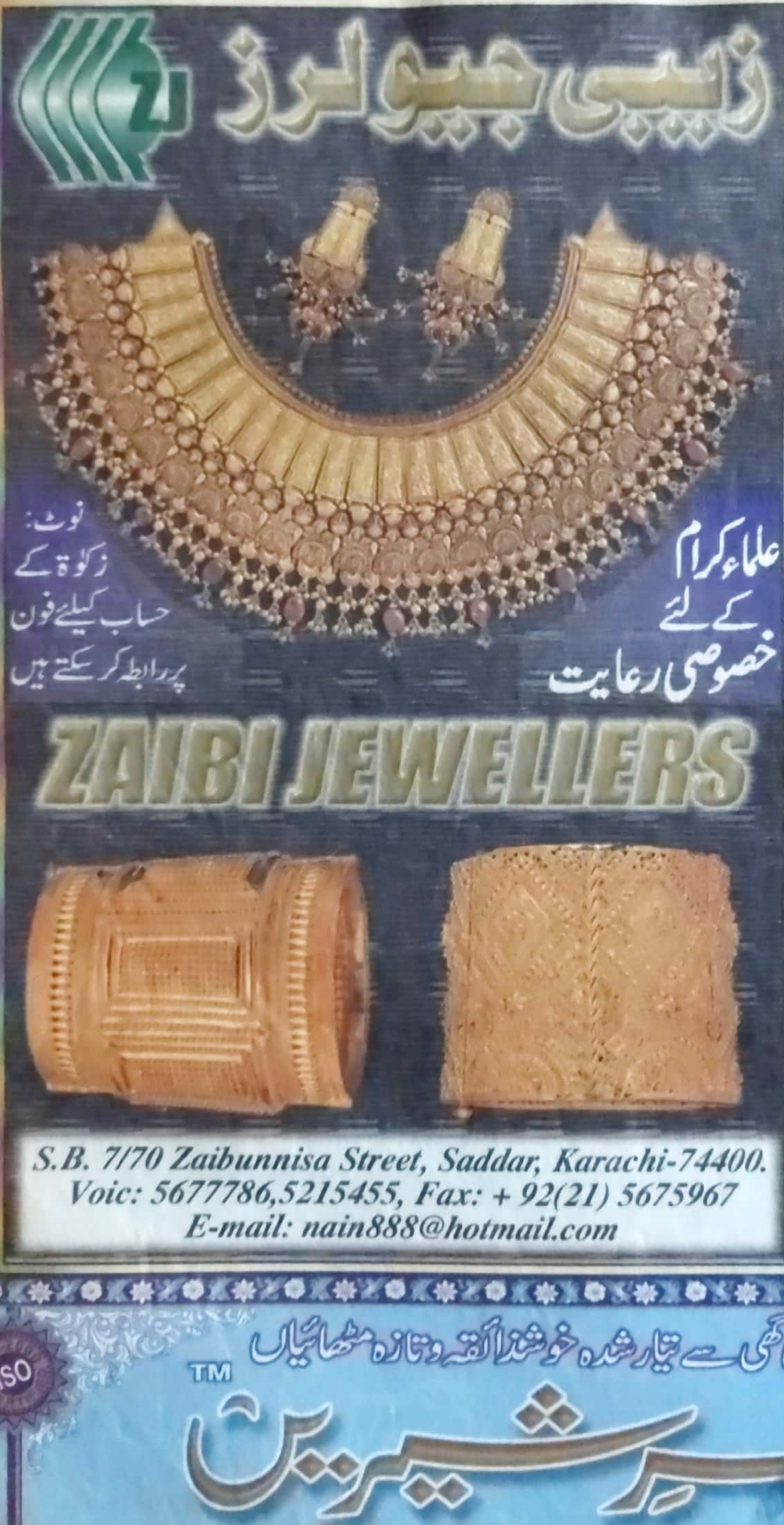

ہر بدھ کو روزنامہ اسلام کے ساتھ شائع ہوتا ہے

روزنامہ اسلام

خواتین کا اسلام

89
بدھ، 3 شوال 1425ھ مطابق 17 نومبر 2004ء

مجھے بتا تو سہی اور کافری کیا ہے؟

ذائقہ
نہیں تو چائے نہیں
Ph. 051-4449158-4440616
P.O.Box 2365 Islamabad
اب لیجئے چائے کا اصل مزہ ذائقہ چائے میں
ذائقہ چائے کے 400 اور 200 گرام پیک میں
ہزاروں روپے نوری Cash

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

درسِ قرآن و حدیث

جلد بازی

مولانا محمد اسلم شیخوپوری

اہلِ عرب عجلت اور جلد بازی کو "ام الندامات" (ندامتوں کی ماں) کہا کرتے ہیں اور یہ واقعی حقیقت ہے کہ جلد باز کو ہمیشہ شرمندہ ہونا پڑتا ہے، سوچے سمجھے بغیر کہی ہوئی بات اور عجلت میں کیا گیا فیصلہ بسا اوقات اس کے گلے پڑ جاتا ہے، پھر ایسا بھی ہوتا ہے کہ اسے اپنا ہی تھوکا ہوا چاٹنا پڑتا ہے یا چھوٹوں اور بڑوں سب کے سامنے شرمندہ ہونا پڑتا ہے، مردوں کے مقابلے میں خواتین میں عجلت پسندی زیادہ پائی جاتی ہے، ان کی محبت اور نفرت، وصل اور فراق، خرید و فروخت، ہر چیز میں جلد بازی کا عنصر پایا جاتا ہے سوائے ان خواتین کے جنہیں اللہ تعالیٰ نے علم اور حلم جیسی صفات سے نوازا ہے، اس لئے اسلام نے طلاق کا اختیار عورت کو نہیں دیا، اگر ایسا ہوتا تو یورپ کے غیر مسلموں کی طرح مسلمانوں میں بھی طلاق کی شرح بہت زیادہ ہوتی۔

امام ابو حاتم رحمہ اللہ نے بڑے جامع اور خوبصورت الفاظ میں جلد باز کا تعارف کرایا ہے، فرماتے ہیں "وہ جاننے سے پہلے بول پڑتا ہے، سمجھنے سے پہلے جواب دیتا ہے، کسی کو آزمانے سے پہلے اس کی قصیدہ خوانی کرنے لگتا ہے، تعریف کرنے کے بعد مذمت شروع کر دیتا ہے، سوچنے سے پہلے کسی کام کا عزم کر لیتا ہے اور عزم سے قبل کر گزرتا ہے، عجلت کے ساتھ ندامت لازم ہے اور سلامتی اس سے جدا ہی رہتی ہے۔"

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ "حلم اور بردباری اللہ کی طرف سے ہے اور عجلت شیطان کی طرف سے ہے، اللہ سے زیادہ معذرت قبول کرنے والا کوئی نہیں اور اپنی حمد و ثنا سے زیادہ اسے کوئی چیز محبوب نہیں۔"

اللہ تعالیٰ کے توقف اور حلم و بردباری کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ باوجود قدرتِ تامہ کے اس نے زمین و آسمان کو چھ دنوں میں یا چھ مرحلوں میں پیدا فرمایا حالانکہ وہ چشم زدن میں انہیں عدم سے وجود میں لا سکتا تھا، پھر یہ بھی دیکھئے کہ مختلف قوموں کے تمرد اور عناد، سرکشی اور بغاوت اور فسق و فجور کے باوجود وہ یکایک عذاب نازل نہیں کرتا بلکہ ڈھیل پر ڈھیل دیتا چلا جاتا ہے، جب انسان عدوان اور طغیان کی آخری حد پر پہنچ جاتا ہے اور کوئی تفہیم اس پر اثر نہیں کرتی تب رب تعالیٰ کے عذاب کا کوڑا حرکت میں آتا ہے، یہی صفت اللہ کے نبیوں میں بھی پائی جاتی تھی، حضرت نوح علیہ السلام نے ساڑھے نو سال تک تبلیغ کی، جب قوم کسی طرح بھی سمجھنے پر آمادہ نہ ہوئی اور آپ نے محسوس کیا کہ اب ہدایت ان کے مقدر میں نہیں اور ان کے کینسر زدہ دل بالکل گل سڑ چکے ہیں تب آپ نے ان کی غرقابی کی دعا کی، اپنے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کا مطالعہ کیجئے آپ کے مزاج میں کتنا صبر، کتنا ٹھہراؤ اور کتنا حلم و وقار تھا، طائف والوں نے سنگباری سے جسم لہولہان کر دیا، عذاب کے فرشتے تعمیلِ ارشاد کے لئے آموجود ہوئے مگر آپ نے زخمی ہاتھ اٹھائے اور فرمایا تو بقول جالندھری مرحوم یہ فرمایا ہے۔

الٰہی رحم فرما کہسارِ طائف کے مکینوں پر
الٰہی پھول برسا پتھروں والی زمینوں پر

حلم اور وقار کسی بھی انسان کے لئے باعثِ زینت ہوتا ہے اور عجلت اس کی حماقت کی نشانی ہوتی ہے، حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں "لوگو! جان لو کہ حلم زینت ہے، وفا مروت ہے، عجلت حماقت ہے، سفر کمزوری ہے، کمینوں کے ساتھ نشست و برخاست بدنامی کا سبب ہے اور فاسقوں کے ساتھ میل جول رکھنا شکوک و شبہات پیدا ہونے کا باعث ہے۔"

حضرت محمد بن عیسیٰ رحمہ اللہ کا قول ہے کہ کوئی شخص ریاست و قیادت کا اس وقت مستحق ہوتا ہے جب اس کے اندر تین چیزیں پائی جائیں یعنی علم، عقل اور قوتِ گویائی، اس کے ساتھ یہ بھی ضروری ہے کہ وہ چھ کمزوریوں سے اپنے آپ کو بچا کر رکھے یعنی تیزی، عجلت، حسد، نفس پرستی، جھوٹ اور ترکِ مشورہ سے۔ سورۂ اسراء کی آیت ۱۱ سے ثابت ہوتا ہے کہ جلد بازی انسان کی فطری کمزوری ہے، لیکن اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ انسان اپنی اس کمزوری پر قابو پانے کی کوشش ہی نہ کرے، جیسے مال کی محبت، بخل، حرص اور شہوت بھی انسان کی فطرت میں پائی جاتی ہے، مگر کامیابی اسی کو ملے گی جو ان کمزوریوں کو شریعت کی لگام پہنا دے گا، لیکن جس انسان کے لئے یہ صفات خود لگام اور پیروں کی زنجیر بن گئیں وہ نجات کا ہرگز مستحق نہیں ہو سکتا۔

عجلت اگر اللہ کی رضا کے لئے ہو تو محبوب ہے، سیدنا موسیٰ علیہ السلام اپنی قوم کو پیچھے چھوڑتے ہوئے نہایت عجلت میں طور پر پہنچ گئے تھے، اللہ نے سوال کیا "اے موسیٰ! تم نے اپنی قوم سے (آگے چلنے میں) جلدی کیوں کی" انہوں نے عرض کیا "کہ وہ میرے پیچھے آرہے ہیں اور اے میرے پروردگار! میں نے تیری طرف آنے میں جلدی اس لئے کی کہ تو خوش ہو جائے۔" (سورۂ طٰہٰ/۸۳-۸۴)

ثابت ہوا کہ اگر عجلت، اللہ کی رضا کے لئے ہو تو پسندیدہ ہے اور اگر اس کی ناراضی کے کاموں میں ہو یا بلا سوچے سمجھے کوئی کام کرنے کے سلسلے میں ہو تو ناپسندیدہ ہے۔

قرآن مجید کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ کافر عجلت پسند واقع ہوئے تھے، ان کے کفر و شرک کے باوجود اللہ تعالیٰ نے انہیں مہلت دے رکھی تھی مگر وہ انبیاء کرام کو غصہ دلانے یا ان کی کمزوری ثابت کرنے کے لئے ان سے جلد عذاب دکھانے کا مطالبہ کرتے رہتے تھے۔ سورۂ حج میں ہے "اور یہ آپ سے جلد عذاب لانے کا مطالبہ کرتے ہیں اور اللہ اپنے وعدے کی ہرگز خلاف ورزی نہیں کرے گا۔"

عجلت کے بارے میں چند احادیث کا بھی مطالعہ کیجئے۔ ان کے مطالعہ سے آپ اس موضوع کو مزید وسعتِ نظر کے ساتھ سمجھ سکیں گی۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مسلمان کی عیادت فرمائی جو بیماری کی وجہ سے چوزے جیسا ہو گیا تھا آپ نے اس سے دریافت فرمایا "کیا تم نے کوئی دعا تو نہیں مانگی تھی یا کسی چیز کا سوال تو نہیں کیا تھا؟" اس نے عرض کیا کہ ہاں میں اللہ سے دعا کیا کرتا تھا کہ اے اللہ! تو نے مجھے جو سزا آخرت میں دینی ہے وہ جلدی سے دنیا ہی میں دے دے۔ آپ نے فرمایا سبحان اللہ! تم اس کے برداشت کرنے کی طاقت نہیں رکھتے تم نے یوں کیوں نہ کہا "اے اللہ! ہمیں دنیا میں بھی بھلائی عطا فرما اور آخرت میں بھی بھلائی عطا فرما اور ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچا" پھر آپ نے اس کے لئے دعا فرمائی اور اللہ نے اسے شفا عطا فرما دی۔ (مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "تم میں سے کسی کی بھی دعا تب قبول ہوتی ہے جب کہ وہ جلد بازی نہ کرے (جلد بازی یہ ہے کہ) وہ کہتا ہے میں نے دعا کی مگر میری دعا قبول نہ ہوئی (چنانچہ اس نے دعا کرنا ہی چھوڑ دی) حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "ہر چیز میں توقف کرنا چاہئے سوائے آخرت کے عمل کے" (کہ آخرت بنانے والا عمل جلدی کر لینا چاہئے)

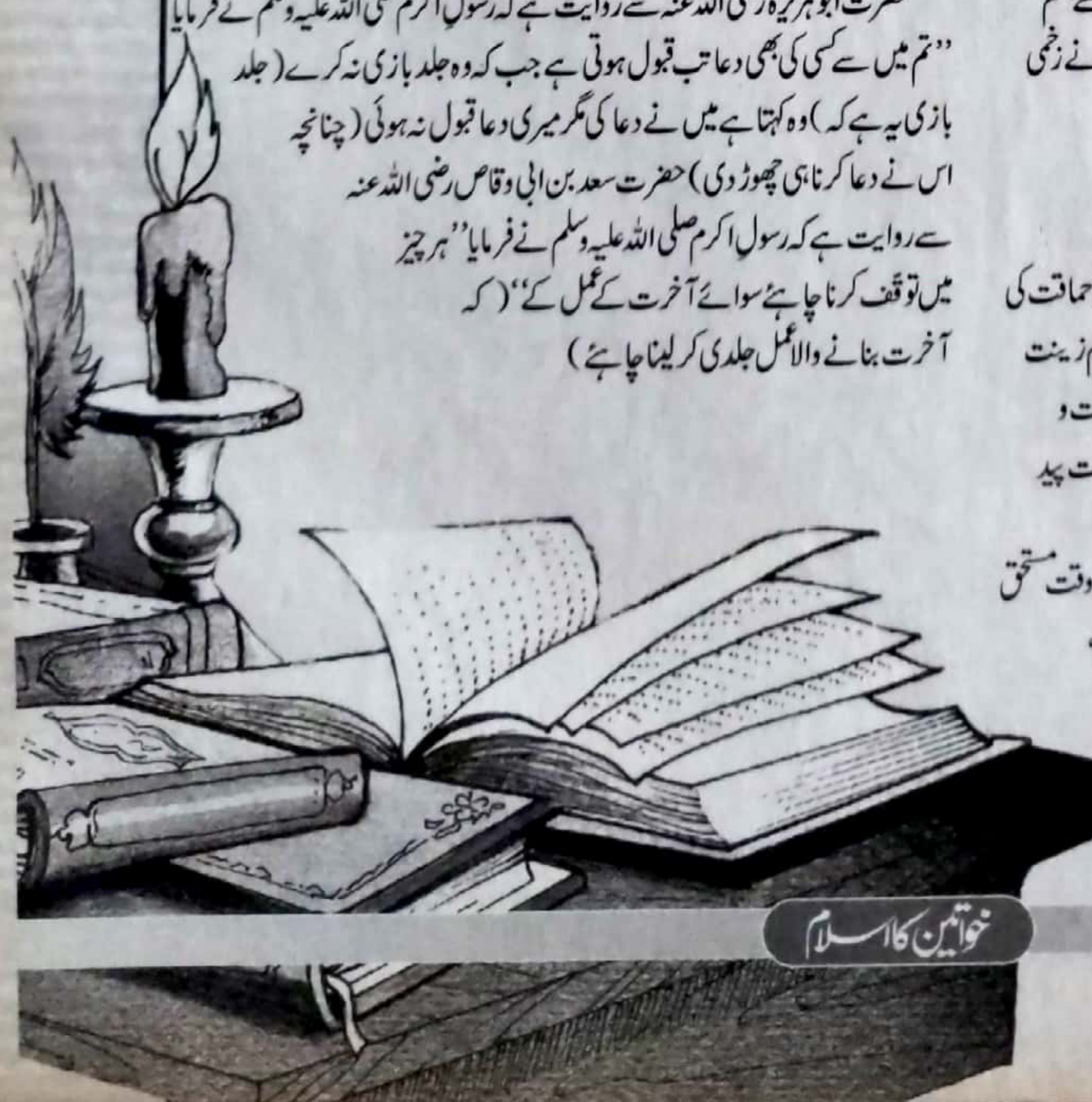

میری عمر کے آخری حصے کو بہترین کردے

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ خَيْرَ عُمُرِیْ اٰخِرَهٗ وَ خَيْرَ عَمَلِیْ خَوَاتِيْمَهٗ وَ خَيْرَ اَيَّامِیْ يَوْمَ اَلْقَاکَ فِيْهِ. (طبرانی)

ترجمہ: اے میرے اللہ! میری عمر کے آخری حصے کو میری زندگی کا بہترین حصہ کردے اور میرے آخری عمل میری زندگی کے بہترین عمل ہوں اور میرا سب سے اچھا دن وہ ہو جو تیرے حضور حاضری کا دن ہو۔

اسلامی معاشرے میں خاندان کی بنیادیں 4

تعمیرِ فکر

سیدہ فاطمہ

عورت اپنے شوہر کے گھر میں:

اسلامی معاشرے میں عورت کا ایک مخصوص اور متعین کردار ہے جسے مغرب کے افکار اور کلچر پر قیاس نہیں کیا جاسکتا۔ مغرب میں عورت کو ایک سوشل ورکر کے طور پر دیکھا جاتا ہے جو مرد کی طرح پیسہ بنانے کی مشین ہے۔ تہذیب فرنگ میں گھریلو امور کی انجام دہی، بچوں کی تربیت و پرورش وغیرہ عورت کی ذمہ داریوں میں شامل نہیں، پھر مغربی تہذیب کے پاس کوئی ایسا معیار اور کسوٹی نہیں جو فطرت کے مطابق عورت کے معاشرتی کردار کو واضح اور متعین کرے۔ اس کے برعکس دین اسلام نے عورت کا جو مقام و مرتبہ متعین کیا ہے وہ کچھ یوں ہے:

۱۔ اطاعت شعار، مومنہ، فرمانبردار، توبہ کرنے والیاں، عبادت گزار، ریاض کرنے والیاں (التحریم)

۲۔ پاک دامن، بھولی بھالی باایمان عورتیں (النور)

۳۔ اطاعت کرنے والی، ایمان والی، فرمانبرداری کرنے والی، صداقت شعار، ثابت قدمی دکھانے والی، فروتنی اختیار کرنے والی، صدقہ و خیرات والی، روزے رکھنے والی، اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرنے والی، اللہ کو کثرت سے یاد کرنے والی، (یہ وہ عورتیں ہیں) جن کے لئے اللہ تعالیٰ نے مغفرت اور اجر عظیم تیار کر رکھا ہے۔ (الاحزاب)

یہ گویا مسلمان عورت کی صفات بھی بیان کی جارہی ہیں اور بالواسطہ طور پر عورت کو بتایا بھی جارہا ہے کہ اس دنیوی زندگی میں اس کے لئے راہ عمل کیا ہے؟......

یہ ہے وہ معیار اور کسوٹی جس پر کسی مسلمان عورت کو پرکھا جاسکتا ہے۔ یہ ایسی راہ ہے جس میں عورت کی ناموس کی حفاظت بھی ہے اور اس کے لئے باعث عزت و عظمت بھی۔

ہم گزشتہ ایک شمارے میں بتا آئے ہیں کہ مرد اور عورت کا دائرہ کار مختلف ہے، مرد چوں کہ اپنی خداداد صلاحیتوں کے باعث عورت پر فوقیت رکھتا ہے۔ اس لئے اس کا دائرہ کار وسیع ہے، عورت صنفی اعتبار سے کمزور حیثیت کی حامل ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے اس کی مصروفیات اور کار زندگی کا دائرہ گھر کی چار دیواری تک محدود رکھا ہے۔ قرآن مجید میں واضح حکم ہے: وقرن فی بیوتکن ...... کہ مومن عورتیں اپنے گھروں میں جم کر بیٹھیں، حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق عورت شوہر کے گھر کی ملکہ ہے، اسی حیثیت میں اس کے حقوق و فرائض متعین ہیں۔ بیوی کا اپنے شوہر کے ساتھ اطاعت و فرمانبرداری کا تعلق ہوتا ہے جو اپنے شوہر کے لئے راحت کا باعث ہوتی اور اس کے گھر بار کی حفاظت کرتی ہے۔

قرآن مجید میں ارشاد ربانی ہے:

پس جو نیک عورتیں ہیں فرمانبردار ہوتی ہیں اور مرد کی عدم موجودگی میں اللہ کی نگرانی میں اس کے حقوق (گھر بار، عزت و ناموس، اولاد) کی محافظ ہوتی ہیں۔ (النساء۔۳۴)

مذکورہ بالا آیت کی تشریح ایک حدیث سے یوں ہوتی ہے:

ما استفاد المؤمن بعد تقوی اللہ عز و جل خیراً له من زوجةٍ صالحةٍ ان امرها اطاعته وان نظر الیها سرته وان اقسم علیها أبرّته ان غاب عنها نصحته فی نفسها وماله. (ابن ماجه)

"تقویٰ کے بعد صاحب ایمان آدمی کے لئے بہترین چیز جو قابل استفادہ ہے وہ نیک عورت ہے، اگر اس کو شوہر حکم کرے تو بجالائے، اس کو دیکھے تو خوش کردے، اس کو قسم دے تو پورا کردے اور اگر شوہر گھر میں موجود نہ ہو تو اپنی ذات اور شوہر کے مال میں خیر خواہ بن کر رہے۔"

ایک باوفا اور صاحب کردار خاتون وہی ہوتی ہے جو اپنے گھر کے نظم و نسق کو سنبھالے، کام کاج اور بچوں کی تربیت و دیکھ بھال کرے تاکہ اس کا خاوند بے فکری کے ساتھ معاش کے حصول کے لئے محنت کرسکے۔ خاندان کا استحکام بھی اسی صورت میں ممکن اور مستحکم ہوسکتا ہے کہ عورت کا رویہ و مزاج اپنے خاوند سے ہم آہنگ ہو۔ عورت اگر اپنی فطری ذمہ داریوں سے راہ فرار اختیار کرے گی تو صالح اور متوازن معاشرے کا قیام ناممکن ہوجائے گا۔ ہم سب کی محترم و مقدس ماں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چہیتی بیٹی، سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو ایک دن معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کچھ غلام آئے ہیں، گھر کے کام کرتے اور چکی پیستے ہوئے ہاتھ شل ہورہے تھے، اس خیال سے کہ چلو مشقت میں کچھ کمی آئے گی، ایک غلام کے حصول کے لئے ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہ سے ذکر کیا اور انہوں نے اس احتیاج کا تذکرہ رسول اللہ کے پاس کیا، جانتی ہیں آپ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیٹی سے کیا کہا؟...... فرمایا: "کیا میں تمہیں اس سے بہتر بات نہ بتادوں کہ جب تم (رات کے وقت) بستر پر لیٹ جاؤ تو ۳۳ بار سبحان اللہ ۳۳ بار الحمد للہ اور ۳۴ مرتبہ اللہ اکبر پڑھ لیا کرو، یہ تمہارے لئے کسی خدمت گزار سے بہتر ہے۔"

محدثین نے اسی حدیث کے پیش نظر کہا ہے کہ عورتوں کو چاہئے کہ گھر کے معمولی کام کاج خود کرلیا کریں، حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا جب چکی چلاسکتی ہیں تو کیا بعید ہے کہ گھر کے دوسرے کام بھی خود ہی کرتی ہوں۔

سرخی پوڈر سے لپی، زیورات سے لدی اور شوخی و نزاکت سے بھری ہوئی بیوی کے مقابلے میں ذرا اس ملگجی بیوی کا درجہ ملاحظہ ہو جو گھر کے کام کاج اور شوہر کی خدمت میں رات دن مصروف رہتی ہے اور جس کے چہرے سے تھکن اور محنت کے آثار ہویدا رہتے ہیں، باورچی خانے کا دھواں جس کی نسوں میں رچا رہتا ہے، ارشاد ہوتا ہے:

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں اور ملگجے گالوں والی عورت قیامت کے دن (راوی کا بیان ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے شہادت کی انگلی اور بیچ والی انگلی برابر کرتے ہوئے فرمایا) اس طرح ہوں گے۔ (ابن ماجہ)

حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا (جلیل القدر صحابی رسول حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کی پھوپھی زاد بہن) جو عقل مند، دین دار خواتین میں شمار ہوتی تھیں، ایک مرتبہ مدینہ کی عورتوں کی نمائندہ بن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور یوں گویا ہوئیں:

"اللہ تعالیٰ نے آپ کو مردوں اور عورتوں دونوں کے لئے رسول بنا کر بھیجا ہے، چناں چہ ہم آپ پر ایمان لائیں اور ہم نے آپ کی پیروی کی، لیکن ہم عورتیں پردہ نشین، گھروں کے اندر بیٹھنے والی، مردوں کی خواہشات کا محل اور ان کے بچوں کو ڈھونے والی ہیں، مرد ہم سے جمعہ، جنازہ اور جہاد میں شرکت کی وجہ سے بازی لے گئے۔ جب وہ جہاد کے لئے جاتے ہیں تو ہم ان کے گھر بار کی حفاظت کرتی ہیں اور ان کے بیٹوں کو پالتی ہیں، تو کیا اجر میں بھی ہم ان کے ساتھ حصہ پائیں گی؟ یارسول اللہ!"

طویل حدیث ہے، اختصار کے ساتھ عرض کر رہا ہوں کہ مومن و مسلم عورت کے لئے اصل غور کرنے کا مقام آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ جواب ہے جو آپ کی زبان صداقت لسان سے ارشاد ہوا، آپ نے فرمایا:

"اے اسماء! میری مدد کرو اور جن عورتوں نے تمہیں نمائندہ بنا کر بھیجا ہے ان کو میری طرف سے یہ بات پہنچادو کہ تمہارا اچھی طرح خانہ داری کرنا، اپنے شوہروں کی رضا جوئی کرنا اور ان کے ساتھ سازگاری رکھنے کے لئے ان کی پیروی کرنا ان ساری باتوں کے برابر ہے جو تم نے مردوں کی بیان کی ہیں۔"

مذکورہ تفصیل سے معلوم ہوا کہ ایک مسلمان عورت شوہر کی فرمانبردار ہوتی ہے، وہ جب گھر سے باہر ہوتا ہے تو اس کے مال کی حفاظت کرتی ہے، جب گھر میں آتا ہے اس کا خندہ پیشانی سے استقبال کرتی ہے، ازدواجی امور میں مرد کی خواہش کا احترام کرتی ہے، امور خانہ داری میں [illegible] نہیں کرتی۔ اپنے بچوں کی اچھے انداز میں پرورش اور تربیت کرتی ہے، اپنے شوہر کی راز دان اور غم گسار ہوتی ہے، جو عورت اس انداز میں زندگی بسر کرتی ہے تو شوہر بھی اس پر جان چھڑکتا ہے اور وہ بھی اپنی طرف سے کسی زیادتی کے ارتکاب سے بچتا ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

المرأة اذا صلت خمسها و صامت شهرها و احصنت فرجها و اطاعت بعلها فلتدخل من ای ابواب الجنة شاءت. (مشکوۃ۔ کتاب النکاح)

"عورت جو پانچ وقت کی نماز پڑھے، رمضان کے مہینے کے روزے رکھے، اپنی عزت اور آبرو کی حفاظت کرے اور اپنے شوہر کی فرمانبردار ہو تو وہ جنت کے جن دروازوں سے چاہے داخل ہوجائے۔" (جاری ہے)

خواتین کا اسلام انٹر نیٹ پر بھی
www.dailyislam.net.pk

خط و کتابت کا پتہ "خواتین کا اسلام" دفتر روزنامہ اسلام ناظم آباد 4 کراچی
ای میل islamforwomen@hotmail.com فیکس 021-6622240 فون 021-6683301

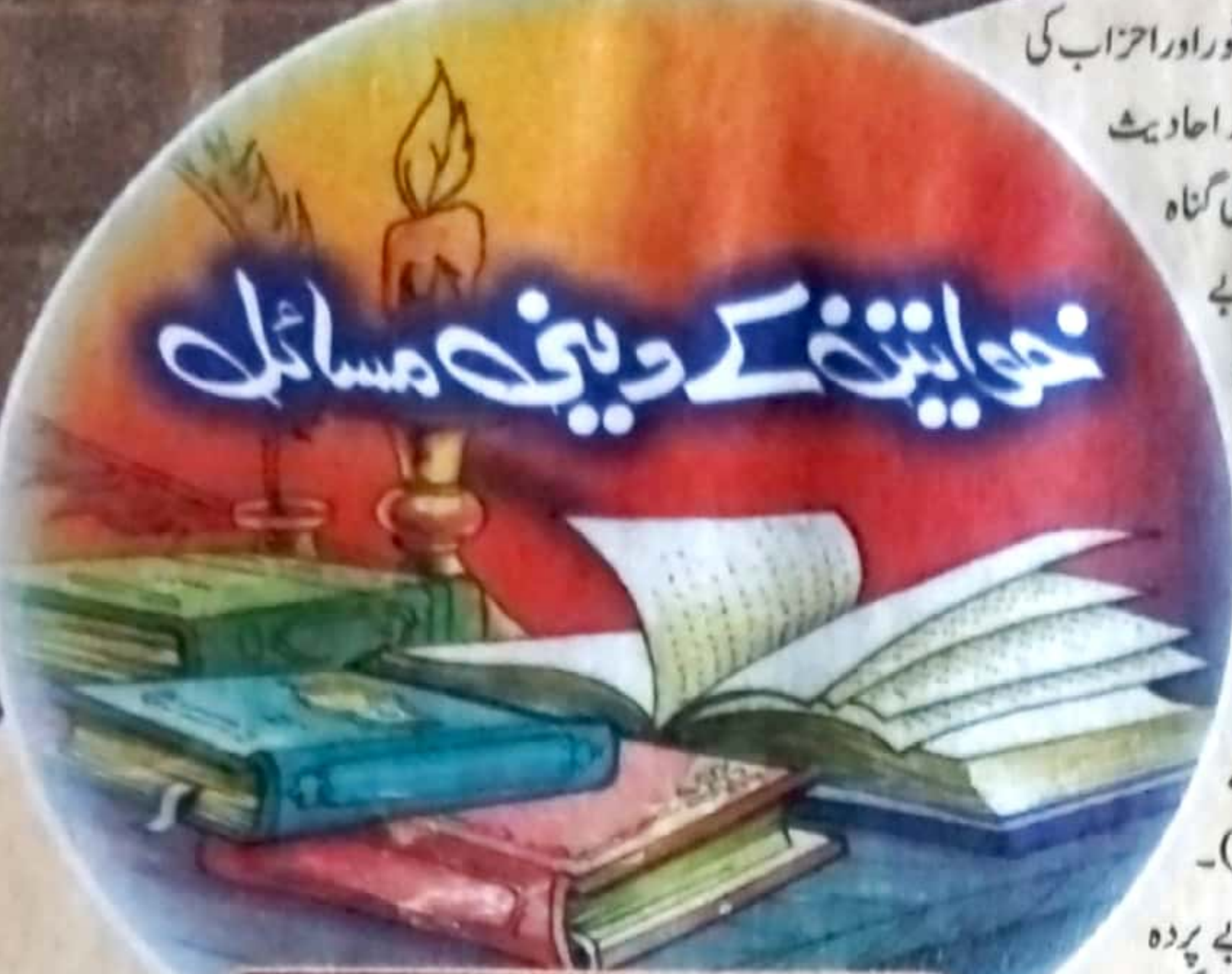

مولانا مفتی محمد ابراہیم صادق آبادی

تبلیغی جماعت:

سوال: رائیونڈ سے نکلنے والی تبلیغی جماعتوں کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟ یہ لوگ بیوی بچوں کو تنہا چھوڑ کر دور دراز نکل جاتے ہیں۔ ہمارے یہاں بھی ایک شخص اپنی ماں اور بہنوں کو چھوڑ کر تبلیغ میں نکل گیا تھا۔ حالانکہ اس کی ماں نے اجازت بھی نہ دی تھی، کمانے والا بھی وہی اکیلا تھا۔ پھر جب چلہ لگا کر آیا تو سیدھا مسجد چلا گیا۔ اس کے بعد گھر آکر ماں سے ملا۔ کیا یہ رہبانیت نہیں؟ (ایضا)

جواب: یہ جماعت ایک عظیم الشان فریضہ انجام دے رہی ہے۔ اس سے امت مسلمہ کے ہر طبقہ کو فیض پہنچ رہا ہے۔ اس کی بدولت لاتعداد بھٹکے لوگ راہ راست پر آگئے اور مسلسل آرہے ہیں۔ مشاہدہ ہے کہ جو مسلمان بھی کچھ وقت کے لئے جماعت میں نکلتا ہے اس کی زندگی میں نمایاں تبدیلی آجاتی ہے۔ باقی کچھ انتہاء پسند اور غیر معتدل مزاج افراد ہر جماعت میں ہوتے ہیں۔ ان کی وجہ سے پوری جماعت کو مورد الزام ٹھہرانا کسی طرح قرین انصاف نہیں۔ اگر یہ شخص اپنی واپسی تک گھر کے اخراجات کا مکمل انتظام کر گیا تھا اور اس کی والدہ بیمار یا معذور نہیں (کہ ہمہ وقت اس کی خدمت کی محتاج ہو) اور بہنوں کی عزت و ناموس کو بھی کسی قسم کا خطرہ نہ تھا تو اسے روکنے یا اس پر ناراض ہونے کا کوئی جواز نہ تھا۔ ہاں اپنے پیچھے خواتین کی حفاظت و کفالت کا کوئی انتظام کئے بغیر چلا گیا تو بیشک غلط کیا، ماتحت اور زیر کفالت افراد کی حفاظت و کفالت اس کے ذمہ فرض ہے، جبکہ تبلیغ میں جانا فرض نہیں، بلکہ ایسی حالت میں جائز ہی نہیں۔ مگر یہ اس کی غلطی ہے نہ کہ تبلیغی جماعت یا بزرگانِ جماعت کی غلطی۔

سفر سے واپس آتے ہی سیدھے مسجد میں آکر دوگانہ ادا کرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی سنت ہے۔ اس پر اعتراض کے کیا معنی؟ **كان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا قفل من سفر بدا بالمسجد فركع فيه ركعتين ثم انصرف الی بيته قال نافع وكان ابن عمر يفعله.** (ابو داؤد)

شرعی پردہ کی اہمیت:

سوال: میں شرعی پردہ کرنا چاہتی ہوں مگر میرے گھر والے نہیں مانتے، میری والدہ بھی دیندار نماز کی پابند ہیں، وہ کہتی ہیں چادر اوڑھ لیا کرو، لیکن چہرہ کھلا رکھو۔ جہاں میری منگنی ہوئی ہے وہ لوگ دیندار نہیں ہیں۔ ان کے ہاں پردے اور نماز وغیرہ کا ایسا اہتمام نہیں۔ ان حالات میں مجھے کیا کرنا چاہئے؟ رہنمائی کیجئے۔ (ایضا)

جواب: جوان لڑکی پر پردہ فرض ہے، بالکل ایسے ہی جیسے نماز روزہ فرض ہے۔ پردہ کے متعلق سورۂ نور اور احزاب کی مفصل آیات کے علاوہ ستر سے زائد احادیث موجود ہیں۔ بے پردگی کا گناہ کوئی معمولی گناہ نہیں، بغاوت کا گناہ ہے۔ جو عورت بے پردہ گھر سے نکلتی ہے وہ گویا زبان حال سے اعلان کرتی ہے کہ مجھے شریعت کا حکم منظور نہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: ”**کل امتی معافی الا المجاهرین**“ میری پوری امت قابل معافی ہے (سوائے ان لوگوں کے جو علانیہ گناہ کرنے والے ہیں)۔ (بخاری) نیز یہ متعدی گناہ ہے کہ بے پردہ عورت پر جتنے غیر مردوں کی نگاہیں پڑیں گی اور وہ آنکھوں کے زنا میں مبتلا ہوں گے ان سب کا گناہ اکیلی اس عورت کو بھی ہوگا، حدیث میں ہے کہ عورت سراپا ستر ہے جب گھر سے نکلتی ہے تو شیطان اسے اچک لیتا ہے۔ (ترمذی) عورت اپنے رب کی نگاہ میں (محبوب و) مقرب ترین اس وقت ہوتی ہے جب وہ اپنے گھر کی تہ میں (بالکل چھپ کر) بیٹھتی ہے۔ (ابن خزیمہ ابن حبان) دوسری روایت ہے کہ عورتوں کی سب سے بھلی اور پسندیدہ ترین حالت وہ ہے جس میں وہ مردوں کو دیکھیں نہ مرد انہیں دیکھیں۔ (حلیۃ الاولیاء ۵۱/۲)

ہر مسلمان خاتون ان ارشادات کو سامنے رکھ کر خود فیصلہ کرلے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں محبوب ہے یا مبغوض؟ آپ کا فیصلہ بھی آپ کے ہاتھ میں ہے۔ ان احادیث کے تناظر میں خود سوچئے آپ کو گھر والوں کا حکم ماننا چاہئے یا اللہ تعالیٰ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم؟ آپ نے پوچھا کہ مجھے ان حالات میں کیا کرنا چاہئے؟ میرا ناصحانہ مشورہ ہے کہ یہ سوچے بغیر کہ گھر والوں کا ردعمل کیا ہوگا؟ اور کون کیا کہے گا؟ بلاتاخیر آپ شرعی پردہ شروع کر دیجئے۔ اس کا ردعمل ضرور سامنے آئے گا، لیکن اگر آپ نے استقامت دکھائی تو مخالفت کی یہ ساری گرد چند دن میں بیٹھ جائے گی۔ پردہ میں صرف دین و ایمان ہی نہیں عزت و آبرو اور جسم و جان کی بھی حفاظت ہے اور اس مشقت پر اللہ تعالیٰ کے ہاں جو اجر وانعام کا وعدہ ہے اس کا آپ تصور بھی نہیں کر سکتیں۔ اگر ابھی آپ نے پردہ شروع کر دیا تو ان شاء اللہ تعالیٰ ہمیشہ باپردہ رہیں گی۔ ورنہ سسرال پہنچ کر پردہ شروع کرنے میں مزید دشواری کا سامنا ہوگا۔ اگر آپ اپنی دنیا و آخرت کی بہتری چاہتی ہیں تو اس شرعی فریضہ کی ادائیگی میں تاخیر مت کیجئے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات پر بھروسہ کرتے ہوئے فوری پردہ شروع کر دیجئے۔

اجنبی مرد سے گفتگو:

سوال: میرا منگیتر فون پر مجھ سے گفتگو کرنا چاہتا ہے، شاید میرے بارے میں اس کے ذہن میں کچھ سوالات ہیں، وہ تسلی چاہتا ہے۔ کیا میں اس سے بات چیت کر سکتی ہوں؟ (ایضا)

جواب: منگنی کی شرعی حیثیت فقط وعدۂ نکاح کی ہے۔ جب تک باقاعدہ نکاح نہ ہو آپ دونوں ایک دوسرے کے حق میں نامحرم اور اجنبی ہیں۔ اس لئے باہم گفتگو یا میل ملاقات قطعی ناجائز اور انتہائی خطرناک ہے، اگر وہ کچھ پوچھنا چاہتے ہیں تو کسی کو واسطہ بنا کر پوچھ سکتے ہیں۔

پردہ کی تفصیل:

سوال: شرعی پردے کی تفصیل سے مزید آگاہ کیجئے۔ کس طرح کرنا چاہئے؟ کب سے کرنا چاہئے؟ اور کن کن لوگوں سے کرنا چاہئے؟ (ایضا)

جواب: شرعی پردے کی اہمیت کے بارے میں تو اوپر مختصراً لکھ چکا ہوں، باقی رہا یہ مسئلہ کہ کس طرح پردہ کیا جائے؟ تو اس کے لئے کوئی مخصوص لباس متعین نہیں۔ اصل مقصد غیر مردوں سے جسم کو چھپانا ہے۔ اس کے لئے خواہ برقع استعمال کریں یا بڑی چادر، جو پورے جسم کو چھپالے۔ اس میں یہ بھی ضروری ہے کہ کپڑا اس قدر باریک نہ ہو جس سے جسم کی رنگت جھلکتی ہو، نہ ہی بھڑکدار اور جاذب نظر ہو۔ پردہ کب سے شروع کیا جائے؟ جب لڑکی حد اشتہاء کو پہنچے۔ یعنی اس عمر کو پہنچے کہ کوئی غیر مرد اسے دیکھے تو دل میں شہوانی خیالات پیدا ہوں اور ۸۔۹ برس کی بچی عموماً اس عمر کو پہنچ جاتی ہے تو اس پر ضروری ہے کہ پردہ شروع کردے۔ پردہ کن لوگوں سے ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ پردہ سے صرف محرم مرد مستثنیٰ ہیں یعنی جن سے نکاح ہمیشہ کے لئے حرام ہے۔ جیسے باپ، دادا، نانا، چچا، ماموں، سسر، بیٹا، پوتا، نواسا، بھائی، بھتیجا، بھانجا وغیرہ۔ باقی تمام مردوں سے پردہ فرض ہے۔ خواہ عرف عام میں انہیں بھائی بلکہ اپنا بزرگ ہی کیوں نہ سمجھا جاتا ہو جیسے چچازاد، پھوپھی زاد، ماموں زاد، خالہ زاد، دیور، جیٹھ، بہنوئی، نندوئی، پھوپھا، خالو، شوہر کا چچا، ماموں، پھوپھا، خالو، بھتیجا، بھانجا وغیرہ۔ قرآن و حدیث کی رو سے یہ تمام مرد نامحرم ہیں، بوقت ضرورت ان سے نکاح بھی جائز ہے، اس لئے ان سے پردہ فرض ہے بلکہ عام اجنبی مردوں کی بنسبت ان سے پردہ کی زیادہ تاکید ہے۔ کما **قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم "الحمو الموت."**

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے ”جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر وفات کی علامات ظاہر ہوئیں، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم شدت تکلیف سے اپنی چادر کبھی چہرہ انور پر ڈال لیتے اور کبھی چہرے کو کھلا رکھتے، جب کھلا رکھتے تو فرماتے یہود ونصاریٰ پر لعنت ہو انہوں نے انبیاء کرام کی قبروں کو عبادت گاہ بنالیا“۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں ”آپ یہود و نصاریٰ کے اس کردار سے ڈرا رہے تھے، اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کو سجدہ گاہ بنائے جانے کا اندیشہ نہ ہوتا تو آپ کی قبر مبارک عام صحابہ کی قبروں کی طرح ظاہر ہوتی۔“

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”بدترین اور شریر لوگ وہ ہوں گے جن کی زندگی میں بڑے بڑے آثارِ قیامت نمودار ہوں گے (یہ وہ لوگ ہوں گے) جو قبرستانوں میں مسجدوں کی تعمیر کریں گے۔“

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے ”وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان عورتوں کو ملعون قرار دیا ہے جو قبروں کی زیارت کرتی ہیں اور ان لوگوں کو بھی ملعون قرار دیا جو قبروں میں مسجدیں بناتے اور قبروں پر چراغاں کرتے ہیں۔“

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے ”وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے گھروں کو قبرستان نہ بناؤ اور میری قبر کو عرس کی جگہ نہ ٹھہراؤ اور مجھ پر درود وسلام بھیجو کیونکہ تم جہاں بھی رہو، درود وسلام مجھ تک بہرحال پہنچتا ہے۔“

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”جو شخص غیر اللہ کے لئے جانور ذبح کرے، اس پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے۔“

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں شرک کو ”ظلم عظیم“ قرار دیا ہے، اس گناہ کی معافی بھی نہیں ہے، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ”بے شک اللہ تعالیٰ معاف نہیں کرتے کہ اس کے ساتھ شرک کیا جائے اور شرک کے علاوہ جس گناہ کو چاہتے ہیں معاف کردیتے ہیں۔“

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ”میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے ابن آدم! اگر تو میرے پاس گناہوں سے پوری زمین بھی بھر کر لے آئے، لیکن اس میں شرک نہ ہو تو میں اسی کی مقدار بخشش کی بارش کروں گا۔“

آخرت میں نجات کی صورت عقیدہ توحید ہی ہے، ہندو، عیسائی، یہودی لوگوں کو کافر کہتے ہیں، اللہ پر ایمان تو وہ بھی لاتے ہیں، مگر اللہ کے ساتھ شریک بناتے ہیں، شرک کسی دوسرے معبود کی عبادت کا نام نہیں بلکہ شرک یہ ہے کہ بندہ اپنے اللہ کی بھی عبادت کرے اور اللہ کی عبادت کے ساتھ ساتھ کسی دوسرے معبود کی بھی عبادت کرے، سورۂ ق میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ”جس نے اللہ کے ساتھ دوسرا معبود بنایا ہوا اس کو سخت عذاب میں ڈال دو۔“

ہندوؤں کے یہاں اولاد دینے والے، عزت دینے والے، کاروبار میں ترقی دینے والے الگ الگ دیوتا ہیں، جن کو راضی کرنے کے لئے مندروں میں چڑھاوے چڑھاتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ اگر ایسا نہ کیا تو دیوتا ہم سے ناراض ہوجائیں گے اور ہمارے کاروبار بند اور عزتیں ختم ہوجائیں گی، یہ بتوں کے پجاریوں کا حال ہے۔

اہلیہ محبوب الرحمٰن

اسلام میں دیوی دیوتاؤں کا کوئی تصور نہیں، لہٰذا شیطان نے لوگوں کے دلوں میں خیال ڈالا کہ یہ اللہ کے نیک بندے ہیں، اللہ کے زیادہ قریب ہیں اور اللہ تعالیٰ سے یہ جو چاہیں منوا سکتے ہیں۔ کراچی سے لے کر خیبر تک ہر شہر، گاؤں، دیہات وغیرہ میں علیحدہ علیحدہ مزار ہیں، کسی باباجی کے یہاں جمعرات کو حاضری کا دن ہے اور کسی جگہ اتوار۔ کوئی بیماری دور کرنے والا، کوئی اولاد دینے والا، کوئی خارش دور کرنے والا، کوئی عورتوں کے مردہ بچے یا بیمار بچے پیدا ہوتے ہوں ان کو شفا دینے والا، جانے والوں میں زیادہ تعداد عورتوں کی ہوتی ہے۔ دھاگے باندھے جاتے ہیں، بکرے اور مرغے نذر کیے جاتے ہیں، باباجی کو تو کسی کے حال کی خبر نہیں ہوتی البتہ قبر پر بیٹھنے والے مجاوروں کے مزے ہوتے ہیں۔

اب ٹھنڈے دل سے سوچنے اور غور کرنے کی ضرورت ہے کہ ہندوؤں میں اور ان لوگوں میں کیا فرق رہ گیا، وہ اپنے ہاتھ سے بنائی مورتیوں کے آگے کھڑے ہیں اور یہ اپنے ہاتھوں سے مٹی میں دفن کیے ہوئے لوگوں کے آگے جن کو کسی چیز کا اختیار نہیں، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

”اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر کسی ایسی ہستی کو نہ پکارو جو تجھے فائدہ پہنچا سکتی ہے نہ نقصان اگر تو ایسا کرے گا تو ظالموں میں سے ہوگا۔“

اگر اللہ تجھے کسی مصیبت میں ڈالے تو اس کے سوا کوئی نہیں جو مصیبت کو ٹال دے اور اگر وہ تیرے حق میں کسی بھلائی کا ارادہ کرلے تو اس کے فضل کو پھیرنے والا کوئی نہیں، وہ اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتا ہے اپنے فضل سے نوازتا ہے اور وہ درگزر کرنے والا، رحم کرنے والا ہے۔“ (سورۂ یونس)

ان آیات کی روشنی میں معلوم ہوا کہ قبروں پر جانا اور ان سے حاجتیں اور مرادیں پوری کرنے کے لئے منتیں ماننا کس قدر گناہ کی بات ہے۔ ایک صحابیِ رسول سے مروی ہے کہ ”آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک شخص صرف مکھی کی وجہ سے جنت میں جا پہنچا اور ایک جہنم میں چلا گیا۔“

صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ کیسے؟

آپ نے فرمایا دو شخص چلتے چلتے ایک قبیلے کے پاس سے گزرے، اس قبیلے کا ایک بہت بڑا بت تھا، وہاں سے کوئی شخص بغیر چڑھاوا چڑھائے نہ گزر سکتا تھا، چنانچہ ان میں سے ایک کو کہا گیا کہ ہمارے بت پر چڑھاوا چڑھاؤ اس نے معذرت کی کہ میرے پاس کوئی چیز نہیں، انہوں نے کہا: تمہیں یہ عمل ضرور کرنا ہوگا اگرچہ ایک مکھی پکڑ کر چڑھادو اس مسافر نے مکھی کو پکڑ کر چڑھاوا اس کی بھینٹ کردیا، انہوں نے اس کا راستہ چھوڑ دیا آپ فرماتے ہیں یہ شخص اس مکھی کی وجہ سے جہنم میں چلا گیا۔

دوسرے شخص سے کہنے لگے تم بھی کسی چیز کا چڑھاوا چڑھادو، اس اللہ کے بندے نے جواب دیا کہ میں غیر اللہ کے نام پر چڑھاوا نہیں چڑھا سکتا۔ یہ جواب سنتے ہی انہوں نے اس مرد موحد کو شہید کردیا، یہ سیدھا جنت میں پہنچا۔“ (رواہ احمد)

ایک مؤمن کے دل میں شرک کتنا سنگین جرم ہے۔ اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے۔ اس نے ایک ظاہری عمل کی مخالفت کرکے اپنی جان کی بازی لگادی، لیکن ادنیٰ شرک پر تیار نہ ہوا جو شرک کرکے جہنم کا سزاوار ٹھہراوہ مسلمان تھا، کیونکہ اگر وہ کافر ہوتا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہ نہ فرماتے ”ایک مکھی کے عوض میں جہنم میں گیا۔

مندرجہ بالا حدیث مبارکہ ایک دوسری صحیح حدیث کے ہم معنی ہے، جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”جنت اور دوزخ انسان کے جوتے کے تسمے سے بھی زیادہ قریب تر ہیں۔“

لہٰذا ہمیں چاہئے کہ ہم ہر وقت اپنا محاسبہ کرتے رہیں کہ ہم کیا کررہے ہیں اور اگر اللہ تعالیٰ نے ہمیں اپنے فضل سے شرک جیسی لعنت سے محفوظ رکھا ہے تو دوسرے لوگوں کو بھی ہر ممکن طریقے سے جہنم کے گڑھے میں گرنے سے بچائیں۔ شیطان اسی کوشش میں ہے کہ زیادہ سے زیادہ لوگوں کو جہنم میں لے جائے، اسی لئے اس کی سب سے پہلی کوشش لوگوں کو شرک میں مبتلا کرنے کی ہوتی ہے کیونکہ شرک کے ساتھ سارے اعمال صالحہ نماز، روزہ، حج سب ضائع ہوجاتے ہیں اور یہی شیطان کی سب سے بڑی فتح ہے۔

بتوں سے تجھ کو امیدیں خدا سے نوامیدی

مجھے بتا تو سہی اور کافری کیا ہے؟

اقوال زریں:

☆حق پر استوار رہو خواہ یہ تمہارے نفس کے خلاف ہو۔(حدیث نبوی)

☆جو شخص امام ہو اس کے لئے جائز نہیں کہ صرف اپنے لئے دعا کرے۔(حدیث نبوی)

☆گناہ جوان کا بھی اگرچہ بد ہے، لیکن بوڑھے کا بدتر ہے۔(حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ)

☆انسان صوم وصلوٰۃ سے نہیں بلکہ معاملات سے پہچانا جاتا ہے۔

(حضرت عمر رضی اللہ عنہ)

☆ظالموں اور ان کے متعلقین سے معاملہ مت کر۔(حضرت عثمان رضی اللہ عنہ)

☆جو شخص اپنے ہر کام کو پسند کرتا ہے اس کی عقل میں نقصان آجاتا ہے۔(حضرت علی رضی اللہ عنہ)(عظمیٰ مشتاق۔خوشاب)

پہلا شخص:

شیطان نے اپنی کمزوریوں کے تیر بندوں پر آزمانے شروع کئے اور اس کا پہلا شکار قابیل بنا۔ شیطان نے اس کے خون میں محبت کی صورت دوڑنا شروع کیا اور اس کا انجام قتل پر آن پہنچا۔ آخر کار قابیل نے ہابیل کو قتل کر ڈالا اور یوں زمین پر فساد کا آغاز ہو گیا اور شیطان نے آدم کی اولاد کے پہلے شخص کو جہنم کے راستے پر روانہ کیا۔(از شیطان اور اس کا دجل وفریب)(مرسلہ: مسز عابد گلشن راوی۔لاہور)

ایک مسلم عورت کی آواز:

لوگ میرے حجاب کی بابت بھلے کہتے رہیں کہ وہ میری جوانی کو تباہ کردے گا۔ چاہے وہ مجھے کتنی بھی ملامت کریں، لیکن میری پہچان میرا دین ہے۔ رب کی قسم مجھے کوئی پرواہ بھی نہیں۔ میری ہمت پہاڑوں جیسی ہے۔ بھلا اس جمال کا کیا فائدہ، جس سے ہر کوئی مستفید ہو؟ وہ مجھے دھوکا دینے کی کوشش کرتے ہیں، میں نے ان سے کہا کہ مجھے میرے حال پر چھوڑ دیں۔ میں گھر کی چاردیواری میں رہوں گی مجھے بے حیا ہونا گوارا نہیں ہوتا۔ انہوں نے میرے انکار سے یہ سبق نہیں سیکھا کہ میں پاکیزگی کا راز ہوں۔ میں نے خیر الانبیاء کی پیروی کی ہے۔ تقویٰ میرے لئے مشعل راہ ہے۔ میرا دل خوددار ہے جو ذلت کو ناپسند کرتا ہے۔ بہن! میرا راستہ قابل اتباع نمونہ ہے، جس میں شان وشوکت ہے۔ میں دین کے صاف چشمے سے سیراب ہوتی ہوں (سنو) ہمارا راستہ پاک دامنی کا ہے۔ تم بھی اسے اپنا لو ڈرومت، ہمارا دین اعلیٰ اقدار کا حامل ہے وہ گھٹیا پن پر مطمئن نہیں ہوتا۔ اے دین اسلام کی اونچی شان والی بیٹی! تم عالی مقام شہزادی ہو۔ میں باپردہ رہ کر اپنی جاہ وحشمت سے اپنی عزت منوالوں گی، میں آگے بڑھوں گی اور ملامت کی (ہرگز) پرواہ نہیں کروں گی۔(ثوبیہ بنت محمد جاوید واپی والا)

آشیاں کسی شاخ چمن پہ بار نہ ہو:

ایک دفعہ حضرت مولانا محمد ابرار الحق صاحب دامت برکاتہم وضو کرنے کے لئے تشریف فرما ہوئے۔ ابھی وضو شروع ہی کیا تھا کہ آپ کی نظر چیونٹیوں کے سوراخ پر پڑی، کچھ چیونٹیاں وہاں رینگ رہی تھیں۔ آپ وہاں سے اٹھ گئے کہ یہاں پانی گرنے کی وجہ سے چیونٹیوں کو تکلیف ہوگی۔ ان کے گھر میں پانی بھر جائے گا اور دوسری جگہ جا کر وضو فرمایا۔

ایک بزرگ کے بارے میں لکھا ہے کہ وہ خانہ کعبہ میں آرام کر رہے تھے ایک بلی آئی اور ان کے دامن پر سو گئی۔ اسی اثناء میں اذان ہوئی بزرگ نماز کے لئے اٹھے، مگر اس طرح کہ اپنے دامن کے اس حصے کو کاٹ دیا، جس پر بلی سو رہی تھی تا کہ بلی کی نیند میں خلل نہ آئے۔ بھئی اللہ والے ایسے ہی ہوتے ہیں وہ معمولی حقیر جانور کا بھی دل نہیں دکھاتے پھر کسی انسان کا دل وہ کیسے دکھا سکتے ہیں۔(مرسلہ: ش چندا۔بنت احمد)

زندگی گزارنے کے سنہری اصول:

گر دھوپ زمانے کی کڑی ہو یا مشکل کوئی گھڑی ہو
تم صبر کا دامن تھام رکھنا ایماں کی پختہ ڈھال رکھنا
یاں تو خواہشوں کی اڑتی دھول میں انسان کو خدا کی بھول ہے
تم شب تنہائی کے اشکوں میں دل یہ اپنا کھنگال رکھنا
چمک اٹھے ایسا ماضی، خدا بھی ہو جس پہ آپ کا راضی
عصیاں جنگل کے اجاڑ رستوں پر ایسا تم اپنا حال رکھنا
کٹ ہی جائیں گے آخر اک دن عمر رفتہ کے یہ دو چار دن
تم کانٹوں میں مثل گلاب کھلنا کبھی دل میں نہ حزن وملال رکھنا

(شاکرہ۔مرسلہ: بنت حاکم علی، بھولیہ)

کشکول

دیمک:

اگر آپ کے مال واسباب میں دیمک لگ جائے تو آپ کیا کرتے ہیں؟......

کیا اسے یونہی چھوڑ دیتے ہیں یا اس کا انسداد کرتے ہیں۔

ہمارے دین وایمان، تہذیب ومعاشرت میں دیمک لگ رہی ہے، الحاد، لادینی، بے حیائی، بے پردگی اور ناجائز روزی گھن کی طرح ہمارے ایمان کو کھا رہی ہے!......

کبھی اس پر بھی غور کیجئے۔ اس کا بھی سد باب کیجئے......

یاد رکھئے!......

دنیا وآخرت کی فلاح وبہبود کامیابی وکامرانی، عزت وعصمت صرف اور صرف اتباع سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں ہے!......

یہ ہر زہر کا تریاق ہے ہر مرض کا علاج ہے!......

ابھی مہلت ملی ہوئی ہے توبہ کر لیجئے، اپنی دنیا وآخرت محفوظ کر لیجئے، عہد کر لیجئے کہ آئندہ زندگی اسلامی تعلیمات کے مطابق گزاریں گے اور اپنے قول وفعل کو سنت کے مطابق بنائیں گے!......ان شاء اللہ تعالیٰ (بنت عبدالحفیظ۔حیدر آباد)

واضح فرق
صرف چند یوم میں
فری ہوم ڈیلیوری سروس
Slimming Tea
ٹھنڈے ٹھنڈے موسم میں گرما گرم چائے
2 کپ روزانہ استعمال سے بڑھا ہوا پیٹ اور وزن کم کریں
• بغیر ڈائٹنگ • بغیر ورزش • بغیر سائیڈ ایفیکٹس
فیئر فٹنس
UAN 111-696-696
0641-468866 ڈی جی خان
0731-78812 رحیم یار خان
0300-4577957 موبائل لاہور
0300-9638338 موبائل ملتان
0300-2184131 موبائل کراچی

متوسط طبقے کی خواتین اور گھریلو ذمہ داریاں

ا۔ ا۔ ج ٹنڈو آدم

متوسط طبقے میں خواتین کی ایک بڑی تعداد ملازمت پیشہ ہے اور یہ یقینی بات ہے کہ ملازمت پیشہ خواتین اچھی مائیں ثابت نہیں ہوتیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ملازمت پیشہ خواتین کو اپنے بچوں کی تربیت کے سلسلے میں مختلف مسائل کا سامنا رہتا ہے، اس کے برعکس ایک ہاؤس وائف جو سارا دن گھر پر رہتی ہے اور اس کے پاس شوہر اور بچوں کی دیکھ بھال کرنے کے لئے بہت وقت ہوتا ہے وہ گھر کے تمام کام کاج نمٹانے کے ساتھ ساتھ بچوں کو بھی وقت دیتی ہے اور ان کی سرگرمیوں پر بھی نظر رکھتی ہے جبکہ ملازمت پیشہ خواتین شام کو تھکی ہاری گھر آتی ہیں۔ ان کے پاس اتنا وقت نہیں ہوتا ہے کہ وہ بچوں کا ہر لمحہ خیال رکھ سکیں۔

بہت سی ملازمت پیشہ خواتین اس بات کو تسلیم کرتی ہیں کہ ان تمام ذمہ داریوں کو بیک وقت نبھاتے ہوئے کہیں نہ کہیں کوئی نہ کوئی کمی رہ جاتی ہے۔ ملازمت پیشہ خواتین کا ایک بڑا مسئلہ یہ بھی ہے کہ وہ بچوں کی تعلیمی سرگرمیوں سے غافل رہتی ہیں۔ بچوں کو ٹیوٹر کے حوالے کر کے وہ یہ سمجھتی ہیں کہ ان کا فرض پورا ہو گیا، جبکہ ماں کا فرض یہ بھی ہے کہ وہ اسکول ٹیچر اور ٹیوٹر کے ساتھ تو رابطے میں رہے تاکہ بچے کے بارے میں پوری رپورٹ ملتی رہے۔ عموماً ایسا ہوتا ہے کہ امتحانوں کے قریب اکثر والدین اسکول کا ایک چکر لگا لیتے ہیں اور اس وقت انہیں اپنے بچوں کی کئی مہینوں کی اتنی شکایات ملتی ہیں کہ وہ حیران رہ جاتے ہیں اور شرمندگی الگ ہوتی ہے۔

آپ کو اپنے بچوں پر اندھا اعتماد نہیں کرنا چاہئے۔ ہر عمر میں اپنے بچوں پر نظر رکھنی چاہئے۔ بالخصوص کالج کے لڑکے اور لڑکیاں اس عمر میں ہوتے ہیں جہاں برائی میں زیادہ کشش محسوس ہوتی ہے اور نوعمری کا ذہن صحیح فیصلہ کرنے سے قاصر ہوتا ہے۔ اس عمر میں بچوں کو والدین کی راہنمائی کی قدم قدم پر ضرورت پڑتی ہے۔ ایک ماہر عمرانیات کا کہنا ہے کہ بچے کی تربیت و نگہداشت کے لئے ماں کی توجہ اور بھرپور پیار کا ملنا از حد ضروری ہے۔ اگر وہ ماں کی شفقت اور محبت سے محروم ہو جاتا ہے تو مختلف گروہوں میں محبت تلاش کرتا ہے۔ اس طرح والدین سے دور ہو جاتا ہے اور اکثر خراب لوگوں میں شامل ہو کر خراب عادتیں اپنا لیتا ہے۔

ایک رپورٹ کے مطابق ملازمت پیشہ خواتین کا بھی یہ کہنا ہے کہ بعض اوقات تو ان کی عدم توجہ کے باعث ان کے بچوں کی صحت متاثر ہوتی ہے کیونکہ دونوں میاں بیوی جب شام کو تھکے ہارے گھر پہنچتے ہیں تو اگر انہیں اپنے بچوں کی آنکھیں ٹیسٹ کروانی یا کسی اور دوسرے مسئلے کے لئے ڈاکٹر کے پاس جانا ہے تو دونوں ایک دوسرے پر ٹالتے ہیں۔ اس طرح یہ مسئلہ ٹلتا رہتا ہے۔ ایک اور سروے رپورٹ کے مطابق ملازمت پیشہ خواتین نے یہ اعتراف کیا ہے کہ ان کے پاس اپنے بچوں کا ہوم ورک کرانے، بچوں کے ساتھ کھیلنے اور انہیں پیار کرنے کا وقت بھی نہیں ہوتا۔ ہاں البتہ اپنی مصروفیات میں سے کچھ وقت نکال کر وہ اپنے چھوٹے بچوں کو ہوم ورک ضرور کروا دیتی ہیں جبکہ بڑی کلاس کے بچوں کو تو صرف ٹیوٹر ہی دیکھتا ہے۔

گھر اور ملازمت کو ساتھ ساتھ چلانا خواتین کے لئے بے حد مشکل ہو جاتا ہے اور وہ خود بھی اس زندگی سے مطمئن نہیں ہوتیں اور وہ اس چیز سے خوف زدہ رہتی ہیں کہ کسی بھی طرح ان کے بچے زندگی کی اس دوڑ میں پیچھے رہ جائیں۔

مشکل حالات سے کیسے نمٹا جائے؟

بینا عبد المالک

انسان کی زندگی بے شمار آزمائشوں سے گھری رہتی ہے۔ ان آزمائشوں کے ساتھ مصائب بھی آتے رہتے ہیں۔ پل پل کا سسکنا، لمحہ لمحہ تڑپنا، گھٹ گھٹ کر مرنا اور پھر ان پریشانیوں کے حل کو تلاش نہ کرنا، تکالیف کا مردانہ وار سامنا نہ کرنا، مصیبتوں سے سمجھوتہ لینا، الجھنوں اور پریشانیوں کو کوسنا، خواہشات کو مٹا کر خاک کر دینا، تمناؤں کو برآنے سے پہلے ہی مٹا دینا، بجھا دینا، اپنے دل کو پتھر کی طرح سخت کر لینا، دل کا سکون و چین غارت ہو جاتا ہے، عزائم اور حوصلے متزلزل ہو جاتے ہیں، اپنوں سے تعلقات منقطع ہو جاتے ہیں اور بیگانگی کا ماحول پیدا ہو جاتا ہے، باوجود انتہائی جستجو کے بھی منزل کو نہ پانا، حوصلے کا پست ہونا، امید کا دامن چھوڑ کر ناامید ہو جانا، ایک خاموش تماشائی کی طرح سب کچھ خاموشی سے دیکھتے رہنا، بہتر وقت کا انتظار کرنا، ایسے حالات سے نمٹنے کے لئے قوت برداشت اور صبر واستقلال کا ہونا نہایت ضروری ہے۔ ان حالات کا سامنا کرنے کے لئے غیر جذباتی ہونا مثبت سوچ اور سنجیدہ مزاج کا حامل ہونا ضروری ہے اور ایسا ہی آدمی صحیح سمت پر گامزن رہتا ہے اور وہ دوسروں کے لئے مثال بن جاتا ہے۔

زندگی نام ہے جستجو کرتے رہنے کا، ہار جیت تو ہوتی رہتی ہے۔ ہر انسان کی زندگی میں مشکلات و مسائل ضرور آتے ہیں۔ یہ دنیا خود آزمائش کی جگہ ہے۔ جب کوئی مشکل درپیش ہو تو حاصل اسباب کے ذریعہ اس کو حل کرنا چاہئے، مشکلات کا سامنا آدمی کو اس وقت کرنا پڑتا ہے، جب وہ اپنے اصل مقصد کو بھلا دیتا ہے۔ اچھی زندگی گزارنے کے لئے اور اپنی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے کسی دوسرے پر بھروسہ نہیں کرنا چاہئے۔ اگر آپ کچھ کھوئیں تو افسردہ ہونے کی بجائے مسلسل جستجو سے کچھ پانے کی سعی کریں، چھوٹی چھوٹی خوشیاں انسان کو اندر سے مستحکم کرتی ہیں۔ آندھی آئے یا طوفان سب کچھ الٹ پلٹ ہو جائے مگر نہ صرف اپنے آپ کو بلکہ ارد گرد بکھرے ہوؤں کو بھی سمیٹنا پڑتا ہے۔ بے شک زندگی کی کچھ خالی جگہیں پر نہ ہوں تب بھی زندگی گزارنی پڑتی ہے۔ گردش زمانہ اور حالات کی ٹھوکریں کھا کر ہی انسان قیمتی بنتا ہے۔

فاتح اندلس طارق بن زیاد

بنت سراج

فاتح اندلس طارق بن زیاد کا تعلق عرب سردار موسیٰ بن نصیر سے تھا۔ زیاد موسیٰ بن نصیر کے باوفا خدمت گار تھے جو بعد میں ترقی کرتے ہوئے قابل فخر جرنیلوں میں شامل ہوگئے۔ زیاد کے انتقال کے بعد ان کا صاحبزادہ طارق اور بیوہ حلیمہ موسیٰ بن نصیر کی پرورش میں آگئیں۔

اس وقت اموی خلیفہ ولید بن عبدالملک (86ھ/703ء/96ھ/713ء) کی حکمرانی عروج پر تھی اور اندلس میں گاتھ قوم کے آخری بادشاہ رواد ٹیز کا سکہ چل رہا تھا جسے اہل عرب غیطشہ کہتے ہیں، رواد ٹیز کے بعد راڈرک مسند صدارت پر فائز ہوا، اس کے دور میں دستور تھا کہ امرائے سلطنت اپنے بچوں کو رموز حکمرانی سکھانے کے لئے شاہی محل میں بھیجا کرتے تھے۔ راڈرک کے ایک گورنر کاؤنٹ جولن نے بھی اپنی بیٹی کو تربیت کے لئے اسی محل میں بھیجا ہوا تھا، جس کا نام فلورنڈا تھا۔ فلورنڈا خوب صورت لڑکی تھی، راڈرک کی نیت خراب ہوئی اس نے شاہی قوانین کے خلاف گورنر کاؤنٹ جولین کی خوبرو بیٹی فلورنڈ سے منہ کالا کیا راڈرک ویسے بھی ایک ظالم بادشاہ تھا اور جس کی وجہ سے جولین نے شاہ راڈرک کا مخالف ہوکر موسیٰ بن نصیر کو اندلس پر حملہ کرنے کی دعوت دی اور اپنی بھرپور مدد کی یقین دہانی بھی کرائی، چناں چہ موسیٰ بن نصیر نے ایک ظالم حکمران سے نجات دلانے کے لئے طارق بن زیاد کی قیادت میں سات ہزار (یا بارہ ہزار) مجاہدین دے کر اندلس پر حملہ کرنے کا حکم دیا۔ چنانچہ حسب حکم طارق اندلس پر فوج کشی کی نیت سے ایک پہاڑ پر خیمہ زن ہوئے جو آج جبل الطارق (جبرالٹر) کے نام سے معروف ہے۔ طارق نے وہاں اترتے ہی ان تمام کشتیوں کو جلا کر خاکستر کردیا، جن سے وہ لوگ یہاں آئے تھے تاکہ مجاہدین اسلام اگر واپس جانا بھی چاہیں تو جا نہ سکیں، شہادت اور فتح دونوں میں سے کسی کا انتخاب کرنا ہے۔ دوسری طرف مجاہدین کے مقابلے میں ایک لاکھ (یا دو لاکھ) کا لشکر راڈرک کی قیادت میں چوکس کھڑا تھا۔

طارق نے کشتیوں کو جلانے کے بعد ایک فصیح و بلیغ خطبہ دیا اور مجاہدین کے سامنے پر اثر تقریر کی جو کتب تاریخ میں محفوظ ہے۔ چونکہ اس طرح کشتیوں کو جلانا ظاہری اعتبار سے جنگی حکمت عملی اور عقل کے خلاف ہے، اس لئے بعض حضرات نے دبے الفاظ میں اس پر اعتراض کیا۔ شاعر مشرق علامہ اقبالؒ نے اس اعتراض و جواب پر مشتمل مکالمہ کو اپنی فارسی نظم میں یوں پیش کیا ہے ؎

طارق چوں برکنارۂ اندلس سفینہ سوخت
گفتند کار تو بہ نگاہِ خود خطاست

یعنی طارق نے جب ساحل اندلس پر اپنی کشتیاں جلا ڈالیں تو اس کے ساتھیوں نے کہا کہ تمہارا یہ فعل عقل کے اعتبار سے غلط ہے۔

دوریم از سوادِ وطن باز چوں رسیم؟
ترک سبب زروئے شریعت کجا رواست؟

کیونکہ ہم اپنے ملک سے بہت دور ہیں تو بھاگنے کی صورت میں واپس کیسے جائیں گے؟ ظاہری اسباب کو چھوڑ دینے کی شریعت میں کہاں گنجائش ہے؟

خندید و دست خویش بہ شمشیر برد و گفت
ہر ملک ملک ماست کہ ملک خدائے ماست

یہ سن کر طارق نے مسکراتے ہوئے اپنا ہاتھ تلوار کی نوک پر رکھ کر کہا کہ ہر ملک ہمارا ملک ہے کیونکہ یہ ہمارے رب کا ملک ہے۔

طارق نے وادی لکہ (یا بکہ) میں دریا گرڈالٹ کے کنارے مجاہدین اسلام کو صف آراء کیا اور دریا کی دوسری جانب شاہ راڈرک کی قیادت میں دو لاکھ فوجیں پہلے ہی سے چوکس کھڑی تھیں، بالآخر گھمسان کی جنگ کے بعد مجاہدین اسلام نے فتح پائی۔

فتح کے بعد طارق نے گاتھ قوم کے پایۂ تخت طلیطلہ پر بھی قبضہ کرلیا، طلیطلہ میں طارق کو سونے کی ایک میز ملی جس کی نسبت حضرت سلیمان علیہ السلام کی طرف ہے۔ اگر چہ یہ نسبت مشکوک ہے۔

فتح اندلس و طلیطلہ کے بعد موسیٰ بن نصیر اپنی فوج کے ساتھ اندلس آپہنچے اور انہوں نے اشبیلیہ و بطلیموس کو فتح کرلیا۔ دوسری طرف طارق نے خلیفہ ولید بن عبدالملک کے ایک تجربہ کار غلام مغیث رومی کی قیادت میں ایک دستہ قرطبہ کی طرف روانہ کیا۔ جس نے قرطبہ پر قبضہ کرلیا اور خود طارق ایک جماعت کے ساتھ تدمیر کی طرف گئے۔ تدمیر اور سرقسطہ فتح کرلیا یوں اندلس کی سرزمین عیسائیوں سے خالی ہوگئی اور 91ھ/711ء میں شروع ہونے والی یہ مہم 92ھ/712ء میں پایہ تکمیل کو پہنچی۔

دل کو سنگ نہ کر

بنت خورشید احمد دہلوی

فی زمانہ ہمارے معاشرے میں اخلاق و مروت اور رواداری ختم ہوئے جاتے ہیں، جسے دیکھو شانِ استغناء کا اشتہار بنا نظر آتا ہے۔ اخلاق سے پیش آنا گویا خلاف تہذیب ٹھہرا ہے۔ مہر ومحبت کا تو دور تک نام ونشان نہیں۔ لگتا ہے کہ ہر کس وناکس نے میر انیس کے اس شعر کو عملاً غلط ثابت کرنے کی ٹھان لی ہے، جس میں انہوں نے کہا ہے

مٹی سے بنا ہے دل کو تو سنگ نہ کر
ہر بات پر معترض نہ ہو، جنگ نہ کر

مجھے تو لگتا ہے کہ یہ شعر ہو نہ ہو ہم ساس بہوؤں کے لئے کہا گیا ہے۔ یقین نہ آئے ایک مرتبہ پھر پڑھ کر دیکھ لیجئے...... کیسے کیسے دل آزار تیشے چلائے جاتے ہیں، طعنوں کے تیر پھینکے جاتے ہیں اور عجیب وغریب قسم کے الزامات کی توپیں داغی جاتی ہیں۔

کبھی آنگن میں کھیلتے کودتے بچوں کو دیکھ کر زندگی کی گرما گرمی کا احساس ہوتا ہے، وہ معصوم سی شرارتیں، محبت سے لبریز شکایتیں اور تھوڑی دیر میں آپ ہی آپ مان کر دوبارہ لگن میٹی کھیلنا...... یہ سب دیکھتی ہوں تو اپنے بچپن میں کھو جاتی ہوں...... میں جب دس بارہ برس کی ہوئی تو بڑوں کی باتیں کچھ کچھ سمجھ میں آنے لگیں،

ایک مرتبہ اچانک کھیلتے کھیلتے میں بھاگتی ہوئی برآمدے کے کونے والے ستون کے پاس جا کر چھپ گئی، چھوٹا بھائی ڈھونڈتے ڈھونڈتے دو تین مرتبہ قریب سے گزرا، لیکن اسے احساس تک نہ ہوا کہ میں یہاں ہوں، قریب ہی چارپائی پر دادی جان گاؤ تکیہ سے ٹیک لگائے بیٹھی تھیں، سفید براق لباس میں کم از کم مجھے بہت بھلی لگتیں، میں نے کھڑے کھڑے غور کیا تو کچھ گنگنا رہی تھیں اور چہرے کا تاثر خوشی اور غم کی ملی جلی کیفیت کا عکس معلوم ہو رہا تھا۔

جانے جی میں کیا آئی کہ کھیل چھوڑ چھاڑ چپکے سے پیچھے جا کر کھڑی ہوگئی کہ سنوں تو سہی دادی جان کس ترنگ میں ہیں...... وہ کہہ رہی تھیں

کس کا کون کیا کسو سے کہنا
اپنا اپنا ہر ایک کا لہنا
گزرے ہے اب اس طرح اپنی اے درد
رونا چپکے، پڑے اکیلے رہنا

میں نے اپنی دادی کو دیکھا تھا کہ وہ کبھی امی جان کو ڈانٹنی تو کیا تُرش نگاہ سے بھی نہیں دیکھا، اخیر عمر میں ان کا لگا بندھا حساب تھا، صبح اٹھنے، رات اور دن میں آرام کرنے، ذکر اذکار، نوافل، کھانے پینے سب کا ایک ٹائم مقرر تھا، گھر کی ذمہ داریاں بہو بیٹوں کے سپرد کر کے خود کو اپنے اللہ کے لئے فارغ کر لیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں وجاہت بھی ایسی دی تھی گھر کا ہر فرد ان کی عزت اور احترام کرنے کو اپنی سعادت سمجھتا، میں دیکھتی تھی کہ ان کی ذاتی ضروریات آپ ہی آپ، کچھ کہے سنے بغیر پوری ہوتیں۔

دادی جان کا ادبی مطالعہ بہت گہرا تھا، آخر کو دہلی کے معزز خاندان کی چشم و چراغ تھیں، ہمارے دادا نامی گرامی شاعر تو نہیں تھے، لیکن تھے، ان کے گھر ادبی مجلسیں بھی برپا ہوتیں، میری کاپی میں دادی جان کے ہاتھ کا لکھا شعر ابھی بھی موجود ہے، جانے ایک دن ان کے جی میں کیا سمائی میری حساب کی کاپی پر حالی کے لئے یہ شعر لکھ دیئے۔

فتنہ کو جہاں تلک ہو، دیجئے تسکیں
زہر اگلے کوئی تو کیجئے باتیں شیریں
غصہ غصے کو اور بھڑکاتا ہے
اس عارضہ کا علاج بالمثل نہیں

آج بھی یہ کاپی میرے پاس رکھی ہے اور کبھی کبھی کھول کر دیکھتی ہوں تو لگتا ہے کہ انہوں نے آج دن کے لئے میری رہنمائی کی ہے۔ اللہ کے فضل سے میری دو بہویں اور سات پوتے پوتیاں ہیں، سب آپس میں شیر وشکر ہیں شاید اس کی وجہ یہ بھی ہو کہ آج تک میں نے بہوؤں کو سب کے سامنے سخت سست نہیں کیا۔ ہاں ان سے کوتاہی ہو جائے تو موقع محل کے مطابق علیحدہ بلا کر پیار سے سمجھا دیتی ہوں کہ:

''محبت کے شر رسے دل سراپا نور ہوتا ہے''

میں ہوں صاحب ایمان اگر

میں ہوں صاحب ایماں اگر
تو میرا جیون ساتھی
مجاہد ہوگا!!
اُس کی آنکھوں میں حیا ہوگی
اُس کے دل میں وفا ہوگی
اُس کے پاس ایماں کی سپر ہوگی
میرا جیون ساتھی
مجاہد ہوگا!!
شریعت جس پہ نافذ ہوگی
سکینت جس پر نازل ہوگی
قِتال اُس کا مشغلہ ہوگا
میرا جیون ساتھی
مجاہد ہوگا!!
فطرت دنیا سے اُس کی بیگانی ہوگی
قربان راہِ خدا میں اُس کی جوانی ہوگی
حدود اللہ کا وہ محافظ ہوگا
میرا جیون ساتھی
مجاہد ہوگا!!

ایس۔ایل تلاش

بہتر کون ہے؟

اہلیہ خورشید خان

کیا ہوا...... آج بیگم صاحبہ کا منہ کیوں اترا ہوا ہے؟ ساجد نے نازنین کو دیکھتے ہوئے کہا۔

''کچھ نہیں ہونا کیا ہے''...... نازنین اداس ہوتے ہوئے بولی۔

کچھ نہ کچھ تو ہے۔ ساجد مسکراتے ہوئے بولا۔ میں جہاں تک تم کو جانتا ہوں اُسے دیکھتے ہوئے یہ بتا سکتا ہوں کہ آج تمہاری کسی جاننے والی کے ہاں کوئی نئی چیز آئی ہے۔

اونہہ...... وہ شہلا ہے ناں...... میری سہیلی، اُس نے بالکل نئے اسٹائل کا اوون لیا ہے...... اتنا خوبصورت ہے کہ بس...... آخر باہر کا ہے۔

نازنین حسرت سے بولی...... اور ایک یہ ہمارا چولہا ہے...... اونہہ یہ بھی کوئی کھانا پکانے کی چیز ہے...... مجھے تو اس پہ کھانا پکاتے ہوئے گھن آتی ہے۔ برے برے منہ بناتے ہوئے نازنین نے کہا۔

ساجد گھبرا کے...... ارے ارے...... ایسا تو نہ کہو، صرف دو سال پہلے ہی تو تم نے خود اپنی پسند سے لیا تھا یہ چولہا اور یاد ہے تم نے لیتے وقت کیا کہا تھا؟ ''کسی کے پاس بھی ایسا چولہا نہیں ہے''۔ یاد ہے تم کو؟

نازنین کو مزید اداس دیکھتے ہوئے پھر ساجد بولا...... چلو کوئی بات نہیں تم کیوں اداس ہوتی ہو...... میں تم کو اس سے اچھا اوون لا دوں گا...... بس اب خوش...... ؟ تم کیوں فکر کرتی ہو...... میں ہوں ناں......

❄

یار...... یہ تم کو دن بدن کیا ہوتا جا رہا ہے...... وقار ساجد کو دیکھتے ہوئے بولا...... کیوں؟ کیا ہوا ہے مجھے؟...... ساجد حیران ہو کے بولا...... تم اپنی طرف سے بالکل لاپرواہ ہوتے جا رہے ہو...... ذرا صحت تو دیکھو اپنی...... محنت تو سبھی کرتے ہیں مگر اس طرح دین و دنیا سے کوئی بیگانہ نہیں ہوتا، نہ ہی تم کو اپنی نمازوں کے ضائع ہونے کا ہوش ہے اور نہ ہی کھانے پینے کا کچھ خیال...... کس چیز کی کمی ہے تمہارے گھر میں جو تم نے اپنی حالت خراب کر لی ہے پیسے کے پیچھے...... وقار نے اچھی خاصی تقریر ہی کر ڈالی۔

یار...... کیا بتاؤں...... ساجد بے دلی میں بولا...... میں نازنین کو خوش دیکھنا چاہتا ہوں وہ اداس ہوتی ہے تو میں بے چین ہو جاتا ہوں، میرا بس نہیں چلتا کہ کس طرح اس کو ساری دنیا کی نعمتیں دے دوں...... بس اسی دھن میں میں نے رات دن ایک کیا ہے یار...... میں نے تو اس کی خاطر حرام حلال، اچھا برا کسی کی پرواہ نہیں کی سب کچھ بھول گیا مگر...... مگر پھر بھی اس کو کسی نہ کسی چیز کی حسرت ہی رہتی ہے...... وہ پھر بھی خوش نہیں ہے...... ساجد آہ بھرتے ہوئے...... کیا کروں میں، میری تو کچھ سمجھ میں نہیں آتا......

ساجد کی باتیں سن کر وقار نے اپنا سر تھام لیا اور بولا...... میرے دوست...... کیا تم نے وہ قول نہیں سنا کہ ''حریص کی آنکھوں کو قبر کی مٹی کے سوا کوئی اور چیز نہیں بھر سکتی''۔ اللہ پاک نے عورت کو ناقص العقل اور ٹیڑھی پسلی سے پیدا کیا ہے پس انسان کو چاہئے کہ اس کے ٹیڑھے پن سے فائدہ اٹھاتا ہوا زندگی کو گزارے نہ کہ اس کے ساتھ خود بھی ٹیڑھا اور عقل سے پیدل ہو جائے۔ مرد کو عورت پہ حاکم بنایا گیا ہے تاکہ وہ زندگی کو اعتدال کی راہ پہ ڈالے، نہ کہ اپنی آخرت اور زندگی دونوں کو برباد کرے...... وقار بڑے افسوس کے ساتھ کہتا چلا گیا...... اب بھی وقت ہے اپنی اور اپنی بیوی کی دنیا اور آخرت کو بچا لو...... اور بوتل کا جن بننے کی بجائے ایک سمجھدار شوہر بن جاؤ۔

ساجد: اور یہ سمجھدار شوہر کیسے ہوتے ہیں...... وقار مسکراتے ہوئے جو بیویوں کے تابع نہیں بلکہ بیویاں جن کے تابع ہوتی ہیں، جن کی زندگی اللہ تعالیٰ کے احکام کے مطابق ہوتی ہے۔ دونوں دوست ایک دوسرے کو دیکھ کے مسکرانے لگے۔

❄......❄

اللہ کی بندی کبھی تم بھی اپنے منہ سے کوئی چیز مانگ لیا کرو...... کبھی تو کوئی فرمائش کر دیا کرو...... حسن فائزہ کے بوسیدہ کپڑے دیکھتے ہوئے بولا...... میں دیکھ رہا ہوں کہ تمہارے کپڑے بدرنگ ہو گئے ہیں مگر تم پھر بھی انہیں پہنے جا رہی ہو...... ذرا اپنی بھابیوں کو دیکھو ہر بار نیا سوٹ پہنتی ہیں اور اُس پہ میچنگ جیولری...... تمہارا دل نہیں چاہتا ان سب چیزوں کو......

فائزہ مسکراتے ہوئے...... نہیں حسن اب ایسے بھی خراب نہیں ہو گئے ہیں یہ کپڑے، آپ مجھے نئے کپڑوں میں دیکھنا چاہتے ہیں اور ٹوڈیٹ کرنا چاہتے ہیں مگر میں اس کی ضرورت محسوس نہیں کرتی، یہ سب فضول خرچیاں ہیں جو میری طبیعت گوارہ نہیں کرتی...... ان سے آپ پر بلاوجہ بوجھ پڑے گا آپ پہلے ہی اتنی محنت کرتے ہیں وہ کیا کم ہے اور رہی بات زیور کی...... تو میرا زیور میرا سنگھار آپ کی خوشی اور اطمینان ہے...... آپ کو مسکراتے ہوئے دیکھتی ہوں تو مجھے اتنی خوشی ہوتی ہے کہ کسی کو کیا نئے کپڑوں اور زیور سے ہوگی۔ فائزہ جذبات سے بھرپور لہجے میں بولتی چلی گئی......

فائزہ کی بات سن کے حسن کی آنکھوں میں جیسے چمک آ گئی...... بیوی ہو تو تم جیسی...... میں آج تک تم کو ڈھنگ سے کھلا پلا نہیں سکا، نہ ہی پہنا اڑھا سکا مگر تم نے شکایت کی بجائے اُسے بھی احسان مندی کے ساتھ لیا ہے، شکر گزار تو مجھے تمہارا ہونا چاہئے۔

فائزہ...... آپ مجھے کیوں شرمندہ کرتے ہیں...... ایسا بھی کیا کیا ہے میں نے...... یہ تو ہر اچھی بیوی کا فرض ہے جو میں ادا کر رہی ہوں...... میں تو بس اپنے رب سے ڈرتی ہوں کہ کہیں میری کسی فرمائش اور کسی بے جا آرزو کی وجہ سے اگر آپ کوئی غلط کام کر بیٹھے تو میں اللہ تعالیٰ کو کیا منہ دکھاؤں گی، مجھے یہ گوارہ نہیں کہ ہماری وجہ سے آپ اللہ رب العزت کے سامنے شرمندہ ہوں بس اسی وجہ سے میں نے اپنی ہر آرزو کو اطاعتِ خداوندی اور اطاعتِ شوہر کا پابند کر لیا ہے۔

آپ کی محبت اور اطمینان سے بڑھ کر اور کیا چاہئے۔ تمہاری یہی باتیں میرا حوصلہ بڑھاتی ہیں اور مجھے احساس ندامت سے بچاتی ہیں، مجھے تم پر فخر ہے۔ حسن فخریہ انداز سے فائزہ کو دیکھتے ہوئے بولا...... اللہ پاک ہر مسلمان کو تم جیسی بیوی دے جو نہ صرف دنیاوی زندگی بلکہ آخرت کی زندگی کی بھی نگہبان ہو۔ فائزہ کے چہرے پر طمانیت کی روشنی بکھر گئی۔

AL-NISAR JEWELLERS
الثار جیولرز
SHOP # A-19 BAZAR-E-FAISAL KARIMABAD
FEDERAL 'B' AREA, KARACHI.
PHONE NO: 6322614 - 6328750
SHOP # 1 MOTIWALA ARCADE, TARIQ ROAD
KARACHI. OPP. MADINA MASJID.
PHONE NO. 4535860
علماء کرام کیلئے خصوصی رعایت

عدالت

اُمید افشاں صغیر فیصل آباد

عدالت میں آج معمول سے کچھ زیادہ بھیڑ تھی۔ آج ایک مشہور ''رافعہ طلاق کیس'' کا فیصلہ ہونا تھا۔ اس کیس کی اخبارات میں کافی شہرت ہوئی تھی۔

چودھری ضمیر علی جو کہ سابق ممبر اسمبلی تھے اور غیر معمولی اثر و رسوخ کے مالک تھے۔ ان پر ان کی بیوی رافعہ نے الزام لگایا تھا کہ وہ اسے گواہوں کی موجودگی میں طلاق دے چکے ہیں جبکہ وہ اس بات سے یکسر انکاری تھے۔ ضمیر صاحب ابھی عدالت نہیں پہنچے تھے۔ رافعہ بے چینی سے پہلو بدل رہی تھی۔ اس نے ایک نظر اپنے وکیل کو دیکھا جن کے چہرے پر قدرے مایوسی کے آثار تھے۔ پچھلی پیشیوں میں بھی انہیں کوئی خاص کامیابی نہیں ہوئی تھی۔ ضمیر صاحب کے خلاف انہیں ایک بھی گواہ نہیں مل سکا تھا۔ رافعہ کے بقول حویلی کا ملازم خدا بخش، ڈرائیور منور، ملازمہ سکینہ، ان کا باڈی گارڈ یہ سب لوگ اس بات کے گواہ ہیں کہ انہوں نے غصے میں اسے کتنی ہی مرتبہ طلاق کا لفظ کہا تھا۔ لیکن ان میں ایک نے بھی اس بات کی گواہی نہیں دی بلکہ الٹا رافعہ کو جھٹلایا تھا۔ اب اس کے پاس اور کوئی گواہ نہ تھا سوائے اللہ کے...... وہ دل ہی دل میں اب بھی گڑگڑا کر یہی دعا مانگ رہی تھی یا اللہ! میری عزت رکھنا۔ تو جانتا ہے میں سچ بول رہی ہوں، لیکن میرے پاس اس سچ کا تیرے سوا کوئی گواہ نہیں ہے۔ یا اللہ میرا فیصلہ فرما۔ تو بہتر انصاف کرنے والا ہے......

اسے وہ دن یاد آیا جب چودھری ضمیر کا اس کے لئے رشتہ آیا تھا۔ اس کے والدین صوم و صلوٰۃ کے پابند تھے۔ وہ خود بھی پردے کی سخت پابند تھی۔ نجانے کس نے اس کی خوبصورتی کا ذکر ضمیر علی کے سامنے کیا تھا کہ دو بیویاں ہونے کے باوجود وہ اس سے شادی پر مصر تھے۔ اس کے والدین ضمیر علی کی غیر اسلامی غیر شرعی حرکتوں سے اچھی طرح واقف تھے۔ اس لئے انہوں نے انکار کر دیا۔ بس یہی بات ضمیر علی جیسے شخص کو سخت ناگوار لگی۔ اس نے اس بات کو اپنی انا کا مسئلہ بنا لیا اور رافعہ کے گھرانے کی زندگی دو بھر کر دی۔ انہوں نے ہر بات، ہر مصیبت پر صبر کیا، لیکن ضمیر علی جیسا شخص باز آنے والا نہیں تھا۔ وہ ممبر اسمبلی تھا۔ خود کو فرعون سمجھ رہا تھا۔ طاقت کا نشہ اس کے ذہن پر سوار تھا۔ وہ بھول گیا تھا کہ اللہ ظالموں کو اسی طرح آزماتا ہے۔ بالآخر رافعہ کے بوڑھے والدین نے اللہ کی رضا سمجھ کر اس کی شادی ضمیر علی سے کر دی۔ وہ اس کے علاوہ کچھ نہیں کر سکتے تھے اس کے بوڑھے باپ نے رخصتی کے وقت اللہ سے یہی دعا کی یا اللہ! تو میری بیٹی کی بدولت انہیں ہدایت دے یا ہلاک کر تیری مرضی......

رافعہ بیاہ کر تو آ گئی، لیکن ضمیر علی نے تو اپنی بے عزتی کا بدلہ لینا تھا جو اس کے والدین نے انکار کر کے کی تھی۔ اس نے ہر طرح سے رافعہ کو ستانا شروع کر دیا۔ وہ صابر والدین کی صابر بیٹی تھی، لیکن جب ضمیر علی نے اسے شرعی پردے سے روکا تو وہ پہلی مرتبہ بول اٹھی کہ وہ خدا کے حکم کے سامنے اس کا یہ حکم نہیں مانے گی تو غصے کے مارے ضمیر علی کا چہرہ سرخ ہو گیا۔ اس نے آؤ دیکھا نہ تاؤ، اسے کتنی ہی مرتبہ طلاق دے دی۔ اس بات کے گواہ حویلی کے ملازم تھے۔

رافعہ نے اپنا معمولی سا سامان لیا اور والدین کے گھر آ گئی۔ اگلے دن اسے شدید صدمہ اور حیرت ہوئی جب حویلی کا ڈرائیور ضمیر علی کے کہنے پر اسے لینے آیا۔ اس نے انکار کر دیا اور بات عدالت تک پہنچ گئی...... آنسو خود بخود رافعہ کی آنکھوں سے بہے جا رہے تھے۔ اس کے بوڑھے والدین ساتھ تھے۔ ان کے وکیل نے پہلے ہی بتا دیا تھا کہ کوئی معجزہ ہی آپ کو جتا سکتا ہے ورنہ کیس کا فیصلہ تو ضمیر علی کے حق میں ہونا ہے اور وہی ہوا۔ ضمیر علی جج صاحب کے آنے سے تھوڑی دیر پہلے عدالت پہنچا۔ ساتھ میں اس کے حامی تھے۔

جج صاحب نے جب ضمیر علی کے حق میں فیصلہ دیا تو رافعہ کے ساتھ اس کے والدین بھی پھوٹ پھوٹ کر رو دیئے۔ آج وہ اپنا سب کچھ ہار گئے تھے، سچے ہونے کے باوجود وہ ہار گئے تھے یا اللہ رحم فرما! رافعہ نے روتے ہوئے کہا۔ ضمیر علی اور اس کے حامی فتح کے نشے میں چور اپنی فتح کا جشن منا رہے تھے۔ انہیں کیا خبر تھی کہ ابھی اللہ کی عدالت کا فیصلہ آنے والا ہے۔ بے شک وہ سب فیصلہ کرنے والوں سے بڑا فیصلہ کرنے والا، انصاف کرنے والا ہے۔ ارے یہ ضمیر صاحب کو کیا ہوا؟ ایک آواز ابھری۔ ضمیر صاحب! کئی آوازیں ابھریں۔ کوئی گاڑی لائے، لیکن سب بے سود، انصاف ہو چکا تھا...... فیصلہ آ چکا تھا۔

پروفیسر سلیم (مرحوم) لکھتے ہیں ''میرے ایک رفیق کار پروفیسر نظام خان بڑے بذلہ سنج آدمی تھے۔ ایک مرتبہ بی اے کے امتحان کے موقع پر سپرنٹنڈنٹ بن کر تعلیم الاسلام کالج، ربوہ (حال چناب نگر) گئے۔ ربوہ قیام کے دوران ان کی ملاقات عالمی عدالت کے جج، سر ظفر اللہ خان سے ہوئی۔

سر ظفر اللہ از راہ مروت پوچھ بیٹھے ''خان صاحب! آپ ہمارے مہمان ہیں، آپ کو کوئی تکلیف تو نہیں؟'' خان صاحب کہنے لگے ''جناب مجھے خطرہ ایمان تو نہیں ہے کیونکہ میرا ایمان مریل قسم کا نہیں ہے، لیکن خطرہ جان محسوس کرتا ہوں۔''

سر ظفر اللہ نے حیران ہو کر پوچھا ''کیسا خطرہ جان؟''

خان صاحب بولے ''مجھے یہاں کے پانی سے 'دست شریف' لگ گئے ہیں۔''

سر ظفر اللہ مزید حیران ہوئے اور کہنے لگے 'دست شریف' کیا مطلب؟

خان صاحب نے جواب دیا' جناب! ''پیغمبری بیماری'' ہے، اس لئے میں نے عزت سے نام لیا ہے۔''

(یاد رہے کہ جھوٹے نبی مرزا غلام احمد قادیانی کی وفات دستوں کی بیماری سے ہوئی تھی)'' (مرسلہ: ام نعمان چیچاوطنی)

سوغات:

مجید لاہوری ایک بڑے شاعر اور دلچسپ انسان تھے۔ ایک بار وہ مشاعرے میں بیٹھے مشاعرہ سن رہے تھے کہ ایک شاعر کی باری آئی۔ مشاعرے میں ''بات کیا کیا، رات کیا کیا'' زمین پر اشعار پڑھے جا رہے تھے۔ بزرگ شاعر نے پہلا مصرعہ پڑھا

''یہ دل ہے، یہ جگر ہے، یہ کلیجہ''

مجید لاہوری نے بے ساختہ شعر یوں مکمل کیا کہ

قصائی دے گیا سوغات کیا کیا

یہ سن کر مشاعرے کے تمام شرکاء ہنسنے لگے۔ (دختر عبدالغفار)

دکھ بھری باتیں:

استاد: مغلیہ سلطنت کے زوال کے اسباب بتلاؤ؟

شاگرد: بڑی دکھ بھری باتیں ہیں نہ پوچھیں۔

ٹخنے کی ہڈی:

سڑک پر دو ڈاکٹر کھڑے ہوتے ہیں کہ دور سے ایک آدمی لنگڑاتا ہوا آ رہا ہوتا ہے تو ان میں ایک ڈاکٹر بولتا ہے کہ اس کے ٹخنے کی ہڈی ٹوٹی ہوئی ہے۔ دوسرا ڈاکٹر کہتا ہے کہ نہیں اس کے پاؤں میں موچ آ گئی ہے۔ جب وہ آدمی قریب آتا ہے تو اس سے پوچھتے ہیں تو آدمی جواب دیتا ہے: یار عجیب آدمی ہو میری تو جوتی ٹوٹی ہوئی ہے۔

جدھر چاہو:

چور مالک کو جگاتے ہوئے، جلدی سے بتاؤ سونا کہاں ہے؟

مالک آنکھیں ملتا ہوا بولا۔ یار سارا گھر خالی پڑا ہے جدھر چاہو سو جاؤ۔

(بنت عبدالحفیظ، حیدر آباد)

زیرِ لب

آپ کی صحت

ہائی بلڈ پریشر:

✉ میری والدہ صاحبہ کو بلڈ پریشر کی بیماری ہے، دل کی دھڑکن بھی تیز ہو جاتی ہے والدہ کا کافی علاج کروایا مگر پھر بھی آرام نہیں آیا تقریباً بارہ روز دن میں ایک مرتبہ بلڈ پریشر ہائی ہوتا ہے پھر ڈاکٹر کے پاس لے جاتے ہیں وہ انجکشن لگاتا ہے، جس سے وقتی طور پر آرام آتا ہے۔ دوسرے دن دوبارہ وہی حال ہوتا ہے۔ میری والدہ کی عمر تقریباً 55 سال ہے۔ آپ سے گزارش ہے کہ میری والدہ کے لئے کوئی اچھا سا نسخہ بتائیں، آپ کی مہربانی ہوگی۔ (محمد کلیم ہزاروی، اتحاد ٹاؤن)

☆ محترم! آپ اپنی والدہ کو دوا LACHESIS 200 (لیکیس) دن میں 2 مرتبہ 4-4 قطرے ایک چمچ پانی میں ملا کر دیں، اس کے ساتھ CRATAEGUS ∅ (کریٹیگس) اس کے 10-10 قطرے دن میں 2 مرتبہ، ایک گھونٹ پانی میں دیں۔ والدہ کے آرام اور سکون کا خیال رکھیں۔ کھانے میں نمک اور چکنائی سے مکمل پرہیز کریں۔ زیادہ سوچ بچار اس مرض کو اور بڑھا دیتے ہیں لہٰذا کوشش کریں کہ کسی قسم کی ٹینشن نہ لیا کریں۔

معدے کا السر:

✉ باجی میری عمر 35 سال ہے اور میرا مسئلہ یہ ہے کہ میرے معدے میں السر ہے۔ میرے اس مرض کو تقریباً تین، چار سال ہو گئے ہیں۔ بہت علاج کروا لیا ہے، کبھی ٹھیک ہو جاتی ہوں اور کبھی پھر وہی حالت ہو جاتی ہے یعنی کہ مستقل آرام نہیں ہو رہا آپ کا عنوان ''آپ کی صحت'' پڑھا تو میں نے سوچا کہ آپ سے مشورہ لوں۔ پلیز آپ میرے تمام مسائل کا جواب دیں۔ (زوجہ رفیق شاہ جلالپور موڑ، لودھراں)

☆ محترمہ زوجہ رفیق شاہ صاحبہ! معدے کے السر کے لئے آپ دوا ARGENTUM NITRICUM 200 (ارجنٹم نائٹریکم) کے صبح و شام 4-4 قطرے ایک چمچ پانی میں ملا کر لیا کریں۔ اس مرض کے دوران کھانے پینے میں بہت احتیاط کی ضرورت ہوتی ہے۔ چکنائی اور مرچ مصالحے بہت زیادہ نقصان کرتے ہیں ان سے مکمل پرہیز کریں۔

شوگر ہے:

✉ میری عمر 55 سال ہے اور عرصہ دس سال سے شوگر کے مرض میں مبتلا ہوں۔ شروع میں انگریزی طریقہ علاج سے علاج شروع کروایا۔ پھر کسی کے مشورے پر دیسی (طب) کا علاج شروع کیا اس سے بھی شوگر کنٹرول نہ ہوئی پھر دم وغیرہ اور وظائف بھی کیے، ہومیوپیتھی علاج بھی ایک سال چلتا رہا اور اب انسولین 14 یونٹ صبح اور 14 شام کو لگاتی ہوں اور شوگر 280 اور 300 کے درمیان ہے۔ جسم میں کمزوری بہت

ڈاکٹر ام محمد

ہے، تھوڑا سا کام کرتی ہوں تو تمام جسم میں درد ہونے لگتا ہے معدے میں ہوا بھی رہتی ہے۔ مہربانی فرما کر کوئی ایسی دوا تجویز یا نسخہ تحریر فرما دیں جس سے یہ موذی مرض کنٹرول ہو سکے۔ (زوجہ محمد اکرم اعوان۔ کسووال)

☆ شوگر کا مرض چونکہ آسانی سے ختم نہیں ہو سکتا۔ اس لئے اس کی دوا ذرا لمبے عرصے تک کھانی پڑے گی۔ بس ذرا پرہیز رکھئے گا جیسے پہلے سے کر رہی ہیں۔ ARSENIC Alb 200 (آرسینک البم) اس کی روزانہ 2 خوراکیں 4-4 قطرے ایک چمچ پانی میں ملا کر لیں۔ اس کے علاوہ SYZYGIUM JAMBOLANUM ∅ (سِزی جیئم جمبولینم) اس کے 10-10 قطرے ایک گھونٹ پانی میں دن میں 4 مرتبہ استعمال کریں۔

جسمانی کمزوری:

✉ ڈاکٹر صاحبہ! میں بی اے کی اسٹوڈنٹ ہوں، لیکن اپنے کمزور اور لاغر جسم کی بدولت بالکل نویں دسویں کی طالبہ نظر آتی ہوں یا شاید اس سے بھی کم، میرے گلے میں کچھ عرصہ قبل ورم ہو گیا تھا اور پنسلین کے انجکشن لگے تھے۔ اس وجہ سے میری آنکھوں کے نیچے گہرے حلقے پڑے ہوئے ہیں جو کہ دس ماہ گزرنے کے باوجود بالکل ختم نہیں ہوئے۔ ہمارا گھرانہ خاصا کھاتا پیتا ہے اور دودھ تو ہمارے اپنے گھر یعنی ذاتی فارم کا آتا ہے اچھی سے اچھی خوراک بھی میرے جسم کو صحت اور طاقت نہیں دیتی۔ اس کے علاوہ میں کوئی بھی چیز اچھے طریقے سے نہیں کھا سکتی، تھوڑا سا کھانا کھانے سے دل بھر جاتا ہے، لیکن چند گھنٹے گزرنے کے بعد پھر سے بھوک لگنے لگتی ہے۔ ڈاکٹر صاحبہ! اللہ آپ کا بھلا کرے میرے خط کا جواب ضرور اور جلدی دیجئے گا میں اللہ رب العزت سے آپ کی ترقی اور خوشیوں کے لئے دعا گو ہوں۔ (ہمشیرہ عمران الحق حافظ۔ رحیم یار خان)

☆ محترمہ ہمشیرہ عمران الحق صاحبہ! جیسا کہ آپ نے خود لکھا ہے کہ آپ غذا کا خیال رکھتی ہیں، مگر پھر بھی موٹی نہیں ہوتیں دراصل بعض لوگوں کا جسم ہی ایسا ہوتا ہے کہ کچھ بھی کر لو موٹے نہیں ہوتے۔ بعض ایسے ہوتے ہیں کہ جتنی بھی احتیاطیں کر لیں وزن کم نہیں ہوتا۔ یہ جسم کی اپنی ساخت کی بات ہوتی ہے آپ دوا CHINA 200 (چائنا) صبح اور شام 4-4 قطرے ایک چمچ پانی میں لیا کریں۔ ان شاء اللہ آپ کے مسائل حل ہو جائیں گے۔

چہرے کے مسام کھلے ہیں:

✉ میرا مسئلہ یہ ہے کہ میرے چہرے پر چھوٹے چھوٹے سوراخ ہیں، جو بہت برے لگتے ہیں مہربانی فرما کر مجھے اس کا حل بتایئے۔ ایسی پروڈکٹ جو ہمارے شہر میں بھی دستیاب ہوں اور دوسری بات یہ کہ رگڑ کر کوئی ماسک اتارا جائے تو کیا اس سے ؟؟؟ پڑ سکتی ہے۔ میں آپ کی تاحیات مشکور رہوں گی اور دعا گو رہوں گی۔ (عینی۔ ڈیرہ اسماعیل خان) میرا مسئلہ یہ ہے کہ میرے منہ پر دانے نکلتے رہتے ہیں جو سفید رنگ کے موٹے موٹے ہوتے ہیں۔ میری عمر 16 سال ہے جب کچھ ٹھیک ہوتے ہیں تو یا تو سیاہ رنگ کے داغ چھوڑ جاتے ہیں یا وہاں پر سوراخ ہو جاتے ہیں۔ ہر وقت منہ پر پسینہ رہتا ہے اور مسام بھی کھلے رہتے ہیں۔ دانے پسینے کی وجہ سے نکلتے ہیں۔

(کوئی لڑکی (ڈی جی خان)

☆ آپ دونوں نے جلد کی جو کیفیت لکھی ہے اس کے مطابق جلد کے مسام کھلے ہوئے معلوم ہوتے ہیں اور اندازہ ہے کہ آپ جلد پر مختلف کریمیں آزماتی رہتی ہیں۔ اس کے لئے مناسب یہ رہے گا کہ آپ اپنی جلد کو دیکھتے ہوئے کوئی ماسک 15-10 دن میں لگا لیا کریں اور ماسک اتارنے کے بعد ٹونر بھی ضرور لگایا کریں۔ دوا میں ASTERIAS RUBENS 30 (اسٹریس روبنس) روزانہ 2 مرتبہ 4-4 قطرے ایک چمچ پانی میں ملا کر پی لیا کریں۔ ان سے دانے بھی ختم ہو جاتے ہیں اور جلد کافی فریش محسوس ہوتی ہے۔ صابن میں آج کل موسم کے حساب سے Dove صابن استعمال کیا کریں۔

☆ بنت عبداللہ بن خوشی محمد۔ ام کلثوم!

آپ دونوں بہنیں مخصوص ایام میں درد سے نجات کے لئے دوا Mag. Phos IM (میگنیشیا فاس) ہفتے میں ایک مرتبہ 5-4 قطرے ایک چمچ پانی میں حل کر کے پئیں، اس کے ساتھ مستقل طور پر Cimicifuga 30 (سمی سی فیوگا) روزانہ 4-4 قطرے دن میں تین مرتبہ لیں۔ تیز مرچ مصالحوں سے پرہیز کریں۔

بنت اسلم ٹوبہ ٹیک سنگھ:

☆ بنت اسلم ٹوبہ ٹیک سنگھ! آپ نے اپنی عمر نہیں لکھی ہے۔ اگر عمر 20 سال سے کم ہے تو یہ دوا آپ کے لئے مناسب نہیں ہے (کونیم) CONIUM کی IM کی طاقت استعمال کی جاتی ہے۔ استعمال کی مدت کا انحصار اس بات پر ہوتا ہے کہ آپ کتنا کم کرنا چاہتی ہیں۔ جتنا آپ کو مناسب لگے کہ یہ سائز صحیح ہو گیا ہے اس کے بعد دوا چھوڑ دیں۔

آپ کا دسترخوان

موسم سرما کے پکوان

سردیوں میں سبزیاں بازار میں کافی کثرت سے آتی ہیں اوران میں غذائیت بھی بہت ہوتی ہے۔ اگران کو اچھے طریقے سے پکایا اور پیش کیا جائے تو کھانے میں بہت مزہ آتا ہے۔ لہٰذا آج کچھ چیزیں سردیوں کی مناسبت سے پیش کی جا رہی ہیں۔ آپ ان کو بنائیں اور داد وصول کریں۔

مکئی کی روٹی:

اجزاء: مکئی کا آٹا 2 کپ۔ دودھ گرم آدھا کپ۔ دیسی گھی حسب ضرورت۔ نمک حسب ضرورت۔ پودینہ آدھا چائے کا چمچہ۔ گرم پانی حسب ضرورت۔

ترکیب: مکئی کے آٹے میں دودھ، نمک اور پودینہ ملا کر اسے پانی کے ساتھ گوندھ لیں۔ اس وقت تک گوندھیں جب تک آٹا نرم ہو جائے۔ اب ایک چھوٹا سا پیڑا بنا کر اسے بیل لیں اور گول روٹی کی شکل دے دیں، اگر ضرورت ہو تو تھوڑا سا خشک آٹا ملا لیں۔ اب بیل کو توے پر ڈال لیں پھر پلٹ دیں، پھر لکڑی کے چمچے سے گھی ڈال کر دونوں طرف سینکیں حتیٰ کہ اس پر ہلکے گلابی دھبے نمودار ہونے لگیں گرم گرم گھی شکر کے ساتھ سرو کریں۔

سرسوں کا ساگ:

اجزاء: سرسوں کا ساگ 450 گرام۔ پالک 450 گرام۔ بتھورا (باتھو) 250 گرام۔ پیاز درمیانی 2 عدد (باریک کٹی ہوئی)۔ ادرک ایک ٹکڑا پیس لیں۔ لہسن 4 یا چھ جوے (پیس لیں)۔ گھی یا مکھن 6 کھانے کے چمچے۔ ہری مرچ 4 یا چھ باریک کاٹ لیں۔ مکئی کا آٹا ½ کپ۔ پانی 3 کپ۔ نمک حسب ذائقہ۔ ٹماٹر 2 عدد باریک کاٹ لیں۔

ترکیب: سرسوں کا ساگ، پالک، بتھورا کے پتوں کو اچھی طرح دھو کر طرح صاف کر لیں اور پھر انہیں باریک کاٹ کر ابلتے ہوئے پانی میں ہری مرچ اور نمک کے ساتھ ڈال دیں اور ہلکی آنچ پر اس وقت تک پکائیں جب تک یہ گل نہ جائیں پھر مکئی کے آٹے کو

اخت سید منور صالح حیدرآباد

اس میں شامل کر کے بلینڈ کریں۔ جب وہ اچھی طرح بلینڈ ہو جائے تو اسے پانچ منٹ تک پکائیں۔

گھی کو فرائی پین میں گرم کریں اور اس میں پیاز، ادرک اور لہسن کو ڈال کر اس وقت تک فرائی کریں جب تک گھی جذب ہو جائے۔

حیدرآبادی مرچوں کا سالن:

اجزاء: ہری مرچ درمیانے سائز کی آدھا کلو۔ پیاز بڑی چار عدد باریک کٹی ہوئی۔ خشخاش دو کھانے کے چمچے۔ تل دو کھانے کے چمچے۔ سفید زیرہ ایک کھانے کا چمچہ۔ کھوپرا ایک چھوٹا سا ٹکڑا (یہ تمام مصالحے توے پر بھون کر باریک پیس لیں)

سالن کے لئے مصالحہ:

اجزاء: ہلدی دو چائے کے چمچے۔ ادرک، لہسن ایک کھانے کا چمچہ۔ کڑی پتہ چھ عدد۔ کلونجی ایک چائے کا چمچہ۔ نمک حسب ذائقہ۔ املی ایک پیالی دو پیالی گرم پانی میں بھگو دیں۔ تیل دو کھانا پکانے والے چمچ کے برابر

بگھار کے لئے مصالحہ:

اجزاء: سفید زیرہ ایک چمچہ۔ ثابت لال مرچ چھ عدد۔ میتھی دانہ ایک چمچہ۔ کڑی پتہ چار پتے۔

ترکیب: ایک پھیلی ہوئی دیگچی میں تیل گرم کریں، پھر اس میں مرچیں ذرا سے نمک کے ساتھ تل کر نکال لیں۔ جب مرچیں نکال لیں تو فوراً بگھار والے مصالحے ڈال دیں۔ جب سیاہ ہو جائے تو پیاز ڈال دیں۔ پیاز ہلکی گلابی ہو جائے تو سارے مصالحے ڈال کر بھون کر مرچیں ڈال دیں۔ املی کا رس اچھی طرح نکال کر ڈال دیں۔ ساتھ میں کڑی پتہ ڈال کر ہلکی آنچ میں دم پر رکھ دیں اور ضرورت کے مطابق استعمال کریں۔

بچے ہوئے ٹکڑوں کی حلیم

بنت بشیر احمد قریشی

عموماً کھانے کے بعد کبھی ثابت روٹی کبھی آدھی اور کبھی کوئی ٹکڑا بچ جاتا ہے اور پھر جمع کر کے ٹین ڈبے والے کے پاس پہنچا دیے جاتے ہیں۔ اگر یہی ٹکڑے حفاظت سے جمع کیے جائیں تو نہ ہی ان سے باس آئے نہ خراب ہوں۔ ان ٹکڑوں کو پلاسٹک کی تھیلی میں اکٹھا نہ کریں بلکہ کسی کھلے برتن جیسے فروٹ کی ٹوکری ہوتی ہے اس میں اکٹھا کریں اور یاد رہے کہ گیلا ہاتھ یا پانی نہ لگے ورنہ ٹکڑے خراب ہو جاتے ہیں۔

جب دیکھیں کہ مطلوبہ مقدار میں اکٹھے ہو گئے ہیں تو رات کو زیادہ پانی میں توڑ کر بھگو دیں۔ صبح یہ پانی احتیاط سے گرا دیں اور نیا پانی ڈالیں وہ بھی گرا دیں۔ یہ عمل تین دفعہ کریں۔ پھر تین گلاس پانی ایک دیگچی میں ڈال کر چولہے پر چڑھا دیں اور ٹکڑوں کا پانی گرا کر مسل کر اس دیگچی میں ڈال دیں۔ ساتھ ڈیڑھ پاؤ گوشت کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے کاٹ کر ڈالیں اور پسا ہوا گرم مصالحہ 1 چمچ، اجینو موتو حلال 1 چمچ، نمک مرچ ایک ایک چمچ، کالی مرچ 8 عدد ڈال کر پکائیں آنچ دھیمی رکھیں۔ گوشت گل کر اس کے ریشے الگ ہو جائیں تب تک پکائیں جب گاڑھا ہونے لگے تو اتار لیں۔ اب کڑاہی میں تیل ڈال کر ایک پیاز کاٹ کر سنہرا تل کر اخبار پر پھیلا دیں اس سے پیاز خستہ ہو جائے گا۔ اب اس تیل میں تھوڑا سا لہسن، ادرک پیس کر سنہرا کر لیں ساتھ ہری مرچ تین عدد کاٹ کر ڈالیں اور ان سب کو تیل سمیت حلیم والے آمیزے میں ڈال دیں اور مکس کر لیں اور پھر پیاز چھڑک دیں، لیموں نچوڑیں اور دھنیہ کے چند پتے چھڑک دیں۔ مزیدار حلیم تیار ہے۔

ابلیس کون تھا؟

بنت محمد تقی، فیصل آباد

ابلیس شیطان کا نام ہے۔ یہ پہلے جنات میں سے تھا، اللہ پاک نے پہلے جنات کو زمین پر بھیجا جب انہوں نے خون ریزی کی اور فساد کرنا شروع کر دیا تو اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کے ذریعے بعضوں کو قتل کروا دیا اور بعضوں کو جنگلوں، پہاڑوں میں منتشر کر دیا، لیکن ابلیس نے ان سب سے اپنی بے تعلقی ظاہر کی تو فرشتوں کی سفارش پر وہ فرشتوں کے ساتھ رہنے لگا اور عبادت بھی بہت کثرت سے کرنے لگا اور یہ سمجھنے لگا کہ اب میں اکیلا ہوں اور زمین کی خلافت مجھے ہی دی جائے گی، لیکن جب اللہ رب العزت نے آدم علیہ السلام کو اپنا خلیفہ بنایا تو ابلیس نے حسد و غصے کی وجہ سے آدم علیہ السلام کو سجدہ نہ کیا اور وہ مردود ہو گیا" وکان من الکفرین "o (سورۃ البقرہ) اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا: ''اور وہ تھا کافروں میں سے، یعنی اللہ پاک کے علم میں وہ پہلے بھی کافر تھا اور اس واقعہ کے بعد اس کا کفر سب پر ظاہر ہو گیا۔ (واللہ اعلم بالصواب)

بقیہ: بے پردگی سے پردے کی طرف

ان اسٹوڈنٹس سے جن سے پہلے خود بات کر لیتی تھی۔ اللہ کے کرم سے خود دور ہو گئے، نامحرم کی طرف نظریں اٹھنے سے خود بچ گئیں۔ اب مجھے گھر میں بھی مشکلات پیش آئیں۔ ٹی وی وغیرہ دیکھنا بالکل چھوڑ دیا تھا، زیادہ تر بامقصد وقت گزارنے کی کوشش کرتی۔ شروع میں تو گھر والے وقتی جذبہ سمجھتے تھے، لیکن جب گھر میں آنے والے تمام نامحرم (کزنز، بہنوئی اور دیگر رشتہ دار وغیرہ) کے سامنے آنے سے اجتناب کرنے لگی تو والدہ اور بہنوں کی طرف سے مختلف باتیں سننے کو ملنے لگیں۔ حالانکہ شروع سے ہی ہم سب کزنز اور بہنوئیوں سے اتنا فری نہیں تھے۔ ایک حد تک بات چیت تھی اور اس کی وجہ سے پردہ کرنے کے بعد اتنی دشواری پیش نہیں آئی کہ پہلے بھی اتنا فری نہیں تھے، بس گھر والے یہ سمجھتے تھے کہ اس طرح تو تمام لوگوں سے تعلق توڑ کر اکیلی زندگی کیسے گزارو گی؟ ان باتوں سے افسوس بھی ہوتا اور دل کڑھتا اور اللہ تعالیٰ سے ہی ان سب کی ہدایت کے لئے دعائیں کرتی کہ یہ لوگ جاننے کے باوجود کیوں نہیں سمجھتے۔ صلوٰۃ الحاجۃ پڑھ کر دعائیں مانگیں کہ اس جگہ جہاں نامحرم سے سامنا ہوتا ہے گھر والے پردہ لگوانے پر راضی ہو جائیں خدا کا کرنا (اگرچہ اور بھی وجوہ تھیں) لیکن اس نیت کے آتے ہی یہ کام بھی اللہ تعالیٰ نے کروا دیا۔

یونیورسٹی سے فراغت کے بعد فوراً ہی میں نے ایک قریبی مدرسے میں داخلہ لے لیا اور قرآن پاک کی تصحیح کرنے لگی۔ چند مہینے وہاں پڑھتی رہی۔ وہاں جب عالمہ بننے والی لڑکیوں کو علمِ دین حاصل کرتے ہوئے دیکھتی تو ایک تڑپ اور جذبہ ابھرتا کہ یا اللہ مجھے بھی ان لوگوں میں شامل کر، میں کتنی مشکل سے صرف قرآن پاک ٹھیک کرنے کے لئے نکلی ہوں۔ مدرسے کی باجیاں بھی اکثر مجھے داخلے کے لئے کہتیں، لیکن کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا، دوسری طرف شیطانی وساوس، آخر اللہ تعالیٰ کی راہنمائی حاصل کی۔ میری کزنز نے عالمہ کورس کیا ہوا تھا اور میں جانتی تھی کہ ظاہری طور پر سب سراہتے ہیں، لیکن دل سے ان کی تعلیمات کو کوئی قبول نہیں کرتا یا شاید شیطان انہیں اس طرف سے غافل کر رہا تھا۔ بہرحال ہمت کی اور اللہ کا نام لے کر بغیر بتائے میں نے مدرسے کا فارم جمع کروا دیا اور پڑھنے لگی، یہ مدرسے کی باجی کا مجھ پر بڑا احسان ہے کہ انہوں نے مجھے وقت کے معاملے میں بڑی رعایت دی۔ میں نو بجے (صبح) جاتی اور تین ساڑھے تین گھنٹے پڑھ کر آ جاتی۔ اللہ تعالیٰ انہیں اور دیگر اساتذۂ کرام کو خوب جزائے خیر عطا فرمائے۔ (آمین) جب سالانہ امتحانات قریب آئے تب گھر میں معلوم ہوا کہ میں نے عالمہ کورس میں داخلہ لیا ہوا ہے۔ خیر یہ سال بھی گزر گیا، لیکن دوسرے سال میں داخلے کے لئے امی بالکل بھی رضامند نہیں تھیں، لیکن اللہ کا شکر ہے کہ اس نے دو سال مکمل کروا دیے۔ اس دوران مختلف رویے، حالات اور اختلافات پیش آئے، جنہیں اللہ کی طرف سے بھیجی گئی آزمائش سمجھ کر برداشت کیا۔ سب سے بڑا مسئلہ ان دنوں میری شادی کا ہوا۔ تمام گھر والے ایک طرف اور میں ایک طرف، میرا نظریہ کہ جس طرح باشرع رہ کر میں ابھی زندگی گزار رہی ہوں آگے ماحول بھی ایسا ہی ملے تاکہ مشکلات نہ ہوں، لیکن خیر جو اللہ تعالیٰ کو منظور ہوا اللہ بہتر اور عافیت والا معاملہ رکھے، لیکن اتنا ضرور ہوا کہ اللہ کی توفیق سے میرے کہنے پر گھر والے بھی تصویریں مووی وغیرہ نہ بنوانے پر راضی ہو گئے اور اللہ کا شکر کہ سسرال والوں کی طرف سے بھی تصویر اور مووی کا کوئی سلسلہ نہ ہوا۔ اس معاملے میں تھوڑی ناراضی ہوئی، لیکن خیر و عافیت سے معاملہ نمٹ گیا اور میں پردے میں رہ کر دلہن بنی۔ شادی کی تیاریاں بھی امی بہنوں اور کزنز نے مکمل کیں اور بازاروں کے چکر لگانے سے اللہ تعالیٰ نے بچا لیا گو کہ اس میں بھی بہت باتیں سنیں، لیکن خدا کا شکر کہ انہی دنوں سالانہ امتحانات کے دن قریب تھے تو پڑھائی کرنے کی وجہ سے بچ جاتی۔ اب جبکہ میری شادی ہو چکی ہے اور سسرال میں دور تک ایسا ماحول نہیں، لیکن اپنی استطاعت کے مطابق اپنا ایمان اور پردہ بچانے کی پوری کوشش کرتی ہوں۔ میرے شوہر الحمدللہ پردے کے معاملے میں خود میرے ساتھ تعاون کرتے ہیں۔ گھر والے بھی اب تھوڑا بہت اس معاملے کو سمجھتے ہیں (الحمدللہ نماز کے پابند، تلاوت قرآن اور دیگر عبادات کے پابند ہیں، بس شرعی احکام پر عمل کرنے میں شیطان وسوسے ڈالتا ہے) اب واقعی میں محسوس کرتی ہوں کہ پردہ کرنے میں جو سکون، جو اطمینان ہے وہ سکون پوری دنیا میں کہیں بھی چلے جائیں نہیں ملنے کا۔ ایک خاص قرب اللہ تعالیٰ کا نصیب ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی شکر گزار ہوں کہ اس نے اتنی توفیق عطا فرمائی۔ بس ثابت قدمی اور استقامت بھی دے۔ اپنی دعاؤں میں مجھے بھی اور میرے تمام گھر والوں عزیز و اقارب، رشتہ داروں کی شرعی پردہ کرنے اور دین کی سمجھ کے ساتھ ساتھ عمل کی توفیق عطا فرمائے اور ثابت قدمی اور استقامت بھی دے۔ اللہ تعالیٰ میرے بقیہ دو سال (عالمہ کورس کے) بھی مکمل کروا دے۔ دعاؤں کی اشد ترین ضرورت ہے کیونکہ

حدیث شریف کا مفہوم ہے کہ اللہ تعالیٰ وہ دعا قبول فرماتے ہیں جب ایک مسلمان اپنے مسلمان بھائی کے پیچھے اس کی بھلائی کے لئے دعا کرے۔

جو آپ نے لکھا

تنقید:

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! میں جب بھی پرانے شمارے دیکھتی ہوں تو کچھ تحریریں دیکھ کر میرا جی چاہتا ہے کہ آپ کو خط لکھوں سو آج لکھ رہی ہوں۔ شمارہ نمبر 60 کے سرورق پر عنوان ہے ''حضور کا طرز زندگی'' حضور پر آپ نے صلی اللہ علیہ وسلم کیوں نہیں لکھا؟ شمارہ نمبر 70 کے سرورق پر عنوان ہے ''نبی پیارا اادائیں پیاری'' نبی پر آپ نے صلی اللہ علیہ وسلم نہیں لکھا، اللہ آپ پر رحمتوں کا نزول رکھے۔ صلی اللہ علیہ وسلم لکھنا کبھی بھی نہ بھولا کریں۔ شمارہ نمبر 64 میں تحریر ''کہانی کا پلاٹ'' میں اساتذہ کرام کو بددعا دی گئی جملہ یوں تھا ''خدا غارت کرے اسکول والوں کو'' اسی وجہ سے مجھے یہ تحریر بالکل پسند نہیں آئی۔ شمارہ نمبر 73 میں تحریر ''جب میری دعا قبول ہوئی'' میں ایک جملہ کچھ یوں ہے شرک اور فضول کی بدعات مثلاً گیارہویں، مزاروں پر جانا، نذونیاز، فاتحہ، درود...... ہمارے گھر میں موجود نہیں تھیں۔ یہاں پر فاتحہ درود کی جگہ وہ ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا بھی لکھ سکتی تھیں۔ سب کچھ لکھتیں مگر فاتحہ اور درود کا نام نہ لکھتیں۔ اس سے مجھے بہت زیادہ صدمہ ہوا۔ شمارہ نمبر 71 میں ساس بہو کی لڑائی بھی مرض ہے بہت پسند آیا۔ بہت قیمتی مضمون تھا۔ مہربانی فرما کر خواتین اس مضمون پر عمل کریں تو شکایتیں ختم ہو جائیں۔ (اخت ابابر شاہ ہارون)

☆ لغزشوں پر توجہ دلانے کا بہت شکریہ۔

تجویز:

خواتین کا اسلام میں ڈاکٹر ام محمد صاحبہ بہت سی دواؤں کے نام صرف انگلش میں لکھتی ہیں، لیکن سبھی لوگ انگلش تو نہیں جانتے اور نہ ہی زیادہ تعلیم یافتہ ہوتے ہیں خاص کر عورتیں۔ تو ام محمد صاحبہ سے اپیل کی جاتی ہے کہ دواؤں کے نام انگلش میں لکھ کر ساتھ اردو میں بھی لکھ دیا کریں۔ مہربانی ہوگی۔ ان ناموں کے معنی بھی بتادیں۔ عرباض، عریبہ، نوشیروان، قیفیہ۔ اور یہ بتائیں نوشیروان نام رکھنا درست ہے یا کہ نہیں۔ (بنت سلطان امیر بنت ولایت خان کھاریاں)

☆ آپ کے مشورے پر پہلے سے ہی عمل ہو رہا ہے۔ ناموں کے معنی حسب ذیل ہیں: (عرباض، سخت جسم والا، مضبوط آدمی، شیر ببر) (عریبہ عربی النسل ہونا) (نوشیرواں کافر بادشاہ کا نام تھا نہ رکھیں تو مناسب ہے) (قیفیہ مہمل معنی ہے نام نہ رکھیں)

سلسلے ختم نہ کریں:

میں خواتین کا اسلام بہت شوق سے پڑھتی ہوں۔ ''خواتین کے دینی مسائل''، ''آپ کی صحت'' اور کھانے پکانے کے سلسلے خصوصی طور پر پسند ہیں۔ میں آپ سے یہ کہنا چاہتی ہوں کہ آپ نے کسی قاری/ قاریہ کے کہنے پر آپ کے مسائل اور آپ کی صحت والا سلسلہ ختم نہیں کرنا کیونکہ ان سلسلوں سے ہمیں بہت سی چیزوں کے بارے میں پتہ چلتا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو مزید عزت دے اور صحت کاملہ وتندرستی کی نعمتوں سے نوازے۔ آمین (نائلہ جاوید۔ اسلام آباد)

اندر کا دکھ:

شمارہ 83 میں اندر کا دکھ (بنت مقصود احمد) نے جو لکھا وہ واقعی ایک حقیقت ہے۔ میں آپ کو ایک آپ بیتی سناتی ہوں ہوا کچھ یوں کہ میں اپنے نانا کے گھر سکھر گئی ہوئی تھی وہاں پر میری ایک کزن ٹیوشن پڑھاتی ہے۔ اس کے پاس ایک شاگردہ بیٹھی ہوئی تھیں۔ وہ اہل بدعت تھیں میں اسے سمجھا رہی تھی کہ دیکھو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہر وقت ہر جگہ حاضر ناظر نہیں ہوتے بلکہ یہ صفت تو خدائے پاک کی ہے۔ وہ کچھ سمجھنے لگی لیکن اچانک اس نے کہا کہ بھئی آج کل کے مولوی اور عالمہ لڑکیاں ہی خراب ہیں مجھے ایسے لگا گویا وہ مجھے برا بھلا کہہ رہی ہو۔ اب آپ ہی بتائیے کہ ہم ان کو کیسے سمجھائیں لیکن یہ صحیح بات ہے کہ ایک مچھلی پورے تالاب کو گندا کرنے کے لئے کافی ثابت ہوتی ہے۔ بنت مقصود احمد کی طرح بہت سی اسکول کالج کی لڑکیاں ہم سے بھی یہیں سوال کرتی ہیں کہ وہ تو مکمل عالمہ ہے۔ پھر وہ کیوں نہیں پردہ کرتیں اور کیوں T.V دیکھتی ہیں اور پھر ہمارے سر شرم سے جھک جاتے ہیں۔ حد تو یہ ہے کہ دنیا دار لوگ دینی لوگوں سے اس قدر بدگمان ہو چکے ہیں کہ وہ کہتے ہیں کہ یہ لڑکیاں عالمہ کے کورس میں صرف ٹائم پاس کرنے جاتی ہیں یا یہ شخص مولوی اس لئے بنا ہے کہ لوگ اس کی عزت کریں۔ اب آپ ہی انصاف کریں کہ اہل علم کے لئے یہ کیسی توہین کی بات ہے۔ اب بھی وقت ہے اگر دین کی طرف آتے ہیں تو اس کی لاج رکھنے کی مکمل کوشش کریں تاکہ لوگ آپ سے متاثر ہو کر دین کی طرف راغب ہوں نہ کہ بددل۔ ایک بہن کی التجا (بنت عبدالعلیم)

آپ کے مشکور ہیں:

سب سے پہلے ہم آپ کے مشکور ہیں کہ آپ نے ''خواتین کا اسلام'' کو ''بہوؤں کا اسلام'' بننے سے بچانے کے لئے بروقت فیصلہ کیا۔ اس موضوع پر لکھنے پر اگرچہ آپ نے روک لگا دی ہے تاہم میری تجویز ہے کہ ساس بہو کے گلے شکوے، شکایات اور ایک دوسرے کو مورد الزام ٹھہرانے کی کہانیاں تو شائع نہ کی جائیں البتہ ان کی اصلاح وتربیت، ایک دوسرے کے حقوق وفرائض اور خوشحال گھرانے کے لئے تجربات ونصائح کا سلسلہ ضرور جاری رہنا چاہئے کیونکہ ''خواتین کا اسلام'' کا بڑا مقصد خواتین کی اصلاح وتربیت ہے اور ساس بہو خواتین کا قابل ذکر طبقہ ہے۔ مزید برآں میں سمجھتا ہوں کہ یہ بحث نامکمل اور تشنہ رہ جائے گی اگر ایک دوسرے مرکزی کردار کا ذکر نہ کیا جائے جسے بیٹا اور خاوند ہونے کی حیثیت سے ایک طویل آزمائش سے گزرنا پڑتا ہے اور اس کا کردار اس کشمکش میں کلیدی اہمیت کا حامل ہوتا ہے۔ (حافظ شبیر احمد۔ تحصیل جڑانوالہ ضلع فیصل آباد)

گھر کیوں ٹوٹ رہے ہیں....؟

گھر امن اور سکون کا گہوارہ ہوتا ہے، جہاں خوشیوں کی کلیاں کھلتی اور محبتوں کے گلاب چٹکتے ہیں۔ لیکن کبھی اچانک گھر کی دیواروں میں دراڑیں پیدا ہوتی ہیں، رشتوں کے بیچ نفرت کی فصیل حائل ہوتی ہے اور فضاء خوف سے بھر جاتی ہے......

ایسا تب ہوتا ہے جب سماعتوں سے ایک لفظ ٹکراتا ہے

نوٹ: آپ کا مضمون بیس سطروں سے زائد نہ ہو۔

طلاق...... طلاق...... طلاق

جو پورے گھرانے کو تباہ کر کے رکھ دیتا ہے

فی زمانہ معاشرے میں طلاق کا رجحان بڑھ رہا ہے، گھر ٹوٹ رہے ہیں، رشتے بکھر رہے ہیں، محبتیں نفرتوں میں تبدیل ہو رہی ہیں۔ ایسا کیوں ہے؟...... اس کے اسباب کیا ہیں...... اس کا سد باب کیسے ممکن ہے؟ کیا آپ ان سوالات کا جواب دے سکتی ہیں؟ اگر جواب ''ہاں'' میں ہے تو پھر کاغذ لیجئے، قلم اٹھائیے اور اپنے تاثرات ہمیں لکھ بھیجئے۔

شمارہ نمبر 91 میں آپ کے تاثرات شائع کئے جائیں گے۔

بے پردگی سے پردے کی طرف

پردہ کرنے سے اللہ کا خاص قرب نصیب ہوتا ہے

بنت معین الدین حیدر آباد

میں پہلے پردہ نہیں کرتی تھی اور نہ ہی کبھی اس کے بارے میں سوچا ہاں اتنا ضرور احساس ہوتا کہ پردہ کرو تو پورا اور نہ اکثریت جو برائے نام برقع پہنتی اس کا کیا فائدہ؟

میرے وہم و گمان میں بھی نہ تھا کہ (میں جو ان دنوں یونیورسٹی میں زیر تعلیم تھی) اچانک پردہ شروع کردوں گی، دوسروں کی طرح میں بھی تعلیمی میدان میں آگے سے آگے بڑھنے کی جستجو رکھتی تھی اور یہ ارادہ تھا کہ M.Sc کرنے کے بعد میں C.S.S کا امتحان دوں گی۔

اگرچہ یونیورسٹی جاتے وقت سر پر اسکارف اور گلے میں دوپٹہ ہوتا، جس پر اکثر میری بڑی بہنیں مجھے اسکارف کے ساتھ گاؤن لینے کا مشورہ دیتیں (بڑی بہنیں سب برقع پہنتی ہیں، لیکن شرعی پردہ نہیں کرتیں)
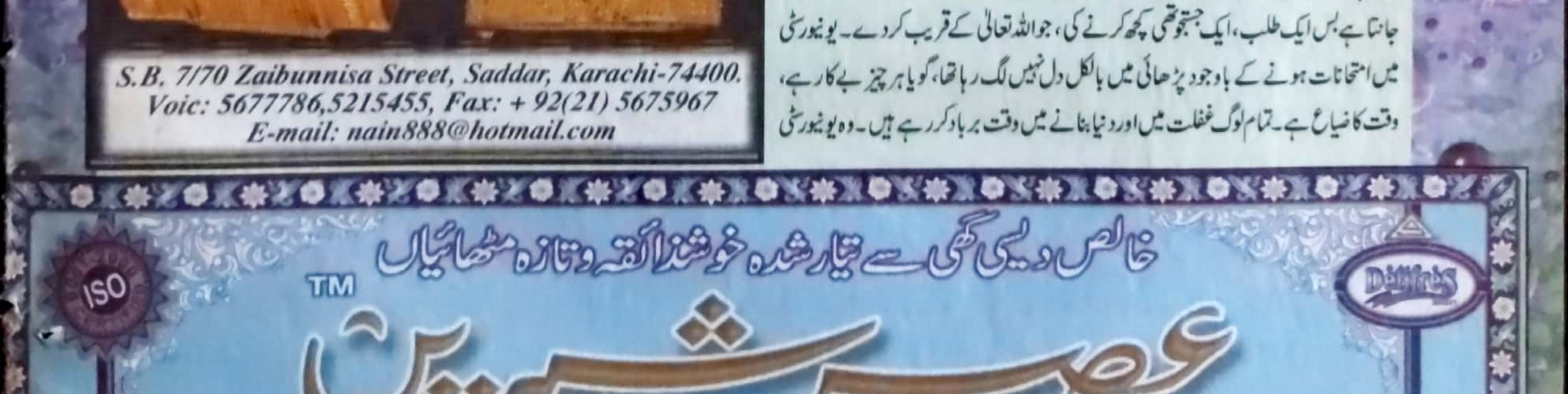
لیکن وہ دن نہیں بھلا سکتی جس نے میری زندگی بدل دی۔ وہ ۲۶ جون ۲۰۰۱ء کی صبح تھی، جس دن پاکستان سمیت دنیا کے کئی ملکوں میں زبردست زلزلہ آیا۔ اس وقت جو خوف اور ڈر تھا بیان سے باہر ہے۔ اس وقت لکھتے ہوئے بھی وہ وقت یاد کر کے آنکھوں سے آنسو نکل آئے کہ اللہ تعالیٰ نے کس طرح اپنی رحمت سے بچایا، گھر میں اس وقت میں اور امی تھے، ننگے پیر بھاگے، سیڑھیاں اترتے جاتے اللہ سے دعا مانگتے جاتے آس پڑوس کسی کا دروازہ بجانے کا کوئی ہوش نہیں تھا۔ نفسا نفسی کی کیفیت تھی۔ جب باہر نکل کر اپنی بلڈنگ کو دیکھا تو لرزہ طاری ہو گیا کہ اگر آج یہ ہم پر گر جاتی یا ہمارے اترنے سے پہلے ہی ہم اس میں دب جاتے تو کیا ہوتا؟ کیسی غفلت میں موت آتی؟ بس اس وقت سے جو خوف خدا آیا بیان سے باہر ہے۔ دل نہیں چاہ رہا تھا کہ اوپر منزل چڑھوں۔ ہمت کی بس رونا ہی رونا آتا۔ قرآن شریف کو اٹھا کر سینے سے لگا کر بیٹھ جاتی۔ بس کسی پل بھی سکون نہیں مل رہا تھا اور نہ سمجھ میں آتا کہ کہاں جاؤں؟ کہاں سکون تلاش کروں کہ بے قرار دل کو قرار آجائے اور اللہ کا قرب مل جائے۔ ہاں اب دل ایک بے کیف/ ناقابل بیان کیفیت سے گزر رہا تھا بس یہ لگن پیدا ہو گئی کہ اب بہت غفلت ہو گئی مزید ایک لمحہ بھی ضائع کیا تو پوری آخرت خراب ہو گی۔ اب کچھ کرنا ہے۔ جب لمحہ بھر کا زلزلہ اتنی تباہی مچا سکتا ہے تو لمحہ بھر میں اگر موت آجائے تو پتہ نہیں کتنی نیکیاں ہیں اور کتنے گناہوں کا بوجھ؟ گویا زندگی کا اصل مقصد سمجھ میں آیا کہ ہم کیوں اور کس لئے دنیا میں بھیجے گئے ہیں۔ اس وقت بس نہیں چل رہا تھا کہ دینِ اسلام میں پوری طرح داخل ہو کر ہر احکام پر فوراً عمل شروع کردوں اور گناہوں سے پوری پوری طرح بچوں۔ پتہ نہیں اگلے لمحے کا بھی وقت ملے یا نہ ملے۔ میری اس کیفیت سے گھر والے پریشان ہو گئے، وہ اسے خوف اور ڈر سمجھ رہے تھے کہ وقتی اثر ہے بعد میں ٹھیک ہو جائے گا، لیکن میں ایک عجیب ہی کیفیت سے گزر رہی تھی کہ اسے اللہ ہی جانتا ہے بس ایک طلب، ایک جستجو تھی کچھ کرنے کی، جو اللہ تعالیٰ کے قریب کر دے۔ یونیورسٹی میں امتحانات ہونے کے باوجود پڑھائی میں بالکل دل نہیں لگ رہا تھا، گویا ہر چیز بے کار ہے، وقت کا ضیاع ہے۔ تمام لوگ غفلت میں اور دنیا بنانے میں وقت برباد کر رہے ہیں۔ وہ یونیورسٹی جہاں میں نے زندگی کے ساڑھے تین سال بے پردگی میں گزار دیئے۔ وہاں چھٹیوں کے بعد برقع (پردے) میں گئی۔ یقین مانئے مجھے اتنا سکون ملا، جتنا پہلے کبھی نہ ملا تھا۔ نفس بار بار کہتا کہ کلاس فیلوز (جس میں لڑکے بھی تھے) اور اساتذہ کیا سوچیں گے کہ اب یونیورسٹی کا آخری سمسٹر رہ گیا ہے تو پردہ کر لیا اب تو سب نے دیکھ لیا، لیکن اس خیال کو رد کر کے دل کو سمجھایا اور اللہ کی توفیق سے ہمت کی۔ خوف اللہ کا رکھا کہ اب ان شاء اللہ ہر کام وہ کرنا ہے جو اللہ تعالیٰ کی رضا کا باعث بنے۔ کلاس فیلوز یا اساتذہ مجھے اللہ کے عذاب سے نہیں بچائیں گے جو ان سے ڈروں۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس نے یونیورسٹی جیسے ماحول میں بھی پردے پر استقامت دی۔ (باقی صفحہ ۱۴ پر)